عقائد، معمولاتِ اہلِ سنّت، عبادات و مُعاملات اور مُنجیات و مُہلکات پر
مشتمل جامع اور مُدلل کتاب "بنام"

فرض عُلوم سیکھئے

صفحات 802

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

عقائد، معمولاتِ اہلِ سنّت، عبادات ومعاملات اور مُنجیات ومُہلِکات پر
مشتمل جامع اور مدلل کتاب "بنام"

فرض علوم سیکھئے

مرتبین

مولانا عبد الجبار عطاری مدنی، مولانا سیّد عدیل ذاکر مدنی، مولانا حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی

پیش کش

المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

Islamic Research Center

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحٰبِکَ یَا حَبِیۡبَ اللہ

نام کتاب : فرض علوم سیکھئے

پیش کش : شعبۂ رسائل دعوت اسلامی

کل صفحات : 817

پہلی بار : ذوالحجہ ۱٤٤۲ھ، جولائی 2021ء تعداد: 10000 (دس ہزار)

ناشر : مکتبۃ المدینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ حوالہ نمبر: 257

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"فرض علوم سیکھئے" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

پر شعبہ تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اسے عقائد، کفریہ عبارات، اَخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ شعبہ پر نہیں۔

شعبہ تفتیش کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

28-4-2021

E mail: ilmia@dawateislami.net www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”فیضانِ فرض علوم“ کے بارہ حروف کی نسبت سے اِس کتاب کو پڑھنے کی ”12 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“[1]

مدنی پھول

۞... جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار حَمد و(2) صلوٰۃ اور(3) تعوُّذ و(4) تسمیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی عَرَبی عبارت پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)(5) رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔(6) حتَّی الوَسْع اِس کا باوُضو، قبلہ رُو مطالعہ کروں گا(7) قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا(8) جہاں جہاں "اللّٰہ" کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ(9) اور جہاں جہاں "سرکار" کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا(10) اس حدیثِ پاک "تَھَادَوْا تَحَابُّوْا ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔"[2] پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا(11) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔(12) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه (یاد رکھئے! ناشرین کو کتابوں کی اَغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

---

1 .... معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942

2 .... مؤطا امام مالک، 2/407، حدیث: 1731

اجمالی فہرست

اجمالی فہرست

کوئی دیکھ تو نہیں رہا!

حضرتِ سیِّدُنا فرقد سَبَخِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منافق جب دیکھتا ہے کہ اُسے کوئی (آدمی) نہیں دیکھ رہا تو وہ گُناہ کرڈالتا ہے۔ افسوس! کہ وہ اِس بات کا تو خیال رکھتا ہے کہ لوگ اُسے نہ دیکھیں مگر اللہ کریم دیکھ رہا ہے اِس بات کا لحاظ نہیں کرتا۔ (احیاء العلوم، ۵/ ۱۳۰)

المدینۃُ العلمیۃ کا تعارف
(Islamic Research Centre)

عالَمِ اسلام کی عظیم دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے مسلمانوں کو درست اسلامی لٹریچر پہنچانے اور اس کے ذریعے اصلاحِ فرد و معاشرہ کے عظیم مقصد کے لئے 1421ھ مطابق 2001ء کو جامعۃ المدینہ گلستانِ جوہر کراچی میں المدینۃ العلمیۃ کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا جس کا بنیادی مقصد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق شائع کروانا تھا۔ 1425ھ مطابق 2005ء میں اسے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ کراچی میں منتقل کر دیا گیا۔ امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کا عزم پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ ادارہ چھ شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ پھر ان میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ اس کی کراچی کے علاوہ ایک شاخ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، پنجاب میں بھی قائم ہو چکی ہے، دونوں شاخوں میں 120 سے زائد علما تصنیف و تالیف یا ترجمہ و تحقیق وغیرہ کے کام میں مصروف ہیں اور 2021ء تک اس کے 23 شعبے قائم کئے جا چکے ہیں:

(1) شعبہ فیضانِ قرآن (2) شعبہ فیضانِ حدیث (3) شعبہ فقہ (فقہ حنفی و شافعی) (4) شعبہ سیرتِ مصطفےٰ (5) شعبہ فیضانِ صحابہ و اہلِ بیت (6) شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات (7) شعبہ فیضانِ اولیاو علما (8) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت (9) شعبہ تخریج (10) شعبہ درسی کتب (11) شعبہ اصلاحی کتب (12) شعبہ ہفتہ وار رسالہ (13) شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی (14) شعبہ تراجم کتب (15) شعبہ فیضانِ امیر اہلِ سنّت (16) ماہنامہ فیضانِ مدینہ (17) شعبہ دینی کاموں کی تحریرات (18) دعوتِ اسلامی کے شب و روز (19) شعبہ بچّوں کی دنیا (20) شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی (21) شعبہ گرافکس ڈیزائننگ (22) شعبہ رابطہ برائے مصنفین و محققین (23) شعبہ انتظامی امور قائم ہیں۔

المدینۃ العلمیۃ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:

☆ باصلاحیت علمائے کرام کو تحقیق، تصنیف و تالیف کیلئے پلیٹ فارم مہیا کرنا اور ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا۔ ☆ قرآنی تعلیمات کو عصری تقاضوں کے مطابق منظرِ عام پر لانا۔ ☆ افادۂ خواص و عوام کیلئے علومِ حدیث اور بالخصوص شرحِ حدیث پر مشتمل کتب تحریر کرنا۔ ☆ سیرتِ نبوی، عہدِ نبوی، قوانینِ نبوی، طبِ نبوی وغیرہ پر مشتمل تحریریں شائع کرنا۔ ☆ اہلِ بیت و صحابہ کرام اور علما و بزرگانِ دین کی حیات و خدمات سے آگاہ کرنا۔ ☆ بزرگوں کی کتب و رسائل جدید منہج و اسلوب کے مطابق منظرِ عام پر لانا بالخصوص عربی مخطوطات (غیر مطبوع) کتب و رسائل کو دورِ جدید سے ہم آہنگ تحقیقی منہج پر شائع کروانا۔ ☆ نیکی کی دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو مستند مواد فراہم کرنا۔ ☆ دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں کے طلبہ کو مستند صحت مند مواد کی فراہمی نیز درسِ نظامی کے طلبہ و اساتذہ کے لئے نصابی کتب عمدہ شروحات و حواشی کے ساتھ شائع کر کے انکی ضرورت کو پورا کرنا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت و عنایت، تربیت اور عطا کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی پانے، نئی نسل کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے، انہیں باعمل مسلمان اور ایک صحت مند معاشرے کا بہترین فرد بنانے، والدین و اساتذہ اور سرپرست حضرات کو اندازِ تربیت کے درست طریقوں سے آگاہ کرتے اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں اور دین و ایمان کی حفاظت کیلئے المدینۃ العلمیۃ نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے بشمول المدینۃ العلمیۃ دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں، اداروں اور شعبوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

تاریخ: 15 شوال المکرم 1442ھ / 27 مئی 2021ء

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پُرسکون زندگی گزارنے کانسخہ حاضر ہے

سکون اور اطمینان وہ خزانہ ہے جسے ہر بے چین شخص حاصل کرنا چاہتا ہے، مخلوق نے اِس خزانے تک پہنچنے اور اِسے کھوجنے کے بہت سے راستے اپنائے ہوئے ہیں مگر وہ راستے زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر مخلوق کی طرح فانی ثابت ہوتے ہیں یہ خزانہ بھی نہیں ملتا البتہ اِسے تلاش کرنے والا مایوسی کے دَلدَل میں دھنس جاتا ہے۔

اللہ پاک نے سکون و اطمینان تک پہنچنے کا سیدھا راستہ "دینِ اسلام" عطا فرمایا ہے۔ اسلام میں دینی، دنیاوی، اُخروی، اخلاقی، ظاہری، باطنی، گھریلو، خاندانی، معاشرتی اور معاشی بلکہ ہر اعتبار سے زندگی کے تمام شعبہ جات سے وابستہ افراد کے لئے بہترین اُصول و ضوابط اور شاندار ہدایات موجود ہیں۔ صرف اسلام ہی اللہ پاک کا پسندیدہ دِین ہے،

چنانچہ پارہ 6 سورہ مائدہ کی آیت نمبر 3 میں ربِّ کریم کا فرمانِ حقیقت بنیاد ہے:

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اسی طرح پارہ 3 سورۂ اٰلِ عمران آیت نمبر 19 میں ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۫

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

ان آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دینِ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں اور حقیقی قلبی سکون بھی اسی مذہبِ حق کی قبولیّت میں ہے۔

انسان کی بے چینی اور بے اطمینانی کا بڑا بنیادی سبب لاعلمی ہے اسی لئے دین اسلام نے ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے حصولِ علم ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ علم سے بہتر کوئی چیز نہیں، علم دل کو اندھے پن سے بچا کر نورِ بصیرت و ہدایت عطا کرتا ہے، بندہ اس کے ذریعے نیک لوگوں کی منازل اور بلند درجات کو پا لیتا ہے، اس میں غور و فکر روزہ رکھنے کے برابر اور اس کا درس رات کے قیام کے برابر ہے، علم کے ذریعے ہی اللہ کی عبادت و فرمانبرداری ہوتی ہے اسی سے تمام اخلاقی، سماجی اور زندگی سے تعلق رکھنے والے دیگر امور انجام دیے جاتے ہیں۔ علم ہی کی بدولت انسان کے کردار میں نکھار، اپنی ذمہ داریوں کا احساس اور اپنے فرائض کو انجام دینے کی رغبت نصیب ہوتی ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے معاشرے میں بسنے والے افراد کو علم کی اہمیت کا احساس کس طرح دلایا؟ اس کا اندازہ لگانے کے لیے یہ حدیث ملاحظہ کیجیے: تمہارا صبح کے

وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے جانا سو رکعت نفل نماز سے بہتر ہے۔[1] ایک روایت میں یوں ارشاد ہوا: "ایمان بے لباس ہے، اس کا لباس تقویٰ، اس کی زینت حیاء اور اس کا پھل علم ہے۔"[2] اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ یعنی علم سیکھنے سے ہی آتا ہے۔[3] ایسی روایات کو پڑھ کر انسان کا دل کرتا ہے کہ وہ بھی علم حاصل کرے لیکن بسا اوقات فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کیا جاننا ضروری ہے اور کیا نہیں؟ کبھی یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی ضرورت کا علم دین حاصل تو کرنا چاہتا ہے مگر مصروفیات یا دیگر وجوہات کی وجہ سے وہ ایسا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

حصولِ علم کی اہمیت تو واضح ہوگئی لیکن یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ کون سا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟ تو اسلام نے ہمیں بتادیا کہ جو بھی ایک خوش گوار زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے یہ پانچ علوم (۱) عقائد و نظریات (۲) عبادات (۳) معاملات (۴) مُنْجِیات (یعنی اچھے اخلاق) (۵) مُہلِکات (یعنی برے اخلاق) حاصل کرے، اِن علوم کا مختصر تعارف اور اہمیت ملاحظہ کیجئے:

(1) اسلامی عقیدے: یاد رکھئے! لفظ عقیدہ "عقد" سے بنا ہے جس کا معنی ہے باندھنا یا گرہ لگانا جبکہ لغوی اعتبار سے باندھی ہوئی یا گرہ لگائی ہوئی چیز کو عقیدہ کہتے ہیں۔[4] شریعت کی اصطلاح میں عقیدہ ان دینی امور کا نام ہے جن پر دل بغیر کسی شک و شبہ اور تردد کے پختہ ہو جائے۔ کیونکہ دین کے کسی معاملے میں شک و شبہ اور تردد کفر ہے۔[5] جس سے آدمی صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان بنتا ہے، مثلاً اللہ کریم کی ذات وصفات کے قدیم ہونے۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سچے نبی ہونے، حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری نبی ہونے کے ساتھ ساتھ جنات وملائکہ، کرامات اولیا، عذاب قبر، منکر نکیر کے سوال، مرنے کے بعد اٹھنے، میزان، حوض کوثر، پل صراط اور جنت و دوزخ کے حق ہونے کا یقین رکھنا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا حضرات انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے افضل ہونے اور تمام صحابہ کرام کے عادل ہونے کا ایمان رکھنا ضروری ہے۔

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، 1/142-143

2 ... مسند الفردوس، باب الالف، 1/72، حدیث: 380

3 ... بخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، 1/41

4 ... لسان العرب، باب العین، 1/2698

5 ... الحدیقۃ الندیۃ، خطبۃ الکتاب، 1/30

(2) عبادات: عقائد کا علم حاصل کرنے کے بعد دوسری ضرورت عبادات کے علم کی ہے لہٰذا عبادت کرنے سے پہلے اس کے بارے میں علم ہونا ضروری ہے۔ مثلاً وضو، غسل، نماز کے فرائض وواجبات، حج کرنے جانا ہے تو حج کے مسائل، اللہ پاک نے مال دیا ہے توزکوٰۃ ادا کرنے کے مسائل، ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے مسائل وغیرہ سیکھنا لازم و اہم ہیں مگر ہم میں سے کئی لوگ ایسے بھی ہوں گے جو کئی کئی سالوں سے نمازیں پڑھ رہے ہوں گے مگر ہو سکتا ہے کہ انہیں نماز کے فرائض وشرائط معلوم نہ ہوں، کوئی نماز کے واجبات سے ناواقف ہوگا، کسی کی قراءت درست نہیں ہوگی تو کسی کو سجدہ کرنے کا درست طریقہ معلوم نہیں ہوگا۔ یہی حال روزہ رکھنے والوں کا ہے کہ مدتوں سے ہر سال ماہِ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ایک روزہ بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتے مگر کیا ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ روزہ کن چیزوں سے ٹُوٹ جاتا ہے؟ وہ کون سے کام ہیں جن سے روزے کا کفارہ لازم آتا ہے یا قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ اسی طرح جن خوش نصیبوں کو حج کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو کیا انہیں حج کے مسائل، عمرہ کرنا ہے تو عمرے کے مسائل معلوم ہوتے ہیں؟ بعض نادان ایسے بھی ہوتے ہیں جو حج کی معلومات حاصل کرنے کی بجائے یوں کہتے ہیں کہ بس حج کے لئے چلے جاؤ، وہاں جو سب لوگ کر رہے ہوں گے اُنہی کی دیکھا دیکھی ہم بھی کر لیں گے۔

(3) معاملات: اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم بھی پر سکون رہیں، ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بنے، ہماری دِیَانت داری کی مِثال دی جائے، ہمارے معاملات سے اُمّتِ مسلمہ کو آسانی ہو تو اس کے لئے ضَروری ہے کہ اسلامی اصول سیکھ کر ان پر عمل کریں۔ دِینِ اسلام جس طرح عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تعلیم وتربیت دیتا ہے اسی طرح مُعَاملات کے حوالے سے بھی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ یاد رکھئے! ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں اس میں ترقی کرنے کے لیے ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ ایک دوسرے کی معاونت کے بغیر دنیا میں ایک قدم بھی آگے بڑھانا مشکل ہے اس معاونت میں مضبوطی پیدا کرنے کے لئے معاملات اور روزمرہ کی ضروریات میں اسلام کی روشن تعلیمات کو سیکھنا بھی ضروری ہے، مُعامَلات مثلاً خرید و فروخت کرنے، تجارت کرنے اور اسی طرح کسی ادارے میں کام کرنا ہے تو اجیر کے، اگر کسی کو کام پہ رکھنا ہے تو اس حوالے سے اسلام کی تعلیمات کو سیکھنا بھی ضروری ہے کہ ہم جو کچھ کرنے جا رہے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اسی طرح نکاح وطلاق کے احکام سیکھنا بھی ضروری ہے۔

(5-4) منجیات ومہلکات: دینِ اسلام نے جہاں ظاہری اعمال کی اصلاح کے حوالے سے علم دین حاصل کرنا لازمی قرار دیا ہے وہیں دل کے ساتھ جن اعمال کا تعلق ہے ان کے بارے میں بھی علم حاصل کرنا لازمی قرار دیا ہے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے دل کی اصلاح پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو انسان کے تمام اعمال درست ہو جائیں اور اگر یہ ٹکڑا بگڑ جائے تو تمام اعمال میں فساد اور بگاڑ آ جاتا ہے اور وہ گوشت کا ٹکڑا "دل" ہے۔[1] معلوم ہوا کہ اگر بندہ اسلام کی حقیقت سمجھ لے اور جان لے کہ اسلام دل اور بدن دونوں کی اصلاح کی دعوت دیتا ہے، تو وہ دل کا علاج بھی ضرور کرے گا۔ حقیقتاً شروع میں بندہ اپنے ان سات اعضاء (1) زبان (2) آنکھ (3) کان (4) ہاتھ (5) پاؤں (6) پیٹ اور (7) شرم گاہ کے گناہوں سے چھٹکارا پاتا ہے۔ پھر ان اعضاء کو عبادت و اطاعت سے مزین کرتا ہے۔ کیونکہ یہی ساتوں اعضاء دل کے راستے ہیں، اگر ان پر گناہوں کے اندھیرے چھا جائیں تو دل کو سخت اور بے نور کر دیتے ہیں اور اگر یہ طاعت وعبادات کے انوار سے منور ہو جائیں، تو دل کو شفاء ونورانیت نصیب ہو جاتی ہے۔[2] انہی وجوہات کی بنا پر اصحابِ مجاہدہ وریاضت اِصلاحِ قلب کو زیادہ دُشوار خیال کرتے ہیں اور اَربابِ بصیرت اُس کی اصلاح کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان "فتاویٰ رضویہ" جلد 23، صفحہ 624 پر ارشاد فرماتے ہیں: "مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر وریا وعجب (یعنی غرور) وحسد وغیرہا اور ان کے مُعَالَجَات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔"

اگر ایک مسلمان اِن فرض علوم کو حاصل کرے اور انہی اصولوں کے مطابق زندگی گزارے تو اُس کی زندگی سے بے سکونی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اِن شاءَ اللّٰہ

اَلْحمدُ للّٰہ! دعوتِ اسلامی دینِ اسلام کی تعلیمات کو احسن انداز سے دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش میں سرفہرست ہے، خاص طور پر اس مادی ترقی کے دور میں جب آئے روز سائنسی ایجادات میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہر انسان آسانی کا طالب نظر آتا ہے، دنیوی آسائشوں کے ساتھ ساتھ انسان علمِ دین سیکھنے کے معاملے میں بھی یہی چاہتا ہے کہ اسے کم وقت میں آسان انداز میں ضروری دینی مسائل ایک جگہ دستیاب ہوں، دورِ حاضر میں بھی اس بات کی شدید حاجت تھی کہ

---

1 ... بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، 1 / 33، حدیث: 52 ملتقطا

2 ... حقائق عن التصوف، ص 26

ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں ایک عام مسلمان کو عقائد و نظریات، عبادات اور معمولاتِ اہلسنت کا ثبوت بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصر دلائل کے ساتھ میسر آسکے۔

اللہ پاک اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کے کرم اور امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے فیضان سے دعوت اسلامی کے ادارۂ تصنیف و تالیف المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Centre) نے اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا اور نہ صرف عقائد، عبادات اور معاملات بلکہ معمولاتِ اہلِ سنت اور بالخصوص وہ علوم جن کا تعلق باطن سے ہے اور ان کے بارے میں شرعی احکامات سیکھنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے، مثلاً حسد، تکبر، ریا و غیرہ کے متعلق احکامات کو بھی اس کتاب میں یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کی خصوصیات ملاحظہ کیجئے:

- عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔
- ہر باب کی نئے صفحہ سے ابتداء کی گئی ہے اور باب کو سمجھنے کے لیے ابتدائیہ بھی شامل کیا گیا ہے۔
- آیات مبارکہ کا ترجمہ کنزالایمان اور ان کی وضاحت مستند تفاسیر لی گئی ہیں۔
- موضوع کے اعتبار سے قرآنی آیات اور اَحادیثِ طیبہ اور بُزرگان دین کے اقوال کا بحوالہ اہتمام کیا گیا ہے۔
- پڑھنے والوں کی دلچسپی برقرار رکھنے کیلئے عنوانات (Headings) شامل کیے گئے ہیں۔
- عقائد و معمولات اہل سنت، عبادات و معاملات اور منجیات و مہلکات کو الگ الگ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔
- اس کتاب کے تین ابواب (عقائد، معمولات اہل سنت اور نماز کے باب) کو سوال و جواب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔۔۔
- اسلامی بہنوں سے متعلق شرعی مسائل و احکام بھی شاملِ کتاب ہیں۔
- قارئین کی آسانی کیلئے حسبِ ضرورت مشکل الفاظ پر اِعراب لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- بعض جگہ مفید حواشی اور کسی موضوع کی تفصیل پڑھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب کا نام بھی دیا گیا ہے۔
- آیات، احادیث، توضیحی عبارات اور فقہی جزئیات کے حوالے (References) دیے گئے ہیں۔
- حوالہ جات فٹ نوٹ میں دیے گئے ہیں۔
- ایک ہی نظر میں کتاب کے عنوانات دیکھنے کیلئے اجمالی فہرست (Short Index) دی گئی ہے۔

❁ پوری کتاب کے تفصیلی عنوانات دیکھنے کیلئے تفصیلی فہرست (Detailed Index) دی گئی ہے۔

❁ عام قارئین بالخصوص دعوت اسلامی کے تحت مختلف کورسز کرنے والے طلباء کی آسانی کے لئے اسباق کی نمبرنگ کر دی گئی ہے۔

❁ بعض مقامات پر قارئین کو آسانی سے سمجھانے کے لئے نقشوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

❁ اس کتاب میں بالخصوص امام صاحبان کے لئے امامت کے مسائل، امام کو کیسا ہونا چاہئے، مقتدیوں کی اصلاح کس طرح کرنی چاہئے؟ وغیرہ موضوعات بھی شامل کئے گئے ہیں۔

❁ دارالافتاء اہلِ سنت سے تفتیش شدہ مواد کو کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔

❁ اَغلاط سے بچنے کے لئے پوری کتاب کی کئی بار پروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ دیگر خصوصیات کے ساتھ زندگی کو پرسکون بنانے کے اسلامی قوانین اور اصولوں پر مشتمل یہ کتاب حاضر ہے، خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی اِسے پڑھنے کی دعوت دیجئے۔

اللہ کریم دعوت اسلامی کے تمام مدنی کاموں، شعبوں اوراداروں بالخصوص ادارۂ تصنیف و تالیف المدینۃ العلمیہ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہر مسلمان کے لئے نفع مند بنائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

معلم، استاد(Teacher)اس کتاب کو ایسے پڑھائے!

اگر آپ معلم(Teacher)ہیں تو درج ذیل امور پیشِ نظر رکھ کر سبق پڑھائیں۔

سبق کا تعارف: آپ سب سے پہلے طلبہ کو سبق کا تعارف کرائیں۔ مثلاً وضو کا سبق پڑھانا ہے تو طلبہ کو اس کی ضرورت، اہمیت، روحانی اور جسمانی زندگی میں اس کے اثرات سے آگاہ کریں۔

مقاصد: آپ سبق پڑھانے کے مقاصد پیشِ نظر رکھیں۔ کسی سبق کے مقاصد وہ ہوتے ہیں کہ سبق ختم ہونے پر طلبہ اُن امور کے قابل ہو جائیں جو سبق میں بتائے گئے ہیں۔ ہر سبق کے الگ الگ مقاصد ہوتے ہیں۔ مثلاً اذان کے مسائل پڑھانے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ اذان کے مسائل سے واقف ہوں، دوسروں کو مسائل بتانے اور اذان دینے کے قابل ہوں۔

طلبہ کی جانچ: سبق پڑھانے سے پہلے آپ طلبہ کی جانچ کریں کہ وہ سبق کے بارے میں کتنا جانتے ہیں۔ تاکہ آپ انھیں حاصل شدہ علم سے آگے کی تعلیم دیں۔ کیونکہ آپ پہلے سے حاصل کئے ہوئے علم کو دوبارہ پڑھائیں گے تو طلبہ دلچسپی کم لیں گے اور بوریت کا شکار ہوں گے۔ طلبہ کی جانچ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان سے موضوع کے بارے میں سوالات کریں۔

طریقۂ تدریس: آپ تقریری انداز اور سوال جواب کے ذریعے سبق سمجھائیں۔ الحمدُ للہ! کتاب میں سوال وجواب کا اہتمام کا گیا ہے: مثلاً کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے؟ پھر جواب دیں، نہیں۔ طلبہ میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے آپ سبق کے دوران طلبا سے سوالات بھی کرتے رہیں، موضوع کے مطابق طلباء کے ذہن میں جو سوال آئے اس کا بھی جواب دے دیجئے۔

سبق کا دورانیہ: سبق پڑھانے کا جتنا دورانیہ آپ کو دیا جائے اسی کے مطابق پورا سبق پڑھائیں۔ اس کے لئے آپ پہلے سے چند مرتبہ سبق پڑھ لیں تاکہ پورا سبق آپ کے ذہن نشین ہو جائے اور پڑھاتے وقت سبق سے غیر متعلق امور سے بچیں۔ سبق ختم ہونے کے بعد آپ طلبہ سے سوالات پوچھیں۔ اگر کوئی طالبِ علم کسی سوال کا جواب درست نہ دے تو دوسرے طالبِ علم سے پوچھیں، دونوں کا جواب سننے کے بعد آپ ایک بار پھر جواب بتائیں۔

فوائد: آپ طلبہ کو بتائیں کہ اس سبق کے کیا کیا فائدے ہیں۔

مستقبل میں استعمال: آپ طلبہ کو بتائیں کہ سبق سے سیکھی ہوئی باتوں کا مستقبل میں کیا کیا استعمال ہو سکتا ہے۔

معاون چیزیں: وائٹ بورڈ / وائٹ بورڈ مارکر / ڈسٹر، نقشہ۔

سبق کی منصوبہ بندی:

تعارف: سبق کا کچھ تعارف کرایا جائے۔ مثلا: اس سبق میں نماز پڑھنے کی اہمیت، اس کے فوائد، نہ پڑھنے کے نقصانات، اس کی شرائط، فرائض، واجبات، سنتیں، مستحبات، مفسدات بیان کئے گئے ہیں۔

مقاصد / ہدف: یہاں سبق میں موجود علم اور اس پر عمل کا ذکر کیا جائے۔

مثلا: وضو کا بیان: مقاصد: وضو کے فرض، سنتیں، وضو توڑنے والی چیزوں کا علم ہو، بیان کردہ احکام پر عمل کریں۔ آیت، حدیث اور شرعی اصطلاحات سے واقفیت ہو۔

موضوعات: یہاں ضمنی موضوع کے نام ذکر کئے جائیں۔ مثلا: نماز کے اوقات، شرائط، فرائض، مفسدات

فائدہ: یہاں سبق سے حاصل ہونے والے فوائد لکھیں۔ مثلا: شریعت کے مطابق وضو کرنے کا علم حاصل ہو گا اور درست طریقے سے وضو کر سکیں گے۔

مستقبل میں استعمال: گھر کے افراد اور دوسروں کو اس بارے میں درست معلومات دے سکیں گے اور بچوں کو وضو کرنا سکھا سکیں گے۔

سبق کا خلاصہ: سبق کے آخر میں ایک پیرگراف میں خلاصہ بیان کیا جائے۔ مثلا: اس سبق میں آپ نے نماز کی شرائط، تکبیر تحریمہ۔۔۔۔۔۔ فرائض۔۔۔ سنتیں سیکھیں۔

جائزہ: سبق کے اختتام پر اہم بات پر سوال قائم کئے جائیں کہ آپ نے کیا سیکھا۔ مثلا:

مندرجہ ذیل سوالوں کے ذریعے خود کو پرکھیں۔

کیا آپ کو علم ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ ہاں / نہیں / پتا نہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آخری نبی و رسول ہیں؟ ہاں / نہیں / پتا نہیں۔

پہلا باب

اسلامی عقیدے

اس باب میں آپ پڑھیں گے

تعریفات

ایمان کی تعریف	ایمان لغت میں تصدیق کرنے (یعنی سچا ماننے) کو کہتے ہیں۔[1] ایمان کا دوسرا لغوی معنی ہے: اَمن دینا۔ چُونکہ مومن اچّھے عقیدے اِختیار کرکے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اس لئے اچّھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔[2] اور اِصطِلاحِ شَرع میں ایمان کے معنیٰ ہیں: سچّے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضَروریاتِ دین سے ہیں۔[3] اور اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: محمدٌ رّسولُ اللہ کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صِدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مُقِر (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب (یعنی جھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔[4]
ضَروریاتِ دین	ضَروریاتِ دین، اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ کریم کی وَحدانیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبُوت، نَماز، روزے، حج، جنّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرہ۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتَمُ النَّبِیّٖن ہیں حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔
کفر کی تعریف	کُفر کا لغوی معنیٰ ہے: کسی شے کو چھپانا۔[5] اِصطِلاح میں کسی ایک ضَرورتِ دینی کے انکار کو بھی کفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔[6] جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو

1 ... تفسیر قرطبی، پ 1، البقرہ، تحت الآیۃ: 3، 1/147

2 ... تفسیر نعیمی، پ 1، البقرہ، تحت الآیۃ: 3، 1/98

3 ... بہارِ شریعت، 1/172، حصہ: 1 ماخوذاً

4 ... فتاویٰ رضویہ، 29/254

5 ... المفردات، کتاب الکاف، ص 433

6 ... بہارِ شریعت، 1/172، حصہ: 1 ماخوذاً

	تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیت یا ختمِ نبوّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخِری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔
شرک کی تعریف	اللہ کریم کے سوا کسی کو واجِبُ الوُجُود یا مستحقِ عبادت (یعنی کسی کو عبادت کے لائق) جاننا یعنی اُلوہیّت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدترین قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں۔[1]
ولی کی تعریف	حضرت سیِّدُنا علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو ممکنہ حد تک اللہ اور اس کی صفات کا عارف ہو، اس طرح کہ اللہ کی ہمیشہ عبادت کرتا ہو اور ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کرتا ہو، لذات اور شہوات میں انہماک اور استغراق سے بچتا ہو۔[2] امام فخر الدین ابوعبد اللہ محمد بن عمر رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ولی کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجا لاتا ہو۔ مزید فرماتے ہیں: جب بندہ اللہ کا قربِ خاص پالیتا ہے اور اس کی معرفت میں مستغرق ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال تک نہیں گزرتا اور اس حال میں اسے مکمل ولایت حاصل ہو جاتی ہے اور جب اسے یہ مقام مل جاتا ہے تو پھر اس کو کسی شے کا خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی چیز کے سبب غمگین ہوتا ہے۔[3]
معجزہ	نبی سے بعد دعویٔ نبوت خلافِ عادت صادر ہونے والی چیز کو جس سے سب منکرین عاجز ہو جاتے ہیں اسے معجزہ کہتے ہیں۔
اِرہاص	نبی سے جو بات خلافِ عادت نبوت سے پہلے ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں۔
کرامت	ولی سے جو بات خلافِ عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔
اِستِدراج	بے باک فُجّار یا کفار سے جو بات ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔[4]

1 ... بہارِ شریعت، 1/183، حصہ: 1 ملخصا
2 ... شرح العقائد، کرامات الاولیاء حق، ص 316
3 ... تفسیر کبیر، سورۂ یونس، تحت الآیۃ: 62، 6/276
4 ... بہارِ شریعت، 1/58، حصہ: 1 ماخوذا

سبق نمبر1 توحیدِ الٰہی کا بیان

اسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے اہم ترین عقیدہ عقیدۂ توحید ہے۔توحید کا معنی دل سے تصدیق کرنا(ماننا) اور زبان سے اس اَمر کا اقرار کرنا کہ ہمیں اور تمام عالم کو پیدا کرنے والی ذات ایک ہے اور وہ اللہ رَبُّ الْعِزَّت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔ اللہ پاک کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اس کی ذات کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے، خصوصاً مصیبتوں میں، بیماریوں میں، موت کے قریب اکثر یہ فطرتِ اصلیہ ظاہر ہو جاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رُجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آ ہی جاتا ہے۔ تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کرکے یہ یقین کرلیتا ہے کہ بے شک یہ آسمان و زمین، ستارے اور سیّارے، انسان و حیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر کوئی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرُّف کرتا ہے، کیونکہ جب ہم کسی تخت یا کرسی وغیرہ کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ اِنہیں کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے اگرچہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا۔ عرب کے ایک بدُّو نے خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کے گزرنے کا یقین ہو جاتا ہے اور نقشِ قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان بُرجوں والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اللہ کے صانِعِ عالَم ہونے کا یقین کیونکر نہ ہوگا؟ فی الواقع زمین و آسمان کی پیدائش، رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام، اِن کی مخصوص گردش، اس بات کی کھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے جو بڑی زبردست قوّت و قدرت والا اور بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضۂ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

توحیدِ الٰہی قرآن کی روشنی میں

اللہ کریم کی وَحدانیت کے ثبوت، ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل (بشرطیکہ عقل صحیح ہو) خدائے رحمن کے ایک ہونے کا یقین رکھتی ہے، اسی لئے دنیا کے بڑے بڑے حکماء اور فلسفی ایک خدا کے قائل ہیں، دوسرے ثبوت وہ ہیں جن کو قرآنِ کریم نے مختلف مقامات پر بیان کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

{1}

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۠ (۱۶۳) (پ2،البقرۃ:163)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

{2}

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىٕمًۢا بِالْقِسْطِؕ

(پ3،آل عمران:18)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے گواہی دی کہ اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

{3}

لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَاۚ

(پ17،الانبیاء:22)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہوتے۔

{۴}

اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَۙ (۹۱)

(پ18،المؤمنون:91)

ترجمۂ کنزالایمان: یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لیجاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی (برتری) چاہتا پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے ایک ہونے کا یقین ہر شخص کو ہونا چاہیے۔ آیئے! اب جانتے ہیں کہ اللہ کریم کے متعلق ہمارے عقائد کیا ہیں:

سوال توحید کسے کہتے ہیں؟

جواب توحید کا لغوی معنی "ایک ماننا" ہے، شریعت میں توحید سے مراد دل سے تصدیق (ماننا) اور زبان سے اس امر کا اقرار کرنا کہ ہماری اور تمام عالم کی پیدا کرنے والی ذات ایک ہے اور وہ ذات اللہ ربُّ العزّت ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں، نہ حکومت میں، نہ عبادت میں۔[1]

1 ...ہمارا اسلام، حصہ:3، ص93

سوال اللہ پاک کے موجود ہونے پہ کیا دلیل ہے؟

جواب اللہ پاک کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔ خصوصاً مصیبتوں میں، بیماریوں میں، موت کے قریب، اکثر یہ فطرتِ اصلیہ ظاہر ہو جاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آ ہی جاتا ہے۔

سوال دنیا کی کن چیزوں سے خدا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے؟

جواب تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کرکے یقین کرلے گا کہ بے شک یہ آسمان و زمین، ستارے اور سیارے، انسان و حیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں۔ آخر کوئی ہستی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس طرح چاہتا ہے، ان میں تصرّف کرتا ہے، جب ہم کسی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیزوں کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا۔ ایک عرب کے بدّو (دیہاتی) نے کیا خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کا یقین ہو جاتا ہے اور نقشِ قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان بُرجوں والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اللہ پاک کے صانِعِ عالَم (جہان کو پیدا کرنے والا) ہونے کا یقین کیونکر نہ ہوگا؟ فی الواقع آسمان و زمین کی پیدائش، رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام، ان کی مخصوص گردش، اس بات کی کھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے، جو بڑی زبردست قوّت و قدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور بااختیار ہے، جس کے قبضۂ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔[1]

سوال توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

جواب توحید کے چار مرتبے ہیں:

(1) اللہ پاک کے سوا کسی کو واجب الُوجود نہ سمجھنا۔ (2) تمام روحانی اور مادی عالَم کا خالق سوائے اللہ پاک کے کسی کو نہ جاننا۔ (3) آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر و تصرّف کو اللہ کریم ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا۔ (4) اللہ پاک کے سوا کسی کو مستحقِ عبادت نہ سمجھنا۔[2]

---

1 ... ہمارا اسلام، حصہ: 3، ص 93

2 ... ہمارا اسلام، حصہ: 3، ص 95

سوال اللہ پاک کا ذاتی اور صفاتی نام کیا ہے؟

جواب خدائے پاک کا ذاتی نام اللہ ہے، اس کو اسمِ ذات بھی کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا اور نام جو اس کی کسی صفت کو ظاہر کرے اسے صفاتی نام یا اسمائے صفات کہتے ہیں۔

سوال ربِّ کریم کے کتنے نام ہیں؟

جواب اس کے نام بے شمار ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کریم کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوا۔(1)

سوال ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا کے لیے بولے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب اللہ کریم کے لیے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن و حدیث میں نہ آیا ہو جائز نہیں جیسے کہ خدا کو سخی یا رفیق کہنا، اسی طرح دوسری قوموں میں جو اس کے نام مقرر ہیں اور خراب معنی رکھتے ہیں یہ بھی اس کے لیے مقرر کرنا ناجائز ہے، جیسے کہ خدا کو رام یا پرماتما کہنا۔(2)

سوال کیا یہ دنیا ہمیشہ سے ہے؟

جواب نہیں، کیونکہ یہاں کی ہر چیز کیلئے ایک عمر ہے۔ پہلے وہ پیدا ہوتی ہے اور جب تک اس کی عمر ہے باقی رہتی ہے، پھر فنا ہو جاتی ہے۔(3)

سوال دنیا کی چیزیں پیدا اور فنا کرنے والا کون ہے؟

جواب اللہ پاک۔

سوال کیا اکیلے اُسی نے ساری دنیا بناڈالی یا اور کوئی بھی اس کے ساتھ شریک ہے؟

جواب کوئی اس کا شریک نہیں، سب اس کے بندے اور اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے، اس کی قدرت والا ہے، کوئی ذرّہ اس کے حکم کے بغیر ہل نہیں سکتا۔(4)

---

1 ... مسلم، کتاب الذکر والدعاء... الخ، باب فی اسماء اللہ... الخ، ص1104، حدیث:6809

2 ... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص96

3 ... کتاب العقائد، ص14

4 ... کتاب العقائد، ص14

سوال کیا ماں باپ سے بڑھ کر بھی کوئی مہربان ہے؟

جواب اللہ پاک ماں باپ سے بڑھ کر بلکہ سب سے زیادہ مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

سوال اللہ پاک کے بارے میں یہودی، عیسائی اور مشرکین کیا کہتے ہیں؟

جواب یہودی حضرت عُزَیر عَلَیْہِ السَّلَام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ پاک کا بیٹا کہتے ہیں، اسی طرح مشرکین فرشتوں کو اللہ پاک کی بیٹیاں کہتے ہیں اور اس کے ساتھ مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ یہ سب کفر ہے اور مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کفار و مشرکین جیسا اسے ماننے کا حق ہے سچے دل سے اس طرح نہیں مانتے، کفریّہ و شِرکیہ اقوال و افعال میں مبتلا رہتے ہیں، بُرے عقیدے رکھتے ہیں اور ہاں نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوّت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ان پر ایمان لاکر اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی ہر ہر بات کو سچے دل سے قطعی (یقینی) تصدیق کرنا ہی اسلام میں داخل ہونے اور نجات کے لئے ضروری ہے، اس سے انکار کرتے ہیں۔[1]

سوال مسلمان اللہ پاک کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ پاک یکتا ہے، وہ نہ کسی کا باپ، نہ بیٹا، نہ اس کی کوئی بیوی، نہ رشتہ دار، وہ سب سے بے نیاز ہے اور ساری مخلوق اس کی پیدا کَردہ اور اسی کی محتاج ہے وہ سارے عالَم کا پاک پروردگار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔[2]

سوال ہم اللہ پاک کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟

جواب اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں۔ اس کی نعمتیں اور اس کے احسان بے انتہا ہیں، اس کی ذات ہی اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، وہ عالمین کا ربّ ہے، سارے عالَم کا خالق و مالک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔[3]

سوال اللہ پاک کے بارے میں کچھ اور عقائد بھی بتائیں جن کا جاننا ضروری ہے؟

---

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلِ سنت، ص10

2 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلِ سنت، ص10

3 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلِ سنت، ص10

جواب: وہ ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر عیب ونقصان اور برائی سے پاک ہے۔وہ ظاہر اور چھپی ہر چیز کو جانتا ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔جیسے اس کی ذات یعنی وہ خود ہمیشہ سے ہے اس کی تمام صفات (خوبیاں) بھی ہمیشہ سے ہیں۔اللہ پاک ہمیشہ سے زندہ، قدرت والا، سننے والا، دیکھنے والا، کلام کرنے والا، ارادہ فرمانے والا ہے، وہی تمام جہان کا بنانے والا ہے۔آسمان، زمین، چاند، تارے، آدمی، جانور اور جتنی چیزیں ہیں سب کو اُسی نے پیدا کیا۔وہی پالتا ہے سب اُسی کے محتاج ہیں۔[1]

سبق نمبر2 ذات وصفات کا بیان

سوال: قدیم کسے کہتے ہیں؟

جواب: قدیم وہ جو ہمیشہ سے ہے اور ازلی کے بھی یہی معنی ہیں۔اور جس طرح اس کی ذات قدیم، ازلی واَبدی ہے، اسی طرح اس کی صفات بھی قدیم، اَزَلی واَبدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادِث ہیں۔[2] جو عالَم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حادِث ہونے میں شک کرے وہ کافر ومشرک ہے جیسے آریہ، کہ رُوح اور مادّہ کو قدیم مانتے ہیں یقیناً وہ مشرک ہیں۔(حادِث وہ شے ہوتی ہے جو پہلے نہ ہو اور پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو، اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں)۔[3]

سوال: باقی کے معنی کیا ہیں؟

جواب: باقی وہ جو ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں۔[4] اور یہ تمام صفات صرف اللہ پاک ہی کی ذات کے لیے ثابت ہیں۔[5]

سوال: ربِّ کریم کی ذات کے سوا اور کیا چیزیں قدیم ہیں؟

جواب: جس طرح اس کی ذات قدیم، ازلی، ابدی ہے اس کی صفات بھی قدیم ازلی، ابدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا

1... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلِ سنت، ص11

2... منح الروض الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر، ص23، شرح العقائد النسفیۃ، ص24

3... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص95-96 ملتقطا

4... پ20 سورۃ القصص، آیت:88، المسامرۃ بشرح المسایرۃ، الاصل الثانی والثالث، ص22-24

5... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص95

سب چیزیں حادث ہیں، جو عالم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حادث ہونے میں شک کرے، وہ کافر و مشرک ہے جیسے آریہ کہ وہ روح اور مادہ کو قدیم جانتے ہیں یقیناً مشرک ہیں۔[1]

سوال اللہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب اللہ، خدا کے لئے اسمِ ذات ہے، جو واجبُ الوجود ہے اور ہر کمال و خوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقص ہے، پاک ہے، تمام صفاتِ کمالیہ اس میں موجود ہیں۔[2]

سوال صفاتِ کمالیہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب ربِّ کریم واجبُ الوجود ہے، اس کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں سے آراستہ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے، تو اس کمالِ ذاتی کے لیے جن جن صفات سے اس کی ذات کا متصف (موصوف) ہونا ضروری ہے، ان صفات کو صفاتِ کمالیہ کہتے ہیں۔[3]

سوال صفاتِ کمالیہ کتنی ہیں؟

جواب اللہ کریم کی ذات میں بہت سی صفتیں ہیں جن میں اہم صفتیں نو ہیں، باقی صفات انہی نو صفتوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت آجاتی ہیں اور وہ نو صفتیں یہ ہیں۔ (1) حیات (2) قدرت (3) ارادہ و مشیت (4) علم (5) سمع (6) بصر (7) کلام (8) تکوین و تخلیق (9) رزّاقیت۔[4]

سوال حیات کے کیا معنی ہیں؟

جواب وہ حیّ ہے یعنی خود زندہ ہے اور تمام چیزوں کو زندگی بخشنے والا، پھر جب چاہتا ہے ان کو فنا کر دیتا ہے۔[5]

سوال اللہ پاک قدرت والا ہے اس بارے میں کچھ بیان کریں؟

---

1 ... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص96
2 ... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص167
3 ... ہمارا اسلام، حصہ:3، ص167
4 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص168
5 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص168

جواب سارے اختیارات کامالک اللہ پاک ہی ہے۔روزی دینا، زندگی دینا، موت دینا اس کے اختیار میں ہے۔وہ سب کا مالک ہے، جو چاہے کرے اس کے حکم میں کوئی خلل نہیں ڈال سکتا، گناہ معاف فرمانے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بغیر اُس کے چھوڑے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ عزّت، ذِلّت اس کے اختیار میں ہے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلیل کرے، جسے چاہے امیر کرے، جسے چاہے فقیر کرے۔ جو کچھ کرتا ہے حکمت ہے، انصاف ہے، اس کا ہر کام حکمت ہے، بندوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔[1]

سوال کیا اللہ پاک جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے؟

جواب اللہ پاک ہر اس چیز سے جس میں عیب و نقصان ہو پاک ہے۔یعنی عیب و نقصان کا اس میں پایا جانا محال (ناممکن) ہے۔ مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل (ناجاننا)، بے حیائی وغیرہا عیوب اس پر قطعاً محال (ناممکن) ہیں۔[2] اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال (ناممکن) کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے۔ اور کذب (جھوٹ)، جھوٹ تو ایسا گندا، ناپاک عیب ہے جس سے تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے، بلکہ بھنگی، چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے شرماتا ہے۔ تو کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے۔[3]

سوال ارادہ و مشیت کے کیا معنی ہیں؟

جواب اللہ پاک مرید ہے یعنی اس میں ارادہ کی صفت پائی جاتی ہے، اس کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے ہی سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے ارادہ اس سے فعل صادر ہو جاتے ہوں، اللہ پاک کے ازلی ارادہ کے ماتحت ہی ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب و ضروری نہیں کہ جس کے کرنے پر مجبور ہو۔ مالک ہے جو چاہے کرے، جو چاہے حکم دے۔[4] مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے۔

---

1 ... کتاب العقائد، ص12 بتغیر قلیل

2 ... المسامرۃ بشرح المسایرۃ، ص393

3 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص168 ملتقطا

4 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص169 ملتقطا

سوال صفتِ علم کے کیا معنی ہیں؟

جواب اللہ پاک علیم ہے یعنی اس کو صفتِ علم حاصل ہے، اس کا علم ہر شے کو محیط ہے، ہر چیز کی اس کو خبر ہے، جو کچھ ہورہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے، پوری تفصیل کے ساتھ ان سب کو ازل میں جانتا تھا، اب (بھی) جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ اشیاء بدلتی ہیں، اس کا علم نہیں بدلتا، ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں، اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں، وہ غیب وشہادت سب کو یکساں جانتا ہے، علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔[1]

سوال صفتِ سمع وبصر سے کیا مراد ہے؟

جواب اللہ پاک سمیع وبصیر ہے یعنی اس میں صفتِ سماعت وصفتِ بصارت ہے۔ ہر پست سے پست آواز تک کو سنتا ہے اور ہر باریک سے باریک کو دیکھتا ہے، وہ ہر موجود کو سنتا اور ہر موجود کو دیکھتا ہے۔[2]

سوال صفتِ کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب اللہ پاک متکلم ہے یعنی اس کو کلام کرنے کی صفت حاصل ہے، جس چیز کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے، انبیاء سے جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جس طرح وہ بے کان کے سنتا ہے اور بے آنکھ کے دیکھتا ہے اسی طرح وہ بغیر زبان کے بولتا ہے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک۔ اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور مثل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی قدیم ہے، تمام آسمانی کتابیں اور یہ قرآنِ عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصاحف میں لکھتے ہیں، اسی کا کلام قدیم بلا صوت (بغیر آواز) ہے، اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا، سننا اور حفظ کرنا حادث ہے، اور جو ہم نے پڑھا لکھا اور سنا اور جو ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے۔[3]

سوال یہ سات صفات جو اوپر گزریں انہیں کیا کہتے ہیں؟

جواب حیات، قدرت، سمع، بصر، علم، ارادہ اور کلام، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ کہلاتی ہیں۔[4]

---

1 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص169

2 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص170 ملتقطا

3 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص170

4 ... فقہ الاکبر، ص15-19-الحدیقۃ الندیۃ، 1/ 251-256

سوال تکوین و تخلیق سے کیا مراد ہے؟

جواب تکوین و تخلیق سارے جہان کو پیدا کرنے کا نام ہے، اللہ پاک سارے جہان کا خالق ہے یعنی تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز وہی پیدا کرے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ اور عالم کا مادہ (آگ، پانی، ہوا، خاک جنہیں عناصرِ اربعہ کہتے ہیں) سب اسی کی مخلوق ہے، چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی آلہ کا محتاج نہیں، نہ اس کو کسی مدد کی ضرورت ہے۔ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کُن (ہوجا) کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔ انسانوں کے کام اور عمل بھی سب اس کے مخلوق ہیں، ذوات ہوں، خواہ افعال، سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔[1] مارنا، جِلانا (زندہ کرنا)، صحت دینا، بیمار (کر) ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا، وغیرہا صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفاتِ فعلیہ بھی کہتے ہیں، ان سب کو صفاتِ تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیے۔[2]

سوال صفتِ رزاقیت سے کیا مراد ہے؟

جواب اللہ پاک رزّاق ہے، وہی تمام ذی روح کو رزق دینے والا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے، وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ بتدریج اس کے کمالِ مقدار تک پہنچاتا ہے۔ وہ رب العالمین ہے یعنی تمام عالم کا پرورش کرنے والا، حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے، ملائکہ وغیرہم وسیلے اور واسطے ہیں۔[3]

سوال صفاتِ سلبیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب صفاتِ سلبیہ وہ ہیں جن سے اللہ پاک کی ذات مبرا اور پاک ہے۔ مثلاً وہ جاہل نہیں، بے اختیار و بے کس نہیں، کسی بات سے معذور وعاجز نہیں، اندھا نہیں، بہرا نہیں، گونگا نہیں، ظالم نہیں مجسم یعنی جسم والا نہیں، زمانی و مکانی، جہت و مکان و زبان و حرکت و سکون و شکل و صورت اور تمام حوادث سے پاک ہے۔ کھانے پینے اور تمام حوائج بشری (انسانی حاجتوں) اور ہر قسم کے تغیر و تبدل، حدوث و احتیاج سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں حلول کیے ہوئے ہے کہ کسی چیز

---

1 ... پ13، سورالرعد، آیت:16 ، پ23، سورۃ الصافات، آیت :96، شرح العقائد النسفیہ، ص76

2 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص170

3 ... پ27، سورۃ الذٰریٰت، آیت:58، تفسیر بغوی، پ30، تحت الآیۃ: فالمدبرات امرا، 4/411- ہمارا اسلام، حصہ:4، ص171

میں سما جائے، نہ اس میں کوئی چیز حلول کیے ہوئے کہ اس میں پیوست ہو جائے، یونہی وہ ذات کسی کے ساتھ متحد بھی نہیں جیسے کہ برف پانی میں گھل کر ایک ہو جاتی ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے، نہ کسی کا بیٹا، نہ اس کے لیے بی بی ہے، نہ اس کا کوئی ہمسر و برابر۔ [1]

سوال ربِّ کریم کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟

جواب دنیا کی زندگی میں اللہ کریم کا دیدار نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے۔ [2]

جس سے اہلِ جنت کی آنکھیں روشن ہوں گی اور دیدارِ الٰہی سے بڑھ کر انہیں کوئی نعمت و دولت پیاری نہ ہو گی۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام بلکہ اولیاء کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امام اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔ اللہ پاک یہ دولت ہمیں بھی میسر فرمائے۔ آمین۔ [3]

سوال کیا اللہ پاک کو اپنے افعال میں کسی غرض یا سبب کی احتیاج ہوتی ہے؟

جواب اللہ کریم کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن کی تفصیل وہی خوب جانتا ہے، خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لیے کوئی غرض نہیں کہ غرض اس فائدے کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال علت و سبب کے محتاج ہیں۔ اس نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنا دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں، دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔ کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جا سکتا تھا، اسے ارشاد ہوا: اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا، ابراہیم پر اور وہ آگ گلزار بن گئی۔ [4]

---

1 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص171

2 ... فقہ اکبر، ص83

3 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص172

4 ... ہمارا اسلام، حصہ:4، ص172

سبق نمبر3 شِرک کا بیان

شِرک ایک ایسا گھناؤنا فعل ہے کہ جو کسی ایک شریعت میں بھی ایک لمحے کے کروڑویں حصے کے لئے بھی جائز قرار نہیں دیا گیا۔جائز قرار بھی کیسے دیا جا سکتا تھا کہ شِرک تو اَکْبَرُ الْکَبائر(کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ) ہے۔شرک ایمان کی ضِد ہے۔ جیسے اندھیرا اُجالا، رات دن ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ایسے ہی شرک اور ایمان اسلام کی چھتری کے نیچے ہرگز ہرگز جمع نہیں ہوسکتے۔ قرآنِ پاک میں مشرک کے انجام کو ایک مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی بلند و بالا مقام سے زمین پر گر پڑے تو پرندے اس کی بوٹی بوٹی نوچ کر لے جاتے ہیں یا پھر ہَوا اُس کے اَعضا کو علیحدہ علیحدہ کر کے دور کسی وادی میں پھینک دیتی ہے اور یہ ہلاکت کی عبرت ناک اور بدترین صورت ہے۔ اسی طرح جو شخص ایمان کے بعد شرک کرتا ہے تو وہ ایمان کی بلندی سے کفر کی وادی میں گر پڑتا ہے پھر بوٹی بوٹی لے جانے والے پرندے کی طرح نفسانی خواہشات اس کی فکروں کو مُنتَشِر کر دیتی ہیں یا ہَوا کی طرح آنے والے شیطانی وسوسے اسے گمراہی کی وادی میں پھینک دیتے ہیں یوں مشرک اپنے آپ کو بدترین ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ اللہ پاک مشرک کی مغفرت نہیں فرمائے گا، جیسا کہ ربِّ کریم نے ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا(۱۱۶) (پ5،النساء:116)

تَرجَمۂ کنزُالایمان: اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

یادرکھئے! شرک ایسی بیماری ہے کہ جو بندے پر جنّت کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کروا دیتی ہے اور دوزخ کو دائمی ٹھکانا بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُؕ-وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ(۷۲) (پ6،المائدہ:72)

تَرجَمۂ کنزُالایمان: بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنّت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

شرک احادیث کی روشنی میں

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یوں نصیحت فرمائی: لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ یعنی اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔[1]

پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کیا میں تمہیں اَکْبَرُ الْکَبائر (یعنی سب سے بڑے کبیرہ گناہوں) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ گناہ اللہ کریم کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہیں۔[2]

اللہ پاک کے آخری نبی، محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: اے لوگو! شرک سے بچتے رہنا کیونکہ یہ چیونٹی کی آواز سے زیادہ مخفی ہے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم شرک سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ دعا پڑھ لیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُه، یعنی اے اللہ! ہم دانستہ طور پر کسی کو تیرا شریک ٹھہرانے سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور نادانستہ طور پر ایسا کرنے پر تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔[3]

سوال شرک کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب شرک کا معنیٰ ہے: اللہ پاک کے سوا کسی کو واجِبُ الوُجُود یا مستحقِ عبادت (عبادت کے لائق) جاننا یعنی اُلوہِیَّت میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدترین قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں۔[4]

سوال اوپر واجب الوجود کی اصطلاح بیان کی اس کے معنی بھی بتادیجئے؟

جواب واجِبُ الوُجُود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وُجود (یعنی "ہونا") ضروری اور عَدَم مُحال (یعنی نہ ہونا غیر ممکن) ہے یعنی (وہ ذات) ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں، کسی نے اِس کو پیدا نہیں کیا بلکہ اِسی نے سب کو پیدا کیا

---

1 ... مسند امام احمد، مسند الانصار، 8/249، حدیث: 22136

2 ... بخاری، کتاب الشہادات، باب ما قیل فی شہادۃ الزور، 2/194، حدیث: 2654 ملتقطاً

3 ... معجم اوسط، 2/340، حدیث: 3479

4 ... بہارِ شریعت، 1/183 حصہ 1 ملخصاً

ہے۔جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ پاک کی ذات ہے۔[1]

سوال شرک کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب شرک کی تین اقسام ہیں:(1) جس طرح اللہ کریم وُجود میں کسی کا محتاج نہیں ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اس کی صفات بھی ہمیشہ سے ہیں ہمیشہ رہیں گی اس طرح کسی کا وُجود ماننا شرک ہے۔(2) جس طرح اللہ کائنات کا خالق ہے اسی طرح کسی اور کو کائنات کا خالق یا اس کی تخلیق میں شریک ماننا شرک ہے۔(3) اللہ پاک کے علاوہ کسی کو عبادت کے لائق سمجھنا شرک ہے۔

سوال جائز اُمور کو شرک کہنے والوں سے میل جول رکھنا کیسا؟

جواب جو مسلمان کو مشرک و کافر کہے حدیث شریف میں آیا کہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔[2] اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسوں سے (جو بلاوجہ مسلمانوں کو بات بات پر شرک و بدعت کے حکم لگاتے ہیں) دور رہیں کہ حدیثِ مبارکہ میں بدمذہبوں سے دور رہنے اور ان کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے، سلام کرنے وغیرہ دیگر معاملات سے منع فرمایا گیا ہے۔رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:”بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔“[3]

سبق نمبر4 نبوّت کا بیان

اللہ کریم نے لوگوں کو کفر و شرک، گمراہی اور بد عملی سے بچانے، ایمان والوں کو جنت کی بشارت دینے، کفر و انکار پر عذاب کی وعید سنانے کے لئے اپنے مقرب و محبوب بندوں کو نبوت و رسالت کا منصب عطا فرما کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا، کیونکہ انبیاء کرام کائنات کی عظیم ترین ہستیاں اور انسانوں میں ہیرے موتیوں کی طرح جگمگاتی شخصیات ہیں، انہیں خدا نے وحی کے نور سے روشنی بخشی، حکمتوں کے سرچشمے ان کے دلوں میں جاری فرمائے اور سیرت و کردار کی وہ بلندیاں عطا فرمائیں جن کی تابانی سے مخلوق کی آنکھیں حیرت میں ہیں، ان کی ربانی سیرتوں، راہ خدا میں کاوشوں اور خدائی پیغام

1 ... ہمارا اسلام حصہ سوم ص87

2 ... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم: یاکافر، ص54، حدیث:216

3 ... مسلم، مقدمۃ، باب النہی عن روایۃ عن الضعفاء... الخ، ص17، حدیث:16

پہنچانے میں اٹھائی گئی مشقتوں میں تمام انسانیت کے لئے عظمت، شوکت، کردار، ہمت، حوصلے اور استقامت کا عظیم درس موجود ہے۔ ان کی سیرت کا مطالعہ آنکھوں کو روشنی، روح کو قوت، دلوں کو ہمت، عقل کو نور، سوچ کو وسعت، کردار کو حسن، زندگی کو معنویت، بندوں کو نیاز اور قوموں کو عروج بخشتا ہے۔[1][2]

سوال نبی کسے کہتے ہیں؟

جواب اللہ کریم نے مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے بھیجا ان کو ”نبی“ کہتے ہیں اور انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی وہ بشر (انسان) ہیں جن کے پاس اللہ کریم کی طرف سے وحی آتی ہے۔

سوال رسول کسے کہتے ہیں؟

جواب انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سے جو نئی شریعت لائے اُسے رسول کہتے ہیں۔

سوال وحی کیا ہوتی ہے؟

جواب وحی کا لغوی معنی ہے پیغام بھیجنا، دل میں بات ڈالنا، خُفیہ بات کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں وحی اُس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ پاک کی طرف سے نازل ہوا ہو۔

سوال پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب ان میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ زمین و آسمان میں فرق ہے۔ نبی و رسول، خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں، ان کی نگرانی اور تربیت خود اللہ پاک فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ عالی نسب، عالی حسب (یعنی بلند سلسلۂ خاندان) انسانیت کے اعلیٰ مرتبے پر پہنچے ہوئے، خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیز گار، تمام اخلاقِ حسنہ سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دور رہنے والے ہوتے ہیں۔ انہیں عقلِ کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے درجوں بلند و بالا ہوتی ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنسدان کی فَہم و فِراست اس کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی[3] اور عقل کی ایسی بلندی کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ پاک کے لاڈلے بندے اور اس کے محبوب ہوتے

---

1 ... سیرت الانبیاء، 27-28 بتغیر قلیل

2 ... انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی 869 صفحات کی کتاب سیرت الانبیاء کا مطالعہ کرنا بے حد مفید ہے۔

3 ... بہار شریعت، 1/37، حصہ 1 ماخوذاً

ہیں۔ اللہ کریم انہیں ہر ایسی بات سے دور رکھتا ہے جو باعثِ نفرت ہو، اسی لیے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جسموں کا بَرَص (سفید داغ)، جُذام (کوڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں۔ پھر تمام مخلوق میں سارے نبیوں میں سب سے بڑھ کر عقلِ کامل واکمل ہمارے نبی مکرّم حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمائی گئی ہے۔[1] چنانچہ حضرت وَہب بن منبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے اِکہتر (71) آسمانی کتابوں میں لکھا دیکھا ہے کہ روزِ اوّل سے قیامت قائم ہونے تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی گئی ہے وہ سب ملکر حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے دنیا کے تمام ریگستان کے سامنے ریت کا ایک دانہ (ذرّہ)۔[2]

سوال نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں۔ حساب کتاب، جنّت ودوزخ، ثواب وعذاب، حشر نشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ وہی بتاتے ہیں جن کی عقل کامل ہو مگر یہ علمِ غیب کہ ان کو ہے اللہ پاک کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی (اللہ پاک کا دیا ہوا) ہے اور اللہ پاک کا علم ذاتی ہے جس کی کوئی حد نہیں اور اس کی صفت ہے ہمیشہ سے ہے۔ اس طرح علمِ غیب نبیوں اور رسولوں کے لئے ماننے والے کو شرک کا الزام دینا بھی حماقت اور خود کفر وشرک کے معنٰی سے ہی جہالت اور سخت گمراہی کی بات ہے بلکہ مطلقًا انبیائے کرام کے لئے علمِ غیب کا انکار کرنا تو قرآنِ کریم کی نصِّ قطعی کے انکار کی وجہ سے کفر ہے۔

سوال کیا کوئی عبادت وریاضت سے نبوت حاصل کر سکتا ہے؟

جواب ہر گز نہیں، نبوّت بہت بلند اور بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی شخص عبادت وغیرہ سے یہ مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا، چاہے عمر بھر روزہ دار رہے، رات بھر سجدوں میں رویا کرے، تمام مال ودولت خدا کی راہ میں صدقہ کردے، اپنے آپ بھی اس کے دین پر فدا ہو جائے یعنی جان قربان کردے مگر اس سے نبوّت نہیں پا سکتا۔ نبوّت اللہ پاک کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے ہمارے پیارے آقا ومولیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کریم کے آخری نبی ہیں۔

سوال کسی نبی کی تعظیم وتوقیر نہ کرنا کیسا؟

---

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص9-10
2 ... فتاویٰ رضویہ، 30/149 ملخصا

جواب انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمام مخلوق سے افضل ہیں، ان کی تعظیم و توقیر یعنی عزّت و احترام فرض اور ان کی ادنیٰ توہین یعنی گستاخی یا تکذیب یعنی جھٹلانا کفر ہے۔ آدمی جب تک سب انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نہ مانے مومن نہیں ہو سکتا۔ شیطان اللہ پاک کے پیارے نبی آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے ہی کی وجہ سے ملعون قرار دیا گیا۔ پتا چلا کہ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بے ادبی شیطانی کام ہے۔

سوال اللہ پاک کی بارگاہ میں انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا کیا مقام ہے؟

جواب اللہ پاک کے دربار میں انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بہت عزّت اور بڑا مقام ہے۔ وہ اللہ پاک کے پیارے اس کے محبوب ہوتے ہیں، ان پر وحی نازل ہوتی ہے، انہیں طرح طرح کے کمالات و معجزات عطا کئے جاتے ہیں، ساری مخلوق میں سب سے افضل رُتبہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی کا ہوتا ہے یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی افضل ہوتے ہیں۔

سوال اللہ پاک تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟

جواب خدا کی راہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہی کے ذریعے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارو مدار (اِنحصار) انہیں کی فرمانبرداری پر ہے۔

سوال کیا جِنّ اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب نہیں، نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں سے بھی فقط مرد، کوئی عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ البتّہ رسول انسانوں کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ فرشتوں میں بھی رسول ہیں۔

سوال قرآنِ مجید میں کن انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر ہے؟

جواب اللہ پاک نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے ہمارے آقا حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک بہت نبی بھیجے۔ قرآنِ پاک میں جن کا ذکر ہے، ان کے اسماءِ مبارکہ یہ ہیں: حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اِسحٰق عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت لوط عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ہود عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت زکریا عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اِلیاس عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اَلْیَسَع عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت یونُس عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام،

حضرت ذُوالکِفل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت عُزَیر عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت صالِح عَلَیْہِ السَّلَام، حضور سیّدُ المرسلین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

سوال کیا غیرِ نبی کے پاس بھی وحی آتی ہے؟

جواب وحیِ نبوّت غیرِ نبی کے پاس نہیں آتی، جو اس کا قائل یعنی ماننے والا ہو وہ کافر ہے۔

سوال کیا انبیاء کے سوا اور کوئی بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب: ہاں، فرشتے بھی معصوم ہوتے ہیں۔

سوال معصوم کس کو کہتے ہیں؟

جواب جو اللہ پاک کی حفاظت میں ہو اور اس وجہ سے اس کا گناہ کرنا ناممکن ہو۔

سوال کیا امام اور ولی بھی معصوم ہوتے ہیں؟

جواب انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں ہوتا، اولیاء کو اللہ پاک اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے مگر معصوم صرف انبیاء اور فرشتے ہی ہیں۔

سوال دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون ہیں؟

جواب دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں، ان سے پہلے آدمیوں کا سلسلہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اللہ پاک نے اُنہیں اپنی قدرتِ کاملہ سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا اور علمِ اسماء عنایت کیا۔ فرشتوں کو ان کے سجدے کا حکم کیا، انہیں سے انسانی نسل چلی، تمام آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔

سوال علمِ اسماء کس کو کہتے ہیں؟

جواب اللہ پاک نے جو حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ہر چیز اور اُس کے ناموں کا علم عطا فرمایا تھا اس کو علمِ اسماء کہتے ہیں۔

سوال فرشتوں نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو کیسا سجدہ کیا تھا؟

جواب یہ سجدۂ تعظیمی تھا جو خدا کے حکم سے ملائکہ نے کیا اور سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں اور سجدۂ عبادت پہلی شریعتوں میں بھی خدا کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ہوا۔ جو مخلوق میں سے کسی کو سجدۂ عبادت کرے گا کافر ہو جائے گا اور تعظیماً سجدہ کرے گا تو سخت گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہو گا کہ ہماری شریعت میں سجدۂ تعظیمی

بھی حرام ہے۔

سوال نبی کو مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی قبروں میں اُسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں،[1] جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں، تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ (یعنی اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر ذی روح کو موت کا مزا چکھنا ہے اس) کے لئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے، اُن کی حیات، حیاتِ شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔[2] جو انہیں مُردہ کہے گمراہ بددین،[3] شیطان کے راستہ پر چلنے والا ہے، اس کے تو سائے سے بھی دور رہنا چاہئے۔

سوال کیا انبیاءِ کرام میں سے کوئی ایسے ہیں جن کی ابھی وفات نہیں ہوئی؟

جواب یاد رکھئے! یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ (جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے): اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۔ یعنی بے شک اللہ (پاک) نے حرام کیا ہے زمین پر کہ انبیاء کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ پاک کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔[4] مگر چار انبیا کرام ایسے ہیں جن کو (وفات کی صورت میں) وعدۂ الٰہی ابھی نہیں آیا، ان چاروں میں سے دو آسمان پر ہیں، حضرت ادریس و عیسیٰ اور دو زمین پر حضرت خِضَر و الیاس علیہما السلام۔[5]

سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قادیانیوں کا باطل عقیدہ کیا ہے اور اس کا رد بیان کریں؟

جواب سورہ اٰل عمران کی آیت 55 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چار باتیں فرمائی گئیں:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

ترجمہ کنزالایمان: یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے پیروؤں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا پھر تم سب میری

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، 2/290، حدیث: 1636 ماخوذا
2 ... تکمیل الایمان، ص122
3 ... فتاویٰ رضویہ، 29/110
4 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ، ودفنہ، 2/291، حدیث: 1637
5 ... فتاویٰ رضویہ، 29/109-110 ملخصا

تَخۡتَلِفُوۡنَ﴿۵۵﴾ (پ3،آل عمران:55) طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرمادوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو۔

(1)پہلی بات تَوَفِّی ہے قادیانیوں نے آیتِ پاک کے ان الفاظ کو بنیاد بنا کر یہود و نصاریٰ کی پیروی میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا دعویٰ کیا اور یہ سراسر غلط ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ تَوَفِّی کا حقیقی معنی ہے "پورا کرنا" جیسے قرآن پاک میں ہے:

وَ اِبۡرٰهِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی ﴿ۙ۳۷﴾ (پ27،النجم:37) ترجمہ کنزالایمان: اور ابراہیم کے جو احکام پورے بجالایا۔

اور یہ موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن یہ اس کا مجازی معنی ہے اور جب تک کوئی واضح قرینہ موجود نہ ہو اس وقت تک لفظ کا حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی معنی مراد نہیں لیا جاسکتا، اور یہاں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں کہ تَوَفِّی کا معنی موت کیا جائے بلکہ اس کا حقیقی معنی مراد لینے پر واضح قرائن بھی موجود ہیں اور وہ قرائن احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور قربِ قیامت میں واپس تشریف لائیں گے، لہٰذا اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔ بالفرض اگر تَوَفِّی کا معنیٰ "وفات دینا" ہی ہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ صرف یہ فرمایا ہے کہ "اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دوں گا۔" تو یہ بات تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وفات پائیں گے، یہ معنی نہیں ہے کہ ہم نے تجھے فوت کردیا۔ اب یہ بات کہ آیت میں تَوَفِّی یعنی وفات دینے کا پہلے تذکرہ ہے اور اٹھائے جانے کا بعد میں اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جاچکے ہیں لہٰذا ان کی وفات بھی پہلے ثابت ہوگئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں "مُتَوَفِّیۡكَ" اور "رَافِعُكَ" کے درمیان میں "واوَ" ہے اور عربی زبان میں "واوَ" ترتیب کیلئے نہیں آتی کہ جس کا مطلب یہ نکلے کہ وفات پہلے ہوئی اور اٹھایا جانا بعد میں ، جیسے قرآن پاک میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے فرمایا گیا: وَاسۡجُدِیۡ وَارۡکَعِیۡ (پ3،آل عمران:43) ترجمہ کنزالعرفان: "اور سجدہ اور رکوع کر۔" یہاں سجدے کا پہلے تذکرہ ہے اور رکوع کا بعد میں، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا رکوع بعد میں کرتی تھیں اور سجدہ پہلے ، ہرگز نہیں۔ لہٰذا جیسے یہاں "واوَ" کا آنا ترتیب کیلئے نہیں ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں "واوَ" ترتیب کیلئے نہیں ہے۔

(2)دوسری بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھایا جانا ہے۔ فرمایا گیا کہ ہم تمہیں بغیر موت کے اٹھا کر آسمان پر عزت کی جگہ اور فرشتوں کی جائے قرار میں پہنچادیں گے ۔ رسولِ اکرم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ میری امت پر خلیفہ ہو کر نازل ہوں

گے، صلیب توڑیں گے، خنزیروں کو قتل کریں گے، چالیس سال رہیں گے، نکاح فرمائیں گے، اولاد ہوگی اور پھر آپ کا وصال ہوگا۔وہ امت کیسے ہلاک ہو جس کا اوّل میں ہوں اور آخر حضرت عیسیٰ اور وسط میں میرے اہلِ بیت میں سے مہدی۔[1]

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منارۂ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔[2] اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ''حضورِ اقدس کے حجرہ میں مدفون ہوں گے۔''[3]

(3) تیسری بات کہ کفار سے نجات دلاؤں گا۔ اس طرح کہ کفار کے نرغے سے تمہیں بچالوں گا اور وہ تمہیں سولی نہ دے سکیں گے۔

(4) چوتھی بات ماننے والوں کو منکروں پر غلبہ دینا۔ اس سے مراد نہ یہودی ہیں کیوں کہ وہ تو ویسے ہی حضرت عیسیٰ کے دشمن ہیں اور نہ عیسائی ہیں کیوں کہ وہ انہیں خدا مانتے ہیں تو یہ ''ماننا'' تو بدترین قسم کا ''نہ ماننا'' ہے کہ حضرت عیسیٰ فرمائیں کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانو اور یہ کہیں، نہیں، ہم تو آپ کو بھی معبود مانیں گے۔ حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں سے مراد ہے ''ان کو صحیح طور پر ماننے والے'' اور صحیح ماننے والے یقیناً صرف مسلمان ہیں۔

سبق نمبر 5 امام الانبیاء حضرتِ محمدِ مصطفےٰ

یقیناً تمام نبیوں کی ذات مخلوق میں سب سے افضل و اعلیٰ اور ہر طرح سے ممتاز ہے، اللہ کریم نے انہیں مختلف خوبیوں سے مزین اور بے شمار اوصاف سے نوازا ہے، مگر ان تمام انبیاء کرام میں سیّدِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظمت وشان کے کیا کہنے کہ ربِّ کریم نے جو خوبیاں دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو عطا فرمائیں وہ سب کی سب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات میں جمع فرمادیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

کوئی مثلِ مصطفےٰ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا　　کسی اور کا یہ رُتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

سوال تمام نبیوں کے سردار کون ہیں؟

جواب تمام نبیوں کے سردار ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

---

1 ... تفسیر مدارک، پ3، اٰل عمران، تحت الآیۃ:55، ج:3/383، ابن عساکر، رقم:5519، عیسیٰ بن مریم،47/522، حدیث:10341

2 ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ، ص1201، حدیث:8383

3 ... ابن عساکر، رقم:5519، عیسیٰ بن مریم،47/522، حدیث:10344 ماخوذا

سوال: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام سب سے بلند اور اعلیٰ کیوں ہے؟

جواب: تمام انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ عالی میں جمع فرمادیئے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاص کمالات جو دوسرے انبیاء میں نہیں تھے وہ بھی بہت زائد ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بھی سردار ہیں، فرشتوں کے بھی سردار ہیں اور ساری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: امام علامہ جلالُ الدّین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے "خصائصِ کبریٰ" میں اڑھائی سو کے قریب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خصائص جمع کئے اور یہ صرف ان کا علم تھا، ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے پھر جس قدر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ (ہے)۔[1]

سوال: سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خَاتَمُ النَّبِیِّین ہیں یعنی اللہ پاک نے نبوّت کا سلسلہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ختم فرما دیا۔ اس لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں۔

سوال: جو کہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں مل سکتی۔ "بخاری شریف" میں ہے: حضرت اسماعیل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ ابی اوفیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے پوچھا: آپ نے (نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بیٹے) حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ان کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا، اگر محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد نبی ہونا ہوتا تو حضرت ابراہیم زِندہ رہتے لیکن ہمارے آقا، مُحَمَّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نبی نہیں۔[2]

سوال: عقیدۂ ختمِ نبوت کیا ہے؟ اس کو تفصیلاً بیان کیجئے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 30/253 ملتقطا

2 ... بخاری، کتاب الادب، باب من سمی باسماء الانبیاء، 4/153 حدیث: 6194

جواب: ختمِ نبوت سے مراد یہ ماننا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "آخری نبی" ہیں۔ یعنی اللہ کریم نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔[2] آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد نیا نبی آنا مُحال ہے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کم رُتبہ یا فیض یافتہ ہو کر بھی اب کوئی نبی نہیں آ سکتا، حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ایسے اعلیٰ اَوصاف والے ہو کر بھی جب نبی نہ ہوئے تو کسی اور کا نبی بن جانا ضرور ناممکن اور یقیناً مُحال ہے۔

تیس کذّاب

سچ یہ ہے کہ اب نُبوّت کا دعویٰ کرنے والا خواہ کوئی ہو، جھوٹا کذاب ہے۔ حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے، ہمارے پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اُمّت میں 30 کذّاب (بہت بڑے جھوٹے) ہوں گے، ان میں ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِیِّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[1]

حکیم الاُمّت، مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ تیس (30) جھوٹے نبی وہ ہیں جنہیں لوگوں نے نبی مان لیا اور ان کا فساد پھیل گیا، دوسری قسم کے مدعیٔ نُبوّت (نُبوّت کا دعویٰ کرنے والے) جنہیں کسی نے نہ مانا وہ بکو اس کر کے مر گئے وہ تو بہت ہیں، دیکھو! ہمارے مُلک میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعیٔ نُبوّت کا فتنہ بہت پھیلا اس کے علاوہ ہم نے بہت سے مدعیٔ نُبوّت دیکھے جن کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ دی اپنے کو نبی کہتے کہتے مَر گئے۔[2]

عقیدہ ختمِ نُبوت کی مختصر وضاحت

"عقیدۂ ختمِ نُبوت" کا وہی درجہ ہے جو "عقیدۂ توحید" کا ہے یعنی دونوں ہی ضروریاتِ دین سے ہیں۔ لہٰذا مسلمان کے لئے جس طرح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ماننا لازم ہے، ایسے ہی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خَاتَمُ النَّبِیِّین ماننا بھی لازم ہے۔

پارہ 22، سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب، آیت: 40 میں اِرْشاد ہوتا ہے:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ (پ22، الاحزاب: 40)

ترجمہ کنزالایمان: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

---

1 ... ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ ... الخ، 4 / 93، حدیث: 6226 ماخوذا

2 ... مرآۃ المناجیح، 7 / 219

خَاتَمُ النّبیین کا دُرُست معنیٰ

حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، تمام صحابۂ بلکہ پوری اُمّت نے "خَاتَمُ النّبیین" کا صرف ایک معنیٰ بتایا ہے: "آخِرُ الاَنْبِیَآء"۔[1] یعنی حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ یا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد قِیامت تک کسی کو نُبُوَّت ملنی مُحال ہے۔ آیت کے اس معنیٰ میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کُفر ہے۔[2]

خَاتَمُ النّبیین کے پانچ کُفریہ معانی

(1) جو کہے: "خَاتَمُ النّبیین کا مطلب ہے: نئی شریعت والا نبی، لہٰذا اِسی اسلامی شریعت پر عَمَل کرنے والا نبی آسکتا ہے۔" کہنے والا کافِر ہے۔ (2) جو "خَاتَمُ النّبیین" کا معنیٰ "نبی بِالذّات (اصلی نبی)" کرے، کافِر ہے۔ (3) جو اس کا معنیٰ اَفْضَلُ النَّبِیِّیْن (سب نبیوں سے افضل) بتائے، کافِر ہے۔[3] واضح رہے! ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے شک سب نبیوں سے افضل ہیں، مگر "خَاتَمُ النّبیین" کا یہ معنیٰ کرنا کُفر ہے کہ قرآن کی تحریف ہے۔ (4) جو کہے اس زمین پر تو نہیں مگر اَور جگہ (مثلاً ساتوں زمینوں یا ساتوں آسمانوں میں کہیں) کوئی نبی آسکتا ہے، کہنے والا کافِر ہے۔ (5) جو کہے: "انسانوں میں نیا نبی نہیں آسکتا، البتہ دوسری مخلوق میں اب بھی نبی آسکتا ہے" قائل (کہنے والا) کافِر ہے۔

نوٹ: "خَاتَمُ النّبیین" کے ایسے معنیٰ کرنے والا بھی کافِر ہے، جو اسے کافِر نہ جانے یا اس کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافِر، مرتد، اِسلام سے خارِج ہے۔[4]

سبق نمبر6 معجزات کا بیان

اللہ کریم نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بے شمار کمالات اور خصوصیات سے نوازا، جن میں سے ایک معجزہ بھی ہے۔ معجزہ نبی کی نبوت کی دلیل ہوتا ہے، معجزے کے ذریعے سچے اور جھوٹے نبی میں فرق ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہ

1 ... تحقیقات، ص273 ماخوذا
2 ... فتاوی رضویہ، 14/333 ملخصا
3 ... فتاوی رضویہ، 14/333 ماخوذا
4 ... فتاوی رضویہ، 14/338 ماخوذا

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو اس قدر معجزات دیئے گئے جن کی وجہ سے انسان ان پر ایمان لے آئے۔[1] قرآنِ پاک کی کئی آیات میں اس بات کا ذکر ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو معجزات عطا فرمائے گئے، جیسا کہ

پارہ 16 سورہ طٰہٰ میں حضرت مُوسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے معجزات بیان کئے گئے کہ آپ کے دَور میں جادوگروں کے جادوئی کارنامے عروج پر تھے، اس لئے اللہ پاک نے آپ کو "یدِبَیضا" اور "عَصا" کے معجزات عطا فرمائے، جن سے آپ نے جادُوگروں پر ایسا غلبہ حاصل فرمایا کہ تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور آپ پر ایمان لے آئے۔

اسی طرح پارہ 3 سورہ آلِ عمران 49 میں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے معجزات بیان کئے گئے کہ آپ کے زمانے میں طبیبوں نے بڑی بڑی بیماریوں کا علاج کرکے اِنسانوں کو متأثر کیا اس لیے اللہ کریم نے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو مادر زاد اَندھوں، کوڑھ کے مریضوں کو شِفا دینے اور مُردوں کو زِندہ کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا۔

اسی طرح پارہ 8 سورہ اعراف آیت نمبر 73 میں حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلَام کا معجزہ بیان کیا گا کہ جب قومِ ثمود کو ایمان لانے کی دعوت دی تو انہوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے ایک ایسی انوکھی اونٹنی کا مطالبہ کیا جو پیدا نہ ہوئی ہو بلکہ پہاڑ سے نکلی ہو۔ اللہ کریم نے حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلَام کو ایسی اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا۔

اسی طرح ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چونکہ تمام نبیوں سے افضل ہیں اس لیے اللہ کریم نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہلے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے تمام معجزات عطا فرمائے اور بے شمار ایسے معجزات بھی عطا فرمائے جو کسی نبی و رَسُول کو عَطا نہیں کئے گئے۔ مثلاً "معراج شریف کا معجزہ،[2] "چاند کے دو ٹکڑے کرنا،[3] رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشہور معجزات ہیں۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ مجید ہے کیونکہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوسرے معجزات تو اپنے وَقْت پر ظاہر ہوئے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زَمانے ہی کے لوگوں نے وہ مُعْجِزات مُلاحَظہ کئے مگر "قرآنِ مجید" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے۔[4]

---

1 ... بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزول الوحی واول ما نزل، 3/396، حدیث 4981

2 ... پارہ 15، سورہ بنی اسرائیل، آیت: 1

3 ... پارہ 27، سورہ قمر، آیت: 1

4 ... مدارج النبوت، 1/175

سوال معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب وہ عجیب و غریب کام جو عام طور پر یعنی عادتاً ناممکن ہوں اور ایسی باتیں اگر نبوّت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو "معجزہ" کہتے ہیں[1] جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے عصا کا اژدھا بن جانا، حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کا میلوں دور سے چیونٹی کی آواز سن لینا، حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کے ہاتھ میں لوہے کا موم کی طرح نرم ہو جانا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا مُردوں کو زندہ کرنا، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹانا، چاند کے دو ٹکڑے کرنا وغیرہ۔

سوال کیا کوئی نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرکے معجزہ نہیں دکھا سکتا؟

جواب نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا معجزہ ہر گز نہیں دکھا سکتا اور قُدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔

سوال معراج کے معجزے کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کے تھوڑے سے حصہ میں مَکّۂ معظّمہ سے بیتُ المقدّس تشریف لے گئے، وہاں انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی امامت فرمائی۔ بیتُ المقدّس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ پاک کے قُرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا۔ خداوندِ عالَم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلامِ الٰہی سنا، آسمان و زمین کے تمام مُلک ملاحظہ فرمائے یعنی دیکھے، جنّتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھا، مَکّۂ معظّمہ سے بیتُ المقدّس تک راستے میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔[2]

سوال کیا نبی کے علاوہ بھی کسی سے معجزہ ظاہر ہو سکتا ہے؟

جواب جی نہیں، معجزہ صرف نبی کے ساتھ خاص ہے۔

سوال معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

جواب وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہو جسے نبی اپنی نبوّت کے ثبوت میں پیش کرے اور اس سے منکرین عاجز

---

1 ... کتاب العقائد، ص19 ملتقطا

2 ... معراج شریف کے بارے میں تفصیلی معلومات معمولات اہل سنت میں آئے گی۔

ہو جائیں وہ معجزہ ہے اور ولی سے ظاہر ہو تو کرامت ہے۔[1]

سبق نمبر 7 نورانیت وبشریتِ مصطفٰے

اللہ کریم نے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جہاں بے مثال بشر ہونے کا شرف عطا فرمایا وہیں حسّی و معنوی نورانیت سے بھی نوازا۔ حکیمُ الاُمّت، مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر بھی ہیں اور نور بھی یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے اور حقیقت نور ہے۔[2]

سوال مخلوق میں سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟

جواب حضرت سیّدُنا جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر قربان! مجھے بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ کریم نے کیا چیز بنائی؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک بالیقین، اللہ کریم نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔[3]

سوال نور وبشر ہونے کے اعتبار سے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق ہمارا عقیدہ کیا ہے؟

جواب نور وبشر ہونے کے اعتبار سے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر ہیں۔

سوال کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے؟

جواب جی ہاں! سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور ہونا قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔ چنانچہ پارہ 6 سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 15 میں ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۟ۙ (پ6، المآئدہ:15)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

---

1. ... قانونِ شریعت، ص25
2. ... رسالۂ نور مع رسائلِ نعیمیہ، ص39-40
3. ... الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، ص63 حدیث:18

تفسیر روح المعانی میں اس آیت کے تحت ہے: یعنی نورِ عظیم اور وہ نوروں کا نور، نبیِ مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔[1]

اور فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ علما فرماتے ہیں: یہاں نور سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔[2]

سوال کیا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے نور ہونے کا ذکر خود بھی فرمایا ہے؟

جواب حضرت سیّدنا امام زینُ العابدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں آدم علیہ السّلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ کریم کے ہاں نور تھا۔[3] حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا تو ان کے بیٹوں کو باہم فضیلت دی۔ آپ علیہ السّلام نے ان کی ایک دوسرے پر فضیلت ملاحظہ فرمائی۔ (پھر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:) آدم علیہ السّلام نے سب سے آخر میں مجھے ایک بلند نور کی صورت میں دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارا بیٹا احمد ہے، یہ اوّل بھی ہے، آخر بھی ہے اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔[4]

سوال صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اَجْمَعِیْن نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نورانیت کو کیسے بیان فرمایا؟

جواب صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم اَجْمَعِیْن نے نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نورانیت کے جلووں کو دیکھا تو سب نے اپنے اپنے انداز میں اظہار کیا:

(1) حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا نے فرمایا: حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کے مبارک دانتوں میں کُشادگی تھی، جب آپ گفتگو فرماتے تو اُن میں سے نور دکھائی دیتا تھا۔[5]

شیخُ الاسلام علّامہ عبد الرءُوف مُناوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یہ نور محسوس ہوتا تھا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کُل ذاتِ شریفہ ظاہری و باطنی طور پر نور تھی حتی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب میں سے جس کو چاہتے اُسے نور عطا فرماتے، جیسا کہ حضرت سیّدنا طُفیل بن عَمرو دَوسی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو عطا فرمایا۔[6]

---

1 ... تفسیر روح المعانی، پ6، المائدۃ، تحت الآیۃ:15، 3/367

2 ... فتاویٰ رضویہ، 30/707

3 ... المواہب اللدنیہ، 1/39

4 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/483

5 ... جامع صغیر، ص403، حدیث:6481

6 ... فیض القدیر، 5/93، تحت الحدیث:6482 ملخصا

(2) حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: بوَقتِ سحر کھو جانے والی سوئی حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کی روشنی کی کرن سے مل گئی۔[1]

(3) حضرت سیِّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مسکراتے تو در و دیوار روشن ہو جایا کرتے تھے۔[2]

سوال نورانیتِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کیا عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب جلیل القدر مُفسِّرین، مُحَدِّثِین، علمائے ربّانیّین اور اولیائے کاملین نے بھی نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نور ہونے کو بیان فرمایا۔ جیسا کہ قرانِ مجید کی آیت:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ (پ6، المائدۃ:15)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

کے تحت امام ابو جعفر محمد بن جَرِیر طَبَری، امام ابو محمد حسین بغوی، امام فخر الدین رازی، امام ناصر الدین عبداللہ بن عمر بَیضاوی، علّامہ ابو البرکات عبداللہ نَسَفی، علّامہ ابو الحسن علی بن محمد خازِن، امام جلال الدین سُیُوطی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن سمیت کثیر مُفَسِّرین نے فرمایا کہ اس آیتِ طیبہ میں موجود لفظ ”نور“ سے مراد نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ حضرت علامہ قاضی عِیاض مالکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ سورج چاند کی روشنی میں زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نور ہیں۔[3]

سوال کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی نور بھی ہو اور بشر بھی؟

جواب جی ہاں! ایسا بالکل ممکن ہے کیونکہ نورانیت اور بشریت ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں۔ حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نوری مخلوق ہونے کے باوجود حضرت سیدتنا مریم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے سامنے انسانی شکل میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے:

---

1 ... القول البدیع، ص302 ملخصا

2 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب صفۃ النبی، 10 / 242، حدیث: 20657

3 ... الشفا، 1/ 368

فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا﴿۱۷﴾ (پ16، مریم:17)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔[1] بلکہ اِس میں شک کرنا بھی کفر ہے کیونکہ شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بَشَرِیَّت قرآنِ مجید کی نَصِّ قَطعی سے ثابِت ہے۔ہاں اپنے جیسا بشر نہ کہے خیرُ البشر، سیّدُ البشر کہے۔[2] کیونکہ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بشر ہی تھے۔

جیسا کہ فرمانِ باری ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا (پ13، یوسف:109)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

سوال: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا کیسا ہے؟

جواب: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے جیسا بشر کہنا اہلِ ایمان کا طریقہ نہیں، یقیناً آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر بھی ہیں لیکن آپ کی بشریت عام انسانوں کی طرح نہیں، لہٰذا آپ کی بشریت کو عام انسانوں کی طرح قرار دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر اسے کافروں کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ وہ اپنے نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمانِ باری ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ (پ18، المؤمنون:23، 24)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 14/ 358

2 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص224

معلوم ہوا نبی کی شان گھٹانے کے لیے بشر بشر کی رٹ لگانا کفارِ نابَنجار کا طریقہ ہے اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بشر تو ہیں مگر ہماری مثل نہیں بلکہ افضلُ البشر ہیں۔

سبق نمبر 8 حاضر و ناظر ہونے کا بیان

حاضِر و ناظِر ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ قُدسی (یعنی اللہ کی دی ہوئی) قوت والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالَم (یعنی سارے جہان: زمین و آسمان، عرش و کرسی، لوح و قلم، ملک و ملکوت) کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھے اور دُور و قریب کی آوازیں سُنے یا ایک آن (لمحہ بھر) میں تمام عالَم کی سیر کرے اور سینکڑوں میل دُور حاجت مندوں کی حاجت رَوائی کرے۔ یہ رفتار خواہ رُوحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اسی مبارک جسم سے ہو جو قبْر میں مدفون ہے۔[1]

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت کیا ہے؟

جواب ہمارا یہ دعویٰ ہر گز نہیں ہے کہ حُضُورِ اکرم، نبیِّ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ظاہری جسمِ اَقدس ہر ہر جگہ موجود ہے، البتّہ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیک وقت ایک سے زائد مقامات پر جلوہ فرما ہوسکتے ہیں۔[2] حاضِر و ناظِر کے مفہوم کو ایک مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح آسمان کا سورج اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر ہے لیکن اپنی روشنی اور نورانیّت کے ساتھ روئے زمین پر موجود ہے اسی طرح (بلا تشبیہ) آفتابِ نبوت، ماہتابِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جسمِ اَقدس کے ساتھ مدینہ شریف میں اپنے مزارِ پُرانوار میں موجود ہیں لیکن ساری کائنات کو یوں دیکھتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی کو، نیز اُمّتیوں کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور اللہ کے حکم سے تصرُّف بھی فرماتے ہیں۔

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت قرآن کریم سے بھی ہے؟

جی ہاں! قرآن کریم میں کئی جگہ رب کریم نے اپنے محبوب کے حاضر و ناظر ہونے کے وصف کو بیان کیا، چنانچہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۸) (پ26، الفتح:8)

تَرجَمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا۔

---

1 ... جاء الحق، ص116 ملخصا

2 ... من عقائد اہل السنۃ، ص318 ملتقطا

حضرت علّامہ علاءُالدّین علی بن محمد خازِن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! بے شک ہم نے آپ کو اپنی اُمّت کے اَعْمال اور اَحْوال کا مُشاہَدہ فرمانے والا بنا کر بھیجا تاکہ آپ قِیامت کے دن ان کی گواہی دیں اور دنیا میں ایمان والوں اور اطاعت گزاروں کو جنّت کی خوشخبری دینے والا اور کافروں، نافرمانوں کو جہنّم کے عذاب کا ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سناتا کہ جو تمہاری تعظیم کرے اُسے فضلِ عظیم کی بشارت دو اور جو مَعَاذَ اللہ بے تعظیمی سے پیش آئے اسے عذابِ اَلیم کا ڈر سناؤ اور جب وہ شاہد و گواہ ہوئے اور شاہد کو مشاہدہ درکار، تو بہت مُناسِب ہوا کہ اُمّت کے تمام افعال و اقوال و اعمال و احوال اُن کے سامنے ہوں۔ (اور اللہ پاک نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ) طبرانی کی حدیث میں حضرت عبدُاللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ اللہَ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ بے شک اللہ کریم نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں دیکھ رہا ہوں اُسے اور جو اس میں قِیامت تک ہونے والا ہے جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔[2]

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ؕ (پ2، البقرۃ:143) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیّدُنا امام ابنِ جَرِیر طَبَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا ؕ بِمَا عَمِلْتُمْ اَوْ فَعَلْتُمْ یعنی تم جو جو اعمال و افعال کرتے ہو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن سب پر گواہ ہوں گے۔[3]

سوال کیا احادیثِ مبارکہ سے بھی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے؟

جواب نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کثیر فرامین میں "حاضِر و ناظِر" کا مفہوم موجود ہے۔ مثلاً: حضرت سیّدُنا ثوبان

---

1 ... تفسیر خازن، پ26، الفتح، تحت الآیۃ: 8، 4/157

2 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل النبی، جز: 11، 6/189، حدیث: 31968، فتاویٰ رضویہ، 15/168 ملخصا

3 ... تفسیر طبری، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 143، 2/10، حدیث: 2186

رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں (یعنی تمام جوانب واطراف) کو دیکھ لیا۔[1]

حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حُضُور نبیِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے میرے سامنے دنیا پیش فرمادی، میں دنیا اور اس میں پیش آنے والے قِیامت تک کے واقعات کو اپنی اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔[2]

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے اُحد پر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم! میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا (یہ فرمایا کہ مجھے) زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں ہیں اور بے شک خدا کی قسم! مجھے تمہارے متعلق یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں پھنس جاؤ گے۔[3]

سوال حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حاضر وناظر ہونے کے بارے بزرگانِ دین کے بھی چند ارشادات بیان فرمادیں۔

جواب (1) حضرت امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو منصور عبد القاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں: بے شک ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنی اُمّت کی نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی نافرمانیاں دیکھ کر غمزدہ ہوتے ہیں۔[4]

(2) شارحِ بخاری حضرت امام احمد بن محمد قَسْطَلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنی اُمّت کا مشاہدہ فرمانے، ان کے حالات، دِل کے ارادوں اور ان کے راز جاننے میں نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات اور حیات میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تمام چیزیں رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاں ظاہر ہیں ان میں سے کچھ پوشیدہ نہیں۔[5]

---

1 ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ہلاک ہذہ الامۃ بعضہم ببعض، ص 1182، حدیث: 7258
2 ... مجمع الزوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب اخبارہ بالمغیبات، 8/510، حدیث: 1467
3 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب الصّلاۃ علی الشّہید، 1/452، حدیث: 1344
4 ... الحاوی للفتاوی، 2/180
5 ... المواہب اللدنیہ، 3/410

(3) شیخ محقق علّامہ عبدُ الحق مُحدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عُلَمائے اُمّت میں اس مسئلہ میں ایک شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حقیقی زندگی کے ساتھ دائم و باقی ہیں، اس بات میں کسی قسم کا شبہ یا کوئی تاویل نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمّت کے حالات پر حاضر و ناظر ہیں۔[1] ایک مقام پر فرماتے ہیں: شاہد کا معنیٰ ہے اُمّت کے حال، ان کی نجات و ہلاکت اور تصدیق و تکذیب پر حاضر اور عالم۔[2]

(4) حضرت شاہ عبدُ العزیز مُحدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے لوگو تم پر تمہارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت کے دن اس لئے گواہی دیں گے کہ وہ نُورِ نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ و مقام کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں میرا اُمّتی کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور یہ کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فلاں اُمّتی کی ترقّی میں فُلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ پس نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہارے گناہوں، ایمان کے درجات، اچھے بُرے اَعْمال اور تمہارے خُلوص و مُنافقت کو پہچانتے ہیں۔[3]

سبق نمبر 9 علمِ غیبِ مصطفےٰ

اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روزِ اوّل سے روزِ آخِر تک کا علم عطا فرمایا ہے۔ لوحِ محفوظ میں درج تمام عُلُوم نیز اپنی ذات و صفات کی معرفت سے متعلّق بہت اور بے شُمار عُلُوم عطا فرمائے۔ عُلُومِ خمسہ پر مطلع فرمایا جس میں خاص وقتِ قِیامت کا علم بھی شامل ہے۔ ساری مخلوقات کے احوال اور تمام مَاکَانَ (جو ہو چکا) اور مَا یَکُوْنُ (جو ہو گا) کا علم عطا فرمایا۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم "عطائی (اللہ کریم کا عطا کیا ہوا)" ہونے کی وجہ سے "حادِث" ہے اور اللہ پاک کا علم "ذاتی و قدیم"۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم ہر گز ہر گز اللہ کے علم کے برابر نہیں۔[4]

سوال علمِ غیب کسے کہتے ہیں؟

---

1 ... سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار، ص155

2 ... مدارج النبوۃ، 1/260

3 ... تفسیر عزیزی، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 143، 1/636

4 ... مقالاتِ کاظمی، 2/111 ملخصاً

جواب: غیب کے (لفظی) معنی ہیں: غائب یعنی چھپی ہوئی چیز۔ غیب وہ ہے جو ہم سے پوشیدہ ہو اور ہم اپنے حوّاسِ خَمسہ یعنی دیکھنے، سُننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے نہ جان سکیں اور غور و فکر سے عقل اُسے معلوم نہ کرسکے۔[1] جیسے جنّت اور دوزخ وغیرہ ہمارے لئے اِس وقت غیب ہیں کیونکہ اِنہیں ہم حوّاس (یعنی آنکھ، ناک، کان وغیرہ) سے معلوم نہیں کرسکتے۔

سوال: کیا علمِ غیبِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم قرآن پاک سے ثابت ہے۔؟

جواب: قرانِ پاک کی کئی آیاتِ مبارکہ میں ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک علمِ غیب کا بیان موجود ہے چند آیات مُلاحظہ فرمائیے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیجئے:

(1) ہمارا پیارا رب ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

(پ4، آل عمران:179)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔

امام شہابُ الدّین احمد بن علی المعروف ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: میری اُمّت مجھ پر ایسے پیش کی گئی جیسے حضرتِ آدم علیہ السَّلام پر پیش کی گئی تھی تو میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا۔ یہ بات جب منافقین تک پہنچی تو انہوں نے کہا: مَعَاذَ اللہ محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) گمان کرتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کون ان پر ایمان لائے گا اور کون ان کا انکار کرے گا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں جانتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔[2]

امام بَغَوی، امام سراجُ الدّین عمر حنبلی، امام محمد بن احمد شِربِینی اور امام علاءُ الدّین علی بن محمد خازن رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مزید یوں بیان فرمایا ہے کہ منافقوں کا اعتراض سُن کر ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ کریم کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم پر اعتراض کرتے

1 ... تفسیر بیضاوی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:3، 1/114 ملتقطا

2 ... العجاب فی بیان الاسباب، 2/798

ہیں: تمہارے اور قیامت کے درمیان جو کچھ بھی ہے تم مجھ سے ان میں سے جس کسی چیز کے بارے میں سُوال کروگے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ حضرتِ سیّدُنا عبد اللہ بن حُذافہ سَہمی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر کہا: مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللہ؟ یعنی یارسولَ اللہ! میرا والد کون ہے؟ ارشاد فرمایا: حُذافہ، پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ! ہم اللہ پاک کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے، قراٰن کے امام و پیشوا ہونے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے، اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے ہمیں معاف فرما دیجئے۔ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے دو مرتبہ فرمایا: فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تو کیا تم باز آئے، تو کیا تم باز آئے، پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی۔[1]

(2) ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے علمِ غیب کا بیان قراٰنِ پاک کے پارہ پانچ میں یوں ہے:

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ5، النسآء: 113)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

یہ آیتِ مبارَکہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عظیم مدح اور تعریف پر مشتمل ہے۔ اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور آپ کو دین کے اُمور، شریعت کے احکام اور غیب کے وہ تمام عُلوم عطا فرما دیئے جو آپ نہ جانتے تھے۔ چنانچہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: اللہ پاک نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اوّلین و آخِرین کی خبریں دیں اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا اس سب کا علم عطا فرما دیا اور یہ سب کچھ آپ پر آپ کے ربّ کا فضل ہے۔[2] یاد رہے "مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" میں وہ سب کچھ داخل ہے جو ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پہلے نہ جانتے تھے۔[3]

1 ... تفسیر خازن، پ4، آل عمران، تحت الآیۃ: 179، 1/328

2 ... تفسیر طبری، پ5، النساء، تحت الآیۃ: 113، 4/275

3 ... تفسیر البحر المحیط جلد 3 صفحہ 362، زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد 1 جز ثانی، صفحہ 118 اور روح المعانی جلد 3 صفحہ 187 میں اس کی تصریح اور وضاحت ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

(3) اللہ ربّ العزّت ارشاد فرماتا ہے:

اَلرَّحْمٰنُۙ(۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَؕ(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَۙ(۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ(۴) (پ27، الرحمٰن: 1 تا 4)

ترجمۂ کنزالایمان: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ مَاکَانَ وَمَایَکُوْن کا بیان اُنہیں سکھایا۔

اس آیت میں "انسان" اور "بیان" کے مِصداق کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، تفسیرِ خازن میں ایک قول اس طرح ہے: اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہاں انسان سے مراد محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور "بیان" سے "مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ" یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے، کیونکہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَوّلین و آخِرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔[1] امام حسین بن مسعود بغوی نے تفسیر معالم التنزیل جلد 4 صفحہ 243 پر، امام عبد الرحمٰن ابنِ جوزی نے تفسیر زاد المسیر جلد 4، جز اول پر، علامہ ثناء اللہ نقشبندی نے تفسیرِ مظہری جلد 9 صفحہ 123، پر، علامہ احمد صاوی نے تفسیرِ صاوی جلد 6 صفحہ 2074 پر اسی آیت کے تحت ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے علمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا قول ذکر فرمایا ہے۔

(4) اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًاۙ(۲۷) (پ29، الجن: 26-27)

ترجمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کر دیتا ہے۔

(5) اللہ پاک فرماتا ہے:

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ(۲۴) (پ30، التکویر: 24)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

سوال کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب پر احادیثِ مبارکہ سے دلائل ہیں؟

جواب جی ہاں! کئی احادیث طیبہ حضور کے علم غیب کے پر دلالت کرتی ہیں: (1) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک دن رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے درمیان کھڑے تھے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

1 ... تفسیر خازن، پ27، الرحمٰن، تحت الآیۃ: 3-4، 4/223

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا حتّٰی کہ جنّتی اپنی مَنازِل پر جنّت میں داخل ہوگئے اور جہنمی جہنم میں اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا۔[1]

(2)حضرت سیّدنا عَمرو بن اَخْطَب انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے: ایک دن نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نمازِ فجر سے غروبِ آفتاب تک خطبہ ارشاد فرمایا، درمیان میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کوئی کام نہ کیا۔ حضرت عَمرو بن اَخْطَب فرماتے ہیں: جو کچھ ہو چکا تھا اور قیامت تک جو کچھ ہونا تھا نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وہ سب کچھ بیان فرمادیا۔ ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔[2]

(3)حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: صلح حدیبیہ سے واپسی پر ایک جگہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے اونٹ منتشر ہوگئے، سب اپنے اپنے اونٹ واپس لے آئے لیکن نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اونٹنی نہ ملی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھ سے فرمایا: وہاں سے اونٹنی لے آؤ، تو میں نے اونٹنی کو اسی حال میں پکڑ لیا جیسا مجھ سے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا۔[3]

(4)حضرت سیّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: غزوۂ بدر کے موقع پر نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے مرنے کی جگہ ہے (یہ کہتے جاتے تھے) اور اپنے ہاتھ کو زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے، پھر کوئی کافر حضور کی بتائی ہوئی جگہ سے ذرّہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں مرا۔[4]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب اور کہاں مَرے گا۔

(5)حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اَشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ایسے سوالات کئے گئے جو ناپسند تھے، جب زیادہ کئے گئے تو آپ ناراض ہوگئے، پھر لوگوں سے فرمایا: سَلُوْنِی عَمَّا شِئْتُمْ یعنی مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ ایک شخص عرض گزار ہوا: مَنْ اَبِی یعنی یارسولَ اللہ میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: اَبُوْکَ حُذَافَۃُ یعنی تمہارا باپ حُذافہ ہے۔

---

1 ... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ: (وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ)، 2/375، حدیث: 3192
2 ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اخبار النبی فیما یکون الی قیام الساعۃ، ص1184، حدیث: 7267
3 ... معجم کبیر، 10/225، حدیث: 10548
4 ... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب غزوۂ بدر، ص759، حدیث: 4621

پھر دوسرے آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! میرا باپ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: سالم مولیٰ شیبہ تمہارا والد ہے۔ جب حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کی حالت دیکھی تو عرض کی: یا رسولَ اللہ! ہم اللہ پاک کی طرف توبہ کرتے ہیں۔[1]

سوال کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کلی علم غیب حاصل ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

جواب حضرت سیّدنا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب کو دیکھا، اس نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، اُسی وقت مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔[2] ترمذی شریف اور دیگر کتبِ احادیث میں موجود الفاظ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (یعنی زمین و آسمانوں میں جو کچھ تھا وہ میں نے جان لیا) کے تحت محقق علی الاطلاق، شیخ عبدُ الحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کِنَایَۃٌ عَنْ حُصُولِ جَمِیْعِ الْعُلُوْم اس سے مراد تمام علوم حاصل ہونا ہے۔[3] ان احادیثِ مبارکہ میں موجود الفاظ "فَتَجَلّٰی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ" اور "فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ" ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کلّی علمِ غیب کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

کلّی علمِ غیب کا مطلب اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کلّی علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ شیطان کہیں وسوسہ نہ ڈالے کہ اس کا تو مطلب ہے کہ اللہ کریم کا سارے کا سارا علم نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بھی حاصل ہے۔ اس شیطانی وسوسے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تمام معلوماتِ الٰہیہ کا احاطہ کر لیا ہے، کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔[4]

غزالیِ زماں حضرت علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اسی بات کی وضاحت یوں فرماتے ہیں: یاد رکھئے! جب آپ ہمارے کلام میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ اقدس کے متعلق لفظ "کُل" دیکھیں تو اس سے کُل غیر متناہی نہ سمجھیں

---

1 ... بخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم اذا رای ما یکرہ، 1 / 51، حدیث: 92
2 ... ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ ص، 5/160، حدیث: 3246
3 ... لمعات التنقیح، 2/478
4 ... الدولۃ المکیہ، ص64

بلکہ کُل مخلوقات (جو متناہی) ہے۔[1] اور اس کے علاوہ معرفتِ ذات وصفات کا علم کہ وہ بھی بالفعل متناہی ہے ہماری مراد ہو گا، ورنہ علمِ الٰہی کی بہ نسبت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علم کو کُل نہیں کہتے، کیونکہ علمِ الٰہی مُحِیْطُ الکُل اور غیر متناہی ہے۔[2]

سبق نمبر10 شفاعتِ مصطفےٰ کا بیان

سوال شفاعت کا لغوی و شرعی معنیٰ بیان فرمادیں؟

جواب شَفاعت کے لغوی معنیٰ ہیں: وسیلہ اور طلب جبکہ شرعی طور پر غیر کے لئے خیر مانگنا شفاعت کہلاتا ہے۔[3]

اس بات کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایسے شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (پ15، بنی اسرآءیل:79)

سوال قیامت کے دن سب سے پہلے کون شفاعت کرے گا، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کس طرح کی ہو گی؟

جواب جب تک ہمارے حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی شفاعت کی اجازت نہ ہو گی۔[4] اس بات پر ایمان رکھنا بھی واجب ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علاوہ انبیا و ملائکہ اور عُلَما و شُہدا، صالحین اور کثیر مؤمنین، قراٰنِ مجید، روزے، کعبۃُ اللہ اور ان کے علاوہ وہ چیزیں جن کے متعلق حدیث میں شفاعت کا ذکر ہے، سب شفاعت کریں گے۔[5] یاد رہے! شفاعت دھونس (زور زبردستی) کی نہ ہو گی لہٰذا جو بِالکل شفاعت کا اِنکاری ہو وہ بے ایمان ہے اور جو مشرکینِ عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے دین ہے۔[6]

سوال شفاعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

---

1 ... غیر متناہی: نہ ختم ہونے والا۔ متناہی: ختم ہونے والا
2 ... مقالاتِ کاظمی، 2/117
3 ... شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص400
4 ... المعتقد المنتقد، ص127
5 ... المعتقد المنتقد، ص129
6 ... نور العرفان، پ3، البقرۃ:255

جواب مفتی احمد یار خان نعیمی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: شفاعت دو قسم کی ہے: شفاعتِ کُبریٰ اور شفاعتِ صُغریٰ۔ شفاعتِ کُبریٰ صرف حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) کریں گے، اس شفاعت کا فائدہ ساری خلقت حتی کہ کفّار کو بھی پہنچے گا کہ اس شفاعت کی برکت سے حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور قیامت کے میدان سے نَجات ملے گی، یہ شفاعت حضور ہی کریں گے، اس وقت کوئی نبی اس شفاعت کی جرأت نہ فرمائیں گے۔ شفاعتِ صُغریٰ ظہورِ فضل کے وقت ہوگی، یہ شفاعت بہت لوگ بلکہ قرآن، رَمضان، خانۂ کعبہ بھی کریں گے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم رفع درجات کے لئے صالحین حتّٰی کہ نبیوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے اور گناہوں کی معافی کے لئے ہم گنہگاروں کی شفاعت کریں گے لہٰذا آپ کی شفاعت سے انبیاءِ کرام بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا شَفَاعَةَ حَبِیۡبِكَ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم (یعنی اے اللہ ہمیں اپنے حبیب کی شفاعت نصیب فرما) حضور کی شفاعت ہم گنہگاروں کا سہارا ہے۔ [1]

صدرُ الشریعہ، حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن مرتبۂ شفاعتِ کُبریٰ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) کے خَصائص سے ہے۔ شفاعتِ کُبریٰ مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لئے ہے کہ وہ انتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا، جس کے لئے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش جہنّم میں پھینک دیئے جاتے اور اس اِنتِظار سے نَجات پاتے، اِس بلا سے چُھٹکارا کفّار کو بھی حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) کی بدولت ملے گا، جس پر اوّلین و آخرین، موافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) کی حمد کریں گے، اِسی کا نام مقامِ محمود ہے۔ [2]

حدیث شریف میں ہے: نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سے عرض کی گئی: مقامِ محمود کیا ہے؟ فرمایا: هُوَ الشَّفَاعَةُ یعنی وہ شفاعت ہے۔ [3]

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: رُوئے زمین پر جتنے درخت اور پتّھر ہیں میں قیامت کے دن ان سب کی تعداد کے برابر آدمیوں کی شفاعت فرماؤں گا۔ [4]

سوال کیا شفاعتِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حاصل کرنے کے لیے اس پر ایمان رکھنا بھی ضروری ہے؟

---

1 ... مراٰۃ المناجیح، ۷/403، 404 ملتقطا

2 ... بہارِ شریعت، 1/70، حصہ 1:

3 ... ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ بنی اسرائیل، 5/93، حدیث: 3148

4 ... مسند امام احمد، مسند الانصار، 9/7، حدیث: 23004

جواب: شفاعت اسے ملے گی جو نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت پر ایمان رکھتا ہو گا کہ ابنِ منیع حضرت سیِّدُنا زید بن اَرْقم وغیرہ چودہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوان سے راوی ہیں کہ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُؤْمِنْ بِهَا لَمْ یَکُنْ مِنْ أَهْلِهَا یعنی میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا وہ اِس (شفاعت پانے) کا اہل نہ ہو گا۔[1]

اِس حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ یوں دُعا کرتے ہیں: اے اللہ! تو جانتا ہے، بیشک تُو نے ہدایت عطا فرمائی ہے، تو ہم تیرے حبیب محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت پر ایمان لائے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں دُنیا و آخرت میں لائقِ شفاعت بنا دے۔[2]

امامِ اہلِ سنّت شاہ احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ کا ایک لطیف معنیٰ یوں ذکر فرماتے ہیں: اللہ پاک کی بارگاہ میں بلاواسطہ شفاعت قرآنِ کریم اور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہو گی۔ اسی لئے روزِ قیامت تمام شفاعت کرنے والے فرشتے، انبیائے کرام، اولیا و عُلما، حُفّاظ و شُہدا اور حجاج و صُلَحا عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالثَّنَاء کی شفاعت نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ہو گی۔ ان کی رسائی انہی تک ہو گی، نبیِ کریم ان لوگوں کی شفاعت بھی فرمائیں گے جن کا ذِکر ان حضرات نے کیا ہو گا اور اُن کی بھی شفاعت فرمائیں گے جن کا ذکر نہ کیا ہو گا۔ ہمارے نزدیک یہ معنیٰ احادیث سے مؤکّد ہے۔[3]

سوال: شفاعتِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کتنی طرح کی ہو گی؟

جواب: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعتیں کئی طرح کی ہوں گی۔ چنانچہ

حضرت علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ شفاعت کی قسمیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شَفاعت کی پہلی قسم شَفاعتِ عُظمٰی ہے۔ دوسری قسم کی شَفاعت ایک قوم کو بے حساب جنّت میں داخِل کروانے کے لئے ہو گی اور یہ شَفاعت بھی ہمارے نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ثابِت ہے اور بعض عُلَمائے کرام کے نزدیک یہ شَفاعت حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری قسم کی شَفاعت اُن لوگوں کے بارے میں ہو گی کہ جن کی نیکیاں اور بُرائیاں

1 ... جامع صغیر، ص301، حدیث:4896
2 ... فتاویٰ رضویہ، 29/585
3 ... المعتقد المنتقد مع شرح المستند المعتمد بناجاۃ الابد، ص127

برابر برابر ہوں گی اور شَفاعت کی مدد سے جنّت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شَفاعت اُن لوگوں کے لئے ہوگی جو کہ دوزخ کے حق دار ہوچکے ہوں گے تو حضورِ پُرنور، شافعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شَفاعت فرما کر اُن کو جنّت میں لائیں گے۔ پانچویں قسم کی شَفاعت مرتبے کی بُلندی اور بُزُرگی کے اضافے کے لئے ہوگی۔ چھٹی قسم کی شَفاعت اُن گنہگاروں کے بارے میں ہوگی جو کہ جہنّم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شَفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اِس طرح کی شَفاعت دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، فِرِشتے، عُلَما اور شُہَدا بھی فرمائیں گے۔ ساتویں قسم کی شَفاعت جنّت کا دروازہ کھولنے کے بارے میں ہوگی۔ آٹھویں قسم کی شَفاعت خاص کر مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا والوں اور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے خُصوصی طریقے پر ہوگی۔[1]

سوال شَفاعت کا انکار کرنا کیسا؟

جواب مُطلَقاً شفاعت کا انکار حکمِ قرآنی کا انکار اور کُفر ہے۔ چُنانچہ

قرآنِ کریم کی مشہور و معروف آیتِ کریمہ "اٰیۃُ الکُرسی" میں ہے:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖؕ

(پ3، البقرۃ:255)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ کون ہے جو اس کے یہاں سِفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِس میں مُشرِکین کا رد ہے جن کا گُمان تھا کہ بُت شَفاعت کریں گے۔ انہیں بتادیا گیا کہ کُفّار کے لئے شَفاعت نہیں۔ اللہ کریم کے حُضُور مَاْذُوْنِیْن (یعنی اجازت یافتگان) کے سوا کوئی شَفاعت نہیں کرسکتا اور اِذن والے (یعنی اجازت یافتہ) انبیاء و ملائکہ و مُؤمنین ہیں۔[2] جو نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت کا منکر ہو یا کراماً کاتبین کا منکر ہو یا رُویتِ باری (یعنی دیدارِ الٰہی) کا انکار کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لیے کہ وہ کافر ہے۔[3]

1 ... اشعۃ اللمعات، 4/404 ملتقطا
2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:255
3 ... البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، 1/611

سبق نمبر11 اختیاراتِ مصطفےٰ کا بیان

ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور سب اُس کے محتاج ہیں، کوئی چیز بھی اُس کے قبضہ و اختیار سے باہر نہیں، مگر اس نے اپنے فضل و کرم سے مخلوق میں سے اپنے خاص بندوں مثلاً انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھی مختلف اِختیارات و کمالات سے نوازا ہے۔ اِس بات کو یوں سمجھئے کہ جو جس مرتبے کا مالک تھا، اُسے اُسی کے مُطابق اِختیارات عطا کئے گئے ہیں۔ بلاشُبہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہ قابلِ احترام اور مُقدّس ہستیاں ہیں کہ جن کا مقام مخلوق میں سب سے بلند و بالا ہے، لہٰذا اُن کو عطا کردہ معجزات، کمالات اور اِختیارات بھی دیگر مخلوق سے افضل و اَعلیٰ ہوتے ہیں، پھر اُن میں بھی تاجدارِ اَنبیا، محبوبِ کبریا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے، وہ کسی مُسلمان سے ڈھکا چُھپا نہیں، لہٰذا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اختیارات، دِیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اختیارات سے زائد و نُمایاں ہیں۔ جیسا کہ ربِّ کریم نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اپنے محبوب کے اختیارات کو بیان کیا، چنانچہ

پارہ 5 سُوْرَۃُ النِّسَآء کی آیت نمبر 65 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (۶۵) (پ5، النسآء:65)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو اے محبوب تمہارے رَبّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

پارہ 10 سُوْرَۃُ التَّوْبَہ کی آیت نمبر 29 میں ارشادِ خداوندی ہے:

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (پ10، التوبۃ:29)

ترجَمۂ کنزالایمان: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

پارہ 28 سُوْرَۃُ الْحَشْر کی آیت نمبر 7 میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَ مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ (پ28، الحشر:7)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

پارہ22 سُوْرَۃُ الْاَحْزَاب کی آیت نمبر 36 میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ (پ22، الاحزاب:36)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو اُنہیں اپنے معاملہ کا کچھ اِختیار رہے۔

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت علّامہ مولانا مفتی سَیِّد محمد نعیمُ الدِّین مُراد آبادی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ اِس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فرمانبرداری کرنا ہر مُعاملے میں واجب ہے اور نبی عَلَیۡہِ السَّلَام کے مُقابلے میں کوئی اپنی ذات کا بھی خود مُختار نہیں۔[1]

سوال: احادیث مبارکہ کی روشنی میں اختیاراتِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیان کیجیے؟

جواب: جب اللہ نے اپنے بندوں پر حج فرض فرمایا اور رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ میں حج کی فرضیت کا اِعْلان کرتے ہوئے فرمایا: اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا یعنی اے لوگو! اللہ پاک نے تم پر حج کو فرض فرمادِیا ہے، لہٰذا حج کیا کرو۔ تو ایک صحابیِ رسول (حضرت سَیِّدُنا اَقْرَع بن حابس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ) نے عَرض کی: یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ 3 مرتبہ اُنہوں نے یہی سوال کیا، مگر ہر مرتبہ رسولوں کے سالار، نبیِ مُخْتار صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خاموشی ہی اِختیار فرمائی پھر ارشاد فرمایا: لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ اگر میں نے "ہاں" کہہ دِیا ہوتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔[2]

یاد رہے کہ! حج زندگی میں ایک بار ہی فرض ہے، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ جب صحابیِ رسول حضرت سَیِّدُنا اَقْرَع بن حابِس رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہر سال حج فرض ہونے کے بارے میں سُوال کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بَلْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ یعنی حج ایک ہی مرتبہ (فرض) ہے، جو ایک سے زائد کرے گا وہ نفلی ہو گا۔[3]

1 ... تفسیر خزائنُ العرفان، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:36 بتغیر
2 ... مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرۃ فی العمر، ص536، حدیث:3257
3 ... مستدرک، کتاب التفسیر، فرضیۃ الحج فی العمر مرۃ واحدۃ، 3/10، حدیث:3210

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اختیارات کے ذریعے امت پر جو آسانیاں فرمائیں اس کی کچھ مثالیں بیان فرمادیں؟

جواب کئی مواقع پر سرکارِ نامدار، اُمّت کے غمخوار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم گناہ گاروں کی مَشَقَّت و دُشواری کا لحاظ کرتے ہوئے شرعی مسائل میں ہماری آسانیوں کا خاص خیال فرمایا۔ چار روایات ملاحظہ کیجئے:

(1) ارشاد فرمایا: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْهِمُ السِّوَاكَ كَمَا فَرَضْتُ عَلَیْهِمُ الْوُضُوْءَ اگر مجھے اپنی اُمّت کی دُشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ضرور اُن پر مِسواک کو اسی طرح فرض کر دیتا، جس طرح میں نے اُن پر وضو فرض کیا ہے۔[1]

(2) ارشاد فرمایا: لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِهٖ اگر مجھے اپنی اُمّت کی مَشَقَّت کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی یا آدھی رات تک مؤخّر کرنے کا ضرور حکم دیتا۔[2]

(3) ارشاد فرمایا: وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ اگر بوڑھوں کی کمزوری اور مریضوں کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو اس نماز (یعنی نمازِ عشاء) کو آدھی رات تک ضرور مؤخّر کر دیتا۔[3]

(4) حضرت سَیِّدُنا بَرَاء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مَروِی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا اَبُو بُردہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے نمازِ عید سے پہلے ہی قُربانی کرلی تو نبیِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اِس کے بدلے دوسری قُربانی کرو (کہ وہ قُربانی نہ ہوئی) تو انہوں نے عَرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم! اب تو میرے پاس چھ (6) مہینے کا بکری کا بچہ ہے جو کہ ایک سال کی بکری سے بہتر ہے۔ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِجْعَلْهَا مَكَانَهَا، وَلَنْ تَجْزِیَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ یعنی اُس کی جگہ اِسے ذبح کر دو، مگر تمہارے بعد کسی اَور کے لئے ایسا کرنا ہرگز کافی نہ ہو گا۔[4]

اسی طرح اللہ کریم نے باہمی لین دین کے مُعاملات میں دو (2) مَردوں کو گواہ بنانے کا حکم دیتے ہوئے پارہ 3 سُوْرَةُ الْبَقَرَہ کی آیت نمبر 282 میں ارشاد فرمایا:

---

1 ... مسند امام احمد، مسند الفضل بن عباس، 1 / 459، حدیث: 1835
2 ... ترمذی، کتاب الصلوة، باب ماجاء فی تاخیر صلوة العشاء الآخرة، 1 / 214، حدیث: 167
3 ... ابوداود، کتاب الصلوة، باب وقت العشاء الآخرة، 1 / 185، حدیث: 422
4 ... مسلم، کتاب الاضاحی، باب وقتھا، ص 835، حدیث: 5077

وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ ترجَمۂ کنزالایمان: اور دو گواہ کرلو اپنے مَردوں میں سے۔

(پ۳، البقرۃ:۲۸۲)

معلوم ہوا کہ کسی بھی معاملے میں تنہا مرد کی گواہی شرعاً قبول نہیں، یہی اللہ پاک کا حکم ہے جو تمام مُسلمانوں کیلئے ہے، مگر حُضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے اپنی مرضی مُبارک سے حضرت سَیِّدُنا خُزَیمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو اِس حکمِ عام سے بری اور آزاد قرار دیتے ہوئے کسی بھی مُعاملے میں اِن کی تنہا گواہی کو دو مَردوں کی گواہی کے برابر کر دیا اور ارشاد فرمایا: مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَهُوَ حَسْبُهُ یعنی خُزَیمہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کسی کے حق میں گواہی دیں یا کسی کے خلاف گواہی دیں، اِن کی تنِ تنہا گواہی کافی ہے۔[1] (یعنی اِن کے گواہی دے دینے کے بعد گواہی کا نصاب پورا کرنے کے لئے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں)۔

جو چاہیں گے جسے چاہیں گے یہ اُسے دیں گے
کریم ہیں یہ خزانے لُٹانے آئے ہیں
اِنہیں خدا نے کیا اپنے مُلک کا مالک
اِنہیں کے قبضے میں ربّ کے خزانے آئے ہیں
سُنو گے لا نہ زبانِ کریم سے نوریؔ
یہ فیض و جُود کے دریا بہانے آئے ہیں

سبق نمبر12 اخلاقِ مصطفٰے کا بیان

حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ مبارکہ ہر مسلمان کے لئے بہترین نمونہ ہے، جسے بھرپور انداز میں اپناتے ہوئے ہر مسلمان دُنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکتا ہے، پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرتِ مُبارکہ کا ایک بہترین پہلو، آپ کے اخلاقِ حسنہ بھی ہیں جن کی بلندی و عظمت کو اللہ کریم نے قرآنِ کریم کے اُنتیسویں (۲۹ویں) پارے کی سُورۂ قلم کی آیت نمبر 4 میں یُوں بیان فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (پ۲۹، القلم:۴) ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے۔

1 ... سنن الکبریٰ، کتاب الشھادات، باب الامر بالاشھاد، ۱۰/ ۲۴۶، حدیث: ۲۰۵۱۶

ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی بِعْثَت کا مقصد اور حُسنِ اَخلاق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ یعنی مجھے اَخلاق کے حُسن و خوبی کو مکمل کرنے کے لئے ہی بھیجا گیا ہے۔[1] نبیِ کریم کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں مزید معلومات سوالاً جواباً ملاحظہ کیجئے:

سوال حضرتِ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب سعد بن ہشام نے حضور کے خُلق کے بارے میں پوچھا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا نے اِرشاد فرمایا: کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن یعنی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُلق قرآن تھا، کیا تُو نے اللہ پاک کا یہ فرمان نہیں پڑھا: ﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝۴﴾[2] ترجمۂ کنزالایمان: "اور بے شک تمہاری خوبو (یعنی عادت) بڑی شان کی ہے۔"[3] میرے آقا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

تِرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تِری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا، ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم![4]

سوال حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جادو کرنے والے اور زہر دینے والی یہودیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب اللہ پاک کے پیارے اور آخری رَسُول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر لَبید بن اَعصَم نے جادو کیا تو حُسنِ اَخلاق کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کا بدلہ نہیں لیا، اُس یہودِیَّہ کو بھی مُعاف فرمادیا جس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زہر دیا تھا۔[5]

سوال حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ حسنہ کے بارے میں اللہ پاک نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب اللہ پاک پارہ 21 سُوْرَۃُ الْاَحْزاب کی آیت نمبر 21 میں اِرشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رَسُوْلُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

1 ... مؤطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق، ۲/۴۰۴، حدیث: ۱۷۲۳
2 ... پ29، القلم: 4
3 ... مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، 9/380، حدیث: 24655
4 ... حدائقِ بخشش، ص80
5 ... المواہب اللدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ... الخ، 2/91

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چند اخلاقِ حسنہ بیان فرمادیں؟

جواب ❀ اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مَدَنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی کوئی بات یا کام نہ کرتے جس سے نفرت پیدا ہو ❀ لوگوں کو اللہ پاک کے خوف کی تلقین فرماتے[1] ❀ لوگوں کی اِصلاح سے کبھی بھی پیچھے نہ رہتے ❀ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُٹھتے بیٹھتے (یعنی ہر وقت) ذِکْرُ اللہ کرتے رہتے ❀ جب کہیں تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ مل جاتی وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے ❀ مانگنے والے کو عطا فرماتے ❀ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں شور وغل ہوتا نہ کسی کی بے عزتی ❀ اپنے پاس بیٹھنے والے کے حقوق کا لحاظ رکھتے ❀ جب کسی سے ہاتھ ملاتے تو اپنا ہاتھ کھینچنے میں پہل نہ فرماتے[2] ❀ سَلام میں پہل فرماتے[3] ❀ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارتا، جواب میں "لَبَّیْك" (یعنی میں حاضِر ہوں) فرماتے[4] ❀ کسی کو عیب نہ لگاتے اور نہ ہی کسی کا عیب تلاش کرتے۔

سبق نمبر 13 والدینِ مصطفےٰ کا بیان

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد محترم کا نام اور کنیت کیا تھی؟

جواب حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن عبدُ المطّلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُما، نور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدِ محترم ہیں، آپ کا نام مبارک عبدُاللہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ)، کنیت اَبُو محمد، اَبُو احمد اور اَبُو قُثَم (یعنی خیر وبرکت سمیٹنے والا) ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اپنے والدِ محترم حضرت عبدُ المطلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دادا جان کا نام کیا ہے؟

جواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دادا جان کا نام حضرت سیدنا "عبدُ المطّلب" ہے۔

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ محترمہ کا نام کیا ہے؟

جواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والِدۂ محترمہ کا نام مُبارَک حضرتِ آمنہ ہے۔

---

1 ... الشفاء، القسم الاول، الباب الثانی فی تکمیل محاسنہ، فصل واما حسن عشرتہ... الخ، 1/120

2 ... ابوداود، کتاب الادب، باب فی حسن العشرۃ، 4/330، حدیث: 4794

3 ... ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ، 5/504، حدیث: 8

4 ... وسائل الوصول، ص 207

سوال: حضرتِ سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی کوئی کرامت بیان فرمادیں۔

جواب: ایک دِن حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ جنگل میں گئے، مُلکِ شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدِ محترم یہی ہیں۔ چنانچہ اُنھوں نے حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو بارہا قتل (یعنی شہید) کرنے کی کوشش کی مگر اللہ پاک نے اپنے فضل و کَرم سے بچا لیا۔ عالَمِ غیب سے اچانک چند ایسے سوار آئے جو اِس دُنیا کے لوگوں کی طرح نہ تھے، اُنہوں نے آکر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو بحفاظت اُن کے مکان تک پہنچا دیا۔

سوال: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نانا جان کا نام کیا ہے؟

جواب: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نانا جان کا نام حضرت وَہب بن مَناف رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ ہے۔

سوال: حضرت سیدنا عبد اللہ اور حضرت آمنہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمَا کا نکاح کب ہوا؟

جواب: 24 سال کی عمر میں حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا حضرت بی بی آمِنہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا سے نکاح ہو گیا اور نُورِ محمدی حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ سے مُنتقل (یعنی Transfer) ہو کر حضرت بی بی آمِنہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا کے مُبارَک پیٹ میں تشریف لے آیا۔

سوال: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد محترم حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا انتقال کب ہوا؟

جواب: جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ المطلب رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینۂ منورہ بھیجا یا تجارت کے لئے مُلکِ شام روانہ کیا۔ وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینۂ پاک میں اپنے والد (یعنی حضرت سَیِّدُنا عبدُ المطلب) کے ننھیال "بنو عدی بن نَجّار" میں ایک ماہ بیمار رہ کر 25 برس کی عمر میں حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہ وفات پاگئے اور وہیں "دارِ نابِغَہ" میں دفن ہوئے یعنی آپ کا مزار شریف بنا۔[1]

سوال: حضرت آمنہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا کا انتقال کب ہوا؟

جواب: اللہ پاک کے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جب عمر مبارک 5 یا 6 برس کی ہوئی تو آپ کی امّی جان حضرت بی بی آمِنہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا آپ کو ساتھ لے کر مدینۂ منورہ میں آپ کے دادا جان حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ المطلب کے ننھیال بنو عَدِی بن نَجّار میں

1... مدارج النبوت، 2/14

ملنے گئیں، اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللہُ عَنْہَا آپ کی خادِمہ بھی ساتھ تھیں، جب واپس آئیں تو راستے میں مَقامِ اَبواء میں حضرت بی بی آمِنہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اِنتقال فرما گئیں اور وہیں دَفن ہوئیں۔

سوال کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے والدین کو زندہ کیا؟

جواب اِمام اَبُوالقاسم عبدُ الرَّحمٰن سُہَیلی "اَلرَّوْضُ الْاُنُف" میں نَقل کرتے ہیں کہ اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ بی بی عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا رِوایت کرتی ہیں، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دُعا مانگی: "یااللہ! میرے ماں باپ کو زندہ کردے۔" اللہ پاک نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُعا قبول فرماتے ہوئے دونوں حضرات (یعنی والدین) کو زندہ کر دیا اور وہ دونوں اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اِیمان لائے اور پھر اپنے اپنے مَزاراتِ مُبارکہ میں تشریف لے گئے۔[1]

سوال کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا؟

جواب خبردار! اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ والِدَینِ کریمین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا مَعَاذَ اللہ حالتِ کُفر میں فوت ہوئے تھے اور عذابِ قبر میں مبتلا تھے، اِس لئے نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا تاکہ عذاب سے نجات پائیں۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں تھا بلکہ وہ دونوں توحید پر قائم تھے (یعنی اللہ پاک کو ایک ماننے والے تھے) اور کبھی بھی اُنہوں نے بُت پرستی نہیں کی تھی۔ رَسُولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنی اُمّت میں شامل کرنے کے لیے دوبارہ زندہ فرما کر کلمہ پڑھایا۔

سوال کیا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر قرآن پاک سے کوئی دلیل ہے؟

جواب حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: حضرت آمِنہ خاتون رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا اِیمان قرآنِ کریم کی واضح آیت سے ثابت ہے۔ حضرت اِبراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے دُعا کی تھی: ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۪﴾[2] (ترجمۂ کنزالایمان: اور ہماری اَولاد میں سے ایک اُمَّت تیری فرمان بردار۔) پھر بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی: ﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾[3] (ترجمۂ کنزالایمان: اے رَبّ ہمارے اور بھیج ان میں ایک رَسُول انہیں میں سے۔) خُدایا میری اَولاد میں ہمیشہ

---

1 ... الروض الانف، وفاة آمنة وحال رسول اللہ... الخ، 1/299
2 ... پ1، البقرۃ: 128
3 ... پ1، البقرۃ: 129

ایک مؤمن جماعت رہے اور اے مولیٰ اِسی مؤمن جماعت میں نبیِ آخر الزمان (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو بھیج، حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی یہ دُعا یقیناً قبول ہوئی، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام آباء و اَجداد (یعنی باپ، دادا، پَردادا اوپر تک) سب کے سب اہلِ ایمان مومن تھے۔[1]

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر حدیث پاک سے بھی کوئی دلیل ہے؟

جواب محترم نبی، مکی مَدَنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: میں ہمیشہ پاک پُشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔[2]

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کریمین کے مومن ہونے کے بارے میں اقوال اَئمہ بیان فرمادیجئے؟

جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے فتاویٰ رضویہ جلد 30 صفحہ 299 پر موجود کلام کا خُلاصہ یہ ہے: "کثیر اکابِر عُلَما کا مذہب یہی ہے کہ حُضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے پیارے والدین مسلمان ہیں اور آخرت میں ان کی نجات (یعنی چھٹکارے) کا فیصلہ ہو چکا ہے۔"[3] حضرتِ امام جلالُ الدِّین سُیوطی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے والدینِ مصطفےٰ یعنی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ماں باپ کے ایمان کے متعلق سات رَسائل لکھے ہیں اور ان کا ایمان ثابت کیا ہے۔[4] قاضی امام ابو بکر ابنُ العربی مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے یہ سُوال کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آباء و اَجداد (یعنی باپ دادا سب) جہنم میں ہیں مَعَاذَ اللّٰہ، تو آپ نے فرمایا کہ یہ (یعنی ایسا بکنے والا) شخص ملعون (یعنی لعنتی) ہے۔[5]

سوال حضرتِ سیدنا عبدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی قبر مبارک کھلنے کا واقعہ کیا ہے؟

جواب 21 جنوری 1978ء کے اخبار نوائے وقت کے مُطابق مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں مسجدِ نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی توسیع (Extension) کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دَوران سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدِ ماجد حضرتِ سیّدُنا عبدُاللہ بن عبدُ المطلب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا جسمِ مُبارَک جس کو دَفن ہوئے 14 سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا، (قبر شریف سے) بالکل تر و تازہ حالت میں نکلا۔

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/524
2 ... دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثانی ذکر فضیلتہ ... الخ، ص28، حدیث: 15
3 ... فتاویٰ رضویہ، 30/299 ماخوذاً
4 ... اتحاف السادۃ المتقین، 10/433
5 ... تفسیر روح البیان، پ 1، البقرۃ، تحت الآیۃ: 119، 1/218

سبق نمبر14 تعارف وفضائل ازواجِ مطہرات

ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے نکاح فرمائے اور ان خوش نصیب خواتین کی تعداد کیا ہے جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوکر اُمَّہَاتُ المؤمنین کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئیں...؟ اس سلسلے میں جن پر سب کا اتفاق ہے وہ گیارہ صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ ہیں۔ ان میں سے چھ 6 تو قبیلۂ قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم وچراغ تھیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(1)... حضرت خدیجہ بنتِ خویلد (2)... حضرت عائشہ بنتِ صِدّیق

(3)... حضرت حفصہ بنتِ عمر فاروق (4)... حضرتِ اُمّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان

(5)... حضرت اُمّ سلمہ بنتِ ابوامیہ (6)... حضرت سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ

چار کا تعلق قبیلۂ قریش سے نہیں تھا بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھیں، وہ یہ ہیں:

(1)... حضرت زینب بنتِ جحش (2)... حضرت میمونہ بنتِ حارث

(3)... حضرت زینب بنتِ خزیمہ (4)... حضرت جُویریہ بنت حارث رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ

اور ایک غیر عربیہ تھیں، جن کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ یہ حضرتِ صفیّہ بنتِ حیی رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قبیلہ بنی نضیر سے تھیں۔

ان گیارہ میں سے دو 2 ازواجِ مطہرات حضرتِ خدیجہ بنتِ خویلد اور حضرتِ زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا تو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں ہی دارِ آخرت کو کوچ کر گئی تھیں جبکہ بقیہ نو 9 ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ نے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد انتقال فرمایا۔[1]

سوال ازواجِ مُطَہَّرات رضی اللہ عنہن کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب قرآنِ مجید سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مقدس بیبیاں رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ مرتبہ میں سب سے زیادہ ہیں اور ان کا اَجر سب سے بڑھ کر ہے۔ دنیا جہان کی عورتوں میں کوئی اِن کی ہمسر اور ہم مرتبہ نہیں۔ جیسا کہ

(1) فرمانِ ربِّ کریم ہے:

---

[1]... المواہب اللدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الخ، 1 / 401 بتقدم وتاخر

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (پ22، الاحزاب:32) ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی کی بیبیو تم اَور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

صَدْرُ الْاَفاضِل حضرتِ علامہ مفتی سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: (یعنی) تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر، جہان کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔[1]

(2) اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْؕ (پ21، الاحزاب:6) ترجمۂ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

علامہ سیّد محمود آلوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (کہ ان کا مؤمنین کی مائیں ہونا دو2 حکموں میں ہیں): (۱)... نکاح کے حرام ہونے میں۔(2)... تعظیم کی حق دار ہونے میں۔ اس کے علاوہ دوسرے احکام مثلاً وراثت اور پردہ وغیرہ کے سلسلے میں ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا۔ نیز (شرعی احکام میں) ان کی بیٹیوں کو مؤمنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں کو مؤمنین کے ماموں نہ کہا جائے گا۔[2]

سوال کیا ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ سے معاذ اللہ گناہ سرزد ہوئے؟

جواب ان کے لئے گناہوں کی نجاست سے آلودہ نہ ہونے کی بشارت ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاۚ (پ22، الاحزاب:33) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔

مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بداخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ مَعَاذَ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو2 مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور کی ازواج و اولاد گناہوں سے پاک ہے۔ دوسرے یہ کہ ازواج یقیناً حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواجِ مطہرات (رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ)

1... تفسیر خزائن العرفان، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:32
2... تفسیر روح المعانی، پ21، الاحزاب، تحت الآیۃ:6، 21/202 ملتقطا

سے ہی مخاطب ہیں۔[1]

سوال "السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" میں کون کون سی اُمّہات المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ شامل ہیں؟

جواب قرآن کریم میں ہے:

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (پ۱۱، التوبۃ:100)

ترجمۂ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مُہَاجِر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

صَدرُ الاَفاضِل حضرت علامہ مفتی سیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: (مُہَاجِرین میں السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ وہ ہیں) جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہلِ بدر یا اہلِ بیعتِ رضوان (اور انصار میں سے) اصحابِ بیعتِ عقبہ اُولیٰ جو چھ 6 حضرات تھے اور اصحابِ بیعتِ عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحابِ بیعتِ عقبہ ثالثہ جو ستر اصحاب ہیں۔[2] اس اعتبار سے بعض اُمّہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ بھی اس فضیلت میں داخل ہیں یہاں صرف اُن کے اسمائے گرامی ذکر کئے جاتے ہیں جن کا دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنا معلوم ہے:

(1) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا سودہ بنتِ زمعہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (2) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (3) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ بنتِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا (4) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنتِ خُزَیْمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (5) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (6) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا زینب بنتِ جحش رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (7) اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا۔ یاد رہے کہ یہ تمام اُمّہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ ہجرتِ مدینہ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں جبکہ تبدیلیٔ قبلہ ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد (یعنی دو 2 ہجری، ماہِ شعبان، منگل کے دن) ہوئی۔[3][4]

---

1 ... تفسیر نور العرفان، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ:33 ملتقطا

2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ۱۱، التوبہ، تحت الآیۃ:100

3 ... تفسیر نعیمی، پ11، التوبہ، تحت الآیۃ:100، 11/37

4 ... امہات المؤمنین کی سیرت تفصیل سے پڑھنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مکتبۃ المدینہ سے شائع شدہ کتاب "فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین" کا مطالعہ کیجئے۔

حضور کی ازواج
01
حضرت خدیجہ بنتِ خویلد
02
حضرت عائشہ بنتِ ابوبکر صدیق
03
حضرت حفصہ بنتِ عمر فاروق
04
حضرت اُمِّ حبیبہ بنتِ ابوسفیان
05
حضرت اُمِّ سلمہ بنتِ ابواُمیّہ
06
حضرت سودہ بنتِ زَمعہ
07
حضرت زینب بنتِ جحش
08
حضرت میمونہ بنتِ حارث
09
حضرت زینب بنتِ خزیمہ
10
حضرت جویریہ بنتِ حارث
11
حضرت صفیہ بنتِ حیی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنّ

سبق نمبر 15 اہلِ بیتِ اَطہار کا بیان

حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نَسَب اور قرابت کے لوگوں کو اَہلِ بیت کہا جاتا ہے۔ اہلِ بیت میں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواجِ مُطَہَّرات، آپ کے شہزادے اور شہزادیاں، حضرتِ سیِّدنا مولیٰ علی اور حضرتِ سیِّدنا امام حسن و حضرتِ سیِّدنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم سب داخل ہیں۔ اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم سے اللہ پاک نے رِجس وناپاکی کو دور فرمایا، انہیں خوب پاک کیا اور جو چیز اُن کے مرتبہ کے لائق نہیں، اس سے ان کے پروردگار نے اُنہیں محفوظ رکھا، اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم پر دوزخ کی آگ حرام کی، صَدَقہ ان پر حرام کیا گیا کیونکہ صَدَقہ، دینے والوں کا مَیل ہوتا ہے۔ اول گروہ جس کی حضور شفیعِ محشر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شفاعت فرمائیں گے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم ہیں۔ اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم کی محبت فرائضِ دین سے ہے اور جو شخص ان سے بُغض رکھے وہ منافق ہے۔ اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم کی مثال حضرتِ سیِّدنا نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے کترایا، ہلاک و برباد ہوا۔

سوال قرآن کریم میں اہلِ بیت کی شان کونسے پارے میں بیان کی گئی ہے؟

جواب قرآن کریم میں اہلِ بیت کی شان اللہ پاک نے پارہ 22 سورۂ احزاب میں کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کرکے خُوب ستھرا کردے۔ (پ22، الاحزاب: 33)

سوال اس آیت کریمہ میں اہلِ بیت سے کون کونسی ہستیاں مراد ہیں؟

جواب یہ آیت حضرت سیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ، حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ، حضرت سیِّدُنا امام حَسَن اور حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم کے حق میں نازِل ہُوئی۔

سوال ان حضرات کے ساتھ اور کون کون اہلِ بیت میں شامل ہیں؟

جواب حُضُور جانِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان حضرات کے ساتھ اپنی باقی صاحبزادیوں، قَرابت داروں اور

اَزْواجِ مُطَہَّرات کو بھی اپنے اہلِ بیت میں شامل فرمایا۔[1]

سوال اس آیت سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

جواب یہ آیتِ کریمہ اَہْلِ بیتِ کرام کے فَضائل کا منبع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اَخْلاقِ دَنِیَّہ (گھٹیا اَخلاق) و اَحوالِ مذمومہ (ناپسندیدہ احوال) سے اُن کی تطہیر (پاکی و طہارت) فرمائی گئی۔ بعض احادیث میں مَرْوِی ہے کہ اَہْلِ بیت، نار پر حَرام (یعنی اہلِ بیت جنتی) ہیں اور یہی اس تَطْہِیر کا فائدہ اور ثَمرہ ہے اور جو چیز ان کے اَحوالِ شَریفہ کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پَرْوَرْدْگار انہیں محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔[2]

سوال اہلِ بیت کی خدمت اور انہیں خوش کرنے سے ہمیں کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

جواب قیامت کے دن شفاعت نصیب ہوگی۔ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شخص وسیلہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو، جس کے سبب میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، اُسے چاہئے کہ میرے اہلِ بیت کی خدمت کرے اور اُنہیں خُوش کرے۔[3]

سوال اہلِ بیت سے بُغض اور دشمنی کرنے کا کیا نقصان ہے؟

جواب رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: خبردار! جو شخص اہلِ بیت کی بُغض وعداوت پر مرا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ یہ اللہ پاک کی رحمت سے ناامید ہے۔[4] جو شخص اہلِ بیت سے بُغض یا حسد کرے گا، اسے قِیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے چابکوں سے دُور کیا جائے گا۔[5]

حضور کے شہزادے اور شہزادیاں

سوال ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کتنی اولاد تھیں؟

جواب ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے 3 شہزادے اور 4 شہزادیاں تھیں۔

---

1 ... صواعق محرقہ، الباب الحادی عشر، الفصل الاول، ص144

2 ... سوانح کربلا، ص82 ملتقطا

3 ... برکاتِ آلِ رسول، ص110

4 ... الشرف المؤبد، ص79

5 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فی فضل اہل بیت، جزء2، 6/48، حدیث: 34198

سوال ان کے نام کیا ہیں؟

جواب شہزادوں کے نام حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم اور شہزادیوں کے نام حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمِّ کلثوم، حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُنَّ۔ (۱)

حضرت قاسم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ

سوال رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے پہلے بیٹے کا کیا نام ہے؟

جواب رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے پہلے بیٹے کا نام حضرت قاسم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ ہے۔

سوال حضرت قاسم کی والدہ کا کیا نام ہے؟

جواب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہا

سوال حضرت قاسم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کب پیدا ہوئے؟

جواب اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے۔

سوال ان کی وفات کس عمر میں ہوئی؟

جواب ان کی وفات 17 مہینے یا 2 سال کی عمر میں ہوئی۔

حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ

سوال ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوسرے بیٹے کا کیا نام ہے؟

جواب حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ۔

سوال حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کب پیدا ہوئے؟

جواب اعلانِ نبوت سے پہلے مکہ میں پیدا ہوئے۔

سوال ان کی والدہ کا کیا نام ہے؟

جواب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہا

سوال ان کا لقب کیا ہے؟

---

1 ... شرح الزرقانی علی المواہب، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ...الخ، 4/ 313-314 ملتقطا

جواب طیب اور طاہر۔

سوال ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب یہ بچپن ہی میں وفات پاگئے تھے۔

حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سوال ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سب سے چھوٹے بیٹے کا کیانام ہے؟

جواب حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

سوال ان کی والدہ کا کیانام ہے؟

جواب حضرت ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا

سوال یہ کب پیدا ہوئے؟

جواب ذوالحجہ کے مہینے میں 8 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

سوال ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب وفات کے وقت ان کی عمر 17 یا 18 مہینے تھی۔

سوال ان کی وفات کے وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کیا فرمایا؟

جواب فرمایا: آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے مگر ہم وہی بات زبان سے نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہو جائے اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے بہت زیادہ غمگین ہیں۔[1]

سوال حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو جنّتُ البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی قبر کے پاس دفن فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی "انا بک لمحزونون"، 1/441، حدیث:1303

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا

سوال ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے بڑی بیٹی کا کیا نام ہے؟

جواب حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا۔

سوال یہ کب پیدا ہوئیں؟

جواب اعلانِ نبوت سے دس سال قبل جب کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر شریف تیس سال کی تھی مکہ مکرمہ میں ان کی ولادت ہوئی۔

سوال یہ کب مسلمان ہوئیں؟

جواب: یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں۔

سوال ان کی شادی کب اور کس سے ہوئی؟

جواب اعلانِ نبوت سے قبل ہی ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع سے ہوگئی تھی۔ ابو العاص حضرت بی بی خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا کی بہن حضرت ہالہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا کے بیٹے تھے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا کی سفارش سے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا کا ابو العاص کے ساتھ نکاح فرمادیا تھا۔

سوال ابو العاص کب مسلمان ہوئے؟

جواب ابو العاص 7 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

سوال حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہٗ کی وفات کب ہوئی؟

جواب 8 ہجری میں۔

سوال انہیں کس نے غسلِ میت دیا؟

جواب حضرت اُمِّ ایمن، حضرت سودہ بنتِ زمعہ اور حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ نے ان کو غسل دیا۔

سوال انہیں کفن دفن کس نے کیا؟

جواب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے کفن کے لئے اپنا تہبند شریف عطا فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کو قبر میں اتارا۔

حضرت رُقیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا

سوال: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی دوسری بیٹی کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت رُقیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا۔

سوال: یہ کب پیدا ہوئیں؟

جواب: یہ اعلانِ نبوت سے 7 سال پہلے پیدا ہوئیں۔

سوال: یہ کب مسلمان ہوئیں؟

جواب: ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو چکی تھیں۔

سوال: ان کا پہلا نکاح کس سے ہوا تھا؟

جواب: ابولہب کے بیٹے عتبہ سے۔ مگر رخصتی سے پہلی ہی طلاق ہو گئی تھی۔

سوال: دوسرا نکاح کن سے ہوا؟

جواب: حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے۔

سوال: ان کی وفات کب ہوئی؟

جواب: جنگِ بدر کی فتح کے دن سخت بیماری کی وجہ سے 20 سال کی عمر میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے وفات پائی۔

سوال: ان کے بیٹے کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت عبدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔ یہ اپنی والدہ کے بعد 4 ہجری میں 6 سال کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔

حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنْہا

سوال: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی تیسری بیٹی کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنْہا۔

سوال: ان کا پہلا نکاح کس سے ہوا تھا؟

جواب: ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے۔ مگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق ہو گئی تھی۔

سوال: ان کا دوسرا نکاح کن سے ہوا؟

جواب: حضرت بی بی رقیہ رَضِیَ اللہُ عَنہا کی وفات کے بعد ربیع الاول کے مہینے میں 3 ہجری میں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت بی بی اُمِ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنہا کا حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے نکاح کر دیا۔ مگر ان کے شکمِ مبارک سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

سوال: حضرت اُمِ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنہا نے کب وفات پائی؟

جواب: شعبان کے مہینے میں 9 ہجری میں وفات پائی۔

سوال: ان کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب: حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ عَنہا

سوال: ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی کا کیا نام ہے؟

جواب: حضرت فاطمہ زہرا بتول رَضِیَ اللہُ عَنہا۔

سوال: ان کا لقب کیا ہے؟

جواب: زہرا اور بتول۔

سوال: یہ کب پیدا ہوئیں؟

جواب: اعلانِ نبوت سے 5 سال پہلے۔

سوال: ان کا نام فاطمہ رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ پاک نے اِس کو اور اس سے محبت کرنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔[1]

حُضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک فاطمہ نے پاک دامنی اختیار کی اور اللہ پاک نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔[2]

1 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی فضل اہل البیت، جزء:12، 6/50، حدیث:34222

2 ... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، باب فاطمۃ... الخ، 4/135، حدیث:4779

سوال انہیں بتول کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا دُنیا میں رہتے ہوئے بھی دُنیا سے الگ تھیں لہٰذا بتول لقب ہوا۔

سوال انہیں زہرا کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب زَہراء کے معنی ہیں کلی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا جنّت کی کلی تھیں اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی کبھی ایسی کیفیت نہ ہوئی جس سے خواتین دوچار ہوتی ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے جسم سے جنّت کی خوشبو آتی تھی جسے حُضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سونگھا کرتے تھے۔ اِس لئے آپ کا لقب زَہرا ہوا۔[1]

سوال انہیں طاہرہ اور زاکیہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب طاہرہ و زاکیہ کا مطلب ہے، پاک وصاف۔ چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بچپن ہی سے اپنے بابا جانِ رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ رحمت اور فیضان سے ظاہری اور باطنی طہارت و پاکی حاصل کرچکی تھیں یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا حیض ونفاس سے بھی منزّہ و مُبرّا (یعنی پاک صاف) تھیں جیسا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: میری بیٹی فاطمہ انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونِفاس سے پاک ہے۔[2]

سوال ان کا حسن وجمال کیسا تھا؟

جواب حضرت اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: كَانَتْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ یعنی سیِّدہ چودھویں رات کے چاند کی طرح حسین وجمیل تھیں۔[3]

سوال ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے لئے کیا فرمایا؟

جواب ❀ جنابِ صادِق وامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: تمہارے غضب سے غضبِ الٰہی ہوتا ہے اور تمہاری رِضا سے رِضائے الٰہی۔[4] ❀ فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصّہ (ٹکڑا) ہے جو اِسے ناگوار، وہ مجھے ناگوار جو اِسے پسند وہ مجھے پسند، روزِ قیامت سوائے میرے نسب، میرے سبب اور میرے ازدواجی رشتوں کے تمام نَسَب ختم

1 ... مرآۃ المناجیح، 8/452
2 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی فضل اہل البیت مفصلا، جز: 12، 6/50، الحدیث: 34221
3 ... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر ما ثبت عندنا ... الخ، 4/149، حدیث: 4813
4 ... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب نداء یوم المحشر ... الخ، 4/137، حدیث: 4783

ہو جائیں گے۔"[1] ❀ فرمایا: فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں اور سب جنّتی عورتوں کی سردار ہیں۔[2] ❀ فرمایا: فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اِسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ ❀ اور ایک رِوایت میں ہے: ان کی پریشانی میری پریشانی اور ان کی تکلیف میری تکلیف ہے۔"[3]

سوال حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا نکاح کب اور کن سے ہوا؟

جواب 2 ہجری میں حضرت علی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ان کا نکاح ہوا۔

سوال ان کی کتنی اولادیں ہیں؟

جواب ان کی 6 اولادیں ہوئیں، 3 لڑکے اور 3 لڑکیاں۔

سوال لڑکے اور لڑکیوں کے نام کیا ہیں؟

جواب لڑکوں کے نام ہیں: (1) حضرت حسن، (2) حضرت حسین اور (3) حضرت محسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم۔ اور لڑکیوں کے نام ہیں: (4) حضرت زینب، (5) حضرت اُمِ کلثوم اور (6) حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ۔

سوال کونسے بچے بچپن ہی میں وفات پاگئے تھے؟

جواب حضرت محسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا۔

سوال حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی وفات کب ہوئی؟

جواب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کے قلبِ مبارک پر بہت ہی صدمہ گزرا۔ چنانچہ وصالِ اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ وصالِ نبوی کے 6 مہینے بعد 3 رمضان 11 ہجری منگل کی رات میں آپ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

سوال حضرتِ فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟

جواب حضرتِ سیّدُنا ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے منقول ہے کہ حضرتِ فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کی نمازِ جنازہ حضرتِ سیّدُنا

---

1 ... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب دعاء دفع الفقر... الخ، 4/144، حدیث: 4801

2 ... بخاری، کتاب الاستئذان، باب من ناجی بین یدی الناس، 4/184، حدیث: 6285

3 ... مشکاۃ، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبی... الخ، 2/436، حدیث: 6139

ابو بکر صِدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پڑھائی۔[1] اور آپ کا مزارِ مبارک جنتُ البقیع میں ہے۔

امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سوال امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کیا رشتہ ہے؟

جواب امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے ہیں۔

سوال ان کی ولادت کب ہوئی؟

جواب ان کی ولادت 15 رمضان کی رات 3 ہجری میں مدینۂ منورہ میں ہوئی۔

سوال ان کی کنیت اور لقب کیا ہے؟

جواب ان کی کنیت ابو محمد، لقب تقی اور سید اور سبطِ رسول اللّٰہ اور سبطِ اکبر کے نام سے معروف ہیں۔

سوال ان کا نام کس نے رکھا؟

جواب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کا نام حسن رکھا۔ یہ جنتی نام ہے۔ جو ان سے پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا۔

سوال ولادت کے بعد ان کے کان میں اذان اور تکبیر کس نے دی؟

جواب رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے۔

سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مسلمانوں کے کونسے خلیفہ ہیں؟

جواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مسلمانوں کے پانچویں خلیفہ ہیں۔

سوال حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی فضیلت میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضرت براء ابن عازب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں: میں نے سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زیارت کی، شہزادۂ بلند اقبال حضرت امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دوشِ اقدس (کندھوں) پر تھے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرمارہے تھے: یارب! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو تُو بھی محبوب رکھ۔[2] حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ

1 ... کنز العمال، کتاب الموت، باب فی اشیاء قبل الدفن، جزء: 15، 8/303، حدیث: 42856
2 ... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، 2/547، حدیث: 3749

حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت امامِ حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پہلو میں تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف نظر فرماتے اور ایک مرتبہ اس فرزندِ جمیل کی طرف۔ میں نے سنا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید ہے اور اللہ پاک اس کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرے گا۔[1]

سوال امامِ حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو زہر دیا گیا تھا جو آپ کی شہادت کا سبب بنا۔

سوال آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی وفات کب ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی عمر شریف 45 سال تھی کہ آپ نے 5 ربیع الاول، 49 ہجری میں اس دارِ ناپائیدار سے مدینۂ طیبہ میں رحلت فرمائی۔

سوال آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب جنّتُ البقیع میں حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے پہلو میں۔

سوال آپ کے جنازے میں کتنے لوگ تھے؟

جواب حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے کہا: میں نے جنت البقیع میں لوگوں کا اس قدر مجمع دیکھا کہ اگر سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ بھی زمین پر نہیں گرتی بلکہ کسی نہ کسی انسان کے سر پر گرتی۔

سوال آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کل اولاد کتنی ہے؟

جواب شہزادوں کی تعداد 15، ایک قول کے مطابق 12 اور شہزادیوں کی تعداد 8 ہے۔

امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

سوال امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کیا رشتہ ہے؟

جواب امامِ حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے نواسے ہیں۔

1 ۔۔۔ بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، 2/546، حدیث:3746

سوال ان کی ولادت کب ہوئی؟

جواب ان کی ولادت 5 شعبان، 4 ہجری میں مدینۂ منورہ میں ہوئی۔

سوال ان کا نام کس نے رکھا؟

جواب رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کا نام حسین اور شبیر رکھا۔

سوال ان کی کنیت اور لقب کیا ہے؟

جواب ان کی کنیت ابوعبدُ اللہ، لقب سبطِ رسول اللہ اور ریحانۃ الرسول ہے۔

سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شہادت کب ہوئی؟

جواب 10 محرم 61 ہجری میں 56 سال کی عمر میں شہادت پائی۔

سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مزار کہاں ہے؟

جواب کربلا میں۔

سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی کل اولاد کتنی ہے؟

جواب 4 شہزادے اور 2 شہزادیاں ہیں۔

سوال امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے کیا کیا فضائل ہیں؟

جواب رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(1)... حسن و حسین دُنیا میں میرے دو پھول ہیں۔[1]

(2)... حسن اور حُسین جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔[2]

(3)... جس نے ان دونوں (حسن و حسین) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عَداوت کی اس نے مجھ سے عَداوت کی۔[3]

---

1 ... بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ، 4/99، حدیث: 5994

2 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد حسن... الخ، 5/426، حدیث: 3793

3 ... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، 1/96، حدیث: 143

(4)... حضرت عُمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امامِ حَسَن اور حضرت امامِ حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنہُما کو نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھوں پر سوار دیکھا تو کہا: آپ دونوں کی سواری کیسی شاندار ہے! تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اور سوار بھی تو کیسے لاجواب ہیں۔[1]

سبق نمبر16 خلفائے راشدین

سوال صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب حضرت علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جن خوش نصیبوں نے ایمان کی حالت میں نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر ان کا انتقال ہوا، اُن خوش نصیبوں کو صحابی کہتے ہیں۔[2]

سوال کیا کوئی مسلمان عبادت وریاضت کر کے کسی صحابی کے مَرتبہ کو پہنچ سکتا ہے؟

جواب کوئی ولی، کوئی غوث، کوئی قُطب چاہے کتنی ہی عبادت کرلے مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

سوال صحابہ کرام میں سب سے افضل کونسے صحابہ ہیں؟

جواب صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں۔

سوال خلفائے راشدین سے کیا مراد ہے؟

جواب حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد خلیفۂ بَرحق حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر چھ ماہ کے لئے حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ خلیفہ ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور انہی کی خلافت کو "خلافتِ راشدہ" کہتے ہیں۔

سوال ان خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب خلفائے راشدین میں سے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ پھر حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں۔

1... تاریخ ابن عساکر، رقم:1566، حسین بن علی، حدیث:3492

2... نخبۃ الفکر، ص111

سوال اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ افضل ہیں تو اس کے بارے میں کیا کہیں گے ؟

جواب ایسا کہنے والا شخص گمراہ بد مذہب ہے۔

سوال حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی خلافت کے منکر کا کیا حکم ہے؟

جواب حضرت ابو بکر صدّیق یا حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی خلافت یا صحابیت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے۔[1]

پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق

سوال مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ کا نام بتائیے۔

جواب حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

سوال سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

جواب آزاد مردوں میں حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے۔

سوال حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مختصر تعارف بتائیے؟

جواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اسم مبارک عبداللہ بن ابو قحافہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا رنگ گورا، جسم دبلا پتلا، رُخسار دھنسے ہوئے، آنکھیں حلقہ دار، پیشانی اُبھری ہوئی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے والدین، بیٹے اور پوتے سب صحابی ہیں اور یہ فضیلت صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں کسی کو حاصل نہیں۔ عامُ الفیل کے دو برس چار ماہ بعد مکۂ مکرمہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ولادت ہوئی۔ اپنی عمر شریف میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جدائی کبھی گوارا نہ کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بہت فضائل ہیں احادیث میں بہت تعریفیں آئی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا لقب صدیق و عتیق ہے۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ انبیاء و مُرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوا کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے برابر فضل و شرف نہیں پایا۔[2] 22 جمادی الآخر 13ھ شب سہ شنبہ (منگل) مدینۂ منورہ مغرب و عشاء کے درمیان تریسٹھ سال

1 ... حلبی کبیر، باب الامامۃ، ص515

2 ... مسند الفردوس، 2/328، حدیث: 6581 مفہوما

کی عمر میں آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کا وصال ہوا۔ حضرت عمر بن خطّاب رَضِیَ اللہُ عَنۂ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کی خلافت 2 سال 4 ماہ رہی۔[1]

سوال حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنۂ کو یارِ غار کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب جب آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت فرمائی تو راستے میں غارِ ثور میں تین دن تک آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ قیام فرمایا اور اسی نسبت سے "یارِ غار" کہلائے۔

سوال حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنۂ کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنۂ، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجۂ مطہرہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کے والد ہیں۔[2]

دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم

سوال خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ عَنْھُم میں سے دوسرے خلیفہ کون ہیں، ان کا تعارف بیان کیجئے؟

جواب حضرت ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللہُ عَنۂ کے بعد دوسرے خلیفہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنۂ کا مرتبہ ہے اور وہ باقی سب سے افضل ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کا نام نامی عمر بن خطّاب، لقب فاروق، کنیت ابو حفص ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ نبوّت کے چھٹے سال چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کے اسلام لانے کے دن سے اسلام کا غلبہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ ہی کا لقب امیرُ المومنین ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کا رنگ سفید سُرخی مائل، دراز قد، چشم مبارک سُرخ تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کے عہدِ خلافت میں بہت فتوحات ہوئیں۔[3]

سوال کیا حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنۂ کی کوئی کرامات بھی مشہور ہیں؟

جواب جی ہاں! آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں جیسے آپ کا ہزاروں میل دور موجود اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ساریہ رَضِیَ اللہُ عَنۂ کو آواز دینا اور ان کا سن لینا، دریائے نیل کا آپ کے خط ڈالنے سے جاری ہو جانا وغیرہ۔

---

1 ... کتاب العقائد، ص44

2 ... ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنۂ کے فضائل اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "فیضانِ صدیقِ اکبر" (مکتبۃ المدینہ کی کتاب) کا مطالعہ فرمائیں۔

3 ... کتاب العقائد، ص44

سوال حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رَضِیَ اللہُ عَنۡھَا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجۂ محترمہ تھیں۔

سوال حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی کب اور کیسے شہادت ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ مدینۂ طیبہ میں آخر ذی الحجہ 23 ہجری میں ساڑھے دس سال خلافت کر کے تریسٹھ سال کی عمر میں ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[1]

سوال کون سے دو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمَا کے مزارات حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار مبارک کے برابر میں سنہری جالیوں کے اندر ہیں؟

جواب حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمَا کے اور قیامت کے قریب حضرت عیسٰی عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف لائیں گے اور بعدِ وفات اسی روضۂ انور میں مدفون ہوں گے۔

تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی

سوال حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے بعد خلیفہ کون ہیں، ان کے کچھ حالات بیان کیجئے؟

جواب حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے بعد خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا مرتبہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا اسم مبارک عثمان بن عفان ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا رنگ گورا، جلد نازک، چہرہ حسین، سینہ چوڑا اور داڑھی بڑی تھی۔ آپ یکم محرم 24 ہجری کو خلیفہ بنائے گئے۔[2]

سوال حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ غنی کیوں مشہور ہوئے؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ بہت مالدار تھے اور ہمیشہ اپنا مال خدمتِ اسلام میں خرچ کرتے رہتے تھے۔

سوال حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو ذُوالنُّورَین کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہزادیاں حضرت رُقیّہ و حضرت اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ عَنۡھُمَا یکے بعد دیگرے آپ

---

1 ... فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے فضائل اور دیگر معلومات حاصل کرنے کے لئے کتاب "فیضانِ فاروقِ اعظم" (مکتبۃ المدینہ کی کتاب) کا مطالعہ فرمائیں۔

2 ... کتاب العقائد، ص 44

رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے نکاح میں آئیں اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو ذُوالنّورَین یعنی دونوروں والا کہتے ہیں۔

سوال حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی وفات کیسے ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ قریب بارہ سال کے خلافت فرماکر مدینۂ طیبہ میں بیاسی سال کی عمر میں 18 ذوالحجہ 35ھ میں سبائی باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے جو عبدُ اللہ بن سبا یہودی منافق کے پیروکار تھے۔

سوال نوعمروں میں سے سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

جواب نوعمروں میں حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسلام لانے کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی عمر شریف پندرہ یا سولہ سال یا اس سے کچھ کم و زیادہ تھی۔

چوتھے خلیفہ حضرت علیُّ المُرتضیٰ شیرِ خدا

سوال مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ کون ہیں، ان کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب خلیفۂ چہارم امیرُ المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ ہیں۔ آپ کا اسم مبارک علی اور کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ کا رنگ گندمی، آنکھیں بڑی، قد مبارک غیر طویل، داڑھی چوڑی اور سفید تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ، حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے۔[1]

سوال حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کا لقب کیا ہے؟

جواب اسدُ اللہ یعنی اللہ کا شیر۔

سوال حضرت علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیا رشتہ ہے؟

جواب حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی زوجۂ محترمہ تھیں۔ اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچازاد بھائی بھی تھے۔

سوال حضرت سیّدنا علی مشکل کشا رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی وفات کب ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ 21 رمضان 40 ہجری کو چار سال نو مہینے اور چند روز خلافت فرماکر تریسٹھ سال کی عمر میں ایک

---

[1] ... کتاب العقائد، ص45

خارجی عبد الرحمٰن ابن ملجم کے ہاتھوں کوفہ میں شہید ہوئے۔

سبق نمبر17 امامتِ کبریٰ کا بیان

سوال امامت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب امامت کی دو قسمیں ہیں:

(1)...امامتِ صُغریٰ، اس سے مراد امامتِ نماز ہے۔

(2)...امامتِ کُبریٰ، اس سے مراد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیابتِ مُطْلَقہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور میں شریعت کے مطابق تصرُّفِ عام کا اختیار رکھے جیسے خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کی خلافت اور یہاں اسی امامتِ کُبریٰ کا بیان ہے۔

سوال ایک امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب امام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو، امام قریشی، مسلمان، مرد، آزاد، عاقل، بالغ اور اپنی رائے، تدبیر اور شوکت و قوّت سے مسلمانوں کے اُمور میں تصرُّف یعنی تبدیلی کر سکتا ہو یعنی صاحبِ سیاست ہو۔ اپنے علم، عدل اور شُجاعت و بہادری سے احکام نافذ کرنے اور دارُ الاسلام کی سرحدوں کی حفاظت اور ظالم و مظلوم کے انصاف پر قادر ہو۔

سوال امام کے لئے ظاہر ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب اس لئے کہ اگر امام لوگوں سے پوشیدہ ہو گا تو وہ کام انجام نہ دے سکے گا جن کیلئے امام کی ضرورت ہے۔

سوال کیا قریش کے علاوہ کسی قبیلہ سے امام ہو سکتا ہے؟

جواب قریشی کے علاوہ کسی کی امامت جائز نہیں۔

سوال ایک امام کے ذِمّہ کیا کیا چیزیں لازم ہیں؟

جواب مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امام ضروری ہے جو ان میں شَرع کے احکام جاری کرے، حَدیں قائم کرے، لشکر ترتیب دے، صدقات وصول کرے، چوروں، لُٹیروں، حملہ آوروں کو مغلوب کرے، جمعہ و عیدین قائم کرے، مسلمانوں کے جھگڑے کاٹے، حقوق پر جو گواہیاں قائم ہوں وہ قبول کرے، ان بیکس یتیموں کے نکاح کرے جن کے ولی نہ رہے

ہوں اور ان کے سوا وہ کام انجام دے جن کو ہر ایک آدمی انجام نہیں دے سکتا۔

سوال امام کی اطاعت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو، خلافِ شریعت (حکم) میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ [1]

سبق نمبر 18 عشرۂ مبشرہ اور دیگر صحابہ کرام کا بیان

سوال عشرۂ مبشرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وہ دس اصحاب جن کے جنّتی ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی انہیں "عشرۂ مبشرہ" کہتے ہیں۔

سوال یہ دس صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کون ہیں؟

جواب ان میں چار تو یہی خلفاءِ راشدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم یعنی حضرت صدّیق اکبر، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علیُّ المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم ہیں ان کے علاوہ باقی حضرات کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

سوال کیا عشرۂ مبشرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کے علاوہ بھی کسی کو جنّت کی بشارت دی گئی ہے؟

جواب جی ہاں! احادیثِ مبارکہ میں بعض اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی جنّت کی بشارت دی گئی ہے چنانچہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنّت کی بیبیوں کی سردار ہیں اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے حق میں وارد ہے کہ وہ جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں، اسی طرح اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعۃُ الرّضوان کے حق میں بھی جنّت کی بشارتیں ہیں اور عمومی طور پر تمام صحابہ سے ہی جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سوال اصحابِ بدر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم سے کون مراد ہیں؟

جواب وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم جو 2 ہجری میں بدر کے مقام پر کفارِ مکہ کے خلافِ اسلام کی سب سے پہلی لڑائی میں

[1] ... بہارِ شریعت، 1/240، حصہ: 1

عشرہ مبشرہ

حضور عَلَیْہِ السَّلام کے وہ دس اصحاب جن کے جنتی ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی تھی۔

01 حضرت صدیقِ اکبر

02 حضرت عمر فاروقِ اعظم

03 حضرت عثمانِ غنی

04 حضرت علیُّ المُرتضیٰ

05 حضرت طلحہ

06 حضرت زبیر

07 حضرت عبد الرحمٰن بن عوف

08 حضرت سعد بن ابی وقاص

09 حضرت سعید بن زید

10 حضرت ابو عبیدہ بن جراح رِضْوَانُ اللّٰہ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین

شریک ہوئے "اصحابِ بدر" کہلاتے ہیں، ان کی تعداد 313 تھی۔

سوال اصحابِ بیعتِ رضوان رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کون ہیں؟

جواب ان سے مراد وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ ہیں جنہوں نے 6 ہجری میں حُدیبیہ کے مقام پر آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک پر کفارِ مکہ کے خلاف مَر مٹنے کے لیے بیعت کی اور اللہ کریم نے اس پر انہیں اپنی رضا کی خوشخبری دی، ان کی تعداد 1400 تھی۔

سوال صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے بارے میں ایک مسلمان کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ مُتّقی و پرہیز گار ہیں ان کا ذکر اَدب، محبت اور توقیر کے ساتھ لازم ہے، تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ جنّتی ہیں، روزِ محشر فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

سوال کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے بارے میں زبان درازی کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے بدعقیدگی یا کسی کی شان میں بدگوئی کرنا انتہائی درجہ کی بدنصیبی اور گمراہی ہے۔ وہ فِرقہ نہایت بدبخت اور بددین ہے جو صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ پر لَعن طَعن یعنی بُرا بھلا کہنے کو اپنا مذہب بنائے ان کی دشمنی کو ثواب کا ذریعہ سمجھے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کی بڑی شان ہے، ان کی تکلیف سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا ہوتی ہے۔

سبق نمبر 19 مُشاجراتِ صحابہ کا بیان

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے جانثار اور مخلص اِطاعت گزار تھے۔ اللہ نے انہیں نہ صرف بے شمار عظمتوں اور رفعتوں سے نوازا، بلکہ ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کے فرامین کا خلاصہ ہے: اللہ نے صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی دو قسمیں فرمائیں: ایک وہ کہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل راہِ خدا میں خرچ و قتال کیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے بعدِ فتح (راہِ خدا میں خرچ و قتال کیا)۔ پھر فرمادیا کہ دونوں فریقوں سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو اِس کے باوجود اُس نے تم سب سے حُسنٰی (یعنی بھلائی) کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآنِ عظیم نے ان بیباکوں، بے ادب ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے افعال سے اُن پر طعن (یعنی اعتراض کرنا) چاہتے

ہیں وہ (افعال) بشرطِ صحت اللہ کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے حسنٰی (یعنی بھلائی) کا وعدہ فرمایا، تو اب جو اعتراض کرتا ہے وہ اللہ واحد قہار پر اعتراض کرتا ہے، جنت اور مدارجِ عالیہ (یعنی بلند درجات) اُس اعتراض کرنے والے کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ ہیں۔ معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ (پاک) نے جو حُسنٰی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور (صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر) اعتراض کرنے والا جہنم میں سزا پائے گا۔ قرآنِ مجید میں ہے:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠ (پ27، الحدید:10)

ترجمۂ کنزالایمان: تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنھوں نے بعدِ فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور اُن سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرماچکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اب جن کے لیے اللہ کریم نے حسنیٰ کا وعدہ فرمالیا اُن کا حال بھی قرآنِ عظیم سے سنیئے:

اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤىۙ اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَۙ(۱۰۱) لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَاۚ وَ هُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَۚ(۱۰۲) لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ(۱۰۳) (پ17، الانبیاء: 101 تا 103)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنّم سے دور رکھے گئے ہیں وہ اس کی بھنک (ہلکی سی آواز بھی) نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

یہ ہے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے لیے قرآنِ کریم کی شہادت۔ امیرُ المؤمنین، مولی المسلمین، علی المرتضٰی مشکل کُشا رَضِیَ اللہُ عَنْہ قسمِ اوّل میں داخل ہیں جن کو فرمایا: اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً اُن کے مرتبے قسمِ دوم والوں سے بڑے ہیں۔ اور امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قسمِ دُوم میں ہیں اور حُسنٰی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل۔

سوال صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اَجْمَعِیْن کے مشاجرات (آپسی ناراضگیوں) کے بارے جو باتیں منقول ہیں وہ کس قدر درست

ہیں؟

جواب امامِ اہلسنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بیان کا خلاصہ ہے: مُشاجراتِ صحابہ میں سیرت و تاریخ کی بے سروپا حکایتیں قطعاً مردود ہیں۔ آج کل کے بدمذہب مریضُ القلب منافق ان سیرت و تاریخ کی بے تکی روایات سے حضراتِ عالیہ خلفائے راشدین، اُمُّ المؤمنین سیّدتُنا عائشہ صدیقہ، سیّدنا طلحہ، سیّدنا زبیر، سیّدنا معاویہ، سیّدنا عَمْرو بن عاص اور سیّدنا مُغیرہ بن شُعبہ رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نیز اہلبیت و صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے متعلق مردود الزامات اور ان کے باہمی مُشاجرات میں ایسی فضول و بے ہودہ حکایات جن میں اکثر تو سرے سے جھوٹی و بے بنیاد ہیں اور بہت سی خود ساختہ نازیبا عبارات روافض چھانٹ لاتے ہیں اور اُن عبارات کے ذریعے قرآنِ عظیم، ارشاداتِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اِجماعِ اُمّت اور جلیل القدر ائمۂ کرام کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ بے علم لوگ اُنہیں سُن کر پریشان ہوتے یا جواب دینے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں۔ اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسی بے تکی روایات کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی گنہگار ٹھہرانے کیلئے مَسموع (یعنی قابلِ قبول) نہیں تو اُن محبوبانِ خدا پر اِن فضول روایات سے اعتراض کیسے قابلِ قبول ہو گا کہ جن کی اِجمالی و تفصیلی تعریفوں اور محاسن سے کَلَامُ اللہ اور کَلَامِ رَسُوْلُ اللہ مالامال ہیں۔

حجۃُ الاسلام، محمد بن محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اِحیاءُ العلوم شریف میں فرماتے ہیں: بغیر تحقیق کسی مسلمان کو کسی کبیرہ گناہ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابنِ مُلجم بدبخت خارجی نے امیرُ المؤمنین مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو شہید کیا کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔[1]

سوال کیا حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو باغی کہہ سکتے ہیں؟

جواب کسی صحابی کو باغی کہنا یا اس قسم کا کوئی عقیدۂ فاسدہ رکھنا بہت بڑی گمراہی اور جرأت کی بات ہے۔ علماءِ کرام نے اس قسم کا عقیدہ رکھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ بعض کُتب میں جو ان کے لئے بَغاوت کا لفظ استعمال ہوا تو وہ لغوی اعتبار سے ہے نہ کہ اصطلاحی! اور لغوی معنی میں بغاوت کا لفظ گناہ و عصیان کو لازم نہیں، جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گروہِ امیرِ معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر حسبِ اصطلاحِ شرع اِطلاق فِئہ باغیہ (باغی گروہ)

1 . . . احیاءعلوم الدین، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الثامنۃ اللعن، ۳/۱۵۴- فتاویٰ رضویہ، 5/582 ملخصا

آیا ہے، مگر اب کہ باغی بمعنی مُفسِد (فساد کرنے والا) و مُعانِد و سرکش (دشمن، نافرمان) ہو گیا اور دُشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے، اب کسی صحابی پر اس کا اِطلاق (یعنی انہیں باغی کہنا) جائز نہیں۔ (1)

سوال حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو خطاء کے باوجود گناہ گار کیوں نہیں کہہ سکتے؟

جواب تَاجُ الفُحُول، حضرت شاہ عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی تعظیم و تکریم شرفِ صحابیت کی وجہ سے ضروری ولازمی ہے اس لیے شرعاً وہ بغاوت و خطا جو عمداً (جان بوجھ کر) واقع نہ ہوئی ہو فسق و عصیان (گناہ) کو مستلزم (لازم) نہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ (میری امت سے خطاء ونسیان کو اٹھالیا گیا ہے) اس پر شاہد (گواہ) ہے اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی خطائیں معاف ہیں، کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بلکہ عِنْدَ اللّٰہ ماجور (ثواب دیئے گئے) ہیں، اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اوران کی تعظیم و تکریم سے رُکنا اہلسنّت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہلسنّت میں یہ ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طَعْن جنابِ مرتضوی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پر طَعْن (لعنت و ملامت کرنا) ہے۔ (2)

سوال حضرت سیّدنا علی المرتضی اور حضرت سیدنا امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے مابین ہونے والی جنگ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مابین جو جنگیں ہوئیں ان پر گفتگو کرنے کے بجائے خاموش رہنے ہی میں عافیت ہے کہ اگر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوئی تو اس کا بھی حساب لیا جائے گا نیز حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے جو جنگیں لڑیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے قصاص کی طلب کے لئے تھی نہ کے حصولِ خلافت کے لئے اور نہ ہی حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اپنے آپ کو حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے بہتر سمجھتے تھے۔ جیسا کہ تاج الفحول حضرت سیّدنا

---

1 ... بہار شریعت، 1/260، حصہ: 1

2 ... دفاعِ سیدنا امیر معاویہ، ص۲۸ بتصرف

عبد القادر بدایونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجور ہیں (یعنی انہیں بارگاہِ الٰہی سے اجر دیا جائے گا) اور بہ اتفاق اہلِ سنّت تمام صحابہ عادل و منصف (انصاف کرنے والے) ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کنارہ کش رہے اور ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بُرے گمان کا حساب لیا جائے گا، اس لیے کہ ان امور کا منشا (مقصد) ان حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مُصِیب (درست فیصلہ کرنے والا) دو اجر پائے گا اور مُخْطِی (خطا کرنے والا) معذور و ماجور (ثواب یافتہ) ہو گا۔

اسی طرح حضرت علامہ کمال ابن ابی شریف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و اَمارت کا استحقاق (مستحق ہونا) نہیں تھا، بلکہ اختلافِ مُنازعت (جھگڑے) کا سبب قتلِ عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا قصاص تھا۔

امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا جلدی کرنے سے حکومت میں انتشار و اضطراب پڑے گا اور حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ قصاص میں تعجیل (جلدی) زیادہ مناسب سمجھتے تھے، دونوں مجتہد عِنْدَ اللہ ماجور و مُثاب (ثواب دیئے گئے) ہیں، ان دونوں بزرگوں کا منشائے اختلاف یہی تھا۔[1]

سوال صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُم کے بارے میں کوئی ہلکی بات ہمارے علم میں آئے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جواب اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی عدالت (عادل ہونے) پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی صحبتِ رسول کو یاد کریں اور بعض سیرت نگاروں نے جو لکھا ہے وہ قابلِ التفات نہیں ہے، اس لیے کہ وہ روایات صحیح نہیں ہیں اور اگر صحیح بھی ہوں تو ان کی معقول تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ یہ مقامِ غور ہے کہ یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے دین کے حاملین (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دین لے کر ہم تک پہنچانے والوں) پر طعن کریں، ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر طعن و تشنیع (لعنت اور بری بات) کی گویا کہ اس نے خود اپنے دین پر طعن و تشنیع کی، صرف حضرت

---

1 . . . دفاعِ سیدنا امیر معاویہ، ص 31-32 ملتقطا

معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور حضرت عَمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں زبانِ طَعن و تشنیع دراز نہ کی جائے۔

سوال کیا حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو حکم دیا کہ وہ مَعَاذَاللّٰہ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو گالیاں دیں؟

جواب مفسر قرآن، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضرت سیّدنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو گالی دینے کا حکم نہ دیا بلکہ وجہ پوچھی کہ تم علی المرتضٰی کی کوئی غلطی یا خطا کیوں نہیں بیان کرتے ؟ اور منشا یہ تھا کہ حضرت سعد (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کے فضائل بیان کریں اور حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کو برا کہنے والے لوگ سنیں اور آئندہ اس سے باز رہیں اسی لئے حضرت سعد (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) نے جب حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے فضائل بیان کئے تو آپ خاموش رہے۔ اگر برا کہلوانا مقصود ہوتا تو کچھ عیوب سچے جھوٹے بنا کر آپ ہی بیان کر دیتے مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔[1] معلوم ہوا کہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے دل میں حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے خلاف کوئی بُغض و کینہ نہ تھا ورنہ آپ حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے فضائل سننا پسند نہ فرماتے تو جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کوئی بد گمانی نہیں کرتے تھے تو ہماری کیا مجال کہ ہم کسی صحابی کے بارے میں بد گمانی کریں۔

باقی رہی بات حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی تو وہ حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے بے پناہ محبت فرماتے اسی لئے بارہا آپ نے اپنے دربار میں حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے فضائل سننے کی فرمائش کی بعض اوقات یہ فضائل خود بھی سنتے اور لوگوں کو بھی سنواتے، چنانچہ

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے فرمایا: ابوتُراب (حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) کو برا بھلا کہنے سے تمہیں کس بات نے روک رکھا ہے ؟ انہوں نے عرض کی: وہ تین باتیں جو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے بارے میں ارشاد فرمائی تھیں جب تک مجھے وہ یاد ہیں میں ہر گز انہیں برا نہیں کہوں گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے (1) ایک غزوہ میں نبیِّ

1 ... امیر معاویہ، ص82 بتصرف

کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو اپنا نائب بنا کر پیچھے روک دیا (جنگ میں شریک نہ کیا) تو حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ جو مقام حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کا حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے تھا تمہارا میرے نزدیک بھی وہی مقام ہو؟ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔(2) اور میں نے غزوۂ خیبر کے دن نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: میں یہ جھنڈا اس شخص کو دونگا جو اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ کریم اور اس کا رسول بھی اسے محبوب رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرا انتظار طویل ہو گیا تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: علی کو میرے پاس بلاؤ، ان کو بلایا گیا حالانکہ ان کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی آنکھ میں لُعابِ دہن ڈالا اور جھنڈا آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو عنایت فرمایا پس اللہ کریم نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔(3) جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ[1] تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدنا علی، فاطمہ اور حسن و حسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ پاک! یہ میرے اہل ہیں۔[2] اللہ پاک ہمیں تمام گمراہیوں اور شیطانی وسوسوں اور گمراہوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

حضرت ابوسفیان کا مختصر تعارف

سوال: حضرت امیر معاویہ اور ان کے والدِ محترم کا مختصر تعارف بیان کر دیجئے؟

جواب: حضرت امیر معاویہ کے والدِ محترم کا نام حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہے اور وہ صحابیِ رسول ہیں۔ وہ فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے۔ رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے گھر کو دارُ الامان یعنی امن کا گھر فرمایا۔ غزوۂ طائف میں ایک آنکھ اور جنگِ یرموک میں دوسری آنکھ شہید ہوئی۔ حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بیٹی اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا کا نکاح رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا نمازِ جنازہ آپ کے بیٹے حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پڑھایا۔[3]

حضرت امیرِ معاویہ کا مختصر تعارف

سوال: حضرت امیرِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کون ہیں؟

---

1 ... پ3، آلِ عمران: 61

2 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب، 5/407، حدیث: 3745

3 ... فیضانِ امیرِ معاویہ، ص18-19 ملخصاً

جواب صحابیِ رسول، کاتبِ وحی اور اسلام میں پہلے بادشاہ ہیں۔

سوال حضرتِ امیر معاویہ کو خلافت کس نے دی؟

جواب نواسۂ رسول، شہزادۂ علی المرتضیٰ، حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے۔

سوال رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے اللہ! انہیں ہادی (ہدایت دینے والا) مہدی (ہدایت یافتہ) بنادے اور ان کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دے۔[1] فرمایا: ابھی تمہارے درمیان ایک شخص آئے گا، وہ جنتی ہے۔ تو اتنے میں حضرتِ معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ داخل ہوئے۔[2]

سوال کیا آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضرت مولا علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے محبت کرتے تھے؟

جواب جی ہاں۔ ایک مرتبہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے فرمایا: اے معاویہ! کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اللہ پاک کے لئے ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔ نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک عنقریب تم دونوں کے درمیان آزمائش ہو گی۔ امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! اس کے بعد کیا ہو گا؟ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک کی معافی، اس کی رضامندی اور جنّت میں داخلہ۔ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کی: ہم اللہ پاک کے فیصلے پر راضی ہیں۔[3]

سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفات کب ہوئی؟

جواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفات بروز جمعرات، 22 رجب، 60 ہجری میں ملکِ شام کے مشہور شہرِ دِمَشق میں ہوئی۔[4] اس وقت آپ کی عمر 78 سال تھی۔ مزار دِمَشق میں بابُ الصَّغیر کے پاس ہے۔[5]

---

1 ... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاویۃ بن ابی سفیان، 5/455، حدیث:3868

2 ... تاریخ ابن عساکر، رقم:7510، معاویہ بن صخر، 59/99، حدیث:12311

3 ... تاریخ ابن عساکر، رقم:7510، معاویہ بن صخر، 59/139، حدیث:12333

4 ... تاریخ ابن عساکر، رقم:7519، معاویہ بن صخر، 59/241

5 ... تاریخ الخلفاء، ص158

سوال حضرتِ امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے کفن میں کیا کیا تبرکات تھے؟

جواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کُرتا مبارک، ایک تہبند شریف، ایک چادرِ پاک، ناخن شریف اور چند موئے مبارک (یعنی بال شریف) تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے وفات کے وقت وصیّت کی کہ ان مُقدَّس کپڑوں میں مجھے کفن دیا جائے اور ناخن شریف اور موئے مبارک میرے منہ اور ناک پر رکھ دیئے جائیں اور میرے سینے پر پھیلا دیئے جائیں اور پھر مجھے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن کے سپرد کر دیا جائے۔[1]

سبق نمبر 20 قرآن مبین کا بیان

سوال کیا دنیا میں اب کوئی آسمانی کتاب بھی ہے؟

جواب جی ہاں! قرآن شریف

سوال آسمانی کتاب سے کیا مطلب ہے؟

جواب خدا کی کتاب۔

سوال قرآن مجید میں کس چیز کا بیان ہے؟

جواب قرآن مجید میں سارے علم ہیں۔

سوال وہ کتاب کس لئے آئی ہے؟

جواب بندوں کی رہنمائی کیلئے تاکہ بندے اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جانیں اور ان کی مرضی کے کام کریں۔

سوال قرآن شریف کس پر اترا؟

جواب حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر۔ آپ کی ظاہری حیاتِ طیّبہ کے زمانے میں اب سے تقریباً چودہ سو سال پہلے۔

سوال کیا قرآن شریف کے سوا اللہ پاک نے کوئی اور کتاب بھی اُتاری تھی؟

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، رقم:7510، معاویہ بن صخر، 59/229

جواب: جی ہاں۔ سب کتابوں کے نام تو معلوم نہیں، البتّہ مشہور کتابیں یہ ہیں۔ توراۃ شریف، انجیل شریف، زَبور شریف۔

سوال: یہ کتابیں کن کن انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر نازل ہوئیں؟

جواب: توراۃ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر، زَبور حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام پر، انجیل حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی۔

سوال: کیا صحیح توراۃ، صحیح انجیل اور صحیح زَبور آج کل کہیں ملتی ہے؟

جواب: جی نہیں۔ کیونکہ عیسائیوں اور یہودیوں نے ان کتابوں میں اپنی مرضی سے گھٹا بڑھا کر کچھ کا کچھ کر دیا، بہت سا مضمون بدل دیا ہے یہ اپنی اصل شکل میں باقی نہیں ہیں۔

سوال: کیا صحیح قرآن شریف ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صحیح ملتا ہے۔ وہ نہیں بدل سکتا۔ اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا نگہبان اللہ پاک ہے اور قرآنِ پاک میں اس کی حفاظت کا ذِمّہ اللہ کریم نے خود اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔

سوال: قرآن شریف کہاں ملتا ہے؟

جواب: ہر شہر اور ہر گاؤں میں، ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کے بچوں کو بھی یاد ہوتا ہے۔

سوال: تم نے کیسے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے؟

جواب: جیسے خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کی طرح کوئی چیز کسی سے نہیں بن سکتی ایسے ہی قرآن شریف کی طرح کوئی کتاب کسی سے نہیں بن سکی۔ اس سے ہم نے جانا کہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ آدمی کی ہوتی تو کوئی اور بھی ویسی ہی بنا سکتا۔

سبق نمبر 21 ملائکہ کا بیان

سوال: فرشتے کسے کہتے ہیں؟

جواب: "فرشتے" نوری مخلوق ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں نور سے پیدا کیا اور ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیا اور انہیں ایسی طاقت دی کہ جس شکل میں چاہیں ظاہر ہو جائیں۔ "فرشتے" حکمِ الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔ یہ ہر قسم کے صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ کسی "فرشتے" کی ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے۔ "فرشتوں" کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا

فرشتوں کے متعلق عقائد
یہ نوری مخلوق
ہیں
جس شکل میں چاہیں
ظاہر ہو جائیں
ان کی تعداد
بہت زیادہ ہے
حکمِ الٰہی کے خلاف
کچھ نہیں کرتے
ان کو قبروں میں
مُردے بھی دیکھتے ہیں
انبیاء علیہم السلام اِنہیں
ملاحظہ فرماتے ہیں
ہر قسم کے گناہ سے
پاک ہوتے ہیں
یہ عام انسان کو
نظر نہیں آتے
ان کے وجود کا
انکار کفر ہے
ان کی ادنیٰ سی
گستاخی بھی کفر ہے
مشہور فرشتے: جبرائیل، میکائیل،
اِسرافیل، عزرائیل علیہم السلام

کہ "فرشتہ" نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ کُفر ہے۔[1]

سوال فرشتوں کے ذمّے کیا کیا کام ہیں؟

جواب وہ جُدا گانہ کاموں پر مقرر ہیں۔ بعض جنّت پر، بعض دوزخ پر، بعض آدمیوں کے عمل لکھنے پر، بعض روزی پہنچانے پر، بعض پانی برسانے پر، بعض ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر، بعض آدمیوں کی حفاظت پر، بعض روح قبض کرنے پر، بعض قبر میں سوال کرنے پر، بعض عذاب پر، بعض رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دربار میں مسلمانوں کے درود و سلام پہنچانے پر، بعض انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس وحی لانے پر۔

سوال ملائکہ کے پاس کس قدر طاقت ہوتی ہے؟

جواب ملائکہ کو اللہ پاک نے بڑی قوّت عطا فرمائی ہے، وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔

سوال مشہور فرشتے کون کون سے ہیں؟

جواب تمام فرشتوں میں سے یہ چار فرشتے بہت مشہور اور بڑی عظمت رکھتے ہیں: حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرتِ اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرتِ عِزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام۔

سوال کیا فرشتے دیکھنے میں آتے ہیں؟

جواب ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنہیں اللہ پاک چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام انہیں ملاحظہ فرماتے ہیں، ان سے کلام ہوتا ہے۔ قبروں میں مُردے بھی فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور بھی جسے اللہ پاک چاہے، دیکھ سکتا ہے۔

سوال ہر آدمی کے ساتھ ایک ہی فرشتہ عُمر بھر اس کے عمل لکھا کرتا ہے یا کئی فرشتے لکھتے ہیں؟

جواب نیکی اور بدی کے لکھنے والے علیحدہ علیحدہ ہیں اور رات کے علیحدہ اور دن کے علیحدہ ہیں۔

سوال نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو کیا کہتے ہیں؟

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/ 90، حصہ: 1 ماخوذاً

جواب کراماً کاتبین۔

سوال کُل کتنے فرشتے ہیں؟

جواب بہت ہیں، ہمیں ان کی تعداد معلوم نہیں۔

سبق نمبر22 جِنّات کا بیان

سوال جِنّات کون ہیں اور ان کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟

جواب جِنّات ایک مخلوق ہے، اللہ پاک نے انہیں آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا ہے، چنانچہ پارہ14 سورہ حجر آیت نمبر27 میں ارشاد فرمایا:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ (پ14، الحجر:27)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے۔

اور پارہ27 سورۃ الرحمٰن آیت نمبر15 میں ارشاد فرمایا:

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ (پ27، الرحمٰن:15)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لُوکے سے۔

حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: فرشتوں کو نُور سے، جنات کو آگ کے شعلہ سے اور آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔[1] ان میں نیک بھی ہیں اور بد بھی، یہ ایسے عجیب و غریب اور مشکل کام کرنے کی طاقت رکھتے ہیں جنہیں کرنا عام انسان کے بس کی بات نہیں۔

سوال جن کو جن کیوں کہتے ہیں؟

جواب لغت میں جِن کا معنٰی ہے "سَتر اور خَفا" اور جن کو اسی لئے جِن کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

سوال جِنّات کے وجود کا انکار کرنا کیسا؟

1 ... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب فی احادیث متفرقۃ، حدیث:4795، ص1221

جواب: جنّات کے وجود کا انکار یا بدی کی قوّت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔

سوال: کیا جنات کا ثبوت قرآن کریم میں بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! جنات کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔ چنانچہ

پارہ 19 سورۂ نمل کی آیت نمبر 39 میں ہے:

قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ (۳۹)

(پ19، النمل:39)

ترجَمۂ کنزالایمان: ایک بڑا خبیث جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔

سوال: اللہ پاک نے انسانوں اور جنّات میں سے پہلے کس کو پیدا فرمایا؟

جواب: جنّوں کو انسانوں سے پہلے پیدا فرمایا، حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے زمین پر جنّات رہتے تھے۔

سوال: جنّات کتنی تعداد میں ہیں؟

جواب: اِنسانوں کے مقابلے میں جنّات کی تعداد 9 گُنا ہے۔

سوال: بُرے جنّات کو کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: بُرے جنّات کو شَیاطین کہا جاتا ہے۔

سوال: جنّات سے حفاظت کیلئے قرآن پاک کی کن سورتوں اور آیات کی تلاوت کی جائے؟

جواب: (1) آیۃُ الکرسی (2) یٰس شریف (3) سورۂ مومنون کی آخری آیات (4) سورۂ مؤمن کی ابتدائی آیت (5) سورۃُ البقرہ (6) سورۂ آلِ عمران (7) سورۃُ الاعراف (8) سورۂ حشر کی آخری آیات (9) سورۂ اِخلاص (10) سورۃُ الفلق اور سورۃُ النّاس۔

سوال: کیا انسانوں کی طرح جنّات پر شَرعی اَحکام لاگو ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! جنّات بھی شریعتِ مُطَہَّرہ کے پابند ہیں۔ مسلمان جنّات نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، حج کرتے، تلاوتِ قرآن کرتے اور انسانوں سے دینی عُلوم اور روایتِ حدیث حاصل کرتے ہیں اگرچہ انسانوں کو پتا نہ چلے۔

سوال: کیا جنّات نے بھی رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی خوشی منائی تھی؟

جواب جی ہاں! جب حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادتِ باسعادت ہوئی تو جَبَلِ اَبی قُبَیس اور حَجُون کے پہاڑ پر جن نے قسم کھا کر یہ ندا کی: "انسانوں میں سے کسی عورت نے ایسا بچہ نہیں جَنا جیسا فخر و صفات والا بچہ حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا نے جَنا ہے۔"

سوال مدینۂ مُنَوَّرہ میں رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کی خبر سب سے پہلے کس نے دی تھی؟

جواب یہ خبر مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایک جِن ّنے دی تھی۔

سوال وہ کونسی مسجد ہے جس کی تعمیر جِنّات سے کروائی گئی؟

جواب بَیْتُ الْمَقْدِس (یروشلم)۔

سوال اللہ پاک نے جنّات کو کس دن پیدا فرمایا؟

جواب جمعرات کے دن۔

سوال جِنّات کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب حدیثِ پاک میں ہے: جنّات کی تین قسمیں ہیں: (1) وہ جن کے پر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے ہیں، (2) وہ جو سانپ اور کتے کی شکل میں ہوتے ہیں اور (3) وہ جو سفر کرتے اور قیام کرتے ہیں۔

سوال انسانوں کے ساتھ رہنے والے جِن کو کیا کہتے ہیں؟

جواب انسانوں کے ساتھ رہنے والے جِن کو "عَامِر" کہتے ہیں۔

سوال جنات کیا کھاتے ہیں؟

جواب جِنّات کی خوراک "ہڈی اور گوبر" ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جِنّات ہڈی پر گوشت اور گوبر میں دانے پاتے ہیں۔

سوال جِنّات نماز کہاں پڑھتے ہیں؟

جواب حدیثِ پاک میں ہے کہ تم لوگ زمین کے ہموار اور چٹیَل حصوں پر قضائے حاجت نہ کرو کیونکہ یہ جِنّات کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

سوال ہمزاد کون ہوتا ہے؟

جواب ہمزاد شیاطین کی ایک قسم ہے۔ یہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور مطلقاً کافِر ملعونِ ابدی ہے، سوائے حضور نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمزاد کے کیونکہ وہ صحبتِ اَقدس کی برکت سے مسلمان ہوگیا تھا۔

سوال جِنّات میں سب سے خطرناک جِن کونسا ہے؟

جواب ”عِفْرِیت“ سب سے خطرناک اور خبیث جِن ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا، جنگلات میں رہتا ہے عُموماً مسافروں کو دکھائی دیتا ہے اور انہیں راستے سے بھٹکاتا ہے۔

سبق نمبر 23 تقدیر کا بیان

دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ کرتے ہیں نیکی، بدی وہ سب اللہ پاک کے علمِ اَزَلی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ پاک کے علم میں ہے اور اس کے پاس لکھا ہوا ہے، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علمِ اَزَلی کے مُوافق مُقدّر فرمادی ہے جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا زید کے ذمّہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ یاد رہے کہ عقیدۂ تقدیر، اسلامی عقائد میں نہایت نازُک اور پیچیدہ ہے۔ اس کے بارے میں بحث کرنے، کیوں؟ اور کیسے؟ کی طرح کے سوالات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے حالانکہ ہم مسئلۂ تقدیر پر بحث کررہے تھے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناراض ہوئے حتّٰی کہ چہرہ انور سُرخ ہوگیا گویا کہ رُخساروں میں انار نچوڑ دیئے گئے ہیں اور فرمایا کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے؟ یا میں اسی کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں؟ تم سے پہلے لوگوں نے جب اس مسئلہ میں جھگڑے کئے تو ہلاک ہی ہوگئے میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں نہ جھگڑو۔[1]

---

1 ... ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء من التشدید... الخ، 4/ 51، حدیث:2140

تقدیر کا ثبوت

تقدیر کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ میں ہے:

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ(۴۹) (پ27، القمر:49) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

حضورِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اِیمان کے متعلق پوچھنے والے کے جواب میں چھ چیزیں اِرشاد فرمائیں: (1) اللہ (2) فرشتوں (3) اللہ کی نازل کردہ کتابوں (4) رسولوں (5) قیامت کے دن اور (6) اچھی یا بُری تقدیر کا اللہ پاک کی طرف سے ہونے پر ایمان لانا۔[1]

سوال تقدیر کے انکار کا کیا حکم؟

جواب تقدیر کا انکار کفر ہے۔[2] حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے تقدیر کا انکار کرنے والوں کو اس "اُمّت کا مجوس" قرار دیا ہے۔[3]

سوال تقدیر کی کتنی قسمیں ہیں کیا تقدیر بدل بھی جاتی ہے؟

جواب تقدیر کی تین قسمیں ہیں (1) مُبْرَم حقیقی (2) مُعلّقِ محض (3) معلّق شبیہ بہ مُبْرَم

1) **مُبْرَم حقیقی:** یہ وہ قسم ہے کہ جو اللہ پاک کے علم اور حکم میں اَٹل ہے اور کسی کی دُعا یا کوئی نیک کام کرنے سے تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے: ﴿مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔[4] اللہ پاک کے محبوب بندے اکابرین بھی اتفاقاً اس میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے۔

2) **معلّق شبیہ بہ مُبْرَم:** یہ قِسم تبدیل تو ہوسکتی ہے لیکن اس کی تبدیلی صرف اللہ پاک کے علم میں ہوتی ہے مُقرّب فرشتے بھی اس کی تبدیلی سے لاعلم ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ مُبْرَم کے مُشابہ ہوتی ہے۔ ہاں اللہ پاک کے خاص بندوں

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان والاسلام...الخ، ص33، حدیث:93 ماخوذا
2 ... مرآۃ المناجیح، 1/115
3 ... ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، 4/294، حدیث:4691
4 ... پ26، ق:29

کی دعا اور التجا کے سبب تبدیل ہو جاتی ہے۔ حضور سیّدُنا غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اسی کو فرماتے ہیں: "میں قضائے مُبرَم کو رد کر دیتا ہوں"[1] اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: " اِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا اُبْرِمَ "[2] "بیشک دُعا قضائے مُبرَم کو ٹال دیتی ہے۔"[3]

3) **مُعَلَّق محض:** اس میں تبدیلی علمِ الٰہی کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے علم اور ان کے صُحُف (رجسٹروں) میں مذکور ہوتی ہے۔ لہٰذا والدین یا اولیا کی دعا یا نیک کام و صدقہ و خیرات کرنے سے ٹل جاتی ہے۔[4]

سوال کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے اس بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟

جواب نہیں۔ بندہ کو اللہ پاک نے نیکی، بدی کے کرنے پر اختیار دیا ہے۔ وہ اپنے اختیار سے جو کچھ کرتا ہے وہ سب اللہ پاک کے یہاں لکھا ہوا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ قضاء و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا سببِ ہلاکت ہے۔ صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمایا گیا تھا۔ تو ہم اور آپ کس گنتی میں ہیں...! اتنا سمجھ لیا جائے کہ اللہ پاک نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوعِ اختیار (یعنی ایک طرح کا محدود اختیار) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیّا کر دیئے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اُسی قسم کے سامان مہیّا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اُس پر مؤاخذہ ہوتا ہے۔ اس سچے عقیدہ کو یاد رکھا جائے اور دل میں بسا لیا جائے اسی پر قائم رہا جائے غیر ضروری غور و خوض سے باز رہا جائے تو وسوسوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے، یہ عقیدہ بھی یاد رہے کہ اپنے آپ کو بالکل مجبور سمجھنا یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی کی باتیں ہیں۔[5]

1... مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب: 217، 1/123-124 ملخصا

2... مسند الفردوس، 5/364، حدیث: 8448، بتغیر

3... بہار شریعت، حصہ 1، 1/12-16 ملخصا

4... بہار شریعت، 1/14، حصہ 1: ماخوذا

5... بہار شریعت، 1/18، حصہ 1: بتغیر

سوال تقدیر پر ایمان کے کیا فوائد ہیں؟

جواب تقدیر پر ایمان کے فوائد یہ ہیں: (1) مصائب و بیماریوں میں صبر کرنا اور خودکشی جیسے حرام کام سے محفوظ رہنا، کیونکہ ان کا آنا تقدیر کے مطابق اورآزمائش ہے۔ (2) اللہ پاک کی تقسیم اور مشیئت پر راضی رہنا۔ (3) انسان ماضی کی محرومیوں پر پُر ملال، حال کے حالات میں پریشان اور مستقبل سے خوف زدہ نہیں رہتا۔ (4) تقدیر پر ایمان لانے والا مخلوق کے بجائے خالق سے لَو لگاتا ہے۔ (5) تقدیر پر ایمان "حسد" کا بہترین علاج ہے۔

سوال بعض لوگ بُرا کام کرکے کہتے ہیں کہ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب بُرا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیّتِ الٰہی کے حوالے کرنا بہت بُری بات ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے مِنْ جَانِبِ اللهِ (اللہ کی طرف سے) کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اسے شامتِ نفس (اپنا قصور) تصوّر کرے۔[1]

سبق نمبر 24 موت اور قبر کا بیان

سوال کیا کسی شخص کی عُمر بڑھ یا کم ہو سکتی ہے؟

جواب ہر شخص کی جو عُمر مقرر ہے نہ اس سے کم ہو سکتی ہے اور نہ بڑھ سکتی ہے۔

سوال جب وہ عُمر پوری ہو جاتی ہے پھر کیا معاملہ ہوتا ہے؟

جواب مَلَکُ الموت یعنی حضرت عِزرائیل عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس کی جان نکال لیتے ہیں، موت کے وقت مرنے والے کے داہنے، بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے، کافر کے پاس عذاب کے۔ مسلمانوں کی روح کو فرشتے عزّت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافروں کی روح کو فرشتے حقارت کے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

سوال روح کیا چیز ہے؟

جواب روح امرِ ربی ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا(۸۵)﴾ (پ15، بنی اسرآئیل: 85) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

---

1 ... بہار شریعت، 1/19، حصہ 1:

سوال کیا مرنے کے بعد روح فنا ہو جاتی ہے؟

جواب روح کے جسم سے جدا ہونے کا نام موت ہے، نہ یہ کہ روح مَر جاتی ہے، جو روح کو فنا مانے، بد مذہب ہے۔[1] موت کے بعد روح کی جاننے، سننے اور دیکھنے کی صلاحیت نہ صرف باقی رہتی ہے بلکہ پہلے سے بڑھ جاتی ہے۔[2]

سوال کیا مرنے کے بعد روح کا جسم سے تعلق باقی رہتا ہے؟

جواب مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متأثر ہو گی جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔[3]

سوال مرنے کے بعد روح کہاں جاتی ہے؟

جواب روحوں کے رہنے کے لئے مقامات مقرر ہیں، نیکوں کیلئے علیحدہ اور بُروں کے لئے علیحدہ جہاں وہ اپنے مرتبہ کے مطابق چلی جاتی ہیں۔

سوال روح کے مقامات کے بارے میں کچھ مزید بتا دیجئے؟

جواب کافروں کی روحیں مخصوص جگہوں پر قید ہوتی ہیں جبکہ مسلمانوں کی روحوں کے مختلف مقامات بھی مُقرّر ہیں اور انہیں اور مقامات پر جانے کی اجازت بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ

حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مؤمنوں کی اَرواح آزاد ہوتی ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔[4] نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مؤمنین کی اَرواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنّت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ عرض کی گئی: اور کافروں کی روحیں؟ ارشاد فرمایا: سجّین میں قید ہوتی ہیں۔[5] سجین ساتویں زمین کے نیچے ایک جگہ ہے جو ابلیس اور اس کے لشکروں کا مقام ہے۔ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/104، حصہ: 1

2 ... فتاویٰ رضویہ، 9/658 مفہوماً

3 ... بہارِ شریعت، 1/100، حصہ: 1

4 ... الاستذکار، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، 2/617، تحت الحدیث: 292

5 ... اہوال القبور لابن رجب، ص 182

کی قبر پر، بعض کی چاہِ زمزم شریف (یعنی زم زم شریف کے کنویں) میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قِندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ عِلّیِّین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے اُن کا تعلّق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی، پہچانتی، اُس کی بات سنتی ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ ایک طائر (پرندہ) پہلے قَفَس (پنجرے) میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔[1] کافروں کی خبیث روحوں کے بھی مقام مقرّر ہیں وہ آزاد نہیں گھومتیں بلکہ بعض کی اُن کے مَرگھٹ (مردے جلانے کی جگہ) یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ بَرہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ (یعنی وادی) ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین میں اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتی، پہچانتی، بات سُنتی ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔

سوال جانوروں کی روح کہاں جاتی ہیں؟

جواب جانوروں کی اَرواح ہوا میں مُعلَّق رہتی ہیں یا جہاں اللہ پاک کو منظور ہوتا ہے وہاں رہتی ہیں اور ان کا اپنے جسموں سے کوئی تعلّق نہیں ہوتا۔[2]

سوال آواگون کسے کہتے ہیں؟

جواب یہ خیال کہ موت کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ بدن آدمی کا ہو یا کسی جانور کا، اسے تَناسُخ یا آواگون کہتے ہیں، یہ محض باطل ہے اور اس کا ماننا کفر ہے۔

سوال مُنکَر نکیر کسے کہتے ہیں؟

جواب جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس ہو جاتے ہیں تو دو فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں ان کی صورتیں ڈراؤنی، آنکھیں نیلی کالی ہوتی ہیں۔ ایک کا نام مُنکَر، دوسرے کا نام نَکِیر ہے۔ وہ مُردے کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں۔

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/101، حصہ: 1
2 ... روح المعانی، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: 85، 8/208

سوال قبر میں مُردے سے کتنے اور کون کون سے سوالات کئے جاتے ہیں؟

جواب قبر میں مُردے سے تین سوالات ہوتے ہیں:

(1)…تیرا رب کون ہے؟

(2)…تیرا دین کیا ہے؟

(3)…حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں، تو ان کے حق میں کیا کہتا تھا؟

سوال مسلمان ان سوالوں کے کیا جواب دیتا ہے؟

جواب مسلمان جواب دیتا ہے، میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا۔[1]

سوال قبر کے سوال وجواب میں کامیاب ہونے والے مسلمان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے؟

جواب اس کی قبر کُشادہ اور روشن کر دی جاتی ہے۔ آسمان سے منادِی پکارتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے جنّتی فرش بچھاؤ، جنّتی لباس پہناؤ، جنّت کی طرف دروازے کھولو۔ چنانچہ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔

سوال کافر سے قبر میں کیا سُلوک کیا جائے گا؟

جواب کافر ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا، ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے: میں نہیں جانتا۔ آسمان سے نِدا کرنے والا نِدا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کیلئے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے تو اس سے دوزخ کی گرمی اور لپٹ آتی ہے پھر اس پر فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے بڑے گُرزوں یعنی ہتھوڑوں سے مارتے ہیں اور عذاب کرتے ہیں۔

سوال کیا قبر ہر مُردے کو دباتی ہے؟

جواب انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سوا قبر سب مسلمانوں کو بھی دباتی ہے اور کافروں کو بھی لیکن مسلمانوں کو دبانا

---

[1]… کتاب العقائد، ص25

شفقت کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ماں بچّہ کو سینہ سے لگا کر چپٹائے اور کافر کو سختی سے یہاں تک کہ پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔

سوال کیا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن سے قبر میں سوال نہیں ہوتا؟

جواب ہاں۔ جن کو حدیث شریف میں مستثنیٰ کیا گیا ہے جیسے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور جمعۃُ المبارک اور رمضانُ المبارک میں مرنے والے مسلمان۔

سوال قبر میں عذاب فقط کافر پر ہوتا ہے یا مسلمان پر بھی؟

جواب کافر تو عذاب ہی میں رہیں گے اور بعض گنہگار مسلمانوں پر بھی عذاب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے صدقات، دعا، تلاوتِ قرآن اور دوسرے ثواب پہنچانے کے طریقوں سے اس میں تخفیف یعنی کمی ہو جاتی ہے اور اللہ پاک اپنے کرم سے اس عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اٹھا دیا جاتا ہے۔

سوال جو مُردے دفن نہیں کئے جاتے ان سے بھی سوالات ہوتے ہیں؟

جواب جی ہاں۔ خواہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اسے کوئی جانور کھا جائے، ہر حال میں اس سے سوالات ہوتے ہیں اور اگر قابلِ عذاب ہے تو عذاب بھی ہوتا ہے۔

سوال عذاب قبر کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب اہلِ سنّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عذابِ قَبْر اور تَنْعِیمِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔[1] حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ لَا یُنْکِرُہٗ اِلَّا ضَالٌّ مُضِلٌّ یعنی عذابِ قبر حق ہے اس کا انکار گمراہ اور گمراہ گر کے سوا کوئی نہیں کرے گا۔[2]

سوال کیا عذابِ قبر قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

جواب قرآنِ پاک میں ہے: ﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جلد ہم انہیں دوبار

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/111، حصہ: 1 ملخصا

2 ... طبقات الحنابلہ، 1/166

عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے۔[1] رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: عَذَابُ الْقَبْرِحَقٌّ یعنی عذابِ قبر حق ہے۔[2]

سوال کیا عذابِ قبر سے محفوظ رہنے والے بھی لوگ ہوں گے؟

جواب جی ہاں! شہید عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔[3] رمضان المبارک میں فوت ہونے والا۔[4] اسی طرح روزِجمعہ یا شبِ جمعہ انتقال کرنے والا۔[5] روزانہ رات میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ (پوری سورت) پڑھنے والا۔[6] تلاوتِ قرآن کرنے والا۔[7] اسی طرح ہر وہ مسلمان جس سے قبر کے سوالات نہیں ہوں گے اسے عذابِ قبر بھی نہیں ہو گا۔[8] امام عمر نَسَفِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: فرمانبردار مسلمان کو عذابِ قبر نہیں ہو گا لیکن اسے قبر دبائے گی اور وہ اس کی تکلیف اور خوف کو محسوس بھی کرے گا۔[9]

سوال برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب موت کے وقت سے دوبارہ اُٹھائے جانے تک دُنیا و آخرت کے درمیان بَرزَخ یعنی پردہ ہے پس جو فوت ہوا وہ بَرزَخ میں داخل ہوا۔[10]

سوال برزخ پر کیا ثبوت ہے؟

---

1 ... پ11، التوبۃ: 101

2 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، 1/463، حدیث: 1372

3 ... ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، 3/360، حدیث: 2799

4 ... بہارِ شریعت، 1/109، حصہ: 1 مفہوماً

5 ... حلیۃ الاولیاء، محمد بن المنکدر، 3/181، رقم: 3629

6 ... ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورۃ الملک، 4/407، حدیث: 2900-2901 ماخوذاً

7 ... معجم اوسط، 6/470، حدیث: 9438 مفہوماً

8 ... تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید، ص403

9 ... بحر الکلام، المبحث الاول سوال القبر وعذابہ، ص250

10 ... تفسیرِ قرطبی، پ18، المؤمنون، تحت الآیۃ: 100، 6/113

جواب: بَرزَخ کا ثبوت قرآنِ پاک سے ہے: ﴿وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾[1] ترجَمۂ کنزالایمان: اور اُن کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔ امام مُجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: مَا بَیْنَ الْمَوْتِ اِلَی الْبَعْثِ یعنی بَرزَخ موت اور دوبارہ زِندہ کئے جانے کی دَرمیانی مُدّت ہے۔[2]

سبق نمبر 25 قیامت اور اس کی نشانیوں کا بیان

سوال: قیامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جیسے ہر چیز کی ایک عُمر مُقرَّر ہے اس کے پورے ہونے کے بعد وہ چیز فنا ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی دنیا کی بھی ایک عُمر اللہ کریم کے عِلم میں مُقرَّر ہے۔ اس کے پورا ہونے کے بعد دنیا فنا ہو جائے گی۔ زمین و آسمان، آدمی، جانور کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ اس کو "قیامت" کہتے ہیں جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدّت، جان نکلنے کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے ہی قیامت سے پہلے اس کی نشانیاں ہیں۔

سوال: قیامت آنے سے پہلے اس کی کیا کیا علامات ظاہر ہوں گی؟

جواب: قیامت کے آنے سے پہلے دنیا سے عِلم اُٹھ جائے گا، عالِم باقی نہ رہیں گے، جہالت پھیل جائے گی، بدکاری اور بے حیائی زیادہ ہوگی، عورتوں کی تعداد مَردوں سے بڑھ جائے گی۔ بڑے دَجّال کے سوا تیس دَجّال اور ہوں گے، ہر ایک ان میں سے نبوّت کا دعویٰ کرے گا باوجود یہ کہ حضور پُرنور سیِّدُ الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نبوّت ختم ہو چکی۔ ان میں سے بعض دجّال تو گزر چکے جیسے مُسَیلَمہ کذّاب، اسود عنسی، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی، بعض اور باقی ہیں وہ بھی ضرور ہوں گے، مال کی کثرت ہوگی، عرب میں کھیتی، باغ، نہریں ہو جائیں گی، دین پر قائم رہنا مشکل ہو گا۔ وقت بہت جلد گزرے گا، زکوٰۃ دینا لوگوں کو دشوار ہو گا، عِلم کو لوگ دنیا کیلئے پڑھیں گے، مَرد عورتوں کی اطاعت کریں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی زیادہ ہوگی، شراب نوشی عام ہو جائے گی، نااہل سردار بنائے جائیں گے، نہرِ فرات سے سونے کا خزانہ کھلے گا۔ زمین اپنے اندر دفن شدہ خزانے اُگل دے گی، امانت غنیمت یعنی مفت کا مال سمجھی جائے گی، مسجدوں

---

1 ... پ18، المؤمنون: 100

2 ... تفسیر طبری، پ18، المومنون، تحت الآیۃ: 100، 9/ 243، حدیث: 25658

میں شور مچیں گے، فاسق سرداری کریں گے، فتنہ انگیزوں کی عزّت کی جائے گی، گانے باجے کی کثرت ہوگی۔ پہلے بزرگوں کو لوگ بُرا بھلا کہیں گے، کوڑے کی نوک اور جوتے کے تسمے باتیں کریں گے، دَجّال، دَابَّۃُ الارض اور یاجُوج ماجُوج نکلیں گے۔ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ظاہر ہوں گے، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آسمان سے اُتریں گے، سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

سوال دَجّال کون ہے؟

جواب دجّال کا معنیٰ ہے بہت زیادہ جھوٹا شخص کیونکہ دجّال بھی حق کے ساتھ باطِل کو مِلا کر جھوٹ بولے گا اس لئے اسے دجّال کہا گیا ہے، یہ اوّلاً خود کو مؤمن ظاہر کرے گا اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے گا لیکن پھر نبوّت کا اور آخر کار اُلُوہِیَّت (خدائی) کا دعویٰ کرے گا، مشہور ہے کہ اس کی اصل یہود سے ہوگی۔[1] حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”دجّال دو قسم کے ہیں: چھوٹے اور بڑے۔ چھوٹے دجّال بہت ہوئے اور ہوں گے، ہر جھوٹا نبی، جھوٹا مولوی، صوفی، جو لوگوں کو گمراہ کریں وہ دجّال ہیں۔ بڑا دجّال صرف ایک ہے جو دعویٰ خدائی کرے گا۔“[2]

سوال دجّال کے آنے سے پہلے دنیا میں کیا ہو رہا ہوگا؟

جواب دجّال کے نکلنے سے پہلے دنیا کی بہت بُری حالت ہوگی جیسا کہ احادیثِ مبارکہ کے مضامین سے پتا چلتا ہے کہ اس کے نکلنے سے تین سال پہلے ہی دنیا میں عام قحط پھیل جائے گا، پہلے سال آسمان ایک تِہائی بارش اور زمین ایک تِہائی پیداوار روک لے گی، دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش اور زمین دو تہائی پیداوار جبکہ تیسرے سال آسمان ساری بارش اور زمین ساری پیداوار روک لے گی، حتّٰی کہ آسمان شیشے کا اور زمین تانبے کی ہو جائے گی، (اس خشک سالی کے سبب) تمام چوپائے ہلاک ہو جائیں گے، فتنے اور قتل و غارت گری عام ہو جائے گی، آدمی ایک دوسرے کو قتل اور جِلاوطن کر رہے ہوں گے تب دجّال مشرق کی سَمت ایک اَصبہان یا خُراسان نامی شہر سے نکلے گا۔ غِذائی قحط کے علاوہ علمی و روحانی قحط بھی برپا ہوگا، دین کے سلسلے میں لوگوں میں ضُعف پیدا ہو چکا ہوگا عُلَما اور دیندار لوگوں کی قِلّت ہوگی۔[3]

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 7/276

2 ... مرآۃ المناجیح، 7/276

3 ... ترمذی، کتاب الفتن باب ماجاء فی باب ماجاء من این یخرج الدجال، 4/102، حدیث: 2244- التذکرۃ للقرطبی، ص610، 615

سوال دجال کا فتنہ کیسا ہوگا؟

جواب دجّال کا فتنہ تاریخِ انسانی کی ابتدا سے لے کر انتہا تک کے تمام فتنوں سے بڑا اور خطرناک فتنہ ہے، جس کی بڑائی اور شدّت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی اُمّت کو دجّال کے فتنہ سے ڈرایا تھا۔[1]

سوال دجّال کتنا عرصے رہے گا؟

جواب دجّال زمین پر چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر جبکہ باقی ایام سال کے عام دنوں کی طرح ہوں گے۔[2]

سوال دجّال کی موت کیسے ہوگی؟

جواب اللہ پاک حضرت عیسیٰ علیہ السَّلام کو آسمان سے نازِل فرمائے گا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھتے ہی دجّال ایسے گھلے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور آپ علیہ السَّلام دجّال کو مقامِ لُدّ پر قتل کریں گے اور اس کے پیروکاروں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔[3]

سوال دجّال کے خروج کے بارے میں اعتقاد رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب دجّال اور (قُربِ قیامت) اس کے ظاہر ہونے پر اعتقاد رکھنا بَرحق اور یہی اہلِ سنّت بِالعموم فقہائے کرام اور مُحدِّثین عِظام کا مسلک ہے۔[4]

سوال دَابَّۃُ الارض کیا چیز ہے؟

جواب دَابَّۃُ الارض ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کوہِ صفا سے ظاہر ہو کر تمام شہروں میں نہایت جلد پھرے گا، فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ ہر شخص پر ایک نشانی لگائے گا، ایمانداروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ایک نورانی

---

1. ... ترمذی، کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجّال، 4/100، حدیث: 2241 ماخوذا
2. ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ، ص1200، حدیث: 7373
3. ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفتہ ومامعہ، ص1200، حدیث: 7373 ماخوذا
4. ... التذکرۃ للقرطبی، ص612

خط کھینچے گا۔ کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی انگشتری یعنی انگوٹھی سے کالی مُہر کرے گا۔

سوال یاجوج ماجوج کون ہیں؟

جواب یہ یافِث بن نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اولاد میں سے فسادی گروہ ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ زمین میں فساد کرتے تھے، ایّامِ رَبیع یعنی فصل پکنے کے زمانے میں نکلتے، سبزہ ذرا نہ چھوڑتے، آدمیوں کو کھالیتے اور جنگل کے درندوں، وَحشی جانوروں، سانپوں، بچھوؤں کو کھا جاتے تھے، حضرت سکندر ذُوالقرنین نے لوہے کی دیوار کھینچ کر ان کی آمد بند کر دی۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نُزول کے بعد جب آپ دَجّال کو قتل کر کے بحکمِ الٰہی مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جائیں گے اس وقت وہ دیوار توڑ کر نکلیں گے اور زمین میں فساد کریں گے، قتل و غارت کریں گے۔ اللہ پاک انہیں حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دُعا سے ہلاک کرے گا۔

سوال حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا کچھ حال بیان فرمایئے؟

جواب حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ خلیفۃُ اللہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آل میں سے حَسَنی سیّد ہوں گے، جب دنیا میں کُفر پھیل جائے گا اور اسلام حَرَمین شریفین یعنی مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سمٹ جائے گا، اولیاء و ابدال وہاں کو ہجرت کر جائیں گے۔ ماہِ رمضان میں اَبدال کعبہ شریف کے طواف میں مشغول ہوں گے وہاں اولیاء حضرت مہدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو پہچان کر ان سے بیعت کی درخواست کریں گے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ انکار فرمائیں گے، غیب سے ندا آئے گی: ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْہُ "یہ اللہ پاک کے خلیفہ مہدی ہیں ان کا حکم سنو اور اطاعت کرو"۔ لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے مسلمانوں کو ساتھ لے کر شام تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہو گا، زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔

سوال حضرت مسیح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے نُزول کا مختصر حال بیان کیجئے؟

جواب جب دَجّال کا فتنہ انتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملکِ شام میں جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دِمَشق کی جامع مسجد کے شَرقی مَنارہ پر نزول فرمائیں گے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نظر جہاں تک جائے گی وہاں تک خوشبو پہنچے گی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خوشبو سے دَجّال پگھلنے لگے گا اور بھاگے گا۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دَجّال کو بیتُ المقدس کے قریب مقامِ لُد میں قتل کریں گے۔ ان کا زمانہ بڑی خیر و برکت کا ہو گا، مال کی کثرت ہو گی۔ زمین

اپنے خزانے نکال کر باہر کرے گی۔ لوگوں کو مال سے رَغبت نہ رہے گی، یہودیت، نصرانیت اور تمام باطل دینوں کو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مٹا ڈالیں گے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے عہد مبارک میں ایک دین ہو گا، اسلام۔ تمام کافر ایمان لے آئیں گے اور ساری دنیا اہلِ سنّت ہو گی۔ امن وامان کا یہ عالَم ہو گا کہ شیر بکری ایک ساتھ چریں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے۔ بُغض وحسد کا نام ونشان نہ رہے گا۔ جس وقت آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا نُزول ہو گا فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہو گی۔ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دیکھ کر آپ سے امامت کی درخواست کریں گے۔ آپ انہیں کو آگے بڑھائیں گے اور حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضور سیّدُ الانبیاء عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان وصفت اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمّت کی عزّت وکرامت دیکھ کر اُمتِ محمدی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں داخل ہونے کی دعا کی۔ اللہ پاک نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دعا قبول فرمائی اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وہ بَقا عطا فرمائی کہ آخر زمانہ میں اُمتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے امام ہو کر نُزول فرمائیں گے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نُزول کے بعد برسوں دنیا میں رہیں گے، نکاح کریں گے پھر وفات پاکر حضور سیّدِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو میں مدفون ہوں گے۔

سوال آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کی کیفیت بیان فرمایئے؟

جواب روزانہ آفتاب بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرکے اِذن چاہتا ہے، اِذن ہوتا ہے تب طلوع کرتا ہے۔ قربِ قیامت جب دَابَّۃُ الاَرض نکلے گا، حسبِ معمول آفتاب سجدہ کرکے طلوع ہونے کی اجازت چاہے گا۔ اجازت نہ ملے گی اور حکم ہو گا کہ واپس جا۔ تب آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اور نصف آسمان تک آکر لوٹ جائے گا اور جانبِ مغرب غروب کرے گا۔ اس کے بعد پھر پہلے کی طرح مشرق سے طلوع کیا کرے گا، آفتاب کے مغرب سے طلوع کرتے ہی توبہ کا دروازہ بند کردیا جائے گا پھر کسی کا ایمان لانا مقبول نہ ہو گا۔

سوال قیامت کب قائم ہو گی؟

جواب اس کا علم تو خُدا کو ہے اور اس کے بتانے سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہے۔ ہمیں اس قدر معلوم ہے کہ جب یہ سب علامتیں ظاہر ہو چکیں گی اور روئے زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا تب حضرت اسرافیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بحکمِ الٰہی صور پھونکیں گے۔ اس کی آواز شروع شروع میں تو بہت نرم ہو گی اور آہستہ آہستہ بلند ہوتی چلی جائے گی۔

لوگ اس کو سُنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، زمین و آسمان اور تمام جہان فنا ہو جائے گا۔ پھر جب اللہ کریم چاہے گا حضرت اسرافیل کو زندہ کرے گا اور دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی پھر سب کچھ موجود ہو جائے گا۔ مُردے قبروں سے اُٹھیں گے۔ نامۂ اعمال ان کے ہاتھوں میں دے کر محشر میں لائے جائیں گے۔ وہاں جزا اور حساب کیلئے منتظر کھڑے ہوں گے۔ آفتاب نہایت تیزی پر اور سروں سے بہت قریب بقدر ایک میل ہو گا۔ شدّتِ گرمی سے دماغ کھولتے ہوں گے، اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا پھر جو پسینہ زمین نہ پی سکے گی وہ اوپر چڑھے گا، کسی کے ٹخنوں تک ہو گا، کسی کے گھٹنوں تک، کسی کے کمر، کسی کے سینہ، کسی کے گلے تک، اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا۔ ہر شخص حسبِ حال و اعمال ہو گا، پھر پسینہ بھی نہایت بدبودار ہو گا۔

سوال حشر و نشر یعنی قیامت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

جواب حشر و نشر کا عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اس بات پر اُمّت کا اجماع ہے کہ حشر و نشر کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[1]

سوال قیامت کی مصیبت سے لوگوں کو کیسے نجات ملے گی؟

جواب اس حالت میں طویل عرصہ گزرے گا۔ پچاس ہزار سال کا تو وہ دن ہو گا اور اس حالت میں آدھا گزر جائے گا۔ لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے نجات دلائے اور جلد حساب شروع ہو۔ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بارگاہ میں حاضری ہو گی لیکن مقصد پورا نہ ہو گا۔ آخر میں حضور پُر نور، سیّدِ انبیاء، رحمتِ عالَم، محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں فریاد لائیں گے اور شفاعت یعنی سفارش کی درخواست کریں گے۔ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں گے: ”اَنَا لَهَا“ میں اس کیلئے موجود ہوں۔ یہ فرما کر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کریں گے۔ اللہ پاک کی طرف سے ارشاد ہو گا یا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَکَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ”اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سجدے سے سر اٹھائیے بات کہئے سنی جائے گی، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی“۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ شفاعت تو تمام اہلِ محشر کیلئے ہے جو شدید ڈر اور خوف کی وجہ سے فریاد کر رہے ہوں گے اور یہ چاہتے ہوں گے کہ حساب فرما

---

1 ... المعتقد المنتقد مع المعتمد، ص180 ملخصا

کر ان کے لئے حکم دے دیا جائے۔ اَب حساب شروع ہو گا۔ میزانِ عمل میں اعمال تولے جائیں گے، اعمال نامے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اپنے ہی ہاتھ، پاؤں، بدن کے اعضاء اپنے خلاف گواہیاں دیں گے۔ زمین کے جس حصّہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہو گا۔ عجیب پریشانی کا وقت ہو گا کوئی یار نہ غمگسار۔ نہ بیٹا باپ کے کام آسکے گا نہ باپ بیٹے کے۔ اعمال کی پُرسش یعنی پوچھ گچھ ہے۔ زندگی بھر کا کیا ہوا سب سامنے ہے۔ نہ گناہ سے مُکَر سکتا ہے، نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں۔[1]

سوال اس مشکل گھڑی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے چاہنے والوں کی کیسے مدد فرمائیں گے؟

جواب اس بے کسی کے وقت میں بے کسوں کے مددگار، حضور پُر نور، محبوبِ خدا، محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کام آئیں گے اور اپنے نیاز مندوں اور امیدواروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعتیں کئی طرح کی ہوں گی بہت لوگ تو آپ کی شفاعت سے بے حساب داخلِ جنت ہوں گے اور بہت لوگ جو دوزخ کے مستحق ہوں گے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے دخولِ دوزخ سے بچیں گے اور جو گناہگار مومن دوزخ میں پہنچ چکے ہوں گے وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ اہلِ جنّت بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے فیض پائیں گے ان کے درجات بلند کئے جائیں گے۔ باقی اور انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و صحابۂ کرام و شہداء و علماء و اولیاء رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اپنے مُتَوَسِّلِین یعنی وسیلہ ڈھونڈنے والوں کی شفاعت کریں گے۔ لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے، اگر کسی نے عالِم کو دنیا میں وضو کے لئے پانی لا کر دیا ہو گا تو وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کی درخواست کرے گا اور وہ اس کی شفاعت کریں گے۔

سوال محشر کی ہولناکیوں، آفتاب کی نزدیکی سے بھیجے کھولنے، بدبودار پسینوں کی تکالیف اور ان مصیبتوں میں ہزارہا برس کی مدّت تک مبتلا اور پریشان رہنے کا جو بیان فرمایا یہ سب کیلئے ہے یا اللّٰہ پاک کے کچھ بندے اس سے مستثنٰی بھی ہیں یعنی اس میں شامل نہیں؟

جواب ان اَہوال میں سے کچھ بھی انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاء و اَتقیاء (پرہیز گار) و صلحاء (نیک) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کو نہ پہنچے گا وہ

1 ... کتاب العقائد، ص33 تسہیلا

اللہ پاک کے کرم سے ان سب آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے۔ قیامت کا پچاس ہزار برس کا دن جس میں نہ ایک لقمہ کھانے کو میسّر ہو گا، نہ ایک قطرہ پینے کو، نہ ایک جھونکا ہوا کا۔ اوپر سے آفتاب کی گرمی بھون رہی ہو گی، نیچے زمین کی تپش، اندر سے بھوک کی آگ لگی ہو گی۔ پیاس سے گردنیں ٹوٹی جاتی ہوں گی، سالہاسال کی مُدّت کھڑے کھڑے بدن کیسا دُکھا ہوا ہو گا، شدّتِ خوف سے دل پھٹے جاتے ہوں گے۔ انتظار میں آنکھیں اُٹھی ہوں گی، بدن کا پُرزہ پُرزہ لرزتا کانپتا ہو گا، وہ طویل دن اللہ پاک کے فضل سے اس کے خاص بندوں کیلئے ایک فرض نماز کے وقت سے زیادہ ہلکا اور آسان ہو گا۔

سبق نمبر26 حساب کا بیان

حساب حق ہے، یعنی قرآن وسنّت اور اجماع سے ثابت ہے۔ مومن، کافر، انسان اور جنّات سب کا حساب ہو گا سوائے اُن کے جن کا اِسْتِثْناء کیا گیا ہے۔[1] حساب کا منکر کافر ہے۔[2]

سوال میزان سے کیا مراد ہے؟

جواب میزان سے مراد وہ ترازو ہے جس میں قیامت کے دن بندوں کے اعمال تولے جائیں گے، نیک بھی بد بھی، قول بھی فعل بھی، کافروں کے بھی مؤمنوں کے بھی۔

سوال حساب کیا ہے؟

جواب حساب کا لغوی معنٰی ہے "شمار کرنا" اور اصطلاحی معنٰی ہے "اللہ پاک کا لوگوں کو محشر سے پلٹنے سے پہلے اُن کے اعمال سے آگاہ کرنا۔"[3]

سوال کیا قیامت کے دن سب کا حساب لیا جائے گا؟

جواب اللہ کے بعض مسلمان بندے ایسے بھی ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔

سوال فرشتے جو اعمال نامے دنیا میں لکھتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

---

1 ... تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید، ص413 ملتقطا

2 ... شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص378

3 ... شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص376

جواب: قیامت کے دن ہر شخص کو اس کا نامۂ اعمال دیا جائے گا جو فرشتے لکھتے ہیں، نیکوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بدوں کے بائیں میں۔

سبق نمبر27 پل صراط کا بیان

سوال: صراط کسے کہتے ہیں؟

جواب: جہنم کے اوپر ایک پُل ہے اس کو "صراط" کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

سوال: پل صراط کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: صراط حق ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب[1] اور اِس کا انکار گمراہی ہے۔[2]

سوال: پُلِ صراط کی مسافت کتنی ہے؟

جواب: پُلِ صراط کا سفر تین ہزار سال کی راہ ہے، ایک ہزار سال اوپر چڑھنے کے، ہزار سال نیچے اُترنے کے اور ہزار سال اس کی سطح پر چلنے کے۔[3] جبکہ حضرت فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے منقول ہے: پُل صراط کا سفر پندرہ ہزار سال کی راہ ہے، پانچ ہزار سال اوپر چڑھنے کے، پانچ ہزار سال نیچے اُترنے کے اور پانچ ہزار سال (اس کی پشت پر) چلنے کے۔[4]

سوال: کیا کوئی پُل صِراط سے گزرے بغیر بھی جنت میں جاسکتا ہے؟

جواب: نہیں، سب کو اس پر سے گزرنا ہے، جنّت کا یہی راستہ ہے۔

﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَاۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّاۚ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے ربّ کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔[5] حضرت سیّدنا عَبدُاللہ بن مَسعود، حضرت سیّدنا حسن اور حضرت سیّدنا قتادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُم سے روایت ہے کہ جہنم پر وارد ہونے سے مراد پل صراط پر سے گزرنا ہے جو کہ جہنم کے

1 ... شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص389

2 ... المعتقد مع المعتمد، ص335

3 ... تفسیر قرطبی، پ30، البلد، تحت الآیۃ:10، 11/47

4 ... البدور السافرۃ، ص334

5 ... پ16، مریم:71

اوپر بچھایا گیا ہے۔[1]

سوال پُلِ صراط سے گزرنے میں سب کی حالت ایک جیسی ہو گی یا مختلف؟

جواب اس پُل پر گزرنے میں لوگوں کی حالت جُدا گانہ ہو گی، جس درجہ کا شخص ہو گا اس کیلئے ایسی ہی آسانی یا دشواری ہو گی بعض تو بجلی چمکنے کی طرح گزر جائیں گے۔ ابھی اِدھر تھے، ابھی اُدھر پہنچے۔ بعضے ہوا کی طرح، بعضے تیز گھوڑے کی طرح، بعضے آہستہ آہستہ، بعضے گرتے پڑتے لرزتے لنگڑاتے اور بعضے جہنم میں گر جائیں گے۔ کفّار کے لئے بڑی حسرت کا وقت ہو گا جب وہ پُل سے گزر نہ سکیں گے اور جہنم میں گر پڑیں گے اور ایمانداروں کو دیکھیں گے کہ وہ اسی پُل پر بجلی کی طرح گزر گئے یا تیز ہوا کی طرح اُڑ گئے یا سریعُ السیر یعنی تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑ گئے۔

سبق نمبر 28 حوضِ کوثر کا بیان

سوال حوضِ کوثر کیا چیز ہے؟

جواب یہ ایک حوض ہے جس کی تہ مُشک یعنی کستوری کی ہے، یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے، دونوں کنارے سونے کے ہیں اور ان پر موتیوں کے قبے یعنی گنبد نصب ہیں اس کے برتن (کوزے) آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔

سوال حوضِ کوثر کا پانی کیسا ہو گا؟

جواب اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں، مُشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو ایک مرتبہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہو گا۔

سوال یہ حوض کسے عطا کیا جائے گا؟

جواب اللہ پاک نے یہ حوض اپنے حبیبِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمایا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے اپنی اُمّت کو سیراب فرمائیں گے۔

سوال آخرت میں رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو حوض عطا کیا جائے گا اس کے بارے میں عقیدۂ اہلسنت کیا ہے؟

جواب اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، جو اس کا انکار کرے وہ فاسق و بدعتی ہے۔[1]

1 ... تفسیر البحر المحیط، مریم، تحت الآیۃ: 71، 6/197

سوال حساب کے بعد آدمی کہاں جائیں گے ؟

جواب مسلمان جنّت میں اور کافر دوزخ میں۔

سوال کیا سب مسلمان جنّت میں جائیں گے اور سب کافر دوزخ میں ؟ اور یہ دونوں جنّت اور دوزخ میں کتنا عرصہ رہیں گے ؟

جواب نیک مسلمان اور وہ گناہگار مسلمان جن کے گناہ اللہ کریم اپنے کرم اور اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اور دیگر نیک بندوں کی شفاعت سے بخش دے وہ سب کے سب جنّت میں رہیں گے اور بعض گنہگار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے وہ بھی جتنا عرصہ خدا چاہے دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہ کر آخر کار نجات پائیں گے اور کافر سب کے سب جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

سوال کیا جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں یا پیدا کی جائیں گی ؟

جواب جنّت اور دوزخ پیدا ہو چکی ہیں اور ہزاروں برس سے موجود ہیں۔

سبق نمبر29 جنّت کا بیان

سوال اس دنیا کے بعد بھی کیا کوئی دار یعنی مکان ہے ؟

جواب جی ہاں ! اللہ پاک نے اِس دنیا کے سوا دو اور عظیمُ الشان دار پیدا کیے ہیں ایک دارُ النّعیم یعنی نعمت کی جگہ ہے اس کا نام "جنّت" ہے۔ایک دارُ العذاب یعنی عذاب کی جگہ ہے اس کو "دوزخ" کہتے ہیں۔

سوال جنّت کیا ہے ؟

جواب جنّت ایک مکان ہے جو اللہ کریم نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے۔

سوال جنت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے ؟

جواب جنّت برحق ہے جس کا منکر کافر ہے،یوں ہی جو شخص جنّت کو تو مانے مگر اس کے نئے معنٰی گھڑے (مثلاً ثواب کے

---

[1] ... شرح الصاوی علٰی جوہرۃ التوحید، ص398، تحفۃ المرید، ص442

معنٰی اپنی حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا) وہ حقیقۃً جنّت کا منکر ہے اور ایسا شخص بھی کافر ہے۔[1] جنّت پیدا ہو چکی ہے اور اب بھی موجود ہے، یہ نہیں کہ ابھی تک پیدا نہ ہوئی اور بروزِ قیامت پیدا کی جائے گی۔[2]

سوال جنّت میں کس طرح کی نعمتیں ہیں؟

جواب جنّت میں اللہ پاک نے اپنے ایماندار بندوں کیلئے انواع و اقسام کی ایسی نعمتیں جمع فرمائی ہیں جن تک آدمی کا وَہم و خیال نہیں پہنچتا، نہ ایسی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ ان کا وَصف پوری طرح بیان میں نہیں آسکتا۔ اللہ پاک عطا فرمائے تو وہیں ان کی قدر معلوم ہوگی۔

سوال داروغۂ جنّت یعنی جنّت کے نگران کا کیا نام ہے؟

جواب حضرت رضوان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہے۔

سوال جنّت کتنی بڑی ہے؟

جواب جنّت کی وُسعت کا یہ بیان ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ہر درجے سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان۔ اگر تمام جہاں ایک درجہ میں جمع ہو تو ایک درجہ سب کیلئے کفایت کرے۔ دروازے اتنے وسیع کہ ایک بازو سے دوسرے تک تیز گھوڑے کی ستّر برس کی راہ ہے۔[3]

سوال جنّتیوں کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب جنّتی افراد کی تین قسمیں ہوں گی: کَسبی، وَہبی، عطائی۔ (1) کسبی جنّتی وہ ہیں جو اعمال کی برکت سے جنّت میں جائیں گے، (2) وہبی وہ جو کسی جنّتی کے طفیل جنّت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے اور (3) عطائی جنّتی وہ مخلوق ہوگی جسے اللہ پاک جنّت کو بھرنے کے لئے پیدا فرمائے گا۔[4]

سوال کیا جنّت میں انسانوں کے علاوہ بھی کوئی ہوگا؟

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/150، 151، حصہ: 1 ماخوذاً
2 ... منح الروض الازہر، ص176 ماخوذاً
3 ... کتاب العقائد، ص38
4 ... مرآۃ المناجیح، 7/475-476 ماخوذاً

جواب جنّت میں اللہ پاک کے نیک بندوں کے علاوہ ان کی خدمت کے لئے حور و غِلمان ہوں گے۔

سوال غِلمان کسے کہتے ہیں؟

جواب جنّت کے وہ نو عُمر، پاکیزہ صورت و لباس والے لڑکے جو ہر وقت جنّتیوں کی خدمت پر مامور ہوں گے، جو بہشتی نعمتوں کے جام و ساغر یعنی پیمانے اور پیالے لئے جنّت کی حوروں اور جنّتیوں کے پاس گردِش کر رہے ہوں گے۔

سوال جنّت میں اور کیا چیزیں ہونگی؟

جواب اس کا مختصر سا بیان یہ ہے کہ جنّت میں صاف، شفّاف، چمکدار سفید موتی کے بڑے بڑے خیمے نصب ہیں ان میں رنگا رنگ، عجیب و غریب، نفیس فرش ہیں ان پر یاقوتِ سُرخ کے منبر ہیں۔ شہد و شراب کی نہریں جاری ہیں ان کے کناروں پر مُرَصَّع یعنی نگینے جڑے تخت بچھے ہیں۔ جنّت کے باغات کے درمیان یاقوت کے قُصور و محلّات بنائے گئے ہیں ان میں یہ حوریں جلوہ گر ہیں۔ پروردگارِ کریم کی طرف سے ہر گھڑی انواع و اقسام کے تحفے اور ہدیئے پہنچتے ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی عطا کی گئی۔ ہر خواہش بلا تاخیر پوری ہوتی ہے۔ دل میں جس چیز کا خیال آیا وہ فوراً حاضر۔ کسی قسم کا خوف و غم نہیں۔ ہر ساعت ہر آن نعمتوں میں ہیں۔ جنّتی نفیس و لذیذ غذائیں، لطیف میوے کھاتے ہیں۔ بہشتی نہروں سے دودھ شراب شہد وغیرہ پیتے ہیں۔ ان نہروں کی زمین چاندی کی، سنگریزے جواہرات کے، مٹّی خالص مشک کی، سبزہ زَعفران کا ہے۔ ان نہروں سے نورانی پیالے بھر کر وہ جام پیش کرتے ہیں جن سے آفتاب شرمائے۔

سوال کیا جنّتی جنّت میں ہمیشہ رہیں گے؟

جواب جی ہاں! ایک مُنادی اہلِ جنّت کو ندا کرے گا اے بہشت والو! تمہارے لئے صحّت ہے کبھی بیمار نہ ہوگے۔ تمہارے لئے حیات ہے کبھی نہ مروگے۔ تمہارے لئے جوانی ہے بوڑھے نہ ہوگے۔ تمہارے لئے نعمتیں ہیں کبھی محتاج نہ ہوگے۔

سوال جنّت میں جنّتیوں کے لیے سب سے بڑی نعمت کیا ہوگی؟

جواب تمام نعمتوں سے بڑھ کر سب سے پیاری دولت حضرت ربُّ العزّت کا دیدار ہے جس سے اہلِ جنّت کی آنکھیں مستفید ہوتی رہیں گی۔

سوال سب سے کم درجہ کے جنّتی کو کیا ملے گا؟

جواب سب سے کم درجے والے جنّتی کو بھی باغات، تخت، حوریں اور خُدّام ملیں گے۔

سبق نمبر30 دوزخ کا بیان

سوال دوزخ کیا ہے؟

جواب یہ ایک مکان ہے جو ظالموں، سرکشوں کے عذاب کیلئے بنایا گیا ہے اس میں سخت اندھیرا اور تیز آگ ہے۔ اس میں ستّر ہزار وادیاں ہیں، ہر وادی میں ستّر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستّر ہزار اژدہے بہت بڑے سانپ اور ستّر ہزار بچھو ہیں۔ ہر کافر و منافق کو ان گھاٹیوں میں ضرور پہنچنا ہے۔

سوال دوزخ کہاں ہے اور اسکی گہرائی کتنی ہے؟

جواب دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔[1] دوزخ کی حقیقی گہرائی تو اللہ پاک ہی جانتا ہے یا اس کے بتائے سے نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، البتہ حدیثِ پاک میں اتنا فرمایا گیا ہے کہ اگر پتھر کی چٹّان جہنّم کے کنارے سے اُس میں پھینکی جائے تو ستّر برس میں بھی تہ تک نہ پہنچے گی[2] اور اگر انسان کے سر کے برابر سیسہ کا گولا آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے تو رات آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے گا، حالانکہ یہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔[3]

سوال حساب و کتاب کے بعد لوگوں پر کیا مصیبت طاری ہوگی؟

جواب قیامت کی مصیبتیں جھیل کر ابھی لوگ اس کی تکلیف اور خوف میں مبتلا ہوں گے کہ اچانک ان کو اندھیریاں گھیر لیں گی اور لپٹ مارنے والی آگ ان پر چھا جائے گی اور اس کے غیظ و غضب کی آواز سننے میں آئے گی۔ اس وقت بدکاروں کو عذاب کا یقین ہوگا اور لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور فرشتے نِدا کریں گے کہاں ہے فلاں فلاں کا بیٹا! جس نے دنیا میں لمبی اُمّیدیں باندھ کر اپنی زندگی کو بدکاری میں ضائع کیا۔ اب یہ ملائکہ ان لوگوں کو آہنی گُرزوں یعنی لوہے کے ہتھوڑوں سے ہنکاتے دوزخ میں لے جائیں گے۔

سوال جہنم میں کافروں کی کیا حالت ہوگی؟

---

1 ... منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر، 177
2 ... ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب ماجاء فی صفۃ قعر جہنم، 4/260، حدیث: 2584
3 ... ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب (6)، 4/265، حدیث: 2597

جواب: کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اور آگ کی تیزی ان پر دَم بہ دَم زیادتی کرے گی، پینے کو انہیں گرم پانی ملے گا اور اس قدر گرم کہ جس سے منہ پھٹ جائے اور اوپر کا ہونٹ سکڑ کر آدھے سر تک پہنچے اور نیچے کا پھٹ کر لٹک آئے، ان کا ٹھکانہ جَحِیم (دوزخ کا ایک طبقہ) ہے، ملائکہ ان کو ماریں گے۔ وہ خواہش کریں گے کہ کسی طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کی رہائی کی کوئی صورت نہ ہو گی، قدم پیشانیوں سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے، گناہوں کی سیاہی سے منہ کالے ہوں گے، جہنم کے اطراف و جوانب شور مچاتے اور فریاد کرتے ہوں گے کہ اے مالک (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! عذاب کا وعدہ ہم پر پورا ہو چکا ہے۔ اے مالک (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! لوہے کے بوجھ نے ہمیں چکنا چور کر دیا۔ اے مالک (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! ہمارے بدنوں کی کھالیں جَل گئیں۔ اے مالک (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! ہم کو اس دوزخ سے نکال۔ ہم پھر ایسی نافرمانی نہ کریں گے۔ فرشتے کہیں گے دور ہو! اب امن نہیں اور اس ذِلّت کے گھر سے رہائی نہ ملے گی اسی میں ذلیل پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ اس وقت ان کی اُمّیدیں ٹوٹ جائیں گی اور دنیا میں جو کچھ سرکشی وہ کر چکے ہیں اس پر افسوس کریں گے لیکن اس وقت عُذر و ندامت کچھ کام نہ آئے گا، افسوس کچھ فائدہ نہ دے گا بلکہ وہ ہاتھ پاؤں باندھ کر چہروں کے بَل آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔ ان کے اوپر بھی آگ ہو گی نیچے بھی آگ۔ داہنے بھی آگ بائیں بھی آگ۔ آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوں گے۔ کھانا آگ اور پینا آگ، پہناوا آگ اور بچھونا آگ، ہر طرح آگ ہی آگ، اس پر گُرزوں کی مار اور بھاری بیڑیوں کا بوجھ۔ آگ انہیں اس طرح کھولائے گی جس طرح ہانڈیاں کھولتی ہیں، وہ شور مچائیں گے ان کے سروں پر سے کھولتا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی آنتیں اور بدنوں کی کھالیں پگھل جائیں گی، لوہے کے گُرز مارے جائیں گے جس سے پیشانیاں پچک جائیں گی، مونہوں سے پیپ جاری ہو گی، پیاس سے جِگر کَٹ جائیں گے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر رُخساروں پر آپڑیں گے، رُخساروں کے گوشت گر جائیں گے، ہاتھ پاؤں کے بال اور کھال گر جائیں گے اور نہ مریں گے، چہرے جَل بُھن کر سیاہ کوئلے ہو جائیں گے، آنکھیں اندھی اور زبانیں گونگی ہو جائیں گی، پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے گی، ناکیں اور کان کٹ جائیں گے، کھال پارہ پارہ ہو جائے گی، ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور پاؤں پیشانی سے، آگ پر منہ کے بَل چلائے جائیں گے اور لوہے کے کانٹوں پر آنکھ کے ڈھیلوں سے راہ چلیں گے، آگ کی لپٹ بدن کے اندر سرایت کر جائے گی اور دوزخ کے سانپ بچھو بدن پر لپٹے، ڈستے، کاٹتے ہوں گے۔

سوال: جُبِّ حُزن کیا ہے؟

جواب جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ ستّر ہزار بار پناہ مانگتا ہے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "جُبِّ حُزن" سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ پاک اپنے غضب و عذاب سے پناہ دے اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو اپنے عفو و کرم سے بخشے۔ آمین۔[1]

سوال جب تمام جنّتی جنّت میں پہنچ جائیں گے اور دوزخ میں فقط وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے، پھر کیا ہوگا؟

جواب اس وقت جنّت اور دوزخ کے درمیان مینڈھے کی شکل میں موت لائی جائے گی اور تمام جنّتیوں اور دوزخیوں کو دکھا کر ذبح کر دی جائے گی اور فرما دیا جائے گا کہ اے اہلِ جنّت! تمہارے لئے ہمیشہ ہمیشہ جنّت اور اس کی نعمتیں ہیں اور اے اہلِ دوزخ! تمہارے لئے ہمیشہ عذاب ہے موت ذبح کر دی گئی اب ہمیشہ کی زندگی ہے، ہلاک و فنا نہیں۔ اس وقت اہلِ جنّت کے فرح و سُرور کی انتہا نہ ہوگی اسی طرح دوزخیوں کے رَنج و غم کی۔

سوال حضرت مالک عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کون ہیں؟

جواب یہ داروغۂ جہنم یعنی دوزخ کے نگران ہیں۔

سوال جہنم تو عذاب کی جگہ ہے پھر اس میں فرشتے کیسے آسکتے ہیں؟

جواب فرشتے اس میں عذاب سہنے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے ہوں گے جیسے جیل میں پولیس کے سپاہی اور جیلر ہوتے ہیں۔

سوال جہنم میں آگ کی گرمی کا عذاب سنا ہے تو کیا سردی کا بھی عذاب ہوگا؟

جواب جی ہاں، جہاں آگ سے قریب ہونے کی وجہ سے گرمی کا عذاب ہوگا وہیں اس سے دوری کی وجہ سے سردی کا عذاب ہوگا۔

سوال جہنمی کے لیے سب سے ہلکا عذاب کیا ہوگا؟

جواب جہنم میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا اور وہ

---

[1] ... کتاب العقائد، ص 41 ملخصا

سمجھے گا کہ سب سے زیادہ اسی کو عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہو رہا ہو گا۔

سوال اگر کوئی حساب اور جنّت و دوزخ کا انکار کرے، اس کے بارے میں کیا کہیں گے ؟

جواب حساب اور جنّت و دوزخ حق ہیں، ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔[1]

سبق نمبر 31 ایمان کا بیان

سوال ایمان کی تعریف بتایئے ؟

جواب ایمان لُغَت میں تصدیق کرنے (یعنی سچّا ماننے) کو کہتے ہیں۔[2] ایمان کا دوسرا لُغوی معنٰی ہے: اَمن دینا۔ چُونکہ مومن اچّھے عقیدے اِختیار کر کے اپنے آپ کو دائمی یعنی ہمیشہ والے عذاب سے اَمن دے دیتا ہے اس لئے اچّھے عقیدوں کے اختیار کرنے کو ایمان کہتے ہیں۔[3] اور اِصطِلاحِ شَرع میں ایمان کے معنٰی ہیں: "سچّے دل سے اُن سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضَروریاتِ دین سے ہیں۔[4] اور اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: محمدٌ رّسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو ہر بات میں سچا جانے ، حضور کی حقّانیّت کو صِدقِ دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مُقِرّ (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں الله و رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم) کا انکار یا تکذِیب (یعنی جُھٹلانا) یا توہین نہ پائی جائے۔[5]

سوال کیا دل سے تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے ؟

جواب مسلمان ہونے کے لئے دل کی تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار کرنا بھی شرط ہے تاکہ دوسرے لوگ اسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کریں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اظہار کا موقع نہ ملا تو عند الله مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/150، حصہ: 1

2 ... تفسیر قُرطبی، پ 1، البقرہ، تحت الآیۃ: 3، 1/147

3 ... تفسیر نعیمی، پ 1، البقرۃ، تحت الآیۃ: 3، 1/8

4 ... بہارِ شریعت، 1/172، حصہ: 1 ماخوذاً

5 ... فتاویٰ رضویہ، 29/254

تو احکامِ دنیا میں کافر سمجھا جائے گا نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے مگر عِندَ اللہ مومن ہے اگر کوئی اَمر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔

تنبیہ: مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہے، اگرچہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو، اگرچہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں کہ بلا اِکراہِ شرعی مسلمان کلمۂ کفر صادر نہیں کر سکتا، وہی شخص ایسی بات منہ پر لائے گا جس کے دل میں اتنی ہی وُقعت ہے کہ جب چاہا اِنکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

سوال اگر کوئی جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دے اور وہ اس ڈر کی وجہ سے زبان سے کلمۂ کفر بک دے، دل ایمان پر مطمئن ہو تو کیا وہ مومن ہی رہے گا؟

جواب ہاں! اگر واقعی ایسی حالت ہے کہ جان کا خوف ہے اور تصدیقِ قلبی میں کچھ خلل یعنی خرابی نہ آئے یعنی ایمان پر دل مطمئن رہے تو ایسا شخص مومن ہو گا اگرچہ اس کو مجبوری کی حالت میں زبان سے کلمۂ کفر کہنا بھی پڑ جائے مگر بہتر یہی ہے کہ ایسی حالت میں بھی کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے۔

سوال کیا کبیرہ گناہ کرنے سے بندہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے؟

جواب گناہِ کبیرہ کرنے سے آدمی کافر اور ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

سوال کبیرہ گناہ کیا ہوتا ہے؟

جواب وہ گناہ جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں حد (سزا) یا وعید بیان کی گئی ہو۔ یاد رہے کہ صغیرہ گناہ بھی اِصرار (یعنی بغیر توبہ کے بار بار کرنے) سے کبیرہ ہو جاتا ہے یونہی ہلکا جان کر کرنے سے بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

سوال وہ کونسے گناہ ہیں جو کبھی نہ بخشے جائیں گے؟

جواب شرک و کفر کبھی نہ بخشے جائیں گے اور مشرک و کافر جس کی موت کفر و شرک پر ہو اس کی ہرگز مغفرت نہ ہو گی۔ ان کے سوا اللہ پاک جس گناہ کو چاہے گا اپنے محبوب بندوں کی شفاعت سے یا محض اپنے کرم سے بخش دے گا۔

سوال کُفر کے کیا معنٰی ہیں؟

جواب: کُفر کا لُغوی معنیٰ ہے: کسی شے کو چُھپانا۔[1] اور اِصطِلاح میں کسی ایک ضَرورتِ دینی کے انکار کو بھی کُفر کہتے ہیں اگرچہ باقی تمام ضَروریاتِ دین کی تصدیق کرتا ہو۔[2] جیسے کوئی شخص اگر تمام ضَروریاتِ دین کو تسلیم کرتا ہو مگر نَماز کی فرضیّت یا ختمِ نبوّت کا منکِر ہو وہ کافِر ہے۔ کہ نَماز کو فرض ماننا اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آخری نبی ماننا دونوں باتیں ضَروریاتِ دین میں سے ہیں۔

سوال: ضَروریاتِ دین کسے کہتے ہیں؟

جواب: ضَروریاتِ دین، اسلام کے وہ اَحکام ہیں، جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللّٰہ پاک کی وَحدانیّت (یعنی اس کا ایک ہونا)، انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نُبوّت، نَماز، روزے، حج، جنّت، دوزخ، قِیامت میں اُٹھایا جانا، حساب و کتاب لینا وغیرہا۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھنا (بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے) کہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم "خاتَمُ النَّبِیّٖن" ہیں حُضُورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ عوام سے مُراد وہ مُسلمان ہیں جو عُلَماء کے طبقہ میں شُمار نہ کئے جاتے ہوں مگر عُلَماء کی صُحبت میں بیٹھنے والے ہوں اور عِلمی مسائل کا ذَوق رکھتے ہوں۔ وہ لوگ مُراد نہیں جو دُور دراز جنگلوں پہاڑوں میں رہنے والے ہوں جنہیں صحیح کَلِمہ پڑھنا بھی نہ آتا ہو کہ ایسے لوگوں کا ضَروریاتِ دین سے ناواقِف ہونا اِس دینی ضَروری کو غیر ضَروری نہ کردے گا۔ البتّہ ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ بات ضَروری ہے کہ ضَروریاتِ دین کے مُنکِر (یعنی انکار کرنے والے) نہ ہوں اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب پر اِجمالاً ایمان لائے ہوں۔[3]

ضَروریاتِ دین کی مزید وضاحت کیلئے نُزہۃُ القاری شرحِ صحیح البخاری جلد اوّل صَفْحَہ 239 سے اِقتِباس مُلاحظہ ہو، چُنانچہ شارِحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایمان کی تعریف میں ضَروریاتِ دین کا (جو) لفظ آیا ہے، اس سے مُراد وہ دینی باتیں ہیں جن کا دین سے ہونا ایسی قَطعی یقینی دلیل سے ثابت ہو جس میں ذرّہ برابر شُبہ نہ ہو اور ان کا دینی بات ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہو۔ خواص سے مُراد عُلماء ہیں اور عوام سے مُراد وہ لوگ ہیں جو

---

1 ... المفردات، کتاب الکاف، ص 433

2 ... بہارِ شریعت، 1/172، حصّہ: 1 ماخوذا

3 ... بہارِ شریعت، 1/172 حصّہ: 1 مُلخصًا

عالم نہیں مگر عُلماء کی صُحبت میں رہتے ہوں۔ اِس بِنا پر وہ دینی باتیں جن کا دینی بات ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبُوت قَطعی نہیں تو وہ ضروریاتِ دین سے نہیں مثلاً عذابِ قبر، اعمال کا وَزن۔ یونہی وہ باتیں جن کا ثُبُوت قَطعی ہے مگر ان کا دین سے ہونا عوام و خواص سب کو معلوم نہیں تو وہ بھی ضَروریاتِ دین سے نہیں، جیسے صُلبی بیٹی[1] کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا۔

جن دینی باتوں کا ثُبُوت قَطعی ہو اور وہ ضَروریاتِ دین سے نہ ہوں ان کا مُنکِر (یعنی انکار کرنے والا) اگر اس کے ثُبُوت کے قَطعی ہونے کو جانتا ہو تو کافِر ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو اسے بتایا جائے، بتانے پر اگر حق مانے تو مسلمان اور بتانے کے بعد بھی اگر انکار کرے تو کافر۔[2]

وہ باتیں جن کا دین سے ہونا سب کو معلوم ہے مگر ان کا ثُبُوت قَطعی نہیں ان کا مُنکِر کافر نہیں اگر یہ باتیں ضَروریاتِ مذہبِ اہلسنَّت سے ہوں تو (انکار کرنے والا) گمراہ اور اگر اس سے بھی نہ ہو تو خاطی (یعنی خطار کار)۔

سوال: کیا کُفر کچھ افعال کرنے سے بھی سرزد ہو جاتا ہے یا صرف زبان سے بولنے یا دل سے ہی ماننے سے ہوتا ہے؟

جواب: بعض افعال جو اسلام کی تکذیب و انکار کی علامات ہیں ان پر بھی حُکمِ کفر دیا جاتا ہے جیسے زُنّار پہننا، قَشقَہ لگانا وغیرہ۔

سوال: مسلمانوں اور کافروں کا آخرکار انجام کیا ہوگا؟

جواب: کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا۔

سوال: مسلمان کون ہے؟

جواب: جو زبان سے اسلام کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے۔

سوال: جو زبان سے اقرار کرے لیکن دل سے تصدیق نہ کرے، کیا وہ بھی مسلمان ہے؟

جواب: وہ منافق ہے جو کافر سے بھی بدتر ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ کا سب سے نیچے والا طبقہ ہے۔

---

1 ... نزہۃ القاری کے نسخوں میں اس جگہ "بیٹی" کے بجائے "بیٹیوں" لکھا ہے جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت علامہ ابن ہُمام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "المسایرہ" صَفْحَہ 360 پر تحریر فرماتے ہیں: جن کا ثُبُوت قَطعی ہے مگر وہ ضَروریاتِ دین کی حد کو نہ پہنچا ہو جیسے (میراث میں) صُلبی بیٹی کے ساتھ اگر پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے... الخ (المسایرۃ ص360)

2 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، 2/ 358

سوال جو نہ دل سے تصدیق کرے نہ زبان سے اقرار کرے اسے کیا کہیں گے؟

جواب وہ بھی یقیناً کافر ہے۔

سوال جو دل سے تصدیق بھی کرے اور زبان سے اقرار بھی اور ہر طرح کے کفر و شرک سے بچے لیکن گناہ کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب وہ مسلمان تو ہے لیکن فاسق (گنہگار و نافرمان) ہے۔

سبق نمبر 32 کفریہ کلمات و احکامِ مرتد کا بیان

کفر و شرک سے بدتر کوئی گناہ نہیں اور وہ بھی اِرتداد کہ یہ کفرِ اَصلی سے بھی باعتبارِ احکام سخت تر ہے، جیسا کہ اس کے احکام سے معلوم ہوگا۔ مسلمان کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے کہ شیطان ہر وقت ایمان کی گھات میں ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔[1] آدمی کو کبھی اپنے اوپر یا اپنی طاعت و اعمال پر بھروسا نہ چاہیے ہر وقت خدا پر اعتماد کرے اور اسی سے بَقائے ایمان کی دعا چاہے کہ اسی کے ہاتھ میں قلب ہے اور قلب کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ لَوٹ پَوٹ ہوتا رہتا ہے، ایمان پر ثابت رہنا اسی کی توفیق سے ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب ہے اور حدیث میں فرمایا کہ شرک سے بچو کہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ مخفی ہے۔[2] اور اس سے بچنے کی حدیث میں ایک دعا ارشاد فرمائی اسے ہر روز تین مرتبہ پڑھ لیا کرو، حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ شرک سے محفوظ رہو گے، وہ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ[3] یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور تجھ سے بخشش مانگتا ہوں (اس شرک سے) جسے میں نہیں جانتا بے شک تو دانائے غیوب ہے۔[4]

سوال نِفاق کی کیا تعریف ہے؟

---

1 ... ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء کراہیۃ ... الخ، 2/391، حدیث: 1175

2 ... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث اَبی موسی الاَشعری، 7/146، حدیث: 19625

3 ... الدر المختار ورد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطلب: فی حکم من شتم ... الخ، 6/354

4 ... بہارِ شریعت، 2/454، حصہ: 9 بتغیر قلیل

جواب: زَبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نِفاق ہے۔ یہ بھی خالِص کُفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنّم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔ سرورِ کائنات، شَہَنْشاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہِری حیات کے زمانے میں اِس صِفَت کے کچھ افراد بطورِ مُنافِقین مشہور ہوئے، ان کے باطِنی کُفر کو قرآنِ مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز سلطانِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعطائے الٰہی اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور نام بنام فرما دیا کہ یہ یہ منافق ہیں۔ اب اِس زمانے میں کسی مخصوص شخص کی نسبت یقین سے کہنا کہ وہ مُنافِق ہے ممکن نہیں کہ ہمارے سامنے جو اسلام کا دعویٰ کرے ہم اُسے مسلمان ہی سمجھیں گے جب تک کہ ایمان کے مُنافی (یعنی ایمان کے اُلٹ) کوئی قول (بات) یا فِعل (کام) اُس سے سَرزَد نہ ہو۔ البتّہ نِفاق یعنی مُنافقت کی ایک شاخ اِس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ بہُت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جائے تو اسلام کے دعوے کے ساتھ ساتھ بہُت سے ضَروریاتِ دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔ [1]

مُرتد کی تعریف اور چند مخصوص احکام

اللہ کریم کے کروڑہا کروڑ اِحسان کہ اُس نے ہمیں انسان بنایا، مسلمان کیا اور اپنے حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دامنِ کرم ہمارے ہاتھوں میں دیا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر ہم میں سے کسی کے پاس اِس بات کی کوئی ضَمانت نہیں کہ وہ مرتے دم تک مسلمان ہی رہے گا۔ جس طرح بے شُمار کُفّار خوش قسمتی سے مسلمان ہو جاتے ہیں اُسی طرح مُتَعَدِّد بدنصیب مسلمانوں کا مَعاذَاللہ ایمان سے مُنْحَرِف ہو جانا (یعنی پھر جانا) بھی ثابِت ہے۔ اور جو ایمان سے پھر کر یعنی مُرتَد ہو کر مریگا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہے گا۔ چُنانچہ پارہ 2 سُورَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر 217 میں فرمانِ باری ہے:

وَ مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓىٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِۚ وَ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

(پ2، البقرۃ: 217)

ترجَمہ کنزالایمان: اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے، پھر کافر ہو کر مرے، تو ان لوگوں کا کیا اَکارت گیا دنیا میں اور آخرت میں، اور وہ دوزخ والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/182، حصہ: 1 ملخصا

سوال مُرتد کون ہوتا ہے؟

جواب مُرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے ایسا کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یونہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بُت کو سجدہ کرنا۔ مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔

یاد رہے کہ جو بطورِ تمسخر اور ٹھٹھے کے (یعنی مذاق مسخری میں) کفر کریگا وہ بھی مُرتد ہے اگرچہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔

سوال مُرتد کی سزا کیا ہے؟

جواب جو شخص معاذاللہ مُرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یوہیں اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کرلے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کیے اسے قتل کرڈالنا مکروہ ہے۔ مرتد کو قید کرنا اور اسلام نہ قبول کرنے پر قتل کرڈالنا بادشاہِ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرُّض (پوچھ گچھ) نہ کیا گیا تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا سلسلہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امنِ عامہ میں خلل پڑیگا لہٰذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت تھا۔ اب چونکہ حکومتِ اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے اور آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیا مذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لیے قرآن و حدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل کریں تمام قصوں سے نجات پائیں دنیا و آخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، غرض ہر قسم کے تعلقات ان سے قطع کر دیں گویا سمجھیں کہ وہ اب رہا ہی نہیں، وَاللہُ الْمُوَفِّق۔

سوال عورت یا نابالغ سمجھدار بچہ مُرتد ہو جائیں تو انکی سزا کیا ہے؟

جواب عورت یانابالغ سمجھ وال بچہ مُرتد ہو جائے تو قتل نہ کرینگے بلکہ قید کرینگے یہاں تک کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو جائے۔

سوال کیا مرتد کی اِرتداد سے توبہ قبول ہے ؟ اگر ہاں تو کیا ہر مُرتد کا یہی حکم ہے ؟

جواب مُرتد اگر اِرتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مُرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اُس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہِ اسلام اسے قتل نہ کریگا۔

سوال مُرتد اِرتداد سے مُنکِر ہو تو اسکی سزا کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

جواب مُرتد اگر اپنے اِرتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے اگرچہ گواہانِ عادل سے اسکا اِرتداد ثابت ہو یعنی اس صورت میں یہ قرار دیا جائے گا کہ اِرتداد تو کیا مگر اب توبہ کرلی لہٰذا قتل نہ کیا جائیگا اور اِرتداد کے باقی احکام جاری ہونگے مثلاً اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی، جو کچھ اعمال کیے تھے سب اکارت ہو جائیں گے، حج کی استطاعت رکھتا ہے تو اب پھر حج فرض ہے کہ پہلا حج جو کر چکا تھا بیکار ہو گیا۔ اگر اس قول سے انکار نہیں کرتا مگر لایعنی تقریروں سے اس اَمر کو صحیح بتاتا ہے جیسا زمانۂ حال کے مُرتدین کا شیوہ ہے تو یہ نہ انکار ہے نہ توبہ مثلاً قادیانی کہ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اور خاتمُ النّبیین کے غلط معنے بیان کر کے اپنی نبوت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے یا حضرت سیّدنا مسیح عیسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شانِ پاک میں سخت سخت حملے کرتا ہے پھر حیلے گھڑتا ہے۔۔۔۔۔ ایسی باتوں سے کفر نہیں ہٹ سکتا کفر اٹھانے کا جو نہایت آسان طریقہ ہے کاش! اسے برتتے تو ان زحمتوں میں نہ پڑتے اور عذابِ آخرت سے بھی اِنْ شَآءَ اللہ رہائی کی صورت نکلتی وہ صرف توبہ ہے کہ کفر و شرک سب کو مٹادیتی ہے، مگر اس میں وہ اپنی ذِلّت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ خدا کو محبوب، اُس کے محبوبوں کو پسند، تمام عُقَلا کے نزدیک اس میں عزّت۔

سوال اِرتداد سے توبہ کا کیا طریقہ ہے ؟

جواب کسی دینِ باطل کو اختیار کیا مثلاً یہودی یا نصرانی ہو گیا ایسا شخص مسلمان اس وقت ہو گا کہ اس دینِ باطل سے بیزاری و نفرت ظاہر کرے اور دینِ اسلام قبول کرے۔ اور اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کیا ہو تو جب تک اُس کا اقرار نہ کرے جس سے انکار کیا ہے محض کلمۂ شہادت پڑھنے پر اس کے اسلام کا حکم نہ دیا جائے گا کہ کلمۂ شہادت کا اس نے بظاہر انکار نہ کیا تھا مثلاً نماز یا روزہ کی فرضیّت سے انکار کرے یا شراب اور سؤر کی حرمت نہ مانے تو اس کے اسلام کے لیے یہ شرط ہے کہ جب تک خاص اس اَمر کا اقرار نہ کرے اس کا اسلام قبول نہیں یا اللہ کریم اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں گستاخی کرنے سے کافر ہوا تو جب تک اس سے توبہ نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

سوال تجدیدِ ایمان کا طریقہ بھی بتادیجئے؟

جواب جس کُفر سے توبہ مقصود ہے وہ اُسی وقت مقبول ہوگی جبکہ وہ اُس کُفر کو کُفر تسلیم کرتا ہو اور دل میں اُس کُفر سے نفرت و بیزاری بھی ہو۔ جو کُفر سرزد ہوا توبہ میں اُس کا تذکرہ بھی ہو۔ مثلاً جس نے ویزافارم پر اپنے آپ کو کرسچین لکھ دیا وہ اس طرح کہے: ''یااللہ! میں نے جو ویزافارم میں اپنے آپ کو کرسچین ظاہر کیا ہے اس کُفر سے توبہ کرتا ہوں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں)'' اِس طرح مخصوص کُفر سے توبہ بھی ہوگئی اور تجدیدِ ایمان بھی۔ اگر مَعَاذَ اللہ کئی کُفریّات بکے ہوں اور یاد نہ ہو کہ کیا کیا بکا ہے تو یوں کہے: ''یااللہ! مجھ سے جو جو کُفریّات صادِر ہوئے ہیں میں ان سے توبہ کرتا ہوں۔'' پھر کلِمہ پڑھ لے۔ (اگر کلمہ شریف کا ترجمہ معلوم ہے تو زبان سے ترجمہ دُہرانے کی حاجت نہیں) اگر یہ معلوم ہی نہیں کہ کُفر بکا بھی ہے یا نہیں تب بھی اگر احتیاطاً توبہ کرنا چاہیں تو اسطرح کہئے: ''یااللہ! اگر مجھ سے کوئی کُفر ہوگیا ہو تو میں اُس سے توبہ کرتا ہوں۔'' یہ کہنے کے بعد کلِمہ پڑھ لیجئے۔

مُرتد سے متعلق چند فقہی احکام

سوال مُرتد مسلمان ہوگیا، اب اِرتداد سے پہلے جو عبادات ادا کی تھیں کیا ان کو دوبارہ ادا کرنا ہوگا؟ اور جو عبادات اِرتداد سے پہلے قضا تھیں کیا ان کی ادائیگی اب بھی لازم ہے؟

جواب زمانۂ اسلام میں کچھ عبادات قضا ہوگئیں اور ادا کرنے سے پہلے مُرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو ان عبادات کی قضا کرے اور جو ادا کرچکا تھا اگرچہ اِرتداد سے باطل ہوگئیں مگر اس کی قضا نہیں البتہ اگر صاحبِ استطاعت ہو تو حج دوبارہ فرض ہوگا۔

سوال مَرد نے کُفرِ قطعی کیا تو اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر کُفرِ قطعی ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی پھر اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اس سے نکاح ہو سکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کر سکتی ہے اس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دے اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا دوبارہ نکاح نہ کیا تو قربت زنا ہوگی اور بچے ولدُ الزّنا اور اگر

کفرِ قطعی نہ ہو یعنی بعض علما کافر بتاتے ہوں اور بعض نہیں یعنی فقہاکے نزدیک کافر ہو اور متکلمین کے نزدیک نہیں تو اس صورت میں بھی تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائیگا۔

سوال عورت مُرتد ہو گئی تو اسکے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب عورت مُرتد ہو گئی پھر اسلام لائی تو شوہرِ اول سے نکاح کرنے پر مجبور کی جائے گی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرے سے نکاح کرے اسی پر فتویٰ ہے۔

سوال مُرتد کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اس کا نکاح کس سے ہو سکتا ہے؟

جواب مُرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کر سکتا نہ مسلِمَہ سے نہ کافرہ سے نہ مُرتدہ سے نہ حُرّہ سے نہ کنیز سے۔

سوال تجدیدِ نکاح کیسے کیا جائے؟

جواب تجدیدِ نکاح کا معنٰی ہے: "نئے مَہر سے نیا نکاح کرنا۔" اِس کیلئے لوگوں کو اِکٹھا کرنا ضروری نہیں۔ نکاح نام ہے اِیجاب و قبول کا۔ ہاں بوقتِ نکاح بطورِ گواہ کم از کم دو مَرد مسلمان یا ایک مَرد مسلمان اور دو مسلمان عورتوں کا حاضِر ہونا لازمی ہے۔ خُطبۂ نکاح شرط نہیں بلکہ مُستَحب ہے۔ خطبہ یاد نہ ہو تو اَعُوذُ بِاللہ اور بِسمِ اللہ شریف کے بعد سورۂ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کم از کم دس درہم یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی (موجودہ وزن کے حساب سے 30 گرام 618 ملی گرام چاندی) یا اُس کی رقم مہر واجِب ہے۔ مثلاً آپ نے پاکستانی 786 روپے اُدھار مہر کی نیّت کر لی ہے (مگر یہ دیکھ لیجئے کہ مہر مقرر کرتے وقت مذکورہ چاندی کی قیمت 786 پاکستانی روپے سے زائد تو نہیں) تو اب مذکورہ گواہوں کی موجودگی میں آپ "اِیجاب" کیجئے یعنی عورت سے کہئے: "میں نے 786 پاکستانی روپے مہر کے بدلے آپ سے نکاح کیا۔" عورت کہے: "میں نے قبول کیا۔" نکاح ہو گیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت ہی خُطبہ یا سورۂ فاتحہ پڑھ کر "اِیجاب" کرے اور مَرد کہے: "میں نے قبول کیا"، نکاح ہو گیا۔ بعدِ نکاح اگر عورت چاہے تو مَہر مُعاف بھی کر سکتی ہے۔ مگر مَرد بِلا حاجتِ شرعی عورت سے مَہر مُعاف کرنے کا سوال نہ کرے۔

سوال مُرتد کے ذَبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب مُرتد کا ذَبیحہ مُردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللہ کر کے ذبح کرے۔ یوہیں کُتّے یا باز یا تیر سے جو شکار کیا ہے وہ بھی مُردار

ہے، اگرچہ چھوڑنے کے وقت بِسْمِ اللہ کہہ لی ہو۔

سوال مُرتد کی گواہی اور اس کے وارث بننے کے متعلق کیا شرعی حکم ہے؟

جواب مُرتد کسی معاملہ میں گواہی نہیں دے سکتا اور کسی کا وارث نہیں ہو سکتا اور زمانۂ ارتدار میں جو کچھ کمایا ہے اس میں مُرتد کا کوئی وارث نہیں۔

سوال مُرتد کے مال کا کیا حکم ہے؟ دوبارہ اسلام قبول کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں کیا حکم ہوگا؟

جواب اِرتداد سے مِلک جاتی رہتی ہے یعنی جو کچھ اس کے اَملاک و اَموال تھے سب اس کی مِلک سے خارج ہو گئے مگر جبکہ پھر اسلام لائے اور کفر سے توبہ کرے تو بدستور مالک ہو جائیگا اور اگر کُفر ہی پر مَر گیا یا دارُ الحرب کو چلا گیا تو زمانۂ اسلام کے جو کچھ اموال ہیں ان سے اوّلاً ان دُیون کو ادا کرینگے جو زمانۂ اسلام میں اس کے ذِمّہ تھے اس سے جو بچے وہ مسلمان وُرَثہ کو ملے گا اور زمانۂ اِرتداد میں جو کچھ کمایا ہے اس سے زمانۂ اِرتداد کے دُیون ادا کرینگے اس کے بعد جو بچے وہ فئ ہے۔

سوال بیوی کی عدّت میں مُرتد ہو کر دارُ الحرب چلا گیا یا اسی حالت میں قتل کر دیا گیا تو کیا عورت وارث ہوگی؟

جواب عورت کو طلاق دی تھی وہ ابھی عدّت ہی میں تھی کہ شوہر مُرتد ہو کر دارُ الحرب کو چلا گیا یا حالتِ اِرتداد میں قتل کیا گیا تو وہ عورت وارث ہوگی۔

وہ صورتیں جو کفریہ نہیں ہیں

سوال زبان پھسلنے کی وجہ سے کفریہ بات نکل گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے کفر کی بات نکل گئی تو کافر نہ ہوا یعنی جبکہ اس اَمر سے اظہارِ نفرت کرے کہ سننے والوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا ہے اور اگر بات کی پچ کی تو اب کافر ہو گیا کہ کفر کی تائید کرتا ہے۔

سوال کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا تو کیا کافر ہو جائے گا؟

جواب کفریہ بات کا دل میں خیال پیدا ہوا اور زبان سے بولنا بُرا جانتا ہے تو یہ کفر نہیں بلکہ خاص ایمان کی علامت ہے کہ دل میں ایمان نہ ہوتا تو اسے بُرا کیوں جانتا۔

کلماتِ کفریہ کا بیان

سوال کلماتِ کُفر کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: کلماتِ کُفر کی دو قسمیں ہیں (1) لُزومِ کُفر (2) اِلتزامِ کفر۔

چُنانچِہ حضرتِ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اقوالِ کُفریہ دو قسم کے ہیں: (1) ایک وہ جس میں کسی معنیٔ صحیح کا بھی اِحتِمال (یعنی پہلو) ہو (2) دوسرے وہ کہ اس میں کوئی ایسے معنٰی نہیں بنتے جو قائل کو کُفر سے بچاوے۔ اِس میں اوّل کو لُزومِ کُفر کہا جاتا ہے اور قسمِ دُوم کو اِلتزامِ کُفر۔

لُزومِ کفر کی صورت میں بھی فُقہائے کرام (رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن) نے حکمِ کُفر دیا مگر مُتَکلِّمِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم [1] اِس سے سُکوت کرتے (یعنی خاموشی اختیار فرماتے) ہیں۔ اور فرماتے ہیں جب تک اِلتزام کی صُورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سُکوت کیا جائیگا اور اَحوَط (یعنی زیادہ محتاط) یہی مذہبِ مُتکلِّمِین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن ہے۔ واللہ اعلم۔ [2]

سوال: لُزومِ کُفر اور التزامِ کُفر کی مزید تفصیل بیان کر دیجئے۔

جواب: لُزومِ کُفر کی تعریف کا خُلاصہ یہ ہے کہ وہ بات عَینِ کُفر نہیں مگر کُفر تک پُہنچانے والی ہے اور اِلتزامِ کُفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا صَراحۃً (یعنی واضح طور پر) خِلاف کرے۔

چُنانچِہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لُزوم واِلتزام کے مُتَعَلِّق فرماتے ہیں: سَیِّدُ الْعٰلَمِینَ مُحَمَّدٌ، رَّسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جو کچھ اپنے ربِّ کریم کے پاس سے لائے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچّے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے اور مَعَاذَ اللہ ان میں سے کسی بات کا جُھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کُفر (ہے)۔ پھر یہ انکار جس سے خدا مجھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے: (1) لُزومی (2) اِلتزامی۔ اِلتزامی یہ کہ ضروریاتِ دین سے کسی شے کا تَصرِیحاً (یعنی صاف صاف) خِلاف کرے یہ قطعاً اِجماعاً کُفر ہے اگرچِہ (خِلاف کرنے والا) نامِ کُفر سے چِڑے اور کمالِ اسلام کا دعویٰ کرے۔ جیسے طائِفہ تالِفہ نَیاچِرہ (یعنی ہلاک وبرباد ہونے والے نیچری فرقہ والوں) کا، وُجُودِ مَلَک و جِنّ و شیطان و آسمان و نار وجِنّان و مُعجِزاتِ انبیاء عَلَیْہِمُ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اُن مَعانی پر کہ اہلِ اسلام کے نزدیک حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مُتَواتِر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاوِیلاتِ باطِلَہ و تَوَہُّماتِ عاطِلَہ (یعنی جھوٹی تاویلوں اور خالی وَہموں) کو

---

1 ... جو عُلمائے کِرام علمِ کلام یعنی علمِ عقائد کے ماہر ہوتے ہیں اور نقلی یعنی شرعی دلائل کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل سے بھی عقائد کو ثابت کرتے ہیں انھیں مُتَکلِّمِین کہا جاتا ہے۔

2 ... فتاویٰ امجدیہ، 4/513، 512

لے مرنا۔نہ ہر گز ہر گز ان تاویلوں کے شُوشے انہیں کُفر سے بچائیں گے ،نہ مَحَبَّتِ اسلام و ہمدردی کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ۔۔۔۔اور لُزومی یہ کہ جوبات اس نے کہی عینِ کُفر نہیں مگر مُنْجَر بکُفر (یعنی کُفر کی طرف لے جانے والی) ہوتی ہے، یعنی مآلِ سُخَن ولازِمِ حُکم کو ترتیبِ مُقدّمات و تَتْمیمِ تقریبات کرتے لے چلئے تو انجامِ کار اس سے کسی ضَروریِ دین کا انکار لازِم آئے۔[1]

سوال سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مبارک فتوے کے بیان کردہ اقتِباس کا آسان لفظوں میں خلاصہ کر دیجئے؟

جواب اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، شاہ امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے مبارک فتوے کے مذکورہ اقتِباس میں ایمان و کفر کی تعریف بیان کرنے کے بعد کفر کی دو اقسام لُزوم والتِزام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(1) اِلتِزامِ کفر یعنی ضَروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی خِلاف کرنا۔ چاہے وہ خلاف کرنے والا بظاہر اسلام کا کیسا ہی شیدائی بنتا ہو اور بے شک کفر کے نام سے چڑتا ہو مگر اس پر حکمِ کفر ہے اور وہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ نَیچری فرقہ والے جو کہ بظاہر اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کی مَحَبَّتوں کا خوب دم بھرتے اور بڑھ چڑھ کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں کَھپاتے ہیں مگر کئی ضَروریاتِ دین کا خلاف کرتے ہیں مَثَلًا ملائکہ ، جِنّات ، شیطان، آسمان، جنّت، دوزخ اور معجزاتِ انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وہ مَعانی جو کہ ہمارے مکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بتواتُر ثابِت ہیں اور سبھی اہلِ اسلام کا جن پر اِتّفاق ہے ان کو تسلیم کرنے کے بجائے اُلٹی سیدھی تاویلوں کے ذریعے اپنے من گھڑت جُداگانہ معنیٰ بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا نَیچریوں کو ان کے محبّتِ اسلام کے دعوے ہر گز کفر سے نہیں بچا سکتے۔

(2) لُزومِ کُفر عینِ کُفر تو نہیں ہوتا مگر کفر تک لے جانے والا ہوتا ہے۔ یعنی کلام کا انجام اور حکم کا لازم کفرِ حقیقی ہے۔ مراد یہ کہ اگر مُقدّمات کو ترتیب دیا جائے اور تقریبات کو مکمل کرتے جائیں تو بالآخر کسی ضرورت دینی کا انکار لازم آئے۔ اس کی بہت سی صورتیں ہوتی ہیں۔

سوال ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس کے "قول" کے کُفر ہونے نہ ہونے میں اَئمۂ دین یعنی فُقہا اور مُتکلّمین کا اِختِلاف ہو۔

---

[1] ... فتاویٰ رضویہ، 15/ 431

جواب: ایسا شخص اگرچہ اسلام سے خارِج نہیں، تاہم اس کیلئے توبہ و تجدید ایمان و نکاح کا حکم ہے۔ چُنانچہ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر جبکہ أئمہ دِین (یعنی فُقَہا اور مُتَکَلِّمین) ان کے کفر میں مُختلف ہوگئے توراہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد اَز سرِ نَو کلمۂ اسلام پڑھیں۔ چند سُطُور بعد مزید فرماتے ہیں: اس کے بعد اپنی عورَتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفرِ خِلافی (یعنی جس قول یا فعل کے کُفر ہونے میں فُقَہا اور مُتَکَلِّمین کا اِختِلاف ہو اُس) کا حُکم یہی ہے۔[1]

سوال: اگر کُفر قطعی ہو (مثلاً قادیانی کا کُفر) اور کوئی مفتی اس میں اختِلاف کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: وہ "مفتی" ہی نہیں جو قطعی کُفر میں اختِلاف کرے بلکہ عوام کے ساتھ ساتھ ایسے مفتی کا حکم بھی فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللهُ السَّلَام کے نزدیک یہ ہے: مَنْ شَكَّ فِيْ عَذَابِهٖ وَ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ یعنی جو اُس (قطعی کفر بکنے والے کافر) کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔[2]

سوال: کسی سُنّی صحیح العقیدہ مُسلمان کو کافِر کہنا کیسا ہے؟

جواب: صَدْرُ الشَّرِیْعَہ بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرتِ علامہ مَولانا مفتی محمد امجد علی اَعظمی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کسی مُسلمان کو کافِر کہا تو تعزیر (یعنی سزا) ہے۔ رہا یہ کہ وہ قائل (یعنی مسلمان کو کافر کہنے والا) خود کافِر ہو گا یا نہیں، اِس میں دو صُورَتیں ہیں:

(۱) اگر اسے مسلمان جانتا ہے تو کافر نہ ہوا اور (۲) اگر اسے کافر اِعتِقاد کرتا (یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ کافر ہے) تو خود کافِر ہے کہ مسلمان کو کافِر جاننا دینِ اسلام کو کُفر جاننا ہے اور دینِ اسلام کو کُفر جاننا کُفر ہے۔ ہاں اگر اس شخص میں کوئی ایسی بات پائی جاتی ہے جس کی بِنا پر تکفیر ہو سکے اور اس نے اُسے کافِر کہا اور کافِر جانا تو (کہنے والا) کافِر نہ ہو گا۔[3]

نیز فرمایا: (مسلمان کو بطورِ گالی) بدمذہب، مُنافِق، زِندیق، یہودی، نصرانی، نصرانی کا بچّہ، کافِر کا بچّہ کہنے پر بھی تعزِیر (سزا) ہے۔[4] البتّہ جو واقعی کافِر ہے اُس کو کافِر ہی کہیں گے۔

سوال: اگر کوئی نابالغ بچّہ کلِمۂ کُفر بک دے تو کیا اُس پر بھی حکمِ کُفر لاگو ہو جاتا ہے؟ اگر ہاں تو پھر جب بالغ ہونے کے بعد

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 15/ 445،446
2 ... در مختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، 6/ 356
3 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی الجرح المجرد، 6/ 111
4 ... بہارِ شریعت، 2/ 409، حصہ: 9 ملخصاً، در مختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، 6/ 111

اُس کو پتا چلے کہ میں نے نابالغی میں کُفر بکا تھا اور جو کُفر بکا تھا کچھ کچھ یاد ہے صحیح طرح یاد بھی نہیں تو اب کس طرح توبہ کرے؟

جواب نابالغ سمجھدار کا کُفر و اسلام مُعتبر ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سمجھدار بچّہ اگر اسلام کے بعد کفر کرے تو ہمارے نزدیک وہ مُرتَد ہو گا۔[1] معلوم ہوا بالغ یا سمجھدار نابالغ کفر کرے تو مُرتَد ہو جائے گا۔ اگر بالغ ہونے کے بعد احساس ہوا اور اگر کُفریہ قول یاد ہے تو خاص اُس سے توبہ کرے اور اگر شک ہے یا یاد نہیں تو اُس مَشکوک کُفریہ کلمہ سَمیت ہر قِسم کے کُفر سے توبہ کرے۔ یعنی اس طرح کہے: میں تمام کُفریات سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر کلمہ پڑھ لے۔

سوال گھر کے فرد یا دوست وغیرہ کی کوئی بات سُن یا دیکھ کر کیا عام آدمی بھی اُس کو کافر کہہ سکتا ہے؟

جواب جب کسی بات کے کُفر ہونے کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو مَثَلًا کسی مفتی صاحِب نے بتایا ہو یا کسی مُعتبر کتاب مَثَلًا بہارِ شریعت یا فتاویٰ رضویہ شریف وغیرہ میں پڑھا ہو تب تو اُس کُفری بات کو کُفر ہی سمجھے ورنہ صِرف اپنی اَٹکل سے ہرگز ہرگز ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہ کہے۔ کیوں کہ کئی جُملے ایسے ہوتے ہیں جن کے بعض پہلو کُفر کی طرف جا رہے ہوتے ہیں اور بعض اسلام کی طرف اور کہنے والے کی نیّت کا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اُس نے کون سا پہلو مُراد لیا ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، مُجدِّدِ دین و ملّت مولانا شاہ اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ہمارے أئمّہ رَحِمَہُمُ اللہُ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں 99 اِحتِمال کُفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو واجِب ہے کہ احتمالِ اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خِلاف ثابت نہ ہو۔[2]

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مَولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کسی کلام میں چند معنی بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اُس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل (کہنے والے) نے معنیٔ کفر کا ارادہ کیا مَثَلًا وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی (کفریہ معنی والی) ہے تو (اب) کلام کا مُحتَمِل

1 ... فتاویٰ افریقہ ص 16 ماخوذاً
2 ... فتاویٰ رضویہ، 14/ 604، 605

ہونا (یعنی کلام میں تاویل کا پایا جانا) نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔[1]

سوال کیا یہ خیال درست ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہا جائے؟

جواب کسی کلام میں چند معنیٰ بنتے ہیں بعض کفر کی طرف جاتے ہیں بعض اسلام کی طرف تو اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ قائل نے معنیٔ کفر کا ارادہ کیا مثلاً وہ خود کہتا ہے کہ میری مُراد یہی ہے تو کلام کا محتمل ہونا نفع نہ دیگا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ کلمہ کے کفر ہونے سے قائل کا کافر ہونا ضرور نہیں۔ آج کل بعض لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ کسی شخص میں ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اسے کافر نہ کہیں گے یہ بالکل غلط ہے کیا یہود و نصاریٰ میں اسلام کی کوئی بات نہیں پائی جاتی حالانکہ قرآنِ عظیم میں انھیں کافر فرمایا گیا۔

بلکہ بات یہ ہے کہ علما نے فرمایا یہ تھا کہ اگر کسی مسلمان نے ایسی بات کہی جس کے بعض معنی اسلام کے مطابق ہیں تو کافر نہ کہیں گے اس کو ان لوگوں نے یہ بنا لیا۔ ایک یہ وَبا بھی پھیلی ہوئی ہے کہتے ہیں کہ ”ہم تو کافر کو بھی کافر نہ کہیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہو گا“ یہ بھی غلط ہے قرآنِ عظیم نے کافر کو کافر کہا اور کافر کہنے کا حکم دیا۔ ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ﴾[2] اور اگر ایسا ہے تو مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہو تمہیں کیا معلوم کہ اسلام پر مرے گا خاتمہ کا حال تو خدا جانے مگر شریعت نے کافر و مسلم میں امتیاز رکھا ہے اگر کافر کو کافر نہ جانا جائے تو کیا اس کے ساتھ وہی معاملات کرو گے جو مسلم کے ساتھ ہوتے ہیں حالانکہ بہت سے اُمور ایسے ہیں جن میں کفار کے احکام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں مثلاً ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا، ان کے لیے استغفار نہ کرنا، ان کو مسلمانوں کی طرح دفن نہ کرنا، ان کو اپنی لڑکیاں نہ دینا، ان پر جہاد کرنا، ان سے جِزْیَہ لینا اس سے انکار کریں تو قتل کرنا وغیرہ وغیرہ۔

بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ ”ہم کسی کو کافر نہیں کہتے، عالِم لوگ جانیں وہ کافر کہیں“ مگر کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ عوام کے تو وہی عقائد ہونگے جو قرآن و حدیث وغیرہما سے علما نے انھیں بتائے یا عوام کے لیے کوئی شریعت جُدا گانہ ہے جب ایسا نہیں تو پھر عالِمِ دین کے بتائے پر کیوں نہیں چلتے نیز یہ کہ ضروریات کا انکار کوئی ایسا اَمر نہیں جو علما ہی جانیں عوام

---

1 ... بہارِ شریعت، 2/455، حصہ 9

2 ... پ30، الکافرون: 1

جو علما کی صحبت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی ان سے بے خبر نہیں ہوتے پھر ایسے معاملہ میں پہلو تہی اور اعراض کے کیا معنی۔

یہاں چند دیگر کلماتِ کفر جو لوگوں سے صادر ہوتے ہیں بیان کیے جاتے ہیں تا کہ ان کا بھی علم حاصل ہو اور ایسی باتوں سے توبہ کی جائے اور اسلامی حُدود کی محافظت کی جائے۔

ایمان واسلام سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: کسی شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو تو ایسے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں یا کہتا ہے معلوم نہیں میں مومن ہوں یا کافر وہ کافر ہے۔ہاں اگر اُس کا مطلب یہ ہو کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہو گا یا نہیں تو کافر نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے وہ کافر ہے۔یوہیں جو شخص ایمان پر راضی نہیں یا کفر پر راضی ہے وہ بھی کافر ہے۔

سوال: اسلام کو بُرا کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہیے یعنی جو گناہ و معصیت کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔یوہیں کسی نے دوسرے سے کہا: میں مسلمان ہوں، اس نے جواب میں کہا: تجھ پر بھی لعنت اور تیرے اسلام پر بھی لعنت، ایسا کہنے والا کافر ہے۔

اللہ پاک کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: اللہ پاک کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق بولے جانے والے چند کفریہ کلمات بتادیں؟

جواب: (1) اگر یہ کہا: خدا مجھے اس کام کے لیے حکم دیتا جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔(2) ایک نے دوسرے سے کہا: میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں دوسرے نے کہا: میں خدا کا حکم نہیں جانتا، یا کہا: یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔(3) کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مَرتا نہیں اس کے لیے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں۔(4) کسی زبان دَراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمہاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا میں کس طرح کروں یہ کفر ہے۔(5) ایک نے دوسرے سے کہا: اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا، اس نے کہا: عورتوں پر خدا کو تو قدرت ہے نہیں، مجھ کو کہاں سے ہو گی۔

سوال اللہ کریم کے لیے مکان ثابت کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے۔

سوال "روزی دینے والا یا انصاف کرنے والا اوپر بیٹھا ہے۔" کہنا کیسا؟

جواب یہ کلِمۂ کُفر ہے کیوں کہ اس میں اللہ کریم کے لئے سَمْت و مکان ثابت کئے گئے ہیں۔ صَدْرُ الشَّرِیعَہ، بَدْرُ الطَّرِیقَہ حضرت علامہ مَوْلانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ کریم کے لئے مکان ثابِت کرنا کُفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے، یہ کہنا کہ "اوپر خُدا ہے نیچے تم" یہ کَلِمۂ کُفر ہے۔[1]

سوال اپنے بچوں کو بعض لوگ یہی ذِہن دیتے ہیں کہ اللہ اوپر ہے۔ لہٰذا ان بچّوں کو جب پیار سے پوچھا جائے کہ اللہ پاک کہاں ہے ؟ تو فوراً آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھادیتے ہیں۔ ایسا سکھانا کیسا؟

جواب اس طرح وُہی سکھاتا ہو گا جس کا اپنا ذِہن بھی یہی ہوتا ہو گا کہ مَعاذَ اللہ "اللہ پاک اوپر ہے یا اوپر اُس کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے" یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اللہ پاک جِہَت (یعنی سمت) سے بھی پاک ہے اور مکان سے بھی۔ بچّے کو اشارہ مت سکھائیے بلکہ جُوں ہی بولنے کے لائق ہو سب سے پہلے اُس کی زَبان سے لَفظ "اللہ" نِکلوانے کی کوشش فرمایئے۔ اِس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا سکھایئے۔ نیز اُس کو یہ کہنا بھی سکھایئے: اللہ ہماری جان سے بھی قریب ہے۔ پارہ 26 سورۂ قٓ آیت نمبر 16 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۝۱۶ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ کمالِ علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال کو خود اس سے زیادہ جاننے والے ہیں، "وَرِید" وہ رَگ ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر جُزو (یعنی حصّے) میں پہنچتا ہے، یہ رگ گردن میں ہے۔ معنٰی یہ ہیں کہ انسان کے اَجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ پاک سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔[2]

1 ... بہارِ شریعت، 2/462، حصہ: 9

2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ26، قٓ، تحت الآیۃ: 16

سوال آج کل گونگے بہروں کو تربیّت دینے والے "اللہ" کا اشارہ آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھوا کر سکھاتے ہیں یہ کہاں تک دُرُست ہے؟

جواب یہ طریقہ قَطعاً غَلَط ہے۔ ان بے چاروں کے ذِہن میں یِہی نظریات بیٹھ جاتے ہوں گے کہ "اللہ پاک اوپر ہے یا اوپر اُس کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے" یہ دونوں باتیں کفر ہیں "اللہ پاک جِہَت (یعنی سَمت) سے بھی پاک ہے اور مکان سے بھی۔ آسمان کی طرف اشارہ کرنے کے بجائے ان کو ہاتھ کے ذَرِیعے لفظ "اللہ" بنانا سکھانا چاہئے اور اِس کا طریقہ نہایت ہی آسان ہے۔ سیدھے ہاتھ کی اُنگلیاں معمولی سی کُشادہ کر کے انگوٹھے کا سِرا اوپر کی طرف تھوڑا سا بڑھا کر شہادت کی اُنگلی کے پہلو کے وَسط میں لگا لیجئے اب سیدھی ہتھیلی کی پُشت کی طرف دیکھئے تو لفظ محسوس ہو گا۔ اِسی طرح کر کے اُلٹے ہاتھ کی ہتھیلی کی اگلی طرف دیکھیں گے تو اللہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔

سوال کسی سے یوں کہنا کیسا ہے کہ "اُوپر اللہ کا سہارا ،زمین پر آپکا سہارا۔"

جواب کُفر ہے کہ اس میں اللہ پاک کے لئے مکان و سَمت کو ثابِت کیا جا رہا ہے۔

سوال کسی نے کہا: اللہ پاک ہر جگہ ہے، کعبہ میں بھی ہے، مسجد میں بھی ہے، مندر میں بھی ہے اور گرجا میں بھی ہے کہنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب کہنے والے پر لُزُومِ کُفر کا حکم ہے کیوں کہ اِس میں اللہ پاک کے لئے مکان ثابِت کیا گیا ہے۔ اس طرح کے کلمات حمدیہ کلام میں بعض نعت خوان پڑھتے ہیں، ان کو توبہ و تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرنا چاہئے۔

سوال اللہ پاک کو "حاضِر و ناظِر" کہنا جائز ہے یا نہیں ہے؟

جواب بے شک ہر چیز اللہ پاک پر عیاں ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھتا بھی ہے لیکن اللہ پاک کی ان صفات کو بیان کرنے کے لئے "حاضِر و ناظِر" کے الفاظ استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ ایک تو یہ الفاظ اللہ پاک کے اسماء میں سے نہیں ہیں اور دوسرا یہ کہ ان لفظوں کے عربی لُغت میں جو معانی بیان کئے گئے وہ اللہ کریم کی شان کے لائق نہیں ہیں اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا اللہ پاک کے لئے استعمال منع ہے۔ لہٰذا اللہ کریم کی ان صفات کو بیان کرنے کیلئے "حاضر و ناظر" کے بجائے "شہید و بصیر" کہا جائے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے خود ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۷﴾ (پ17،الحج:17) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ (پ17،الحج:75) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

مفتیِ اعظم پاکستان مفتی وقار الدّین قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”حاضر و ناظر کے جو معنی لُغت میں ہیں ان معانی کے اعتبار سے اللہ پاک کی ذات پر ان الفاظ کا بولنا جائز نہیں ہے۔ ”حاضِر“ کا معنی عربی لغت کی معروف و معتبر کتب المنجد اور مختار الصحاح وغیرہ میں یہ لکھے ہیں: نزدیکی، صحن، حاضر ہونے کی جگہ، جو چیز کھلم کھلا بے حجاب آنکھوں کے سامنے ہو اسے حاضر کہتے ہیں۔ اور ”ناظِر“ کے معنی مختار الصحاح میں آنکھ کے ڈھیلے کی سیاہی جبکہ نظر کے معنی کسی امر میں تفکر و تدبر کرنا، کسی چیز کا اندازہ کرنا اور آنکھ سے کسی چیز میں تامل کرنا لکھے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کے لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ کریم کو پاک سمجھنا واجب ہے۔ بغیر تاویل ان الفاظ کو اللہ کریم پر نہیں بولا جاسکتا۔ اسی لئے اَسماءِ حُسنیٰ میں ”حاضِر و ناظِر“ بطورِ اسم یا صفت شامل نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث میں یہ الفاظ اللہ پاک کے لئے آئے ہیں اور نہ ہی صحابۂ کرام اور تابعین یا ائمۂ مجتہدین نے یہ الفاظ اللہ پاک کے لئے استعمال کئے ہیں۔“[1]

فتاویٰ فیض الرّسول میں ہے: ”اگر حاضر و ناظر بہ معنی شہید و بصیر اعتقاد رکھتے ہیں یعنی ہر موجود اللہ کریم کے سامنے ہے اور وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے، تو یہ عقیدہ حق ہے مگر اس عقیدے کی تعبیر لفظ حاضر و ناظر سے کرنا یعنی اللہ پاک کے بارے میں حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کرنا نہیں چاہیے لیکن پھر بھی کوئی شخص اس لفظ کو اللہ پاک کے بارے میں بولے تو وہ کفر نہ ہوگا۔“[2] اور مفتی شریفُ الحق امجدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”اللہ پاک کو حاضر و ناظر کہنے والا کافر تو نہیں مگر اللہ کریم کو حاضر و ناظر کہنا منع ہے کہ اللہ کریم کے اَسما توقیفی ہیں یعنی شریعت نے جن اسما کا اطلاق رب کریم پر کیا ہے اسی کا اطلاق دُرست اور جن اَسما کا اطلاق نہیں فرمایا ان سے احتراز چاہیے۔“[3]

سوال اللہ پاک کو انسان کی طرح بدن والا ماننا کیسا ہے؟

جواب ایسا کہنے یا ماننے والا کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اَحمد رَضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ، جلد14، صَفْحَہ 250

---

1 ... وقار الفتاویٰ، 1/66

2 ... فتاویٰ فیض الرّسول، 1/43

3 ... فتاویٰ شارح بخاری، 1/305

پر "دُرِّ مُختار" کے حوالے سے نَقْل کرتے ہیں: اگر ضَروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکِر ہو تو کافر ہے جیسے یہ کہنا کہ اللہ پاک اَجسام کے مانند جسم ہے۔ (1)

سوال کسی سے یوں کہنا کیسا ہے کہ "اُوپر اللہ کا سہارا، زَمین پر آپکا سہارا۔"

جواب کُفر ہے کہ اس میں اللہ پاک کے لئے مکان و سَمت کو ثابِت کیا جارہا ہے۔

سوال اللہ میاں کہنا کیسا؟

جواب اللہ پاک کے ساتھ "میاں" کا لفظ بولنا ممنوع ہے۔ اللہ پاک، اللہ تعالیٰ، اور اللہ تبارَکَ وَ تعالیٰ وغیرہ بولنا چاہئے ۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:"(اللہ پاک کے لئے) مِیاں کا اِطلاق نہ کیا جائے (یعنی نہ بولا جائے) کہ وہ تین معنٰی رکھتا ہے، ان میں دو (2) ربُّ العزّت کے لئے مُحال (یعنی ناممکن) ہیں، مِیاں (یعنی) آقا اور شوہر اور مرد وعورت میں زِنا کا دلال، لِہٰذا اِطلاق مَمنوع۔ (2)

سوال اللہ پاک کو سخی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب اللہ پاک کو سخی نہیں جواد کہنا چاہیے۔ اعلیٰ حضرت امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاوی رضویہ جلد27 صفحہ 165 پر فرماتے ہیں: اسمائے اِلٰہیّہ توقیفیہ (یعنی قرآن وحدیث کی طرف سے اللہ پاک کے ٹھہرائے ہوئے نام) ہیں، یہاں تک کہ اللہ پاک کا جَواد ہونا اپنا ایمان مگر اُسے سخی نہیں کہہ سکتے کہ شَرع میں وارِد نہیں۔ مفسر قرآن حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُحاوَرَۂ عَرَب میں عُموماً سخی اُسے کہتے ہیں جو خود بھی کھائے اوروں کو بھی کِھلائے۔ جَواد وہ جو خود نہ کھائے اوروں کو کِھلائے۔ اِسی لیے اللہ پاک کو سخی نہیں کہا جاتا ہے۔ سخی کے مقابِل (OPPOSITE) بخیل ہے (اور بخیل وہ ہے) جو خود کھائے اوروں کو نہ کھلائے۔ جَواد کا مقابِل (OPPOSITE) مُمسِک ہے (اور مُمسِک وہ ہے) جو نہ کھائے نہ کھانے دے۔ اللہ پاک کی تمام دُنیوی اُخرَوی نعمتیں دُنیا کے لیے ہیں اُس (کی اپنی ذات) کیلئے نہیں۔ (3)

---

1 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، 2/358
2 ... فتاوٰی رضویہ، 14/613
3 ... مرآۃ المناجیح، 1/22

سوال خدا کو رام کہنا کیسا؟

جواب صدرُ الشَّریعہ بدرُ الطَّریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خدا کو رام کہنا ہندوؤں کا مذہب ہے۔ وہ چُونکہ اسے ہر شے میں ”رَما ہوا“ یعنی حُلُول [1] کیا ہوا جانتے ہیں، اس وجہ سے اسے رام کہتے ہیں اور یہ عقیدہ کُفر ہے اور اسے (یعنی اللہ پاک کو) رام کہنا بھی کلِمۂ کُفر ہے۔ [2]

سوال جو کہے میں جہنم سے یا عذاب سے نہیں ڈرتا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب کسی سے کہا: گناہ نہ کر، ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا، اس نے کہا: میں جہنم سے نہیں ڈرتا، یا کہا: خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔ یا ایک نے دوسرے سے کہا: تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصّہ میں کہا: نہیں، یا کہا: خدا کیا کر سکتا ہے اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈالدے۔ یا کہا: خدا سے ڈر، اس نے کہا: خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفر کے کلمات ہیں۔

سوال اگر کوئی یہ کہے میں اِنْ شَآءَ اللہ کے بغیر کام کروں گا تو کیا حکم ہے؟

جواب کسی سے کہا: اِنْ شَآءَ اللہ تم اس کام کو کروگے، اس نے کہا: میں بغیر اِنْ شَآءَ اللہ کرونگا یا ایک نے دوسرے پر ظلم کیا مظلوم نے کہا: خدا نے یہی مُقدّر کیا تھا، ظالم نے کہا: میں بغیر اللہ (پاک) کے مُقدّر کیے کرتا ہوں، یہ کفر ہے۔

سوال کیا محتاجی کفر ہے؟

جواب کسی مسکین نے اپنی محتاجی کو دیکھ کر یہ کہا: اے خدا! فلاں بھی تیرا بندہ ہے اس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھی ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج و تکلیف دیتا ہے آخر یہ کیا انصاف ہے ایسا کہنا کفر ہے۔ حدیث میں ایسے ہی کے لیے فرمایا: ”کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا“ [3] محتاجی کفر کے قریب ہے کہ جب محتاجی کے سبب ایسے ناملائم کلمات صادر ہوں جو کفر ہیں تو گویا خود محتاجی قریب بکفر ہے۔

سوال اللہ پاک کے نام کی تصغیر کرنا کیسا ہے؟

جواب اللہ پاک کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے، جیسے کسی کا نام عَبْدُ اللہ یا عبد الخالق یا عبد الرحمٰن ہو اسے پکارنے میں آخر

---

1 ... فتاویٰ امجدیہ، 4/418

2 ... حُلُول یعنی ایک چیز کا دوسری چیز میں اس طرح داخل ہونا کہ دونوں میں تمیز نہ ہو سکے۔

3 ... شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، 5/267، حدیث: 6612

میں الف وغیرہ ایسے حروف ملادیں جس سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔

سوال تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کیسا ہے؟

جواب ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کا لڑکا باپ کو تلاش کر رہا تھا اور روتا تھا کسی نے کہا: چُپ رہ تیرا باپ اللہ اللہ کرتا ہے یہ کہنا کفر نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا کی یاد کرتا ہے اور بعض جاہل یہ کہتے ہیں، کہ لَآ اِلٰہَ پڑھتا ہے یہ بہت قبیح ہے کہ یہ نفی محض ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی خدا نہیں اور یہ معنی کفر ہیں۔

انبیاءِ کرام سے متعلق کفریہ کلمات

سوال انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف بے حیائی کی نسبت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی توہین کرنا، ان کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فَواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو زنا کی طرف نسبت کرنا۔

سوال نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاتمُ النّبیین نہ جاننے والے نیز آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب اشیاء کی توہین کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام انبیا میں آخر نبی نہ جانے یا حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے، آپ کے موئے مبارک کو تحقیر سے یاد کرے، آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے، حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ناخن بڑے بڑے کہے یہ سب کفر ہے، بلکہ اگر کسی کے اس کہنے پر کہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کدّو پسند تھا کوئی یہ کہے مجھے پسند نہیں تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ کہ اگر اس حیثیت سے اُسے ناپسند ہے کہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پسند تھا تو کافر ہے۔ یوہیں کسی نے یہ کہا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار اَنگشت ہائے مبارک کہ چاٹ لیا کرتے تھے، اس پر کسی نے کہا: یہ ادب کے خلاف ہے یا کسی سنّت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا یا شملہ لٹکانا، ان کی اِہانت کفر ہے جبکہ سنّت کی توہین مقصود ہو۔

سوال اپنے آپ کو پیغمبر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب اب جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اسکا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل مَسموع

نہیں کہ عُرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنی میں ہے۔

صحابۂ کرام سے متعلق کفریہ کلمات

سوال حضرت ابو بکر صدّیق و حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ عَنہُمَا کی خِلافت کے انکار کا کیا حکم ہے؟

جواب حضراتِ شیخین رَضِیَ اللہ عَنہُمَا کی شانِ پاک میں سبّ و شتم کرنا، تَبَرَّا کہنا یا حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہ عَنہُ کی صحبت یا امامت و خلافت سے انکار کرنا کفر ہے۔ حضرت اُمُّ المؤمنین صدیقہ رَضِیَ اللہ عَنہَا کی شانِ پاک میں قذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً قطعاً کفر ہے۔

فرشتوں سے متعلق کفریہ کلمات

سوال دشمن یا ناپسند شخص کو مَلَکُ الموت کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب دشمن و مبغوض کو دیکھ کر یہ کہنا ملکُ الموت آگئے یا کہا: اسے ویسا ہی دشمن جانتا ہوں جیسا ملکُ الموت کو، اس میں اگر ملکُ الموت کو بُرا کہنا ہے تو کفر ہے اور موت کی ناپسندیدگی کی بنا پر ہے تو کفر نہیں۔ یوہیں جبرئیل یا میکائیل یا کسی فرشتہ کو جو شخص عیب لگائے یا توہین کرے کافر ہے۔

سوال قرآنِ پاک کی کسی آیت کو مذاق کے طور پر پڑھنا کیسا ہے؟

جواب قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں ﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴾[1] جس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ کلّا صاف کرو یہ قرآن مجید کی تحریف و تبدیل بھی ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیتیں بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ہنسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لیے بلایا، وہ کہنے لگا میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى﴾[2]

سوال مزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کیسا؟

---

1 ... پ30، التکاثر:3

2 ... پ21، العنکبوت:45

جواب: مزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے۔

نماز، اذان، روزہ وغیرہ سے متعلق کفریہ کلمات

سوال: نماز سے متعلق چند کفریہ کلمات بتا دیجئے؟

جواب: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا: اس نے جواب دیا نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں یا کہا: تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا: نماز پڑھ کے کیا کروں کس کے لیے پڑھوں ماں باپ تو مر گئے یا کہا: بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا: پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اسی قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا یہ ہے کہ یہی بہت ہے یا جتنی پڑھی یہی زیادہ ہے کیونکہ رمضان میں ایک نماز ستر نماز کے برابر ہے ایسا کہنا کفر ہے اس لیے کہ اس سے نماز کی فرضیت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔

سوال: اذان کی آواز سُن کر یہ کہنا کہ کیا شور مچا رکھا ہے کیسا ہے؟

جواب: اگر یہ قول بَروجہ انکار ہو کفر ہے۔

سوال: روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یہ کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزۂ رمضان نہیں رکھتا اور کہتا یہ ہے کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا کہتا ہے جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔

سوال: علمِ دین یا علما کی توہین کا کیا حکم ہے؟

جواب: علمِ دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علمِ دین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالم دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطورِ اِستہزاء دریافت کریں پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ یوہیں شرع کی توہین کرنا مثلاً کہے میں شرع ورع نہیں جانتا یا عالمِ دین محتاط کا فتویٰ پیش کیا گیا اس نے کہا: میں فتویٰ نہیں مانتا یا فتویٰ کو زمین پر پٹخ دیا۔ کسی شخص کو شریعت کا حکم بتایا کہ اس معاملہ میں یہ حکم ہے اس نے کہا: ہم شریعت پر عمل نہیں کرینگے ہم تو رَسم کی پابندی کرینگے ایسا کہنا بعض مَشائخ کے نزدیک کفر ہے۔

سوال: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت "بِسْمِ اللہ" کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جُوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت "بِسْمِ اللہ" کہنا کفر ہے۔ دو شخص جھگڑ

رہے تھے ایک نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه'' دوسرے نے کہا: لَاحَوْل کا کیا کام ہے یالَاحَوْل کو میں کیا کروں یالَاحَوْل روٹی کی جگہ کام نہ دیگا۔ یوہیں سُبْحٰنَ اللّٰه اورلَااِلٰہ اِلَّا اللّٰه کے متعلق اسی قسم کے الفاظ کہنا کفر ہے۔

سوال بیماری میں گھبرا کر یہ کہنا کہ تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، اسکا کیا حکم ہے؟

جواب بیماری میں گھبرا کر کہنے لگا تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مسلمان مار، یہ کفر ہے۔ یوہیں مصائب میں مبتلا ہو کر کہنے لگا تو نے میرا مال لیا اور اولاد لے لی اور یہ لیا وہ لیا اب کیا کریگا اور کیا باقی ہے جو تو نے نہ کیا اسطرح بکنا کفر ہے۔

سوال مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب مسلمان کو کلماتِ کفر کی تعلیم و تلقین کرنا کفر ہے اگرچہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔

افعالِ کفریہ کا بیان

سوال ہولی دیوالی پوجنے کا کیا حکم ہے نیز کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

جواب ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادتِ غیرُ اللّٰه ہے۔ کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اسٹمی اور رام نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا۔ یوہیں ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں۔ یوہیں کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جبکہ مقصود اُس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔

نصیحت: مسلمانوں پر اپنے دین و مذہب کا تحفّظ لازم ہے، دینی حَمِیّت اور دینی غیرت سے کام لینا چاہیے، کافروں کے کُفری کاموں سے الگ رہیں، مگر افسوس کہ مشرکین تو مسلمانوں سے اجتناب کریں اور مسلمان ہیں کہ ان سے اختلاط رکھتے ہیں، اس میں سراسر مسلمانوں کا نقصان ہے۔ اسلام خدا کی بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور جس بات میں ایمان کا نقصان ہے، اس سے دور بھاگو! ورنہ شیطان گمراہ کر دیگا اور یہ دولت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے گی پھر کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔[1] اے اللّٰه! تُو ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اپنی ناراضی کے کاموں سے بچا اور جس بات میں تُو راضی

---

[1] ... کفریہ کلمات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے امیرِ اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب'' پڑھنا بہت مفید ہے۔

ہے، اس کی توفیق دے، تو ہر دُشواری کو دور کرنے والا ہے اور ہر سختی کو آسان کرنے والا۔

سبق نمبر33 اولیاءُ اللہ کا بیان

لفظِ ”ولی“ وِلَاء سے بنا ہے جس کا معنی قرب اور نصرت ہے۔وَلِیُّ اللہ وہ ہے جو فرائض کی ادائیگی سے اللہ پاک کا قرب حاصل کرے اور رب کریم کی اطاعت میں مشغول رہے اور اس کا دل اللہ پاک کے نورِ جلال کی معرفت میں مُسْتَغْرَق ہو، جب دیکھے قدرتِ الٰہی کے دلائل کو دیکھے اور جب سنے اللہ کریم کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے، اطاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قربِ الٰہی کا ذریعہ ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔ یہ صفت اَولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔[1] ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿ۚۖ۶۲﴾ (پ11، یونس:62)

ترجمۂ کنزالایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

سوال ولایت کیسے حاصل ہوسکتی ہے؟

جواب ولایت یعنی اللہ پاک کا مُقرّب و مقبول بندہ ہونا محض اللہ کریم کا عطیہ ہے جو کہ مولیٰ کریم اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ ہاں عبادت و ریاضت بھی کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعضوں کو ابتداءً بھی مل جاتی ہے۔

سوال ولی اللہ کی چند علامات بیان کریں؟

جواب حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ پاک یاد آئے، یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابنِ زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے۔ ”اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ“ یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت

1 ... تفسیر صراط الجنان، پارہ:11 سورہ یونس، تحت الآیہ:62، 4/342

کریں۔[1] بعض بزرگانِ دین نے فرمایا: ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی فرمانبرداری سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ پاک کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ اللہ کریم کفیل ہو اور وہ اللہ پاک کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔[2]

سوال کیا بے علم بھی ولی بن سکتا ہے؟

جواب نہیں، ولایت بے علم کو نہیں ملتی۔ ولی کے لئے علم ضروری ہے خواہ ظاہر حاصل کرے یا اس مرتبہ تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ پاک اس کا سینہ کھول دے اور وہ عالم بن جائے۔

سوال اگر کوئی شخص شریعت پر عمل نہ کرے تو کیا وہ ولی بن سکتا ہے؟

جواب جب تک عقل سلامت ہے کوئی کیسے ہی بڑے مرتبے کا ہو احکامِ شریعت کی پابندی سے ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا اور جو خود کو شریعت سے آزاد سمجھے ولی نہیں۔

سوال جو ایسے شخص کو ولی سمجھے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب وہ گمراہ ہے۔

سوال اولیاءِ کرام کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

جواب اللہ کریم کی عطا سے اولیاءِ کرام بہت کچھ کر سکتے ہیں، ان سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہواؤں میں اُڑنا، جمادات یعنی بے جان چیزوں اور حیوانات سے کلام کرنا، بلاؤں اور مصیبتوں کو ٹالنا، دور دراز کے حالات ان پر ظاہر ہونا۔ اولیاء کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے معجزات ہیں جن کے وہ اُمّتی ہوں۔

سوال اولیاء کرام کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب اولیاءِ کرام کی اَقسام کے بارے میں اکابر علماء و محدثین نے بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے۔ علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پارہ:11، سورہ یونس، تحت الایہ:62، 4/342

2 ... تفسیر خازن، یونس، تحت الآیۃ:62، 2/323-322

نے قطب، اَبدال وغیر ہما کے وجود پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی اس موضوع پر مشہور کتاب "جامع کراماتِ اولیاء" ضخیم ترین کتاب ہے۔ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے کلام کی روشنی میں یہاں چند مشہور اقسام بیان کی جاتی ہیں:

(1) اَقطاب۔ یہ قُطب کی جمع ہے۔ قطب اسے کہتے ہیں کہ جو خود یا کسی کے نائب کے طور پر حال اور مقام دونوں کا جامع ہو۔(2) ائمہ۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ جو قطب کے انتقال کے بعد اس کے خلیفہ بنتے ہیں اور وہ قطب کیلئے وزیر کی طرح ہوتے ہیں۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد دو ہوتی ہے۔(3) اَوتاد۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد چار ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک کے ذریعے اللہ پاک مشرق کی حفاظت فرماتا ہے، دوسرے کے ذریعے مغرب کی، تیسرے کے ذریعے شمال کی اور چوتھے کے ذریعے جنوب کی حفاظت فرماتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اپنے حصے میں ولایت ہوتی ہے۔(4) اَبدال۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے، اللہ پاک ان کے ذریعے ساتوں برِّ اَعظم کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ جب یہ کسی جگہ سے کوچ کرتے ہیں اور کسی مَصلحت اور قربت کی وجہ سے اس جگہ اپنا قائم مقام چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں ایسے آدمی کو نامزد کرتے ہیں کہ جو ان کا ہم شکل ہو اور جو کوئی بھی اس ہم شکل کو دیکھے تو وہ اسے اصلی شخص ہی سمجھے حالانکہ وہ ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جسے ابدال میں سے کوئی بدل قصداً وہاں ٹھہراتا ہے۔ جن اَولیاء میں یہ قوت ہوتی ہے، انہیں ابدال کہتے ہیں۔(5) رِجال الغیب۔ اَھلُ اللہ کی اِصطلاح میں یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور تجلیاتِ رحمٰن کے غلبے کے سبب آہستہ آواز کے سوا کچھ کلام نہیں کرتے، ہمیشہ اسی حال میں رہتے ہیں، چھپے ہوئے ہوتے ہیں پہچانے نہیں جاتے، اللہ پاک کے سوا کسی سے مُناجات نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کے مشاہدے میں مشغول نہیں ہوتے۔ بعض اوقات اس سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں اور کبھی اس کا اِطلاق نیک اور مومن جنات پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ان سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ظاہری حواس سے علم اور رزق وغیرہ نہیں لیتے انہیں غیب سے یہ چیزیں عطا ہوتی ہیں۔[1]

---

1 . . . جامع کراماتِ اولیاء، القسم الاول فی ذکر مراتب الولایۃ. . . الخ، 1/ 69-74

سوال اولیائے کرام سے ہمیں کیا ملتا ہے؟

جواب اولیاءُ اللہ کی محبت دونوں جہانوں کی سعادت اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔ ان کی برکت سے اللہ کریم مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ ان کی دعاؤں سے مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کے مزاروں کی زیارت، ان کے عُرسوں میں شرکت سے برکات حاصل ہوتی ہیں، ان کے وسیلہ سے دعا کرنا قبولیّت کا ذریعہ ہے۔ ان کی سیرتوں سے رہنمائی حاصل کرکے گمراہی سے بچ کر صراطِ مستقیم پر استقامت کے ساتھ چلا جاسکتا ہے ان کی پیروی کرنے میں نجات ہے۔

سوال کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب اولیاءاللہ سے جو بات خلافِ عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں۔

سوال کیا ولی وہی ہے جس سے کرامت ظاہر ہو؟

جواب اکثر اولیاءِ کرام سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں، اولیاءِ کرام اپنی ولایت اور کرامات کو چھپاتے ہیں، ہاں جب اللہ پاک کی طرف سے حکم پاتے ہیں تو ظاہر کردیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جس سے کرامت ظاہر نہ ہو وہ ولی ہی نہیں۔

سوال کیا کسی ولی سے بعدِ وصال بھی کرامت ظاہر ہو سکتی ہے؟

جواب جی ہاں۔ اولیاءِ کرام کے انتقال کے بعد بھی ان کی کرامات ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا اور مانتا ہے۔

سوال چند ایک مشہور اولیاءِ کرام کے نام بتا دیجئے؟

جواب حضرت عبد اللہ شاہ غازی، حضرتِ داتا گنج بخش علی ہجویری، حضور شیخ عَبْدُ القادر جیلانی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ مُعینُ الدین چشتی، حضرت بابا فرید الدّین گنج شکر، شیخ بہاءُالدین زکریا ملتانی، شیخِ اکبر محی الدین ابن العربی، حضرت مجددِ الف ثانی، شیخ عبدُ الحق محدثِ دہلوی، تاج دارِ گولڑہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِم۔

سبق نمبر1 یارسولَ اللہ اوریا نبیَّ اللہ کہنے کا بیان

نبیوں کے سرور، محبوبِ ربِّ داور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یارسولَ اللہ، یانبیَّ اللہ! وغیرہ الفاظ والقاب کے ساتھ نزدیک و دُور سے پکارنا بالکل جائز ہے شرک نہیں۔ قرآنِ کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نداء فرمائی۔﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾، ﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ وغیرہ ان تمام آیات میں حرفِ ندا "یا" کے ساتھ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو خطاب فرمایا ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے ثبوت

صحیح مسلم میں حضرت سیِّدُنا بَراء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے جو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مدینۂ پاک میں داخلے کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرّق ہوگئے۔ نعرے لگاتے پھرتے تھے، یَامُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللہ، یَامُحَمَّدُ یَارَسُوْلَ اللہ۔"[1]

نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک نابینا صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دُعا تعلیم فرمائی جس میں اپنے نامِ نامی اِسمِ گرامی کے ساتھ لفظِ "یا" اِرشاد فرمایا: چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ ایک نابینا صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ عظیم میں حاضر ہوئے اور عرض کی: (یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!) اللہ پاک سے دُعا کیجیے کہ وہ مجھے عافیت دے (یعنی میری بینائی لوٹا دے)، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔" انہوں نے عرض کی: دُعا فرما دیجیے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اچھی طرح وُضو کرنے اور دو رَکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ دُعا کرنا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْاَلُكَ، وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ، یَامُحَمَّدُ[2] اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی، اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ یعنی اے اللہ پاک! میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذَریعے سے جو نبیِّ رحمت

1 ... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب فی حدیث الہجرۃ...الخ، ص1228 حدیث: 7522

2 ... حدیثِ پاک میں "یَامُحَمَّدُ" ہے مگر اس کی جگہ "یَارَسُوْلَ اللہ" کہنا چاہئے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنا جائز نہیں۔ علما فرماتے ہیں: اگر روایت میں وارِد ہو جب بھی تبدیل کرلیں۔ مزید تفصیلات جاننے کے لیے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فتاویٰ رضویہ جلد 30 میں موجود رِسالے "تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن" صفحہ 156 تا 157 کا مطالعہ کیجیے۔

ہیں، یَارَسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کے ذریعے سے اپنے ربّ کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو، اے اللہ پاک! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔[1] حضرتِ سیّدُنا عثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: فَوَاللّٰہِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْنَا الرَّجُلُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بِہٖ ضُرٌّ قَطُّ خدا کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے اور نہ ہی ہماری گفتگو زیادہ طویل ہوئی تھی کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی نابینا ہی نہ ہوئے۔[2] معلوم ہوا کہ غیرُ اللہ کو لفظِ "یا" کے ساتھ پکارنا شرک نہیں اگر یہ شرک ہوتا تو قرآن و حدیث میں غیرُ اللہ کے ساتھ لفظِ "یا" نہ آتا اور خَلْق کے رہبر، شافعِ محشر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہرگز اس کی تعلیم اِرشاد نہ فرماتے اور نہ ہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس پر عمل پیرا ہوتے۔

سوال قرآنِ مجید اور حدیثِ پاک میں تو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی حیاتِ ظاہری میں پکارنے کا ذکر ہے، کیا حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی پکارنا ثابت ہے؟

جواب جی ہاں! آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور سلف صالحین آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارتے رہے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی دلیل تو التحیات کے ضمن میں نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنے کی ہے۔ کیونکہ ہر نمازی نماز میں تشہد پڑھتا ہے اور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اَقدس میں اِن الفاظ "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه"[3] کے ساتھ سلام پیش کرتا ہے۔ اس سلام میں پکارنا بھی ہے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مخاطب کرنا بھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں بھی دُور و نزدیک سے یہ سلام آپ کی بارگاہِ اَقدس میں پیش کیا جاتا تھا اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی پیش کیا جارہا ہے اور تاقیامت پیش کیا جاتا رہے گا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ پاک کی عطا سے اس سلام و پکار کو سنتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں، جیسا کہ حضرتِ سیّدُنا شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعض اَولیا نے بطورِ کرامت اپنے قول "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" کے جواب میں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جواب عطا فرمانا سُنا ہے اور یہ محال نہیں ہے کیونکہ اللہ

1 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، 2/156، حدیث: 1385
2 ... معجم کبیر، 9/31، حدیث: 8311
3 ... یعنی سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ پاک کی رحمتیں اور برکتیں

پاک نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غیب پر مطلع فرمایا ہے اور ہر اُس شخص کا کلام سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے جو دُور و نزدیک سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مخاطب ہوتا ہے اور اللہ پاک کے ہاں اس بات میں بھی کوئی فرق نہیں کہ یہ کلام سننا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ ظاہری میں ہو یا وصالِ ظاہری کے بعد۔ تحقیق یہ بات دُرُست ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں۔[1]

نیز حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے زمانے میں نبوّت کے جھوٹے دعویدار مُسَیلِمہ کذّاب کے خلاف مسلمانوں اور مُرتدّین کے درمیان جنگِ یمامہ ہوئی جس میں مسلمانوں کا نعرہ "یَا مُحَمَّدَاہ" تھا۔[2]

سوال کیا ہمارے بزرگانِ دین بھی نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارا کرتے تھے؟

جواب جی ہاں! حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے باآوازِ بلند کہا: "یَا مُحَمَّدَاہ" فوراً پاؤں ٹھیک ہو گیا۔[3]

شارحِ صحیح مسلم امام نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کتابُ الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے نقل فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے فرمایا: تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے "یَا مُحَمَّدَاہ" کہا، اچھا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: "اور یہ اَمر ان دو صحابیوں کے سوا اَوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس "یَا مُحَمَّدَاہ" کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔[4]

فائدہ: اہلسنّت وجماعت اہلِ حق کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے مزاراتِ طیّبہ میں زندہ ہیں انھیں روزی دی جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف سے بھی یہ بات ثابت ہے تو سیّدُ الانبیاء کی حیات میں پھر کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے یارسولَ اللہ کہہ کر پکارنے کے جواز میں کسی قسم کا شک کیا ہی نہیں جا سکتا کہ اللہ کی عطا سے زندہ بھی ہیں اور فریاد کرنے والے کی فریاد سنتے بھی ہیں اور اللہ کی عطا سے مدد کرنے پر قادر بھی ہیں تو ان تمام باتوں میں سے کوئی بات خلافِ

---

1 ... شواہد الحق، فصل فی رد ما منعہ ابن القیم... الخ، الفصل الثانی، ص 211

2 ... تاریخ الطبری، ذکر بقیۃ خبر مسیلمۃ الکذاب... الخ، 2/513

3 ... الشفاء، فصل فیما روی عن السلف والائمۃ (من محبتہم للنبی وشوقہم لہ)، 2/23

4 ... فتاوی رضویہ، 29/553

شرع نہیں سب جائز و درست اور علمائے حق کی تصریحات سے ان کا جواز ثابت ہے۔ بعض انکار کرنے والے اس عقیدۂ حقّہ ثابتہ سے غافل ہونے کی بناء پر بھی انکار کرتے ہیں اور بعض جانتے بوجھتے عِناداً انکار کرتے ہیں اور فضائلِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم سے چڑتے ہیں اللہ پاک ایسوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

سوال کیا لفظ "یا" کے ساتھ دُور والوں کو بھی پکار سکتے ہیں؟ نیز وہ دُور سے سُنتے اور دیکھتے ہیں یا نہیں؟

جواب جی ہاں جس طرح لفظِ "یا" کے ساتھ قریب والوں کو پکار سکتے ہیں ایسے ہی دُور والوں کو بھی پکار سکتے ہیں، اللہ پاک کی عطا سے اس کے مقبول بندے دُور سے سنتے، دیکھتے اور حاجت رَوائی فرماتے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دُشمنی کرے، اس سے میں نے لڑائی کا اِعلان کر دیا اور میرا بندہ کسی شے سے میرا اِس قدر قُرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے کرتا ہے اور میرا بندہ نوافِل کے ذَریعے سے ہمیشہ قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سُوال کرے تو ضَرور اُسے دُوں گا اور پناہ مانگے تو ضَرور اُسے پناہ دُوں گا۔[1]

حضرتِ سَیِّدُنا امام فخرُ الدِّین رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب اللہ پاک کا نورِ جلال بندۂ محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ دُور و نزدیک کی آواز سُن لیتا ہے، اور جب اُس کی آنکھیں نورِ جلال سے منوّر ہو جاتی ہیں تو وہ دُور و نزدیک کو دیکھ لیتا ہے، اور جب یہی نور بندۂ محبوب کے ہاتھوں میں جلوہ گر ہوتا ہے تو اُسے مشکل و آسان اور دُور و نزدیک میں تصرُّف کرنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔[2]

حدیثِ پاک میں ہے: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا تم میں سے کوئی مدد مانگنا چاہے اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ یُوں کہے: "یَا عِبَادَ اللہِ اَغِیْثُوْنِیْ، یَا عِبَادَ اللہِ اَغِیْثُوْنِیْ اے اللہ کے

---

1 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، 4/248، حدیث: 6502

2 ... تفسیر کبیر، پ15، الکھف، تحت الآیۃ: 12، 7/436

بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ ”اللہ پاک کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا (وہ اس کی مدد کریں گے)۔ [1]

سوال کیا بعدِ وفات بھی مقبولانِ بارگاہ کو لفظِ ”یا“ کے ساتھ پکار سکتے ہیں؟

جواب جی ہاں۔ بعدِ وفات بھی مقبولانِ بارگاہ کو لفظِ ”یا“ کے ساتھ پکار سکتے ہیں اِس میں کوئی مُضایقہ نہیں۔ اللہ پاک کے مقبول بندوں کی شان تو بہت بلند و بالا ہے عام مُردوں کو بھی بعدِ وفات لفظِ ”یا“ کے ساتھ پکارا جاتا ہے اور وہ سنتے ہیں جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مدینۂ منوّرہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تو قبروں کی طرف اپنا رُخِ انور کر کے یوں فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ! یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ، اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثْرِ یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو اللہ پاک ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم لوگ ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔ [2] اِس حدیثِ پاک میں بعدِ وفات اہلِ قُبُور کو لفظِ ”یا“ کے ساتھ پکارا بھی گیا ہے اور انہیں سلام بھی کیا گیا ہے، سلام اُسے کیا جاتا ہے جو سنتا ہو اور جواب بھی دیتا ہو جیسا کہ

مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: قبرستان میں جا کر پہلے سلام کرنا پھر یہ عرض کرنا سنت ہے، اس کے بعد اَہْلِ قُبُور کو اِیصالِ ثواب کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مُردے باہر والوں کو دیکھتے پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا کیونکہ جو سنتا نہ ہو یا سلام کا جواب نہ دے سکتا ہو اُسے سلام کرنا جائز نہیں، دیکھو سونے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام نہیں کر سکتے۔ [3]

حنفیوں کے عظیم پیشوا حضرتِ سیِّدُنا علّامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی دونوں حالتوں (زندگی اور موت) میں کوئی فرق نہیں، اِسی لیے کہا گیا ہے کہ اللہ پاک کے ولی (اور نبی) مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ [4]

ظاہری وِصال سے اِن نفوسِ قدسیہ کی قوتیں اور صلاحیتیں ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ ان میں مزید اِضافہ ہو جاتا ہے

---

1 ... کنزالعمال، کتاب السفر، الجزء:6، 3/300، حدیث:17494
2 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب مایقول الرجل اذا دخل المقابر، 2/329، حدیث:1055
3 ... مرآۃ المناجیح، 2/524
4 ... مرقاۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثالث، 3/459، تحت الحدیث:1366

کیونکہ دُنیا میں تو یہ قید میں تھے وصالِ ظاہری کے بعد اس قید سے آزاد ہو جاتے ہیں لہٰذا اِن کی قوت میں بھی اِضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: دُنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کے لیے جنّت ہے، جب مومن مر جاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے سیر کرے۔[1] سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعد مرنے کے سَمْع، بَصَر، اِدْراک (یعنی دیکھنا، سننا اور سمجھنا) عام لوگوں کا یہاں تک کہ کفار کا زائد ہو جاتا ہے اور یہ تمام اَہْلِ سنّت و جماعت کا اِجماعی عقیدہ ہے۔[2]

سوال کیا دُور سے دیکھنا اور سننا اللہ پاک کی صفت نہیں؟

جواب دُور سے دیکھنا اور سُننا ہرگز اللہ پاک کی صفت نہیں کیونکہ دُور سے تو وہ دیکھتا اور سُنتا ہے جو پکارنے والے سے دُور ہو جبکہ اللہ پاک تو اپنے بندوں کے قریب ہے، جیسا کہ

پارہ 2 سورۃُ البقرہ کی آیت نمبر 186 میں خُدائے رحمٰن کا فرمانِ تقرُّب نشان ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔

اسی طرح پارہ 26 سورۂ ق کی آیت نمبر 16 میں اِرشادِ ربُّ الْعِباد ہے:

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم دِل کی رَگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

جب اللہ پاک عِلم و قدرت کے اِعتبار سے اپنے بندوں کے قریب ہے تو پھر دُور سے دیکھنا اور سُننا اس کی صفت کیسے ہو سکتی ہے!

دُور سے دیکھنے اور سُننے کے واقعات

سوال مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے دُور سے دیکھنے، سننے اور تصرُّف فرمانے کے چند واقعات بیان فرما دیجیے؟

جواب اللہ کریم نے اپنے برگزیدہ بندوں کو دُور سے دیکھنے، سننے اور تصرُّف کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے لہٰذا وہ اللہ کریم کی عطا سے دُور سے دیکھتے، سنتے اور تصرُّف بھی فرماتے ہیں: جیسا کہ

---

1 ... کشف الخفاء، حرف الدال المہملۃ، 1/363، حدیث: 1316 ملتقطا

2 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص 363

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارک میں سورج کو گرہن لگا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز پڑھی، (دورانِ نماز ہاتھ بڑھا کر کچھ لینا چاہا لیکن پھر دستِ مبارک نیچے کر دیا، نماز کے بعد) صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کسی چیز کو پکڑ رہے تھے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اِنِّیْ اُرِیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا مجھے جنت دِکھائی گئی تو میں اس میں سے ایک خوشہ توڑنے لگا، اگر میں اس خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دُنیا تک اس میں سے کھاتے رہتے۔[1]

حکیمُ الاُمَّت، حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنت اور وہاں کے پھلوں وغیرہ کے مالک ہیں کہ خوشہ توڑنے سے ربّ نے منع نہ کیا خود نہ توڑا، کیوں نہ ہو کہ ربِّ کریم فرماتا ہے: ﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ﴾[2] اسی لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کو کوثر کا پانی بارہا پلایا۔ دوسرے یہ کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ربِّ کریم نے وہ طاقت دی ہے کہ مدینہ میں کھڑے ہو کر جنت میں ہاتھ ڈال سکتے ہیں اور وہاں تصرُّف کر سکتے ہیں، جن کا ہاتھ مدینہ سے جنت میں پہنچ سکتا ہے کیا ان کا ہاتھ ہم جیسے گنہگاروں کی دَستگیری کے واسطے نہیں پہنچ سکتا اور اگر یہ کہو کہ جنت قریب آگئی تھی تو جنت اور وہاں کی نعمتیں ہر جگہ حاضر ہوئیں۔ بہر حال اِس حدیث سے یا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حاضر ماننا پڑے گا یا جنت کو۔[3] حدیثِ پاک اور اس کی شرح سے واضح طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمارے پیارے سرکار، مکے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعطائے پروردگار زمین پر کھڑے ہو کر ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر جنت کو نہ صرف دیکھ لیا بلکہ اپنا دستِ مبارک بھی جنت کے خوشے تک پہنچا دیا۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کو بھی دُور سے دیکھنے، سننے اور تصرُّف کرنے کی قوت حاصل ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عمر بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ

---

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ، 1/265، حدیث: 748

2 ... ترجَمۂ کنزالایمان: اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پ30، الکوثر: 1)

3 ... مرآۃ المناجیح، 2/382

اَمیرُ المُؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے حضرتِ سَیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو اِسلامی لشکر کا سپہ سالار بنا کر نَہاوَنۡد [1] بھیجا، آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ جہاد میں مصروف تھے، اِدھر مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا میں امیرُ المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ جمعہ کا خطبہ فرمارہے تھے، یکایک آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے خطبہ چھوڑ کر تین بار فرمایا: "یَا سَارِیَۃُ الۡجَبَلَ یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔" پھر اس کے بعد خطبہ شروع فرمادیا، بعدِ نماز حضرتِ سَیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے اس پکار کی وجہ دریافت کی تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے فرمایا: میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور کفار نے انہیں آگے پیچھے سے گھیر رکھا ہے، یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں نے کہہ دیا: "یَا سَارِیَۃُ الۡجَبَلَ یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔" اس واقعے کے کچھ روز بعد حضرتِ سَیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا قاصد ایک خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم لوگ جمعہ کے دن کفار سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم شکست کھا جاتے کہ عین جمعہ کی نماز کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی: "یَا سَارِیَۃُ الۡجَبَلَ یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔" اس آواز کو سن کر ہم پہاڑ کی طرف چلے گئے تو اللہ نے کفار کو شکست دی ہم نے انہیں قتل کرڈالا، اس طرح ہمیں فتح حاصل ہوگئی۔ [2]

حضرتِ سَیِّدُنا علّامہ عفیفُ الدِّین عبدُاللہ یافعی یمنی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: اس حدیث شریف سے اَمیرُ المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی دو کرامتیں ظاہر ہوئیں: (1) آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ نے مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا سے (چودہ سو (1400) میل دُور) مقام نہاوند میں موجود لشکرِ اسلام اور ان کے دُشمن کو مُلاحظہ فرمالیا اور (2) مدینۂ طیبہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا سے اتنی دُور آواز پہنچادی۔ [3]

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عارِف ابو القاسم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سَیِّدُنا شیخ عبدُالقادِر جیلانی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ دَورانِ وَعظ اِستغراق کی حالت میں ہوگئے یہاں تک کہ آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کے عمامے کا بل (یعنی پیچ) کھل گیا تو تمام حاضرین نے بھی اپنی ٹوپیاں اور عِمامے غوثِ اعظم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِ کی کُرسی کی طرف پھینک دیئے۔ جب آپ وَعظ سے فارِغ ہوئے تو اپنے عِمامہ شریف کو دُرست فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ اے ابو القاسم! لوگوں کو ان کے عمامے اور ٹوپیاں

---

1 ... نہاوند ایران میں صوبہ آذربائیجان کے پہاڑی شہروں میں سے ہے اور مدینۂ منورہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا سے اتنا دُور ہے کہ ایک ماہ چل کر بھی آدمی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ (حاشیۃ اشعۃ اللمعات، 4/615 کوئٹہ)

2 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابۃ، فضائل الفاروق، الجزء: 12، 6/256، حدیث: 35783-35785 ملخصا

3 ... روض الریاحین، ص39 ماخوذا

دے دو۔ میں نے سب لوگوں کو اُن کے عمامے اور ٹوپیاں دے دیں لیکن آخر میں ایک دوپٹہ رہ گیا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کس کا ہے؟ حالانکہ مجلس میں کوئی بھی ایسا نہ بچا تھا جس کا کچھ رہ گیا ہو۔ حُضُور غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے مجھ سے فرمایا: یہ مجھے دے دو۔ میں نے وہ دوپٹہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کو دے دیا۔ آپ نے اسے اپنے کندھے پر رکھا تو وہ غائب ہو گیا۔ میں حیرانگی سے دَم بخود رہ گیا۔ فرمایا: اے ابو القاسم! جب مجلس میں لوگوں نے اپنے عمامے اُتار دیئے تو ہماری ایک بہن نے اَصبہان سے اپنا دوپٹہ اُتار کر پھینک دیا تھا۔ پھر جب میں نے اس دوپٹے کو اپنے شانوں پر رکھا تو اس نے اَصبہان سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اپنے دوپٹے کو اُٹھا لیا۔[1]

معلوم ہوا کہ اللہ کریم کے نیک اور برگزیدہ بندے دُور سے دیکھتے، سنتے اور تصرُّف بھی فرماتے ہیں۔ دیکھیے! آج کے اِس ترقی یافتہ دور میں سائنسی آلات (موبائل، ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ) کے ذَریعے بیک وقت ایک ہی لمحے میں دُنیا کے کونے کونے میں آواز اور شبیہ کو سنا اور دیکھا بھی جا سکتا ہے۔ جب سائنسی آلات کے ذَریعے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے تو روحانی رابطے (Conection) کے ذَریعے کیوں نہیں ہو سکتا؟ روحانی رابطہ تو سائنسی رابطے سے زیادہ طاقتور (Powerfull) ہے۔ سائنس والا دُور کی آواز اور شبیہ سنا اور دِکھا دے تو کسی کو وَسوسہ نہیں آتا اور اللہ پاک اپنی عطا سے اپنے محبوب بندوں کو دُور کی آواز سنا دے تو وسوسے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔[2] اللہ پاک ہمیں اپنے مقبول بندوں کی محبت نصیب فرمائے اور ان کے فضائل و کمالات ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سبق نمبر2 غیرُ اللہ سے مدد مانگنے کا بیان

اللہ پاک کو حقیقی مدد گار جانتے ہوئے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے مدد مانگنا "اِستمداد" کہلاتا ہے اور "اِستِعانت" کا بھی یہی مطلب ہے۔ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءُ اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو ربِّ کریم ہی کی ہے اور یہ سب حضرات اس کی دی ہوئی قدرت سے مدد کرتے ہیں کیونکہ ہر شے کا حقیقی مالک و مختار صرف اللہ پاک ہی ہے اور اللہ پاک کی عطا کے بغیر کوئی مخلوق کسی ذرّہ کی بھی مالک و مختار نہیں

1 ... بہجۃ الاسرار، ذکر وعظہ، ص185 ملتقطا

2 ... انبیاء و اولیاء کو پکارنا کیسا؟ ص2-3 (مدنی مذاکرہ، قسط:25)

ہوتی۔اللہ پاک نے اپنی خاص عطا اور فضلِ عظیم سے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کَونَین کا حاکم و مختار بنایا ہے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام واولیائے عِظام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ اللہ پاک کی عطا سے (یعنی اس کی دی ہوئی قدرت سے) مدد کرسکتے ہیں۔جیسا کہ سورۃُ التحریم پارہ 28 کی آیت 4 میں اللہ پاک کا فرمان ہے:

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝۴ (پ28،التحریم:4)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو بےشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

حدیث شریف میں حضرت سیّدُنا عتبہ بن غزوان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور سیّدُ العالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو!میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو!میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔[1]

سوال کیا انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاءُ اللہ سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاسکتی ہے؟

جواب جی ہاں!جس طرح زندگی میں ان سے توسّل کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی جائز ہے۔اللہ پاک کے پیارے نبی اور ولی اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں۔

سوال مدد فرمانے کے ثبوت میں کوئی واقعہ ہو تو بیان کریں؟

جواب اس پر ایک نہیں بلکہ بے شمار واقعات ذکر کئے جاسکتے ہیں۔یہاں ایک واقعہ ملاحظہ ہو، چُنانچہ

امام طبرانی، علامہ ابنُ المقری اور امام ابو الشیخ۔یہ تینوں حدیث کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور یہ تینوں ایک ہی زمانہ میں مدینۂ منورہ کی ایک درسگاہ میں حدیث کا علم حاصل کرتے تھے۔ایک بار ان تینوں طُلباءِ علمِ حدیث پر ایک وقت ایسا گزرا کہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا، روزے پر روزے رکھتے رہے، مگر جب بھوک سے نڈھال ہوگئے اور ہمّت جواب دے گئی تو تینوں نے رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر فریاد کی یا رسُولَ اللہ! ہم لوگ بھوک سے بےتاب ہیں۔یہ عرض کرکے امام طبرانی تو آستانۂ مبارکہ ہی پر بیٹھے رہے اور کہا: اس در پر موت آئے گی یا روزی،

---

[1] ...معجم کبیر،15/117،حدیث:290

اب یہاں سے نہیں اُٹھوں گا۔ امام ابو الشیخ اور ابنُ المقری اپنی قیام گاہ پر لوٹ آئے، تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دونوں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو علوی خاندان کے ایک بزرگ دو غلاموں کے ساتھ کھانا لے کر تشریف فرما ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ابھی ابھی مجھے خواب میں اپنی زیارت سے مشرّف فرما کر حکم فرمایا کہ میں آپ لوگوں کے پاس کھانا پہنچادوں چنانچہ جو کچھ مجھ سے فِی الْوقت ہو سکا حاضر ہے۔[1]

سبق نمبر3 وسیلہ بنانے کا بیان

بار گاہِ الٰہی میں نیک بندوں کا وسیلہ پیش کرنا دعاؤں کی قبولیت، مشکلات کے حل، مصائب و آلام سے چھٹکارے اور دینی و دُنیوی بھلائیوں کے حُصول کا آسان ذریعہ ہے۔ قرآن و حدیث اور اَقوال و اَفعالِ بُزرگانِ دین سے وسیلہ اِختیار کرنے کا ثُبوت ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ ربّ العزّت کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴿۳۵﴾ (پ6، المآئدہ:35)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

وسیلہ کے بارے میں 3 اَحادیثِ مبارکہ

(1): ہمارے پیارے مدنی آقا صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ طَبرانی شریف میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ وَيَسْتَنْصِرُ بِصَعَالِيكِ الْمُسْلِمِينَ یعنی نبیِ پاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم مسلمان فقرا کے وسیلے سے فتح و نصرت طلب فرماتے تھے۔[2]

(2): سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خود ایک نابینا شخص کو ایک دعا کے ذریعے وسیلہ کی تعلیم ارشاد فرمائی، چُنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عثمان بن حُنیف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے: ایک نابینا بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اللہ پاک سے دعا کریں کہ وہ مجھے آنکھ والا کر دے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تیرے لیے دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ وہ تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کی کہ دعا

---

1 ... تذکرۃ الحفاظ، رقم:913، 3/121 ملخصا

2 ... معجم کبیر، 1/292، حدیث:859

فرمائیں، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اسے حکم دیا کہ اچھا وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں جو نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں، یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں آپ کے وسیلے سے اپنے ربّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تو اسے پوری فرما دے۔ اے اللہ! میرے بارے میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شفاعت قبول فرما[1] (راوی بیان فرماتے ہیں) کہ وہ شخص جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فرمانے کے مطابق دعا کرکے کھڑا ہوا تو وہ آنکھ والا ہو گیا۔[2]

(3): نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی والدہ کے لئے یوں دعا کی: اِغْفِرْ لِاُمِّی فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِي۔ ترجمہ: (اے اللہ!) میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کی مغفرت فرما اور انہیں ان کی حجت سکھا اور میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے حق کے وسیلے سے اس کی قبر کو وسیع فرما!۔[3]

سوال انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ عِظام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ سے توسُّل کا کیا مطلب ہے؟

جواب ان سے توسّل کا مطلب یہ ہے کہ حاجتوں کے بر آنے (پورا ہونے) اور مطالب کے حاصل ہونے کے لئے ان محبوب ہستیوں کو اللہ پاک کی بارگاہ میں وسیلہ اور واسطہ بنایا جائے کیونکہ انہیں اللہ پاک کی بارگاہ میں ہماری نسبت زیادہ قُرب حاصل ہے، اللہ پاک ان کی دعا پوری فرماتا ہے اور ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

سوال انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے توسّل کا کیا حکم ہے؟

جواب امام تقیُّ الدّین سبکی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ (سالِ وفات 756ھ) لکھتے ہیں: نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وسیلے سے دعا کرنا جائز و مُستحسن ہے، چاہے ولادتِ باسعادت سے قبل ہو، حیاتِ ظاہری میں ہو یا وِصال مبارک کے بعد ہو۔ اسی طرح آپ علیہ السَّلام سے خاص نسبت رکھنے والے بُزرگوں کو وسیلہ بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔[4] حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلاۃ و السَّلام نے

1 ... ترمذی، احادیث شتّی، باب 118، 5/336، حدیث: 3589
2 ... معجم کبیر، 9/31، حدیث: 8311
3 ... معجم کبیر، 24/351، حدیث: 871
4 ... شفاء السقام، ص 357، 358 ملتقطا

حضرت محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلے سے دعا کی تو ارشادِ باری ہوا: بے شک! محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں اور اب کہ تو نے ان کے حق کے واسطے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کر دی اور اگر محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔[1] لہٰذا معلوم ہوا کہ دُنیاوی اور اُخروی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے اللہ پاک کی بارگاہ میں ان سے توسّل شرعاً جائز ہے۔

سوال کیا دنیا سے رِحلت کر جانے والوں سے توسّل جائز ہے؟

جواب علماءِ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کی محبوب ہستیوں سے توسّل جائز ہے خواہ وہ دُنیاوی زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی کی طرف منتقل ہو چکے ہوں۔ بُزرگانِ دین بھی اپنی دعاؤں میں وسیلہ اِختیار کیا کرتے تھے، مثلاً (1) امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُما قحط کے وقت یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کرتے تھے، اب اپنے نبی کے چچا عباس کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں، ہمیں بارش عطا فرما!۔[2]

(2) حضرت سیّدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُما حضرت سیّدنا ابنِ اَسْوَد جُرَشی رَضِیَ اللہُ عَنْہُما کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے۔[3]

(3) علّامہ ابنِ عابِدِین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نبیِ کریم، رَءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، امام اعظم اور دیگر صالحین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے وسیلے سے دعا کرتے تھے۔[4] (4) فرمانِ غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللّٰہِ فِیْ حَاجَۃٍ قُضِیَتْ حَاجَتُہٗ یعنی جو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ سے کوئی حاجت طَلَب کرے اس کی حاجت پوری کی جاتی ہے۔[5]

سوال اس کی کیا دلیل ہے کہ وفات کے بعد بھی کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا جائز ہے؟

جواب اس کے ثبوت میں کئی روایات پیش کی جاسکتی ہیں، اوپر نابینا کے توسّل کرنے کے بارے میں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں حدیث کی مُستَنَد کتابوں میں ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس دنیا

---

1 ... دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/489
2 ... بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام اذا قحطوا، 1/346، حدیث: 1010
3 ... طبقات ابن سعد، رقم: 3825، یزید بن الاسود، 7/309 ملخصا
4 ... رد المحتار، مقدمۃ المولف، 1/18 ملخصا
5 ... نزہۃ الخاطر الفاتر، ص 67

سے وصالِ ظاہری فرمانے کے بعد بھی لوگوں کو اس پر عمل کی تعلیم دیا کرتے تھے۔[1]

اسی طرح مشکوٰۃ بابُ الکرامات میں حضرت ابو الجوزاء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے ہے، فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہا سے شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر کی طرف غور کرو اس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو یہاں تک کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے تو لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے یہاں تک کہ چارہ اُگ گیا اور اونٹ موٹے ہوگئے یہاں تک کہ چربی سے گویا کہ پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا۔"[2]

سوال کیا توسّل کے حوالے سے آئمّہ مجتہدین کے واقعات بھی ملتے ہیں؟

جواب جی ہاں! آئمّہ اربعہ و دیگر فقہائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ بھی بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ پیش کرتے رہے ہیں:

امامِ اعظم کا عمل

امامِ اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنے مشہور قصیدۂ نعمانیہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں:

اَنْتَ الَّذِی لَمَّا تَوَسَّلَ بِكَ اٰدَمُ مِنْ زَلَّةٍ فَازَ وَ هُوَ اَبَاكَ

یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی وہ ہیں جب حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ کو وسیلہ بنایا تو وہ کامیاب ہوئے قبولیّتِ دُعا سے حالانکہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد تھے۔

امامِ شافعی کا عمل

امامِ شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی اللّٰہ پاک کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے کے قائل تھے۔ چُنانچہ

خطیب بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: حضرت امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حضرت امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے توسّل کرتے، ان کی قبر پر حاضر ہو کر زیارت کرتے، پھر اپنی حاجت پوری ہونے کے لیے اللّٰہ پاک کی بارگاہ میں انہیں وسیلہ بناتے۔[3]

---

1. ... مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الحاجۃ، 2/565، حدیث: 3668
2. ... دارمی، مقدمۃ، باب ما اکرم اللّٰہ نبیہ بعد موتہ، 1/56، حدیث: 92، مشکاۃ، کتاب احوال القیامۃ، باب الکرامات، 2/400، حدیث: 5950
3. ... تاریخ بغداد، باب ماذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ، 1/135

سبق نمبر4 ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب کے لفظی معنیٰ ہیں: "ثواب پہنچانا" اِس کو "ثواب بخشنا" بھی کہتے ہیں مگر بُزرگوں کیلئے "ثواب بخشنا" کہنا مُناسِب نہیں، "ثواب نَذر کرنا" کہنا ادب کے زیادہ قریب ہے۔[1] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حُضُورِ اقدس عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم خواہ اور نبی یا ولی کو "ثواب بخشنا" کہنا بے ادبی ہے بخشنا بڑے کی طرف سے چھوٹے کو ہوتا ہے بلکہ نَذر کرنا یا ہدیّہ کرنا کہے۔[2] اسی طرح میّت کیلئے زندوں کا دعا کرنا قراٰنِ کریم سے ثابِت ہے جو کہ "ایصالِ ثواب" کی اَصل ہے۔ چُنانچہ

پارہ 28 سُوْرَۃُ الْحَشْر آیت 10 میں ارشادِ ربِّ کریم ہے:

وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (پ28، الحشر:10)

تَرْجَمَۂ کنزالایمان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ایصالِ ثواب کے متعلق 3 اَحادیثِ مبارکہ

(1): حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ کہتیں تو صدقے کا کہتیں پس اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُنہیں ثواب پہنچے گا فرمایا: "ہاں"۔[3]

(2): حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "پانی" تو حضرت سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔[4]

1 ... فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ، ص12
2 ... فتاویٰ رضویہ، 26/609
3 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب موت الفجاۃ البغتۃ، 1/468، حدیث:1388
4 ... ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، 2/180، حدیث:1681

یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔

(3): فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جو کوئی تمام مومن مردوں اور عورتوں کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے، اللہ پاک اُس کیلئے ہر مومن مرد و عورت کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔[1]

سوال: کس کس چیز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے؟

جواب: انسان اپنے کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے جیسے فرض، واجب، سنّت، نَفْل، نَماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، تلاوت، نعت شریف، ذِکرُ اللہ، دُرُود شریف، بیان، دَرس، دینی کتاب کا مُطالَعَہ وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا اس سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: جی ہاں! اس سے نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں، گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اَہلِ قبر سختی یا عذاب میں مبتلا ہوں تو نجات مل جاتی ہے یا اس میں تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ سب اللہ پاک کے چاہنے سے ہوتا ہے۔

سوال: کیا ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی کچھ ملتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کرنے والا بھی اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتا اس کے عمل کا اجر اس کے لئے بھی باقی رہتا ہے بلکہ ان سب کی گنتی کے برابر نیکیاں ملتی ہیں جن کو اس نے ایصالِ ثواب کیا ہوتا ہے۔

سوال: ایصالِ ثواب کے بارے میں کوئی واقعہ بھی پیش فرما دیجئے؟

جواب: شاہ وِلیُّ اللہ مُحدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جو کہ نذر و نیاز، چالیسواں، تیجہ، دسواں ایصالِ ثواب کے قائل تھے، لکھتے ہیں: "شاہ عبدُ الرّحیم صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یومِ وصال میں ان کے پاس نیاز دینے کے لیے کوئی چیز مُیَسّر نہ تھی۔ آخر کار کچھ بُھنے ہوئے چنے اور گُڑ پر نیاز دی۔ رات میں نے دیکھا کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس اَنواع و اَقسام کے کھانے حاضر ہیں اور ان میں وہ گُڑ اور چنے بھی ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کمالِ مَسرّت و خوشی سے ان کی طرف اِلتِفات فرمایا، انہیں طلب فرمایا اور ان میں سے کچھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَناوُل

---

[1]... مسند الشامیین للطبرانی، 3/234، حدیث 2155

فرمائے اور باقی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَصحاب میں تقسیم کر دیئے۔[1]

سوال: کیا ایصالِ ثواب کسی مقررہ دن ہی کرنا چاہیے یا کسی بھی دن ہو سکتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کے لئے نہ کسی وقت کو معیّن کرنا ضروری ہے نہ کسی عمل کو۔ بغیر کسی قید کے جب بھی چاہیں، کوئی نیک عمل کر کے میّت کو ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں، چاہے کوئی صدقہ کرے یا مدرسہ و مسجد بنا دے، میّت کی طرف سے حج کرے، قرآنِ پاک کی تلاوت کر کے ثواب پہنچائے۔ یہی کام کسی دن کو معیّن کر کے کئے جائیں اس میں بھی حرج نہیں کہ دن معیّن کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ جمع ہو جائیں اور اہتمام کے ساتھ عملِ خیر کیا جائے تعیین شرعاً منع نہیں ہے جیسا کہ نمازِ باجماعت میں لوگوں کی آسانی کے لئے ایک وقت مُقرّر کر دینا، کسی دینی اجتماع محافل یا شادی بیاہ وغیرہ کے لئے دن و تاریخ معیّن کر دینا جائز ہے۔ ہاں البتّہ اسی تعیین کو ضروری سمجھنا کہ اس کے بغیر ایصالِ ثواب نہ ہو گا یہ درست نہیں جاہلانہ خیال ہے اس سے باز رہنا ضروری ہے۔

سوال: تیجہ، دسواں اور چالیسواں کیا ہیں؟

جواب: فوت شُدہ مسلمانوں کے ایصالِ ثواب کے لئے عموماً قرآن خوانی اور محفلِ ذکر و نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے نیز کھانا وغیرہ بھی پکا کر تقسیم کیا جاتا ہے، اگر اس طرح کا اہتمام فوت ہونے کے دوسرے روز ہو تو اسے دوجہ، تیسرے روز ہو تو تیجہ، دسویں روز ہو تو دسواں، چالیسویں روز ہو تو چالیسواں یا چہلم اور سال کے بعد ہو تو برسی کہتے ہیں۔ ایک دو دن آگے پیچھے بھی ہو جائیں تو دسواں بیسواں یا چالیسواں ہی کہلاتا ہے۔

سوال: ایصالِ ثواب کا کھانا کون کون کھا سکتا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب کا کھانا خود بھی کھا سکتے ہیں اور اپنے عزیز و اَقربا و اَحبّا، اَغنیا و فقرا سب کو کھلا سکتے ہیں۔

سوال: کیا فاتحہ میں کھانے کا سامنے ہونا ضروری ہے؟

جواب: کھانے کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔ سامنے کھانا رکھے بغیر بھی فاتحہ پڑھی جا سکتی ہے لیکن کھانے کا سامنے ہونا منع بھی نہیں، معمول ہے اور پڑھ کر اس پر دم بھی کیا جاتا ہے جس سے وہ بابرکت ہو جاتا ہے، اس میں حرج نہیں۔

---

1 ... انفاس العارفین، ص76

سوال محرّمُ الحرام میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا کیسا ہے؟

جواب پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ نیّت اچھی ہو اور مقصود خالص اللہ پاک کی رضا اور ارواحِ طیّبہ آئمۂ اَطہار کو ثواب پہنچانا ہو تو بلا شبہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے۔[1] حدیث میں ہے: رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا، تو تیرے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتّے جھڑ جاتے ہیں۔[2]

سوال کیا گیارہویں شریف کی نیاز کرنا جائز ہے؟

جواب گیارہویں شریف کی نیاز دلانا جائز ہے۔ یہ ہم حضور سیّدُنا غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کرنے کے لئے کرتے ہیں اور یہ عمل جائز و مُستَحسَن اور باعثِ اَجر و ثواب ہے۔ بزرگوں سے نسبت و محبّت کی علامت ہے جو سعادت مندی کی دلیل ہے۔

سوال رجبُ المرجّب میں کونڈوں کی نیاز دلوانے کا رواج ہے، کیا یہ جائز ہے؟

جواب جی ہاں! رجبُ المرجّب میں حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور حضرت جلال بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ایصالِ ثواب کے لیے نیاز کی جاتی ہے جس میں چاول، کھیر یا پوریاں وغیرہ پکا کر ان کے کونڈے بھرتے ہیں، پھر ان پر ختم دلوایا جاتا ہے لہٰذا اسے کونڈے کا ختم یا نیاز کہتے ہیں۔ یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے اور ایصالِ ثواب کرنا جائز و مستحسن ہے۔

سوال کونڈوں کے ختم میں کون سی باتیں منع ہیں؟

جواب (1) کونڈوں کی نیاز کے موقع پر جو کہانی عام طور پر سنائی جاتی ہے وہ مَن گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں لہٰذا وہ کہانی پڑھی جائے نہ سنی جائے۔ (2) بعض جگہ یہ قید لگاتے ہیں کہ یہیں کھاؤ کہیں اور نہ لے جاؤ، یہ قید بھی بے جا ہے۔ ان باتوں سے اجتناب کیا جائے۔ (3) اسی طرح بعض یہ قید لگاتے ہیں کہ مٹّی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے،

---

1 ... بنیادی عقائد اور معمولات اہلسنت، ص94-95

2 ... تاریخ بغداد، رقم:3464، اسحاق بن محمد، 6/400

یہ قید بھی ضروری نہیں۔

فاتحہ وایصالِ ثواب کا طریقہ

سوال ایصالِ ثواب کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب آج کل مسلمانوں میں خصوصاً کھانے پر ایصالِ ثواب یعنی فاتحہ کا جو طریقہ رائج ہے وہ بھی بہت اچھا ہے، جن کھانوں کا ایصالِ ثواب کرنا ہے وہ سارے کھانے یا سب میں سے تھوڑا تھوڑا نیز ایک گلاس میں پانی بھر کر سب کو سامنے رکھ لیں اب اعوذ اور بسمِ اللہ شریف پڑھ کر قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ایک بار، قُلْ هُوَاللہ شریف تین بار، سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ ایک ایک بار پھر الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْن پڑھنے کے بعد یہ پانچ آیات پڑھیں:

(1) وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۠ (پ2، البقرۃ:163)

(2) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ8، الاعراف:56)

(3) وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پ17، الانبیاء:107)

(4) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ22، الاحزاب:40)

(5) اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ22، الاحزاب:56)

اب درود شریف کے بعد پڑھے:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَۚ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَۚ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پ23، الصّٰفّٰت:180تا182)

پھر ایصالِ ثواب کرے اور یوں دُعا مانگے:

ایصالِ ثواب کیلئے دعا کا طریقہ

یَااللہ! جو کچھ پڑھا گیا (اگر کھانا وغیرہ ہے تو اس طرح سے بھی کہئے) اور جو کچھ کھانا وغیرہ پیش کیا گیا ہے اس کا ثواب ہمارے ناقص عمل کے لائق نہیں بلکہ اپنے کرم کے شایانِ شان مرحمت فرما۔ اور اسے ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے توسُّط سے تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تمام اولیائے عِظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی جناب میں نذر پہنچا۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کے توسُّط سے سَیِّدُ نا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے لے کر اب تک جتنے انسان و جنّات مسلمان ہوئے یا قیامت تک ہوں گے سب کو پہنچا۔ اس دوران بہتر یہ ہے کہ جن جن بُزُرگوں کو خُصُوصاً ایصالِ ثواب کرنا ہے ان کا نام بھی لیتے جائیے۔ اپنے ماں باپ اور دیگر رشتے داروں اور اپنے پیر و مرشد کو بھی نام بہ نام ایصالِ ثواب کیجئے۔ (فوت شُدگان میں سے جن جن کا نام لیتے ہیں اُن کو خوشی حاصل ہوتی ہے اگر کسی کا بھی نام نہ لیں صِرف اتنا ہی کہہ لیں کہ یااللہ! اس کا ثواب آج تک جتنے بھی اہلِ ایمان ہوئے ان سب کو پہنچا تب بھی ہر ایک کو پہنچ جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ) اب حسبِ معمول دعا ختم کر دیجئے۔ (اگر تھوڑا تھوڑا کھانا اور پانی نکالا تھا تو وہ دوسرے کھانوں اور پانی میں ڈال دیجئے)[1]

سبق نمبر5 کسی بزرگ کا عُرس منانا

سوال عُرس کسے کہتے ہیں؟

جواب کسی بزرگ کی یاد منانے کے لئے اور ان کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے ان کے مُحِبّین و مریدین وغیرہ کا ان کی یومِ وفات پر سالانہ اجتماع "عُرس" کہلاتا ہے۔

سوال کسی بزرگ کا عُرس منانا کیسا؟

جواب بزرگانِ دین اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللہ کا عُرس منانے سے مقصود ان کی یاد منانا اور ان کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کے عُرس کا انعقاد کرنا شرعاً جائز و مستحسن اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے۔

سوال اس کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب بزرگانِ دین کے اَعراس میں ذِکرُ اللہ، نعت خوانی اور قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کے علاوہ دیگر نیک کام کر کے ان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور ایصالِ ثواب کے جائز اور مستحسن ہونے کے دلائل اوپر ذکر کئے جا چکے ہیں۔

سوال مزارات پر حاضر ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

جواب مزارات پر حاضری دینا زمانۂ قدیم سے مسلمانوں میں رائج ہے بلکہ خود رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال شُہداءِ اُحُد کے مزارات پر برکات لُٹانے کیلئے تشریف لاتے تھے۔ علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں کہ ابنِ ابی شیبہ نے

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص96-97

روایت کیا ہے کہ حضور سیّدِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم شہداءِ اُحُد کے مزارات پر ہر سال کے شروع میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔[1]

سوال: بزرگانِ دین کے مزار پر کیوں جاتے ہیں اس ضمن میں کوئی واقعہ ہو تو وہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب: اولیاءُ اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کے مزارات پر جانا باعثِ برکت اور رفعِ حاجات (حاجات پورا ہونے) کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کی قبور پر جاتے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنی حاجات کیلئے دعا کرتے[2] جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس بارے میں مقدمہ رَدُّ المحتار میں امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے نقل فرماتے ہیں: "میں امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور انکی قبر کے پاس جاکر اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہوجاتی ہے۔"[3]

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ عُرس پر غیر شرعی کاموں کا اِرْتِکاب کیا جاتا ہے لہٰذا وہاں جانا اور عُرس منانا جائز نہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عُرس کا مسئلہ قرآن وحدیث، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیاء صالحین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ کے عمل سے واضح ہوچکا ہے اور ہماری مُراد بھی وہی عُرس ہیں جو شریعتِ مطہرہ کے مطابق منائے جاتے ہیں۔ ہاں! غیر شرعی اُمور تو وہ ہر جگہ ناجائز ہیں اور یہ ناجائز کام عُرس کے علاوہ بھی ہوں تو ناجائز ہیں اور شریعت کے احکام کی معمولی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا مسلمان انہیں جائز نہیں کہہ سکتا، ان خُرافات سے دور رہنا چاہیے اور حتَّی المقدور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے بچانا چاہیے۔

سوال: کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنا کیسا؟

جواب: کسی بزرگ کے نام کا جانور ذبح کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جبکہ ذبح کرتے وقت اللہ پاک کا نام لیکر ذبح کیا

1 . . . ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، 3/177
2 . . . بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص98
3 . . . ردالمحتار، مقدمۃ الکتاب، مطلب یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل، 1/135

جائے۔ کیونکہ اگر ذبح کے وقت اللہ پاک کے سوا کسی دوسرے کا نام لیا تو وہ جانور حرام ہو جائے گا لیکن کوئی مسلمان اس طرح نہیں کرتا، ہمارے یہاں لوگ عموماً جانور خریدتے یا پالتے وقت کہہ دیتے ہیں کہ یہ گیارہویں شریف کا بکرا ہے یا فلاں بزرگ کا بکرا ہے یا گائے ہے جسے بعد میں اس موقع پر ذبح کر دیا جاتا ہے، اور ذبح کے وقت اس پر اللہ پاک کا نام ہی لیا جاتا ہے اور اس ذبح سے مقصود اس بزرگ کے لئے ایصالِ ثواب ہی ہوتا ہے، اس میں حرج نہیں۔ [1]

سبق نمبر 6 پُختہ مزار اور قُبّہ بنانا

انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور مشائخ و علماء و اولیاءِ عِظام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کی قبروں پر مزار بنایا جاسکتا ہے شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ [2] علامہ اسمٰعیل حقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قرآنِ کریم کی آیت ﴿اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (پ10، التوبۃ: 18) کے تحت فرماتے ہیں: ”علماء اور اولیاء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں کی نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا ہو کہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔“ [3] علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”اگر میّت مشائخ اور علماء اور ساداتِ کرام میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے۔“ [4]

سوال کیا یہ کام صرف پاک و ہند میں ہوتا ہے؟

جواب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پوری دنیا میں اولیاءِ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے مزارات و مقابر صدیوں سے موجود ہیں جو سلف صالحین کے عمل پر شاہد ہیں۔ خود ہمارے پیارے آقا و مولیٰ محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مبارکہ پر سبز سبز گنبد قائم ہے اس سے بڑھ کر جواز کی اور کیا دلیل چاہئے۔ علماء و صُلحاء صدیوں سے وہاں حاضر ہوتے ہیں اور ان کے سامنے یہ گنبد بنا ہوا ہے جو بلاشبہ جواز کی دلیل ہے۔ بعض نادان مسلمانوں کے ذہنوں میں اس حوالے سے شُبہات و وَساوِس ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوال کیا قبر کو پختہ بنا سکتے ہیں؟

---

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص99

2 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص100

3 ... تفسیر روح البیان، التوبۃ، تحت الآیۃ: 18، 3/400

4 ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی دفن المیت، 3/170

جواب میّت کے ساتھ قبر کے مُتَّصِل حصے کو پختہ کرنا مکروہ ہے۔ اگر قبر باہر سے پختہ اور اندر سے کچی ہو تو اس میں حرج نہیں۔

سوال کیا قبر پر نشانی کے لئے کَتْبَہ یا پتھر وغیرہ لگا سکتے ہیں؟

جواب مسلمانوں کا اپنے عزیز و اَقارب کی قبروں پر نشانی و پہچان کیلئے کَتْبَہ لگانا جائز ہے۔ جیسا کہ ابو داؤد کی روایت ہے کہ "جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان بن مظعون رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرمایا اور فرمایا کہ میں اس (پتھر) سے اپنے بھائی کو جانتا رہوں گا اور انکی قبر کے ساتھ میرے گھر والوں میں سے جن کا انتقال ہو گا انہیں دفن کروں گا۔"[1]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبر پر یادداشت کیلئے پتھر لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں عام قبور پر لگائے گئے کَتْبَہ پر کوئی مُقدّس کلام نہیں لکھنا چاہئے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جبکہ مزارات پر عموماً عمارت ہوتی ہے جس سے بے ادبی کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا جہاں حفاظت کا اچھا انتظام ہو وہاں کَتْبَہ پر کوئی مُقدّس کلام لکھنے میں بھی حرج نہیں۔[2]

سبق نمبر 7 مزارات پر پھول چادر ڈالنا

مزاروں پر پھول ڈالنا جائز اور مستحسن ہے۔ اس کے جائز ہونے کی دلیل مشکوٰۃ شریف کی حدیثِ پاک ہے کہ ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دو قبروں پر گزر ہوا، فرمایا کہ دونوں میّتوں کو عذاب ہو رہا ہے، ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چُغلی کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو حصے کئے اور پھر ہر ایک قبر پر ایک حصہ گاڑھ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔[3]

1 ... ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی جمع الموتی فی قبر والقبر یُعلم، 3/ 285، حدیث: 3206 ملتقطا
2 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص 101
3 ... مشکاۃ، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، 1/ 81، حدیث: 338 ملتقطا

شرحِ حدیث

کہا گیا ہے کہ اس لئے عذاب کم ہوگا کہ جب تک تَر رہیں گے تسبیح پڑھیں گے۔[1] اشعۃُ اللَّمعات میں اسی حدیث کے تحت ہے: اس حدیث سے ایک جماعت دلیل پکڑتی ہے کہ قبروں پر سبزہ اور گُل ورَیحان ڈالنا جائز ہے۔[2] مِرقات میں اس حدیث کی شرح میں ہے: ہمارے بعض مُتاخرین اصحاب نے اس حدیث کی وجہ سے فتویٰ دیا کہ پھول اور کھجور کی ٹہنی چڑھانے کی جو عادت ہے وہ سنّت ہے۔[3]

سوال مزارات پر چادر ڈالنا کیسا ہے؟

جواب شریعتِ مطہرہ میں قبور پر چادر چڑھانا بلاشبہ جائز اور مستحسن عمل ہے کہ اس سے صاحبِ مزار کی تعظیم وعظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال قبر پر پانی چھڑکنا کیسا ہے؟

جواب دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اسی طرح قبر کی خاک بکھر گئی ہو اور اب دوبارہ اس پر مٹی ڈالی گئی یا اس بات کا اندیشہ ہے کہ مٹی بکھر جائے گی تو اس پر پانی ڈال سکتے ہیں تاکہ قبر کی نشانی باقی رہے، بلاوجہ (جیساکہ دس محرم الحرام کے دن عوام میں رائج ہے) ہرگز نہ ڈالا جائے کہ اِسراف ہے۔

سبق نمبر8 زیارتِ قبور

مزاراتِ اولیاءُ اللہ پر جانا جائز اور سنّت سے ثابت ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم خود شُہداءِ اُحُد کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے۔ جیساکہ حدیثِ پاک میں ہے: "بے شک نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم ہر سال شُہداءِ اُحُد کے مزارات پر تشریف لے جاتے۔"[4] مزید ترمذی شریف کی روایت میں ہے: "رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کو اجازت دے دی گئی ہے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت

1 ... مرقاۃ، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، 2/58، تحت الحدیث: 338

2 ... اشعۃ اللمعات، 1/215

3 ... مرقاۃ، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، الفصل الاول، 2/59، تحت الحدیث: 338

4 ... مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور، 3/381، حدیث: 6745

کی، لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کرو بے شک وہ آخرت کی یاد دلاتی ہے۔‘‘[1]

سوال مزارات پر جانے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب مزارات و قبور کی زیارت کرنے سے دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی اور آخرت کی یاد آتی ہے۔حدیثِ پاک میں ہے:سیّدنا بریدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو۔[2]’’کیونکہ یہ دنیا میں بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہے۔‘‘[3]

سوال کیا مزار کا بوسہ لے سکتے ہیں؟

جواب زیارت کرنے والے کو مزار کا بوسہ نہیں لینا چاہئے، علماء کا اس میں اختلاف ہے لہٰذا بچنا بہتر ہے اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔[4]

سوال مزار پر حاضری کا طریقہ کیا ہے؟

جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزارات پر حاضری کی تفصیل یوں ارشاد فرماتے ہیں:’’مزاراتِ شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مُواجہہ میں کھڑا ہو اور مُتوسّط آواز باادب سلام عرض کرے:اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃُ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ پاک سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے میری طرف سے فلاں بندۂ خدا کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کر کے واپس آئے، مزار کو نہ

---

1 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور، 2/330، حدیث:1056
2 ... مسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربہ...الخ، ص377، حدیث:2260
3 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی زیارۃ القبور، 2/252، حدیث:1571
4 ... فتاویٰ رضویہ، 22/475 ماخوذاً

ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بِالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔“[1]

سبق نمبر 9 نذرونیاز

ہمارے ہاں منّت کے دو طریقے رائج ہیں: (1) ایک منّتِ شرعی اور (2) ایک منّتِ عُرفی۔ (1) منّتِ شرعی یہ ہے کہ اللہ پاک کے لئے کوئی چیز اپنے ذِمّہ لازم کرلینا۔ اس کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اگر وہ پائی جائیں تو منّت کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور پورا نہ کرنے سے آدمی گناہگار ہوتا ہے۔ اس گناہ کی نحوست سے اگر کوئی مصیبت آپڑے تو کچھ بعید نہیں۔ (2) دوسری منّتِ عُرفی وہ یہ کہ لوگ نذر مانتے ہیں کہ اگر فلاں کام ہو جائے تو فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھائیں گے یا حاضری دیں گے یہ نذرِ عُرفی ہے اسے پورا کرنا واجب نہیں بہتر ہے۔

سوال کیا کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی مان سکتے ہیں؟

جواب ازروئے شرع اللہ پاک کے سوا کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی ماننا جائز ہے اور امیر غریب اور ساداتِ کرام سبھی کے لئے کھانا بھی جائز ہے۔ اسی کو نذرِ عُرفی یا نیاز کہتے ہے۔ البتّہ نذرِ شرعی اللہ پاک کے سوا کسی کے لئے ماننا ممنوع ہے۔[2]

سوال نذر ماننے میں کون سی احتیاطیں ملحوظِ خاطر رکھی جائیں؟

جواب اس بارے میں صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارھویں کی نیاز دِلانے یا غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا توشہ یا شاہ عبدُ الحق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کونڈا کرنے یا محرم کی نیاز یا شربت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منّت مانی تو یہ شرعی منّت نہیں مگر یہ کام منع نہیں ہیں کرے تو اچھا ہے۔ ہاں البتّہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلافِ شرع اسکے ساتھ نہ ملائے مثلاً طاق بھرنے میں رَت جگا ہوتا ہے جس میں کُنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکھٹا ہو کر گاتی بجاتی ہیں کہ یہ حرام ہے یا چادر چڑھانے کے لئے لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں یہ ناجائز ہے یا مسجد میں چراغ جلانے میں بعض لوگ آٹے کا چراغ جلاتے ہیں یہ خواہ مخواہ مال ضائع کرنا ہے اور ناجائز ہے، مٹی کا چراغ کافی ہے اور

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 9/522 بتغیر قلیل

2 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص105

گھی کی بھی ضرورت نہیں، مقصود روشنی ہے وہ تیل سے حاصل ہے۔ رہا یہ کہ میلاد شریف میں فرش و روشنی کا اچھا انتظام کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا یا لوگوں کو بُلاوا دینا اور اس کے لئے تاریخ مقرّر کرنا اور پڑھنے والوں کا خوش الحانی سے پڑھنا یہ سب باتیں جائز ہیں۔ البتّہ غلط اور جھوٹی روایتوں کا پڑھنا منع ہے، پڑھنے والے اور سننے والے دونوں گنہگار ہونگے۔"[1]

سبق نمبر10 تبرّکات کی تعظیم

تبرّک سے مراد (انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) بزرگانِ دین کی وہ چیزیں جو برکت کے طور پر رکھی جائیں۔[2] پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسم سے مَس (Touch) ہونے والی اور نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز بھی مُتَبَرَّک ہے، اسی طرح صحابۂ کرام و بزرگانِ دین رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے مبارک اجسام سے چُھو جانے والی (اور نسبت رکھنے والی) ہر چیز بھی مُتَبَرَّک ہے۔[3] قرآنِ پاک کی کئی آیات میں تبرکات کی اہمیت اور پچھلی اُمّتوں کے تبرکات سے فیض پانے کے واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تابوتِ سکینہ (وہ متبرک صندوق جس میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تبرکات رکھے جاتے تھے) سے بنی اسرائیل کا برکتیں لینا، محرابِ مریم میں حضرت سیدنا زکریا عَلَیْہِ السَّلَام کا دُعا مانگنا اور اس کا قبول ہونا۔ جیسا کہ

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۠ (۲۴۸)

(پ2، البقرۃ:248)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر ایمان رکھتے ہو۔

1 ... بہار شریعت، 2/317، حصہ:9
2 ... تبرکات کا ثبوت، ص2 بتغیر
3 ... تبرکات کا ثبوت، ص3، 4 ملتقطا

سوال انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہ کی طرف منسوب اَشیاء سے برکت وفائدہ حاصل کرنا کیسا ہے ؟

جواب انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہ کی طرف منسوب اشیاء سے برکت وفائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔

سوال اس کا کیا ثبوت ہے ؟

جواب اس کے ثبوت میں قرآن وحدیث کی بکثرت نُصوص پیش کی جاسکتی ہیں، چُنانچہ

(1) تابوتِ سکینہ جس میں حضرت موسیٰ وہارون عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تبرکات تھے ان سے بنی اسرائیل کا برکت و فائدہ حاصل کرنے کا ذکر دوسرے پارے میں موجود ہے۔

(2) حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قمیص مبارک سے حضرت یعقوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آنکھوں کا صحیح ہو جانا سورۂ یوسف میں مذکور ہے۔

(3) حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بال مبارک، وضو کے بچے ہوئے پانی، ناخنوں کے تراشے، چادر مبارک، تہبند مبارک، پیالہ مبارک، انگوٹھی مبارک سے صحابۂ کرام کا برکت حاصل کرنا بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔

سوال کیا قبر میں تبرکات وغیرہ رکھ سکتے ہیں ؟

جواب جی ہاں! قبر کے اندر تبرکات وغیرہ رکھنا جائز وباعثِ ثواب اور میّت کیلئے دفعِ عذاب کا سبب بنتا ہے اور یہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وسلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے۔[1] حضرت امیر مُعاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وصیّت تھی کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص مبارک کہ میرے کفن کے نیچے بدن سے مُتَّصِل رکھنا اور موئے مبارک وناخن ہائے مقدسہ کو میرے منہ اور آنکھوں اور پیشانی وغیرہ مواضعِ سجود پر رکھ دینا۔[2]

سوال اس ضمن میں اگر کوئی واقعہ ہو تو بیان فرمادیں ؟

جواب صحیح بخاری کی حدیثِ پاک میں ہے حضرت عبد اللہ بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے حدیث بیان کی کہ ایک عورت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک خوبصورت چادر لائی اور عرض

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص107

2 ... فتاویٰ رضویہ، 9/117 ملخصاً

کیا: آپ کو پہننے کیلئے پیش کر رہی ہوں، آپ اس کو تہبند کی صورت میں پہن کر باہر تشریف لائے تو ایک صحابی نے اس چادر کی تحسین کی اور سوال بھی کر لیا تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ آپ سائل کو محروم نہیں فرماتے اس کے باوجود سوال کر لیا تو اس صحابی نے کہا کہ میں نے اس کو پہننے کے لئے نہیں طلب کیا بلکہ اپنے کفن کیلئے سوال کیا ہے، حضرت سہل رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس سائل کا کفن بنی۔ [1]

سوال تبرکات کی بے ادبی کرنے کا نقصان بیان کیجئے؟

جواب یاد رہے! جس طرح تبرکات کی تعظیم اور احترام کرنے سے کئی فائدے ملتے ہیں اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، اسی طرح اگر ان کی تعظیم نہ کی جائے اور ان کی بے ادبی اور توہین کی جائے تو بسا اوقات دنیا میں ہی اس کی سزا بھی مل جاتی ہے۔ اس کی سب سے واضح مثال تابوتِ سکینہ ہے، چنانچہ

مکتبۃ المدینہ کی کتاب "عجائب القرآن مع غرائب القرآن" کے صفحہ نمبر 52-53 پر ہے: (تابوتِ سکینہ) شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا جو حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی آخرِ زندگی تک آپ کے پاس ہی رہا، پھر بطورِ میراث یکے بعد دیگرے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد کو ملتا رہا، یہ بڑا ہی مُقَدَّس اور بابرکت صندوق (Box) تھا۔ بنی اسرائیل میں جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا تھا تو لوگ اسی صندوق سے فیصلہ کراتے تھے، صندوق سے فیصلے کی آواز اور فتح کی بشارت سُنی جاتی تھی، بنی اسرائیل اس صندوق کو وسیلہ بنا کر دعائیں مانگتے تھے تو ان کی دعائیں مقبول ہوتی تھیں، بلاؤں کی مصیبتیں اور وباؤں کی آفتیں ٹل جایا کرتی تھیں، الغرض یہ صندوق بنی اسرائیل کے لئے تابوتِ سکینہ، برکت ورحمت کا خزینہ اور نصرتِ خداوندی کے نزول کا نہایت مُقَدَّس اور بہترین ذریعہ تھا۔ مگر جب بنی اسرائیل طرح طرح کے گناہوں میں ملوث ہو گئے اور ان لوگوں میں معاصی وطُغیان اور سرکشی وعصیان کا دور دورہ ہو گیا تو ان کی بداعمالیوں کی نحوست سے ان پر خدا کا یہ غضب نازل ہو گیا کہ قومِ عَمَالِقَه کے کفار نے ایک لشکرِ جرار کے ساتھ ان لوگوں پر حملہ کر دیا، ان کافروں نے بنی اسرائیل کا قتلِ عام کر کے ان کی بستیوں کو تباہ وبرباد کر ڈالا۔ عمارتوں کو توڑ پھوڑ کر سارے شہر کو

---

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن... الخ، ۱/431، حدیث: 1277 ملخصا

تہس نہس کر ڈالا اور اس متبرک صندوق کو بھی اُٹھا کر لے گئے۔ اس مقدس تبرک کو نجاستوں کے کوڑے خانہ میں پھینک دیا۔ لیکن اس بے ادبی کا قومِ عَمَالِقَہ پر یہ وبال پڑا کہ یہ لوگ طرح طرح کی بیماریوں اور بلاؤں کے ہجوم میں جھنجھوڑ دیئے گئے۔ چنانچہ قوم عَمَالِقَہ کے 5 شہر بالکل برباد اور ویران ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کافروں کو یقین ہو گیا کہ یہ صندوقِ رحمت کی بے ادبی کا عذاب ہم پر پڑ گیا ہے تو ان کافروں کی آنکھیں کھل گئیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس مقدس صندوق کو ایک بیل گاڑی پر لاد کر بیلوں کو بنی اسرائیل کی بستیوں کی طرف ہانک دیا۔[1]

سبق نمبر11 اذان واقامت سے قبل درودِ پاک پڑھنا

سوال اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب اذان و اقامت سے پہلے یا بعد میں درودِ پاک پڑھنا بالکل جائز اور مستحب ہے۔

سوال اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب قرآنِ پاک میں فرمانِ باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ-یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۵۶) (پ22، الاحزاب:56)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو، ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

قرآنِ پاک کی اس آیتِ مبارکہ میں اللہ کریم نے درودِ پاک پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں نہ تو کوئی الفاظ مقرر فرمائے کہ انہیں الفاظ کے ساتھ درود پڑھو اور نہ ہی کسی وقت کی قید لگائی ہے کہ اِس وقت پڑھو اور اُس وقت نہ پڑھو۔

حدیث شریف میں ہے: ”جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کے لیے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کریگا اس کا اجر ایجاد کرنے والے کو بھی ملے گا۔“[2]

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اذان سے قبل درود شریف پڑھنا بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے اور اگر یہ کسی حدیث شریف سے

---

1 ... عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص52-53ملتقطا

2 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ...الخ، ص394 حدیث: 2351

ثابت نہ بھی ہو تب بھی کارِ ثواب ہے کہ دینِ اسلام میں جس نے اچھا کام شروع کیا اللہ پاک اسے نیک عمل کا ثواب عطا فرمائے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے برابر بھی اس شخص کو ثواب عطا کیا جائے گا۔[1]

سوال کن مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

جواب حضرت علامہ سیّد ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: علماءِ کرام نے بعض مواقع پر درودِ پاک پڑھنے کے مستحب ہونے پر نص فرمائی ہے ان میں سے چند یہ ہیں: روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ، ہفتہ، اتوار اور سوموار کے دن، صبح و شام، مسجد میں جاتے اور نکلتے وقت، بوقتِ زیارت روضۂ اَطہر، صفا و مروہ پر، خطبۂ جمعہ کے وقت، جوابِ اذان کے بعد، بوقتِ اقامت، دعا کے اوّل آخر اور بیچ میں، دعائے قنوت کے بعد، تَلْبِیَہ کہنے کے بعد، کان بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔[2]

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ اذان و اقامت سے قبل درود شریف نہ پڑھا جائے کہ عوامُ النّاس کہیں درود شریف کو اذان و اقامت کا حصّہ نہ سمجھ لیں، کیا یہ بات درست ہے؟

جواب اس کا حل یہ نہیں کہ ایک مستحسن کام بند کر دیا جائے، علماءِ کرام نے اس کا حل یہ پیش فرمایا ہے کہ اذان و اقامت سے پہلے درود میں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ کرے پھر اذان یا اقامت کہے تاکہ درود شریف اور اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ ہو جائے یا درود شریف کی آواز اذان و اقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ دونوں کے درمیان فرق رہے اور درود شریف کو اقامت کا جُزء نہ سمجھیں۔ اس طرح اذان و اقامت پڑھنے والا خوش نصیب صلوٰۃ و سلام کی برکتوں سے بھی مستفید ہوتا رہے گا۔[3]

سبق نمبر 12 انگوٹھے چومنا

سوال اذان میں حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ گرامی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سُن کر اپنے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص108-109
2 ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب نص العلماء علی استحباب... الخ، 2/281
3 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص110

جواب: جائز و مُستحسن و موجبِ اجر و ثواب ہے اور سرکارِ دوجہاں، رحمتِ عالَمیان، شفیعِ مذنباں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی علامت ہے۔[1]

سوال: اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب: علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ''مستحب یہ ہے کہ جب پہلی شہادت سنے تو کہے: صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور جب دوسری سُنے تو دونوں انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر لگانے کے بعد کہے: قَرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پھر یہ کہے: اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنّت کی طرف اس کے قائد ہونگے جیسا کہ کَنْزُالْعِباد اور الفتاوی الصُّوفیۃ میں ہے اور کتابُ الفِردوس میں ہے کہ جس نے اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سننے کے بعد اپنے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا تو جنّت کی صفوں میں، مَیں اس کا قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔[2]

سوال: انگوٹھے چومنے کے بارے میں کوئی واقعہ ہو تو وہ بیان فرمادیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مسندُ الفردوس کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مَروی ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے مؤذّن کو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے سُنا یہ دُعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانبِ زیریں سے چُوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔[3]

سوال: اگر یہ دلائل نہ ہوتے تو کیا پھر بھی ایسا کرنا جائز ہوتا؟

جواب: جی ہاں! اگر اس کے لئے کوئی خاص دلیل نہ بھی ہو تو شریعت کی طرف سے اس کی ممانعت نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ چیزیں اصل کے اعتبار سے جائز ہیں جب تک کہ شریعت منع نہ کردے۔ یہی وجہ ہے کہ اذان کے علاوہ بھی محبت و تعظیم کی وجہ سے حضور سرورِ دوعالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر

---

1 . . . بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص110

2 . . . ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/84

3 . . . فتاویٰ رضویہ، 5/432

آنکھوں سے لگانا جائز و مستحسن ہے۔[1]

سبق نمبر13 قبر پر اذان

قبر پر اذان دینے کا جواز یقینی ہے کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے اس سے منع نہیں فرمایا اور جس کام سے شرع مطہرہ منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا۔ نیز احادیث سے ثابت ہے کہ جب مُردے کو قبر میں اتارنے کے بعد منکر نکیر اس کے پاس آکر سوالات کرتے ہیں تو شیطان جو کہ انسان کا اَزلی دشمن ہے، مسلمان کو بہکانے کیلئے وہاں بھی آپہنچتا ہے اور یہ بات بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شیطان قبر میں آتا اور مسلمان کو سوالات کے جوابات دینے میں پریشانی میں مبتلا کرتا ہے تاکہ یہ سوالات کے جوابات نہ دے کر خائب وخاسر ہو اور جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔[2] چُنانچہ روایت میں ہے: "جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہوں۔" اس لئے حکم آیا کہ میّت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔[3]

اور یہ اَمر بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ اذان دینے سے شیطان بھاگتا ہے جونہی اذان کی آواز اس کے کان میں پڑتی ہے جس جگہ اذان دی جارہی ہو وہاں سے کوسوں دور بھاگ جاتا ہے چُنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "شیطان جب اذان سنتا ہے اتنی دور بھاگتا ہے جیسے روحا۔" اور روحا مدینہ سے 36 میل کے فاصلہ پر ہے۔[4]

سوال کیا اذان نماز کے ساتھ خاص ہے؟

جواب نہیں، ایسا نہیں کہ اذان نماز کے ساتھ خاص ہے۔ بعض لوگوں کو اذانِ قبر کے ناجائز ہونے کا شیطانی وَسْوَسہ شاید اس بنا پر آتا ہے کہ لوگ اذان کو نماز کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شریعتِ مطہرہ نے نماز کے

1 ...بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص112
2 ...بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت، ص112
3 ...فتاویٰ رضویہ، 5/655
4 ...مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الاذان... الخ، ص163، حدیث:854

علاوہ کثیر مقامات پر اذان کو مستحسن جانا ہے جیسے نومولود کے کان اور دفعِ وبا و بلا وغیرہ مواقع میں۔[1]

سبق نمبر14 بڑی راتوں میں عبادت کا بیان

بڑی راتوں میں جمع ہو کر عبادت کرنا جائز و مستحسن ہے۔فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ لَطائِفُ المعارِف ہے:''اہلِ شام میں آئمہ تابعین مثل خالد بن مَعدان و امام مَکحول و لقمان بن عامر وغیرہُم (رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم)شبِ براءت کی تعظیم اور اس رات عبادت میں کوششِ عظیم کرتے اور انہیں سے لوگوں نے اس کا فضل ماننا اور اس کی تعظیم کرنا اَخذ کیا ہے۔''[2]

سوال ان راتوں میں مساجد کو سجانا کیسا ہے؟

جواب جائز و مستحسن ہے، کیونکہ اس سے مقصود اس رات کی تعظیم ہوتا ہے اور بحوالہ لطائِفُ المعارف گزر چکا کہ ائمہ تابعین اس رات کی تعظیم کیا کرتے تھے۔

سوال سال میں کتنی راتیں افضل راتیں ہیں؟

جواب یوں تو ہر وہ رات ہی جس میں نیکیاں کی جائیں وہ افضل رات ہے، لیکن عارِف بِاللہ شیخ عَبدُ العزیز دیرینی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں:سال کی راتوں میں افضل راتیں اُنتیس ہیں کہ سلف صالحین ان راتوں میں عبادت کرنا پسند کرتے اور فضل و کرم کے امید وار ہوتے تھے۔ ان اُنتیس راتوں میں شعبانُ المعظم کی پندرہویں رات بھی ہے۔وہ اُنتیس راتیں یہ ہیں: رمضانُ المبارک کے آخری عشرے کی دس راتیں اور اس کی سترہویں رات کہ جس کی صبح کو غزوۂ بدر تھا،ماہِ ذوالحج کے پہلے عشرے کی دس راتیں، عیدُ الفطر کی رات، عیدُ الاَضحیٰ کی رات، محرمُ الحرام کی پہلی رات،عاشوراء(10 محرمُ الحرام)کی رات،رجبُ المرجّب کی پہلی،پندرہویں اور ستائیسویں رات جس میں نبیِّ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو معراج کرائی گئی اور شعبانُ المعظم کی پندرہویں رات۔[3]

سوال شبِ براءت کی فضیلت و اہمیت کیا ہے؟

جواب اس کی فضیلت میں مُتعدِّد احادیث مَروی ہیں حضرت علی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے،رسولِ کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

---

1 ... بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت،ص113

2 ... فتاویٰ رضویہ،7/ 433

3 ... طہارۃ القلوب،الفصل الثانی عشر فی التقوی،ص126

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت سے اللہ کریم آسمانِ دنیا کی طرف نُزولِ رحمت فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تا کہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رِزق طلب کرنے والا تا کہ میں اس کو رِزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ تا کہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے۔[1]

اسی طرح اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاش میں نکلی میں نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جنّتُ البقیع میں پایا، حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اللہ کریم نصف شعبان کی رات کو آسمانِ دنیا کی طرف نُزولِ رحمت فرماتا ہے اور قبیلۂ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔"[2]

سوال کیا شبِ براءت میں کوئی بخشش سے محروم بھی رہتا ہے؟

جواب شبِ براءت بے حد اَہم رات ہے، اسے کسی صورت غفلت میں نہ گزارا جائے، اِس رات رَحمتوں کی خوب برسات ہوتی ہے۔ اِس مبارَک شب میں اللہ پاک "بنی کلب" کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے: "قبیلۂ بنی کلب" قبائلِ عرب میں سب سے زیادہ بکریاں پالتا تھا۔ آہ! کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن پر شبِ بَراءَت یعنی چھٹکارا پانے کی رات بھی نہ بخشے جانے کی وَعید ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام بیہقی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "فَضائِلُ الْاَوقات" میں نقل کرتے ہیں: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: چھ آدمیوں کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوگی: (1) شراب کا عادی (2) ماں باپ کا نافرمان (3) زِنا کا عادی (4) قَطعِ تعلق کرنے والا (5) تصویر بنانے والا اور (6) چغل خور۔ اِسی طرح کاہن، جادوگر، تکبُّر کے ساتھ پاجامہ یا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکانے والے اور کسی مسلمان سے بلا اجازتِ شرعی بُغض و کینہ رکھنے والے پر بھی اِس رات مغفِرت کی سعادت سے محرومی کی وعید ہے، چنانچہ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ مُتَذَکَّرہ (یعنی بیان کردہ) گناہوں میں سے اگر مَعاذَ اللہ کسی گناہ میں ملوث ہوں تو وہ بالخصوص اُس

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، 2/160، حدیث: 1388

2 ... ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، 2/183، حدیث: 739

گناہ سے اور بالعموم ہر گناہ سے شبِ براءت کے آنے سے پہلے بلکہ آج اور ابھی سچی توبہ کرلیں اور اگر بندوں کی حق تلفیاں کی ہیں تو توبہ کے ساتھ ساتھ ان کی مُعافی تلافی کی ترکیب فرمالیں۔[1]

لیلۃ القدر کے فضائل

سوال لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر کیوں کہتے ہیں؟

جواب لیلۃ القدر انتہائی بَرَکت والی رات ہے اِس کو لیلۃ القدر اِس لئے کہتے ہیں کہ اِس میں سال بھر کے اَحکام نافذ کئے جاتے ہیں اور فرشتوں کو سال بھر کے کاموں اور خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی دیگر راتوں پر شرافت وقدر کے باعث اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ چونکہ اس شب میں نیک اَعمال مقبول ہوتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی قدر کی جاتی ہے اس لئے اس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔[2]

اور بھی مُتعَدِّد شرافتیں اِس مبارک رات کو حاصِل ہیں۔

سوال لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب بخاری شریف میں ہے، فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم: ’’جس نے لیلۃ القدر میں ایمان اور اِخلاص کے ساتھ قیام کیا(یعنی نماز پڑھی) تو اُس کے گزشتہ (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔‘‘[3]

اِس مقدس رات کو ہرگز ہرگز غفلت میں نہیں گزارنا چاہئے، اِس رات عبادت کرنے والے کو ایک ہزار ماہ یعنی تراسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور اِس ’’زیادہ‘‘ کا علم اللہ پاک جانے یا اُس کے بتائے سے اُس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جانیں کہ کتنا ہے۔ اِس رات میں حضرتِ سَیِّدُنا جبریل علیہ السلام اور فرشتے نازِل ہوتے ہیں اور پھر عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس مبارک شب کا ہر ایک لمحہ سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ سلامتی صبحِ صادِق تک برقرار رہتی ہے۔ یہ اللہ پاک کا خاص الخاص کرم ہے کہ یہ عظیم رات صرف اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو عطا کی گئی ہے۔ اللہ

---

1 ... آقا کا مہینا، ص 11

2 ... تفسیر خازن، پ30، القدر، تحت الآیۃ 1، 4/424

3 ... بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر، 1/660 حدیث 2014

پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ(۱) وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ(۲) لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ(۳) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ(۴) سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۠(۵) (پ30، القدر)

تَرجَمۂ کنزالایمان: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔

حضرتِ سیِّدُنا امام مجاہد رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک شخص ساری رات عبادت کرتا اور سارا دن جہاد میں مصروف رہتا تھا اور اس طرح اس نے ہزار مہینے گزارے تھے، تو اللہ پاک نے یہ آیتِ مبارکہ نازِل فرمائی: ”لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ“ تَرجَمۂ کنزالایمان: (شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر) یعنی شبِ قدر کا قیام اس عابد (یعنی عبادت گزار) کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔[1]

اور ”تفسیر عزیزی“ میں ہے: حضراتِ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جب حضرتِ شمعون رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ کی عبادات و جہاد کا تذکرہ سنا تو انہیں حضرتِ شمعون رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ پر بڑا رشک آیا اور مصطفٰے جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا: ”یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں تو بہت تھوڑی عمریں ملی ہیں، اِس میں بھی کچھ حصہ نیند میں گزرتا ہے تو کچھ طلبِ معاش میں، کھانے پکانے میں اور دیگر اُمورِ دُنیوی میں بھی کچھ وَقت صرف ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ہم تو حضرتِ شمعون رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ کی طرح عبادت کر ہی نہیں سکتے، یوں بنی اِسرائیل ہم سے عبادت میں بڑھ جائیں گے۔“ اُمت کے غمخوار آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سن کر غمگین ہوگئے۔ اُسی وَقت حضرتِ سیِّدُنا جبرئیل امین علیہ السّلام سورۃ القدر لے کر حاضر خدمتِ بابرکت ہوگئے اور تسلی دے دی گئی کہ پیارے حبیب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) رَنجیدہ نہ ہوں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو ہم نے ہر سال میں ایک ایسی رات عنایت فرمادی کہ اگر وہ اُس رات میں عبادت کریں گے تو (حضرتِ) شمعون رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ کی ہزار ماہ کی عبادت سے بھی بڑھ جائیں گے۔[2]

1 ... تفسیر طبری، پ30، القدر، تحت الآیۃ: 1-5، 12/653

2 ... ماخوذ از تفسیر عزیزی، پ30، القدر، 3/257

سوال شبِ قدر رمضان المبارک کی کون سی رات ہے؟

جواب اگرچہ بزرگانِ دین اور مفسرین و محدّثین رَحمَۃُ اللہِ عَلَیۡہِم اَجۡمَعِین کا شبِ قدر کے تعین میں اِختلاف ہے، تاہم بھاری اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال ماہِ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے۔ سیّد الانصار، سیِّدُ القراء، حضرتِ ابی بن کعب رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے نزدیک ستائیسویں شبِ رَمضان ہی "شبِ قدر" ہے۔ [1]

حضرتِ سَیِّدُنا شاہ عبد العزیز محدّث دِہلوی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بھی فرماتے ہیں کہ شبِ قدر رَمضان شریف کی ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ اپنے بَیان کی تائید کیلئے اُنہوں نے دو دلائل بَیان فرمائے ہیں:

(1) "لیلۃ القدر" میں نو حروف ہیں اور یہ کلمہ سورۃ القدر میں تین مرتبہ ہے، اِس طرح "تین" کو "نو" سے ضرب دینے سے حاصلِ ضرب "ستائیس" آتا ہے جو کہ اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شبِ قدر ستائیسویں رات ہے۔

(2) اِس سورۂ مبارکہ میں تیس کلمات (یعنی تیس الفاظ) ہیں۔ ستائیسواں کلمہ "ھِیَ" ہے جس کا مرکز لیلۃ القدر ہے۔ گویا اللہ پاک کی طرف سے نیک لوگوں کیلئے یہ اشارہ ہے کہ رمضان شریف کی ستائیسویں شبِ قدر ہوتی ہے۔ [2]

رِضائے الٰہی کے خواہشمندو! ہوسکے تو سارا ہی سال ہر رات اہتمام کے ساتھ کچھ نہ کچھ نیک عمل کر لینا چاہیے کہ نہ جانے کب شبِ قدر ہو جائے۔ ہر رات میں دو فرض نَمازیں آتی ہیں، دیگر نَمازوں کے ساتھ ساتھ مغرب و عشا کی نمازوں کی جماعت کا بھی خوب اِہتمام ہونا چاہئے کہ اگر شبِ قدر میں ان دونوں کی جماعت نصیب ہو گئی تو ان شاء اللہ بیڑا ہی پار ہے، بلکہ اسی طرح پانچوں نمازوں کے ساتھ ساتھ روزانہ عشا و فجر کی جماعت کی بھی خصوصِیَّت کے ساتھ عادت ڈال لیجئے۔ دو فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ ہوں:

(1) جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ [3]

---

1 ... مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین وقصرہا، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح، ص299، حدیث:1785

2 ... تفسیر عزیزی، پ30، القدر، 3/259 ملخصا

3 ... مُسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العشاء والصبح فی جماعۃ، ص258، حدیث 1491

(2) جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی تحقیق اُس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ حاصل کر لیا۔[1]

سبق نمبر15 معراجِ مصطفٰے

سوال شبِ معراج میں عبادت کرنا کیسا ہے اور اس کی کیا فضیلت ہے؟

جواب شبِ معراج شریف میں عبادت کرنا جائز و مستحسن ہے، اس میں عبادت کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے عارف بِاللّٰہ شیخ محقّق شیخ عبدُ الحق محدّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ حدیث نقل فرماتے ہیں: "رجب میں ایک ایسی رات ہے جس میں عبادت کرنے والے کیلئے سو سال کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور یہ رجب کی ستائیسویں رات ہے، جو اس رات بارہ رکعت نوافل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرْ سو دفعہ پڑھے اور اللہ سے سو دفعہ استغفار کرے اور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سو بار درود پڑھے اور اپنے لیے دنیا و آخرت میں سے جو چاہے مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو بے شک اللہ پاک اس کی سب دعاؤں کو قبول فرمائے گا، سوائے اس دعا کے جو گناہ کی ہو، اس روایت کو امام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے "شُعَبُ الایمان" میں ابان سے اور انہوں نے حضرت سیّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کیا۔"[2]

سوال معراج سے کیا مراد ہے؟

جواب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ پاک نے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک، پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش و کرسی تک اور وہاں سے اوپر جہاں تک اللہ پاک کو منظور ہوا رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔ اس رات بارگاہِ خداوندی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وہ قربِ خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو نہ کبھی حاصل ہوا نہ کبھی ہوگا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس آسمانی سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔[3]

سوال معراج شریف کب ہوئی؟

جواب معراج شریف رجب المرجب کی 27 ویں رات کو ہوئی۔

---

1 ... مُعجم کبیر، 8/179، حدیث:7745

2 ... شعب الایمان، باب فی الصیام، تخصیص شہر رجب بالذکر، 3/374، حدیث:3812

3 ... تفسیرات احمدیہ، بنی اسرآئیل، تحت الآیۃ:1- مسئلۃ المعراج، ص502-505 ملتقطا- نبراس، بیان المعراج، ص292-295 ملتقطا

سوال معراج شریف کا تذکرہ قرآنِ کریم کی کس سورت میں ہے؟

جواب معراج شریف کا تذکرہ قرآنِ کریم کے پارہ نمبر 15، سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں کچھ یوں ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾ (پ15، بنی اسرآئیل:1)

ترجَمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام (خانۂ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے بَرَکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

سوال شبِ معراج سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا کیا دیکھا؟

جواب شبِ معراج سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، زمین و آسمان کا ذرّہ ذرّہ اور اللہ پاک کی دیگر بے شمار بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا، سب سے بڑھ کر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس رات اپنے سر کی آنکھوں سے جمالِ الٰہی کا دیدار کیا اور بغیر کسی واسطہ کے اللہ پاک کا کلام سنا۔[1]

سوال شبِ معراج کس آسمان پر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ملاقات کس نبی عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی؟

جواب شبِ معراج سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ملاقات ☆ پہلے آسمان پر حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ دوسرے آسمان پر حضرت سیِّدُنا یحییٰ و حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ تیسرے آسمان پر حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ چوتھے آسمان پر حضرت سیِّدُنا ادریس عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ پانچویں آسمان پر حضرت سیِّدُنا ہارون عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ چھٹے آسمان پر حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔ ☆ ساتویں آسمان پر حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوئی۔[2]

سوال سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس آسمانی سفر کا انکار کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب سفرِ معراج کے تین حصّے ہیں: (1) اسریٰ (2) معراج (3) اِعراج یا عُروج۔ چنانچہ،

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/67 حصہ: 1 ماخوذا

2 ... سیرتِ مصطفٰے، ص733 بتغیر قلیل

(1) اسریٰ یعنی مکّۂ مکرّمہ سے حُضُور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بَیْتُ المقدّس تک شب کے تھوڑے سے حصے میں تشریف لے جانا نصِّ قرآنی (یعنی قرآنِ پاک کی واضح آیت اور روشن دلیل) سے ثابت ہے۔ اِس کا منکر (انکار کرنے والا) کافِر ہے۔

(2) معراج یعنی آسمانوں کی سَیر اور مَنازِلِ قُرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے، اس کا منکر (انکار کرنے والا) گمراہ ہے۔

(3) عُرُوج یا اِعراج یعنی سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر کی آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کرنے اور فوقَ العرش (عرش سے اوپر) جانے کا مُنکِر (انکار کرنے والا) خاطی یعنی خطاکار ہے۔[1]

سوال شبِ معراج سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیت المقدس میں کس نماز کی امامت فرمائی؟

جواب شبِ معراج سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیت المقدس میں جس نماز کی امامت فرمائی وہ نماز تحیۃ المسجد تھی۔ چنانچہ حضرت علامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مدنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی اور ظاہر یہی ہے کہ یہی وہ نماز ہے جس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اقتدا کی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اصفیا کے امام بنے۔[2]

سوال کیا معراج کا سفر نیند کی حالت میں ہوا تھا؟

جواب جی نہیں، بلکہ عین بیداری کی حالت میں ہوا تھا۔

سوال یہ معراج جسمِ اطہر کے ساتھ تھی یا فقط روح کی تھی؟

جواب یہ معراج جسمِ اطہر اور روح دونوں کے ساتھ ہوئی تھی، جیسا کہ امامِ اہلسنّت سیّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسمِ مبارک کے ساتھ ہوا نہ کہ فقط روحانی۔[3]

سوال کیا اَحادیثِ مبارکہ میں شبِ معراج عبادت کرنے کے فضائل بھی ہیں؟

---

1 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص226، 227 ملتقطا

2 ... مرقاۃ، کتاب الفضائل، باب فی المعراج، 10/167، تحت الحدیث: 5863

3 ... فتاویٰ رضویہ، 15/74

جواب: جی ہاں! حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَجَب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کیلئے 100 برس کی نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور وہ رَجَب کی ستائیسویں شَب ہے۔ جو اس میں بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سی ایک سُورت اور ہر دو رکعت پر اَلتَّحِیّات پڑھے اور 12 پوری ہونے پر سلام پھیرے، اس کے بعد 100 بار سُبْحٰنَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اللہُ اَکْبَر پڑھے، 100 بار اِستِغفار، 100 بار دُرُود شریف پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سے متعلق جس چیز کی چاہے دُعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھے تو اللہ پاک اس کی سب دُعائیں قَبول فرمائے سوائے اُس دُعا کے جو گناہ کے لئے ہو۔[1]

حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رَجَب میں ایک دن اور رات ہے جو اُس دن روزہ رکھے اور رات کو قیام (عبادت) کرے تو گویا اُس نے سو سال کے روزے رکھے اور وہ ستائیس رَجَب ہے۔[2]

مشہور مفسر قرآن حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ستائیسویں رجب کو معراجُ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشی میں جلسے کریں، خوشیاں منائیں، رات کو جاگ کر نوافل پڑھیں۔[3]

اسی طرح شیخ الحدیث حضرت علّامہ عبدُ المصطفٰے اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ معراج شریف کے اجتماعِ ذکر و نعت کے متعلق فرماتے ہیں: 26، 27 رجب کو معراج شریف کا بیان کرنے کے لئے جو جلسہ کیا جاتا ہے اس کو رجبی شریف کی مجلس کہتے ہیں میلاد شریف کی طرح یہ بھی بہت ہی مبارک جلسہ ہے اس جلسہ کو کرنے والے اور حاضرین و سامعین سب ثواب کے مستحق ہیں ظاہر ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضائل و کمالات اور ان کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیمُ الشان معجزہ یعنی معراجِ جسمانی کا ذکرِ جمیل کس قدر خداوندِ جلیل کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہو گا؟ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور بڑے سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس مجلسِ خیر و برکت کو منعقد کریں اور ذکرِ معراج سننے کے لئے کثیر تعداد میں حاضر ہو کر انوار و برکات کی سعادتوں سے سرفراز ہوں اور اس

1 ... شعب الایمان، باب الصیام... الخ، 3/374، حدیث: 3812

2 ... شعب الایمان، باب فی الصیام... الخ، 3/373، حدیث: 3811

3 ... اسلامی زندگی، ص 133

مقدس رات میں نوافل پڑھ کر اور صدقات و خیرات کر کے ثوابِ دارین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔[1]

سبق نمبر16 میلاد شریف منانا

اَیّامُ اللہ کو یاد رکھنے کا حکم قرآنِ کریم میں ہے اور ایامُ اللہ میں سے سب سے مُقدّس "نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یومِ میلاد" ہے، کیونکہ تمام ایام اسی مبارک دن کے سبب بابرکت ہوئے۔ قرآنِ کریم ہمیں رحمتِ الٰہی پر خوشی منانے کا حکم دیتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (۵۸) (پ11، یونس:58)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اُسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے سب سے بڑے فضل اور نعمت ہیں اور نعمتِ الٰہی کا شکر ادا کرنے کے حوالے سے قرآن کریم پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 12 ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۱۱) (پ30، الضحیٰ:11)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

میلاد اَحادیث کی روشنی میں

ہمارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا یومِ وِلادت مناتے تھے جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا اَبُو قَتادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پیر کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: "اِسی دن میری وِلادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر وَحی نازِل ہوئی۔"[2]

اسی طرح جب ابو لَہَب مر گیا تو اُس کے بعض گھر والوں نے اُسے خواب میں بُرے حال میں دیکھا۔ پوچھا: کیا مِلا؟ بولا: تم سے جُدا ہو کر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی۔ پھر اپنے انگوٹھے کے نیچے موجود سوراخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا: سوائے اس کے کہ اس میں سے مجھے پانی پلا دیا جاتا ہے کیونکہ میں نے ثُوَیبہ لَونڈی کو آزاد کیا تھا۔[3]

اِس روایت کے تحت شیخ عبد الحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: اس واقعہ میں میلاد شریف والوں کیلئے

1 ... جنتی زیور، ص469

2 ... مسلم، کتاب الصیام، باب صیام ثلاثۃ... الخ، ص455، حدیث:2750

3 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الوصایا، باب الصدقۃ عن المیت، 9/9، حدیث:16661- عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب وامہتکم الخ، 14/44، تحت الحدیث:510

بڑی دلیل ہے جو تاجدارِ رِسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شبِ وِلادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں، یعنی ابولَہَب جو کہ کافِر تھا جب وہ تاجدارِ نُبُوَّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کی خبر پا کر خوش ہونے اور اپنی لَونڈی (ثُوَیبَہ) کو دودھ پلانے کی خاطِر آزاد کرنے پر بدلہ دیا گیا۔ تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبّت اور خوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کر رَہا ہے۔ لیکن یہ ضَروری ہے کہ محفلِ میلاد شریف گانے باجوں سے اور آلاتِ موسیقی سے پاک ہو۔[1]

سوال میلاد شریف میں ہوتا کیا ہے؟

جشنِ ولادت وہ مبارک اجتماع ہے کہ جس میں معتبر کتب سے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فَضَائل و مُعْجِزات، سِیَر (خصلتیں)، حالات، حَیات، رضاعَت اور بِعثَت کے واقعات بیان کیے جائیں۔[2]

صَدرُ الشَّریعہ مُفْتی محمد اَمجد علی اَعْظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ان چیزوں (یعنی نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فَضَائل و مُعجزات وغیرہ) کا ذِکر اَحادیث میں بھی ہے اور قرآنِ مجید میں بھی۔ اگر مُسلمان اپنی محفل میں بَیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بَیان کرنے کے لیے محفل مُنعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وَجہ نہیں۔ اس مَجلِس کے لیے لوگوں کو بُلانا اور شَریک کرنا خَیر کی طَرف بُلانا ہے، جس طرح وَعظ اور جَلسوں کے اِعْلان کیے جاتے ہیں، اِشتہارات چھپوا کر تقسیم کیے جاتے ہیں، اَخبارات میں اس کے مُتعلِّق مَضامین شائع کیے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وَعظ اور جَلسے ناجائز نہیں ہو جاتے، اسی طَرح ذِکرِ پاک کے لیے بُلاوا دینے سے اس مَجلِس کو ناجائز و بِدعَت نہیں کہا جا سکتا۔[3]

یاد رہے! جس تاریخ کو ملک آزاد ہوا ہو ہر سال اُس تاریخ کو جشن منایا جاتا اور جلوس نکالا جاتا ہے اور جو اس پر تنقید کرے اُسے ملک کا غدار کہا جاتا ہے تو جس تاریخ کو دو جہاں کے سردار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُنیا میں تشریف لائیں وہ کیوں نہ سب سے بڑھ کر خوشی کا دِن ہو گا؟ لہٰذا میلاد شریف منانا حکمِ قرآنی پر عمل کرنا ہے۔ کیا یہ اعتراض کرنے والا رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت اللہ پاک کی نعمت، فضلِ الٰہی اور رحمتِ خداوندی نہیں مانتا یا محفلِ میلاد کو اِس نعمتِ الٰہی کا چرچا اور اِس فضل و رحمت کی خوشی نہیں سمجھتا یا وہ یہ بتائے کہ قرآن و حدیث میں کہیں محفلِ میلاد شریف منع ہے؟؟؟

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ　　　دَم میں جب تک دَم ہے ذِکر اُن کا سُناتے جائیں گے

1 ... مدارج النبوۃ، قسم دوم، باب اول، ذکر نسب... الخ، 2/19
2 ... سبل الہدی والرشاد، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء... الخ، 1/363 ماخوذا
3 ... بہار شریعت، 3/644، حصہ 16

میلاد منانا آج کی ایجاد نہیں مسلمان صدیوں سے میلاد مناتے آئے ہیں، چُنانچہ ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اور علامہ برہانُ الدین حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "مسلمان تمام مقامات اور بڑے بڑے شہروں میں ہمیشہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت کے مہینے میں محافل منعقد کرتے رہے ہیں۔[1]

سوال صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کبھی جشنِ ولادت نہیں منایا تو کیا تم اُن سے زیادہ عاشقِ رسول ہو؟

جواب قرآنِ کریم کے بعد سب سے زیادہ قابلِ اعتماد کتاب "صحیح بُخاری" ہے اور اِس کو تقریباً سبھی مُسلمان مانتے ہیں، امام بُخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہر حدیثِ مبارکہ لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور دو رکعت نفل ادا فرماتے۔[2]

حالانکہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ وہ حدیثِ پاک بیان کرنے سے پہلے غسل فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ امام بخاری صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بڑے عاشقِ رسول ہیں؟ یا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے دِل میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے زیادہ حدیثِ پاک کا ادب ہے؟ مزید سُنئے! کروڑوں مالکیوں کے عظیم پیشوا حضرتِ سیّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مدینۂ پاک کی گلیوں میں ننگے پیر چلا کرتے تھے اور تعظیمِ خاکِ مدینہ کی خاطر مدینۂ منوّرہ میں کبھی بھی قضائے حاجت نہیں کی، اِس کیلئے ہمیشہ حرمِ مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتّہ حالتِ مَرَض میں مجبور تھے۔[3] تو کیا اَب یہ کہا جائے گا کہ امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بڑے عاشقِ رسول ہیں؟ ہرگز نہیں، قرآنِ کریم میں اصول بیان فرما دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ، تَرْجَمَۂ کنزالایمان: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"اِس آیتِ مُبارکہ کی تفسیر میں مُفسّرین نے فرمایا ہے کہ تعظیمِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جو بھی طریقہ رائج ہو اور وہ شریعت سے نہ ٹکراتا ہو وہ اِس آیت میں داخل ہے، یہاں تعظیم و توقیر کے لئے کسی قسم کی کوئی قید بیان نہیں کی گئی، چاہے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہو یا کوئی دوسرا طریقہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر وہ تعظیم

1 ... المورد الروی فی المولد النبوی، ص26
2 ... نزہۃ القاری، 1/130
3 ... بستان المحدثین، ص19

جو خلافِ شرع نہ ہو، کی جائے گی۔[1] بے شمار ایسے کام کئے جارہے ہیں جو کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور تابعین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے دور میں نہ تھے مگر دین میں جاری ہیں اور جشنِ ولادت سے منع کرنے والے لوگ بھی یہ کام کرتے ہیں جیسے مروّجہ درسِ نظامی کا کورس، مروّجہ مدرسوں کا نِظام حفظ وناظرہ کی الگ الگ کلاسز، تنخواہ دے کر پڑھنے کے لئے اُستاد مقرّر کرنا اور اِس تنخواہ کے لئے چندہ مانگنا، افتتاحِ بُخاری، ختمِ بُخاری بلکہ خود صحیح بُخاری، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وتابعین بلکہ تبع تابعین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے زمانے کے بہت بعد لکھی گئی، ہوائی جہاز کے ذریعے سفرِ حج وعمرہ وغیرہ ہزاروں دینی کام ہیں جو کئے جارہے ہیں، کوئی اِن سے منع نہیں کرتا۔ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اُس کی خوب یاد مناتا گھروں کو روشن کرتا ہے اور کوئی حیلے بہانے بنا کر دِل جلاتا رہتا ہے۔

جشنِ ولادت منانے کا حکم

اہلسنت کے مذہب میں مجلسِ میلادِ پاک اَفْضَل ترین مَنْدُوبات (مُستحبات) اور اعلیٰ ترین مُسْتَحْسَنات (نیک کاموں میں) سے ہے۔[2]

سوال: 12 ربیع الاوّل وِلادت شریف کا دِن نہیں ہے، اِس میں اختلاف ہے اور یہ فتاویٰ رضویہ میں بھی ہے، لہٰذا 12 ربیع الاوّل شریف کو جشنِ میلادالنبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہیں منانا چاہئے۔

جواب: اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ میں میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اَہلِ سنت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اَشْہر و اَکثر و ماخوذ و معتبر بارہویں ہے۔ (یعنی سب سے زیادہ مشہور، قابلِ اعتبار اور مقبول بات 12 ربیع الاوّل ہی ہے۔[3]

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ 12 ربیع الاوّل شریف کو جشنِ ولادت نہیں مناتے تو کوئی اور تاریخ مثلاً دو، آٹھ یا دس ربیع الاوّل کے قول ہی کو مان لیجئے اور خوب دُھوم دَھام سے آمنہ کے لال، محبوب رب ذوالجلال صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جشنِ ولادت منائیے۔

سوال: اسلام میں صرف دو ہی عیدوں کا ذِکر ہے، لہٰذا عیدِ میلادالنبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہیں منانا چاہئے؟

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، 6/81 بتقدم وتاخر

2 ... الحق المبین، ص100

3 ... فتاویٰ رضویہ، 26/411

جواب صحاح ستہ (یعنی حدیثِ پاک کی مشہور چھ کتب) میں ہے اللہ پاک کے رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جمعہ عید کا دِن ہے اِس حساب سے تو پورے سال میں کم و بیش 48 عیدیں ہوئیں اور عید الفطر و عید الاضحیٰ ملا کر 50 اور یہ عیدیں جس عید کے صدقے میں ملیں وہ ہے "12 ربیع الاوّل شریف" ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یہ عاشقانِ رسول کیلئے عیدوں کی بھی عید ہے کیونکہ حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دُنیا میں تشریف نہ لاتے تو کوئی عید، عید ہوتی، نہ کوئی شب، شبِ بَرَاءَت۔ کون و مکان کی تمام تر رونق و شان اللہ پاک کے آخری رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدموں کی دُھول کا صدقہ ہے۔ حدیث میں ہے: (اللہ پاک فرماتا ہے) اے میرے حبیب میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو اِس کی پہچان کروادوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو نہ پیدا کرتا۔ (1)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

سوال 12 ربیع الاوّل کا جلوس نکالنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور جہنّم میں لے جانے والی ہے، لہٰذا جلوسِ میلاد نکالنا اور اِس میں جانا جائز نہیں ہے؟

جواب "بدعت" کا مطلب ہے نیا کام، جس طرح ہر نیا کام بُرا نہیں ہوتا اِسی طرح ہر بدعت بُری نہیں ہوتی، بلکہ جو نیا کام قرآن و سنّت کے خلاف ہو وہ بدعتِ سیئہ یعنی بُری بدعت ہے، اور حدیثِ پاک "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" سے مراد بُری بدعت ہے، جو نیا کام قرآن و سُنت، آثارِ صحابہ یا اجماعِ اُمّت کے خلاف نہ ہو وہ بُرا نہیں ہے۔ جیسے تراویح کی جماعت جو تقریباً ہر مسجد میں قائم کی جاتی ہے اِس کو تو خود حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اچھی بدعت فرمایا ہے۔ کئی بدعتیں مستحب بلکہ واجب ہوتی ہیں۔

آج سے تقریباً پانچ سو سال پہلے لکھی جانے والی کتاب "عین العلم" میں ہے: جس چیز سے شروع سے منع نہ فرمایا گیا ہو اور صحابہ و تابعین کے زمانے کے بعد لوگوں میں جاری ہوئی ہو اُس میں موافقت کرکے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت (یعنی وہ نیا کام) ہی ہو، اِس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِرشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ مُسلمان جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک

1 ... لمعات التنقیح، 9/220- المواہب اللدنیہ، 1/44

ہے۔[1]

تقریباً ساڑھے چار سو سال پرانے بُزرگ حضرت سیدنا علامہ ابنِ حجر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بدعتِ حسنہ (یعنی وہ نیک کام جو قرآن وسنّت کے خلاف نہ ہو) کے مُستحب ہونے پر اتفاق ہے اور مولود شریف منانا اور اس کے لئے لوگوں کا جمع ہونا اسی قسم سے ہے۔ (یعنی میلاد شریف منانا مستحب نیک اور اچھا کام ہے۔)[2] حضرت مولانا علی شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اِس کا انکار وہی کرے گا جس کے دِل پر خدا نے مہر کر دی۔[3]

لاکھ شیطاں ہم کو روکے فضلِ رب سے تا اَبد جشن، آقا کی ولادت کا مناتے جائیں گے

سوال: پرانے بزرگوں نے میلاد شریف منانے کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا لہٰذا میلاد شریف نہیں منانا چاہیے۔

جواب: کم از کم پانچ سو سال پہلے کے چند بزرگوں کے فرامین اوران کی کتابوں کے بارے میں پڑھئے: آج سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال پہلے حضرت سیدنا علامہ عبد الرحمن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے ایک کتاب بنام "مَوْلِدُ الْعُرُوْس" لکھی اس میں فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا اَحمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جشنِ وِلادت مَنانے والے کو بَرکت، عزت، بھلائی اور فخر ملے گا، موتیوں کا عمامہ اور سبز حُلہ (یعنی Green Robe) پہن کر وہ داخلِ جنّت ہوگا۔[4]

923ہجری (یعنی تقریباً پانچ سو سال پہلے) کے عظیم بزرگ امام احمد بن محمد قَسْطَلَانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: سرورِ دوجہاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت کے مہینے میں مُسلمان ہمیشہ سے محفلِ میلاد کرتے آئے ہیں اور وِلادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صَدَقہ وخیرات دیتے آئے ہیں۔ خوب خوشی کا اِظہار کرتے اور دل کھول کر خَرچ کرتے ہیں نیز آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادتِ باسعادت کے ذِکْر کا اِہتِمام کرتے آئے ہیں چنانچہ اُن پر اللہ پاک کے بہت بڑے فضل اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے میلاد شریف منانے سے دِلی مُرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ پاک اُس پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے ولادت شریف کی راتوں کو عید (یعنی خوشی کا دِن) بنالیا۔ (مزید فرماتے ہیں:) میلاد شریف کی خوشی اُس کے

---

1 ... عین العلم، ص509-510

2 ... سیرت الحلبیہ، باب تسمیتہ محمد اواحمد، 1/123

3 ... فتاویٰ رضویہ، 26/519

4 ... مجموع لطیف النبی فی صیغ المولد النبوی القدسی، ص281

لئے سخت مصیبتیں ہیں جس کے دِل میں بیماری اور عناد ہے۔[1]

حضرت سیّدنا امام ابوشامہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جو کہ امام نووی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے استاذ ہیں) فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں جو نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال اللہ پاک کے رحمت والے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے میلاد کے دِن صدقات و خیرات اور خوشی کا اِظہار کرنے کے لئے اپنے گھروں اور گلیوں کو سجاتے ہیں کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیدا فرما کر اور رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے یہ اُس کا اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان ہے جس کا شُکر ادا کرنے کے لئے خوشی کا اِظہار کیا جاتا ہے۔؟[2]

سوال 12 ربیع الاوّل کو بہت زیادہ لائٹنگ کرکے اسراف کیا جاتا ہے اگر یہ رقم غریبوں میں بانٹ دی جائے تو کتنوں کا بھلا ہو جائے گا؟

جواب سب سے پہلے تو یہ قاعدہ ذہن میں بٹھا لیجئے کہ عُلَماءِ کرام فرماتے ہیں: لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ وَلَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْر یعنی اسراف میں کوئی بھلائی نہیں اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں۔ عظیم تابعی بُزرگ حضرتِ سیّدُنا امام مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی مال اطاعتِ الٰہی میں خرچ کرے تب بھی وہ اسراف کرنے والوں میں سے نہ ہوگا۔[3] اوپر بیان کردہ روایات سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جشنِ ولادت منانا نیکی اور ثواب کا کام ہے تو ثواب کے کام میں مال جتنا زیادہ خرچ کیا جائے وہ کم ہی ہے نہ کہ اسراف۔

ایک خبر کے مطابق ہر سال 20 سے 25 ملین ریال سے غلافِ کعبہ تیار کیا جاتا ہے؟ شادیوں اور نت نئے فنکشنز پر کروڑوں کے اخراجات کئے جاتے ہیں کوئی اِن کو جاکر سمجھائے کہ یہاں خرچ کرنے کی بجائے غریبوں میں رقم بانٹ دو تو پتا چلے بلکہ خود اپنے ہی گھر کے ڈیکوریشن اور ایک سے ایک نئے ماڈل کی گاڑیاں، موبائلز وغیرہ کو دیکھ لیجئے ذرا ان کو غریبوں میں بانٹ کر چند ہزار والی بائیک اور موبائل فون استعمال کرکے غریبوں کا بھلا کیجئے تو پتا چلے الغرض بیسیوں کام ایسے کئے جارہے ہیں جن میں کروڑوں، اَربوں روپے ہر سال خرچ ہوتے ہیں مگر اِس سے کوئی منع نہیں کرتا، گزشتہ کچھ

---

1 ... زرقانی علی المواھب، 1 / 261-262
2 ... السیرۃ الحلبیہ، باب تسمیتہ محمدا واحمد، 1 / 123
3 ... حلیۃ الاولیاء، مجاہد بن جبر، 3/333، رقم: 4165

عرصے میں کروناوائرس کی وجہ سے ہونے والے لاک ڈاؤن میں سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ وائرل ہوئی کہ دیکھو! غریبوں میں راشن وہی بانٹ رہے ہیں جو جشنِ ولادت پر لائٹنگ کرتے ہیں تو خیر غریبوں کی مدد بھی کیجئے اور جشنِ ولادت بھی منایئے آخر صِرف جشنِ ولادت کے موقع پر ہی یہ وسوسہ ذہن میں کیوں آتا ہے بات کچھ اور تو نہیں ؟ نفسِ اَمّارہ اور شیطان کو لاحول شریف پڑھ کر مرحبایا مصطفیٰ کا نعرہ لگا کر بھگایئے اور خوب دُھوم دَھام سے جشنِ ولادت منایئے۔

لہراؤ سبز پرچم اے آقا کے عاشقو! گھر گھر کرو چراغاں کہ سرکار آ گئے

حدیث شریف میں ہے، سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس شخص نے اسلام میں نیک طریقہ نکالا اس کو طریقہ نکالنے کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اپنے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے گی اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اس پر وہ طریقہ نکالنے کا بھی گُناہ ہو گا اور اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا بھی گُناہ ہو گا اور ان عمل کرنے والوں کے اپنے گُناہ میں کچھ کمی نہ کی جائے گی۔[1]

سوال: 12 ربیع الاوّل کی لائٹنگ میں بجلی کی چوری اور بہت اونچی آواز سے نعتیں چلا کر دوسروں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے نیز لنگر اِس طرح لُٹایا جاتا ہے جس سے رِزْق کی بے حرمتی ہوتی ہے۔لہٰذا جشنِ عیدِ میلادالنبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہیں منانا چاہیے ؟

جواب: ایک اُصول ذِہن میں بٹھا لیجئے کہ ناک پر مکھی بیٹھے تو مکھی کو ہٹاتے ہیں نہ کہ ناک ہی کو کاٹ دیتے ہیں۔یہ بتایئے! عین شریعت کے مطابق شادی کہاں ہو رہی ہے؟ تو کیا کسی نے یہ کہا کہ شادی کرنا چھوڑ دو کہ اس کہ وجہ سے بہت سارے گُناہ کرنے پڑتے ہیں۔ جشنِ آزادی کے دِن کتنے گناہ ہوتے ہیں مگر اس سے کسی نے منع نہیں کیا کہ جشنِ آزادی نہ مناؤ، پھر آخر جشنِ عیدِ میلادالنبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کیوں پریشانی ہوتی ہے؟ کہیں مسئلہ کچھ اور تو نہیں۔؟؟؟

سوال: میلاد شریف منانے سے کیا برکتیں نصیب ہوتی ہیں؟

جواب: جشنِ ولادت مَنانے والوں کو اللہ کریم کی طرف سے بے شُمار دِینی و دُنیاوی رحمتیں ملتی ہیں، جیسا کہ حضرت سَیّدنا امام عبدُالرَّحمٰن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جشنِ ولادت پر فرحت و مسرت کرنے والے کے

---

1 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ... الخ، ص394، حدیث:2351

لیے یہ خوشی جہنم سے رکاوٹ بنے گی، جو جشنِ ولادت کی خوشی میں ایک درہم خرچ کرے تو نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اللہ کریم اسے ایک درہم کے بدلے دس درہم عطا فرمائے گا۔ اے امتِ محبوب! تمہارے لیے خوشخبری ہو تم دنیا و آخرت میں خیرِ کثیر کے حقدار قرار پائے۔ حضرت سیدنا احمدِ مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جشنِ ولادت منانے والے کو برکت، عزت، بھلائی اور فخر ملے گا، موتیوں کا عمامہ اور سبز حلہ پہن کر وہ داخلِ جنت ہوگا، بے شمار محلات اسے عطا کیے جائیں گے اور ہر محل میں حور ہوگی۔ نبیِ خیرُ الانام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خوب درود پڑھیے، جشنِ ولادت منا کر اسے خوب عام کیا جائے۔[1]

حافظُ الحدیث امام ابو الخیر محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جشنِ ولادت منانے والوں پر اس عمل کی برکات سے فضلِ عظیم ظاہر ہوتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام احمد بن محمد قسطلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "وِلادَتِ باسعادت کے ایّام میں محفلِ میلاد کرنے کے خواص (فوائد) سے یہ اَمر مُجرَّب (یعنی تجربہ شُدہ) ہے کہ اس سال اَمن و اَمان رہتا ہے۔ اللہ کریم اُس شخص پر رَحمت نازِل فرمائے جس نے ماہِ وِلادَت کی راتوں کو عید بنالیا۔"[3]

شیخِ مُحقِّق، حضرت شاہ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت کی رات خُوشی مَنانے والوں کی جَزاء یہ ہے کہ اللہ کریم انہیں اپنے فَضل و کرم سے جَنّاتُ النَّعِیم میں داخِل فرمائے گا۔ مُسلمان ہمیشہ سے مَحفلِ میلاد مُنعقِد کرتے آئے ہیں اور وِلادَت کی خُوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خُوب صَدَقہ وخیرات دیتے آئے ہیں۔ خُوب خُوشی کا اِظہار کرتے اور دل کھول کر خَرچ کرتے ہیں نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادتِ باسعادت کے ذِکْر کا اِہتمام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سَجاتے ہیں اور اِن تمام اَفعالِ حَسَنہ (اچھے کاموں) کی بَرَکت سے ان لوگوں پر اللہ کریم کی رَحمتوں کا نُزُول ہوتا ہے۔[4]

---

1 ... مجموع لطیف النبی فی صیغ المولد النبوی القدسی، ص 281

2 ... سبل الہدیٰ والرشاد، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء... الخ، 1/362

3 ... مواہب اللدنیہ، المقصد الاول، ذکر رضاعہ، 1/148

4 ... ماثبت من السنۃ، ص 74 ملخصا

حضرت سیّدنا امام عبدُ الرّحمٰن ابنِ جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس فعل (یعنی جشنِ ولادت منانے) میں شیطان کی تذلیل اور اہلِ ایمان کی تقویت کے سوا کچھ نہیں۔[1]

امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جشنِ ولادت منانے والا ثواب پاتا ہے کہ اس میں نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم اور ولادتِ باسعادت پر خوشی وشادمانی کا اظہار ہے۔[2]

شارحِ بخاری حضرت سیدنا احمد بن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارے حق میں مُستحب ہے کہ جشنِ ولادت پر اظہارِ شکر کے لیے اجتماع کریں، کھانا کھلائیں اور اسی طرح کی دیگر نیکیاں اور اظہارِ مسرت وسرور بجالائیں۔[3]

اَمیرِ اَہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے صبح بہاراں سے خلاصۃً منتخب مدنی پھول ملاحظہ کیجیے: ﴿1﴾☜ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیر شریف کو روزہ رکھ کر اپنا یومِ ولادت مناتے رہے۔ آپ بھی یادِ مصطفٰے میں 12 ربیع الاول شریف کو روزہ رکھ لیجیے۔ ﴿2﴾☜ گیارہ کی شام کو ورنہ 12ویں شب کو غسل کیجئے۔ ہو سکے تو اس عیدوں کی عید کی تعظیم کی نیّت سے ضرورت کی تمام چیزیں نئی خرید لیجیے۔ ﴿3﴾☜ جشنِ ولادت کی خوشی میں کوئی بھی ایسا کام مت کیجیے جس سے حقوقُ العباد پامال ہوں۔ ﴿4﴾☜ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں جشنِ ولادت کی خوشی میں سنّتوں کے مطابق زندگی گزارنے کی نیت کر لیجیے۔ ﴿5﴾☜ جشنِ ولادت کی خوشی میں مسجدوں، گھروں اور دکانوں پر سبز سبز پرچم لہرائیے، خوب چراغاں کیجیے لیکن بجلی فراہم کرنے والے ادارے سے رابطہ کر کے جائز ذرائع سے چراغاں کرنے کی ترکیب بنائیے۔ ﴿6﴾☜ جلوس میں حتی الامکان باوضو رہیے اور نمازِ باجماعت کی پابندی کا خیال رکھیے۔[4]

سبق نمبر 17

بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جو سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک دور میں نہ تھا بعد میں کسی نے اس کو شروع

---

1 ... سبل الہدی والرشاد، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء... الخ، 1/363

2 ... الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، 1/222

3 ... الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، 1/230

4 ... مزید معلومات کے لیے امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "صبح بہاراں" کا مطالعہ کیجیے۔

کیا، اب اگر یہ کام شریعت سے ٹکراتا ہے تو اس بدعت کو بدعتِ سَیِّئَہ یعنی بُری بدعت کہتے ہیں، اسی کے بارے میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ یہ مردود ہے اور وہ نیا کام جو قرآن وسنّت کے خلاف نہیں ہے اسکو بدعتِ مُباحہ یا حَسَنَہ یعنی اچھی بدعت کہتے ہیں یعنی حکم کے اعتبار سے مُباح ہے تو مُباحَہ اور مستحسن ہے تو حَسَنَہ بلکہ بعض بدعاتِ حَسَنَہ تو واجِبَہ بھی ہوتی ہیں۔

سوال اچھی بدعت پر عمل کرنا کیسا؟

جواب اچھی بدعت کو بدعتِ حَسَنَہ کہا جاتا ہے اس پر عمل کرنا کبھی واجب، کبھی مستحب ہوتا ہے اور اچھا طریقہ جاری کرنے والا اجر وثواب کا حقدار ہے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: ''جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ آئے گی۔[1]

سوال اچھی بدعت یعنی بدعتِ حَسَنَہ پر کوئی واقعہ بھی ارشاد فرمادیں؟

جواب حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے زمانے تک مسلمان تنہا اکیلے اکیلے نمازِ تراویح پڑھا کرتے تھے، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مسجد کے پاس سے گزرے اور ان کو تنہا تراویح پڑھتے دیکھا تو سب کو ایک جگہ جمع کیا اور تراویح کی جماعت شروع کروائی اور حضرت اُبَیّ بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو ان کا امام مُقرّر کیا اور پھر یہ الفاظ ارشاد فرمائے: نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یعنی یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔[2]

سوال بدعت کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب بدعت کی تین قسمیں ہیں: (1) بدعتِ حَسَنَہ (2) بدعتِ سَیِّئَہ (3) بدعتِ مُباحَہ

بدعتِ حسنہ

وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول وقواعد کے مطابق ہو اور شریعت کی نگاہ میں اس پر عمل کرنا ضروری ہو یا

1 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ۔۔۔ الخ، ص394، الحدیث: 2351

2 ... مشکاۃ، کتاب الصلاۃ، باب قیام شھر رمضان، 1 / 254، حدیث: 1301، ملخصا

بہتر، اس کی دو قسمیں ہیں:

(1) بدعتِ واجبہ جیسے: قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر ردّ کے لئے دلائل قائم کرنا۔

(2) بدعتِ مستحبہ جیسے: مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا جیسے محفلِ میلاد شریف وغیرہ۔

بدعتِ سیّئہ

وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول و قواعد کے مُخالِف ہو، اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(1) بدعتِ محرمہ، جیسے بُرے عقائد۔

(2) بدعتِ مکروہہ، جیسے گناہوں کے نت نئے انداز۔

بدعتِ مُباحہ

وہ بدعت ہے جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور حکمِ شریعت کے خلاف نہ ہو اور کرنے والا ثواب کا حقدار بھی نہ ہو جیسے عمدہ عمدہ کھانے وغیرہ۔

سوال کچھ ایسے معاملات کی مثالیں بیان فرمادیں جو عہدِ رسالت میں نہ تھیں اور مسلمانوں نے بعد میں ایجاد کیں اور اس کو اچھا بھی سمجھتے ہیں؟

جواب اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(1) حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے مبارک زمانے میں ایسا نہیں ہوا تھا۔

(2) قرآنِ پاک کے اوپر نقطے واعراب حجاج بن یوسف کے دور میں لگے ہیں چاروں صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے یہ کام نہیں کیا جو اس نے کروایا اور اس پر کسی عالِم نے انکار بھی نہیں کیا علمائے حق کی اجازت و تحسین کی بناء پر یہ عمل بھی مستحسن ہے۔

(3) مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے محراب بنانا ولید مروانی کے دور میں سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

نے ایجاد کیا تھا۔

(4) چھ کلمے، اس طرح حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدس دور میں مرتب نہ تھے۔ لیکن ان کاموں کو کوئی گناہ نہیں کہتا اور نہ ہی کوئی منع کرتا ہے آخر کیوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں ہے اگرچہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے زمانے میں بعض کام نہیں ہوئے مگر چونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ان سے منع بھی تو نہیں فرمایا ہے، لہٰذا یہ کام کرنا، جائز ہے۔

سبق نمبر18 تقلید کی ضرورت واہمیت

تقلید کے لغوی معنی گلے میں ہار یا کوئی چیز ڈالنا، یا کسی کی پیروی کرنے کے ہیں۔[1] علمائے اصول نے تقلید کی حقیقت بیان کرتے ہوئے اس کی کئی تعریفات ذکر کی ہیں، ان میں سے بعض علمائے اصول کا یہ قول ہے کہ کسی کہنے والے کی بات دلیل جانے بغیر قبول کرنا تقلید کہلاتا ہے۔[2]

احکام کی اقسام

احکام کی دو قسمیں ہیں (1) ایک عقلی (2) اور دوسری شرعی

احکام عقلیہ: عقلی احکام میں تقلید جائز نہیں، جیسے صانعِ عالم (خالقِ کائنات) اور اس کی صفات کی معرفت، اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے سچے ہونے کی معرفت وغیرہ۔[3]

احکام شرعیہ اور اس کے قسمیں

احکام شرعیہ کی دو قسمیں ہیں: (1) پہلی قسم: ضروریاتِ دین، جیسے پانچ نمازیں، روزہ، حج، زکاۃ، اسی طرح زِنا اور شراب کی حرمت وغیرہ کے احکام۔ لہٰذا ان احکام میں تقلید جائز نہیں کیونکہ ان کے جاننے میں سارے لوگ برابر ہیں اس لیے ان احکام میں تقلید کی کوئی ضرورت نہیں۔

---

1 ... القاموس المحیط، باب الدال، فصل القاف، 1/452- غیاث اللغات، باب التاء مع الدال، فصل تائے فوقانی مع قاف، 1/161

2 ... مسلّم الثبوت مع فواتح الرحموت، خاتمہ، فصل التقلید، 2/432

3 ... الفقیہ والمتفقہ، باب الکلام فی التقلید وما یسوغ منہ، 2/128

دوسری قسم: دین کے وہ احکام جنہیں نظر واِستِدلال کے بغیر نہیں جانا جاسکتا، جیسے عبادات، مُعاملات اور نکاح وغیرہ کے فروعی مسائل میں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے، للہٰذا ان مسائل میں تقلید کی جاتی ہے۔[1]

سوال تقلید کی حقیقت اور اس کے ضروری ہونے پر قرآن کریم سے دلائل بیان کر دیجئے؟

جواب قرآنِ پاک میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (پ5، النساء:59)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ (پ11، التوبۃ:122)

ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہو اکہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

احادیث مبارکہ سے دلائل

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے کہ ایک ساتھی کے سر میں پتھر آکر لگا، جس سے اس کا سر شدید زخمی ہو گیا، پھر اسے اسی حالت میں احتلام بھی ہوا، اس نے دیگر ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میرے لیے شریعت میں تیمم کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہماری معلومات کے مطابق آپ تیمم نہیں کر سکتے کیونکہ پانی موجود ہے، سو اس نے غسل کیا جس کے باعث وہ وفات پا گیا، جب ہم نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ انہیں مارے جنہوں نے اسے مار ڈالا! جب انہیں معلوم نہیں تھا تو اہلِ علم سے مسئلہ کیوں نہیں پوچھ لیا کہ مرضِ جہل کا علاج پوچھنے میں ہے۔[2]

---

1 ... الفقیہ والمتفقہ، باب الکلام فی التقلید ومایسوغ منہ، 2/132
2 ... ابوداود، کتاب الطہارۃ، باب فی المجروح یتیمم، 1/154، حدیث:336

حضرت سیدنا حذیفہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ[1] میرے بعد ابو بکر و عمر ہوں گے، ان کی پیروی کرنا۔

تقلید اقوالِ آئمہ کی روشنی میں

علّامہ ابو العباس شہاب الدین قرافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عام آدمی پر معتبر مجتہد کی تقلید واجب ہے۔[2]

علامہ ابن نجیم مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امّت کا اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو حکم چاروں آئمہ کے مذاہب کے خلاف ہو اس پر عمل نہ کیا جائے۔[3]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مذاہبِ حق صرف چار باقی رہ گئے ہیں، لہٰذا اب ان کا اتباع سوادِ اعظم کا اتباع ہے، اور ان سے اختلاف سوادِ اعظم سے اختلاف ہے۔[4]

سوال چاروں آئمّہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں واجب ہے جب چاروں حق پر ہیں تو چاروں کی تقلید کی اجازت ہونی چاہئے جب چاہیں جس امام کی تقلید کریں؟

جواب بلا شبہ چاروں امام (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن) حق پر ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک امام کی پیروی اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر شخص اپنے نفس کی پیروی کرے گا اور جب دل چاہے گا جس امام کا مسئلہ آسان اور نفس کی خواہش کے مطابق اسے محسوس ہو گا اس پر عمل کر لے گا اور یہ شریعتِ مطہرہ کا مذاق اڑانا ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ بعض آئمّہ کے نزدیک حلال اور وہی مسائل بعض آئمّہ کے نزدیک حرام ہیں اور یہ نفس کا پیروکار صبح ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے ایک مسئلہ کو حرام سمجھ کر اس لئے عمل نہ کرے گا کہ اس میں اس کے نفس کا مفاد نہیں ہے اور جب شام کو بلکہ اسی لمحے اس میں اپنا مفاد نظر آئے گا تو دوسرے امام کا مذہب اختیار کرتے ہوئے اسی مسئلہ کو اپنے لئے حلال کر لے گا اور اس طرح فقط خواہشِ نفس کی بنیاد پر احکامِ شرعیہ کو کھیل

---

1 ... ترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب أبی بکر وعمر کلیہما، 5 / 374، حدیث: 3672
2 ... شرح تنقیح الفصول، الباب السادس عشر، الفصل العاشر، ص295
3 ... الاشباہ والنظائر، القاعدۃ الاولی، ص164
4 ... عقد الجید فی أحکام الاجتہاد والتقلید، المقدمۃ، ص41

بنا کر پامال کرتا پھرے گا اس لئے انسان کو خواہشِ نفس پر عمل کرنے کے بجائے دین و شریعت پر عمل کرنے کیلئے کسی ایک امام مجتہد کا مُقلّد ہونا ضروری ہے ورنہ وہ فلاح و ہدایت ہر گز نہ پاسکے گا۔

اس کو ایک دُنیاوی مثال سے یوں سمجھیں کہ اگر کسی منزل پر پہنچنے کے مختلف راستے ہوں تو منزل پر وہی شخص پہنچے گا جو ان میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اور جو کبھی ایک راستہ پر چلے، کبھی دوسرے راستہ پر، پھر تیسرے پر پھر چوتھے پر تو ایسا شخص راستہ ہی ناپتارہ جائے گا کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا یہی حال اس شخص کا ہوگا جو کسی ایک امام کی تقلید کا دامن نہ تھام لے بلکہ کسی مسئلہ میں کبھی کسی امام کی پیروی کرے اور کبھی دوسرے کی، پھر تیسرے کی پھر چوتھے کی تو وہ منزلِ آخرت جو کہ جنّت ہے اس تک نہیں پہنچ سکے گا بلکہ خواہشِ نفس کی خاطر راستہ ہی ناپتارہ جائے گا اور راہِ منزل سے گم ہو کر گمراہی واندھیرے میں جاپڑے گا۔

سوال اگر تقلید ضروری ہے تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے زمانہ میں تقلید کیوں نہیں ہوئی؟

جواب صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں درپیش مسائل سے متعلق نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا حکم پوچھ لیا کرتے تھے اور بسا اوقات جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرنا ممکن نہ ہوتا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ اجتہاد کرکے حکمِ شرعی پر عمل فرماتے تھے۔ اجتہاد کی اصل مشہور حدیث شریف ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں یمن بھیجا تو فرمایا: جب تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلے کروگے، عرض کیا: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ، عرض کیا: تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا، فرمایا: اگر تم رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت میں بھی نہ پاؤ، عرض کیا: اپنی رائے سے قیاس کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، فرماتے ہیں: تب رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا (تھپکی دی) اور فرمایا: شکر ہے اس کا جس نے رسولُ اللہ کے رسول (قاصد) کو اس کی توفیق دی جس سے رسولُ اللہ راضی ہیں۔[1]

مزید مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: صحابۂ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی وہ تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور پیشوا ہیں کہ آئمہ دین امام اعظم ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ وغیرہ

1 ... مشکاۃ، کتاب الامارۃ والقضاء، باب العمل فی القضاء... الخ، 2/14، حدیث: 3737

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ انکی پیروی کرتے ہیں۔

مشکوٰۃ باب فضائل الصحابہ میں ہے: ''اَصۡحَابِیۡ کَالنُّجُوۡمِ فَبِاَیِّہِمۡ اِقۡتَدَیۡتُمۡ اِہۡتَدَیۡتُمۡ'' یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جن کی پیروی کروگے ہدایت پالوگے۔ (1) ''عَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّةِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ'' تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنّت۔ (2)

یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے ہم کسی کے اُمّتی نہیں، کیونکہ ہمارے نبی عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی کے اُمّتی نہ تھے تو اُمّتی نہ ہونا سنّتِ رسول اللہ ہے، اس سے یہ ہی کہا جائے گا کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تو خود نبی ہیں سب آپ کی اُمّت ہیں وہ کس کے اُمّتی ہوتے ہم کو اُمّتی ہونا ضروری ہے ایسے ہی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ تمام کے امام ہیں ان کا کون مسلمان امام ہوتا۔ نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جاوے گا جو دریا سے دور ہو، مکبرین کی آواز پر وہی نماز پڑھے گا جو امام سے دور ہو، لبِ دریا کے کھیتوں کو نہر کی ضرورت نہیں، صفِ اول کے مقتدیوں کو تکبیرین کی ضرورت نہیں، صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ صفِ اوّل کے مقتدی ہیں وہ بلا واسطہ سینۂ پاکِ مصطفےٰ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے فیض لینے والے ہیں ہم چونکہ اس بحر سے دور ہیں لہٰذا کسی نہر کے حاجتمند ہیں، پھر سمندر سے ہزارہا دریا جاری ہوتے ہیں جن سب میں پانی تو سمندر ہی کا ہے مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں کوئی گنگا کہلاتا ہے کوئی جمنا، ایسے ہی حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ رحمت کے سمندر ہیں اس سینہ میں سے جو نہر امام ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے سینہ سے ہوتی ہوئی آئی اسے حنفی کہا گیا جو امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کے سینہ سے آئی وہ مذہبِ مالکی کہلایا، پانی سب کا ایک ہے مگر نام جُدا گانہ اور ان نہروں کی ہمیں ضرورت پڑی نہ کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کو جیسے حدیث کی اسناد ہمارے لئے ہے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کے لئے نہیں۔ (3)

سوال چاروں آئمّہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید اب کیوں نہیں ہوسکتی؟

جواب چاروں آئمّہ میں سے کسی ایک امام کا مُقلّد ہونا ضروری ہے، کیونکہ اب حق انہیں چاروں میں منحصر ہے، کیونکہ ان آئمّہ اربعہ کے اقوال ہی صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں اور صرف انکے مذاہب ہی مُنَقّح ہیں جبکہ سلف میں آئمّہ اربعہ کے علاوہ دیگر مجتہدین کے اقوال نہ تو اسنادِ صحیح کے ساتھ مروی ہیں نہ کتبِ مشہورہ میں جمعیّت کے ساتھ مُدوّن ہیں کہ ان

---

1 ... مشکاۃ، کتاب المناقب، باب مناقب الصحابۃ، 2/414، حدیث: 6018

2 ... مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، 1/53، حدیث: 165

3 ... جاءالحق، حصہ اول، ص 31

پر اعتماد صحیح ہو اور نہ ہی انکے مذاہب مُنَقَّح ہیں اسی وجہ سے صرف آئمّہ اربعہ ہی کے مذاہب لائقِ اعتماد و قابلِ عمل ہیں۔

جیسا کہ علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: "ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ النَّاجِیَۃُ، قَدْ اِجْتَمَعَتِ الْیَوْمَ فِیْ مَذَاھِبَ اَرْبَعَۃٍ وَھُمُ الْحَنَفِیُّوْنَ وَالْمَالِکِیُّوْنَ وَالشَّافِعِیُّوْنَ وَالْحَنْبَلِیُّوْنَ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ وَمَنْ کَانَ خَارِجًا عَنْ ھٰذِہِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ ھٰذَا الزَّمَانِ فَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ وَالنَّارِ"

یعنی اہلِ سنّت کا گروہِ ناجی اب چار مذہب میں مجتمع ہے وہ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی ہیں، ان سب پر اللہ پاک کی رحمت ہو، آج کے دور میں جو ان چار مذاہب سے خارج ہو بدعتی اور جہنمی ہے۔[1]

سبق نمبر 19 پیری مُریدی کی شَرعی حیثیت

سوال بیعت لینا اور بیعت کرنا کیسا ہے؟ نیز پیری مُریدی کی شرعی حیثیت بھی بیان فرما دیجیے۔

جواب بیعت کا لغوی معنٰی بِک جانا اور اِصطلاحِ شرع و تصوّف میں اس کی متعدد صورتیں ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ کسی پیرِ کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے، آئندہ گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اَعمال کا اِرادہ کرنے اور اسے اللہ کریم کی مَعْرِفَت کا ذریعہ بنانے کا نام بیعت ہے۔ یہ سُنَّت ہے، آج کل کے عُرفِ عام میں اسے "پیری مُریدی" کہا جاتا ہے۔ بیعت کا ثبوت قرآنِ کریم میں موجود ہے چُنانچہ پارہ 15 سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 71 میں خدائے پاک کا فرمانِ عالیشان ہے:

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ (پ 15، بنی اسرائیل: 71)

اِس آیتِ مُبارکہ کے تحت مشہور مُفسّر حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِس سے معلوم ہوا کہ دُنیا میں کسی صالح (نیک) کو اپنا امام بنالینا چاہیے شریعت میں "تقلید" کر کے اور طریقت میں "بیعت" کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح (نیک) امام نہ ہو گا تو اس کا امام شیطان ہو گا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور مُریدی سب کا ثبوت

1 ... حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب الذبائح، 4/ 153

ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بیعت بیشک سنَّتِ محبوبہ (پسندیدہ سنَّت) ہے، امام اَجل، شیخ الشُّیوخ شہاب الحق والدین عمر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عوارف شریف سے شاہ ولیُّ اللہ دِہلوی کی ''قولُ الجمیل'' تک اس کی تصریح اور ائمہ واکابر کا اس پر عمل ہے اور ربِّ کریم فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ (پ26، الفتح:10)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اور فرماتا ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پ26، الفتح:18)

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اور بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت ہے، اللہ کریم فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ28، الممتحنۃ:12)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضعِ ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[2]

---

1 ... نورُ العرفان، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ:71

2 ... فتاویٰ رضویہ، 26/586

احادیثِ مُبارَکہ میں بیعت کا ذِکر

سوال کیا احادیثِ مُبارَکہ میں بھی بیعت کا ذِکر آیا ہے؟

جواب جی ہاں! احادیثِ مُبارَکہ میں بھی بیعت کا ذِکر آیا ہے اور یہ بیعت مختلف چیزوں مثلاً کبھی تقویٰ و اِطاعت پر، کبھی لوگوں کی خیر خواہی اور کبھی غیرِ معصیت (یعنی گناہ کے علاوہ) والے کاموں میں اَمیر کی اِطاعت وغیرہ پر ہوا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ دِیگر کاموں پر بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت ہونا ثابت ہے چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عُبادَہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشکل اور آسانی میں، خوشی اور ناخوشی میں خود پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں، سُننے اور اِطاعت کرنے پر بیعت کی اور اس پر بیعت کی کہ ہم کسی سے اس کے اِقتدار کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور ہم جہاں بھی ہوں حق کے سوا کچھ نہ کہیں گے اور اللہ کریم کے بارے میں مَلامت کرنے والے کی مَلامت سے نہیں ڈریں گے۔[1]

حضرتِ سیِّدُنا عُبادَہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور زِنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور جس شخص کو اللہ پاک نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے اسے بے گناہ قتل نہیں کرو گے، تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اَجر اللہ کریم پر ہے اور جس نے ان مُحرَّمات میں سے کسی کا اِرتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی وہ اس کا کفّارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کو کیا اور اللہ کریم نے اس کا پَردہ رکھا تو اس کا مُعامَلہ اللہ کے سِپُرد ہے اگر وہ چاہے تو اسے مُعاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے۔[2]

امام فخرُ الدِّین رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تفسیرِ کبیر میں نقل فرماتے ہیں: جب مکّہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں لَیْلَۃُ الْعَقَبَہ کو 70 صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت کی تو حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اپنے ربِّ کریم کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو شرط چاہیں منوالیں۔

---

1 ... مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء... الخ، ص790، حدیث: 4771

2 ... مسلم، کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاھلہا... الخ، ص725، حدیث: 4461

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تیرے ربِّ کریم کے لیے یہ شرط ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے لیے یہ شرط ہے کہ تم اپنی جانوں اور مالوں کو جن چیزوں سے باز رکھتے ہو ان سے مجھ کو بھی باز رکھنا (یعنی جس طرح اپنی جانوں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح میری حفاظت کرنا) تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب ہم ایسا کرلیں گے تو ہمیں کیا صِلہ ملے گا؟ تو رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ”جنّت۔“ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یہ تو نفع مند بیعت ہے، ہم اس بیعت کو نہ توڑیں گے اور نہ ہی توڑنے کا مُطالبہ کریں گے، اس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی، اللہ کریم اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَؕ﴾ (پ۱۱، التوبۃ:۱۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: بےشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنّت ہے۔[1]

بیعت ہونے کے فَوائد و بَرَکات

سوال بیعت ہونے سے کیا کیا فَوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں؟

جواب کسی پیرِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت ہونے سے پیرِ کامل سے نسبت حاصل ہو جاتی ہے جس کی بدولت باطِن کی اِصلاح کے ساتھ ساتھ نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ پیرِ کامل کی صحبت اور اس کے فَوائد بیان کرتے ہوئے حضرتِ سیِّدُنا فقیہ عبدُالواحد بن عاشر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارفِ کامل کی صحبت اِختیار کرو۔ وہ تمہیں ہلاکت کے راستے سے بچائے گا۔ اس کا دیکھنا تمہیں اللہ پاک کی یاد دِلائے گا اور وہ بڑے نفیس طریقے سے نَفْس کا مُحاسَبہ کراتے ہوئے اور ”خطراتِ قلب“ (یعنی دل میں پیدا ہونے والے شیطانی وَساوس) سے محفوظ فرماتے ہوئے تمہیں اللہ پاک سے ملا دے گا۔ اس کی صحبت کے سبب تمہارے فرائض و نوافل محفوظ ہو جائیں گے۔ ”تصفیۂ قلب“ (یعنی دل کی صفائی) کے ساتھ ”ذِکرِ کثیر“ کی دولت میسر آئے گی اور وہ اللہ پاک سے متعلقہ سارے اُمور میں تمہاری مدد فرمائے گا۔[2]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں سُوال ہوا کہ ”مُرید ہونا واجب ہے یا سنّت؟ نیز مُرید کیوں

1 ... تفسیر کبیر، پ۱۱، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۱۱، 6/150

2 ... آدابِ مرشدِ کامل، ص82

ہوا کرتے ہیں؟ مُرشِد کی کیوں ضرورت ہے اور اس سے کیا کیا فَوائد حاصل ہوتے ہیں؟" تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواباً اِرشاد فرمایا: مُرید ہونا سنَّت ہے اور اس سے فائدہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اِتصالِ مسلسل ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾(پ ۱، الفاتحہ:6) ترجمۂ کنزالایمان: "راستہ ان کا جن پر تونے اِحسان کیا۔" میں اس کی طرف ہدایت ہے، یہاں تک فرمایا گیا: مَنْ لَّا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہُ الشَّیْطٰن جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔[1] صحتِ عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر اِنتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے بَرکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں، قبر میں، حشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے۔[2]

بیعت ہونے کے فَوائد میں سے یہ بھی ہے کہ یہ پیرانِ عظام یا اِن سلسلوں کے اکابرین و بانیان اپنے مُریدین و متعلقین سے کسی بھی وقت غافل نہیں رہتے اور مشکل مقام پر ان کی مدد فرماتے ہیں چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا امام عبدُ الوہاب شعرانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک سب اَئمہ و اولیا و عُلَمائے ربانیین (و مشائخ کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السَّلَام) اپنے پیروکاروں اور مُریدوں کی شفاعت کرتے ہیں، جب ان کے مُرید کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے قبر میں سُوال کرتے ہیں، جب حشر میں اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے اَعمال تولے جاتے ہیں اور جب وہ پلِ صِراط پر چلتا ہے تو ان تمام مَراحل میں وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی بھی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔[3]

مُرید ہونے کا مقصد

سوال مُرید ہونے کا اصل مقصد بھی اِرشاد فرمادیجیے۔

---

1 ... اس کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر بد مذہب فَلاح سے دُور ہلاکت میں چُور ہے، مطلقاً بے پیرا ہے اور اِبلیس اس کا پیر، اگر چہ بظاہر کسی انسان کا مُرید ہو بلکہ خود پیر بنے راہِ سلوک میں قدم رکھے نہ رکھے ہر طرح لَا یُفْلِحُ وَشَیْخُہُ الشَّیْطَان (فلاح نہیں پائے گا اور اس کا پیر شیطان ہے۔) کا مِصداق ہے۔ سُنّی صحیح العقیدہ کہ راہِ سلوک نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان، بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مُرید ہو اس کا مُرید ہے ورنہ مُرشدِ عام کا۔ (یعنی کَلَامُ اللہ و کلامِ الرسول و کلامِ ائمہ شریعت و طریقت و کلامِ علمائے دینِ اہلِ رُشد و ہدایت ہے اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلامِ علماء، علماء کا رہنما کلامِ ائمہ، ائمہ کا مُرشد کلامِ رسول، رسول کا پیشوا کلامُ اللہِ جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔)

(فتاویٰ رضویہ، 21/505-519)

2 ... فتاویٰ رضویہ، 26/570 ملتقطا

3 ... میزانُ الکبریٰ، 1/65

جواب مُرید ہونے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اِنسان مُرشِدِ کامل کی رہنمائی اور باطنی توجّہ کی بَرَکت سے سیدھے راستے پر چل کر اپنی زندگی شریعت وسنَّت کے مطابق گزار سکے اور اگر راہِ باطن و معرِفت پر چلنا ہو تو پھر بیعت ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ راستہ اِنتہائی کٹھن اور باریک ہے جسے بغیر کسی رہبر کے طے کرنا اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنا ہے لہٰذا اس راستے کو کامیابی و کامرانی کے ساتھ طے کرنے کے لیے اِنسان کو مُرشِدِ کامل کی ضَرورت ہوتی ہے۔ حُجَّۃُ الْاِسْلَام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُرید کو کسی مُرشِد و اُستاد کی حاجت ہوتی ہے جو اس کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرے کیونکہ دِین کا راستہ اِنتہائی باریک ہے جبکہ اس کے مقابلے میں شیطانی راستے بکثرت اور نمایاں ہیں تو جس کا کوئی مُرشد نہ ہو جو اس کی تربیت کرے تو یقیناً شیطان اسے اپنے راستے کی طرف لے جاتا ہے۔ جو پُرخطر وادیوں میں بغیر کسی کی رہنمائی کے چلتا ہے وہ خود کو ہلاکت پر پیش کرتا ہے جیسے خود بخود اُگنے والا پودا جلد ہی سُوکھ جاتا ہے اور اگر وہ لمبے عرصے تک باقی بھی رہے تو اس کے پتے تو نکل آئیں گے لیکن وہ پھل دار نہیں ہوگا۔ مُرید پر ضَروری ہے کہ وہ مُرشِد کا دَامن اس طرح تھام لے جس طرح اَندھا نہر کے کنارے اپنی جان نہر پار کرانے والے کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی اِتباع میں کسی قسم کی مخالفت نہیں کرتا اور نہ ہی اسے چھوڑتا ہے۔ [1]

مُرشِدِ کامل کیلئے چار شَرائط

سوال مُرشِدِ کامل کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا دُرست ہو اس کی کیا شَرائط ہیں؟

جواب مُرشِدِ کامل کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا دُرست ہو اس کی شَرائط بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بیعت لینے اور مسندِ اِرشاد پر بیٹھنے کے لئے چار شَرطیں ضَروری ہیں: ایک یہ کہ سُنّی صحیحُ العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ دوسری شرط ضَروری علم کا ہونا، اس لئے کہ بے علم خُدا کو پہچان نہیں سکتا۔ تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسِق کی توہین واجب ہے اور مُرشِد واجبُ التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی۔ چوتھی اجازتِ صحیح متَّصِل ہو جیسا کہ اس پر اہلِ باطن کا اِجماع ہے۔ جس شخص میں اِن شَرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس کو پیر نہیں

---

1 ... احیاءُ العلوم، کتاب ریاضۃ النفس و تہذیب الاخلاق، بیان شروط الارادۃ... الخ، 3/ 93

پکڑنا چاہئے۔[1]

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب مُرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں، ورنہ اگر (کسی ایسے کو پیر بنالیا جو) بدمذہب ہوا تو اِیمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا اِبلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست[2]

(یعنی کبھی اِبلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے۔)

خط یا ٹیلیفون کے ذریعے بیعت

سوال کیا خط، ٹیلیفون یا اِجتماعِ عام میں لاؤڈ اسپیکر کے ذَریعے بیعت ہو سکتی ہے؟

جواب اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بذریعۂ قاصِد (نمائندہ) یا خط مُرید ہو سکتا ہے۔[3] جب نُمائندے یا خط کے ذَریعے مُرید ہو سکتا ہے تو ٹیلی فون اور لاؤڈ اسپیکر پر تو بدرجۂ اَولیٰ بیعت ہو سکتی ہے۔

سابقہ مُرشِد سے تجدیدِ بیعت

سوال اگر کسی سے کُفر سرزد ہو گیا ہو تو اسے اپنے کُفر سے توبہ کرنے کے بعد اپنے سابِقہ مُرشِد سے ہی تجدیدِ بیعت کرنا ضَروری ہے؟

جواب کُفر بکنے سے جس طرح پچھلے تمام نیک اَعمال مثلاً نَماز، روزہ اور حج وغیرہ ضائع ہو جاتے ہیں ایسے ہی بیعت بھی ختم ہو جاتی ہے، توبہ کرنے کے بعد سابقہ مُرشِد یا کسی بھی جامع شرائط پیر کا مُرید ہوا جاسکتا ہے، سابقہ مُرشِد سے ہی بیعت کرنا ضَروری نہیں۔[4]

دوسروں کو اپنے پیر کی بیعت کی ترغیب دِلانا کیسا؟

سوال زید کو اپنے پیر صاحِب سے بَہُت عقیدت ہے لہٰذا جو کسی کے مُرید نہیں ہیں وہ اُنہیں اپنے پیر صاحب سے بیعت

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 21/491-492

2 ... بہارِ شریعت، 1/277، حصہ: 1

3 ... فتاویٰ رضویہ، 26/585

4 ... پیری مریدی کی شرعی حیثیت، ص16

ہونے کی ترغیب دِلاتا ہے۔ بکر اس پر زید کو بُرا بھلا کہتا ہے اور اِعتراض کرتا ہے کہ ترغیب نہ دِلاؤ جسے مُرید ہونا ہوگا وہ خود ہی ہو جائے گا۔ دونوں میں حق بجانِب کون ہے؟

جواب پیر اُمورِ آخِرت کے لیے بنایا جاتا ہے تاکہ اُس کی رہنمائی اور باطنی توجّہ کی بَرَکت سے مُرید اللہ اور اس کے پیارے رسُول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضی والے کاموں سے بچتے ہوئے اپنی زندگی کے شب و روز گزار سکے۔ اب غور کر لیا جائے کہ یہ بات نیکی ہے یا بدی؟ اگر نیکی ہے اور یقیناً نیکی ہے تو اس کی ترغیب دِلانے والا نیکی کی دعوت دینے والا ہوا اور اس کا یہ فعل حکمِ قرآنی﴿ وَتَعَاوَنُوْاعَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾(پ6، المائدۃ:2)ترجمۂ کنزالایمان: "اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔" میں داخل ہے لہٰذا زید ثواب کا مُستحق ہے۔ اگر اس کے ترغیب دِلانے پر کوئی مُرید ہو کر نیکی کے راستے پر گامزن ہو گیا تو اِنْ شَآءَ اللہ زید کے لیے ثوابِ جارِیہ کا سامان ہو گا۔[1]

مُرید ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیر کا مُرید ہونا

سوال ایک پیر کے مُرید ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیر سے بھی مُرید ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کسی دوسرے پیر صاحب سے طالِب ہونا کیسا ہے؟

جواب ایک پیر کے مُرید ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیر سے مُرید نہیں ہو سکتے چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا علی بن وفاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس طرح جہان کے دو معبود نہیں، ایک شخص کے دو دِل نہیں، عورت کے بیک وقت دو شوہر نہیں اسی طرح مُرید کے دو شیخ نہیں۔[2] البتہ دوسرے جامع شرائط پیر سے بیعتِ برکت کرتے ہوئے طالِب ہونے میں حرج نہیں ہے۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص کسی شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہو چکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہیے۔ اکابرِ طریقت فرماتے ہیں: "لَا یُفْلِحُ مُرِیْدٌ بَیْنَ شَیْخَیْنِ جو مُرید دو پیروں کے دَرمیان مشترک ہو وہ کامیاب نہیں ہوتا۔" خصوصاً جبکہ اس سے کُشُودِ کار (یعنی مطلب کا حصول) بھی ہو چکا ہو، حدیث میں اِرشاد ہوا: مَنْ رُزِقَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْہُ جسے اللہ پاک کسی شے میں رزق دے وہ اس

1 ... پیری مریدی کی شرعی حیثیت، ص17
2 ... المننُ الکبریٰ، الباب الثامن، ص346

کولازم پکڑے۔[1] دوسرے جامع شرائط سے طلبِ فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلۂ صریحہ کا ہو مگر اپنی اِرادت شیخِ اوّل ہی سے رکھے اور اس سے جو فیض حاصل ہو اسے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے۔[2]

ہاں! اگر کوئی سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو تو اسے کسی اور سے طالب ہونا ضروری نہیں کیونکہ سلسلۂ عالیہ قادریہ تمام سَلاسِل سے اَفضل ہے اور تمام سَلاسِل اسی کی طرف راجع ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ان (یعنی خاندانِ مداریہ والوں) سے طالِب ہونا ہرگز کچھ ضرور نہیں، بلکہ جب اَفضلُ السَّلَاسِل سلسلہ علیہ، عالیہ، صحیحہ، مُتّصِلہ، قادریہ، طیبہ میں شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر فخر بیعت نصیب ہو چکا ہے تو اسے دوسری طرف اصلاً توجہ و پریشان نظر ہی نہ چاہئے۔[3] اللہ پاک ہمیں اپنے پیر و مرشد کا ہمیشہ وفادار بنائے اور انہیں راضی رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پیر و مُرشد سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ

سوال فیض کسے کہتے ہیں؟ نیز پیر و مُرشِد سے فیض حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب فیض کی تعریف کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: فیض بَرکات اور نورانیت کا دوسرے پر اِلقاء فرمانا ہے۔[4] فیض حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مُرید اپنے پیر و مُرشد سے کامل مَحبّت کرے۔ اُس کے اَحکام بجا لائے اور ہر وہ جائز کام کرے جس سے وہ خوش و راضی ہو۔ اُس کی کامل تعظیم و توقیر کرے اور اپنے اَقوال و اَفعال و حرکات و سکنات میں اُس کی ہدایات کے مطابق (جو شریعت کے خلاف نہ ہوں) پابند رہے تاکہ اُس سے فُیوض و بَرکات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

پیر و مُرشِد سے فیض حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مُرید ہمیشہ اپنے آپ کو کمالات سے خالی سمجھے اگرچہ کتنا ہی علم و فضل والا کیوں نہ ہو کہ کچھ ہونے کی سمجھ انسان کو کہیں کا نہیں رہنے دیتی چنانچہ حضرتِ سیّدُنا شیخ سعدی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کے فرمان کا خُلاصہ ہے: بھر لینے والے کو چاہیے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا اِرادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا

---

1 ... شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، 2/89، حدیث: 1241

2 ... فتاویٰ رضویہ، 26/579

3 ... فتاویٰ رضویہ، 26/557-558

4 ... فتاویٰ رضویہ، 26/564

ہوا ہو مگر کمالات کو دروازے پر ہی چھوڑ دے (یعنی عاجزی اختیار کرے) اور یہ خیال کرے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا تو یاد رہے کہ بھرے برتن میں کوئی اور چیز نہیں ڈالی جاسکتی۔[1]

اللہ کریم ہمیں اَولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کی سچی محبت نصیب کرے اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم۔

مُرید اور طالِب میں فرق

سوال مُرید اور طالِب میں کیا فرق ہے؟

جواب مُرید اور طالِب میں فرق بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فتاویٰ رضویہ، جلد 26 صفحہ 558 پر فرماتے ہیں: مُرید غلام ہے اور طالِب وہ کہ غیبتِ شیخ (یعنی مُرشِد کی غیر موجودگی) میں بضرورت یا باوجودِ شیخ کسی مَصْلِحَت سے، جسے شیخ جانتا ہے یا مُریدِ شیخ غیر شیخ سے اِستفادہ کرے۔ اسے جو کچھ اس سے حاصل ہو وہ بھی فیضِ شیخ ہی جانے۔[2]

اَسپیکر پر بیعت کا شَرعی حکم

سوال کیا ہاتھ میں ہاتھ دیئے بغیر اَسپیکر پر بیعت دُرُست ہے؟ جس نے اَسپیکر پر بیعت کی کیا وہ مُرید ہوا؟ نیز اُسے بیعت کی بَرَکتیں ملیں گی یا نہیں؟

جواب ہاتھوں میں ہاتھ دیئے بغیر اَسپیکر، خَط وکتابت، ٹیلی فون، اِنٹرنیٹ اور قاصِد وغیرہ کے ذَریعے بیعت کرنا دُرُست ہے۔ اِسی طرح کے ایک سُوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: بیعت بذریعہ خط و کتابت بھی ممکن ہے۔ یہ (بیعت ہونے والا) اسے (پیر صاحب کو) دَرخواست لکھے وہ قبول کرے اور اپنے قبول کی اس دَرخواست دِہندہ (یعنی بیعت ہونے والے) کو اِطّلاع دے اور اس کے نام کا شجرہ بھی بھیج دے (تو یہ) مُرید ہو گیا کہ اصل اِرادت فعلِ قلب ہے (یعنی اصل بیعت ہونا دِلی اِرادے کا نام ہے)۔[3] مزید ایک اور جگہ اِرشاد فرماتے

---

1 ... بوستانِ سعدی، ص140

2 ... پیری مُریدی کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے دعوتِ اسلامی کے مکتبۃُ المدینہ کی 275 صفحات کی کتاب ”آدابِ مُرشدِ کامل“ کا مطالعہ کیجیے۔

3 ... فتاویٰ رضویہ، 26/568

ہیں: بذریعہ قاصِد یا خَط مُرید ہو سکتا ہے۔[1] معلوم ہوا کہ اَصل بیعت دِلی اِرادے کا نام ہے، جب یہ خَط وکتابت اور قاصِد کے ذَریعے ہو سکتی ہے تو پھر اَسپیکر کے ذَریعے بَدَرَجۂ اَولیٰ ہو سکتی ہے، کیونکہ اَسپیکر پر بیعت کرنے والا دِلی اِرادے کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی اِقرار کرتا ہے۔ جب اَسپیکر پر بیعت دُرُست ہوئی تو مُرید ہونا بھی دُرُست ہوا اور اِنْ شَآءَاللّٰہ بیعت کی بَرکتیں بھی ضَرور ملیں گی۔

مُرید ہونے کیلئے ہاتھوں میں ہاتھ دینا شَرط نہیں

یاد رکھیے! مُرید ہونے کے لیے ہاتھوں میں ہاتھ دینا شَرط نہیں، اس کے بغیر بھی مُرید ہو سکتے ہیں۔ "ہاتھوں میں ہاتھ دینا" یہ مُحاورے کے طور پر بھی اِستعمال ہوتا ہے جیسا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول میں بولا جاتا ہے "ہاتھوں ہاتھ مَدَنی قافلے میں سفر کریں" تو اس سے مُراد یہ نہیں ہوتی کہ ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر سفر کریں بلکہ یہ مُراد ہوتی ہے کہ بلا تاخیر ابھی سفر کریں۔ اسی طرح "ہاتھ میں ہاتھ دینے" سے مُراد مُرید ہونا بھی ہوتا ہے، جیسا کہ بَرادرِ اعلیٰ حضرت، شہنشاہِ سخن، اُستاذِ زَمن حضرتِ مولانا حسن رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارگاہِ غوثیتِ مآب میں عرض کرتے ہیں:

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے　　ترے ہاتھ ہے لاج یا غوثِ اعظم[2]

اِس شعر کے پہلے مِصرعے "تیرے ہاتھ میں ہاتھ" سے ظاہری طور پر ہاتھ میں ہاتھ دینا مُراد نہیں بلکہ مُرید ہونا مُراد ہے، ایسے ہی دوسرے مِصرعے میں "تیرے ہاتھ ہے لاج" سے مُراد بَھرم رکھنا ہے کیونکہ لاج کوئی مادی چیز نہیں جسے ہاتھ میں پکڑا جا سکے۔

وَکیل کے ذَریعے بیعت

سوال: وَکیل کے ذَریعے بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: وَکیل کے ذَریعے بھی بیعت ہو سکتی ہے کیونکہ وَکالَت کا معنیٰ ہوتا ہے جو تَصَرُّف بندہ خود کرتا ہو اس میں کسی دوسرے کو اپنا نائِب مُقرَّر کر دے اور یہ کتاب وسنَّت اور اِجماعِ اُمَّت سے ثابِت ہے: چنانچہ

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 585/26

2 ... ذوقِ نعت، ص180

صَدرُ الشَّریعہ، بَدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وَکالت کے جَواز پر اِجماعِ اُمَّت بھی مُنعَقِد لہٰذا کتاب و سُنَّت و اِجماع سے اس کا جَواز ثابِت۔ وَکالَت کے یہ معنٰی ہیں کہ جو تَصَرُّف خود کرتا اُس میں دوسرے کو اپنے قائِم مقام کر دینا۔[1] اگر پیر صاحِب نے کسی کو اپنا وَکیل بنایا ہو کہ تم جس کو چاہو میرا مُرید بنا سکتے ہو تو وہ وَکیل بھی لوگوں کو پیر صاحب کے سلسلے میں داخِل کر سکتا ہے اور یہ شَرعاً بھی جائز ہے۔ وَکیل کے ذَریعے بیعت کر کے کسی پیر صاحِب کا مُرید ہونے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے خود بَراہِ راست پیر صاحِب سے بیعت کی ہو۔

....،....،....،....

[1] ... بہارِ شریعت، 2/ 974، حصّہ: 12
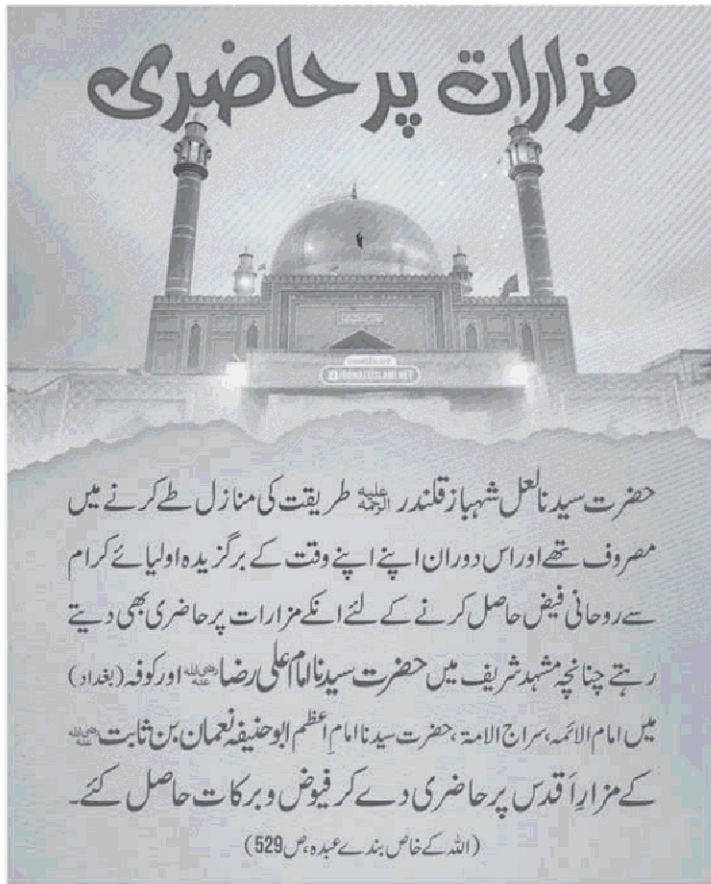
تیسرا باب
عبادات
اس باب میں آپ جانیں گے
1 نجاستوں کا بیان
2 نماز کا بیان
3 امام مسجد کو کیسا ہونا چاہیے؟
4 نمازِ جنازہ کا بیان
5 زکوۃ کا بیان
6 حج وعمرہ کا بیان

سبق نمبر1 طہارت کا بیان

پاکیزگی اور پاکیزہ لوگ اللہ پاک کو پسند ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ (پ11، التوبۃ:108) تَرجَمۂ کنزالایمان: ”اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔“ اس کے ساتھ ہی ناپاکی کو اتنا ناپسند کیا گیا کہ بغیر وضو قرآنِ پاک کو ہاتھ تک لگانے سے منع فرمادیا گیا، چنانچہ ارشاد ہوا: لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (پ27، الواقعۃ:79) تَرجَمۂ کنزالایمان: ”اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔“

سوال احادیثِ مبارکہ میں صفائی کی کیا اہمیت بیان ہوئی ہے؟

جواب احادیثِ مبارکہ میں صفائی ستھرائی کی بہت زیادہ اہمیت بیان ہوئی ہے اس کے متعلق 3 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے:

(1) ارشاد فرمایا: ”طہارت نِصف ایمان ہے۔“[1]

(2) ارشاد فرمایا: بے شک اسلام صاف ستھرا (دین) ہے تو تم بھی صفائی ستھرائی حاصل کیا کرو، کیونکہ جنت میں صاف ستھرا رہنے والا ہی داخل ہوگا۔[2]

(3) ارشاد فرمایا: جو چیز تمہیں مل جائے اس سے صفائی ستھرائی حاصل کرو، اللہ کریم نے اسلام کی بنیاد صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں صاف ستھرے رہنے والے ہی داخل ہوں گے۔[3]

سوال طہارت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب طہارت کی دو قسمیں ہیں: (1) طہارتِ صُغریٰ (2) طہارتِ کُبریٰ۔ طہارتِ صُغریٰ سے مراد وضو اور طہارتِ کُبریٰ سے مراد غسل ہے۔[4]

سوال ہر شخص کو طہارت کے کس قدر مسائل واحکام سیکھنا ضروری ہیں؟

---

1 ... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، ص115، حدیث:534

2 ... کنز العمال، کتاب الطہارۃ، باب فی فضل الطہارۃ، جز9، 5/123، حدیث:25996

3 ... جمع الجوامع، 4/115، حدیث:10624

4 ... بہارِ شریعت، 1/282، حصہ:2

جواب: ہر عاقِل وبالغ مسلمان مرد وعورت کے لیے طہارت کے وہ اَحکام سیکھنے فرض عین ہیں جن سے نَماز دُرُست ہو سکے۔(1)

سوال: طہارت کے بغیر نَماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: بلاعذر جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کُفر ہے جبکہ اسے جائز سمجھے یا اِستِہزاءً(یعنی مذاق اُڑاتے ہوئے) یہ فعل کرے۔(2)

سوال: وہ طہارت جو نَماز کی شَرط ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ نمازی کا بدن، اس کے کپڑے اور وہ جگہ جہاں نماز پڑھنی ہے نَجاست سے پاک ہو۔(3)

سوال: مشکوک پانی سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد وہ پانی ہے جس کے وضو کے قابل ہونے میں شک ہو، گدھے، خچر کا جُوٹھا مشکوک ہے، لہٰذا اس سے وُضو نہیں ہو سکتا کیونکہ بے وضو ہونا یقینی ہے اور یقینی ناپاکی مشکوک چیز سے زائل نہیں ہو سکتی۔(4)

سوال: مشکوک پانی کا حکم بیان کیجئے؟

جواب: اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک سے وُضو وغُسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وُضو وغُسل کرلے اور تیمم بھی اور بہتر یہ ہے کہ وُضو پہلے کرلے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تیمم کیا پھر وُضو جب بھی حَرَج نہیں اور اس صورت میں وُضو اور غسل میں نیت کرنی لازمی ہے اور اگر وُضو کیا اور تیمم نہ کیا یا تیمم کیا اور وُضو نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔(5)

سوال: کیا طہارت کے بعد بچ جانے والے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟

جواب: طہارت کے بچے ہوئے پانی سے وُضو کرسکتے ہیں، بعض لوگ جو اس کو پھینک دیتے ہیں یہ نہ چاہیے(یعنی ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا) اِسراف میں داخل ہے۔(6)

---

1. ... نجاستوں کا بیان مع کپڑے پاک کرنے کا طریقہ، ص1
2. ... منح الروض الازہر، ص172
3. ... شرح وقایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب شروط الصلوٰۃ، الجزء الاول، 1/156
4. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، 1/24 ماخوذ از بہار شریعت، 1/343، حصہ 2
5. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، 1/24
6. ... فتاوی رضویہ، 4/575 ماخوذا

سوال وہ کونسا حوض ہے جو مکمل بھرا ہو تو ناپاک ہے لیکن کم بھرا ہو تو پاک ہے؟

جواب کوئی حوض ایسا ہے کہ اُوپر سے تنگ اور نیچے کُشادہ ہے یعنی اوپر دَہ در دَہ (یعنی سو ہاتھ / پچیس گز / دوسو پچیس فُٹ) نہیں اور نیچے دَہ در دَہ یا زیادہ ہے اگر ایسا حوض اوپر تک بھرا ہوا ہو اور نَجاست پڑے تو ناپاک ہے، پھر اگر اُس کا پانی گھٹ گیا اور وہ دَہ در دَہ ہو گیا تو پاک ہو گیا۔[1]

سوال ناپاک کارپیٹ (CARPET) کو کیسے پاک کیا جائے؟

جواب کارپَیٹ کا ناپاک حصّہ ایک بار دھو کر لٹکا دیجئے یہاں تک کہ پانی ٹپکنا مَوقوف ہو جائے پھر دوبارہ دھو کر لٹکایئے حتّٰی کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر تیسری بار اِسی طرح دھو کر لٹکا دیجئے جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے گا تو کارپیٹ پاک ہو جائے گا۔ چٹائی، چمڑے کے چپل اور مٹّی کے برتن وغیرہ جن چیزوں میں پتلی نَجاست جَذب ہو جاتی ہو اِسی طریقے پر پاک کیجئے۔[2]

سوال دوسرے کے کپڑے پر نجاست لگی دیکھی تو کیا کیا جائے؟

جواب کسی دوسرے مسلمان کے کپڑے میں نَجاست لگی دیکھی اور غالِب گُمان ہے کہ اس کو خبر کرے گا تو پاک کر لے گا تو خبر کرنا واجِب ہے۔(ایسی صورت میں خبر نہیں دے گا تو گنہگار ہو گا)۔[3]

سوال امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے طہارت کے کتنے مراتب بیان فرمائے ہیں؟

جواب حُجۃ الاسلام امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: طہارت کے 4 مراتب ہیں: (1) اپنے ظاہر کو احداث (یعنی ناپاکیوں اور نجاستوں) سے پاک کرنا (2) اعضا کو جرائم اور گناہوں سے پاک کرنا (3) اپنے دل کو بُرے اخلاق سے پاک کرنا اور (4) اپنے باطن کو اللہ پاک کے غیر سے پاک رکھنا۔[4]

سوال دل کی طہارت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: ظاہِری وُضو کر لینے والے کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دل کی طہارت (یعنی صفائی) توبہ کرنے اور گناہوں کو چھوڑنے اور عمدہ اخلاق اپنانے سے ہوتی ہے۔ جو شخص دل کو گناہوں

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، 1/19

2 ... اسلامی بہنوں کی نماز، ص263

3 ... بہارِ شریعت، 1/405، حصہ:2

4 ... لباب الاحیاء، الباب الثالث فی اسرار الطہارۃ، ص47

کی آلودگیوں سے پاک نہیں کرتا فقط ظاہری طہارت (یعنی صفائی) اور زیب وزینت پر اِکتفا کرتا ہے اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو بادشاہ کو مدعو کرتا ہے اور اپنے گھر بار کو باہر سے خوب چمکاتا ہے اور رنگ وروغن کرتا ہے مگر مکان کے اندرونی حصّے کی صفائی پر کوئی توجُّہ نہیں دیتا۔ پھر جب بادشاہ اُس کے مکان کے اندر آکر گندگیاں دیکھے گا تو وہ ناراض ہوگا یا راضی یہ ہر ذی شعور خود سمجھ سکتا ہے۔[1]

سوال گھر سے وضو کرکے فرض نماز کے لئے مسجد میں جانے والے کا کیا انعام ہے؟

جواب حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ دوجہان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر میں طہارت (یعنی وضو وغسل) کرکے فرض ادا کرنے کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور دوسرے پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔[2] اور ایک حدیث شریف میں یہ فرمایا: جو طہارت کرکے اپنے گھر سے فرض نماز کے لیے نکلا اس کا اجر ایسا ہے جیسا احرام والے حاجی کا۔[3]

سوال رات میں اٹھ کر طہارت کرکے دعا مانگنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میرا جو اُمتی رات کو بیدار ہوکر خود کو طہارت کی طرف مائل کرتا ہے حالانکہ اس پر شیطان گرہیں لگا چکا ہوتا ہے، جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ایک گِرہ کھل جاتی ہے، جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو دوسری گِرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو تیسری گِرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ پاؤں دھوتا ہے تو چوتھی گِرہ کھل جاتی ہے تب اللہ کریم حجاب کے پیچھے موجود فرشتوں سے فرماتا ہے: "دیکھو میرے اس بندے کو جو خود کو مجھ سے سوال کرنے پر مائل کرتا ہے یہ بندہ مجھ سے جو کچھ مانگے گا وہ اسے عطا کیا جائے گا۔"[4]

سبق نمبر2 نجاستوں کا بیان

نجاست کی اقسام واحکام

سوال نجاست کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

---

1. ۔۔۔ احیاء علوم الدین، کتاب الطہارۃ، القسم الثانی فی طہارۃ الاحداث، 1/185، ماخوذا
2. ۔۔۔ مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الصلوۃ تمحی بہ۔۔۔ الخ، ص263، حدیث:1521
3. ۔۔۔ ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل المشی الی الصلوۃ، 1/331، حدیث:558
4. ۔۔۔ ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، 2/194، حدیث:1049

جواب نجاست کی دو قسمیں ہیں:(1) نجاستِ حقیقیہ (2) نجاستِ حکمیہ۔[1]

سوال نجاستِ حقیقیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب نجاستِ حقیقیہ وہ ناپاک چیز ہے جو کپڑے یا بدن وغیرہ پر لگ جائے تو ظاہر طور پر معلوم ہو جاتی ہے جیسے پاخانہ پیشاب وغیرہ۔

سوال نجاستِ حکمیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب نجاستِ حکمیہ وہ ہے جو نظر نہیں آتی یعنی صرف شریعت کے حکم سے اسے ناپاکی کہتے ہیں جیسے بے وُضو ہونا یا غسل کی حاجت ہونا۔

سوال نجاستِ حقیقیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب نَجاستِ حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں:(۱) نَجاستِ غَلِیظہ (2) نَجاستِ خفیفہ۔[2]

سوال نجاستِ غلیظہ کسے کہتے ہیں؟

جواب انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجِب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے وغیرہ۔[3]

سوال نجاستِ غلیظہ کا حکم بیان کیجئے؟

جواب نَجاستِ غَلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک دِرہَم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بغیر پاک کئے اگر نَماز پڑھ لی تو نَماز نہ ہو گی اور اس صورت میں جان بوجھ کر نَماز پڑھنا سخت گناہ ہے اور اگر دِرہَم کے برابر کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی ہو تو اس کا پاک کرنا واجِب ہے اگر بغیر پاک کئے نَماز پڑھ لی تو نماز مکروہِ تحریمی ہو گی اور ایسی صورت میں کپڑے یا بدن کو پاک کر کے دوبارہ نَماز پڑھنا واجب ہے،(اور اگر) درہم سے کم کپڑے یا بدن پر لگی ہوئی ہے تو اس کا پاک کرنا سُنّت ہے اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی، مگر خلافِ سنّت، ایسی نماز کو دہرا لینا بہتر ہے۔[4]

---

1 ... مجمع الانہر، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/86
2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، 1/45
3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، 1/46
4 ... بہار شریعت، 1/389، حصہ 2

سوال نَجاست کا ایک درہم کی مقدار ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب نَجاستِ غَلیظہ کا دِرہَم یا اس سے کم یا زیادہ ہونے سے مُراد یہ ہے کہ نَجاستِ غَلیظہ اگر گاڑھی ہو مثلاً پاخانہ، لِید وغیرہ تو دِرہَم سے مُراد وَزن میں ساڑھے چار ماشہ (یعنی 4.374 گرام) ہے، لہٰذا اگر نَجاست دِرہم سے زیادہ یا کم ہے تو اس سے مُراد وَزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم یا زیادہ ہونا ہے اور اگر نَجاستِ غَلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو دِرہم سے مُراد لمبائی چوڑائی ہے یعنی ہتھیلی کو خوب پھیلا کر ہموار رکھئے اور اس پر آہستگی سے اِتنا پانی ڈالئے کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے، اب جتنا پانی کا پھیلاؤ ہے اُتنا بڑا دِرہم سمجھا جائے گا۔[1]

سوال اگر کپڑے یا بدن پر چند مقامات پر ایک درہم سے کم نجاست لگی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ دِرہم کے برابر نہیں، مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد۔[2]

سوال مچھلی، مچھر یا مکھی وغیرہ کا خون اگر کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹمل اور مچھر کا خون اور خچر اور گدھے کا لُعاب اور پسینہ پاک ہے۔[3]

سوال بلی اگر پانی میں منہ ڈال دے تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب گھر میں رہنے والے جانور جیسے بِلّی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جھوٹا مکروہ ہے۔[4]

سوال کتے کا لُعاب کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب کتے کا لُعاب ناپاک ہے۔[5]

سوال اگر جسم یا کپڑے سے کتا چھو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب کتا بدن یا کپڑے سے چُھو جائے تو اگرچِہ اس کا جسم تر ہو بدن اور کپڑا پاک ہے، ہاں اگر اس کے بدن پر نَجاست

---

1 ... بہار شریعت، 1/389، حصہ:2

2 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، مطلب اذا صرح... الخ، 1/582

3 ... بہار شریعت، 1/392، حصہ:2

4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، الفصل الثانی، 1/24

5 ... رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی السؤر، 1/425

لگی ہو تو اور بات ہے یا اس کا لُعاب لگے تو ناپاک کر دے گا۔[1]

سوال جن جانوروں کا جوٹھا ناپاک ہے ان کے پسینہ کا کیا حکم ہے؟

جواب جس کا جوٹھا ناپاک ہے اُس کا پسینہ اور لُعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جُوٹھا پاک اس کا پسینہ اور لُعاب بھی پاک اور جس کا جُوٹھا مکروہ اس کا لُعاب اور پسینہ بھی مکروہ۔[2]

سوال کن پرندوں کی بیٹ پاک ہے؟

جواب جو پرندے حلال اُونچے اُڑتے ہیں جیسے کبوتر، مینا، مرغابی، ان کی بیٹ پاک ہے۔[3]

سوال کیا دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے؟

جواب جی نہیں، ایک دن کے دودھ پیتے بچے کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جس طرح عام لوگوں کا۔[4]

سوال انسانی جسم سے نکلنے والی رَطوبت کب پاک ہے؟

جواب: جو رَطوبَت انسانی بدن سے نکلے اور وُضو نہ توڑے وہ نجس نہیں۔ مَثَلاً خون یا پیپ بہہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے کہ منہ بھر نہ ہو پاک ہے۔[5] خارِش یا پھُڑیوں میں اگر بہنے والی رَطوبت نہ ہو صِرف چِپک ہو اور کپڑا اس سے بار بار چھو کر چاہے کتنا ہی سَن جائے پاک ہے۔[6]

سوال مختلف جانوروں کے پیشاب اور ان کی بِیٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب جن جانوروں کا گوشت حلال ہے (جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا) ان کا پیشاب، نیز گھوڑے کا پیشاب اور جس پرندے کا گوشت حرام ہے، خواہ شکاری ہو یا نہیں (جیسے کوّا، چیل، شِکرہ، باز) اس کی بِیٹ نَجاستِ خفیفہ ہے۔[7]

سوال نجاستِ خفیفہ کا حکم بتایئے؟

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، 1/ 48

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثالث فی المیاہ، 1/ 23، بہارِ شریعت، 1/ 344، حصہ:2

3 ... بہارِ شریعت، 1/ 391، حصہ:2

4 ... درمختار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/ 574

5 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی حکم کی الحمصۃ، 1/ 294

6 ... بہارِ شریعت، 1/ 310، حصہ:2

7 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، 1/ 46

جواب نَجاستِ خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصّے یا بدن کے جس عُضْو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے تو مُعاف ہے، مثلاً آستین میں نَجاستِ خفیفہ لگی ہوئی ہے تو اگر آستین کی چوتھائی سے کم ہے یا دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم ہے یا اسی طرح ہاتھ میں لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو مُعاف ہے یعنی اس صورت میں پڑھی گئی نماز ہو جائے گی۔ البتّہ اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر پاک کئے نماز نہ ہو گی۔ [1]

سوال کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پی لیا تو اس کے جوٹھے پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب یہ جُوٹھا (پانی) ناپاک ہے اور سرخی جاتی رہنے کے بعد اس پر لازم ہے کہ کلّی کرکے منہ پاک کرے اور اگر کُلّی نہ کی اور چند بار تھوک کا گزر مَوضَعِ نَجاست (یعنی ناپاک حصّے) پر ہوا خواہ نگلنے میں یا تھوکنے میں یہاں تک کہ نَجاست کا اثر نہ رہا تو طہارت ہو گئی اسکے بعد اگر پانی پیے گا تو پاک رہے گا اگرچہ ایسی صورت میں تھوک نگلنا سخت ناپاک بات اور گناہ ہے۔ [2]

سوال اگر نجاست کا رنگ کپڑے پر باقی رہ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب اگر نَجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بُو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے ہاں اگر اس کا اثر بدِقّت (یعنی دشواری سے) جائے تو اثر دُور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا، صابُن یا کھٹائی یا گرم پانی (یا کسی قسم کے کیمیکل وغیرہ) سے دھونے کی حاجت نہیں۔ [3]

سبق نمبر 3 حیض کا بیان

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِؕ-قُلْ هُوَ اَذًىۙ-فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِۙ-وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَۚ-فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُؕ-

(پ2، البقرۃ:222)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے، تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو، جب تک پاک نہ ہو لیں، پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا، 1/46، بہار شریعت، 1/389، حصہ:2

2 ... بہار شریعت، 1/341، حصہ:2

3 ... بہار شریعت، 1/397، حصہ:2

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولیٰنا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: عرب کے لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے۔ ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصارٰی (یعنی کرسچن) اس کے برعکس حیض کے ایّام میں عورتوں کے ساتھ بڑی مَحبّت سے مشغول ہوتے تھے اور اِختِلاط (میل جُول) میں بہت مُبالَغہ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے حُضُور صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے حیض کا حکم دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازِل ہوئی اور افراط و تفریط (یعنی بڑھانے گھٹانے) کی راہیں چھوڑ کر اعتِدال (میانہ روی) کی تعلیم فرمائی گئی اور بتادیا گیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے مُجامَعت (یعنی صحبت) ممنوع ہے۔[1]

سوال حیض کسے کہتے ہیں؟

جواب بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو تو اسے حیض کہتے ہیں۔[2]

حیض کیلئے ماہواری، اَیّام، ایّام سے ہونا، مَہینا، مَہینا آنا، مہینے سے ہونا باری کے دن اور MONTHLY COURSE (منتھلی کورس) وغیرہ الفاظ بھی بولے جاتے ہیں۔

سوال حیض کے خون کے کتنے رنگ ہوتے ہیں؟

جواب حیض کے چھ رنگ ہیں: (1) سیاہ (2) سُرخ (3) سبز (4) زرد (5) گدلا (6) مٹیالا۔ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔[3]

یاد رہے کہ عورت کے اگلے مقام سے جو خالِص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔[4] نوٹ: حمل والی عورت کو جو خون آیا وہ اِستِحاضَہ ہے۔[5]

سوال حیض کیوں آتا ہے اس کی کیا حکمت ہے؟

---

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ2، البقرۃ تحت الآیۃ: 222
2 ... بہارِ شریعت، 1/371، حصہ: 2
3 ... بہارِ شریعت، 1/373، حصہ: 2
4 ... بہارِ شریعت، 1/304، حصہ: 2
5 ... درِمختار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/524

جواب بالغِ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حَمْل کی حالت میں وہ خون بچّے کی غذا میں کام آئے اور بچّے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو حَمْل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اِس کی جان پر بن جائے یہی وجہ ہے کہ حَمْل اور ابتدائے شِیر خوارگی (یعنی دودھ پلانے) میں خون نہیں آتا اور جس زمانہ میں نہ حَمْل ہو اور نہ دودھ پلانا تب وہ خون اگر بدن سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں ہو جائیں۔[1]

سوال حیض زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک آتا ہے؟

جواب حیض کی کم سے کم مُدّت تین دن اور تین راتیں یعنی پورے 72 گھنٹے ہیں۔ اگر ایک مِنَٹ بھی کم ہوا تو وہ حیض نہیں بلکہ اِستِحَاضَہ یعنی بیماری کا خون ہے اور زیادہ سے زیادہ مُدّت دس دن اور دس راتیں یعنی 240 گھنٹے ہیں۔

سوال یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ اِستِحَاضَہ ہے؟

جواب اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا۔ اور اس کے بعد جو خون آیا وہ اِستِحَاضَہ ہے، اور اگر پہلے عورت کو حیض آچکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنے دن زیادہ خون آیا وہ اِستِحَاضَہ ہے، مثال کے طور پر کسی عورت کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی اب کی مرتبہ دس دن آیا تو یہ دسوں دن حیض کے مانے جائیں گے البتہ اگر بارہ دن خون آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضے کے اور اگر ایک عادت مقرّرنہ تھی بلکہ کسی مہینے چار دن تو کسی مہینے سات دن حیض آتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے، اور باقی استحاضے کا خون ہو گا۔

سبق نمبر 4 استحاضہ کا بیان

سوال اِستِحَاضَہ کسے کہتے ہیں؟

جواب جو خون بیماری کی وجہ سے آئے۔ اس کو اِستِحَاضَہ (اِس۔تِ۔حاضہ) کہتے ہیں۔[2]

---

1 ...بہارِ شریعت، 1/ 371، حصہ: 2

2 ...بہارِ شریعت، 1/ 371، حصہ: 2

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرت سیّدتنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے عہدِ مبارک میں ایک عورت کے اگلے مقام سے خون بہتا رہتا تھا۔ اس کے لئے اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرت سیّدتنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے حُضُورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے فتویٰ پوچھا۔ ارشاد فرمایا: اس بیماری سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور راتیں حیض آتا تھا، اُن کی گنتی شمار کرکے مہینے میں ان ہی کی مِقدار نماز چھوڑ دے اور جب وہ دن جاتے رہیں تو غسل کرے اور شرم گاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھے۔[1]

اِسْتِحاضَہ کے اَحکام

(1) اِستحاضے میں نہ نماز مُعاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔[2]

(2) مُسْتَحاضَہ (مُس۔تَ۔حاضہ یعنی استحاضے والی) کا کعبہ شریف میں داخِل ہونا، طوافِ کعبہ، وُضو کرکے قرآن شریف کو ہاتھ لگانا اور اس کی تلاوت کرنا یہ تمام اُمور بھی جائز ہیں۔[3]

(3) اِسْتِحَاضَہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ (بار بار خون آنے کے سبب) اس کو اتنی مُہلَت نہیں ملتی کہ وُضو کرکے فرض نماز ادا کرسکے تو نماز کا پورا ایک وَقت شروع سے آخِر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائیگا، ایک وُضو سے اُس وَقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے، خون آنے سے اس کا وُضو نہ جائے گا۔[4]

(4) اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وُضو کرکے فرض پڑھ لے، تو عذر ثابت نہ ہو گا۔ (یعنی ایسی صورت میں "معذور" نہیں کہلائے گی)[5]

حَیض کی کم از کم اور انتہائی عمر

سوال حیض آنا کس عمر سے شروع اور کس عمر میں رُکتا ہے؟

---

1 ... مؤطا امام مالک، 1/77-78 حدیث: 140

2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، باب فی الدماء المختصۃ بالنساء، 1/39

3 ... رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب لو افتی مفت بشیء... الخ 1/544

4 ... بہار شریعت، 1/385، حصہ: 2

5 ... بہار شریعت، 1/385، حصہ: 2

جواب کم سے کم 9 برس کی عمر سے حَیض شروع ہو گا اور حیض آنے کی اِنتہائی عمر پچپن سال ہے۔ اس عمر والی کو آئسہ (یعنی حیض و اولاد سے ناامید ہونے والی) کہتے ہیں۔[1]

نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے گا وہ حیض نہیں بلکہ اِستِحاضَہ ہے یوں ہی 55 برس کی عمر کے بعد جو آئے گا وہ بھی اِستِحاضَہ ہے۔ لیکن اگر کسی کو 55 برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو اس کو حیض مان لیا جائے گا۔

سوال دو حیضوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہوتا ہے؟

جواب دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے 15 دن کا فاصلہ ضَروری ہے۔[2]

عورت کو چاہئے کہ وہ حیض آنے کی مدت اچھی طرح یاد رکھے یا لکھ لے تاکہ شریعتِ مُطَهَّرہ پر اَحسن طریقے سے عمل کرسکے، مدّتِ حیض یاد نہ رکھنے کی صورت میں بہُت سی پیچیدگیاں ہو جاتی ہیں۔

اَہم مَسئلہ: یہ ضَروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جب ہی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے، جب بھی حَیض ہے۔[3]

سبق نمبر 5 نفاس کا بیان

سوال نِفاس کسے کہتے ہیں؟

جواب بچّہ ہونے کے بعد عورت کے آگے کے مقام سے جو خون آتا ہے وہ نِفاس کہلاتا ہے۔[4]

اکثر خواتین میں یہ مشہور ہے کہ بچّہ جننے کے بعد اسلامی بہن 40 دن تک لازِمی طور پر ناپاک رَہتی ہے یہ بات بِالکل غَلَط ہے۔ برائے کرم! نِفاس کی ضَروری وَضاحت پڑھ لیجئے:

نِفاس کی زیادہ سے زیادہ مدّت 40 دن ہے یعنی اگر 40 دن کے بعد بھی بند نہ ہو تو مرض ہے۔ لہٰذا 40 دن پورے ہوتے ہی غُسل کرلے اور 40 دن سے پہلے بند ہو جائے خواہ بچّہ کی ولادت کے بعد ایک منٹ ہی میں بند ہو جائے تو جس وقت بھی

1 ... بہارِ شریعت، 1/372، حصہ: 2
2 ... درمختار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/524
3 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/523
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، باب الدماء المختصۃ بالنساء، 1/37

بند ہو غُسل کرلے اور نَماز و روزہ شُروع ہو گئے۔ اگر 40 دن کے اندر اندر دوبارہ خون آ گیا تو شُروعِ ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے شُمار ہوں گے۔ مَثَلًا ولادت کے بعد دومِنَٹ تک خون آکر بند ہو گیا اور غُسل کرکے نَماز روزہ وغیرہ کرتی رہی، 40 دن پورے ہونے میں فقط دومِنَٹ باقی تھے کہ پھر خون آ گیا تو سارا چِلّہ یعنی مکمّل 40 دن نفاس کے ٹھہریں گے۔ جو بھی نَمازیں پڑھیں یا روزے رکھے سب بیکار گئے، یہاں تک کہ اگر اس دَوران فرض و واجِب نَمازیں یا روزے قضا کئے تھے تو وہ بھی پھر سے ادا کرے۔[1]

نِفاس کے مُتَعلِّق کچھ ضَروری مسائل

سوال: نفاس کے متعلق کچھ مسائل بیان کیجئے؟

جواب: کسی عورت کو 40 دن و رات سے زیادہ نفاس کا خون آیا، اگر پہلا بچّہ پیدا ہوا ہے تو 40 دن رات نفاس ہے، باقی جتنے ایام 40 دن رات سے زیادہ ہوئے ہیں وہ استحاضے کے ہیں۔ اور اگر اس سے پہلے بھی بچہ تو پیدا ہوا تھا مگر یہ یاد نہیں رہا کہ کتنے دن خون آیا تھا تو اس صورت میں بھی یہی مسئلہ ہو گا یعنی 40 دن رات نفاس کے اور باقی استحاضے کے اور اگر پہلے بچّے کے پیدا ہونے پر خون آنے کے دن یاد ہیں مَثَلًا پہلے جو بچّہ پیدا ہوا تھا تو 30 دن رات خون آیا تھا تو اس صورت میں 30 دن رات نفاس کے ہیں باقی استحاضے کے مَثَلًا پہلے بچّے کے پیدا ہونے پر 30 دن رات خون آیا تھا اور دوسرے بچّے کی پیدائش پر 50 دن رات خون آیا تو 30 دن نفاس کے ہوں گے باقی 20 دن رات استحاضے کے۔[2]

حَمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عُضْو بن چکا ہے جیسے ہاتھ، پاؤں یا انگلیاں، تو یہ خون نِفاس ہے۔[3] ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حَیض ہے اور جو تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا، یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرے ہیں تو اِسْتِحاضَہ ہے۔[4]

بچّہ جننے کے بعد سے لیکر نِفاس سے پاک ہونے تک عورت زَچّہ کہلاتی ہے ایسی عورت یعنی زَچّہ کو زَچّہ خانے سے نکلنا

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 4/354 تا 356 ماخوذا

2 ... بہار شریعت، 1/377، حصہ: 2

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، باب الدماء المختصۃ بالنساء، 1/37

4 ... بہار شریعت، 1/377، حصہ: 2

جائز ہے۔ اس کو ساتھ کِھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں، بعض اسلامی بہنیں زَچّہ کے برتن تک الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو مَعَاذَ اللہ ایک طرح سے ناپاک سمجھتی ہیں ایسی بے ہُودہ رسموں سے اِحتیاط لازِم ہے۔ اِسی طرح یہ مسئلہ بھی من گھڑت ہے کہ زَچّہ (نفاس والی) جب غسل کرے تو وہ چالیس لوٹوں کے پانی سے غسل کرے ورنہ غسل نہیں اُترے گا۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اپنی ضَرورت کے مطابِق پانی استِعمال کرے۔

حَیض و نِفاس کے 21 احکام

سوال حیض و نفاس کے احکام بیان کیجئے؟

جواب (1) اس (حیض و نِفاس) کی حالت میں نَماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔[1]

(2) ان دنوں میں نَمازیں مُعاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں۔ البتّہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے۔[2] اس معاملہ میں خواتین امتحان میں پڑ جاتی ہیں۔ ایک تعداد ہے جو روزے قضا نہیں کرتی۔ مہربانی کر کے لازمی روزے قضا کریں ورنہ جہنّم کا عذاب سہانہ جائے گا۔

(3) حیض و نِفاس والی کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا زَبانی پڑھے۔ یوں ہی قرآنِ مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جُزدان میں قرآن مجید ہو تو اُس جُزدان کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔[3]

(4) قرآنِ مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام اوراد و وَظائف کلمہ شریف اور دُرُود شریف وغیرہ حیض و نِفاس کی حالت میں اسلامی بہن بِلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مُسْتَحب ہے کہ نَمازوں کے اوقات میں وُضو کر کے اتنی دیر تک دُرُود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے جتنی دیر میں نَماز پڑھ سکتی تھی تا کہ عادت باقی رہے۔[4]

(5) حیض و نِفاس کی حالت میں ہمبستری حرام ہے۔ اس حالت میں ناف سے گُھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عُضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی ناجائز ہے جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو شَہوت سے ہو یا بے شَہوت اور اگر ایسا حائل ہو کہ

---

1 ... بہار شریعت، 1/380، حصہ:2
2 ... بہار شریعت، 1/380، حصہ:2
3 ... بہار شریعت، 1/379، حصہ:2
4 ... بہار شریعت، 1/379، حصہ:2 مفہوما

بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حَرَج نہیں۔ ہاں ناف سے اوپر اور گھٹنے کے نیچے کے بدن کو چھونا اور بوسہ وغیرہ دینا جائز ہے۔[1] اس حالت میں عورت مرد کے ہر حصۂ بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔[2]

(6) حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے مجبور ہو کر مسجد میں چلی جائے تو جائز ہے مگر اس کو چاہئے کہ تَیَمُّم کر کے مسجِد میں جائے۔[3]

(7) حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔[4]

(8) حیض و نفاس کی حالت میں اگر مسجِد کے باہَر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اٹھالے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔[5]

(9) حیض ونِفاس والی کو خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچِہ مسجد الحرام کے باہَر سے ہو حرام ہے۔[6]

(10) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سُلانے میں غلبۂ شہوت یا اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لئے لازِم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سُلائے بلکہ اگر گمان غالب ہو کہ شَہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سلانا گناہ ہے۔[7]

(11) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گنہگار ہوا اس پر توبہ کرنا فرض ہے۔ اور اگر شروع حیض ونِفاس میں ایسا کر لیا تو ایک دینار اور اگر قریبِ ختم کے کیا تو نصف (یعنی آدھا) دینار خیرات کرنا مُسْتَحَبْ ہے[8] عجب نہیں کہ یہاں سونا دینا ہی انسب (یعنی مناسب تر) ہو۔[9] تاکہ

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ: 2
2 ... بہارِ شریعت، 1/383، حصہ: 2
3 ... بہارِ شریعت 1/379، حصہ: 2 مفہوما
4 ... بہارِ شریعت، 1/380، حصہ: 2 مفہوما
5 ... بہارِ شریعت، 1/380، حصہ: 2 مفہوما
6 ... بہارِ شریعت، 1/380، حصہ: 2 مفہوما
7 ... بہارِ شریعت، 1/383، حصہ: 2 مفہوما
8 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ: 2 مفہوما
9 ... فتاویٰ رضویہ، 4/364

خدا کے غضب سے امان پائے۔ اِس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خیرات کر دینے کا ذہن بنا کر معاذاللہ جان بوجھ کر جِماع میں مبتلا ہو، اگر ایسا کیا تو سخت گنہگار اور جہنّم کا حقدار ہے۔ دُرِّ مُختار میں ہے: اس کا مَصرف وُہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ کیاعورت پر بھی صَدَقہ کرنامُستَحبُ ہے؟ ظاہر بات یہ ہے کہ عورت پر یہ حکم نہیں ہے۔[1]

(12)روزے کی حالت میں اگر حیض ونِفاس شروع ہو گیاتو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، فرض تھاتو قضا فرض ہے اور نفل تھاتو قضا واجب ہے۔[2]

(13)(حیض اگر) پورے دس دن پر ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جِماع کرنا جائز ہے اگرچِہ اب تک غسل نہ کیا ہو لیکن مُسْتَحبُ یہ ہے کہ نہانے کے بعد صُحبت کرے۔[3]

(14)اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو گیا تو جب تک غسل نہ کرے یا وہ وقت نَماز جس میں پاک ہوئی نہ گزر جائے صُحبت کرنا جائز نہیں۔[4]

(15) حیض ونِفاس کی حالت میں سجدۂ تِلاوت بھی حرام ہے اور سجدہ کی آیت سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔[5]

(16)رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اٹھی تو حیض کا اثر دیکھا تو اُسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا رات سے حائِضہ نہیں مانی جائے گی۔[6]

(17) حیض والی صبح کو سو کر اٹھی اور گدّی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک مانی جائے گی۔[7]

(18)جب تک عورت کو خون آئے نَماز چھوڑے رکھے البتّہ اگر خون کا بہنا دس دن رات کامل سے آگے بڑھ جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے یہ اس صورت میں ہے کہ پچھلا حیض بھی دس دن رات آیا ہو اور اگر پچھلا حیض

1 ... در مختار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/543
2 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ:2
3 ... بہارِ شریعت، 1/383، حصہ:2
4 ... بہارِ شریعت، 1/383، حصہ:2بتغیر قلیل
5 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ:2
6 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ:2ملخصا
7 ... بہارِ شریعت، 1/382، حصہ:2بتغیر قلیل

دس دن سے کم تھا۔ مثلاً 6 دن کا تھا تو اب غسل کر کے چار دن کی قضا نمازیں پڑھے اور اگر پچھلا حیض چار دن کا تھا تو اب چھ دن کی قضا نمازیں پڑھے گی۔[1]

(19) جو حیض اپنی پوری مدّت یعنی دس دن کامل سے کم میں ختم ہو جائے اس میں دو صورتیں ہیں:

(1) یا تو عورت کی عادت سے بھی کم مدت میں ختم ہو ایعنی اس سے پہلے مہینے میں جتنے دن حیض آیا تھا اتنے دن بھی ابھی نہیں گزرے تھے کہ خون بند ہو گیا۔ لہٰذا اس صورت میں صحبت ابھی جائز نہیں اگرچہ غسل بھی کر لے۔

(2) اور اگر عادت سے کم مدّت حَیض نہیں آیا۔ مثلاً پہلے مہینے سات دن حیض آیا تھا اب بھی سات دن یا آٹھ دن حیض آکر ختم ہو گیا یا یہ پہلا ہی حیض ہے جو اس عورت کو آیا اور دس دن سے کم میں ختم ہو ا تو ان صورتوں میں صحبت جائز ہونے کے لئے دو باتوں میں سے ایک بات ضَروری ہے:

پہلی بات: یا تو عورت غسل کر لے اور اگر بوجہ مرض یا پانی نہ ہونے کے تَیَمُّم کرنا ہو تو تَیَمُّم کر کے نماز بھی پڑھ لے صرف تَیَمُّم کافی نہیں۔

دوسری بات: یا عورت غسل نہ کرے تو اتنا ہو کہ اس عورت پر کوئی نمازِ فرض، فرض ہو جائے یعنی نماز پنجگانہ سے کسی نماز کا وقت گزر جائے جس میں کم سے کم اس نے اتنا وقت پایا ہو جس میں وہ نہا کر سر سے پاؤں تک ایک چادر اوڑھ کر تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اس صورت میں بِغیر طہارت یعنی غسل کے بغیر بھی اس سے صحبت جائز ہو جائے گی۔[2]

(20) نِفاس میں خون جاری ہو تا ہے اگر پانی جاری ہو تو وہ کوئی چیز نہیں لہٰذا چالیس دن کے اندر جب بھی خون لوٹے گا شُروعِ ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے گنے جائیں گے۔ جو دن بیچ میں خون نہ آنے کی وجہ سے خالی رہ گئے وہ بھی نِفاس ہی میں شمار ہوں گے مثلاً بچّے کی ولادت کے بعد دو مِنَٹ تک خون آکر بند ہو گیا۔ عورت نے طہارت کا گمان کر کے غسل کیا اور نماز، روزہ وغیرہ ادا کرتی رہی مگر چالیس دن پورے ہونے میں ابھی دو منٹ باقی تھے کہ پھر خون آگیا تو یہ سارے دن نِفاس ہی کے ٹھہریں گے، نَمازیں بیکار گئیں، فرض یا واجِب روزے یا اگلی قضا نَمازیں جتنی پڑھی ہوں انھیں پھر پھیرے۔[3]

---

1 ... فتاوی رضویہ، 4/350
2 ... فتاوی رضویہ، 4/352
3 ... فتاوی رضویہ، 4/354

(21) حیض والی عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز اور اسے اپنے ساتھ کھانا کھلانا بھی جائز، ان باتوں سے اِحتراز و اجتِناب یہود و مجوس[1] کا مسئلہ ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔[2]

حیض و نفاس کی حالت میں مُعَلِّمہ قرآن کیسے پڑھائے؟

سوال حیض و نفاس کی حالت میں معلّمہ قرآن پڑھا سکتی؟ اگر پڑھا سکتی ہے تو کیا طریقہ ہے؟ توڑ توڑ کے کیسے پڑھائے؟ اور آن لائن یا گھروں میں پڑھانے والیوں کو بھی کیا اجازت ہے؟

جواب شرعی عُذر (حیض و نفاس) کی حالت میں قرآن پاک پڑھنا جائز نہیں ہے، ہاں مُعَلِّمہ کے لئے مخصوص طریقے سے قرآن پڑھانے کی اجازت ہے چاہے وہ گھر میں پڑھائے یا کسی ادارے وغیرہ میں پڑھائے۔ مخصوص طریقے سے مراد یہ ہے کہ معلّمہ دو کلمے ایک سانس میں ادا نہ کرے بلکہ ایک کلمہ پڑھا کر سانس توڑ دے پھر دوسرا کلمہ پڑھائے اور پڑھتے وقت یہ نیّت کرے کہ میں قرآن نہیں پڑھ رہی بلکہ مثلاً یوں نیّت کرے کہ عربی زبان کے الفاظ ادا کر رہی ہوں، اور جو ایک ایک حرف کر کے ہجے کروائے جاتے ہیں اس میں اصلاً کوئی حرج نہیں بلکہ ایک کلمے کے مختلف حروف ایک سانس میں بھی پڑھ سکتے ہیں، ہاں ایک کلمے سے زیادہ ایک سانس میں پڑھنے کی اجازت نہیں۔[3]

نوٹ: واضح رہے کہ وہ آیات جن میں دعا یا حمد و ثناء کے معنی پائے جاتے ہیں ان کو شرعی عذر کی حالت میں دعا و حمد و ثناء کی نیت سے پڑھنا ہر عورت کے لئے جائز ہے چاہے وہ معلّمہ ہو یا نہ ہو۔

سوال مدرسۃُ المدینہ للبَنات کے حفظِ قرآن کی بالغات طالبات ایّامِ مخصوصہ میں اپنا سبق یاد کرنے کی نیّت سے قرآنِ عظیم پڑھ سکتی ہیں؟

جواب ایّامِ مخصوصہ میں سبق یاد کرنے کی نیت سے بھی قرآنِ عظیم نہیں پڑھ سکتیں کہ ان دنوں میں قرآنِ عظیم کی تلاوت کرنا حرام ہے البتّہ قرآن دیکھ اور سُن سکتی ہیں، لہٰذا عذر کے دنوں میں اپنی منزل کو دیکھ لیا کریں یا کسی سے سُن لیا کریں۔[4]

---

1 ... مجوسی یعنی آتش پرست، مجوسی کی جمع مجوس ہے۔
2 ... فتاویٰ رضویہ، 4/355
3 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص29
4 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص30

حیض کی حالت میں عورت قرآن کی تلاوت سُن سکتی ہے؟

سوال کیا حیض (Menses) کی حالت میں عورت قرآن شریف کی تلاوت سُن سکتی ہے؟ نیز اگر اس نے آیتِ سجدہ سُنی تو اس پر سجدہ تلاوت لازم ہو گا یا نہیں؟

جواب حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت سن سکتی ہے، ممانعت صرف قرآن مجید پڑھنے یا اس کو بِلا حائل چھونے کی ہے، سُننے کی کہیں ممانعت نہیں ہے۔ نیز حائضہ عورت نے اگر آیتِ سجدہ سُنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا کیونکہ آیتِ سجدہ پڑھنے یا سُننے والے پر سجدہ اُس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ وہ وجوبِ نماز کا اہل ہو اور حائضہ عورت وجوبِ نماز کی اہلیت نہیں رکھتی یعنی اُس پر نہ ان ایام میں نماز فرض ہوتی ہے اور نہ ہی بعد میں قضاء لازم ہوتی ہے۔[1]

وقتِ نماز شُروع ہونے کے بعد اگر عورت کو حیض آجائے؟

سوال اگر نَماز کا وقت شُروع ہو چکا ہو اور عورت کو حیض آجائے، تو کیا عورت پر پاک ہونے کے بعد اس وقت کی نماز قَضا کرنا لازم ہے؟

جواب نماز کا وقت داخل ہو چکا اور عورت نے ابھی تک نماز ادا نہ کی کہ اسے حیض یا نفاس آگیا تو پاک ہونے کے بعد عورت پر اس نماز کی قضا لازم نہیں، کیونکہ فرضیتِ نماز کا سببِ حقیقی حکمِ الٰہی اور سببِ ظاہری وقت ہے، اس کے کسی بھی جُز میں نماز ادا کی جائے تو فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، ابتدائی وقت میں ہی نماز ادا کرنا لازمی نہیں، اس اختیار کے سبب اگر کسی نے اول وقت میں نماز ادا نہ کی یہاں تک کہ اسے ایسا عذر لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے نماز ساقِط ہو جائے تو اس وقت کی نماز مُعاف اور اس کی قضا بھی لازم نہیں ہوتی۔[2]

عورت کے مخصوص ایّام میں فرض طواف کا حکم

سوال حج کے موقع پر اگر کسی عورت کو 8 ذوالحجۃ الحرام کے دن ماہواری آئے اور ماہواری ختم ہونے سے پہلے اس کی واپسی کی ٹکٹ ہو اور اس نے طوافِ زیارت نہ کیا ہو، ٹکٹ منسوخ کروانے میں شدید دشواری کا سامنا ہو تو اس صورت میں اس

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 31

2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 67

کے لئے شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں کیا حل ہے؟

جواب: ایسی عورت اپنی ٹکٹ منسوخ کروائے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ فرض ادا کرے، اگرچہ بارہویں کے بعد ہی پاک ہو، اگر ٹکٹ منسوخ کروانے میں اپنی یا ہمسفروں کی سخت تکلیف و دشواری کا سامنا ہو تب بھی ایسی عورت کے لئے اس ناپاکی کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا ناجائز و گناہ ہے۔ اور اگر وہ اسی حالت میں داخل ہوگئی اور اس نے طواف بھی کر لیا تو گناہ گار ہوگی البتہ اس صورت میں طواف والا فرض ادا ہو جائے گا اور اس پر اس گناہ سے توبہ کرنا لازم ہوگی اور ناپاکی کی حالت میں طواف کرنے کے سبب حرم میں ایک بدنہ (یعنی گائے یا اونٹ کی قربانی) دینا اس پر لازم ہوگا، پھر بعد میں اگر بارہویں کے غروبِ آفتاب تک طہارت کرکے طوافُ الزیارۃ کا اعادہ کرنے میں کامیابی ہوگئی تو کفارہ ساقط ہو گیا اور بارہویں کے بعد اگر پاک ہونے کے بعد موقع مل گیا اور اعادہ کر لیا تو بدنہ ساقط ہو گیا مگر دم دینا ہوگا۔[1]

کیا عورت حج و عمرہ کیلئے حیض روکنے والی گولیاں کھاسکتی ہے؟

سوال: عورت حج و عمرہ کے لئے حیض روکنے والی گولیاں کھاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: جی ہاں! استعمال کر سکتی ہے بشرطیکہ جسمانی طور پر کسی بڑے اور فوری ضرر کا سبب نہ بنیں۔ اور اگر جسمانی طور پر کسی بڑے اور فوری ضرر کا سبب بنیں تو اجازت نہیں، اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ (پ2، البقرۃ:195)[2]

حالتِ حیض میں سعی کا حکم

سوال: عمرہ کے لئے جانے والی عورت اگر حیض کی حالت میں ہو تو اس کو طواف کی اجازت تو نہیں ہے۔ کیا یہ درست ہوگا کہ وہ پہلے سعی کر لے اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو طواف کرے اور تقصیر کرکے احرام سے باہر آ جائے؟

جواب: حیض کی وجہ سے عورت جب طواف نہیں کر سکتی تو اس کی سعی بھی درست نہیں ہوگی کیونکہ سعی کے لئے اگرچہ طہارت شرط نہیں مگر یہ شرط ہے کہ سعی پورے طواف یا اس کے اکثر یعنی چار پھیروں کے بعد ہو۔[3]

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص115
2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص116
3 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص117

سبق نمبر6 اِستِنْجا کا بیان

✽ اِستِنْجا خانے میں جِنّات اور شیاطین رہتے ہیں اگر جانے سے پہلے بِسْمِ اللهِ پڑھ لی جائے تو اِس کی بَرَکت سے وہ سِتْر دیکھ نہیں سکتے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جِنّ کی آنکھوں اور لوگوں کے سِتْر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب پاخانے کو جائے تو بِسْمِ اللهِ کہہ لے۔[1] یعنی جیسے دیوار اور پردے لوگوں کی نگاہ کیلئے آڑ بنتے ہیں ایسے ہی یہ اللہ پاک کا ذکر جنّات کی نگاہوں سے آڑ بنے گا کہ جنّات اس کو دیکھ نہ سکیں گے۔[2] ✽ اِستِنْجا خانے میں داخل ہونے سے پہلے بِسْمِ اللهِ پڑھ لیجئے بلکہ بہتر ہے کہ یہ دُعا پڑھ لیجئے: (اول و آخِر درود شریف) بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی اللہ کے نام سے شروع، یا اللہ! میں گندی اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[3]

✽ پھر پہلے اُلٹا قدم اِستِنْجا خانے میں رکھ کر داخِل ہوں ✫ سر ڈھانپ کر استنجا کریں ✽ ننگے سر اِستِنْجا خانے میں داخِل ہونا ممنوع ہے ✽ جب پیشاب کرنے یا قضائے حاجت کے لئے بیٹھیں تو منہ اور پیٹھ دونوں میں سے کوئی بھی قِبلہ کی طرف نہ ہو اگر بھول کر قبلہ کی طرف مُنہ یا پِیٹھ کر کے بیٹھ گئے تو یاد آتے ہی فوراً قبلہ کی طرف سے اس طرح رُخ بدل دے کہ کم از کم 45 ڈگری سے باہر ہو جائے اس میں اُمّید ہے کہ فوراً اس کے لئے مغفِرت و بخشش فرما دی جائے۔ ✽ بچّوں کو بھی قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرا کے پیشاب یا پاخانہ نہ کرائیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو وہ گنہگار ہو گا۔ ✽ جب تک قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ ہی ضرورت سے زیادہ بدن کھولے۔ ✽ پھر دونوں پاؤں ذرا کُشادہ (یعنی کُھلے) کر کے بائیں (یعنی الٹے) پاؤں پر زور دے کر بیٹھے کہ اِس طرح بڑی آنت کا مُنہ کُھلتا ہے اور اِجابت آسانی سے ہوتی ہی ✽ کسی دینی مسئلے پر غور نہ کرے کہ محرومی کا باعث ہے ✽ اس وَقت چھینک ✽ سلام یا اذان کا جواب: زبان سے نہ دے۔ ✽ اگر خود چھینکے تو زَبان سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ کہے، دل میں کہہ لے۔ ✽ بات چیت نہ کرے۔ ✽ اپنی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے۔ ✽ اُس نَجاست کو نہ دیکھے جو بدن سے نکلی ہے۔ ✽ خوامخواہ دیر تک اِستِنْجا خانے میں نہ بیٹھے کہ بواسیر ہونے کا اندیشہ ہے۔ ✽ پیشاب میں نہ تھوکے، نہ ناک صاف کرے، نہ بِلاضرورت

---

1 ... ترمذی، کتاب السفر، باب ماذکر من التسمیۃ عند دخول الخلاء، 2/113 حدیث: 606

2 ... مرآۃ المناجیح، 1/268

3 ... کتاب الدعاء للطبرانی، باب القول عند دخول الخلاء، ص132، حدیث: 357

بیت الخلاء میں داخل ہونے کے آداب
دعا پڑھنا: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ
داخل ہونے سے پہلے سر ڈھانپنا
پہلے الٹا قدم بیت الخلاء میں داخل کرنا
کسی قسم کی بات چیت نہ کرنا
نکلتے وقت پہلے سیدھا قدم باہر نکالنا
نکلنے کے بعد دُعا پڑھنا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

کھنکارے، نہ بار بار اِدھر اُدھر دیکھے، نہ بیکار بدن چھوئے، نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے، بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔ ❁ قضائے حاجت سے فارِغ ہونے کے بعد پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانے کا مقام ❁ پانی سے اِستِنْجا کرنے کا مُسْتَحبْ طریقہ یہ ہے کہ ذرا کُشادہ (یعنی کُھلا) ہو کر بیٹھے اور سیدھے ہاتھ سے آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور اُلٹے ہاتھ کی انگلیوں کے پیٹ سے نَجاست کے مقام کو دھوئے اُنگلیوں کا سرا نہ لگے اور پہلے بیچ کی اُنگلی اونچی رکھے پھر اس کے برابر والی اِس کے بعد چھوٹی انگلی کو اُونچی رکھے، لوٹا اُونچا رکھے کہ چھینٹیں نہ پڑیں، سیدھے ہاتھ سے اِستِنْجا کرنا مکروہ ہے اور دھونے میں مُبالَغہ کرے یعنی سانس کا دباؤ نیچے کی جانِب ڈالے یہاں تک کہ اچّھی طرح نَجاست کا مقام دُھل جائے یعنی اس طرح کہ چِکنائی کا اثر باقی نہ رہے اگر روزہ دار ہو تو پھر مُبالَغہ نہ کرے۔ ❁ طہارت حاصِل ہونے کے بعد ہاتھ بھی پاک ہو گئے لیکن بعد میں صابُن وغیرہ سے بھی دھولے۔[1] ❁ جب اِستِنْجا خانے سے نکلے تو پہلے سیدھا قدم باہَر نکالے اور باہر نکلنے کے بعد (اوّل آخر درود شریف کے ساتھ) یہ دُعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یعنی اللہ پاک کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور مجھے عافیت (راحت) بخشی۔[2]

بہتر یہ ہے کہ ساتھ میں یہ دُعا بھی ملالے اِس طرح دو حدیثوں پر عمل ہو جائیگا: غُفْرَانَكَ ترجمہ: میں اللہ پاک سے مغفِرت کا سوال کرتا ہوں۔[3]

اِستِنْجا کے ڈھیلوں کے اَحکام

❁ آگے پیچھے سے جب نَجاست نکلے تو ڈھیلوں سے اِستِنْجا کرنا سنّت ہے اور اگر صِرف پانی ہی سے طہارت کرلی تو بھی جائز ہے، مگر مُستَحَب یہ کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طَہارت کرے۔ ❁ آگے اور پیچھے سے پیشاب، پاخانے کے سوا کوئی اور نَجاست، مَثَلاً خون، پیپ وغیرہ نکلے، یا اس جگہ خارِج سے نَجاست لگ جائے تو بھی ڈَھیلے سے صاف کر لینے سے طہارت ہو جائے گی، جب کہ اس مَوضَع (یعنی جگہ) سے باہَر نہ ہو مگر دھوڈالنا مُسْتَحَب ہے ❁ ڈَھیلوں کی کوئی تعداد مُعَیَّن (یعنی مقرّرہ تعداد) سنّت نہیں، بلکہ جتنے سے صفائی ہو جائے، تو اگر ایک سے صفائی ہو گئی سنّت ادا ہو گئی اور اگر تین

---

1 ... بہارِ شریعت، 1 / 408 تا 413، حصہ 2:

2 ... ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ و سننہا، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، 1 / 193، حدیث: 301

3 ... ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب مایقول اذا خرج من الخلاء، 1 / 87، حدیث: 7

ڈَھیلے لیے اور صفائی نہ ہوئی سنّت ادا نہ ہوئی، البتّہ مُسْتَحَب یہ ہے کہ طاق (مثلاً ایک، تین، پانچ) ہوں اور کم سے کم تین ہوں تو اگر ایک یا دو سے صفائی ہوگئی تو تین کی گنتی پوری کرے، اور اگر چار سے صفائی ہو تو ایک اور لے، کہ طاق ہو جائیں ✽ ڈھیلوں سے طہارت اُس وَقت ہوگی کہ نَجاست سے مَخرَج (یعنی خارج ہونے کی جگہ) کے آس پاس کی جگہ ایک دِرہم[1] سے زِیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر دِرہم سے زِیادہ سَن جائے تو دھونا فرض ہے، مگر ڈَھیلے لینا اب بھی سنّت رہے گا۔ ✽ کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا، یہ سب ڈَھیلے کے حکم میں ہیں، ان سے بھی صاف کر لینا بلا کراہت جائز ہے (بہتر یہ ہے کہ پھٹا کپڑا یا درزی کی بے قیمت کترن سوتی (COTTON) ہو تاکہ جلد جذب کر لے) ✽ ہڈّی اور کھانے اور گوبر اور پکّی اینٹ اور ٹھیکری اور شیشہ اور کوئلے اور جانور کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو، اگرچہ ایک آدھ پیسہ سہی، ان چیزوں سے اِستنجا کرنا مکروہ ہے۔ ✽ کاغذ سے اِستِنجا منع ہے، اگرچہ اُس پر کچھ لکھا نہ ہو، یا ابو جہل ایسے کافِر کا نام لکھا ہو۔ ✽ داہنے (یعنی سیدھے) ہاتھ سے اِستِنجا کرنا مکروہ ہے، اگر کسی کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا، تو اسے دہنے (یعنی سیدھے) ہاتھ سے جائز ہے۔ ✽ جس ڈَھیلے سے ایک بار اِستِنجا کر لیا اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے، مگر دوسری کروٹ اس کی صاف ہو تو اس سے کر سکتے ہیں ✽ مرد کے لئے پیچھے کے مقام کے لیے ڈھیلوں کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈَھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائیں، دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا آگے سے پیچھے کو، سردیوں میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے، دوسرا آگے سے پیچھے کو اور تیسرا پیچھے سے آگے کو لے جائیں۔ ✽ پاک ڈھیلے داہنی (یعنی سیدھی) جانب رکھنا اور بعد کام میں لانے کے، بائیں (الٹے ہاتھ کی) طرف ڈال دینا، اس طرح پر کہ جس رُخ میں نَجاست لگی ہو نیچے ہو، مُسْتَحَب ہے۔[2] ✽ ٹائلٹ پیپر کے اِستِعمال کی عُلَماء نے اجازت دی ہے کیوں کہ یہ اِسی مقصد کیلئے بنایا گیا ہے اور لکھنے میں کام نہیں آتا۔ البتّہ بہتر مٹّی کا ڈَھیلا ہے۔

اِستِنجا خانے کا رُخ دُرُست رکھئے

اگر خدانخواستہ آپ کے گھر کے اِستِنجا خانے کا رُخ غَلَط ہے یعنی بیٹھتے وَقت قِبلہ کی طرف مُنہ یا پیٹھ ہوتی ہے تو اِس کو

---

1 ... درہم کی مقدار بہارِ شریعت مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ جلد 1 صفحہ 389 پر ملاحظہ فرمائیے۔

2 ... بہارِ شریعت، 1/ 410 تا 412، حصہ 2:

دُرُست کرنے کی فوراً ترکیب کیجئے۔ مگر یہ ذِہن میں رہے کہ معمولی سا ترچھا کرنا کافی نہیں۔W.C. اِس طرح ہو کہ بیٹھتے وَقت مُنہ یا پیٹھ قِبلہ سے 45 ڈگری کے باہَر رہے۔ آسانی اِسی میں ہے کہ قِبلہ سے 90 ڈگری پر رُخ رکھئے۔ یعنی نَماز کے بعد دونوں بار سلام پھیرنے میں جس طرف منہ کرتے ہیں ان دونوں سَمتوں میں سے کسی ایک جانِب W.C. کا رُخ رکھئے۔

رَفعِ حاجت کیلئے بیٹھنے کا طریقہ

قضائے حاجت کا اسلامی طریقہ یہ ہے! حضرتِ سیِّدُنا سُراقہ بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ فرماتے ہیں: ہمیں تاجدارِ رسالت، سراپا عظمت و شرافت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ ہم رَفعِ حاجت کے وقت بائیں (اُلٹے) پاؤں پر وَزن دیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔[1]

بائیں پاؤں پر وزن ڈالنے کی حکمت

رَفعِ حاجت کے وَقت اُکڑوں بیٹھ کر دایاں (سیدھا) پاؤں کھڑا یعنی اپنی اصلی حالت پر (NORMAL) رکھ کر بائیں یعنی الٹے پاؤں پر وزن دینے سے بڑی آنت جو کہ الٹی طرف ہوتی ہے اور اُسی میں فضلہ ہوتا ہے اُس کا مُنہ اچّھی طرح کھل جاتا اور بآسانی فراغت ہو جاتی اور پیٹ اچّھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور جب پیٹ صاف ہو جائے گا تو بہُت ساری بیماریوں سے تحفُّظ حاصِل رہے گا۔

سبق نمبر 7 وُضو کا بیان

وُضو کے متعلق قرآنِ پاک میں اللہ کریم اِرشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ (پ6، المائدۃ:6)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔

اس آیتِ مبارکہ میں وضو کے فرائض کا بیان ہے اور وہ یہ ہیں: (1) منہ دھونا (2) کُہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا

[1] ... مجمع الزوائد، کتاب الطہارۃ، باب کیف الجلوس للحاجۃ، 1/ 488، حدیث: 1020

دھونا(3) سر کا مسح کرنا(4) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔[1]

سوال حدیثِ پاک میں وُضو کی کیا فضیلت آئی ہے؟

جواب حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جب آدمی وضو کرتا ہے تو ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے اور چہرہ دھونے سے چہرے کے اور سر کا مَسح کرنے سے سر کے اور پاؤں دھونے سے پاؤں کے گناہ جَھڑ جاتے ہیں۔“[2] ایک اور حدیثِ پاک میں حضور جانِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جنّت کی کُنجی نماز ہے اور نماز کی کُنجی وُضو ہے۔[3]

سوال ہمیشہ باوُضو رہنے والے کو کونسی سات فضیلتیں ملتی ہیں؟

جواب (1) ملائکہ اُس کی صحبت میں رَغبت کریں (2) قلم اُس کی نیکیاں لکھتا رہے (3) اُس کے اَعضاء تسبیح کریں (4) اُس سے تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو (5) جب سوئے اللہ پاک کچھ فِرِشتے بھیجے کہ جِن و اِنس کے شر سے اُس کی حفاظت کریں (6) سَکراتِ موت اس پر آسان ہو (7) جب تک باوُضو ہو امانِ الٰہی میں رہے۔[4]

سوال وضو کا عملی طریقہ بیان کیجئے؟

وُضو کا عملی طریقہ (حنفی)

نمبر	طریقہ
01	وضو سے پہلے نیّت کرنا اور بِسْمِ اللہ شریف پڑھنا
02	مِسواک کرنا
03	پانی چُپڑنا (یعنی اچھی طرح مل لینا) خُصوصاً سردیوں میں
04	ہاتھ پہُنچوں (یعنی کلائی) تک 3 بار دھونا
05	3 مرتبہ کُلّی کرنا
06	3 مرتبہ سونگھ کر ناک میں پانی چڑھانا (اِس احتیاط سے کہ پانی دماغ تک نہ چڑھ جائے، کیونکہ یہ نقصان دِہ ہے)

1 ... بہارِ شریعت، 1/288، حصہ:2
2 ... مسند احمد، مسند عثمان بن عفان، 1/130، حدیث:415
3 ... مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، 5/103، حدیث:14668
4 ... فتاویٰ رضویہ، 1/495

نیّت کرنا اور بِسْمِ اللہ پڑھنا

مِسواک کرنا

دونوں ہاتھ کلائیوں تک 3 بار دُھونا

3 مرتبہ کُلّی کرنا

3 مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا

3 مرتبہ چہرہ دھونا

پورے سر کا مسح کرنا

ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں 3 مرتبہ دھونا

وضو کے بعد کی دُعا پڑھنا

وضو کے فرائض

(1) چہرہ دھونا

(2) کُہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

(3) سر کا مسح کرنا
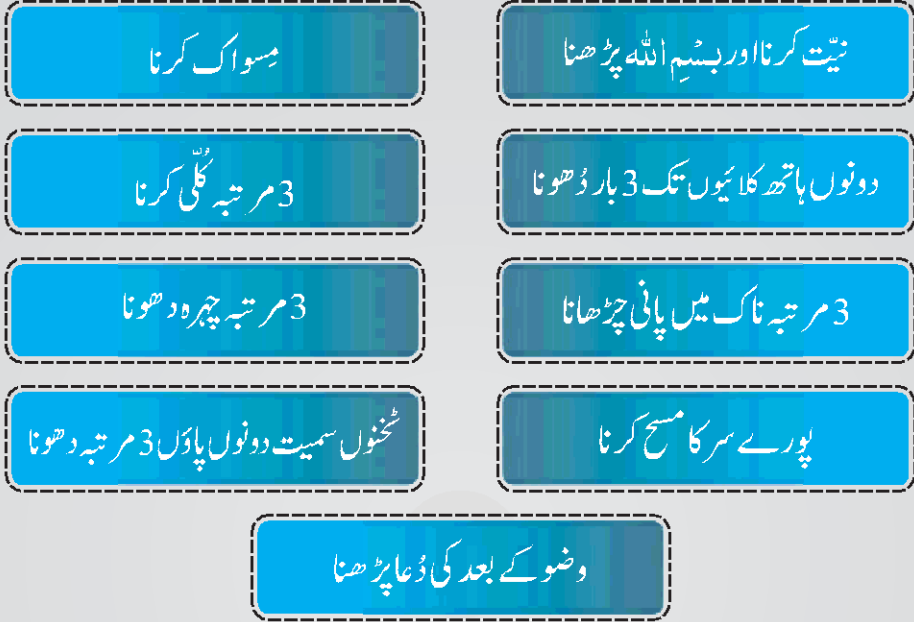
(4) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔
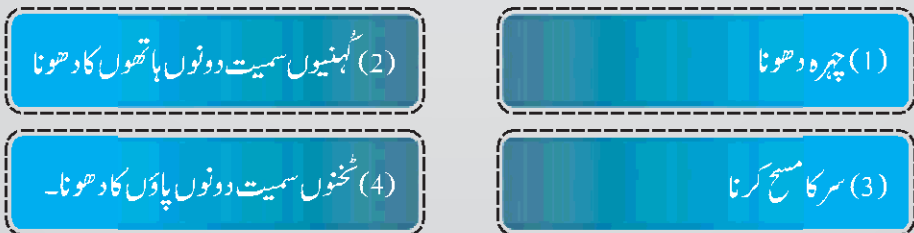
07	3 مرتبہ چہرہ دھونا
08	3 مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا
09	پورے سر کا مسح کرنا
10	ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں 3 مرتبہ دھونا
11	وضو کے بعد کی دُعا پڑھنا

وضو کی سنتیں

سوال وضو کی سنتیں بیان کیجئے؟

جواب ✽ نِیّت کرنا ✽ بِسمِ اللہ پڑھنا۔ ✽ دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھونا ✽ تین بار مِسواک کرنا ✽ تین چُلّو سے تین بار کُلّی کرنا ✽ روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا ✽ تین چُلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا ✽ داڑھی ہو تو (احرام میں نہ ہونے کی صورت میں) اس کا خِلال کرنا ✽ ہاتھ اور ✽ پاؤں کی اُنگلیوں کا خِلال کرنا ✽ پورے سر کا ایک ہی بار مَسح کرنا ✽ کانوں کا مَسح کرنا ✽ فرائض میں ترتیب قائم رکھنا (یعنی فرض اَعضاء میں پہلے منہ پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح کرنا اور پھر پاؤں دھونا) اور ✽ پے درپے وُضو کرنا یعنی ایک عُضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا عُضو دھولینا۔[1]

وضو توڑنے والی چیزیں

سوال وضو توڑنے والی کون کونسی چیزیں ہیں؟

جواب پہلے ایک حدیثِ مُبارَکہ ملاحظہ کیجئے: مالک و مختار آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو جب تک وضو نہیں کرے گا اس کا نَماز پڑھنا جائز نہیں ہوگا۔[2]

اِن چیزوں کی وجہ سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے اور نَماز پڑھنے یا قرآن کریم چھونے کی اِجازت نہیں ہوتی۔

01	پیشاب کرنا
02	پاخانہ کرنا

1 ... بہارِ شریعت، 1/293، 294، حصہ 2: ملخصاً

2 ... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ، ص 115، حدیث: 537

03	ہَوا خارج کرنا
04	بدَن سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (آنکھ یا کان کے اندر دانہ پھٹا اور پیپ باہر نہ نکلی تو وضو نہیں ٹوٹے گا)
05	خون یا پیپ وغیرہ کی ایسی اُلٹی ہونا جسے عُموماً روکا نہیں جا سکتا
06	بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا
07	رکوع و سجدے والی نَماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا
08	درد یا مرض کی وجہ سے آنکھ سے آنسو بہنا
09	منہ سے ایسا تھوک نکلنا جو خون کی وجہ سے لال رنگ کا ہو گیا ہو
10	انجکشن / ڈرپ لگوانے کی صورت میں بہتی مقدار میں خون نکلنا (عموماً انجکشن / ڈرپ لگانے میں پہلے کچھ خون نکالتے ہیں جو اتنا ہوتا ہے کہ اگر جسم پر نکلتا تو بہہ جاتا، اگر ایسا ہے تو وضو ٹوٹ گیا)
11	خون کے ٹیسٹ کروانا (خون ٹیسٹ کے لئے عموماً اتنا خون نکالتے ہیں کہ اگر جسم پر نکلتا تو بہہ جاتا، اگر ایسا ہے تو وضو ٹوٹ گیا)
12	چھالے سے پانی بہنا (آنکھ یا کان کے اندر چھالا ہوا اور پانی باہر نہ نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا)
13	غفلت کی نیند اِس طرح سونا کہ دونوں سُرین (Buttocks) جمے ہوئے نہ ہوں
14	مرد / عورت کے آگے یا پیچھے والی جگہ سے کسی چیز کا نکلنا[1]

متفرق مسائل

سوال کسی عُضْو کو دھونے کے کیا معنٰی ہیں؟

جواب کسی عُضْو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عُضْو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چُپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وُضو یا غُسل ادا ہو۔[2]

سوال وضو کرتے ہوئے کیا نیت ہونی چاہئے؟

جواب وضو پر ثواب پانے کے لیے حکمِ الٰہی بجالانے کی نیت سے وضو کرنا ضروری ہے ورنہ وضو ہو جائے گا مگر ثواب نہ

---

1 ...بہارِ شریعت، 1/302تا308، حصہ:2ملتقطاً

2 ...بہارِ شریعت، 1/288، حصہ:2

پائے گا۔[1]

سوال وضو اور غسل کے دوران داڑھی دھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب داڑھی خواہ گھنی ہو یا چھدری یعنی ہلکی، غسل فرض ہونے کی صورت میں اس کے ہر ہر بال کا نوک سے جڑ تک کھال سمیت دھونا فرض ہے البتہ وضو میں چہرے کی حدود میں داڑھی کے بال گھنے نہ ہوں یعنی بالوں کی جڑیں اور کھال بھی ظاہر ہوتی ہو تو اب چہرے کی حد میں موجود داڑھی کے بال مع کھال دھونا فرض ہے اور جو بال چہرے کے حدود سے نیچے ہوں ان بالوں کا دھونا فرض نہیں۔ ان کا مسح سنّت ہے اور دھونا مستحب ہے۔ اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں کہ گھنے پَن کی وجہ سے بالوں کی جڑیں اور کھال نظر نہ آتی ہو تو اب بالوں کی جڑیں اور کھال کا دھونا فرض نہیں بالوں کا دھونا فرض ہے۔ اور اگر کچھ حصے میں گھنے بال ہوں اور کچھ چھدرے، تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہیں اس جگہ جلد کا دھونا فرض ہے۔[2]

نمازِ جنازہ کے وضو سے دیگر نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

سوال نمازِ جنازہ کے وضو سے دیگر نمازیں پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ عوام میں مشہور ہے کہ جنازہ کے وُضو سے دیگر نماز نہیں پڑھ سکتے کیا یہ درست ہے؟

جواب نمازِ جنازہ کے وُضو سے بلاشبہ دیگر تمام نمازیں فرض و واجب اور نفل و سنّت پڑھ سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ نمازِ جنازہ کے وضو سے دیگر نمازیں نہیں پڑھ سکتے، یہ بات محض غلط و باطل اور بے اصل ہے۔

امامِ اہلِ سنّت احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "یہ مسئلہ کہ جُہّال میں مشہور ہے کہ وضوئے جنازہ سے اور نماز نہیں پڑھ سکتے محض غلط و باطل و بے اصل ہے۔ مسئلہ صرف اس قدر ہے کہ اگر نمازِ جنازہ قائم ہُوئی اور بعض اشخاص آئے تندرست ہیں پانی موجود ہے مگر وضو کریں تو نماز ہو چکے گی اور نمازِ جنازہ کی قضا نہیں، نہ ایک میّت پر دو نمازیں، اس مجبوری میں انہیں اجازت ہے کہ تیمّم کرکے نماز میں شریک ہو جائیں اس تیمُّم سے

1 ...ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب الفرق بین الطاعۃ والقربۃ والعبادۃ، 1/238

2 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص17

اور نمازیں نہیں پڑھ سکتے نہ مسِ مصحف وغیرہ وہ کام جن کے لئے طہارت ضروری ہے بجالاسکتے ہیں کہ یہ تیمّم بحالتِ صحت ووجودِ ماء ایک خاص عذر کیلئے کیا گیا تھا جو اُس نمازِ جنازہ تک محدود تھا تو دیگر صلوٰت وافعال کے لئے وہ تیمّم محض بے عذر و بے اثر رہے گا حکم یہ تھا کہ عوام نے اسے کَشاں کَشاں (کھینچتے ہو) کہاں تک پہنچایا۔"[1]

سوال کسی شخص نے اگر اپنی داڑھ بھروائی ہو تو کیا اس کا وُضو و غسل ہو جائے گا؟ جبکہ داڑھ بھروائی ہو تو اس کو نکالا نہیں جاسکتا۔

جواب داڑھ بھروانا شرعی طور پر جائز ہے اور اگر کسی نے داڑھ بھروائی ہو تو اس کا وُضو و غسل بلا کراہت ہو جائے گا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچانے کو وُضو میں ترکِ سنّت اور غسل میں ترکِ فرض قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ ایسی حالت میں اس کے نیچے پانی بہانا ناممکن ہوتا ہے اور جس جگہ تک پانی پہنچانا مُتَعَذِّر ہو یا مَشَقَّت و حرج کا باعث ہو وہاں تک پانی پہنچانے کا شریعت نے مُکَلَّف نہیں کیا۔

اس کی نَظیر ہلتا ہوا دانت ہے کہ اگر تار سے باندھا ہو یا کسی مسالے وغیرہ سے جمایا ہو یا دانتوں میں چونا یا مِسّی کی ریخیں جم گئی ہوں تو شرعی طور پر اس کے نیچے پانی بہانا ضروری نہیں یونہی مصنوعی دانت لگوانے کی صورت میں اگر دانت کو اُتارنا حرج و مَشَقَّت کا باعث ہو تو اُتار کر نیچے پانی بہانے کی حاجت نہیں۔[2]

سوال وضو کے بعد یاد آیا کہ کوئی عُضْو دھونے سے رہ گیا ہے مگر یاد نہیں کہ کون سا تو اب کیا کرے؟

جواب: ایسی صورت میں بایاں (یعنی الٹا) پاؤں دھولیا جائے۔[3]

سوال کس صورت میں بے وضو شخص دہ در دہ (یعنی سو ہاتھ / پچیس گز / دو سو پچیس فُٹ) سے کم پانی میں بے دُھلا ہاتھ ڈال دے تو پانی مستعمل نہیں ہوگا؟

جواب اگر پانی بڑے برتن میں ہو اور کوئی چھوٹا برتن بھی نہیں کہ اس میں پانی اونڈیل کر ہاتھ دھوئے تو اسے چاہئے کہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر صرف وہ انگلیاں پانی میں ڈالے، ہتھیلی کا کوئی حصہ پانی میں نہ پڑے اور پانی نکال کر دہنا ہاتھ گِٹّے

---

1 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص17، فتاوی رضویہ، 3/305

2 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص18

3 ... در مختار، کتاب الطہارۃ، 1/310

تک تین بار دھوئے پھر دہنے ہاتھ کو جہاں تک دھویا ہے بِلا تکلّف پانی میں ڈال سکتا ہے۔ [1]

سوال ہاتھ وغیرہ سے خون نکلنے کے باوجود کب وُضو نہیں ٹوٹتا؟

جواب خون نکلا لیکن بہا نہیں تو یہ وضو کو نہیں توڑتا۔ [2]

سوال خون نکل کر بہہ گیا مگر وُضو نہ ٹوٹا، اس کی کیا صورت ہے؟

جواب اگر خون بہا مگر بہہ کر ایسی جگہ نہیں پہنچا جس کا وضو یا غُسل میں دھونا فَرض ہو مثلاً خون نکل کر آنکھ یا کان میں بہا مگر ان سے باہر نہیں آیا تو وُضو نہیں ٹوٹا۔ [3]

سوال دکھتی آنکھ سے نکلنے والے آنسوؤں کا کیا حکم ہے؟

جواب آنکھ کی بیماری کے سبب جو آنسو بہا وہ ناپاک ہے اور وُضو بھی توڑ دے گا۔ [4]

سوال اِنجکشن لگانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب گوشت میں اِنجکشن لگانے میں صرف اسی صورت میں وضو ٹوٹے گا جب کہ بہنے کی مقدار میں خون نکلے۔ [5]

سوال کیا نَس کا انجکشن لگانے یا ٹیسٹ کیلئے خون نکالنے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

جواب نَس کا انجکشن لگا کر پہلے اوپر کی طرف خون کھینچتے ہیں جو کہ بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے لہٰذا وضو ٹوٹ جاتا ہے یونہی سرنج کے ذریعے ٹیسٹ کرنے کے لیے خون نکالنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یہ بہنے کی مقدار میں ہوتا ہے۔

سوال کیا گلوکوز وغیرہ کی ڈرپ لگوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب گلوکوز وغیرہ کی ڈرپ نَس میں لگوانے سے وضو ٹوٹ جائے گا کیوں کہ بہنے کی مقدار میں خون نکل کر نلکی میں آ جاتا ہے۔

سوال وُضو میں بِالتّرتیب اعضا دھونے سے کون سا طبّی فائدہ حاصل ہوتا ہے؟

---

1 ... بہارِ شریعت، 1 / 293، حصہ :2

2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الخامس، 1 / 10

3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الاول فی الوضوء، الفصل الرابع، فی المکروھات، 1 / 11

4 ... درمختار و ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، 1 / 290

5 ... دلچسپ معلومات حصہ :1، ص43

جواب وُضو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کُلّی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چہرہ اور دیگر اعضا دھونے کی ترتیب فالج کی روک تھام کے لیے مفید ہے۔[1]

سوال بیسن پر کھڑے کھڑے وضو کرنا کیسا ہے؟

جواب بیسن پر کھڑے کھڑے وضو کرنا خلافِ مستحب ہے۔

سوال ایسی کوئی ایک صورت بتائیں جس میں بالغ شخص نماز میں قہقہہ لگائے پھر بھی اُس کا وضو باقی رہے؟

جواب بالغ نے نمازِ جنازہ میں قہقہہ لگایا تو نماز ٹوٹ گئی مگر وضو باقی ہے۔[2]

سوال کیا مِسواک نماز کے لئے سُنّت ہے یا وضو کے لئے؟

جواب مِسواک نماز کے لیے سنت نہیں بلکہ وُضو کے لیے (سنت ہے)، تو جو ایک وُضو سے چند نمازیں پڑھے، اس سے ہر نماز کے لیے مِسواک کا مطالبہ نہیں، جب تک تغیُّرِ رائحہ (سانس بدبودار) نہ ہو گیا ہو، ورنہ اس کے دفع کے لیے مُستقل سنّت ہے۔[3]

مسواک کے طبی فوائد

کیا آپ جانتے ہیں؟ مسواک سے قوّتِ حافظہ بڑھتی، دردِ سر دور ہوتا اور سر کی رگوں کو سکون ملتا ہے، اس سے بلغم دور، نظر تیز، معدہ درست اور کھانا ہضم ہوتا ہے، عقل بڑھتی، بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوتا، بڑھاپا دیر میں آتا اور پیٹھ مضبوط ہوتی ہے۔[4]

عورتیں سر کا مسح کس طرح کریں گی؟

سوال وضو میں عورتیں سر کا مسح کس طرح کریں گی، کیا مردوں کی طرح ان کے لئے بھی گردن سے واپس پیشانی تک ہتھیلیوں سے مسح کرنا ضروری ہے، کیونکہ بال بڑے ہونے کی وجہ سے اس میں مشکل پیش آتی ہے، اگر نہیں کریں گی تو کیا

---

1 ... دلچسپ معلومات حصہ 2، ص54
2 ... حاشیۃ طحطاوی، کتاب الطہارۃ، ص92
3 ... بہار شریعت، 1/295، حصہ 2
4 ... حاشیۃ طحطاوی، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء، ص69

وضو ہو جائے گا؟ برائے کرم شرعی رہنمائی فرمائیں۔

جواب مرد و عورت دونوں کے لئے وضو میں چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض اور پورے سر کا مسح کرنا سنّت ہے، اگر کسی نے پورے سر کا مسح نہ کیا بلکہ اس سے کم کیا تو وضو ہو جائے گا لیکن بلا عُذر اسکی عادت بنالینے سے وہ گنہگار ہو گا، کیونکہ پورے سر کا مسح کرنا سنتِ مُؤکَّدہ ہے اور کتبِ فقہ میں پورے سر کا مسح کرنے کے دو طریقے منقول ہیں: (1) دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمے کی انگلیاں چھوڑ کر بقیہ تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی پر رکھے، پھر انگوٹھی کی طرف اس طرح کھینچ کر لائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں، پھر فقط ہتھیلیوں سے سر کی دونوں جانبوں کا مسح کرتا ہوا پیشانی تک لے آئے (2) انگوٹھے اور کلمے کی انگلیوں کے علاوہ دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیاں اور ہتھیلیاں، پیشانی سے گدی کی طرف اس طرح کھینچ کر لائے کہ پورے سر کا مسح ہو جائے۔ پھر بیان کردہ دونوں طریقوں میں انگوٹھوں کے ساتھ کانوں کے بیرونی حصے، اور کلمے کی انگلیوں سے اندرونی حصے کا مسح کرے۔

لہٰذا اگر عورت سر کے مسح میں دوسرے طریقے کو اپنائے تو مشکل سے بچنے کے ساتھ ساتھ پورے سر کا مسح کرنے والی سنت پر بھی عمل ہو جائے گا۔[1]

وضو کے بعد ناخن پالش لگانے اور آرٹیفشل جیولری پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال (1) وضو کرنے کے بعد ناخنوں پر ناخن پالش (Nail Polish) لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ (2) اصلی سونے کا زیور ہونے کے باوجود آرٹیفشل جیولری (Artificial jewellery) پہن کر عورت اگر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب (1) ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر ناخن پالش لگی ہو اور پھر وضو کیا جائے تو وضو نہیں ہو گا کیونکہ ناخن پالش پانی کو ناخن تک پہنچنے سے مانع ہے۔

(2) آرٹیفشل زیور (Artificial jewellery) پہن کر عورت نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی اگرچہ اس کے پاس اَصلی زیور موجود ہو، کیونکہ علماء نے عُمومِ بلویٰ کی وجہ سے آرٹیفشل جیولری پہننا عورت کے لیے جائز قرار دیا ہے، تو

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص24

جس زیور کا پہننا اس کے لیے جائز ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔[1]

کیا عورت کا سر ننگا ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: اگر باوضو خاتون سَر سے دوپٹّا اتار لے تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: سر کا بَرَہنہ (یعنی ننگا) ہو جانا نواقضِ وضو (وضو توڑنے والی چیزوں) سے نہیں ہے اس لئے سَر سے دوپٹّا اُتارنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اَلبتّہ اس بات کا خیال رہے کہ غیر مَحْرَم کے سامنے سَر کے بالوں کا ظاہر کرنا جائز نہیں۔[2]

وضو کے بعد کی دعائیں

سوال: وُضو کے بعد سُورۃُ القَدْر پڑھنے کی فضیلت اور فائدہ بیان کیجئے؟

جواب: حدیثِ مبارکہ میں ہے: جو وُضو کے بعد ایک مرتبہ سُورۃُ القَدْر پڑھے وہ صدّیقین میں سے ہے اور جو دو مرتبہ پڑھے وہ شُہدا میں شمار کیا جائے اور جو تین مرتبہ پڑھے گا اللہ پاک میدانِ محشر میں اسے اپنے انبیا کے ساتھ رکھے گا۔[3] نیز جو وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ (سورۃ القدر) پڑھ لیا کرے اِنْ شَآءَ اللّٰه اس کی نظر کبھی کمزور نہ ہو گی۔[4]

سوال: وُضو کے بعد کون سی دُعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ترجمہ: اے اللہ! مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں میں بنادے اور مجھے پاکیزہ رہنے والوں میں شامل کر دے۔[5]

سبق نمبر 8 غُسل کا بیان

غسل کے متعلق قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص66

2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص26

3 ... کنز العمال، کتاب الطہارۃ، الفصل الثانی فی اداب الوضوء، جز5، 9 / 132، حدیث: 26085

4 ... مسائل القرآن، ص291

5 ... ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب فیما یقال بعد الوضوء، 1 / 121، حدیث: 55

وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا (پ6، المائدۃ:6)

تَرجَمۂ کنز الایمان: اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا (پ5، النساء:43)

تَرجَمۂ کنز الایمان اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں

2 فرامینِ مصطفٰے

(1) فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کوئی جنبی (یعنی ایسا شخص جس پر غسل کرنا فرض ہو) موجود ہو۔[1] (2) جس نے فرضِ غسل کرتے ہوئے ایک بال کے برابر جسم کا کوئی حصہ نہ دھویا اسے آگ کا عذاب دیا جائے گا۔[2]

غسل کے فرائض

سوال غُسل کے کتنے فرائض ہیں؟

جواب نہانے کے دوران اِن 3 چیزوں کا کرنا ضروری ہے، ورنہ غسل نہیں ہوگا اور یہی چیزیں غُسل کے فرائض کہلاتی ہیں:

01	کُلّی کرنا	02	ناک میں پانی چڑھانا	03	تمام بدَن پر پانی بَہانا[3]

سوال کُلّی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور تمام بدن پر پانی بہانے کا طریقہ بیان کیجئے؟

جواب کُلّی کرنے کا طریقہ: سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر منہ میں ڈالئے اور اچّھی طرح منہ کے اوپر، نیچے، دائیں اور بائیں گھما کر حَلْق کے شروع تک پانی پہنچا کر پھینک دیجئے۔ یہ کام 3 مرتبہ کیجئے، تاکہ منہ کے اندر کا ہر حصّہ حَلْق تک اچّھی طرح

1 ... ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، 1/109، حدیث:227 ملتقطا

2 ... ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الغسل من الجنابۃ، 1/117، حدیث:249

3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الاول فی فرائضہ، 1/13

ڈھل جائے اور دانتوں میں جو چیز پھنسی ہو نکل جائے۔

ناک میں پانی چڑھانے کا طریقہ: غُسل میں ناک کے اندر کا نرم حصّہ سخت ہڈّی تک دھونا ضروری ہے، اِس کے لئے سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر ناک کے قریب لائیے اور آہستہ سے پانی سونگھ کر ناک کی ہڈّی تک چڑھائیے۔ یہ کام 3 مرتبہ کیجئے، تاکہ ناک اچّھی طرح ڈُھل جائے اور رینٹھ وغیرہ سب نکل جائے۔ ناک کے بال ڈُھلنا بھی ضروری ہے۔ یاد رہے! اگر ناک میں میل جما ہوا ہو تو اُسے نکال کر پانی چڑھانا لازم ہے۔

تمام بدن پر پانی بہانے کا طریقہ: سَر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک جسم کے ہر حصّے، کھال اور ہر بال پر پانی بہانا ضروری ہے۔ سردی کا موسم ہو تو پہلے پانی مَل لیجئے، پھر پانی بہائیے، تاکہ جسم کا کوئی حصّہ خشک نہ رہ جائے۔ یاد رہے! بال برابر بھی جسم کا کوئی حصّہ دھلنے سے رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا۔ بالخصوص یہ احتیاطیں ضرور کیجئے: ❋ مَرد سر کے بال کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے ❋ اگر کانوں میں بالی یا ناک میں نَتھ کا چھید (سُوراخ) ہو اور وہ بند نہ ہو تو اُس میں بھی پانی بہائیے ❋ بھنوؤں، مُونچھوں، داڑھی اور کان کا ہر حصّہ اچّھی طرح دھوئیے ❋ کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر، ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ اُٹھا کر، پیٹ کی بلٹیں اُٹھا کر اور ہاتھوں کو اُٹھا کر بغلیں دھوئیے ❋ ناف میں بھی پانی ڈالئے ❋ جسم کا ہر بال جڑ سے نوک تک دھوئیے ❋ اگر خَتنہ نہ ہوا ہو اور کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا کر دھوئیے اور کھال کے اندر پانی چڑھائیے۔[1]

غسل کا طریقہ

سوال غسل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب بغیر زَبان ہلائے دل میں اِس طرح نیّت کیجئے کہ میں پاکی حاصل کرنے کیلئے غسل کرتا ہوں۔ پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھوئیے، پھر اِستنجے کی جگہ دھوئیے خواہ نَجاست ہو یا نہ ہو، پھر جسم پر اگر کہیں نَجاست ہو تو اُس کو دُور کیجئے پھر نَماز کا ساوُضو کیجئے مگر پاؤں نہ دھوئیے، ہاں اگر چَوکی وغیرہ پر غسل کر رہے ہیں تو پاؤں بھی دھو لیجئے، پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چُپڑ لیجئے، خُصوصاً سردیوں میں (اِس دَوران صابُن بھی لگا سکتے ہیں) پھر تین بار سیدھے کندھے پر پانی

1 ... بہارِ شریعت، 1/317 تا 318، حصہ: 2 ماخوذاً

بہائیے، پھر تین بار اُلٹے کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار، پھر غسل کی جگہ سے الگ ہو جائیے، اگر وُضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھو لیجئے۔ نہانے میں قِبلہ رُخ نہ ہوں، تمام بدن پر ہاتھ بھیر کر مل کر نہائیے۔ ایسی جگہ نہانا چاہئے جہاں کسی کی نظر نہ پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو مَرد اپنا سِتر (ناف سے لے کر دونوں گھٹنوں سَمیت) کسی موٹے کپڑے سے چھپا لے، موٹا کپڑا نہ ہو تو حَسبِ ضَرورت دو یا تین کپڑے لپیٹ لے کیوں کہ باریک کپڑا ہو گا تو پانی سے بدن پر چپک جائے گا اور مَعَاذَاللہ گھٹنوں یا رانوں وغیرہ کی رنگت ظاہر ہو گی۔ عورت کو تو اور بھی زِیادہ احتیاط کی حاجت ہے۔ دَورانِ غسل کسی قسم کی گفتگو مت کیجئے، کوئی دُعا بھی نہ پڑھئے، نہانے کے بعد تولیے وغیرہ سے بدن پُونچھنے میں حَرَج نہیں۔ نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیجئے۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رَکعت نَفل ادا کرنا مستحب ہے۔[1]

غُسل فرض کرنے والی چیزیں

سوال غسل فرض کرنے والی کتنی اور کونسی چیزیں ہیں؟

جواب پہلے ایک حدیثِ مُبارَک مبارکہ ملاحظہ کیجئے: مدینے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس گھر میں تصویر، کتا یا وہ شخص موجود ہو جس پر غُسل فرض ہو۔[2]

اِن چیزوں کی وجہ سے غُسل فرض ہو جاتا ہے، ایسی حالت میں مسجد میں آنے، تلاوت کرنے، قرآنِ پاک چھونے اور نَماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔

01	مَنِی کا شَہوت کے ساتھ جُدا ہو کر عُضْو سے نکلنا[3]
02	سوتے ہوئے مَنِی کا نکل جانا[4]
03	عورت کی شَرْمگاہ میں مرد کی شَرْمگاہ کا داخل ہونا (اگر مرد کی شَرْمگاہ کا صرف اوپر کا حصّہ داخل ہوا تب بھی دونوں پر غسل فرض ہو گیا اگرچہ دونوں میں سے کسی کو بھی اِنزال نہ ہو)۔[5]

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الاول، 1/14 ماخوذا

2 ... ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، 1/109، حدیث: 227

3 ... بہارِ شریعت، ا/321، حصہ: 2

4 ... خلاصۃ الفتاوی، 1/13

5 ... مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص 97

04	عورت کا حیض ختم ہونا[1]
05	عورت کا نِفاس ختم ہونا[2]

متفرق مسائل

سوال مَرد کے بال اگر گُندھے ہوئے ہوں تو غُسل کس طرح ہو گا؟

جواب اگر مرد کے سر کے بال گُندھے ہوئے ہوں تو انہیں کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہانا فرض ہے۔[3]

سوال عورت کے بال اگر گندھے ہوئے ہوں تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب عورت پر صرف بالوں کی جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گُندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔[4]

سوال اگر ناخن پر نیل پالش لگی ہوئی ہو تو کیا غسل ہو جائے گا؟

جواب اگر نیل پالش ناخنوں پر لگی ہوئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے ورنہ غسل نہیں ہو گا۔[5]

سوال اگر ہاتھ میں سِیاہی کی تہ لگی رہ جائے تو کیا غسل ہو جائے گا؟

جواب پکانے والے کے ناخن میں آٹا، لکھنے والے کے ناخن میں سیاہی کا جِرْم، عام لوگوں کے لیے مکھی، مچھر کی بیٹ لگی ہوئی رہ گئی اور توجُّہ نہ رہی تو غسل ہو جائے گا، ہاں معلوم ہو جانے کے بعد جدا کرنا اور اس جگہ کا دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی وہ ہو گئی۔[6]

سوال بہتے پانی میں غسل کا کیا طریقہ ہے؟

جواب اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں غسل کیا تو تھوڑی دیر اس میں رُکنے سے تین بار دھونے، ترتیب اور وضو یہ سب

---

1 ... مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی، ص100

2 ... مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی، ص100

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الاول، 1/13

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الثانی فی الغسل، الفصل الاول، 1/13

5 ... مرآۃ المناجیح، 6/175

6 ... فتاویٰ رضویہ، 1/607 ملتقطا

سنّتیں ادا ہو گئیں۔[1]

سوال جن پر غسل فرض ہو کیا وہ اَذان کا جواب دے سکتے ہیں؟

جواب جن پر غسل فرض ہو ان کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔[2]

سوال ناپاکی کی حالت میں درود شریف پڑھ سکتے ہیں؟

جواب جن پر غسل فرض ہو ان کو درود شریف اور دعائیں پڑھنے میں حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کُلّی کر کے پڑھیں۔[3]

سوال ایسے دن غسل فرض ہوا جس دن غسل کرنا سنت یا مُستحب ہے تو کیا اسے فَرض کے ساتھ دوسرا غسل الگ سے کرنا ہو گا؟

جواب جس پر چند غُسل ہوں مثلاً عید بھی ہے اور جمعہ کا دن بھی مزید فرض غسل بھی ہو تو تینوں کی نیت کر کے ایک غسل کر لیا، سب ادا ہو گئے اور سب کا ثواب ملے گا۔[4]

سوال کن اَیّام میں غسل کرنا سنت ہے؟

جواب جمعہ، عیدُ الفطر، بقر عید، عَرفہ کے دن (یعنی 9 ذوالحجۃ الحرام) اور اِحرام باندھتے وقت نہانا سنّت ہے۔[5]

سوال کن مواقع پر غسل کرنا مُستحب ہے؟

جواب (1) وقوفِ عَرَفات (2) وقوفِ مُزدلفہ (3) حاضریِ حرم (4) حاضریِ سرکارِ اعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (5) دُخولِ مِنیٰ (6) جمروں پر کنکریاں مارنے کے لئے تینوں دن (7) شبِ بَراءت (8) شبِ قدر (9) طواف (10) عَرَفہ کی رات (11) مجلسِ میلاد شریف (12) دیگر مجالسِ خیر میں حاضری کے لئے (13) مُردہ نہلانے کے بعد (14) مجنون کو جنون جانے کے بعد (15) غشی سے اِفاقہ کے بعد۔[6]

---

1. ... درمختار وردالمحتار، کتاب الطہارۃ، 1/320-321، بہارِ شریعت، 1/320، حصہ 2 ملتقطا
2. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السادس، الفصل الرابع، 1/38
3. ... بہارِ شریعت، 1/327، حصہ 2
4. ... رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب یوم عرفۃ افضل... الخ، 1/341
5. ... فتاوی ہندیہ، الباب الثالث، الفصل الاول، 1/16
6. ... بہارِ شریعت، 1/324-325، حصہ 2، درمختار ورد المحتار، 1/341-343

سوال جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے سے غسل فرض ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے سے غسل فرض نہیں ہوتا کیونکہ غسل فرض ہونے کے چند مخصوص اسباب ہیں جو عام طور پر معروف ومشہور ہیں جن میں سوال: میں ذکر کردہ بات شامل نہیں ہے۔ کسی نے جہالت کی وجہ سے ایسی غلط بات کی ہے اس کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں۔[1]

سبق نمبر9 تَیَمُّم کا بیان

قرآنِ پاک میں تَیَمُّم کے بارے میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ مِّنْهُ ؕ (پ6، المائدۃ:6)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو یا تم میں کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو۔

اسی طرح حدیثِ پاک میں تَیَمُّم کے متعلّق نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”پاک مٹی مسلمان کا وُضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے۔“[2]

سوال تَیَمُّم کا حکم کب اور کس مقام پر نازل ہوا؟

جواب تَیَمُّم کا حکم ہجرت کے پانچویں سال مقام بَیداء یا ذاتُ الْجَیش میں نازل ہوا۔[3]

تَیَمُّم کا طریقہ

سوال تَیَمُّم کا طریقہ بیان کیجئے؟

جواب تَیَمُّم کی نِیّت کیجئے (نیّت دل کے ارادے کا نام ہے، زَبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے۔ مثلاً یوں کہئے: بے وُضوئی یا بے غسلی یا دونوں سے پاکی حاصل کرنے اور نماز جائز ہونے کے لئے تیمم کرتا ہوں) بِسْمِ اللہِ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں کُشادہ کرکے

1 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص20

2 ... مسند احمد، مسند ابی ذر غفاری، 8/86، حدیث: 21429

3 ... بخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، 1/133، حدیث: 334

کسی ایسی پاک چیز پر جو زمین کی قسم (مثلاً پتھر، چُونا، اینٹ، دیوار، مٹّی وغیرہ) سے ہو مار کر لَوٹ لیجئے (یعنی آگے بڑھایئے اور پیچھے لایئے)۔ اور اگر زِیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیجئے اور اُس سے سارے مُنہ کا اِس طرح مَسح کیجئے کہ کوئی حِصّہ رہ نہ جائے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رَہ گئی تو تیَمُّم نہ ہو گا۔ پھر دوسری بار اسی طرح ہاتھ زمین پر مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخُنوں سے لیکر کُہنیوں سَمیت مَسح کیجئے، اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ سیدھے ہاتھ کی پُشت پر رکھئے اور انگلیوں کے سِروں سے کُہنیوں تک لے جایئے اور پھر وہاں سے اُلٹے ہی ہاتھ کی ہتھیلی سے سیدھے ہاتھ کے پیٹ کو مَس کرتے ہوئے گِٹّے تک لایئے اور اُلٹے انگوٹھے کے پیٹ سے سیدھے انگوٹھے کی پشت کا مَسح کیجئے۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ سے اُلٹے ہاتھ کا مسح کیجئے۔ اور اگر ایک دم پوری ہتھیلی اور اُنگلیوں سے مسح کر لیا تب بھی تیَمُّم ہو گیا چاہے کُہنی سے اُنگلیوں کی طرف لائے یا اُنگلیوں سے کُہنی کی طرف لے گئے مگر سُنّت کے خِلاف ہوا۔ تیَمُّم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں ہے۔[1]

تیَمُّم کے فرائض اور اس کی سُنّتیں

سوال تیَمُّم کے کتنے اور کون کونسے فرائض ہیں؟

جواب تیَمُّم میں تین فرائض ہیں: (۱) نیت (2) سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا (3) دونوں ہاتھوں کا کُہنیوں سمیت مَسح کرنا۔[2]

سوال تیَمُّم کی کتنی اور کون کونسی سُنّتیں ہیں؟

جواب تیَمُّم کی دس سنتیں ہیں: (۱) بِسْمِ اللہ شریف کہنا (2) ہاتھوں کو زمین پر مارنا (3) زمین پر ہاتھ مار کر لَوٹ دینا (یعنی آگے بڑھانا اور پیچھے لانا) (4) انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا (5) ہاتھوں کو جھاڑ لینا (6) پہلے منہ پھر ہاتھوں کا مَسح کرنا (7) دونوں کا مسح پے درپے ہونا (8) پہلے سیدھے پھر الٹے ہاتھ کا مسح کرنا (9) داڑھی کا خِلال کرنا (10) انگلیوں کا خلال کرنا جبکہ غُبار پہنچ گیا ہو۔[3]

---

1 . . . بہارِ شریعت، 1/356، 354، 353، حصہ 2 ملخصا

2 . . . بہارِ شریعت، ۱/353 تا 355، حصہ 2

3 . . . بہارِ شریعت، 1/356، حصہ 2

تیمم
سنتیں
فرائض
نیت کرنا
سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا
ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا
بِسْمِ اللہ پڑھنا
ہاتھوں کو زمین پر مارنا
زمین پر ہاتھ مار کر لَوٹ دینا
انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا
ہاتھوں کو جھاڑ لینا
پہلے منہ پھر ہاتھوں کا مَسح کرنا
دونوں کا مسح پے درپے ہونا
پہلے سیدھے پھر اُلٹے ہاتھ کا مسح کرنا
داڑھی کا خِلال کرنا
انگلیوں کا خلال کرنا جبکہ پہنچ گیا ہو
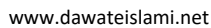
متفرق مسائل

سوال کتنی مَسافَت تک پانی نہ ملے تو تَیَمُّم جائز ہو گا؟

جواب چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں (تو تَیَمُّم جائز ہے) اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہو گا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بلا تلاش کیے تَیَمُّم جائز نہیں۔[1]

سوال تیمم کس چیز سے کرنا جائز ہے؟

جواب جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس (یعنی قسم) سے ہے اس سے تَیَمُّم جائز ہے۔[2]

سوال کیا نمک سے تَیَمُّم جائز ہے؟

جواب جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تَیَمُّم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھا نمک اس سے جائز ہے۔[3]

سوال کیا گدّے یا دَرِی وغیرہ سے تَیَمُّم کیا جاسکتا ہے؟

جواب گدّے اور دری وغیرہ میں غُبار ہے تو اس سے تَیَمُّم کر سکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے۔[4]

سوال تَیَمُّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا غُسل فرض ہو جاتا ہے ان سے تَیَمُّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی پر قادر ہونے سے بھی تَیَمُّم ٹوٹ جاتا ہے۔[5]

سوال وضو اور غسل کے تَیَمُّم میں کیا فرق ہے؟

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، 1/29

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، 1/26

3 ... بہار شریعت، 1/358، حصہ:2

4 ... بہار شریعت، 1/359، حصہ:2، فتاویٰ رضویہ، 3/302

5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، الفصل الاول، 1/29

جواب وضو اور غسل دونوں کے تیَمُّم کا ایک ہی طریقہ ہے۔[1]

سوال کس قسم کی بیماری میں وضو یا غسل کی جگہ تیَمُّم کرنے کی اجازت ہے؟

جواب ایسی بیماری ہو کہ وُضو یا غُسل سے اس (بیماری) کے زِیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وُضو یا غُسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا (تو ایسی صورت میں تیَمُّم کی اجازت ہے)۔[2]

سوال سردی کے سبب کس صورت میں تیَمُّم جائز ہو گا؟

جواب اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضَرَر (نقصان) سے بچے نہ آگ ہے جسے تاپ سکے تو تیَمُّم جائز ہے۔[3]

سوال کس صورت میں پانی پر قدرت کے باوجود تیَمُّم جائز ہے؟

جواب اگر کسی کے پاس پانی ہے مگر وُضو یا غُسل میں استعمال کرے گا تو خود یا دوسرا مسلمان یا اپنا یا اس کا جانور اگرچہ وہ کتّا جس کا پالنا جائز ہے، پیاسا رہ جائے گا اور اپنی یا ان میں سے کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کا صحیح اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیَمُّم جائز ہے۔[4]

سوال غسل فرض ہو لیکن پانی صرف وضو جتنا ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب اتنا پانی ملا جس سے وُضو ہو سکتا ہے اور اسے نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وُضو کر لینا چاہئے اور غُسل کے لیے تیَمُّم کرے۔[5]

سوال کیا زَم زَم شریف کے علاوہ دوسرا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیَمُّم کیا جا سکتا ہے؟

جواب اگر اتنا آبِ زم زم شریف پاس ہے جو وضو کیلئے کافی ہے تو تیَمُّم جائز نہیں۔[6]

---

1 . . . الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، ص 28
2 . . . فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، 1/ 28
3 . . . در مختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، 1/ 443، بہار شریعت، 1/ 348، حصہ: 2
4 . . . فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، 1/ 28
5 . . . فتاویٰ تاتار خانیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی التیمم، 1/ 255
6 . . . فتاویٰ تاتار خانیہ، کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی التیمم، نوع آخر فی بیان شرائطہم، 1/ 234

سوال قیدی کو جیل میں وضو نہ کرنے دیا جائے تو وہ کیا کرے؟

جواب قیدی کو قید خانہ والے وُضو نہ کرنے دیں تو تیَمُّم کرکے نماز پڑھ لے اور اِعَادَہ کرے اور اگر وہ دشمن یا قید خانہ والے نماز بھی نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر اعادہ کرے۔[1]

سوال ایسی جگہ جہاں پانی ملے نہ پاک مٹی تو نماز کیسے ادا کی جائے؟

جواب اگر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی تو اسے چاہئے کہ وقتِ نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکاتِ نماز بِلا نیتِ نماز بجالائے۔[2]

سوال کس تیَمُّم سے ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں؟

جواب نمازِ جنازہ یا عِیدَیْن یا سُنّتوں کے لیے اس غرض سے تیَمُّم کیا ہو کہ وُضو میں مشغول ہو گا تو یہ نمازیں فوت ہو جائیں گی تو اس تیَمُّم سے اس خاص نماز کے سوا کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔[3]

سوال کوئی تیَمُّم کرکے نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی کے پاس پانی دیکھا اب کیا کرے؟

جواب اگر گمانِ غالب ہے کہ وہ پانی دے دیگا تو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اس سے پانی مانگے، اگر نہیں مانگا اور نماز پوری کرلی اور بعد میں اس نے پانی دے دیا تو نماز کا اِعَادَہ لازم ہے۔[4]

سوال کس صورت میں نمازِ جنازہ کے لیے تیَمُّم کرنے کی اجازت ہے؟

جواب غیر ولی کو نمازِ جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیَمُّم جائز ہے ولی کو نہیں کہ اس کا لوگ انتظار کریں گے۔ خوفِ فوت کے یہ معنی ہیں کہ چاروں تکبیریں جاتی رہنے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ معلوم ہو کہ ایک تکبیر بھی مل جائے گی تو تیَمُّم جائز نہیں۔[5]

سوال کس صورت میں مردے کو تیَمُّم کروایا جائے؟

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، 1 / 28
2 ... بہارِ شریعت، حصہ 2: 1، 353 /
3 ... بہارِ شریعت، 1 / 354، حصہ 2:
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، 1 / 29
5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع فی التیمم، 1 / 31، بہارِ شریعت، حصہ 2: 1، 351 /

جواب: مُردے کو اگر غُسل نہ دے سکیں خواہ اس وجہ سے کہ پانی نہیں یا اس وجہ سے کہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسے اجنبی عورت یا اپنی عورت کہ مرنے کے بعد اسے چُھو نہیں سکتا تو اسے تَیَمُّم کرایا جائے، غیر مَحْرَم کو اگرچہ شوہر ہو عورت کو تَیَمُّم کرانے میں کپڑا حائل ہونا چاہئے۔[1]

معذور کا تَیَمُّم کرنا اور بعدِ صحت ان نمازوں کا اِعادہ کرنا

سوال: اگر کوئی غریب شخص مَعْذور ہو اس کے دونوں گُھٹنے ٹوٹے ہوں جس کے سبب وہ چل نہ سکتا ہو، وہ پانی تک خود بھی نہ جا سکتا ہو اور کوئی شخص اس کو وضو کرانے والا نہ ہو، نہ ہی پانی دینے والا ہو اور نہ ہی پانی خریدنے کی وہ طاقت رکھتا ہو، الغرض اس کو پانی تک کسی طرح قدرت نہ ہو تو کیا وہ نماز کے وقت تَیَمُّم کر سکتا ہے؟ نیز جب ایسا عذر والا شخص تندرست ہو جائے تو کیا اس کے لئے ان نمازوں کا جو تَیَمُّم کے ساتھ ادا کی گئیں ان کا اِعادہ کرنا ضروری ہو گا؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں ایسے معذور شخص کو تَیَمُّم کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت ہے اور تَیَمُّم کے ساتھ ادا کی گئی نمازوں کا بعد میں اِعادہ (یعنی لوٹانا) بھی نہیں کہ شریعتِ مطہرہ کے قوانین کی رُو سے اگر کوئی شخص ایسا مَعْذور ہو جو پانی تک نہ جا سکتا ہو اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اس کو پانی لا کر دے نہ خدمتانہ حکمانہ اُجرتاً یا اُجرت پر لانے والا ہو اور وہ اتنی اُجرت دینے پر قادر نہ ہو یا اُجرت دینے پر قادر ہے لیکن وہ مزدور اُجرتِ مثل[2] سے زیادہ طلب کرتا ہے تو ایسے شخص کو شرعاً تَیَمُّم کر کے نماز ادا کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور اِعادہ (یعنی نماز لوٹانا) بھی لازم نہیں ہوتا۔[3]

سبق نمبر10 اذان واِقامت کا بیان

اللہ پاک قرآنِ کریم میں اذان کے متعلق اِرشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًاؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ (پ6، المآئدۃ:58)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جب تم نماز کے لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نِرے بے عقل لوگ ہیں۔

1 ... بہارِ شریعت، 1/352، حصہ:2
2 ... اجرت مثل کے بارے میں جاننے کے لئے مَکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت، جلد2، اصطلاحات صفحہ 12 اصلاحات پڑھئے۔
3 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص27 تا28

تفسیر صراط الجنان میں اس آیت کے تحت ہے: سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مؤذِّن اذان کہتا، مسلمان اٹھتے تو اس پر یہودی ہنستے اور تَمَسْخُر کرتے یعنی مذاق اُڑاتے، اس پر یہ آیت نازِل ہوئی۔[1] معلوم ہوا کہ نمازِ پنج گانہ کے لئے اذان ہونی چاہیے، اس آیت سے اذان کا ثبوت بھی ہے۔[2]

اَذان عذابِ الٰہی سے امان ہے

سوال کسی جگہ اذان دینے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب حضرت سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے، پیارے آقا، مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب کسی بستی میں اذان دی جاتی ہے تو اللہ پاک اس دِن اس بستی کو اپنے عذاب سے اَمان عطا فرمادیتا ہے۔[3]

سوال دینِ اسلام میں اذان کو کیا اہمیت حاصل ہے؟

جواب اذان کی اہمیت کا اندازا اس بات سے لگائیے کہ پانچوں فرض نمازیں بَشُمول جمعہ مبارک جب جماعتِ مُسْتَحَبَّہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لیے اَذان سنتِ مُؤَکَّدہ ہے اور اس کا حکم مثلِ واجب ہے کہ اگر اذن نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔ ”فتاویٰ خانیہ“ میں ہے: اَذان شعائرِ اسلام میں سے ہے حتّٰی کہ اگر کسی شہر، بستی یا محلہ کے لوگ اذان کہنا چھوڑ دیں تو حاکم انہیں اس پر مجبور کرے گا اور اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو اُن سے لڑائی کرے گا۔[4]

سوال کیا پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اذان دینا ثابت ہے؟

جواب جی ہاں! حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سفر میں اذان دینا ثابت ہے جس میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کلماتِ شہادت یوں ارشاد فرمائے: اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللہ۔[5]

---

1 ... تفسیر بغوی، پ6، المائدۃ، تحت الآیۃ:58، 2/39

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ6، المائدۃ، تحت الآیۃ:58، 2/457

3 ... معجم کبیر، 1/257، حدیث:746

4 ... بہار شریعت، 1/464، حصہ:3 ماخوذا، فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، 1/53

5 ... جد الممتار، باب الاذان، 3/81، فتاوی رضویہ، 5/375

سوال اذان کہنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب (1) مُؤَذِّن کی جہاں تک آواز پہنچتی ہے، اس کے لیے مغفرت کر دی جاتی ہے اور ہر تر و خشک جس نے آواز سنی اس کے لیے گواہی دے گا۔[1] (2) ثواب کی طلب میں اَذان دینے والا خون میں لت پت شہید کی طرح ہے، مرنے کے بعد قبر میں اس کے بدن میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔[2] (3) اگر لوگوں کو معلوم ہو تا کہ اَذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اِس پر باہم تلوار چلتی۔[3]

سوال اَذان دینے والا کیسا ہو؟

جواب مُسْتَحَبْ یہ ہے کہ مُؤَذِّن مرد، عاقل، صالح، پرہیز گار، عالِم بِالسُّنَّۃ، ذی وَجاہت، لوگوں کے اَحوال کا نگراں اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں، ان کو زَجر کرنے والا ہو، اَذان پر مُداوَمَت (ہمیشگی) کرتا ہو اور ثواب کے لیے اَذان کہتا ہو۔[4]

سوال حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کتنے مؤذن تھے؟

جواب حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پانچ مؤذن تھے (1) حضرت سَیِّدُنا بلال بن رَباح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (2) حضرت سَیِّدُنا عَمرو بن اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (3) حضرت سَیِّدُنا سعد بن عائذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (4) حضرت سَیِّدُنا ابو مَحذُوْرَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور (5) حضرت سَیِّدُنا زیادہ بن حارث صُدائی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔[5]

سوال کیا اذان صرف نمازوں کے لیے دی جاسکتی ہے؟

جواب جی نہیں! بلکہ درج ذیل مواقع پر بھی اذان دینا مُسْتَحَبْ ہے (1) بچے (2) غمگین (3) مرگی والے (4) غضبناک اور بد مزاج آدمی اور (5) بد مزاج جانور کے کان میں (6) لڑائی کی شدت کے وقت (7) آگ لگنے کے وقت (8) میت دفن کرنے کے بعد (9) جِن کی سرکشی کے وقت (یا کسی پر جن سوار ہو) (10) اُس وقت جب جنگل میں راستہ بھول جائیں اور کوئی بتانے والا نہ ہو۔[6] اور (11) وبا کے زمانے میں بھی اذان دینا مُسْتَحَبْ ہے۔[7]

---

1 ... مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، 3/420، حدیث: 9546

2 ... معجم کبیر، 12/322، حدیث: 13554

3 ... مسند احمد، مسند ابی سعید الخدری، 4/59، حدیث: 11241

4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الاول، 1/53

5 ... مجموعۂ رسائل اللکنوی، خیر الخبر فی اذان خیر البشر، 4/328

6 ... بہار شریعت، 1/466، حصہ: 3

7 ... فتاوی رضویہ، 5/370

سوال کون سے دو صحابۂ کرام کو خواب میں اذان سکھائی گئی؟

جواب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم اور حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن زید بن عبدربّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کو اَذان خواب میں تعلیم ہوئی، حضور نبیِٔ غیب دان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "یہ خواب حق ہے" اور عبداللہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے فرمایا: "جاؤ بلال کو تلقین کرو، وہ اَذان کہیں کہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔"[1]

سوال بیٹھ کر اذان کہنا یا قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت منہ کر کے اذان کہنا کیسا؟

جواب ایسا کرنا مکروہ ہے، اگر اِس طرح کہی تو دوبارہ دی جائے۔[2]

سوال وہ کون سی اذان ہے جس کا جواب: نہیں دیا جائے گا؟

جواب مقتدیوں کو خطبے کی اذان کا جواب: زبان سے ہرگز نہیں دینا چاہئے یہی اَحْوَط (یعنی احتیاط سے قریب) ہے۔ہاں اگر دل سے جواب دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔[3]

سوال اگر اذان یا اِقامت کہتے ہوئے کلمات آگے پیچھے ہوجائیں تو کیا کرے؟

جواب اگر کلماتِ اَذان یا اِقامت میں کسی جگہ تقدیم و تاخیر ہوگئی (یعنی کلمات آگے پیچھے ہوگئے) تو اتنے کو صحیح کرلے۔شروع سے دُہرانے کی ضرورت نہیں اور اگر صحیح نہ کئے اور نماز پڑھ لی تو نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔[4]

سوال بچے کے کان میں اذان واِقامت کتنی مرتبہ کہی جاتی ہے؟

جواب دہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں میں تین مرتبہ اقامَت کہی جائے۔[5]

سوال مُؤَذِّن کے علاوہ کسی اور شخص کا اقامت کہنا کیسا؟

جواب اگر مُؤَذِّن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مُؤَذِّن کو ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔ اگر مُؤَذِّن موجود نہیں تو جو چاہے اِقامَت کہہ لے اور بہتر امام ہے۔[6]

---

1 ... ابوداود، کتاب الصلوٰۃ، باب کیف الاذان، 1/ 210، حدیث: 499

2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، 1/ 54۔ درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، 2/ 69

3 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، 2/ 87، فتاوی رضویہ، 8/ 301 ملتقطاً

4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، 1/ 56

5 ... بہار شریعت، 3/ 355، حصہ: 15

6 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، 1/ 54، بہار شریعت، حصہ: 3، 1/ 470

سوال اقامت میں کب کھڑا ہونا چاہئے؟حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑے ہونے کو سنّت کہہ سکتے ہیں؟ نیز کچھ لوگ کھڑے ہو کر اقامت سنتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب احناف کے نزدیک اس بارے میں حکم یہ ہے کہ امام و مقتدی جب مسجد میں موجود ہوں تو اس صورت میں امام و مقتدی سب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑے ہوں اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر کھڑا ہونا سنّتِ مُسْتَحَبَّہ اور اسے صرف سنّت ہی کہہ لیا جائے تو بھی کچھ حرج نہیں اور یوں بھی ٹھیک ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ پر کھڑا ہونا شروع کریں اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر مکمل کھڑے ہو جائیں۔[1]

سوال اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اس کا کھڑے ہو کر انتظار کرنا کیسا؟

جواب اِقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب اقامت کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔ یوہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، وہ بھی بیٹھے رہیں، اس وقت اٹھیں، جب اِقامت کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے، یہی حکم امام کے لیے ہے۔[2]

سوال اذان کا جواب دینے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب مؤذِّن جو کہے وہی آپ بھی کہتے جائیے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں (چاروں بار) کہنا ہے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔ بہتر یہ ہے کہ جواب میں مثلاً حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ بھی کہئے اور لَا حَوْلَ بھی پڑھیئے۔ فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا جواب یاد کر لیجئے: صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ ترجمہ: تو سچا اور نیکو کار ہے اور تو نے حق کہا ہے۔[3]

انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا

سوال اذان میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ گرامی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سُن کر اپنے انگوٹھے چوم کر

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص 33... اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے مکتبۃ المدینہ سے "مختصر فتاویٰ اہل سنت (قسط اول)" حاصل کر کے صفحہ 33 تا 36 کا مطالعہ کیجئے۔

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی، 1/57

3 ... رد المحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/83

اپنی آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟

جواب جائز و مستحسن وموجبِ اجر وثواب ہے اور سرکارِ دوجہاں، رحمتِ عالمیاں صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی محبت کی علامت ہے۔

سوال اس کا کیا ثبوت ہے؟

جواب علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: "مُسْتَحَبْ یہ ہے کہ جب پہلی شہادت سنے تو کہے: صَلَّی اللهُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اور جب دوسری سُنے تو دونوں انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر لگانے کے بعد کہے: قَرَّتْ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ پھر یہ کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم جنّت کی طرف اس کے قائد ہوں گے جیسے کہ "کَنْزُ الْعِبَاد" اور "اَلْفَتَاوِی الصُّوْفِیَة" میں ہے اور کتابُ الفردوس میں ہے کہ جس نے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله سننے کے بعد اپنے دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا تو جنّت کی صفوں میں، میں اس کا قائد اور داخل کرنے والا ہوں گا۔[1]

سوال انگوٹھے چومنے کے بارے میں کوئی واقعہ ہو تو وہ بیان فرمادیں؟

جواب اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه مسندُ الفردوس کے حوالے سے فرماتے ہیں: "حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے مؤذّن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله کہتے سُنا یہ دُعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانبِ زیریں (نچلی جانب) سے چُوم کر آنکھوں سے لگائے، اس پر حضورِ اقدس صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے۔"[1]

اَذان واِقامت اور ان کے جواب کے متعلق مختلف احکام

سوال اَذان واِقامت اور ان کے جواب کے متعلق کچھ احکام بیان کیجئے؟

جواب (1) اذان سُنّتِ مؤکّدہ اور شِعارِ اسلام (اسلام کی نشانی) ہے[2] (2) اس کا حکم مثلِ واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔[3] (3) اذان کے بغیر جماعتِ اُولیٰ مکروہ[4] (4) وقت شروع ہونے سے پہلے اذان کہہ

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/84

2 ... فتاوی رضویہ، 5/432

3 ... بہارِ شریعت، 1/464، حصہ: 3

4 ... فتاوی رضویہ، 16/430 بتغیر قلیل

دی یا وَقت سے پہلے شروع کی اور دورانِ اذان وَقت آ گیا، دونوں صورتوں میں اذان دوبارہ کہیئے۔[1] (5) جب اَذان ہو، تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور جواب سلام، تمام کام موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآنِ مجید کی تِلاوت میں اَذان کی آواز آئے، تو تِلاوت موقوف کر دے اور اَذان کو غور سے سُنے اور جواب دے۔[2] (6) راستہ چل رہا تھا کہ اَذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سُنے اور جواب دے۔ (7) اِقامت کا جواب مُستَحَب ہے۔[3] (8) اگر چند اَذانیں سُنے، تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر یہ کہ سب کا جواب دے۔ (9) اگر بوقتِ اَذان جواب نہ دیا، تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو، اب دے لے۔[4] خطبہ کی اَذان کا جواب زبان سے دینا، مقتدیوں کو جائز نہیں۔[5] اذانِ نماز کے علاوہ دیگر اذانوں کا جواب بھی دیا جائے گا مثلاً بچے کی پیدائش پر دی جانے والی اذان۔[6] (10) اِقامت اذان سے بھی زِیادہ تاکیدی سُنّت ہے۔[7] (11) اِقامت کے کلمات جلد جلد کہیئے اور درمیان میں سکتہ (ٹھہراؤ) مت کیجئے۔[8]

اذان واِقامت سے بے پروائی کے نقصانات

سوال اذان واقامت سے بے پروائی کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب ✱ اَذان کی توہین کفر ہے۔[9] ✱ اَذان سے بھاگنا شیطانی عَمَل ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ جب تک اذان ہوتی ہو گوز مارتا (یعنی ہوا خارج کرتا) رہتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سُن سکے۔[10] ✱ جو اذان کے وَقت باتوں میں مشغول رہے اس کا مَعَاذَاللہ خاتِمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔[11] اذان سے مُتَعلِّق تفصیلی معلومات حاصِل کرنے کے لئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علّامہ مولانا محمد

---

1. ... الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، 1/45، بہارِ شریعت، 1/465، حصہ:3
2. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ص57 ماخوذا، ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/86 ماخوذا
3. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، 1/57 ملتقطا
4. ... بہارِ شریعت، 1/473، حصہ:3
5. ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/87
6. ... در مختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد، 2/82
7. ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ص68
8. ... بہارِ شریعت، 1/470، حصہ:3 بتغیر قلیل
9. ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص359 ماخوذا
10. ... بخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، 1/222، حدیث:608
11. ... بہارِ شریعت، 1/473، حصہ:3

الیاس عطار قادِری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ "فیضانِ اذان" پڑھیے۔

سبق نمبر11 وقت پر نماز پڑھنے کا بیان

نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے

پارہ5، سُوْرَۃُ النِّسَآء، آیت:103 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (پ5، النساء:103)

تفسیر صراط الجنان جلد2، صفحہ 292 پر اس آیت مُبارکہ کے تحت ہے: نماز کے اَوْقات مُقَرَّر ہیں لہٰذا لازِم ہے کہ ان اوقات کی رِعَایَت (یعنی ہر نماز اس کے وقت میں ادا) کی جائے۔

وقت پر نماز پڑھنا پسندیدہ عمل ہے

رسولِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں سوال ہوا: کون سا عَمَل اللہ پاک کو زیادہ پسند ہے؟ اِرشَاد فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔[1]

سوال فرض نمازوں کے اَوْقات کیا ہیں؟

جواب (1) فجر کا وقت: صبحِ صادِق نمودار ہونے سے سُورج کی کِرَن چمکنے تک۔[2] صبحِ صادِق کی وضاحت: صبحِ صادِق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانِب جہاں سے آج سورج نکلنا ہے، اس کے اُوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اُجالا ہو جاتا ہے[3] ❋ سورج نکلنے سے 20 منٹ تک "وقتِ مکروہ" ہے۔[4]

(2) ظُہر اور جمعہ کا وقت: زوال (یعنی سُورج عین سر پر آکر جب مغرب کی طرف ڈھلنا شروع کرے، اس) سے لے کر اُس وقت

1 ... بخاری، کتاب مواقیت الصلٰوۃ، باب فضل الصلٰوۃ لوقتہا، 1 / 196، حدیث:527
2 ... بہار شریعت، 1 / 447، حصہ:3 ملخصا
3 ... بہار شریعت، 1 / 447، حصہ:3 بتغیر قلیل
4 ... بہار شریعت، 1 / 454، حصہ:3 ملخصا

تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ دوگُنا ہو جائے۔[1] سایہ دوگنا ہونے کی وضاحت: مثلاً چار فِٹ کی لکڑی زمین میں گاڑ دیجئے، جب سورج عین سَر پر آجائے تو دیکھئے کہ اس کا سایہ کتنا ہے، بالفرض چار فِٹ کی لکڑی کا سایہ اس وقت آٹھ فِٹ ہو تو جب یہ سایہ 20 فِٹ (دوگُنا سایہ:8+8، لکڑی:4 فِٹ، کل سایہ: 20 فٹ) ہو جائے، اس وقت ظُہر کا وقت ختم اور عصر کا شروع ہو گیا۔[2] ❊ زوال کا وقت شروع ہونے سے 20 منٹ تک کا وقت "وقتِ مکروہ" ہے۔ (3) عصر کا وقت: ظہر کا وَقْت ختم ہونے سے سُورج ڈوبنے تک۔[3] ❊ نماز عصر پڑھنے کے بعد کوئی نفل نماز نہیں پڑھ سکتے۔[4] ❊ سورج ڈوبنے سے 20 منٹ پہلے کا وقت "وقتِ مکروہ" ہے۔[5] (4) مغرب کا وقت: سورج ڈوبنے سے شفق ختم ہونے تک۔[6] شفق کسے کہتے ہیں: سُورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی جانِب شُمالاً جنوباً پھیلی ہوئی سُرخ روشنی دِکھائی دیتی ہے، اس کے بعد اسی جگہ سفید روشنی پھیل جاتی ہے، اس سفید روشنی کو شفق کہتے ہیں۔[7] (5) عِشا کا وقت: مغرب کا وقت ختم ہونے سے لے کر صبح صادِق نمودار ہونے سے پہلے تک۔[8]

نوٹ: مکروہ وقت میں کوئی نماز پڑھنا جائِز نہیں، نہ فرض نہ واجب نہ نفل، نہ ادا، نہ قضا۔ ہاں! اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ سورج ڈوبتا ہو، پڑھ لے مگر اتنی دیر کرنا حرام ہے۔[9]

وقت پر نماز پڑھنے کے متعلق مختلف اَحْکام

(1) فرض نمازیں اُن کے وقت ہی میں پڑھنا فرض ہے۔[10] (2) وقت سے پہلے نماز باطِل (یعنی ہوئی ہی نہیں) اور

1 ... بہار شریعت، 1/449، حصہ:3 ملخصا
2 ... قانون شریعت، ص145 مفصلا
3 ... بہار شریعت، 1/450، حصہ:3 بتغیر قلیل
4 ... بہار شریعت، 1/456، حصہ:3 ملخصا
5 ... بہار شریعت، 1/452، حصہ:3 ملخصا
6 ... بہار شریعت، 1/450، حصہ:3 ملخصا
7 ... بہار شریعت، 1/451، حصہ:3 مفصلا
8 ... بہار شریعت، 1/451، حصہ:3 ملخصا
9 ... بہار شریعت، 1/454، حصہ:3 بتغیر قلیل
10 ... فتاوی رضویہ، 5/270 بتغیر قلیل

جان بوجھ کر نماز قضا کر دینا یعنی اس کا وقت گزار دینا حرام ہے۔[1] (3) جو نماز اس کے وقت میں ادا نہ کی، وہ ذِمّے پر باقی ہے، "اس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچّے دِل سے توبہ بھی کرے۔"[2] (4) وقت پہچاننا (یعنی نماز، روزے وغیرہ کے اَوْقات کی مَعْلُومات رکھنا) ہر مسلمان پر فرضِ عین (یعنی ہر عاقل و بالغ مسلمان پر لازِم وضروری) ہے۔[3]

اوقاتِ نماز مَعْلُوم کرنے کا ایک آسان ذریعہ

* عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے "اَوْقاتِ نماز" کا نقشہ خرید لیجئے اور وقتاً فوقتاً بلکہ روزانہ ہی کم از کم ایک مرتبہ اس دِن کی نمازوں کے اَوْقات دیکھ لیا کیجئے۔ * Play Store / App Store سے دعوتِ اسلامی کے شعبہ "مجلس توقیت" کی تیار کردہ موبائل ایپلی کیشن Prayer Time ڈاؤن لوڈ کر لیجئے۔ اس ایپلی کیشن (Application) کے ذریعے اَلْحَمْدُ لِلّٰه! دنیا بھر کے تقریباً 27 لاکھ مقامات کے لئے سحر و افطار اور نمازوں کے اوقات مَعْلُوم کیے جاسکتے ہیں۔

وقت پر نماز پڑھنے کے فائدے اور ثوابات

* سُستی و کاہلی جو کہ باطنی مرض ہے، نمازوں کے اوقات مقرر کرنے میں اس کا علاج ہے۔[4] * پانچوں نمازیں وقت پر پابندی کے ساتھ پڑھنے میں "غفلت" کا عِلاج ہے۔[5] * جس کا دِل مسجد میں مُعَلَّق رہے (یعنی جو ایک نماز پڑھ کر دوسری کا منتظر رہے) وہ روزِ قِیامت عرش کے سائے میں ہوگا۔[6] پانچ نمازوں کے الگ الگ فائدے: * فجر ادا کرنے والا خوش خوش اور تر و تازہ ہو کر صبح کرتا ہے،[7] شام تک اللہ پاک کی امان میں رہتا ہے،[8] اس کے لئے دُنیا کے

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 5/284 مفہوماً
2 ... قضا نمازوں کا طریقہ، ص 7، مکتبۃ المدینہ کراچی
3 ... فتاویٰ رضویہ، 10/569
4 ... جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص 58، والضحیٰ پبلی کیشنز
5 ... حجۃ اللہ البالغہ، اوقات الصلوۃ، ص 317 مفہوماً
6 ... بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد... الخ، 1/260 ملتقطاً
7 ... بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان... الخ، 1/236، حدیث: 660
8 ... معجم اوسط، 2/335، حدیث 3464، دار الفکر عمان

مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں۔[1] ✽ فجر و عصر کے وقت مصروفِ عِبَادت رہنے سے رِزْق اور عَمَل میں برکت دی جاتی ہے۔[2] ✽ نمازِ فجر و عصر پابندی کے ساتھ پڑھنے سے روزِ قِیَامت دیدارِ الٰہی کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔[3] ✽ نمازِ عصر و عشا کی پابندی کرنے سے "زُہد" پیدا ہوتا ہے اور نفس کو نفسانی خواہشات کی پیروی سے نجات ملتی ہے۔[4] ✽ نمازِ عصر پڑھنے والے کے لئے آسمان وزمین کے فرشتے مغفرت چاہیں گے۔[5] ✽ مغرب پڑھنے والے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ جس حاجت کا سوال کرے پورا ہو گا۔[6] ✽ نمازِ عشا پڑھنے والا گُناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔[7]

وقت پر نماز نہ پڑھنے کے نقصانات

سوال: وقت پر نماز نہ پڑھنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: ✽ جو جان بوجھ کر ایک وقت کی نماز چھوڑے، اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ جہنّم میں داخل ہو گا۔[8] ✽ جس نے قصداً (جان بوجھ کر) ایک وقت کی (نماز) چھوڑی، ہزاروں برس جہنم میں رہنے کا مستحق ہوا، جب تک توبہ نہ کرے اور اس کی قضا نہ کرلے۔[9] ✽ جو نماز میں سُستی کرے اور وقت کے بعد قضا کرکے پڑھے، اس کا ٹھکانا "وَیْل" ہے۔ "وَیْل" جہنم کی ایک وادی ہے، اگر اس میں دنیا کے پہاڑ ڈالے جائیں تو وہ بھی اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔[10] ✽ جو فجر نہ پڑھے غمگین دِل اور سستی کے ساتھ صبح کرتا ہے۔[11]

---

1 ... فیض القدیر، 1/85، تحت الحدیث: 26
2 ... عمدۃ القاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب فضل صلاۃ العصر، 4/65، حدیث: 555
3 ... مرآۃ المناجیح، 7/518 بتغیر قلیل
4 ... فیض القدیر، 1/85، تحت الحدیث: 26
5 ... فتاوی رضویہ، 5/53 ملخصا
6 ... فتاوی رضویہ، 5/53 بتغیر قلیل
7 ... فتاوی رضویہ، 5/53 بتغیر قلیل
8 ... جمع الجوامع، 7/129، حدیث: 21641
9 ... فتاوی رضویہ، 9/158
10 ... الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الرابعۃ، ص19 ملخصا
11 ... فیضان نماز، ص89 تا 90 ملخصا

سبق نمبر 12 نَماز کا بیان

ہر عاقل بالغ مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔اللہ پاک پارہ2سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 238میں ارشاد فرماتا ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾ 　 تَرجَمۂ کنزالایمان: نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

صدرُ الافاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اِس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں: یعنی پنجگانہ فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرتے رہو اس میں پانچوں نمازوں کی فرضیت کا بیان ہے۔[1]

نماز کی اہمیت پر دو اَحادیثِ مبارکہ

سوال نماز کی اہمیت پر دو احادیثِ مبارکہ بیان کیجئے؟

جواب (1)حضرت عبادہ بن صامت رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے، حضورِ اکرم نورِ مجسم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں اللہ پاک نے بندوں پر فرض کیں، جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خُشوع کو پورا کیا تو اس کے لیے اللہ پاک نے اپنے ذمۂ کرم پر عہد کر لیا ہے کہ اسے بخش دے، اور جس نے نہ کیا اس کے لیے عہد نہیں، چاہے بخش دے، چاہے عذاب کرے۔[2]

(2)ایک شخص نے رحیم و کریم آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسُولَ اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم! اسلام کی کیا چیز اللہ پاک کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ ارشاد فرمایا: نماز وقت پر ادا کرنا۔[3]

نماز پڑھنے کے فوائد

سوال نماز پڑھنے کے کیا کیا فوائد ہیں؟

---

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 238

2 ... ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوات، 1/186، حدیث: 425

3 ... شعب الایمان، الباب الحادی والعشرین، باب فی الصلوات، 3/39، حدیث: 2807

جواب: نماز اندھیری قبر کا چراغ ہے۔ ✽ نماز عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔ ✽ نماز قیامت کی دھوپ میں سایہ ہے۔ ✽ نماز پُل صراط کے لئے آسانی ہے۔ ✽ نماز جہنم کے عذاب سے بچاتی ہے۔ ✽ نماز سے رَحْمت نازِل ہوتی ہے۔ ✽ نماز سے گُناہ مُعاف ہوتے ہیں۔ ✽ نماز دعاؤں کی قبولیت کا سبب ہے۔ ✽ نماز بیماریوں سے بچاتی ہے۔ ✽ نماز سے بدن کو راحت ملتی ہے۔ ✽ نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ ✽ نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے بچاتی ہے۔[1] ✽ "نماز" میں سینکڑوں بیماریوں کا عِلاج بھی ہے مثلاً نماز دِل، مِعْدہ اور آنتوں وغیرہ کے مرض میں شِفا دیتی ہے۔ ✽ دَرْد و غم کا احساس بھلا دیتی یا کم کر دیتی ہے۔ ✽ نَزْلہ زُکام کے مریض کے لئے طویل (یعنی لمبا) سجدہ نہایت مفید ہے۔ ✽ سجدے سے بند ناک کُھلتی ہے۔ ✽ آنتوں میں جمع ہونے والے غیر ضَروری مواد کو حرکت دے کر نکالنے میں سجدہ کافی مددگار ثابت ہوتا ہے۔[2] ✽ نماز سے ذِہن صاف ہوتا اور غصے کی آگ بجھ جاتی ہے۔ ✽ نمازی کے لئے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اسے بروزِ قِیامت اللہ پاک کا دیدار ہوگا۔[3]

نوٹ: کامِل فوائد اسی صُورت میں حاصِل ہوسکتے ہیں جب نماز اطمینان سے دُرست طریقے پر ادا کی جائے۔

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات

سوال: نماز نہ پڑھنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: بے نمازی کی عُمر سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ ✽ اس کے چہرے سے نیک بندوں کی نشانی مٹا دی جائے گی۔ ✽ اس کی کوئی دُعا آسمان تک نہ پہنچے گی۔ ✽ نیک بندوں کی دُعاؤں میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ✽ دُنیا میں اس سے مخلوق نفرت کرے گی۔ ✽ بے نمازی ذلیل ہو کر مرے گا۔ ✽ بھوکا مرے گا۔ ✽ پیاسا مرے گا، اگر اسے دُنیا بھر کے سمندر پلا دیئے جائیں پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔ ✽ اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو جائیں گی۔ ✽ اس کی قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی پھر وہ دِن رات انگاروں پر اُلٹ پلٹ ہوتا رہے گا۔ ✽ بے نمازی کا حِساب سختی سے لیا جائے گا۔ ✽ رَبِّ قہار اس سے ناراض ہوگا۔ ✽ بے نمازی کو جہنم میں ڈال دیا

1 ... فیضانِ نماز، ص10 ملتقطا
2 ... فیضانِ نماز، ص29 ملتقطا
3 ... فیضانِ نماز، ص11

جائے گا۔[1]

مَدَنی مشورہ: نمازی بننے اور نماز سے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کِتاب "فیضانِ نماز" اور "نماز کے احکام" پڑھیے۔ نیز دعوتِ اسلامی کی مجلس مدنی کورسز کے تحت ہونے والے "فیضانِ نماز کورس" میں داخلہ لے لیجئے۔ اِنْ شَآءَاللہُ الْعَزِیْز! نماز کے متعلق بہت ساری غلطیوں کی اصلاح ہو گی اور علمِ دین بھی سیکھنے کو ملے گا۔

کلامِ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

ہر عبادت سے برتر عبادت نماز — ساری دولت سے بڑھ کر ہے دولت نماز
قلبِ غمگیں کا سامانِ فرحت نماز — ہے مریضوں کو پیغامِ صحّت نماز
نارِ دوزخ سے بے شک بچائے گی یہ — رب سے دلوائے گی تم کو جنّت نماز
پیارے آقا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ — قلبِ شاہِ مدینہ کی راحت نماز
بھائیو! گر خدا کی رِضا چاہئے — آپ پڑھتے رہیں باجماعت نماز
آؤ مسجد میں جھک جاؤ رب کے حضور — تم کو دلوائے گی حق سے رِفعت نماز
اے غریبو! نہ گھبراؤ سجدے کرو — دے گی برکت، مٹائے گی غربت نماز
صبر سے اور نمازوں سے چاہو مدد — پوری کروائے ہر ایک حاجت نماز
خوب نفلوں کے سجدوں میں مانگو دعا — پوری کروائے گی رب سے حاجت نماز
کیوں نمازی جہنّم میں جائے بھلا! — اس کو دلوائے گی باغِ جنّت نماز
جو مسلمان پانچوں نمازیں پڑھیں — لے چلے گی انہیں سوئے جنّت نماز
ہو گی دنیا خراب آخرت بھی خراب — بھائیو! تم کبھی چھوڑنا مت نماز
بے نمازی جہنّم کا حقدار ہے — بھائیو! تم کبھی چھوڑنا مت نماز
قبر میں سانپ بچھو لپٹ جائیں گے — بھائیو! تم کبھی چھوڑنا مت نماز
سہہ سکو گے نہ دوزخ کا ہرگز عذاب — بھائیو! تم کبھی چھوڑنا مت نماز
دیکھو! اللہ ناراض ہو جائے گا — بھائیو! تم کبھی چھوڑنا مت نماز

یاخدا تجھ سے عطّار کی ہے دعا
مصطفےٰ کی پڑھے پیاری اُمت نماز

1...فیضانِ نماز، ص426-427 بتغیر قلیل

سبق نمبر13 نماز کی شرائط

سوال نماز کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

جواب پہلے ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے: رحمت والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: جس نے ایسا وضو کیا جیسا کرنے کا حکم ہے اور ایسی نماز پڑھی جیسی پڑھنے کا حکم ہے، تو جو کچھ پہلے کیا ہے معاف کر دیا جائے گا۔[1]

کوئی بھی نماز پڑھنے سے پہلے اِن 6 چیزوں کا پورا ہونا ضروری ہے، ورنہ نماز شُروع ہی نہیں ہو گی۔

نمبر شمار	شرط	تفصیل
01	طہارت	نماز پڑھنے والے کا (1) بدن (2) لباس اور (3) نماز پڑھنے کی جگہ ناپاکی (گندگی) سے پاک ہو۔ نماز پڑھنے والے پر غسل فرض نہ ہو اور وہ باوضو ہو۔
02	ستر عورت	مَرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنے سمیت سارا حصہ اور عورت کا ہتھیلیوں، پاؤں کے تلووں اور چہرے کے علاوہ اپنا سارا جسم چھپانا۔ (عورت کے ہاتھ کلائیوں تک اور پیر ٹخنوں تک ظاہر ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی)
03	اِستقبالِ قبلہ	نماز میں خانہ کعبہ کی طرف سینہ کر کے کھڑا ہونا۔
04	وقت	جو نماز پڑھنی ہے اس کا وقت ہونا ضروری ہے۔ اگر وقت سے پہلے نماز پڑھی تو ادا نہیں ہو گی بلکہ وقت میں دوبارہ پڑھنی ہو گی۔ نمازِ فجر کو وقت کے اندر مکمل کرنا بھی ضروری ہے۔ جان بوجھ کر نماز کا وقت گزار دینا اور نماز ادا نہ کرنا سخت گناہ ہے۔
05	نیّت	"نیّت" دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ کسی بھی نماز کو ادا کرنے کے لئے پہلے اس نماز کا دل میں پکا ارادہ کرنا ضروری ہے۔ اگر زبان سے بھی کہہ لے کہ مثلاً: "میں فجر کی 2 رکعت فرض نماز ادا کرنے کی نیت کرتا ہوں" تو زیادہ اچھا ہے۔
06	تکبیرِ تحریمہ	یعنی نماز شروع کرنا، "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کر نماز شروع کریں گے۔[2]

1 ... نسائی، کتاب الطہارۃ، باب ثواب من توضا کما امر، ص32، حدیث:144

2 ... ہمارا اسلام، 133 ماخوذا

نماز
شرائط
طہارت
سترِ عورت
استقبالِ قبلہ
وقت
نیت
تکبیرِ تحریمہ

متفرق مسائل

سوال نمازی کے پیروں تلے کتنی نَجاست ہو تو نماز نہیں ہو گی؟

جواب نمازی کے ایک پاؤں کے نیچے درہم کی مقدار سے زیادہ نَجاست ہو تو نماز نہ ہو گی۔[1] یونہی اگر دونوں پاؤں کے نیچے تھوڑی تھوڑی نَجاست ہے کہ جمع کرنے سے ایک دِرَم ہو جائے گی (تو نماز مکروہِ تحریمی واجِبُ الْاِعادہ اور درہم سے زائد ہو تو نماز نہیں ہو گی)۔[2]

سوال نَجاست پر رکھے شیشے کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو کیا حکم ہے؟

جواب نماز ہو جائے گی اگرچہ نمایاں ہو۔[3]

سوال وہ کونسا پاک و صاف کپڑا ہے جسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں؟

جواب چُرایا ہوا کپڑا یا دھوبی وغیرہ کے یہاں سے بدلا ہوا کپڑا اگرچہ پاک و صاف ہو مگر اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی، ناجائز اور گناہ ہے، نماز واجِبُ الْاِعادَہ ہو گی اور ایسے کپڑے کا پہننا مرد و عورت سب کو حرام ہے۔[4]

سوال وہ کون ہے جو پانی پر قُدرت اور یاد ہوتے ہوئے بغیر وضو نماز پڑھے تو گناہ گار نہیں؟

جواب نابالغ بچہ ایسا کرے تو گناہگار نہیں کیونکہ نابالغ پر وضو فرض نہیں۔[5] مگر ان سے وُضو کرانا چاہئے تاکہ عادت ہو اور وُضو کرنا آجائے اور مسائلِ وُضو سے آگاہ ہو جائیں۔

سوال وہ کونسی زمین ہے جس سے تَیَمُّم نہیں کر سکتا لیکن وہاں نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب ایسی نَجس زمین جو دھوپ یا ہوا سے پاک ہو گئی اس پر مُصَلّٰی بچھائے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اس سے تَیَمُّم کرنا جائز نہیں۔[6]

---

1 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، 2/92
2 ... بہار شریعت، 1/477، حصہ 3
3 ... رد المحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، 2/92
4 ... فتاویٰ رضویہ، 7/298، 394، ملتقطا
5 ... رد المحتار، کتاب الطہارۃ، مطلب فی اعتبارات المرکب التام، 1/202
6 ... شرح وقایۃ، کتاب الطہارۃ، باب التیمم، الجزء 1/98

سوال نماز میں مرد و عورت کے جسم کا کتنا حصہ سَترِ عورت میں شامل ہے؟

جواب مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک سَترِ عورت ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔[1] اور عورت کے لیے سوائے منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے سارا بدن ستر ہے۔ عورت کے سر کے لٹکتے ہوئے بال، گردن اور کلائیاں بھی ستر میں داخل ہیں۔[2] البتہ اگر دونوں ہاتھ (گٹوں تک)، پاؤں (ٹخنوں تک) مکمل ظاہر ہوں تو ایک مُفتٰی بِہٖ قول پر نماز درست ہے۔[3]

سوال جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو نماز میں کُھل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب اگر چوتھائی حصے سے کم کُھلا تو نماز ہو گئی اور اگر چوتھائی عضو کُھل گیا اور فوراً چُھپا لیا جب بھی ہو گئی اور اگر تین مرتبہ سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار برابر کُھلا رہا یا جان بوجھ کر کھولا اگرچہ فوراً چھپا لیا تو نماز جاتی رہی۔[4]

سوال ایسے کپڑوں میں نماز پڑھی جس میں بدن نظر آتا ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب اتنا باریک کپڑا جس میں بدن چمکتا ہو سَتر کے لیے کافی نہیں اس میں نماز پڑھی تو نماز نہ ہو گی۔[5]

سوال جہاں قبلہ کی سَمْت (Qibla Direction) پتا نہ ہو اور نہ ہی معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ تو وہاں نماز میں منہ کس طرف کیا جائے؟

جواب ایسی جگہ نماز پڑھنے والے کے لیے حکم ہے کہ تَحَرِّی کرے (یعنی سوچے جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے اُدھر ہی منہ کرے) اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔[6]

سوال جہتِ کعبہ کی طرف منہ ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب جہتِ کعبہ کی طرف منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ چہرے کی سطح کا کوئی جُز کعبہ کی سَمْت میں واقع ہو۔ اس کی مقدار 45 درجے (45°) رکھی گئی ہے لہٰذا اگر کوئی 45 درجے سے زیادہ قبلہ سے پھرا تو نماز نہیں ہو گی۔[7]

---

1 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، مطلب فی ستر العورۃ، 2/93 تا 94

2 ... درمختار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، 2/95

3 ... اسلامی بہنوں کی نماز، ص 91

4 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، مطلب فی النظر الی وجہ الامرد، 2/100

5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلٰوۃ، الباب الثالث فی شروط الصلٰوۃ، الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ، 1/58

6 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، مطلب مسائل التحری فی القبلۃ، 2/143

7 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، 2/135، بہار شریعت، حصہ 3، 1/487

سوال کس شخص کے لئے نماز میں عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے؟

جواب جو عین کعبہ کی سَمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگرچہ کعبہ آڑ میں ہو، جیسے مکّہ معظمہ کے مکانوں میں جب کہ مثلاً چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگرچہ خاص مکّہ معظّمہ میں ہو اس کے لیے جہتِ کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے۔[1]

سوال وہ کونسی جگہ ہے جہاں کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب کعبہ شریف کی عمارت کے اندر یا اس کی چھت پر نماز پڑھے تو جس طرف بھی چاہے مُتوجّہ ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے۔[2]

مکروہ اوقات

سوال مکروہ اَوقات کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب مکروہ اوقات تین ہیں: (1) طلوعِ آفتاب سے لیکر 20 منٹ بعد تک (2) غروبِ آفتاب سے 20 منٹ پہلے (3) نِصفُ النَّہار یعنی ضَحوَۂ کُبریٰ سے لیکر زوالِ آفتاب تک۔[3] ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یوہیں سجدۂ تلاوت و سجدۂ سہو بھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا۔[4]

سوال اگر کسی نے نماز کی یوں نیت کی کہ "میں چار رَکعت مغرب کی یا تین رکعت ظہر کی ادا کرتا ہوں" نماز ہو جائے گی؟

جواب جی ہاں نماز ہو جائے گی کیونکہ نیت میں تعدادِ رَکعات کی ضرورت نہیں البتہ افضل ضرور ہے۔[5]

سوال امام نے اگر کسی مخصوص شخص کے مُتعلّق یہ قصد کر لیا کہ "میں فلاں کا امام نہیں ہوں" تو ایسی صورت میں اس شخص کی نماز ہو گی یا نہیں؟

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/487، حصہ:3

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ، 1/63

3 ... درمختار وردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: یشترط العلم بدخول الوقت، 2/37-40

4 ... بہارِ شریعت، 1/454، حصہ:3

5 ... درمختار وردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب شروط الصلٰوۃ، مطلب فی حضور القلب والخشوع، 2/121

جواب: اس شخص کی نماز ہو جائے گی کیونکہ امام کو نیتِ امامت کرنا ضروری نہیں۔[1]

سوال: امام کو نماز میں پایا اور معلوم نہیں کہ نمازِ عشا ہے یا تراویح تو کس نیت سے اقتدا کی جائے؟

جواب: اسے چاہئے کہ فرض کی نیت کرے کہ اگر فرض کی جماعت تھی تو فرض، ورنہ نفل ہو جائیں گے۔[2]

سوال: کیا نفل، سنّت اور تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے؟

جواب: تراویح میں تراویح یا سنتِ وقت کی نیت کرے اور باقی سنتوں میں سنت یا حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُتابَعت (پیروی) کی نیت کرے۔ نفل نماز میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔[3]

کیا عورت اسکرٹ پہن کر نماز پڑھ سکتی ہے؟

سوال: خواتین کا اسکرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اسکرٹ میں عورت کے بازو اور پنڈلیاں کھلی رہتی ہیں اور ایسا لباس عورت کو پہننا جائز نہیں اور نہ ہی اسکرٹ پہن کر نماز ہو سکتی ہے اس لئے کہ نماز میں سترِ عورت فرض ہے اور بازو پنڈلیاں عورت کے ستر میں داخل ہیں۔ جب ستر میں شامل کسی بھی عضو کا چوتھائی حصّہ کھلا ہو یا متعدد اعضائے ستر کھلے ہونے کی صورت میں ان میں جو سب سے چھوٹا عضو ہے اس کا چوتھائی حصّہ کھلا ہو تو ایسی حالت میں نماز شروع ہی نہیں ہوتی بلکہ ذمّہ پر باقی رہتی ہے تو ایسا لباس جو اللہ پاک کے حق کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنے وہ کس قدر بُرا لباس ہے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا نہ تو نماز ایسا لباس پہن کر پڑھی جا سکتی ہے اور نہ ہی نماز کے علاوہ ایسا لباس پہننا جائز ہے۔[4]

نماز میں عورت کے بال نظر آ رہے ہوں تو؟

سوال: نماز میں عورت کے بال نظر آ رہے ہوں تو کیا عورت کی نماز ہو جائے گی؟

جواب: عورت کے بال اَعضائے سَتْر میں سے ہیں، عورت پر ان کا پردہ فرض ہے اور اَعضائے سَتْر میں سے کوئی عُضو حالتِ

---

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث فی شروط الصلوۃ، الفصل الرابع فی النیۃ، 1/66

2 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، 2/153

3 ... بہار شریعت، 1/493، حصہ: 3

4 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص 62

نماز میں ظاہر ہو تو نماز درست ہونے یا نہ ہونے میں اس کی چوتھائی کا اِعتبار ہے۔ لہٰذا چوتھائی سے کم بال کُھلے ہوئے ہوں تو نماز ہوجائے گی اور اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ مِقدار میں بال کُھلے ہوئے ہیں یا چادر، دوپٹہ باریک ہونے کی وجہ سے چوتھائی کی مِقدار بالوں کی رَنگت ظاہر ہورہی ہے تو اس بنا پر نماز نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں: (1) اگر عورت نے نماز ہی اس حالت میں شروع کی کہ اِس قدر بال کھلے ہوئے تھے یا ان کی رَنگت ظاہر ہورہی تھی تو نماز شروع ہی نہیں ہوئی (2) اگر یہ حالت نماز شروع ہونے کے بعد پیدا ہوئی اور عورت نے اِسی حالت میں کوئی رُکن ادا کرلیا یا ایک رُکن یعنی تین مرتبہ سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مِقدار (دیر) گُزر گئی تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر ایک رُکن (یعنی تین مرتبہ سُبحٰن اللہ کہنے) کی مُدت گزرنے سے پہلے ہی بال چھپا لئے تو نماز ہوگئی۔

یاد رہے کہ یہ تفصیل چوتھائی کی مِقدار بلاقصد (بغیر ارادہ کے) کُھل جانے کی صورت میں ہے، اگر کوئی عورت قَصداً (جان بوجھ کر) حالتِ نماز میں چوتھائی کی مِقدار بال کُھول لے تو فوراً نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ ایک رُکن کی مِقدار تاخیر نہ کی ہو۔

تنبیہ: عورت کے اَعضائے سَتر میں سَر اور سَر سے جو بال لٹک رہے ہوتے ہیں یہ دو الگ الگ عُضو کی حَیثیت رکھتے ہیں۔ سَر کی تعریف یہ ہے کہ پیشانی سے اوپر جہاں سے عادۃً بال اُگنا شروع ہوتے ہیں وہاں سے لیکر گردن کی شُروع تک طُول میں اور ایک کان سے دوسرے کان تک عَرض میں (یعنی عادۃً جہاں بال اُگتے ہیں) یہ سَر ہے۔ لہٰذا اگر نظر آنے والے بال سَر کی حد میں ہوں مثلاً پیشانی کی جانِب سے بال نظر آرہے ہوں تو اس میں سَر کی چوتھائی کا لحاظ ہوگا اور اگر سَر سے لٹکنے والے بالوں میں سے کچھ ظاہر ہوں تو صرف ان لٹکنے والے بالوں کی چوتھائی دیکھی جائے گی۔

کیا عورت اندھیرے میں ننگے سر نماز پڑھ سکتی ہے؟

سوال گرمی کے موسم میں اسلامی بہن کمرے میں اندھیرا ہونے کی صورت میں ننگے سر نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ نیز ایسی صورت میں اسے کوئی غیر محرم تو کیا محرم بھی نہیں دیکھ رہا ہوتا؟

جواب نماز کے لئے عورت کا سر اور اس کے لٹکتے بال بھی ستر عورت میں شامل ہیں لہٰذا اگر عورت نے لباس ہونے کے باوجود دورانِ نماز اپنا سر نہ چھپایا تو نماز نہ ہوگی اور کمرے میں اندھیرا ہونے اور کسی کے نہ دیکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نماز کے لئے ستر کا اہتمام کرنا فرض ہے۔

صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: "سترِ عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرضِ صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی۔"[1]

عورت کا جُوڑا باندھ کر نماز پڑھنا

سوال احادیثِ طیّبہ میں جُوڑا باندھ کر (یعنی بالوں کو اکٹھا کر کے سر کے پیچھے گرہ دے کر) نماز پڑھنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے، تو آجکل عورتیں کیچر (Catcher) لگا کر بالوں کو اوپر کی طرف فولڈ کر لیتی ہیں، کیا کیچر (Catcher) یا کسی اور چیز کے ذریعہ جُوڑا بنے بالوں سے نماز پڑھنا عورتوں کے لئے منع ہے؟

جواب احادیثِ طیّبہ میں سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جُوڑا بندھے بالوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو ممانعت فرمائی ہے وہ مَردوں کے ساتھ خاص ہے جس کی صراحت خود حدیثِ پاک میں موجود ہے، عورتوں کے لئے یہ ممانعت نہیں ہے۔ مَردوں کے لئے ممانعت کی حکمت شارحینِ حدیث نے یہ بیان فرمائی تاکہ مرد کے سَر کے ساتھ ساتھ اُس کے بال بھی زمین پر گریں اور ربِّ کریم کے حضور سجدہ ریز ہوں، پھر اس پر فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ جُوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مَردوں کے لئے مکروہِ تحریمی ہے۔

جبکہ عورت کے بال ستر عورت میں داخل ہیں یعنی غیر محرم کے سامنے اور بالخصوص نماز میں ان کو چھپانا فرض ہے، اگر عورتیں جُوڑا نہ باندھیں تو حالتِ نماز میں اُن کے بال بکھر سکتے ہیں، جس سے اُن کے بالوں کی بے ستری کا اندیشہ ہے، جس سے نماز پر اثر بھی پڑے گا، لہٰذا اگر عورتیں اپنے بالوں کو سر کے پیچھے اکٹھا کر کے گرہ لگا لیں یا اُن کو کیچر (Catcher) وغیرہ کے ذریعہ گرفت میں لے لیں تو بالوں کو چھپانے میں مُعاون ثابت ہوں گے۔

عورت کا دودھ کپڑوں پر لگ جائے تو

سوال اگر کسی عورت کا دودھ زیادہ ہونے کی وجہ سے خود ہی نکل کر کپڑوں کے ساتھ لگتا رہے، تو کیا وہ ان کپڑوں کے

---

1 . . . بہار شریعت، 1/479۔ مختصر فتاوی اہل سنت، ص63

ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے؟

جواب انسانی دودھ لگے کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے، کہ انسان کا دودھ پاک ہے۔[1]

سبق نمبر14 نماز کے فرائض

سوال نماز کے فرائض کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب پہلے ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: جس نے 2 رکعت نَماز ادا کی اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی، اللہ پاک اس کے پچھلے چھوٹے گناہ معاف فرمادے گا۔[2]

نَماز کے دوران ان 7 چیزوں کا کرنا ضروری ہے، ورنہ نَماز نہیں ہوگی۔

نمبر شمار	فرائض	تفصیل
01	تکبیرِ تحریمہ	یعنی نماز شروع کرنا "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کر نَماز شروع کریں گے۔(تکبیر تحریمہ ویسے تو نماز کی شرط ہے، لیکن چونکہ یہ نَماز کے ساتھ ملی ہوئی ہے، اس لئے اسے فرض بھی کہا گیا ہے)
02	قِیام	قراءت میں بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا کم از کم ایسے کھڑا ہونا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں
03	قِراءَت	جتنا قرآن پڑھنا لازِم ہے اُتنا قرآن پڑھنا۔ سورۃُ الفاتحہ مکمّل پڑھیں گے، اس کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو یا کوئی ایک چھوٹی سورت پڑھیں گے۔(فرض نَماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں قراءت کرنا ضروری نہیں)
04	رُکوع	یعنی کم از کم اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اچھا رُکوع یہ ہے کہ جھک کر گھٹنے پکڑ لے اور کمر بالکل سیدھی بچھادے
05	سجود	یعنی پیشانی کو زمین پر اچھی طرح جمانا۔ اس کے علاوہ ہاتھ، پاؤں زمین پر لگیں گے، ناک کی بیچ کی ہڈی لگے گی اور پیر کی تین تین انگلیوں کے پیچھے والا اُبھرا ہوا حصّہ بھی

1 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص 61 تا 62

2 ... مسند احمد، مسند الانصار، 8/162، حدیث: 21479

		زمین پر لگے گا۔ ہر رکعت کے 2 سجدے فرض ہیں۔
06	قعدۂ اخیرہ	یعنی نماز کی سب رکعتیں پوری ہونے کی بعد "اَلتَّحِیّات" کے لیے بیٹھنا۔ مکمل "اَلتَّحِیّات" پڑھنا لازم ہے۔
07	خُرُوجِ بِصُنْعِہٖ	یعنی لفظِ "سلام" کے ذریعے نماز کو ختم کرنا۔[1]

متفرق مسائل

سوال قراءت کی جگہ صرف بِسۡمِ اللّٰہ پڑھ لی تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب نماز نہیں ہو گی کیونکہ صرف بِسۡمِ اللّٰہ پڑھنے سے فرض ادا نہ ہو گا۔[2]

سوال اگر کسی نے پہلی رکعت میں سورۃُ النّاس پڑھ لی تو دوسری میں کیا پڑھے؟

جواب پہلی رکعت میں سورۃُ النّاس عَمَداً (جان بوجھ کر) نہیں پڑھنی چاہئے تاکہ تکرار کی ضرورت نہ پڑ جائے اگر سَہْواً (بھول کر) یا عمداً پڑھ چکا تو اب دوسری رکعت میں وہی سورت یعنی سورۃُ النّاس دوبارہ پڑھے کیونکہ ترتیب بدل کر پڑھنا تکرار سے بھی سخت ہے بخلاف ختمِ قرآن کی صورت کے کہ اس میں پہلی رکعت میں سورۃُ النّاس تک پڑھنا اور دوسری رکعت میں الٓمّٓ تا مُفْلِحُوْن پڑھنا جائز اور درست ہے۔[3]

سوال اگر اس میں شک ہو جائے کہ امام سے پہلے تکبیر کہی یا بعد میں تو کیا کرے؟

جواب اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی (تو نماز) نہ ہوئی اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو (نماز) ہو گئی اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ (نماز) قطع کرے (یعنی توڑ دے) اور پھر سے تحریمہ باندھے۔[4]

سوال گونگا یا وہ شخص جس کی زبان بند ہو وہ تکبیرِ تحریمہ کس طرح کہیں؟

جواب ان پر تلفظ واجب نہیں، دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے۔[5]

---

1 ... ہمارا اسلام، ص 138 ماخوذاً

2 ... درمختار، کتاب الصلٰوۃ، باب صفۃ الصلاۃ، 2/236، بہارِ شریعت، 1/512، حصہ: 3

3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/266 تا 267

4 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب صفۃ الصلٰوۃ، 2/219

5 ... درمختار، کتاب الصلٰوۃ، باب صفۃ الصلٰوۃ، 2/220

نماز
فرائض
تکبیرِ تحریمہ
قیام
قراءت
رکوع
سجود
قعدہ اخیرہ
خروج بصنعہ

سوال نماز میں کتنی دیر تک قیام ضروری ہے؟

جواب قیام اتنی دیر تک ہے جتنی دیر قراءت ہے، یعنی بقدرِ قراءتِ فرض، قیام بھی فرض، بقدرِ واجب، واجب اور بقدرِ سنت، سنت۔[1] لیکن پہلی رکعت میں قیامِ فرض میں مقدارِ تکبیرِ تحریمہ بھی شامل ہوگی۔[2]

سوال کونسی نمازوں میں تکبیرِ تحریمہ کے لیے کھڑے ہونا فرض ہے؟

جواب جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیرِ تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے، تو اگر بیٹھ کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہا پھر کھڑا ہوگیا، نماز شروع ہی نہ ہوئی۔[3]

سوال وہ کونسی نمازیں ہیں جن میں قیام فرض ہے؟

جواب فرض، وتر، عیدَین اور سنتِ فجر میں قیام فرض ہے۔ اگر بلاعذرِ صحیح کوئی یہ نمازیں بیٹھ کر ادا کرے گا تو نہ ہوں گی۔[4]

سوال کس صورت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھنا بہتر ہے؟

جواب جو شخص قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا یعنی زمین پر یا زمین پر اتنی اونچی رکھی ہوئی چیز پر جس کی اونچائی بارہ (12) اُنگل سے زیادہ نہ ہو سجدہ کرنے سے عاجز ہو تو اس شخص سے قیام ساقط ہو جائے گا اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے لیکن کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔[5]

سوال وہ کون سی آیت ہے جسے پڑھنے سے قراءت کا فرض ادا نہیں ہوگا؟

جواب سورتوں کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ایک پوری آیت ہے، مگر صرف اس کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔[6]

---

1 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، 2/163
2 ... بہارِ شریعت، 1/510، حصہ: 3
3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلوٰۃ، 1/68
4 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، بحث القیام، 2/164
5 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، بحث القیام، 2/164، کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام، ص4
6 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، 2/236

سوال مُقتدی نے تکبیرِ تحریمہ امام سے پہلے ختم کرلی تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟

جواب مقتدی نے تکبیرِ تحریمہ کا لفظِ "اللہ" امام کے ساتھ کہا مگر "اَکْبَر" امام سے پہلے ختم کرلیا تو نماز نہ ہوگی۔[1]

سوال نماز میں قِراءَت کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب قِراءَت اِس طرح کرنی چاہیے کہ تمام حُروف مَخارِج سے ادا کئے جائیں کہ ہر حَرف دوسرے سے صحیح طور پر مُمتاز (نمایاں) ہو جائے۔[2]

سوال اگر کسی شخص نے رکوع کرنے سے پہلے سجدہ کرلیا تو کیا حکم ہے؟

جواب قیام، رُکوع، سجود اور قعدۂ اَخیرہ میں ترتیب فرض ہے، اگر رُکوع سے پہلے سجدہ کرلیا پھر رکوع کیا تو وہ سجدہ جاتا رہا، اگر رکوع کے بعد دوبارہ سجدہ کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔[3]

سوال جو رُکوع میں "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کا "عظیم" صحیح ادا نہ کرسکے وہ کیا پڑھے؟

جواب اُسے چاہیے کہ وہ "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْکَرِیْم" پڑھے۔[4]

سوال رُکُوع کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟

جواب اتنا جُھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گُھٹنے کو پہنچ جائے، یہ رُکُوع کا ادنیٰ درجہ ہے۔[5]

سوال رکوع کا مکمل درجہ کیا ہے؟

جواب اتنا جھکنا کہ پیٹھ سیدھی بچھادے یہ رکوع کا پورا درجہ ہے۔[6]

سوال ہر رکعت میں کتنی بار سجدہ فرض ہے؟

جواب ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔[7]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع، الفصل الاول، 1/ 68-69

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول، 1/ 69 مفہوما

3 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، 2/ 172

4 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: قراءۃ البسملۃ... الخ، 2/ 242

5 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، 2/ 165تا166

6 ... حاشیۃ طحطاوی علی المراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ وارکانہا، ص229

7 ... درمختار مع ردالمحتار کتاب الصلاۃ باب صفۃ الصلوۃ، بحث الرکوع والسجود، 2/ 167

سوال ایک آدمی تنہا نَماز ادا کر رہا ہے، اگر دورانِ نماز کسی رَکْعت میں بھول کر اس نے صرف ایک سجدہ کیا اور اگلی رکعت میں اسے یاد آیا کہ میں نے ایک ہی سجدہ کیا تھا تو وہ کیا کرے اور اگر نَماز کا سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو کیا کرے؟

جواب کسی رکعت کا سجدہ رہ گیا تو نَماز کے اندر جب یاد آئے کرلے اور آخر میں سجدہ سَہو کرے، اگر رُکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور وہیں سے سجدہ کو چلا گیا یا سجدہ میں یاد آیا اور سَر اُٹھا کر وہ سجدہ کرلیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رُکوع وسُجُود کا اِعَادہ کرے اور سجدہ سَہو کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخرِ نماز میں کیا تو اس رُکوع وسُجُود کا اِعادہ نہیں سجدہ سَہو کرنا ہو گا۔

اور اگر سَلام کے بعد یاد آیا تو اگر کوئی کام مُنافیِ نماز نہیں کیا یعنی کوئی گفتگو نہیں کی، قصداً وُضو نہ توڑا وغیرہ، تو یاد آتے ہی نماز کا رہ جانے والا سجدہ کرے پھر سَر اٹھا کر تَشَہد پڑھے، اس کے بعد سجدہ سَہو کرے اور تَشَہد مکمل پڑھ کر سلام پھیر دے۔[1]

سوال قعدۂ اخیرہ میں غلطی سے کھڑا ہو جائے تو کیا کرے؟

جواب جو شخص نماز کا آخری قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے اسے حکم ہے کہ جب تک اُس زائد رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لَوٹ آئے اور قعدہ کر کے سجدۂ سہو کرے اور اپنی نماز مکمل کرے، نماز درست ہو جائے گی۔ بغیر قعدہ کئے پانچویں کے لئے کھڑے ہو جانے کے بعد اگر واپس نہ لوٹا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض باطل ہو جائیں گے، البتہ نماز فاسد نہیں ہو گی بلکہ نفل ہو جائے گی اور اسے حکم ہو گا کہ مزید ایک رکعت ملالے، اور فرض نئے سرے سے پڑھے گا۔[2]

سوال کارپیٹ پر سجدہ کرتے وقت کس چیز کی احتیاط ضروری ہے نیز کیا اسپرنگ والے گدّے پر سجدہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب کارپیٹ پر سجدہ کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا ہے کہ پیشانی اچھی طرح جم جائے ورنہ نماز نہ ہو گی اور ناک کی ہڈی نہ دبی تو نماز مکروہِ تحریمی وَاجِبُ الْاِعَادَہ ہو گی۔ اسپرنگ والے گدّے پر پیشانی خوب نہیں جمتی لہٰذا (اس پر سجدہ کرنے سے) نماز نہ ہو گی۔[3]

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص64
2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص49
3 ... بہارِ شریعت، 1/514، حصہ: 3 ملخصا

سوال سجدے میں پیشانی جمنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب جمنے کے معنٰی یہ ہیں کہ زمین کی سختی محسوس ہو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ پیشانی نہ جمی تو سجدہ نہ ہوگا۔[1]

سوال سجدے کی جگہ قدموں والی جگہ سے اونچی ہو تو کیا سجدہ ہو جائے گا؟

جواب ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی بہ نسبت بارہ اُنگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہیں ہوگا اور بارہ انگل سے کم یا صرف بارہ انگل اونچی ہے تو ہو جائے گا۔[2]

رفع یدین

سوال نماز میں تکبیرِ تحریمہ اور تکبیر قنوت کے علاوہ رفع یدین (ہاتھ اُٹھانا) کیسا ہے؟

جواب احناف کے نزدیک نماز میں تکبیرِ تحریمہ اور تکبیر قنوت کے سوا کہیں بھی رفع یدین (ہاتھ اُٹھانا) جائز نہیں۔ اس پر اَحادیثِ رسول اور بزرگانِ دین کے اقوال موجود ہیں۔ آیئے دو اَحادیث ملاحظہ کیجئے:

(1) حضرت سیّدُنا جابر بن سمرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: "مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلَاةِ" یعنی یہ کیا بات ہے؟ کہ تمہیں ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں، جیسے سرکش گھوڑوں کی دُمیں، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔[3]

(2) حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: "اَلَا اُصَلِّیْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّةٍ" یعنی کیا میں تمہیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں! پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف ایک بار تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھائے۔[4]

مشہور مفسر حکیم اُلاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حق یہ ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ سیّدُنا عبد اللہ ابن زبیر نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے آتے رفع یدین کرتے دیکھا تو

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع، الفصل الاول، 1/70

2 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی، 2/257

3 ... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الامر بالسکون فی الصلاۃ، ص 181، حدیث: 968

4 ... ترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء ان النبی لم یرفع ... الخ، 1/292، حدیث: 257

فرمایا ایسا نہ کیا کرو یہ وہ کام ہے جسے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اولاً کیا تھا پھر چھوڑ دیا نیز سیِّدُنا ابن مسعود، عمر ابن خطاب، علی مرتضٰی، براء ابن عازب، حضرت علقمہ وغیرہ بہت صحابہ سے کہ وہ رفع یدین نہ کرتے تھے اور کرنے والوں کو منع کرتے تھے نیز ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے حضرت مجاہد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے سوا تکبیر اولیٰ کے کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے معلوم ہوا کہ سیِّدُنا ابن عمر کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے۔[1]

امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا طریقہ

پہلے 4 فرامینِ مصطفٰے ملاحظہ کیجئے: (1) جس نے اچھی طرح وضو کیا اور فرض نَماز پڑھنے کے لئے چلا، پھر امام کے ساتھ نَماز پڑھی، اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔[2] (2) جماعت کے ساتھ نَماز پڑھنے کے لئے چل کر آنے والا اگر جانتا کہ جماعت کے ساتھ نَماز پڑھنے کے لئے چل کر آنے والے کے لئے کیا اَجر ہے تو وہ ضرور آتا، اگرچہ اسے گھسٹتے ہوئے آنا پڑتا۔[3] (3) ہماری بھلائی چاہنے والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے: جو شخص (رُکوع اور سجدے وغیرہ میں) امام سے پہلے اپنا سَر اٹھاتا ہے کیا وہ اِس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ پاک اس کا سَر گدھے کے سَر جیسا کر دے؟[4] (4) ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اِمام تو اس لئے ہوتا ہے کہ تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔[5]

تکبیرِ تحریمہ کی 4 اہم باتیں:

01	جو نَماز پڑھنی ہو اُس کی دل میں نیّت کرنا۔ مثلاً: نیت کرتا ہوں 2 رکعت نَمازِ فجر فرض، واسطے اللہ پاک کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، پیچھے اِس امام کے۔ اور یہ بھی کافی ہے کہ "فلاں نَماز کی نیّت کرتا ہوں"۔

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/16
2 ... صحیح ابن خزیمہ، کتاب الامامۃ فی الصلوٰۃ، باب فضل المشی الی الجماعۃ متوضیا... الخ، 2/373، حدیث:1489
3 ... معجم کبیر، عثمان بن ابی العاتکہ، 8/224، حدیث:7886
4 ... مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب النہی عن سبق الامام برکوع او سجود ونحوہما، ص181، حدیث:963
5 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب اذا قرا الامام فانصتوا، 1/462، حدیث:846

	(یہ الفاظ زبان سے بھی کہہ لئے جائیں تو زیادہ اچھا ہے)
02	اِمام کے ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہنے کے بعد ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہنا
03	اِتنی آواز سے ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہنا کہ اپنے کان سُن لیں، ساتھ والوں کو آواز نہ جائے
04	دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر ناف کے نیچے باندھنا

قیام کی 2 اہم باتیں:

01	''ثَنا'' یعنی سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ (مکمل) پڑھنا
02	''ثَنا'' کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا اور چُپ کھڑا رہنا

امام چاہے بلند آواز سے قراءت کر رہا ہو یا آہستہ آواز سے، مقتدی کو خاموش رہنا لازمی ہے۔ قرآنِ کریم میں پارہ 9 سورۃ الاعراف آیت نمبر 204 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (پ9، الاعراف:204)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

اسی طرح حدیثِ پاک میں نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: امام تو اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، وہ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تم چُپ رہو۔[1]

رکوع کی 2 اہم باتیں:

01	اِمام کے ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہہ کر رُکوع میں جانے کے وقت، ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتے ہوئے رُکوع میں جانا
02	3 بار ''سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' کہنا

قومہ کی 2 اہم باتیں:

01	اِمام کے ''سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' کہہ کر کھڑے ہونے کے وقت ''اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ

1 . . . ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات . . . الخ، باب اذا قرا الامام فانصتوا، 1 / 461، حدیث: 846

	اَلْحَمْد“ کہتے ہوئے کھڑا ہونا
02	کھڑے ہو کر کچھ نہ پڑھنا دو، تین سیکنڈ ٹھہرنا اور ہاتھ لٹکے ہوئے رکھنا

سجدے کی 2 اہم باتیں:

01	اِمام ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر سجدے میں جائے، تو ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے سجدے میں جانا
02	3 بار ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہنا

جلسے کی 2 اہم باتیں:

01	اِمام ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر بیٹھے تو ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے بیٹھنا
02	مکمل بیٹھنے کے بعد ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ“ کہنا

دوسرے سجدے کی 2 اہم باتیں:

01	اِمام ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر سجدے میں جائے، تو ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے سجدے میں جانا
02	3 بار ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہنا

نوٹ: جہاں لکھا ہے کہ 3 مرتبہ یہ پڑھیں، وہاں یہ بات یاد رکھیں کہ اگر امام صاحب نماز میں آگے بڑھ گئے تو ہم 3 تسبیح مکمل کئے بغیر امام سے مل جائیں گے (چاہے ہم نے ایک تسبیح پڑھی ہو)۔ ایک تسبیح پڑھنے میں جتنا وقت لگتا ہے اُتنا ٹھہرنا واجب ہے، اس لئے اُتنا ضرور ٹھہریں گے، اگرچہ امام صاحب نماز میں آگے بڑھ جائیں۔

دوسری رکعت کے لئے اٹھنے کی 1 اہم بات:

01	امام کے ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر کھڑے ہوتے وقت، ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے کھڑا ہونا

نوٹ: اب پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت مکمل کر لیجئے۔

دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد قعدہ کی 2 اہم باتیں:

01	دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد جب اِمام ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر بیٹھے تو ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے بیٹھنا

02	اِتنی آواز سے اَلتَّحیّات پڑھنا کہ اپنے کان سن لیں

نوٹ: ✻ اگر ہم نے اَلتَّحیّات مکمل نہیں پڑھی تھی اور امام صاحب آگے بڑھ گئے تب بھی ہم اَلتَّحیّات مکمل کریں گے ✻ اگر 3 یا 4 رکعت والی فرض نمازیں ہیں، جیسے: مغرب یا ظہر، عصر اور عشا، تو ہم پہلی اور دوسری رکعت کی طرح تیسری اور چوتھی رکعت ادا کریں گے ✻ کسی بھی فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں امام صاحب بلند آواز سے قراءت نہیں کرتے پھر بھی ہم بالکل خاموش رہیں گے۔

قعدۂ اخیرہ کی 4 اَہم باتیں:

01	آخری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد جب اِمام ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہہ کر بیٹھے تو ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتے ہوئے بیٹھنا
02	اِتنی آواز سے اَلتَّحیّات پڑھنا کہ اپنے کان سن لیں
03	اَلتَّحیّات کے بعد دُرود شریف پڑھنا
04	اِس کے بعد دُعا پڑھنا

نوٹ: 4 رکعت والی نماز (جیسے: ظہر، عصر، عشاء) کی تیسری رکعت کے 2 سجدوں کے بعد نہیں بیٹھیں گے۔

سلام پھیرنے کی 2 اَہم باتیں:

01	امام کے سیدھی جانب سلام پھیرنے کے بعد سیدھی جانب گردن پھیرنا اور ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ'' کہنا
02	امام کے اُلٹی طرف سلام پھیرنے کے بعد اُلٹی طرف گردن پھیرنا اور ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہ'' کہنا

نوٹ: اگر اَلتَّحیّات مکمل نہیں پڑھی اور اِمام نے سلام پھیر دیا تب بھی ہم اَلتَّحیّات مکمل کر کے سلام پھیریں گے۔

دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں شامل ہونے والا شخص اپنی بقیہ نماز اس طرح پڑھے

سوال دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت بلکہ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہونے والا شخص اپنی بقیہ رکعتیں کس طرح مکمل کرے گا؟

جواب: جماعت میں شریک مقتدی جس کی کچھ رکعتیں نکل گئی ہوں، مَسْبُوق کہلاتا ہے۔امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعتوں کی ادائیگی کا طریقہ درج ذیل ہے:

اگر چاروں رکعتیں نکل گئی ہوں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کھڑا ہو کر اس طرح نماز پڑھے جس طرح منفرد یعنی اکیلا شخص نماز پڑھتا ہے یعنی کھڑا ہو کر پہلی رکعت میں ثنا، تَعَوُّذ وتَسْمِیَہ کے بعد قراءت کرے اور حسبِ معمول بقیہ نماز عام طریقہ کار سے مکمل کرے۔

اگر اس کی تین رکعتیں چھوٹی ہوں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر پہلی رکعت کی طرح ایک رکعت ادا کرے اس میں قعدہ بھی کرے پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت سورۂ فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھے اس میں قعدہ نہیں کرے گا پھر اس کے بعد ایک اور رکعت سورۂ فاتحہ پڑھ کر ادا کرے۔

اور اگر دو رکعتیں نکلی ہوں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر دو رکعتیں سورۂ فاتحہ اور سورت کے ساتھ پڑھے جس کی پہلی رکعت میں ثنا، تعوذ اور تسمیہ بھی پڑھے۔اگر مغرب کی نماز میں دو رکعتیں رہ گئیں ہوں تو اپنی ایک رکعت ادا کرنے کے بعد قعدہ بھی کرنا ہوگا۔اگر ایک رکعت نکلی ہو تو کھڑا ہو کر ثنا، تعوذ اور تسمیہ کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورت کی قراءت کرکے رکعت مکمل کرے۔[1]

قعدۂ اخیرہ میں شامل ہونے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو نمازی کیا کرے؟

سوال: زید آیا، اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر نیت باندھی اور تَشَہُّد میں بیٹھنے کے لئے حدِّ رکوع تک بھی نہ جھکا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا، اب زید کے لئے کیا حکم ہے؟ قعدہ کرے اور تَشَہُّد پڑھ کر کھڑا ہو یا کھڑا رہ کر ہی پہلی رکعت سے نماز کا آغاز کرے؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں زید کو جماعت نہیں ملی اور نہ ہی اس کی اپنی اکیلے کی نماز شروع ہوئی بلکہ اس کو نئے سرے سے نماز پڑھنی ہوگی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اِقتِدا کا مطلب ہے مُقتَدِی کا امام کی نماز میں شریک ہونا اور شرکت اسی صورت میں ہوگی کہ امام جس رکنِ نماز کو ادا کر رہا ہے نماز کے اس حصہ اور رکن میں مقتدی بھی شریک ہو جائے، تو چونکہ زید کے تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّات) میں بیٹھنے سے قبل ہی امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کو قَعدہ امام کے ساتھ نہ مل سکا اس لئے اس کی اِقتِدا دُرست نہ ہوئی اور چونکہ اس نے اپنی اس نماز کو اکیلے پڑھنے کے بجائے مقتدی کی حیثیت سے شروع کیا تھا اور اِقتدا

1 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص 41

درست نہ ہوئی اس لئے اس کی اپنی اِنفرادی نماز بھی شروع نہیں ہوئی۔[1]

سوال: فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: کئی احادیث میں فرض نماز کے دعا کی ترغیب دلائی گئی ہے: چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ باہلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں میں نے عرض کی: اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ؟ یعنی کون سی دعا (زیادہ) سُنی جاتی ہے؟ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: وُہ جو اخیرِ شب کے درمیان ہو اور فرض نمازوں کے بعد۔[2]

حضرتِ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا۔[3]

سبق نمبر 15 سُترہ کے مسائل

سوال: نمازی کے آگے سے گزرنے کی کیا وعید ہے؟

جواب: نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی جانتا کہ نماز پڑھنے والے اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنے میں کیا (گناہ) ہے تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔[4]

سوال: سُترہ کسے کہتے ہیں اور اس کی مقدار کتنی ہو؟

جواب: نمازی کے آگے کسی ایسی چیز کا ہونا جس سے آڑ ہو جائے اُسے سترہ کہتے ہیں۔ سُترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو۔[5]

سوال: کس صورت میں دورانِ جماعت ایک شخص نمازیوں کے آگے سے گزرنے کے باوجود گناہ گار نہیں ہوتا؟

جواب: جب امام کے آگے سُترہ موجود ہو تو اب امام کا سُترہ مقتدیوں کے لیے بھی سُترہ ہے، ان کے لئے الگ سُترہ کی حاجت نہیں، اس صورت میں کوئی مقتدیوں کے آگے سے گزرا تو گناہ گار نہیں۔[6]

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص50

2 ... ترمذی، کتاب الدعوات، 5/300، حدیث: 3510

3 ... مسند احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، 10/116 حدیث: 26278

4 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب المرور بین یدی المصلی، 1/506، حدیث: 946

5 ... بہار شریعت، 1/615، حصہ: 3

6 ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، مطلب اذا قرا قولہ ... الخ، 2/487

سبق نمبر16 نماز کے واجبات

سوال نماز کے واجبات کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب پہلے ایک حدیثِ مُبارَک ملاحظہ کیجئے: ایک مرتبہ پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرماتھے، ایک صحابی آئے، نماز پڑھی اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: جاکر دوبارہ نماز پڑھو، تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ وہ گئے اور نماز پڑھ کر دوبارہ آئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پھر یہی فرمایا کہ جاکر دوبارہ نماز پڑھو، تماری نماز نہیں ہوئی۔ وہ پھر گئے اور نماز پڑھ کر آئے۔ ایسا 3 مرتبہ ہوا۔ وہ صحابی عرض کرنے لگے: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق عطا فرما کر بھیجا ہے! مجھے اس سے اچھی نماز ادا کرنا نہیں آتی، آپ مجھے سکھا دیجئے! یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب نماز کے لئے کھڑے ہونا چاہو تو اچھی طرح وُضو کرکے کعبہ شریف کی طرف منہ کرو اور ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہو، پھر جو قرآن آتا ہو اُس کی تلاوت کرو، اُس کے بعد اطمینان کے ساتھ رُکوع کرو، پھر بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اس کے بعد اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور اِسی طرح ساری نماز میں کرو۔[1]

اِن چیزوں کو نماز میں کرنا ضروری ہے۔ اگر اِن میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر چھوڑی تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی نیز ایسا شخص گناہ گار بھی ہوگا اور اگر کوئی چیز غلطی سے چھوٹ گئی تو ''سجدۂ سہو''[2] کرنا ہوگا۔ ہاں اگر امام کے پیچھے بھولے سے کوئی واجب چھوٹا تو اب مقتدی پر سجدۂ سہو لازِم نہیں۔

نوٹ: ہر واجب چھوڑنے کا یہ حکم نہیں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھنی ہو یا سجدۂ سہو لازِم ہو۔

01	تکبیر تحریمہ میں لفظ ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہنا	02	ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا
03	سورۃ الفاتحہ کے بعد 1 چھوٹی سورت /	04	سورۂ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا

1 ... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ، ص168، حدیث:885-886 ملخصا

2 ... ''سجدۂ سہو'' کا طریقہ آگے آرہا ہے۔

نمبر	واجب	نمبر	واجب
	1 بڑی آیت / 3 چھوٹی آیتیں کہ جو ایک بڑی آیت کے برابر ہو پڑھنا[1]	05	سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان "اٰمین" اور "بِسْمِ اللہ" کے علاوہ کچھ نہ پڑھنا[2]
06	قراٰت کے فوراً بعد رکوع کرنا		
07	رکوع کے بعد بالکل سیدھا کھڑا ہونا	08	ہر رکعت میں 1 ہی مرتبہ رکوع کرنا
09	ترتیب کے مطابق ایک سجدے کے بعد بیٹھنا پھر دوسرا سجدہ کرنا	10	دو سجدوں کے درمیان بالکل سیدھا بیٹھنا
		11	ہر رکعت میں 2 بار سجدہ کرنا
12	رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ میں کم از کم 1 بار "سُبْحٰنَ اللہ" کہنے کے برابر ٹھہرنا	13	دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا
		14	قعدۂ اولیٰ کرنا
15	قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں "اَلتَّحِیَّات" مکمّل پڑھنا	16	فرض، وِتر اور سنت مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں "اَلتَّحِیَّات" کے بعد کچھ نہ پڑھنا
17	4 رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کے بعد قعدہ نہ کرنا	18	ہر فرض اور واجب کو اُسی کی جگہ ادا کرنا
19	دونوں طرف سلام پھیرنے میں لفظ "اَلسَّلَام" کہنا	20	2 فرض / 2 واجب / فرض وواجب کے درمیان 3 بار "سُبْحٰنَ اللہ" کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا
21	امام جب قراءت کر رہا ہو چاہے بلند آواز سے ہو یا آہستہ، تو مقتدی کا چپ رہنا[3]	22	سَجدۂ سہو واجب ہو تو سجدۂ سہو کرنا[4]
		✱	✱ ✱ ✱

1 ... چار رکعت والی فرض نماز (ظہر، عصر، عشاء) کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں۔

2 ... "اٰمین" اور "بِسْمِ اللہ" کا پڑھنا واجب نہیں۔

3 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب واجبات الصلوۃ، 2 / 202

4 ... سجدۂ سہو واجب ہوا اور نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

نوٹ: غلطی سے جتنے واجب بھی چھوٹ جائیں ایک ہی مرتبہ ”سجدۂ سَہو“ کرنا کافی ہے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

قعدۂ اخیرہ میں جب نَماز کی آخری رکعت مکمل کر کے بیٹھیں تو ”اَلتَّحِیّات“ پڑھ کر سیدھی طرف سلام پھیر دیجئے اور 2 بار سجدہ کیجئے، جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اسی طرح یہاں بھی بیٹھنا ہو گا۔ اس کے بعد دوبارہ قعدہ کیجئے یعنی بیٹھئے اور ”اَلتَّحِیّات“ ”درود شریف“ اور ”دعا“ پڑھ کر سلام پھیر دیجئے۔[1]

متفرق مسائل

سوال: واجباتِ نماز میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: واجباتِ نماز میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو سجدۂ سَہْو واجب ہے۔[2]

سوال: اگر داہنی طرف سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کر لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بغیر سلام پھیرے سجدۂ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔[3]

سوال: سجدۂ سہو کے بعد اَلتَّحِیّات پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: سجدۂ سہو کے بعد بھی اَلتَّحِیّات پڑھنا واجب ہے۔[4]

سوال: قیام میں کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھ کر کچھ دیر سوچتا رہا کہ کونسی سورت پڑھوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بقدرِ ادائے رُکن یعنی جتنی دیر میں 3 بار ”سُبْحٰنَ اللّٰہ“ کہہ لیتا اتنے وقت تک سوچتا رہا تو سجدۂ سہو لازم ہے۔[5]

سوال: اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے باوجود نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اصل حکم یہ ہے (کہ) سجدۂ سہو واجب ہوا اگر نہ کیا نماز مکروہِ تحریمی ہوئی جس کا اِعادَہ واجب (ہے)۔[6]

---

1 ... بہار شریعت، 1/710، حصہ 4: مفہوماً
2 ... در مختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، 2/651-655
3 ... در مختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، 2/653
4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، 1/125 ماخوذا
5 ... فتاوی رضویہ، 8/177 ملتقطا
6 ... فتاوی رضویہ، 8/178 ملتقطا

سوال جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب جان بوجھ کر واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دوبارہ لوٹانا واجب ہے۔[1]

سوال فرض ترک ہو گیا تو کیا سجدۂ سہو سے اس کی تلافی ہو جائے گی؟

جواب فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا دوبارہ پڑھے۔[2]

سوال نماز میں قرآن پاک پڑھنے سے کب سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب قیام کے علاوہ دیگر ارکان میں قرآنِ مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔[3]

سوال قعدۂ اُولیٰ میں تشہُّد کے بعد اگر بے خیالی میں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا کہہ لیا تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

جواب فَرض، وِتر اور سنّتِ مُؤکّدہ کے قعدۂ اُولیٰ میں تشہد کے بعد اگر بے خیالی میں ایسا ہوا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا اور اگر جان بوجھ کر کہا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔[4]

سوال کس صورت میں نمازی سلام پھیرنے کے باوجود نماز سے باہر نہیں ہوتا؟

جواب جس پر سجدۂ سہو واجب ہو مگر سہو ہونا یاد نہ ہو تو اس صورت میں سلام پھیرنے کے باوجود نماز کے باہر نہیں بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلے لہٰذا جب تک کوئی فعل مُنافیٔ نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدۂ سہو کرے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے۔[5]

سوال وہ کون سی صورت ہے کہ سَہْو ہونے کے باوجود سجدۂ سَہْو نہ کرنا اَولیٰ ہے؟

جواب اس صورت میں جبکہ جمعہ وعیدین میں حاضِرین کثیر ہوں اور فتنہ کا خوف ہو تو سجدۂ سَہْو نہ کرنا اَولیٰ ہے۔[6]

---

1. ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/655
2. ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/655
3. ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/657، بہارِ شریعت، 1/713، حصہ 4:
4. ... در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/657 مفہوما
5. ... در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/670-671
6. ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/675

سوال: کس صورت میں امام کے سجدۂ سَہْو کے لیے سلام پھیرنے پر مقتدی نے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی؟

جواب: مَسْبُوق یعنی وہ شخص جو پہلی رکعت کے بعد جماعت میں شامل ہوا جب تک اپنی رکعتیں مکمل نہ کرلے سلام نہیں پھیر سکتا لہٰذا اگر امام نے سجدۂ سَہْو سے پہلے یا بعد سلام پھیرا اور مَسْبُوق نے بھی قصداً سلام پھیرا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی ہاں اگر بھول کر پھیرا تو نہیں ٹوٹے گی۔[1]

سوال: مَسْبُوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیرا تو اس پر سجدۂ سَہْو ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مَسْبُوق نے (بھول کر) امام کے ساتھ مَعاً بلا وقفہ سلام پھیرا تو اس پر سجدۂ سَہْو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کرکے سجدۂ سَہْو کرے۔[2]

سوال: فاتحہ کے بعد سورت پڑھنا بھول گیا اور رُکوع یا سجدے میں یاد آیا تو کیا کرے؟

جواب: جو سورت ملانا بھول گیا اگر اسے رُکوع میں یاد آیا تو فوراً کھڑے ہو کر سورت پڑھے پھر رُکوع دوبارہ کرے پھر نماز تمام کرکے سجدۂ سَہْو کرے اور اگر رُکوع کے بعد سجدہ میں یاد آیا تو صرف آخیر میں سجدۂ سَہْو کرلے نماز ہو جائے گی۔[3]

سوال: امام نے رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کی جگہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہا اور سجدۂ سَہْو نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب: نماز ہو گئی اور سجدۂ سَہْو کی اصلاً حاجت نہیں۔[4]

سوال: اگر کسی نے قیام کی حالت میں تشہد پڑھا یا قعدۂ اُولیٰ میں ایک سے زیادہ مرتبہ تشہد پڑھا تو کیا حکم ہے؟

جواب: پہلی دو رکعتوں کے قیام میں اَلْحَمْد کے بعد تشہد پڑھا (تو) سجدۂ سہو واجب ہے اور اَلْحَمْد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ پچھلی (یعنی آخری) رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اُولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔[5]

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/659
2 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/659
3 ... فتاویٰ رضویہ، 8/196
4 ... فتاویٰ رضویہ، 8/216
5 ... بہار شریعت، 1/713، حصہ:4

سوال اگر کسی نے دو بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر کوئی سورت پڑھی تو کیا حکم ہے؟

جواب فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وِتر کی کسی رکعت میں سورت سے پہلے دو بار سورۂ فاتحہ پڑھی تو سجدۂ سَہْو واجب ہے۔[1]

سوال مَسْبُوق امام کے ساتھ سجدۂ سَہْو کرے گا یا آخر میں؟

جواب مَسْبُوق امام کے ساتھ سجدۂ سَہْو کرے اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور بقیہ رکعتیں پڑھنے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدۂ سَہْو کرے۔[2] مگر بلا ضرورت امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہونا مکروہِ تحریمی ہے۔[3]

سوال وہ کونسی صورت ہے کہ امام کے سجدۂ سَہْو سے پہلے جو لوگ جماعت میں شریک ہوئے ان کی نماز ہو گئی اور جو سجدۂ سَہْو کے بعد شریک ہوئے ان کی نہ ہوئی؟

جواب جب مقتدی سجدۂ سَہْو کے بعد امام کے ساتھ ملیں اور بعد میں انہیں پتا چلے کہ امام پر سجدۂ سَہْو واجب نہیں تھا تو اُن مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[4]

سوال کسی نے سجدۂ سَہْو کر کے فوراً سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب سجدۂ سَہْو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدۂ سَہْو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر گناہ گار ہوا اور نماز کا اِعادہ واجب ہے۔[5]

سوال سجدۂ سَہْو کرنے کے بعد بغیر تَشَہُّد پڑھے سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب فرض ادا ہو جائے گا لیکن ایسا کرنے سے گناہ گار ہو گا اور نماز پھر سے پڑھنی واجب ہو گی۔[6]

نماز کے مکروہات

سوال نماز کے مکروہات بیان کیجئے؟

---

1. ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، 1/126
2. ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، 2/659
3. ... بہارِ شریعت، 1/591، حصہ: 3
4. ... فتاوی قاضی خان، کتاب الصلاۃ، باب افتتاح الصلاۃ، 1/49
5. ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب کل شفع من النفل صلاۃ، 2/193، بہارِ شریعت، 1/516، حصہ: 3
6. ... درمختار، کتاب الصلاۃ، 2/193، بہارِ شریعت، 1/516، حصہ: 3

جواب پہلے 2 فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو نَماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہیں؟ انہیں چاہئے کہ ایسا نہ کریں، ورنہ ان کی آنکھیں چھین لی جائیں گی۔[1] (2) نَماز کی حالت میں اپنی انگلیاں نہ چٹخاؤ![2]

نَماز کے مکروہ تحریمی میں سے کوئی چیز اگر نَماز کے دوران ہو جائے تو نَماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ جان بوجھ کر جس نے نَماز مکروہ تحریمی کی وہ گناہ گار بھی ہوگا۔ اس صورت میں توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

نوٹ: ہر مکروہ تحریمی کا یہ حکم نہیں ہے کہ نَماز دوبارہ پڑھنا لازِم ہو۔

01	داڑھی / بدن / لباس کے ساتھ کھیلنا	02	کپڑا سمیٹنا[3]
03	کپڑا لٹکانا[4]	04	کسی بھی آستین کا آدھی کلائی سے اوپر ہونا
05	شدّت سے پیشاب / پاخانہ / ریح آنا	06	کنکریاں (چھوٹے پتّھر) ہٹانا[5]
07	کسی واجب کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا[6]	08	ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا
09	کمر پر ہاتھ رکھنا		
10	آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا	11	ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا چاہے تھوڑا منہ پھرے یا زیادہ
12	مرد کا سجدے میں کلائیاں بچھانا		
13	کسی شخص کے منہ کے سامنے نَماز پڑھنا	14	نَماز میں ناک اور منہ چھپانا
15	بلا ضرورت بلغم وغیرہ نکالنا	16	جان بوجھ کر جماہی لینا

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ، 1 / 265، حدیث: 750

2 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب مایکرہ فی الصلاۃ، 1 / 514، حدیث: 965

3 ... اگر کپڑا بدن سے چپک جائے تو ایک ہاتھ سے چھڑانے میں حَرَج نہیں۔

4 ... مثلاً: کندھے پر ایسے چادر ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹک رہے ہوں۔ اگر ایک کنارا دوسرے کندھے پر ڈال دیا تو ٹھیک ہے۔

5 ... اگر کنکری ہٹائے بغیر فرض / واجب ادا نہ ہوتا ہو تو ہٹانا ضروری ہے۔

6 ... مثلاً قومہ اور جلسہ میں پیٹھ سیدھی ہونے سے پہلے ہی رکوع یا دوسرے سجدے میں چلے جانا۔

17	قرأت رکوع میں پہنچ کر ختم کرنا	18	قیام کے علاوہ کسی اور مقام پر قرآن پڑھنا
19	انگلیاں چٹخانا	20	امام سے پہلے رکوع / سجدے میں چلے جانا یا امام سے پہلے سر اٹھا دینا
21	جاندار کی تصویر والے لباس میں نَماز پڑھنا		
22	اُلٹا قرآن پڑھنا[1]	✻	✻ ✻ ✻[2]

متفرق مسائل

سوال تشبیک کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم بیان کیجئے؟

جواب ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں ڈالنا تشبیک ہے۔ دورانِ نماز یا (توابعِ نماز میں، مثلاً) نماز کے لئے جاتے ہوئے یا نماز کا انتظار کرتے ہوئے تشبیک کرنا مکروہِ تحریمی ہے، خارِجِ نماز میں (جبکہ توابعِ نماز میں بھی نہ ہو) بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور خارِجِ نماز میں انگلیوں کو آرام دینے یا کسی ضرورت کے لئے یہ مباح (یعنی بلا کراہت جائز) ہے۔[3]

سوال نماز میں امام سے پہلے سر اُٹھانا اور جھکانا کیسا ہے؟

جواب امام سے پہلے رکوع و سجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا مکروہ ہے۔[4] حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو امام سے پہلے سر اُٹھاتا اور جھکاتا ہے اُس کی پیشانی کے بال شیطان کے ہاتھ میں ہیں۔[5]

سوال ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو کیا حکم ہے؟

جواب بِلا ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نَماز پڑھی تو مکروہ ہے ہاں جس جگہ پاؤں رکھنا ہے وہ جگہ ناپاک ہے تو ایک

---

1 ... مثلاً پہلے سورۃُ النّاس پھر سورۃُ الفلق پڑھنا۔ یہ نماز کا مکروہِ تحریمی نہیں بلکہ قراءت کا مکروہِ تحریمی ہے، جان بوجھ کر جس نے ایسا کیا گناہ گار ہوا مگر نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں۔

2 ... بہار شریعت، 1/624-629، حصہ: 3 ملتقطا

3 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، 2/493

4 ... بہار شریعت، 1/629، حصہ: 3

5 ... موطا امام مالک، کتاب الصلاۃ، باب ما یفعل من رفع رأسہ قبل الامام، 1/102، حدیث: 212

پاؤں اٹھا کر نماز پڑھ سکتا ہے۔[1]

سوال سجدے میں پیشانی پاک جگہ جبکہ ناک نجس جگہ پر ہو تو کیا نماز ہو جائے گی؟

جواب جی ہاں نماز ہو جائے گی کہ ناک درہم سے کم جگہ پر لگتی ہے لیکن بلاضرورت یہ بھی مکروہ ہے۔[2]

سوال اگر نماز کی حالت میں صرف منہ قبلے سے پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب اگر منہ قبلے سے پھیرا تو واجب ہے کہ فوراً قبلے کی جانب کر لے اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی لیکن بلاضرورت یہ بھی مکروہ ہے۔[3]

سوال نماز میں تکبیرِ تحریمہ کی بجائے سُبْحٰنَ اللہ کہہ کر نماز شروع کی تو کیا حکم ہے؟

جواب اس صورت میں نماز شروع ہو جائے گی لیکن اَللّٰہُ اَکْبَر کی جگہ سُبْحٰنَ اللہ کہنا مکروہِ تحریمی ہے۔[4]

شلوار کے ساتھ شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال نماز میں شلوار کے ساتھ شرٹ پہنی ہو تو اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

جواب فل آستین کی شرٹ ہو یا نصف آستین کی، اسے شلوار کے ساتھ عام طور پر آدمی گھر میں سوتے وقت یا کام کاج کے وقت پہن لیتا ہے لیکن اسے پہن کر بزرگوں کے سامنے جانا معیوب (بُرا) سمجھتا اور شرم محسوس کرتا ہے۔ کُتُبِ فقہ میں اس نوعیت کے لباس پہن کر نماز پڑھنے کو مکروہِ تنزیہی قرار دیا گیا ہے یعنی ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنے سے بچنا بہتر ہے۔

نمازی کو چاہئے کہ اللہ کریم کے دربار کی حاضری کے وقت یعنی نماز ادا کرنے کے لئے اچھا و عمدہ لباس پہنے کہ اللہ کریم کا دربار اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے زینت اختیار کرے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: متون و شروح و فتاویٰ تمام کُتُبِ مذہب میں بلاخلاف تصریح صاف ہے کہ ثیابِ ذِلّت ومِہنت یعنی وہ کپڑے جن کو آدمی اپنے گھر میں کام کاج کے وقت پہنے رہتا ہے جنہیں میل کچیل سے بچایا نہیں جاتا اُنہیں پہن کر نماز پڑھنی مکروہ ہے۔[5]

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 2/92 مفہوما

2 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 2/92

3 ... غنیۃ المتملی، الشرط الرابع وھو استقبال القبلۃ، ص224-225

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ، 1/68

5 ... فتاویٰ رضویہ، 7/377

ایسے کپڑوں میں نماز کو مکروہِ تنزیہی قرار دیتے ہوئے علامہ شامی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: وَالظَّاھِرُ اَنَّ الْکَرَاھَۃَ تَنْزِیْھِیَّۃٌ یعنی ظاہر یہی ہے کہ ان کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ (1)

نماز توڑنے والی چیزیں

سوال: کن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: پہلے ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجئے: مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: نماز میں لوگوں کا کوئی بھی بات کرنا صحیح نہیں، نماز تو تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت کرنے کا نام ہے۔ (2)

اِن چیزوں کی وجہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے: * بات چیت کرنا * سلام کرنا * سلام کا جواب دینا * درد یا مصیبت کی وجہ سے "آہ" "اوہ" یا "اُف" وغیرہ کہنا * قرآنِ کریم میں دیکھ کر تلاوت کرنا * عملِ کثیر یعنی نماز میں کوئی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا (عام طور پر اس طرح کے کام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے) * نماز میں ایسی چیز کھانا یا پینا جو پہلے سے منہ میں نہ ہو * 3 قدم چلنا * قہقہہ مار کر ہنسنا کہ آس پاس والوں تک آواز پہنچے * ایک رُکن یعنی قیام یا رُکوع وغیرہ میں 3 بار کھجانا * "اَللّٰہُ اَکْبَر" کے "اَلِف" کو لمبا کرنا یعنی "آللّٰہُ" کہنا یا "اَکْبَر" کے "ب" کے بعد "اَلِف" بڑھا دینا یعنی "اَکْبَار" کہنا۔ * قرآنِ کریم یا اذکارِ نماز (یعنی جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے) میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنی بگڑ جائیں۔ مثلاً "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" میں "عَظِیْم" کو "عَزِیْم" کہنا۔ (3)

متفرق مسائل

سوال: عملِ کثیر کیا ہے اور کب اس سے نماز فاسد ہوتی ہے؟

جواب: عملِ کثیر کہ نہ اعمالِ نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے، جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے، بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عملِ کثیر ہے۔ (4)

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا، مطلب فی الخشوع، 2/ 491

2 ... مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب تحریم الکلام... الخ، ص215، حدیث: 1199

3 ... ہمارا اسلام، ص215-216 ماخوذاً

4 ... بہارِ شریعت، 1/ 609، حصہ: 3 ملتقطاً

سوال کب آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس کی کوئی صورت بیان کریں؟

جواب نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو دوسرے نے کہا: یَرْحَمُكَ اللّٰہ، اس پر چھینک والے نے آمین کہا تو اس صورت میں آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔[1]

سبق نمبر17 نَماز کا عملی طریقہ

سوال نماز کا عملی طریقہ بیان کیجئے؟

جواب **تکبیر تحریمہ کی 5 اہم باتیں:**

01	دونوں پاؤں کے درمیان 4 اُنگل (یعنی انگلیوں کی موٹائی کے برابر) کا فاصلہ
02	نِگاہ سامنے کی طرف ہونا
03	کان کی لَو (یعنی کان کے آخر کے نرم حصّے) تک ہاتھ اٹھانا
04	انگلیوں کو اپنے حال پر (Normal) چھوڑنا، ہتھیلیوں اور انگلیوں کا پیٹ قبلہ رُخ ہونا
05	سر جُھکا ہوا نہ ہونا

قیام کی 7 اہم باتیں:

01	لفظ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑنا
02	اُلٹے ہاتھ کی کلائی (Wrist) پر سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں (رکھنا) اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھا (کلائی کے) اَغَل بَغَل (یعنی دائیں بائیں رکھنا)
03	ثناء پڑھنا: سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط
04	تعوّذ پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

1 . . . غنیۃ المتملی، کتاب الصلاۃ، فصل فیما یفسد الصلاۃ، ص439

05	تسمیہ پڑھنا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
06	مکمل سورۂ فاتحہ پڑھنا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪﴿۷﴾
07	کوئی سورت پڑھنا یا قرآنِ پاک کی ایک بڑی آیت جو چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔ مثلاً سورۂ اِخلاص پڑھے: قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ٪﴿۴﴾

رکوع کی 5 اہم باتیں:

01	”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے رکوع میں جانا
02	پیٹھ (Back) اچھی طرح بچھی ہوئی ہونا
03	گھٹنوں (Knees) کو ہاتھوں سے پکڑنا اور انگلیاں پھیلی ہوئی رکھنا
04	سَر اونچا نیچا نہ ہونا، نظر قدموں پر ہونا، ٹانگیں سیدھی ہونا
05	تین بار ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم“ کہنا

قومہ کی 2 اہم باتیں:

01	”سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ“ کہتے ہوئے کھڑے ہونا
02	کھڑے ہو کر ”اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد“ کہنا

سجدے کی 7 اہم باتیں:

01	”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہتے ہوئے سجدے میں جانا
02	پہلے دونوں گھٹنے ایک ساتھ رکھنا پھر ہاتھ، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ناک اور پھر پیشانی رکھنا
03	ہتھیلیاں زمین پر رکھنا کہ انگلیاں ملی ہوئی اور قبلہ رُخ ہوں
04	پنڈلیاں (Calves) رانوں (Thighs) سے، رانیں پیٹ (Belly) سے، کلائیاں (Wrists) زمین سے، بازو (Arms) کروٹوں (Sides) سے جدا ہوں (اگر صف میں ہوں تو بازو کروٹوں سے ملانا)
05	سجدے (Prostration) میں پیشانی اور ناک کی ہڈی (Nasal Bone) جمانا کہ زمین کی سختی محسوس ہو اور نظر ناک پر رکھنا
06	پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ (اُنگلیوں کے تلووں کے اُبھرے ہوئے حصّے) قبلہ رُخ زمین پر لگانا
07	3 بار ”سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی“ کہنا

جلسے کی 5 اہم باتیں:

01	تکبیر کہتے ہوئے جلسے میں جانا
02	پہلے پیشانی پھر ناک اور پھر ہاتھ اٹھانا
03	سیدھا قدم کھڑا کرکے اُلٹا قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا
04	سیدھے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ ہونا، دونوں ہاتھ رانوں (Thighs) پر رکھنا، نظر گود (Lap) میں رکھنا
05	”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ“ کہنا

دوسری رکعت کے لئے اٹھنے کی 2 اہم باتیں:

01	تکبیر کہتے ہوئے پنجوں (Toes) کے بَل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا
02	قعدۂ اخیرہ تک بقیہ نماز مکمّل کرنا

قعدہ کی 3 اہم باتیں:

01	جلسے کی طرح بیٹھنا
02	التّحیّات پڑھنا: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ○
03	شہادت کا اشارہ کرنا یعنی "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" میں "لَا" سے پہلے چھنگلیا (Little Finger) اور پاس والی کو بند کرنا، انگوٹھے (Thumb) اور بیچ کی انگلی (Middle Finger) کا حلقہ بنانا، "لَا" پر کلمے کی انگلی اٹھانا اور "اِلَّا" پر گرانا اور سب انگلیاں سیدھی کر دینا

قعدۂ اخیرہ کی 4 اہم باتیں:

01	اَلتّحیّات پڑھنا
02	شہادت کا اشارہ کرنا
03	دُرود شریف پڑھنا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰۤی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰۤی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
04	کوئی سی دُعائے ماثُورہ (قرآن وحدیث کی دعا کو دعائے ماثورہ کہتے ہیں) پڑھنا، مثلاً یہ دُعا پڑھ لیجئے: (اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (پ2، البقرۃ:201)

سلام پھیرنے کی 2 اہم باتیں:

01	پہلے سیدھی طرف گردن پھیرنا اور نظر کندھوں پر رکھنا پھر (فرشتوں کو سلام کرنے کی نیّت سے) "اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ" کہنا

02	پھر اُلٹی طرف گردن پھیرنا اور نظر کندھوں پر رکھنا پھر (فرشتوں کو سلام کرنے کی نیّت سے) ”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه“ کہنا

نماز کی رکعتوں کی تعداد

نمبر شمار	نماز	فرض رکعتیں	سنت مؤکدہ	سنت غیر مؤکدہ	نفل	واجب	ٹوٹل
01	فجر	2	2	---	--	---	4
02	ظہر	4	6	---	2	---	12
03	عصر	4	---	4	--	---	8
04	مغرب	3	2	---	2	---	7
05	عشا	4	2	4	4	3(وِتر)	17[1]

5 نمازوں کی رکعتوں کی تفصیل

نمبر شمار	نماز	تفصیل
01	فجر	پہلے 2 رکعت سنتِ مؤکدہ، پھر 2 رکعت فرض
02	ظہر	پہلے 4 رکعت سنتِ مؤکّدہ، پھر 4 رکعت فرض، اس کے بعد 2 رکعت سنتِ مؤکدہ، پھر 2 رکعت نفل
03	عصر	پہلے 4 رکعت سنتِ غیر مؤکدہ، پھر 4 رکعت فرض
04	مغرب	پہلے 3 رکعت فرض، پھر 2 رکعت سنتِ مؤکدہ، اس کے بعد 2 رکعت نفل

[1] . . . ہمارا اسلام، ص26-27 ماخوذاً۔ یاد رہے! فرض اور واجب سب سے اَہم نمازیں ہیں، چھوڑیں گے تو گناہ ملے گا۔ سنّتِ مؤکّدہ پڑھنا بھی ضروری ہے۔

05	عشا	پہلے 4 رکعت سنتِ غیر مؤکدہ، پھر 4 رکعت فرض، اس کے بعد 2 رکعت سنتِ مؤکدہ، پھر 2 رکعت نفل، اس کے بعد 3 رکعت وِتر، پھر 2 رکعت نفل[1]

اسلامی بہنوں کی نماز کا طریقہ (حنفی)

باوُضو قبلہ رُو اِس طرح کھڑی ہوں کہ دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار اُنگل کا فاصِلہ رہے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک (اس طرح) اُٹھائیے کہ اُنگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں نہ خوب کھلی بلکہ اپنی حالت پر (Normal) رکھئے اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں نظر سَجدہ کی جگہ ہو۔ اب جو نماز پڑھنی ہے اُس کی نیّت یعنی دل میں اس کا پکّا ارادہ کیجئے ساتھ ہی زبان سے بھی کہہ لیجئے کہ زِیادہ اچھّا ہے (مَثَلاً نیّت کی میں نے آج کی ظُہر کی چار رَکعت فرض نَماز کی) اب تکبیرِ تَحرِیمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے) کہتی ہوئی ہاتھ نیچے لایئے اور اُلٹی ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اسکے اُوپر سیدھی ہتھیلی رکھئے۔

قیام کی 6 اہم باتیں:

01	اب ثناء پڑھئے
02	تعوُّذ پڑھئے
03	تَسمِیَہ پڑھئے
04	پھر مکمّل سُورۂ فاتِحہ پڑھئے
05	سُورۂ فاتحہ خَتم کرکے آہِستہ سے اٰمین کہئے۔
06	تین آیات یا ایک بڑی آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا کوئی سُورت پڑھئے۔

رکوع کی 2 اہم باتیں:

01	اب اللّٰہُ اکبر کہتی ہوئی رُکوع میں جایئے۔ رُکوع میں تھوڑا جھکئے یعنی اتنا کہ گُھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیں زور نہ دیجئے اور گُھٹنوں کو نہ پکڑیئے اور اُنگلیاں ملی ہوئی رکھئے۔[2]

---

1 ... ہمارا اسلام، ص26-27 ماخوذا

2 ... فتاوی عالمگیری، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ وآدابہا وکیفیتہا، 1/74

02	کم از کم تین بار رُکوع کی تسبیح یعنی سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھیے

قومہ کی 2 اَہم باتیں:

01	پھر تَسْمِیْع یعنی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہتی ہوئی بالکل سیدھی کھڑی ہو جائیے
02	اِس کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کہیے

سجدے کی 3 اَہم باتیں:

01	پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتی ہوئی سجدے میں جائیے۔ پہلے گُھٹنے زمین پر رکھئے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اِس طرح سر رکھئے کہ پہلے ناک پھر پیشانی اور یہ خاص خَیال رکھئے کہ ناک کی صِرف نوک نہیں بلکہ ہڈی لگے (اور یہ ناک پر بالکل معمولی سا زور دینے سے ہو جائے گا بہت زیادہ مت دبایئے) اور پیشانی زمین پر جم جائے، نظر ناک پر رہے۔
02	سَجدہ سِمٹ کر کیجئے یعنی بازو کروٹوں سے، پیٹ ران سے، ران پِنڈلیوں سے اور پِنڈلیاں زمین سے ملا دیجئے، اور دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال دیجئے۔
03	اب کم از کم تین بار سَجدے کی تسبیح یعنی سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھیے

سجدے سے اٹھنے کی 3 اَہم باتیں:

01	پھر سر اس طرح اُٹھایئے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھیں
02	دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال دیجئے اور اُلٹی سُرین پر بیٹھئے اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران کے بیچ میں اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی ران کے بیچ میں رکھئے۔ دونوں سجدوں کے دَرمیان بیٹھنے کو جَلسہ کہتے ہیں۔
03	کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللّٰہ کہنے کی مقدار ٹھہریئے

دوسرے سجدے میں جانے اور واپس کھڑے ہونے کی 2 اَہم باتیں:

01	پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتی ہوئی پہلے سَجدے ہی کی طرح دوسرا سَجدہ کیجئے۔

02	اب اُسی طرح پہلے سر اُٹھایئے پھر ہاتھوں کو گُھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑی ہو جایئے۔

یہ آپ کی ایک رَکعت پوری ہوئی۔

دوسری رکعت کی 1 اَہم بات:

اب دوسری رکعت میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ پڑھ کر اَلحمد اور سورۃ پڑھئے اور پہلے کی طرح رُکوع اور سجدے کیجئے دوسرے سجدے سے سر اُٹھانے کے بعد دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال دیجئے اور اُلٹی سُرین پر بیٹھئے اور سیدھا ہاتھ سیدھی ران کے بیچ میں اور اُلٹا ہاتھ اُلٹی ران کے بیچ میں رکھئے۔

قعدے کی 2 اَہم باتیں:

اب تَشَہُّد (یعنی اَلتَّحِیَّاتُ) پڑھئے

شہادت کا اشارہ کیجئے یعنی "اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" میں "لَا" سے پہلے چھنگلیا (Little Finger) اور پاس والی کو بند کرنا، انگوٹھے (Thumb) اور بیچ کی انگلی (Middle Finger) کا حلقہ بنانا، "لَا" پر کلمے کی انگلی اٹھانا اور "اِلَّا" پر گرانا اور سب انگلیاں سیدھی کر دینا۔

اگر دو رکعتیں پڑھنی ہیں تو تَشَہُّد کے بعد

01	درودِ ابراہیمی پڑھئے
02	دُعائے ماثورہ پڑھئے
03	پہلے دائیں (سیدھے) کندھے کی طرف منہ کرکے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ کہئے
04	اسی طرح بائیں (الٹے) طرف۔ اب نماز ختم ہوئی۔[1]

1 ... بہارِ شریعت، 1/506 حصہ: 3 وغیرہ ماخوذاً

اور اگر دو سے زِیادہ رَکعتیں پڑھنی ہیں تو اَللّٰہُ اَکْبَر کہتی ہوئی کھڑی ہو جائیے۔ اگر فرض نَماز پڑھ رہی ہیں تو تیسری اور چوتھی رَکعَت کے قِیام میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○ اور اَلحمدُ شریف پڑھئے سُورت ملانے کی ضَرورت نہیں (اور تین تسبیح پڑھنا، یا اتنی دیر خاموش رہنا بلکہ فقط ایک ہی تسبیح پڑھنا یا اس کی مقدار خاموش رہنا بھی درست ہے۔) باقی اَفعال حسبِ معمول بجا لائیے اور اگر سنّت و نَفل ہوں تو سورۂ فاتِحَہ کے بعد سُورت بھی مِلائیے پھر چار رَکعتیں پوری کر کے قعدۂ اَخیرہ میں تَشَہُّد کے بعد دُرُودِ ابراہیمی اور دُعائے ماثورہ پڑھ کر سلام پھیر دیجئے۔

عورتوں اور مَردوں کی نماز میں فرق

سوال مَردوں اور عورتوں کی نماز کے طریقے میں فرق دلائل کے ساتھ ذکر کریں؟

جواب خواتین کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز کے طریقے سے چند وجوہات کی بناء پر الگ ہے۔

(1) مردوں کے لیے ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ خواتین کی نماز سر اور بال چھپائے بغیر ادا ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ:

حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ الْحَائِضِ اِلَّا بِخُمَارٍ''[1] یعنی بالغہ عورت کی نماز بغیر سر ڈھانپے قبول نہیں ہوتی۔

(2) خواتین کو تکبیرِ تحریمہ میں سینے تک ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے جبکہ مردوں کو کانوں کی لَو تک ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے۔ اس حوالے سے دو روایات ملاحظہ کیجئے:

1. حضرت سَیِّدُنا وائل بن حُجر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''یَا وَائِلُ بْنَ حُجْرٍ اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْاَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْہَا حِذَاءَ ثَدْیَیْہَا''[2] یعنی اے وائل بن حجر! جب نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ، اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔

2. حضرت سیدنا عطا ابن ابو رباح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے پوچھا گیا کہ کیا عورت بھی تکبیر تحریمہ کہتے وقت مَردوں کی طرح ہاتھوں سے اشارہ کرے گی؟ ارشاد فرمایا: ''لَا تَرْفَعُ بِذٰلِکَ یَدَیْہَا کَالرِّجَالِ وَاَشَارَ فَخَفَضَ یَدَیْہِ جِدًّا وَجَمَعَہُمَا اِلَیْہِ وَقَالَ: اِنَّ لِلْمَرْاَۃِ ھَیْئَۃً لَیْسَتْ لِلرَّجُلِ''[3] یعنی عورت تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی، پھر فرمایا:

---

1 ... ترمذی، ابواب الصلوۃ، ماجاء لا تقبل صلوۃ المرأۃ الا بخمار، 1/389، حدیث: 377

2 ... معجم کبیر، 22/19-20، حدیث: 28

3 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوۃ، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا... الخ، 3/49، حدیث: 5080

حضرت سَیِّدُنا عطاء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اشارہ کر کے بتایا، جس میں ہاتھوں کو بہت تھوڑا سا اُٹھایا اور دونوں ہاتھوں کو ملا لیا، پھر فرمایا کہ نماز میں عورت کی ہیئت (صورت) مرد جیسی نہیں۔

(3) خواتین کو زمین سے مِل اور سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم ہے جبکہ مَردوں کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ اس حوالے سے تین روایات ملاحظہ کیجئے:

1. حضرت سَیِّدُنا عطاء بن ابو رَباح رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: رکوع کرتے وقت جتنا ممکن ہو عورت اپنا جسم سمیٹ لے اور اپنے ہاتھوں کو پیٹ سے چمٹا لے، اور جب سجدہ کرے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے ہاتھوں کو پیٹ سے چمٹائے رکھے اور پیٹ سینے اور رانوں سے ملائے رکھے۔[1]

2. حضرت سیدنا یزید بن ابو حبیب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، کہ مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم دو عورتوں کے پاس سے گزرے، جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے چمٹا لو کیونکہ اس معاملے میں خواتین کا حکم مَردوں کی طرح نہیں۔[2]

3. حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ران دوسری پر رکھ لے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چمٹا لے، اس طور پر کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔ یقیناً اللہ کریم ایسی عورت کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھ کر فرماتا ہے، کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ میں نے اس کی بخشش کر دی۔[3]

بنیادی طور پر مرد و خواتین کی نماز میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں خواتین کے پردے کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے، لہٰذا جہاں جہاں خواتین کی بے پردگی کا اندیشہ ہوا، وہاں وہاں مردوں اور خواتین کی نماز میں فرق کیا گیا ہے۔ بیان کردہ فرق اور طریقے میں خواتین کے پردے کا زیادہ اہتمام ہے۔

نمازِ وِتر کا طریقہ

پہلے 2 فرامینِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) بلاشبہ اللہ پاک نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی ہے جو

---

1 ... مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوۃ، باب تکبیر المرأۃ بیدیہا... الخ، 3/50، حدیث: 5083

2 ... سنن کبریٰ، کتاب الصلوۃ، باب ما یستحب للمرأۃ... الخ، 2/315، حدیث: 3201

3 ... السنن الکبریٰ للبیہقی، جماع ابواب الصلوۃ، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود، 2/315، حدیث: 3199

تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے، اور وہ نمازِ وِتْر ہے جسے اللہ پاک نے عشا اور سورج نکلنے کے درمیان رکھا ہے۔[1]

(2)ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: وِتْر حق ہے، تو جو وِتْر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وِتْر حق ہے، تو جو وِتْر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وِتْر حق ہے، تو جو وِتْر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

7مَدَنی پھول:

01	3رکعت نمازِ وِتْر کی نیّت کر کے نماز شروع کرنا
02	عام نماز کی طرح دوسری رکعت تک نماز پڑھ کر قعدۂ اُولیٰ کرنا
03	قعدۂ اولیٰ میں ”اَلتَّحِیَّات“ پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا
04	سورۂ فاتحہ اور سورت کی تِلاوت کے بعد ہاتھ اٹھا کر ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر دوبارہ ہاتھ باندھنا
05	دُعائے قُنوت پڑھنا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِیْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ؕ
06	”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہہ کر رکوع کرنا پھر پہلے کی طرح تیسری رکعت مکمّل کر کے قعدۂ اخیرہ کرنا[3]
07	”اَلتَّحِیَّات“ ”دُرود شریف“ اور ”دُعا“ پڑھ کر سلام پھیر دینا

متفرق مسائل

سوال نمازِ وتر کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب وتر کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے صبحِ صادِق تک ہے۔[4]

1 ...ابوداؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، 2/88، حدیث: 1418

2 ...ابوداؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، 2/89، حدیث: 1419

3 ...حاشیہ طحاوی، ص376

4 ...مراقی الفلاح وحاشیۃ طحطاوی، ص178

سوال وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ حضرت سیدنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تین رکعات وتر ادا کیا کرتے تھے۔[1]

اسی طرح حضرتِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا فرماتی ہیں: حضور نبیِ رحمت شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے اور سلام آخری رکعات میں پھیرتے تھے۔[2]

سوال نمازِ وتر کب ادا کرنا افضل ہے؟

جواب جو سو کر اٹھنے پر قادر ہو اس کے لیے افضل ہے کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ کر پہلے تہجّد ادا کرے پھر وتر۔[3] حدیثِ پاک میں ہے: "جس شخص کو یہ خَدشہ ہو کہ وہ رات کے پچھلے پہر نہیں اُٹھ سکے گا وہ وتر پڑھ کر سویا کرے اور جس شخص کو رات کے اُٹھنے پر اعتماد ہو وہ رات کے پچھلے پہر وتر پڑھے"[4]

سوال نمازِ وتر کا حکم کیا ہے؟

جواب نمازِ وتر واجب ہے۔[5] اگر یہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے۔[6] حضرت سیّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہٖ فَلْیُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ" یعنی جس کی نمازِ وتر فوت ہو جائے وہ صبح اس کی قضا پڑھ لے۔[7]

سوال وتر میں تکبیرِ قنوت کہنے کا کیا حکم ہے؟

جواب تیسری رکعت میں قراءت کے بعد تکبیرِ قنوت کہنا واجب ہے۔[8]

---

1 ...مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، 1/194، حدیث:685
2 ...مستدرک الحاکم، کتاب الوتر، 1/607-608، حدیث:1181
3 ...غنیۃ المتملی، ص403
4 ...مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، باب من خاف ان لا یقوم... الخ، ص296-297، حدیث:1766
5 ...بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/66
6 ...در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: فی منکر الوتر... الخ، 2/532
7 ...ترمذی، کتاب الوتر، باب ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر او ینساہ، 2/13، حدیث:465
8 ...در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب: فی منکر الوتر... الخ، 2/533

سوال جو شخص دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ کیا پڑھے؟

جواب وہ یہ پڑھے: "(اَللّٰھُمَّ) رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۝" یا تین مرتبہ یہ پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ"۔[1]

سوال اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول جائیں تو کیا کریں؟

جواب اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گئے اور رکوع میں چلے گئے تو واپس نہ لوٹئے بلکہ سجدۂ سہو کر لیجئے۔[2]

سوال دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی جائے یا آہستہ؟

جواب دعائے قنوت آہستہ آواز سے پڑھے امام ہو یا مُنْفَرِد یا مُقتدی، ادا ہو یا قضاء، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔[3]

سوال کس شخص کو وتر کی نماز میں دُعائے قنوت پڑھنا منع ہے؟

جواب جو شخص وتر کی جماعت میں تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا اور امام کے ساتھ قنوت نہ پڑھ سکا وہ اپنی بقیہ نماز میں بھی قنوت نہیں پڑھے گا۔[4]

سوال مُقتدی کی دعائے قنوت ختم ہونے سے قبل امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب اگر مقتدی دعائے قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کی اِتّباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔[5]

سوال کیا وتر کے علاوہ کسی اور نماز میں دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔[6]

سوال قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز میں کب درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

---

1 ... مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب الوتر واحکامہ، ص197

2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، 1/111

3 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی منکر الوتر... الخ، 2/536

4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، 1/111

5 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، 1/111

6 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلۃ... الخ، 2/541

جواب: قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز میں دعائے قنوت کے بعد دُرود شریف پڑھنا مُستَحَب ہے۔[1]

سوال: نمازِ وِتر نہ پڑھنے والے کے متعلق کیا وعید آئی ہے؟

جواب: حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وِتر حق ہے جو وِتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وِتر حق ہے جو وِتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وِتر حق ہے جو وِتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔[2]

سوال: اگر کسی شخص نے وِتر کی نیت میں واجب کی نیت نہ کی تو اس کے وِتر ادا ہو جائیں گے؟

جواب: وِتر میں فقط وِتر کی نیت کافی ہے، اگرچہ اس کے ساتھ نیتِ وجوب نہ ہو، ہاں نیتِ واجب بہتر ہے اور اگر واجب نہ ہونے کی نیت ہے تو کافی نہیں۔[3]

سوال: ماہِ رمضان میں وِتر کی جماعت ترک کرنا کیسا ہے؟

جواب: جماعتِ وِتر نہ واجب نہ سنّتِ مؤکّدہ، اس کے ترک میں کوئی گناہ نہیں۔[4]

سوال: نمازِ وِتر کی رکعتوں میں شک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: وِتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قُنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قُنوت پڑھے اور سجدۂ سَہْو کرے۔[5]

سوال: کیا وتر کی تینوں رکعات میں فاتحہ کے بعد سورت ملانا ضروری ہے؟

جواب: نمازِ وِتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے۔[6]

سوال: نمازِ وِتر میں کون کونسی سورتیں پڑھنا بہتر ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ پہلی میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" یا "اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا" دوسری میں "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" تیسری میں

---

1. ... بہارِ شریعت، 1/455، حصہ: 4
2. ... ابوداود، کتاب الوتر، باب فیمن لم یوتر، 2/89، حدیث: 1419
3. ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی منکر الوتر والسنن اوالاجماع، 2/537
4. ... فتاویٰ رضویہ، 7/483
5. ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، 1/131
6. ... بہارِ شریعت، حصہ: 4، 1/654

"قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے۔[1]

سوال: کیا رمضان کے علاوہ نمازِ وِتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: نہیں پڑھنا چاہئے۔ درمختار میں ہے: رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وِتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تَدَاعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔[2]

سوال: وِتر کے بعد کتنے نوافل پڑھے جائیں اور ان میں کونسی سورتیں پڑھیں؟

جواب: وِتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ (سورۂ زلزال) دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (سورۂ کافرون) پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔[3]

سوال: تکبیرِ قنوت کے لئے نمازی کس صورت میں ہاتھ نہ اٹھائے؟

جواب: وِتر کی قضا میں تکبیرِ قُنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر و کوتاہی پر مطلع ہوں گے۔[4]

سوال: اگر بھول کر وِتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قُنوت پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قُنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔[5]

سوال: عشاء سے پہلے وِتر پڑھ لیے تو کس صورت میں ہو جائیں گے؟

جواب: عشاء سے پہلے وِتر پڑھے تو نہیں ہوں گے، ہاں اگر بھول کر وِتر پہلے پڑھ لیے تو ہو گئے۔[6]

---

1 ... بہار شریعت، حصہ:4، 1/654
2 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/604
3 ... غنیۃ المتملی، صلاۃ الوتر، ص424، بہار شریعت، حصہ:4، 1/658
4 ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/533
5 ... غنیۃ المتملی، صلاۃ الوتر، ص421
6 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، 2/23

سبق نمبر 18 جَمَاعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا بیان

قرآنِ مجید میں باجماعت نماز کا حکم

پارہ 1، سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ کی آیت:43 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ (پ ۱، البقرۃ:43) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور رُکوع کرنے والوں کے ساتھ رُکوع کرو۔

مفسرِ قرآن، مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ تفسیر نعیمی میں اس آیت کے تَحْت فرماتے ہیں: یعنی نماز اپنے گھروں میں اکیلے ہی نہ پڑھ لیا کرو بلکہ پنجگانہ جماعت میں شامل ہو کر نمازیوں کے ساتھ ادا کیا کرو تاکہ تم کو دین کی بَرَکتیں اور اَنْوار حاصِل ہوں۔[1]

پانچ نمازوں کی جماعت کی عظیم الشان فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے ”فجر“ کی نماز باجماعت پڑھی، پھر بیٹھ کر اللہ پاک کا ذِکْر کرتا رہا، یہاں تک کہ سُورج نکل آیا اس کے لئے جَنّت الفردوس میں ستّر (70) درجے ہوں گے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا ایک سَدھایا ہوا (یعنی Trained) تیز رفتار عُمدہ نسل کا گھوڑا ستّر (70) سال میں طے کرتا ہے اور جس نے ”ظہر“ کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے جَنّتِ عدن میں پچاس (50) درجے ہوں گے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا جتنا ایک سدھایا ہوا (یعنی Trained) تیز رفتار عمدہ نسل کا گھوڑا پچاس (50) سال میں طے کرتا ہے اور جس نے ”عصر“ کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے اَوْلادِ اسماعیل میں سے ایسے آٹھ غُلام آزاد کرنے کا ثواب ہو گا جو بَیْتُ اللہ (یعنی کعبہ شریف) کی دیکھ بھال کرنے والے ہوں اور جس نے ”مغرب“ کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے حجِ مبرور (یعنی مقبول حج) اور مقبول عُمرے کا ثواب ہو گا اور جس نے ”عشا“ کی نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے لَیْلَۃُ الْقَدْر میں قِیام (یعنی عِبادت) کرنے کے برابر ثواب ہو گا۔[2]

---

1 ... تفسیر نعیمی، پ 1، البقرۃ، تحت الآیۃ:43، 1/292

2 ... شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، 7/137-138، حدیث:9761

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب

امام کی اقتدا یعنی پیروی میں نماز اَدا کرنے کو "جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا" کہتے ہیں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے متعلق مختلف اَحکام

(1) پانچوں وَقْت کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ (ادا کرنا) واجِب ہے۔[1] (2) مُدْرِک یعنی پوری جماعت پانے والا وہ ہے جو ساری رکعتیں امام کے ساتھ ادا کرے۔[2] (3) اگر امام کے ساتھ اہلِ محلہ کی جماعت ہوگئی اور کچھ لوگ اتفاقاً یا کسی صحیح مَجْبُوری کے سبب رِہ گئے تو ان کو اذان دینے کی اِجازت نہیں اور محراب میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ان کے امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہے، اذان دوبارہ نہ کہیں اور محراب سے ہٹ کر جماعت کریں، یہی افضل ہے۔[3]
نوٹ: ✻ جنہیں پہلی جماعت نہ مل سکی، اگر جماعت کرسکتے ہوں تو ترکِ جماعت نہ کریں۔[4] ✻ اس اعتماد پر کہ ہم اپنی جماعت دوبارہ کرلیں گے، شرعی مَجْبُوری کے بغیر جماعتِ اُولیٰ جان بوجھ کر تَرْک کرنا گُناہ ہے۔[5] ✻ ایسی جگہ جماعتِ ثانی یعنی دوسری جماعت ہرگز نہ کی جائے جہاں فتنہ و نفرت کی فضا قائم ہوتی ہو مثلاً امام صاحِب یا دیگر نمازی یہ سمجھتے ہوئے اِعْتِراض کرتے ہوں کہ جان بوجھ کر ایسا کیا جارہا ہے۔[6]

باجماعت نماز سے نیک بندوں کی محبت

✻ حضرت عَبْدُ الله بن عُمَر رَضِیَ اللهُ عَنْه کی (شَرْعی مجبوری سے) کبھی جماعت نِکل جاتی تو دوسری نماز تک نفلیں پڑھتے رہتے۔[7] ✻ حضرت سعید بن عبد العزیز رَحْمَۃُ الله عَلَیْه کی جماعَت نکل جاتی تو اپنی داڑھی پکڑ کر رونے بیٹھ جاتے۔[8]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 194
2 ... بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، 1/ 623
3 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 199 بتغیر قلیل
4 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 199 بتغیر قلیل
5 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 199 ملتقطا
6 ... فیضان نماز، ص 173
7 ... الاصابۃ، رقم: 4752، عبد اللہ بن عمر، 4/ 160 بتقدم وتاخر
8 ... تاریخ ابن عساکر، رقم 2514 سعید بن عبد العزیز... الخ، 21/ 203

✽ حضرت محمد بن سماعہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی 40 سال میں صِرف ایک مرتبہ تکبیرِ اُولیٰ فوت ہوئی۔[1] ✽ تابعی بزرگ حضرت سعید بن مسیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی 40 سال میں ایک بھی جماعت فوت نہ ہوئی۔[2] ✽ حضرت اعمش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی 70 سال میں کبھی تکبیرِ اُولیٰ فوت نہیں ہوئی۔[3] ✽ حضرت یحیٰ بن سعید قطان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو جماعت کی تلاش میں کبھی نہیں دیکھا گیا (یعنی آپ کی جماعت فوت ہی نہ ہوتی)۔[4] ✽ حضرت سُوَید بن غَفَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عُمر 126 سال تھی لیکن آپ جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے مسجد تشریف لے جاتے۔[5] ✽ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بچپن ہی سے نمازِ باجماعت کے پابند تھے، ایک مرتبہ پاؤں کا انگوٹھا پک گیا، ڈاکٹر نے حرکت کرنے اور مسجد جانے سے منع کیا، اس کے باوُجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نماز باجماعت ہی پڑھتے رہے، چار آدمی کرسی پر بٹھا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مسجد لے جاتے۔[6] ✽ بہارِ شریعت کے مُصَنِّف مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نمازِ باجماعت کے سختی سے پابند تھے، اگر کسی وقت مؤذِن وقت پر نہ پہنچتے تو اذان بھی خود دیتے۔[7] ✽ مفسرِ قرآن، مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی چالیس پچاس سال تک مسلسل تکبیرِ اُولیٰ بھی فوت نہ ہوئی۔[8] ✽ امیرِ اہلِ سنت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: جماعت تَرْک کر دینا میری لُغَت میں ہی نہیں، یہاں تک کہ جب میری والِدہ کا انتقال ہوا تو اس وَقْت گھر میں دوسرا کوئی مرد نہ تھا مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ماں کی میت گھر چھوڑ کر مسجد میں نماز پڑھانے کی سعادت پائی۔[9]

جماعت کی مولیٰ عِنَایت ہو اُلفت   کرم ہو پئے مصطفےٰ جانِ رحمت

سوال باجماعت نماز پڑھنے کا کیا ثواب ہے۔؟

1 ... فیضانِ نماز، ص 143 ملخصا
2 ... فیضانِ نماز، ص 496
3 ... فیضانِ نماز، ص 502
4 ... فیضانِ نماز، ص 503
5 ... فیضانِ نماز، ص 504
6 ... فیضانِ نماز، ص 553 ملخصا
7 ... تذکرہ صدر الشریعہ، ص 31
8 ... فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی، ص 29
9 ... سنت نکاح، ص 19

جواب: اللہ پاک باجماعت نماز پڑھنے والوں کو مَحبُوب (یعنی پیارا) رکھتا ہے۔ ❊ نمازِ باجماعت تنہا (یعنی اکیلے) پڑھنے سے 27 درجے افضل ہے۔ ❊ اللہ پاک اور اس کے فرشتے باجماعت نماز پڑھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ ❊ باجماعت نماز پڑھنے والا پُل صِراط سے بجلی کی مانند گزرے گا۔ ❊ باجماعت نماز پڑھنے والوں کی شان وشوکت دیکھ کر اہلِ محشر رَشک کریں گے۔ ❊ مسجد کی طرف جانے والے کے ہر قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ❊ ایک گُناہ مٹا دیا جاتا ہے۔ ❊ اللہ کریم اس کے لئے صبح وشام جنّت میں مہمانی کا اہتمام فرمائے گا۔[1] ❊ اگر جماعت میں ایک کی نماز قُبول ہوگئی تو سب کی قُبول ہے۔[2] ❊ جماعت سے آدمی کو دینی پیشوا عُلَما صُوفیا کا ادب سکھایا جاتا ہے۔[3] ❊ باجماعت نماز پڑھنے والے کیلئے عِلْمِ دین حاصِل کرنے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ ❊ باجماعت نماز پڑھنے میں دنیوی فائدے بھی ہیں: مثلاً

❊ جماعت کی بَرَکت سے قوم میں تنظیم (Discipline) رہتی ہے۔ ❊ جماعت سے آپس میں اِتفاق بڑھتا ہے۔
❊ قوم میں پابندیِ اوقات کی عادت پڑ جاتی ہے کہ سب لوگ وَقْتِ جماعت پر دوڑتے (یعنی جلدی جلدی) آتے ہیں۔
❊ جماعت سے مُتَکَبِّرِین (یعنی مغروروں) کا غرور ٹوٹتا ہے کہ یہاں بادشاہ کو فقیر کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔[4]

خُدا سب نمازیں پڑھوں باجماعت کرم ہو پئے تاجدارِ رسالت

جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کے نقصانات

❊ شَرعی مَجبُوری کے بغیر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گُناہ گار ہے۔ ❊ جماعت چھوڑنے والے پر شیطان غالِب آجاتا ہے اور اس پر اپنا قبضہ جمالیتا ہے (تجربہ سے مَعلُوم ہے کہ جماعت نکل جانے کی صُورت میں کچھ لوگ ٹال مٹول کرنے لگتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مَعَاذَاللہ! کبھی ان کی نماز ہی قضا ہو جاتی ہے)۔ ❊ جو تکبیر (یعنی اِقامت) سُن کر جماعت کے لئے حاضر نہ ہو، حدیثِ پاک میں اسے بدبخت، نامراد، ظالِم، اَظْلَم (بہت بڑا ظالِم) اور منافق فرمایا گیا۔[5] ❊ تنہا نماز پڑھنے والا، باجماعت

---

1 ... فیضانِ نماز، ص139
2 ... رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص288
3 ... رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص288
4 ... رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص288 ملتقطا
5 ... فتاویٰ رضویہ، 7/102 ملتقطا

نماز پڑھنے والے کا درجہ نہیں پاسکتا خواہ ایک نماز کو 27 مرتبہ ہی کیوں نا پڑھ لے۔

نوٹ: نمازِ باجماعت کے فضائل اور اس بارے میں تفصیلی اَحکام جاننے کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کتاب "فیضانِ نماز" صفحہ 137 تا 230 اور "بہارِ شریعت" جلد اوّل، صفحہ 574 تا 594 پڑھئے۔

سبق نمبر 19 پہلی صف میں نماز پڑھنے کا بیان

پارہ 14، سُوْرَۃُ الْحِجْر، آیت: 24 میں ہے:

وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (پ14، الحجر: 24)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں آگے بڑھے اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے۔

حضرت ابنِ عبّاس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے رِوَایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "پہلی صف" کے فضائل بیان فرمائے تو صحابۂ کِرَام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان صفِ اوّل حاصل کرنے میں نہایت کوشش کرنے لگے اور ان کا اِزْدِحام (ہجوم) ہونے لگا اور جن حضرات کے مکان مسجد شریف سے دُور تھے وہ اپنے مکان بیچ کر قریب مکان خریدنے پر آمادہ ہوگئے تاکہ صفِ اوّل میں جگہ ملنے سے کبھی محروم نہ ہوں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلّی دی گئی کہ ثواب نیّتوں پر ہے اور اللہ پاک اگلوں کو بھی جانتا ہے اور جو مجبوری سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور ان کی نیتوں سے بھی خبردار ہے اور اس پر کچھ مخفی نہیں۔ (1)

سوال پہلی صف میں نماز پڑھنے کے بارے میں حدیثِ پاک میں کیا اِرشاد فرمایا گیا؟

جواب حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوَایت ہے، رسولِ اَکرم، نُورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر لوگوں کو مَعْلُوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں بیٹھنے کا کتنا اجر ہے اور انہیں قُرعہ اندازی کرنے کے سوا ان کاموں کا موقع نہ ملے تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ (2)

سوال پہلی صَف کا کیا مطلب ہے؟

---

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ14، الحجر، تحت الآیۃ: 24 بتغیر قلیل

2 ... بخاری، کتاب الشہادات، باب القرعۃ فی المشکلات، 2/208، حدیث: 2689

جواب: امام سے ملی ہوئی صف پہلی صف ہے۔ اس سے مسجد کی پہلی صَف مراد نہیں۔

پہلی صف میں نماز پڑھنے کے متعلق مختلف احکام

سوال: پہلی صف میں نماز پڑھنے کے متعلق کچھ احکام بتایئے؟

جواب: (1) عام نماز میں پہلی صَف افضل ہے اور نمازِ جنازہ میں آخری صَف افضل ہے۔[1] (2) جب تک پہلی صَف دونوں کونوں تک پوری نہ ہو جائے، جان بوجھ کر پیچھے نماز شروع کر دینا ناجائز اور گُناہ ہے۔[2] (3) پہلی صَف میں جگہ باقی ہے اور لوگوں نے دوسری صَف بنالی، اب جو شخص آیا، اسے اِجازت ہے کہ دوسری صَف کو چیر کر جائے اور پہلی صَف کی خالی جگہ پُر کرے۔[3]

پہلی صَف میں نماز پڑھنے کے فائدے اور ثوابات

سوال: پہلی صف نماز پڑھنے کے فائدے بیان کریں؟

جواب: ✽ پہلی صَف فرشتوں کی صَف کی مثل ہے۔[4] ✽ اللہ پاک اور فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔[5] ✽ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صفِ اوّل کے لئے تین۳ بار دعائے مغفرت کرتے۔[6] ✽ رحمتِ الٰہی پہلے اِمام پر اُترتی ہے پھر صفِ اوّل میں اس پر جو اِمام کے بالکل پیچھے ہو، پھر صفِ اوّل میں سیدھی جانِب کے لوگوں پر، پھر الٹی جانِب کے لوگوں پر۔[7] ✽ پہلی صَف پانے کے حریص ہو جایئے، اِنْ شَآءَ اللہ! اس کی بَرَکت سے تَرکِ جماعت کے گُناہ سے بچ جائیں گے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 9/204 بتغیر قلیل

2 ... فتاویٰ رضویہ، 7/220 مفہوما

3 ... فتاویٰ رضویہ، 7/220 ملخصا

4 ... ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب فی فضل صلاۃ الجماعۃ، 1/230، حدیث: 554

5 ... معجم اوسط، 6/115، حدیث: 8198

6 ... معجم اوسط، 6/294، حدیث: 8819

7 ... فتاویٰ رضویہ، 5/424 بتغیر قلیل

صَفِ اَوّل سے غفلت برتنے کا نقصان

سوال صَفِ اَوّل سے غفلت برتنے کا کیا نقصان ہے؟

جواب ٭ صفِ اوّل سے غفلت برتنا ذِکر کئے گئے ثَوابات سے محرومی کا سبب ہے۔ ٭ پہلی صَف سے غفلت کرنے والا نیکیوں کا حریص نہیں۔ ٭ حدیثِ پاک میں ہے: ہمیشہ صَفِ اوّل سے لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ پاک انہیں (اپنی رحمت سے) دور کرکے جہنّم میں ڈال دے گا۔[1] مشہور مفسرِ قرآن مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جو لوگ سستی کی وجہ سے صفِ اوّل میں آنے میں تامل (یعنی ٹال مٹول) کریں گے یا صفِ اوّل میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے کھڑے ہوں گے تو وہ دین کے سارے کاموں میں سُست ہو جائیں گے اور بُرائیوں پر دلیر ہو جائیں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جہنّم میں جائیں گے اور وہاں دیر تک رہیں گے۔[2]

مَدَنی مشورہ: پہلی صف کی فضیلت اور اس بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کِتاب "فیضانِ نماز" صفحہ: 193 تا 221 پڑھئے۔

سبق نمبر 20 صفیں دُرست کرنے کا بیان

اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں صَف باندھنے والوں کی قسم یاد فرمائی، اِرشاد ہوتا ہے:

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ (پ23، الصّٰفّٰت:1) تَرجَمۂ کنزالایمان: قسم ان کی کہ باقاعدہ صَف باندھیں۔

"تفسیر ماوردی" میں ہے: یہاں صَفّ باندھنے والوں سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان کہ صف باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا مجاہدین جو صف باندھ کر جہاد کرتے ہیں۔[3] یہاں صف باندھنے والوں کی قسم ارشاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ صف باندھنا بہت اہمیت اور فضیلت کا باعث ہے۔[4]

---

1 ... ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب صف النساء... الخ، 1 / 269، حدیث: 679

2 ... مرآۃ المناجیح، 2 / 186

3 ... تفسیر ماوردی، پ23، الصافات، تحت الآیۃ: 1، 5 / 36

4 ... تفسیر صراط الجنان، پ23، الصافات، تحت الآیۃ: 1، 8 / 288

سوال حدیثِ پاک میں نماز کا حسن کس کو کہا گیا؟

جواب نماز میں صف باندھنے کے بارے میں حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے، مالکِ جنت، رسولِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: (اے لوگو!) نماز میں صف کو قائم کرو کیونکہ صف کو قائم کرنا نماز کے حُسْن میں سے ہے۔[1]

سوال صفیں درست کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب صَف کے واجبات پورے کرنا (صَف سیدھی رکھنا، پوری کرنا اور خوب ملے ملے کھڑے ہونا) صَف دُرُست کرنا ہے۔

صفیں درست کرنے کے متعلق مختلف اَحکام

سوال صفیں درست کرنے کے متعلق چند احکام بیان کیجئے؟

جواب (1): نماز میں صَف سے متعلق تین باتیں واجِب ہیں: ٭ تَسْوِیَۂ صَف: صَف سیدھی کرنا یعنی تمام صَف والوں کا اپنی گردنیں، کندھے اور ٹخنے ایک سیدھ میں رکھنا (گردنوں کا قدرتی طور پر اونچا نیچا ہونا مُعاف ہے کہ بعض لمبے اور بعض پستہ قَدْ ہوتے ہیں)۔[2] ٭ اِتْمامِ صَف: صَف پوری کرنا کہ جب تک اگلی صَف پوری نہ ہو، دوسری صَف شروع نہ کریں۔ ٭ تَرَاصِّ صَف: خوب مِل کر کھڑا ہونا کہ کندھے سے کندھا مس (Touch) ہو۔[3] (2): سُنّت یہ ہے کہ اِمام پہلے صفیں سیدھی کروائے پھر تکبیرِ تحریمہ کہے۔[4]

صفیں دُرُست کرنے کے فائدے اور ثوابات

سوال صفیں دُرُست کرنے کے فائدے اور ثوابات بتایئے؟

جواب ٭ صَف سیدھی رکھنا نماز کا حُسْن ہے۔[5] ٭ اگلی صفوں سے ملنے والوں پر اللہ پاک اور فرشتے دُرود بھیجتے

---

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ، 1/257، حدیث: 722

2 ... مرآۃ المناجیح، 2/185

3 ... فتاوی رضویہ، 7/219-222

4 ... مرآۃ المناجیح، 2/187

5 ... بخاری، کتاب الاذان، باب اقامۃ الصف من تمام الصلاۃ، 1/257، حدیث: 722

ہیں۔[1] ✽ صَف پوری کرنے کے لئے اُٹھنے والے قدم اللہ پاک کو محبوب (پیارے) ہیں۔[2] ✽ صَف پوری کرنا مغفرت پانے، جنت حاصِل کرنے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ✽ جو صف کی خالی جگہ پُر کرے، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔[3] ✽ جو صَف کی خالی جگہ پُر کرے، اللہ پاک اس کا ایک درجہ بلند فرمائے گا اور اُس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔[4] ✽ صَف مِلانے سے زیادہ نیکیوں کی توفیق ملتی ہے، حدیثِ پاک: "جو صَف ملائے اللہ پاک اسے مِلائے" اس کے تحت فیض القدیر میں ہے: یعنی اللہ پاک اس کی نیکی میں اِضافہ فرماتا اور اسے اپنی رَحمت میں داخِل فرماتا ہے۔[5] ✽ صَف پوری کرنا وَسْوَسوں سے بچاتا ہے۔[6] ✽ صَف سیدھی کرنا دِلوں کو سیدھا رکھتا ہے۔[7] ✽ صَف میں مِل کر کھڑے ہونے سے دِل ملتے، اِتّحاد بڑھتا اور شیطان سے حِفَاظت ملتی ہے۔

صفیں دُرُست نہ کرنے کے نقصانات

سوال صفیں درست نہ کرنے کے نقصانات کیا ہیں؟

جواب ✽ صفیں دُرست نہ کرنا ترکِ واجِب، ناجائز اور گُناہ ہے۔[8] ✽ صَف دُرُست نہ کرنے سے نماز ناقص رہ جاتی ہے۔[9] ✽ صَف درست نہ کرنا نماز میں وسوسے آنے کا سبب ہے، حدیثِ پاک میں ہے: کشادگی بھرو! کیونکہ شیطان تمہارے درمیان بھیڑ کے بچے کی طرح گُھس جاتا ہے۔[10] ✽ صَف سیدھی نہ کرنے میں چہرہ بگڑنے کا اندیشہ ہے، حضرت سَیِّدُنا ابو امامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ضرور تم صفیں سیدھی کرو

---

1 ... ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الصلاۃ تقام ولم یأت الامام... الخ، 1/227، حدیث: 543
2 ... ابو داود، کتاب الصلاۃ، باب فی الصلاۃ تقام ولم یأت الامام... الخ، 1/227 حدیث: 543
3 ... مسند بزار، مسند ابی جحیفہ، 10/159-160، حدیث: 4232
4 ... معجم اوسط، 4/225، حدیث: 5797
5 ... فیض القدیر، 6/306، تحت الحدیث: 9076
6 ... لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ، ص72 ماخوذاً
7 ... معجم اوسط، 4/35، حدیث: 5121
8 ... عمدۃ القاری، کتاب الاذان، باب تسویۃ الصفوف... الخ، 4/354، تحت الحدیث: 718 ماخوذاً
9 ... مرآۃ المناجیح، 2/183 ملخصاً
10 ... مسند احمد، مسند ابی امامۃ الباہلی، 8/295، حدیث: 22326

گے یا تمہاری شکلیں بگاڑ دی جائیں گی یا آنکھیں اُچک لی جائیں گی۔[1] ٭ صفیں درست نہ کرنا رَحمت سے دوری کا سبب ہے، حدیثِ پاک: جو صَف توڑے اللہ پاک اسے توڑے، اس کے تحت فیضُ القدیر میں ہے: یعنی اللہ پاک اسے ثواب اور رَحمت سے دور کر دیتا ہے یا اسے مزید نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔[2] ٭ صَف ٹیڑھی ہونے سے دِل ٹیڑھے ہوتے، اِختلاف بڑھتا اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ٭ سیدھے رہو الگ الگ نہ رہو ورنہ تمہارے دِل الگ ہو جائیں گے۔[3] ٭ اللہ کے بندو! اپنی صفیں سیدھی کرو! ورنہ اللہ پاک تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔[4]

سُتُونوں کے درمیان صف بنانا

سوال بعض جگہ مسجد کی ایک صف کے درمیان دو سُتون آتے ہیں جس کی وجہ سے قَطعِ صف لازم آتا ہے۔ ایسی صف میں نَمازیوں کا صف بنانا کیسا؟

جواب بِلا ضرورت سُتونوں کے درمیان صف بنانا مکروہ وناجائز ہے کہ اس سے قَطعِ صف لازم آتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ ہاں اگر کوئی عُذر ہو کہ نَمازیوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ ہو یا باہَر بارش ہو تو سُتونوں کے درمیان کھڑے ہو سکتے ہیں۔[5]

بچوں کو صَف میں کہاں کھڑا کریں؟

سوال بچوں کو مسجد کی صَف میں کھڑا نہیں کیا جاتا اس کا شرعی مسئلہ کیا ہے؟

جواب وہ بچے جو عَقل مَند اور نماز کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں ایسے بچوں کے مُتعلق شرعی حکم یہ ہے کہ ان کی صَف مردوں کی صَف کے بعد عَلیحدہ سے بنائی جائے۔ ہاں اگر بچہ صِرف ایک ہے تو اس کے لئے الگ سے صَف بنانے کی ضرورت

---

1 ... مسند احمد، مسند ابی امامۃ الباہلی، 8/288، حدیث: 22288
2 ... فیض القدیر، 6/306، تحت الحدیث: 9076
3 ... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتہا... الخ، ص 182، حدیث: 972
4 ... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتہا... الخ، ص 183، حدیث: 979
5 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص 44

نہیں، بلکہ وہ مَردوں کی صَف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے، چاہے صَف کے درمیان میں کھڑا ہو یا کونے میں، دونوں میں کوئی حَرَج نہیں۔ اور وہ بچے جو اتنے چھوٹے ہیں کہ ان کو نماز کی بھی سمجھ بوجھ نہیں تو ان کو صف میں کھڑا نہیں کر سکتے، چاہے ایک ہو یا زیادہ کیونکہ ایسے بچوں کی نماز ہی مُعتبر نہیں اور صف میں جہاں ایسا بچہ کھڑا ہو گا گویا وہاں سے صَف خالی رہے گی اور یہ شرعاً ممنوع و ناجائز ہے۔

نوٹ: یہ بھی واضح رہے کہ ایسے چھوٹے بچے جو نماز کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے، مسجد میں آکر اُلٹی سیدھی حَرکتیں کرتے، بھاگتے دوڑتے اور شور مَچاتے ہیں ان کو مسجد میں لانے کی بھی شرعاً اِجازت نہیں۔ حدیثِ پاک میں حکم دیا گیا ہے کہ مَساجد کو بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔[1]

سبق نمبر21 نماز میں لقمہ دینے کے مسائل

سوال نماز میں لقمہ دینے اور امام کو لقمہ لینے سے متعلق شریعت کے کیا احکام ہیں؟

جواب قوانینِ شریعت کے مطابق نماز میں اپنے امام کو لقمہ دینا بعض صورتوں میں فرض ہے، بعض صورتوں میں واجب اور بعض صورتوں میں جائز ہے۔ یوں ہی بعض صورتوں میں حرام ہے، بعض صورتوں میں مکروہ۔ بسا اوقات لقمہ کا تعلق امام کی قراءت کے ساتھ ہوتا ہے تو بسا اوقات انتقالاتِ امام کے ساتھ۔

نماز میں لقمہ سے متعلق احکام

(1) امام جب ایسی غلطی کرے جو مُوجِبِ فسادِ نماز ہو (وہ غلطی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہو) تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ان میں سے جو بتادے گا سب پر سے فرض اتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکبِ حرام ہوں گے اور سب کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ غلطی جب مفسدِ نماز ہو تو اس کی اصلاح کرنے کے بجائے خاموش رہنا نماز کو باطل کر دے گا اور نماز باطل کر دینا حرام ہے اللہ پاک کے اس فرمان کی وجہ سے کہ "اپنے اعمال باطل نہ کرو۔"[2]

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص45
2 ... فتاویٰ رضویہ، 7/280

(2) اگر غلطی ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہو گا اور اگر ایک بتادے گا اور اس کے بتانے سے کارروائی ہو جائے تو سب پر سے واجب اتر جائے گا ورنہ سب گنہگار رہیں گے۔[1]

(3) محیط و عالمگیری میں ہے: اگر امام کو کچھ بھول واقع ہوئی اور مقتدی نے لقمہ دیتے ہوئے سُبْحانَ اللہ کہا تو کوئی حرج نہیں۔[2]

(4) امام غلطی کر کے خود متنبّہ (باخبر) ہو گیا اور یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رُکا، اگر تین بار سُبْحانَ اللہ کہنے کی مقدار رکے گا تو نماز مکروہِ تحریمی ہو جائے گی اور سجدۂ سہو واجب ہو گا، تو اس صورت میں جب اسے رُکا دیکھیں، مقتدیوں پر بتانا واجب ہو گا کہ خاموشی قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔ یعنی امام کو تین مرتبہ سُبْحانَ اللہ کی مقدار خاموش رہنے کا موقع نہ دیا جائے۔[3]

(5) بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب غلطی کرتے ہیں یاد نہیں آتا تو اِضطراراً ان سے بعض کلمات بے معنی صادر ہو جاتے ہیں کوئی "اوں اوں" کہتا ہے کوئی کچھ اور، اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو جس کی یہ عادت معلوم ہے جب رکنے پر آئے مقتدیوں پر واجب ہے کہ فوراً بتادیں قبل اس کے کہ وہ اپنی عادت کے حروف نکال کر نماز تباہ کرے۔[4]

(6) امام تراویح میں اٹکے اور آگے نہ پڑھ پائے یا ایسا ہو کہ روانی میں پڑھتے ہوئے کوئی آیت یا آیت کا حصہ چھوڑ کر بغیر رکے یا اٹکے آگے نکل جائے اور ناجائز مقدار تک خاموش رہنا بھی نہ پایا جائے، نہ ہی معنی فاسد ہوتے ہوں تب بھی مقتدی کو بتانا چاہیے کیونکہ امام کے نہ ٹھہرنے یا فسادِ معنی نہ ہونے کے سبب اگرچہ نماز پر اثر نہیں پڑے گا لیکن چونکہ تراویح میں پورے قرآن عظیم کا ختم کرنا مقصود ہوتا ہے اور کچھ حصہ رہ جانے سے یہ مقصود پورا نہیں ہو گا۔ چنانچہ امامِ اہلِ سنت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

تراویح میں ختمِ قرآنِ عظیم ہو تو مقتدی کو بتانا چاہیے جبکہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رواں ہو جائے اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ خرابی نہ ہو کہ مقصود ختمِ کتابِ عزیز ہے اور وہ کسی غلطی کے ساتھ پورا نہ ہو گا۔[5]

1 ... فتاویٰ رضویہ، 7/280

2 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، باب فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، 1/ 99

3 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 281 ماخوذاً

4 ... فتاویٰ رضویہ، 7/ 281

5 ... فتاویٰ رضویہ، 7/282

(7) بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ بھی لقمہ دے سکتا ہے۔[1] جبکہ نماز آتی ہو۔

(8) جسے سامع مقرر کیا گیا اس کے علاوہ دوسرا مقتدی بھی لقمہ دے سکتا ہے جیسا کہ امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: قوم کا کسی کو سامع مقرر کر دینے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیالات سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شرعِ مطہرہ نے عام مقتدیوں کو دیا کیونکر سلب (ختم) ہو سکتا ہے۔"[2]

(9) جو شخص بھی لقمہ دے اس کو چاہیے کہ لقمہ دیتے وقت وہ قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔

(10) دیکھا گیا ہے کہ ایک تراویح پڑھانے والے کے پیچھے کئی کئی حافظ کھڑے لقمے دے رہے ہوتے ہیں انھیں اپنی نیت کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے اگر ان کی نیت حافظ صاحب کو پریشان کرنے کی ہوئی تو ایسا کرنا حرام ہو گا امامِ اہلِ سنّت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں "قاری (پڑھنے والے) کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: " بَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوا وَیَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا "یعنی لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دلاؤ، آسانی پیدا کرو تنگی نہ کرو۔ اور بے شک آج بہت سے حفاظ کا یہ شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فعل میں داخل ہے:

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ ترجمہ کنزالایمان: (کافر بولے) یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غُل (شور) کرو۔[3] (پ24، حم السجدۃ:26)

(11) اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہے البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا اس کے بتانے کو دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔ فتاوی شامی میں ہے: ایسی صورت میں اگر امام کو لقمے کی وجہ سے یاد آیا تو مُطْلَقاً نماز فاسد ہو جائے گی خواہ امام نے لقمہ ختم ہونے

1 ... فتاوی رضویہ، 7/284۔ عالمگیری، کتاب الصلوۃ، باب فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، 1/99
2 ... فتاوی رضویہ، 7/284
3 ... فتاوی رضویہ، 7/287

سے پہلے تلاوت شروع کر دی ہو یا لقمہ ختم ہونے کے بعد شروع کی ہو، تَعَلُّم کے پائے جانے کی وجہ سے اور اگر اسے خود ہی یاد آگیا ہو نہ کہ لقمے کی وجہ سے یعنی اگر لقمہ نہ آتا تب بھی اسے یاد آجاتا تو ایسی صورت میں مطلقاً نماز نہ ٹوٹے گی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ لقمہ ازخود آیا ہے تو لقمہ کا آنا نماز پر اثر نہیں ڈالے گا اور ازخود یاد آنے یا نہ آنے کا معاملہ دیانت پر موقوف ہے نہ کہ قضاء پر کہ ظاہر پر حکم لگائیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اگر کوئی اپنے امام کے علاوہ غیر کو تلاوت کی نیت کرتے ہوئے لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی اگرچہ کہ ظاہری حالت عملِ تعلیم کو ظاہر کرتی ہے۔[1]

(12) مقتدی کو شبہ ہوا کہ امام کچھ چھوڑ گیا ہے مگر اسے یقین حاصل نہیں اس شبہ کی کیفیت میں اُس وقت لقمہ دینا جائز ہو گا کہ جب اسے یہ گمان ہو کہ امام نے جو چھوڑا ہے اگر نہ بتایا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی تو یقین نہ ہونے کے باوجود لقمہ دینا جائز ہو گا اگر فسادِ نماز کا پہلو نہ ہو تو پھر محض شبہ پر بتانا ہر گز جائز نہیں۔ جیسا کہ امامِ اہلِ سنت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: جب غلطی مُفْسِدِ نماز نہ ہو تو محض شبہ پر بتانا ہر گز جائز نہیں بلکہ صبر واجب ہے۔ آگے مزید ارشاد فرماتے ہیں حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ فتح (لقمہ) حقیقۃً کلام ہے اور نماز میں کلام حرام و مفسد نماز مگر بضرورت اجازت ہوئی جب اسے غلطی ہونے پر خود یقین نہیں تو مُبِیْح میں شک واقع ہوا اور مُحَرِّم موجود ہے لہٰذا احرام ہوا جب اسے شبہ ہے ممکن کہ اسی کی غلطی ہو اور غلط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اَخذ کرے گا تو اس کی اور سب کی نماز فاسد ہو گی تو ایسے امر پر اِقدام جائز نہیں ہو سکتا۔[2]

(13) مقتدی کو شک ہوا کہ امام نے کچھ چھوڑ دیا ہے حالانکہ امام نے درست پڑھا تھا لہٰذا اس نے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا سب کی نماز جاتی رہی اگر امام نے نہ لیا تو صرف لقمہ دینے والے کی گئی جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: جب اسے شبہ ہو تو ممکن ہے کہ اسی کی غلطی ہو اور غلط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اخذ کرے گا تو اس کی اور سب کی نماز فاسد ہو گی۔

(14) تراویح میں سہواً غلط بتانا مفسدِ نماز نہیں تَیْسِیراً یہی حکم ہے۔[3]

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب المواضع التی لا یجب فیہا رد السلام، 2/461
2 ... فتاوی رضویہ، 7/287
3 ... فتاوی رضویہ، 7/285 ماخوذا

(15) فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے۔[1] مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رُکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔[2]

(16) یوں ہی امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل (ملانا) مفسدِ نماز نہ ہو اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کرے مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت (خاموش) کھڑا رہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: امام کو چاہیے کہ مقتدی کو لقمہ دینے کی طرف مجبور نہ کرے کیونکہ وہ ان کو اپنے پیچھے قراءت کرنے پر مجبور کریگا اور یہ مجبور کرنا مکروہ ہے بلکہ اسے چاہیے کہ اگر اتنی قرأت کر چکا تھا جو نماز کے صحیح ہونے کیلئے کافی تھی تو رکوع کرلے یا کسی اور آیت کی طرف منتقل ہو جائے اور ان کو مجبور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بار بار آیت کی تکرار کرتا رہا یا پھر خاموش کھڑا رہا۔[3]

سبق نمبر22 تراویح

سوال تراویح کا حکم بیان کیجئے؟

جواب رمضانُ المبارک کی خصوصی عبادت نمازِ تراویح ہے۔ تَراویح ہر عاقِل و بالغ مرد و عورت کیلئے سُنَّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔[4] اس کا تَرک جائز نہیں۔[5]

تراویح کی رکعتیں

سوال تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب حضرتِ عبدُ اللہ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَمَضانُ المبارک میں 20 رَکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔[6] اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْن حضرتِ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اپنے دورِ خلافت میں

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، مطلب المواضع التی لایجب فیہارد السلام، 2/462
2 ... بہار شریعت، 1/607، حصہ: 3
3 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، باب فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، 1/99
4 ... درِمختار، کتاب الصلوۃ باب الوتر والنوافل، 2/597
5 ... بہارِ شریعت، 1/688 حصہ: 4
6 ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوۃ، باب فی صلوۃ رمضان، 5/225، حدیث: 7774

20 رکعت تَراویح کو رائج فرمانا، صحابہ و تابعین، ائمۂ مجتہدین اور ائمۂ محدثین رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا 20 رَکعت تراویح پر ہمیشہ عمل کرنا اور 20 سے کم پر راضی نہ ہونا اس حدیث کو تقویت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ علّامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اِس بات پر اِجماع (یعنی متفقہ فیصلہ) ہے کہ تَراویح کی 20 رَکعت ہیں۔[1] بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل 20 رکعت فرض وواجب ہیں۔17 رَکعت فرض اور تین وتر۔ لہٰذا رمضانُ المبارک میں 20 رَکعت تراویح مقرر کی گئی تاکہ فرض وواجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے۔"[2]

تراویح کا عظیم فائدہ

سوال تراویح کا کیا فائدہ ہے؟

جواب تَراویح قرآنِ پاک کو یاد رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کا ایک بہترین ذَریعہ ہے۔ اس کے ذَریعے جہاں قرآنِ پاک کی دُہرائی ہو جاتی ہے وہاں قرآنِ پاک کی حفاظت کا بھی اِہتمام ہو تا ہے۔ اگر تَراویح نہ ہوتی تو حفظِ قرآن کا رَواج بھی ختم ہو چکا ہوتا۔

تراویح پڑھنے، پڑھانے والے اِن باتوں کالحاظ رکھیں

سوال تراویح پڑھنے، پڑھانے والے کن باتوں کا خیال رکھیں؟

جواب (1) تَراویح میں قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے اور "قرآنِ مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔"[3]

(2) تَراویح میں پورا قرآن پڑھنا اور سننا سُنَّتِ مُؤَکَّدَہ عَلَی الْکِفَایَہ ہے لہٰذا اگر چند لوگوں نے مل کر تَراویح میں ختمِ قرآن کا اِہتمام کر لیا تو بقیہ علاقے والوں کے لئے کفایت کرے گا۔

(3) سلام پھیرنے کے بعد بعض لوگ صَف میں بیٹھے رہتے ہیں، یا کھڑے کھڑے اِدھر اُدھر دیکھتے یا پیچھے جا کر باتیں کرنے یا بِلا وجہ پانی پینے وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں جیسے ہی امام صاحب رکوع میں جاتے ہیں تو فوراً آکر نیت

1 ... مرقاۃ المفاتیح، 3/382، تحت الحدیث: 1303

2 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/380

3 ... فتاویٰ رضویہ، 23/352

باندھ لیتے ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

(4) یوں ہی بعض لوگ صحت مند اور تندرست ہونے کے باوجود کرسیوں پر بیٹھ کر، کچھ لوگ بعض رَکعتیں کھڑے کھڑے اور بعض زمین پر بیٹھے بیٹھے ادا کرتے ہیں ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے۔ بلا عُذر تَراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فُقہائے کِرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں۔

(5) کچھ لوگ آٹھ یا دس تَراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں، اس طرح اگرچہ وہ اتنی رَکعتوں پر تو عمل کر بیٹھتے ہیں لیکن چونکہ تَراویح کی 20 رَکعت سُنّتِ مُؤکّدہ ہیں اس کے تَرک کرنے کے باعث گناہ گار ہوتے ہیں۔ لہٰذا مکمل 20 تَراویح پڑھنے کی سعادت حاصِل کیجئے۔

(6) رَمَضان شریف میں وِتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے، مگر جس نے عشا کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے وہ وِتر بھی تنہا پڑھے۔ البتہ اگر کسی نے نمازِ عشا جماعت سے نہ پڑھی اور وتر جماعت کے ساتھ پڑھ لئے تو بھی اُس کے وتر ہو جائیں گے۔

(7) اِفطار پارٹیوں، دعوتوں، نیازوں اور نعت خوانیوں وغیرہ کی وجہ سے فرض نمازوں کی مسجد کی جماعتِ اُولیٰ (یعنی پہلی جماعت) تَرک کرنے کی ہرگز اِجازت نہیں، یہاں تک کہ جو لوگ گھر یا ہال یا بنگلہ کے کمپاؤنڈ وغیرہ میں تَراویح کی جماعت قائم کرتے ہیں اور قریب مسجد موجود ہے تو ان پر بھی واجِب ہے کہ پہلے فرض رَکعتیں جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ مسجد میں ادا کریں۔

(8) ختمِ قرآن کے بعد رَمَضانُ المبارک کی بقیہ راتوں میں بھی تَراویح پڑھتے رہیے۔ بعض لوگ تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تَراویح پڑھ لیتے ہیں پھر اس کے بعد تَراویح نہیں پڑھتے اور کہتے سُنائی دیتے ہیں کہ ہم نے تو تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تَراویح پڑھ لی ہے تو ایسوں کی خِدمت میں مَدَنی اِلتجا ہے کہ تین روزہ، پانچ روزہ یا دس روزہ تَراویح پڑھنے سے آپ کی تَراویح میں قرآنِ پاک پڑھنے اور سننے کی سُنّت ادا ہوئی ہے، بقیہ رَمَضانُ المبارک کی راتوں کی تَراویح پڑھنا معاف نہیں ہوئی۔

(9) تَراویح پڑھانے والے کا حفظِ قرآن پکا ہونا چاہئے۔

(10) بعض حفاظ تَراویح کی اِبتدائی رَکعتوں میں بہت زیادہ پڑھتے ہیں اور آخری رَکعتوں میں اِنتہائی کم۔ اس سے بھی لوگ یہ سمجھ کر کہ بقیہ رَکعتیں بھی اتنی ہی بڑی ہوں گی وہ اَدھوری تَراویح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں لہٰذا حفاظ کو چاہئے

کہ تَراویح کی ہر رَکعت میں ایک رکوع پڑھیں، ایسا کرنے سے رمضان کی ستائیسویں شب میں باآسانی قرآن ختم ہو جائے گا۔

(11) تَراویح کی نماز ہو یا کوئی اور نماز اس کے لئے ایسے شخص کا اِنتخاب کیا جائے جو اِمامت کا اَہل ہو۔

(12) تراویح کے لئے اِمامت کا مِعیار اچھی اور سریلی آواز نہیں بلکہ درست قِراءت ہے۔ ہاں اچھی قِراءت کے ساتھ ساتھ آواز بھی اچھی ہو تو سونے پہ سہاگا ہے، لہٰذا خوش اِلحانی دیکھنے کے ساتھ ساتھ دُرست خوانی بھی ضرور دیکھنی چاہیے۔

(13) بعض حفاظ ایسے ہوتے ہیں جو مَعَاذَ اللہ داڑھی مُنڈاتے یا ایک مٹھی سے کم کراتے ہیں انہیں بھی ہر گز امام نہ بنایا جائے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور اس نماز کو دوبارہ لوٹانا واجب ہوتا ہے۔

(14) اگر شرائط پر پورا اترنے والا حافِظ نہ مل سکے یا کسی وجہ سے ختم نہ ہو سکے تو تَراویح میں کوئی سی بھی سورتیں پڑھ لیجئے اگر چاہیں تو اَلَمْ تَرَ سے وَالنَّاس دوبار پڑھ لیجئے، اِس طرح بیس رَکعتیں یاد رکھنا آسان رہے گا۔

تراویح کے عوض رقم، مٹھائی، غلّہ وغیرہ کا طے کر کے یا بغیر طے کیے لین دین

سوال تراویح کے عوض لین دین کرنا کیسا؟

جواب (1) تراویح کی اجرت کا بھی لین دین نہ ہو۔ طے کرنے ہی کو اُجرت نہیں کہتے بلکہ اگر یہاں تَراویح پڑھانے آتے اِسی لئے ہیں کہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ طے نہ ہوا ہو، تو یہ بھی اُجرت ہی ہے۔ اُجرت رقم ہی کا نام نہیں بلکہ کپڑے یا غلّہ (یعنی اناج) وغیرہ کی صورت میں بھی اُجرت، اُجرت ہی ہے۔ ہاں اگر حافِظ صاحِب نیّت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیں کہ میں کچھ نہیں لوں گا یا پڑھوانے والا کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا۔ پھر بعد میں حافِظ صاحِب کی خِدمت کر دیں تو حَرَج نہیں۔

(2) مسجد کمیٹی والے اُجرت طے کر کے حافِظ صاحِب کو ماہِ رَمَضانُ المبارَک میں نمازِ عشا کیلئے اِمامت پر رکھ لیں اور حافِظ صاحِب بِالتَّبع یعنی ساتھ ہی ساتھ تَراویح بھی پڑھا دیا کریں کیوں کہ رَمَضانُ المبارَک میں تَراویح بھی نمازِ عشا کے ساتھ ہی شامل ہوتی ہے۔ (پہلے سے موجود امام صاحب دِل بَرداشتہ نہ ہوں اِس کا بھی خیال رکھا جائے، پورے ماہِ رَمَضان میں نمازِ عشا کی اِمامت کی چھٹی کے سبب امام صاحب کو مسجد کے چندے سے اُس ماہ کی عشا کی نمازوں کی تنخواہ دے سکتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں اسی طرح کا عُرف یعنی معمول جاری ہے۔)

(3) یوں کریں کہ ماہِ رَمضانُ المبارَک میں روزانہ دو یا تین گھنٹے کیلئے (مُتَلارات 8 تا 11) حافِظ صاحِب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم جو کام دیں گے وہ کرنا ہو گا، تنخواہ کی رقم بھی بتا دیں، اگر حافِظ صاحِب منظور فرمالیں گے تو وہ ملازم ہو گئے۔ اب روزانہ حافِظ صاحِب کی ان تین گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگادیں کہ وہ تَراویح پڑھادیا کریں۔

(4) حافِظ صاحِب کو مُطالَبے کے بِغیر اپنی مَرضی سے طے شدہ سے زائد مسجد کے چندے سے نہیں بلکہ اپنے پلّے سے یا اسی مقصد کے لیے جمع کی ہوئی رقم دے دیں تب بھی جائز ہے۔ جو حافِظ صاحِبان، یا نعت خوان بِغیر پیسوں کے تَراویح، قرآن خوانی یا نعت خوانی میں حصّہ نہیں لے سکتے وہ شرم کی وجہ سے ناجائز کام کا اِرتِکاب نہ کریں۔ بچنا اور دُعائے اِخلاص کرتے رہنا ایسے مَواقِع پر مُفید ہوتا ہے۔

نمازِ تراویح کی حفاظت کی فِکر کیجئے

تفسیر صِراط الجنان میں ہے: فی زمانہ حُفّاظ کا تو جو حال ہو چکا ہے وہ تو ایک طرف عوام اور مَساجِد کی اِنتظامیہ کا حال یہ ہو چکا ہے کہ تَراویح کے لئے اس حافظ کو منتخب کرتے ہیں جو قرآنِ پاک تیزی سے پڑھے اور جتنا جلدی ہو سکے تَراویح ختم ہو جائے اور اس امام کے پیچھے تَراویح پڑھنے سے جو تجوید کے مُطابق قرآن پڑھتا ہے اس لئے دُور بھاگتے ہیں کہ یہ دیر میں تَراویح ختم کرے گا اور بعض جگہ تو یوں ہوتا ہے کہ تَراویح پڑھانے والے کو مسجد اِنتظامیہ کی طرف سے ٹائم بتا دیا جاتا ہے کہ اتنے منٹ میں آپ کو تَراویح ختم کرنی ہے اور اگر اس وقت سے 5 منٹ بھی لیٹ ہو جائے تو حافظ صاحب کو سُنا دیا جاتا ہے کہ حضرت آج آپ نے اتنے منٹ لیٹ کر دی آئندہ خیال رکھئے گا۔ اے کاش کہ مسلمان اپنے وقت کا خیال کرنے کی بجائے اپنی نماز کی حفاظت کی فِکر کریں۔ اللہ پاک مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔[1]

متفرق مسائل

سوال: باقاعدہ طور پر تراویح کی جماعت کب سے شروع ہوئی؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دَورِ خلافت میں۔[2]

سوال: مولائے کائنات شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اس مبارک کام پر کیا دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے؟

---

1 ... صراط الجنان، 10/415

2 ... بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، 1/658، حدیث: 2010 مفہوما

جواب: "اللہ پاک حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی قبر کو روشن و مُنَوَّر فرمائے جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو مُنَوَّر کر دیا۔"[1]

سوال: تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھنے یا سننے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: تراویح میں پورا کلامُ اللہ شریف پڑھنا اور سننا سُنّتِ مُؤَکَّدہ ہے۔[2]

سوال: اُن پہلے حافظِ قرآن کا نام بتائیں جنہوں نے تراویح میں قرآنِ پاک کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ۔[3]

سوال: کیا بالغ افراد نابالغ امام کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی نہیں! نابالغ کے پیچھے بالغ افراد کی تراویح (بلکہ کوئی بھی نماز) نہیں ہوگی۔[4]

سوال: تراویح میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" بلند آواز سے پڑھنا چاہئے یا آہستہ؟

جواب: تراویح میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ایک بار اونچی آواز سے پڑھنا سُنّت ہے اور ہر سورۃ کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مُستحب ہے۔[5]

سوال: کیا تراویح بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی نہیں! تراویح بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا مکروہِ (تنزیہی) ہے، بلکہ بعض فقہائے کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے نزدیک تو (بلا عذر بیٹھ کر) تراویح ہوتی ہی نہیں۔[6]

سوال: عشا کے فرضوں سے پہلے تراویح ادا کر لی تو ہو جائے گی؟

جواب: تراویح کا وقت عشا کے فرض پڑھنے کے بعد سے صبحِ صادق تک ہے۔ اگر عشاء کے فرض ادا کرنے سے پہلے

---

1 ... تاریخ ابن عساکر، رقم: 5206، عمر بن الخطاب، 44/280

2 ... فتاویٰ رضویہ، 7/458

3 ... بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، 1/658، حدیث: 2010 مفہوما

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، 1/243

5 ... بہارِ شریعت، 1/694، حصہ: 4

6 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/603

پڑھ لی تو نہ ہوگی۔[1]

سوال کیا نمازِ وتر پڑھنے کے بعد تراویح پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب عام طور پر تراویح وِتروں سے پہلے پڑھی جاتی ہے لیکن اگر کوئی وتر پہلے پڑھ لے تو تراویح بعد میں بھی پڑھ سکتا ہے۔[2]

ختمِ قرآن میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات پڑھنے کی حکمت

سوال ختمِ قرآن میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی پانچ آیات کیوں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب بارگاہِ رسالت میں عرض کی گئی: اللہ پاک کو سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: منزل پر پہنچنا اور کوچ کرنا۔ عرض کی: منزل پر پہنچنا اور کوچ کرنا کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہ بندہ قرآنِ کریم کو شروع سے آخر تک پڑھے اور ہر بار ختم کرتے ہی پھر شروع کر دے۔[3] سیِّدی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب وہ ایک پارہ پڑھ چکتا ہے شیطان کہتا ہے اب شاید رک جائے نہ پڑھے۔ جب دوسرا پارہ ختم کرتا ہے تو کہتا ہے اب شاید نہ پڑھے۔ اسی طرح ہر پارہ پر کہتا ہے، یہاں تک کہ جب تیسوں پارے ختم ہو جاتے ہیں کہتا ہے اب نہ پڑھے گا اب ختم کر چکا۔ پھر ”اَلْمُفْلِحُوْنَ“ تک پڑھتا ہے۔ کہتا ہے: یہ نہ مانے گا پڑھتا ہی رہے گا۔ مایوس ہو جاتا ہے، اس کی امید ٹوٹ جاتی ہے۔[4]

سوال ایک ہی حافظ صاحب کا دو مسجدوں میں تراویح پڑھانا کیسا ہے؟

جواب ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔[5]

سوال امام کے سلام پھیرنے کے بعد رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اُس کا اعتبار ہے اور امام کو

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع، فصل فی التراویح، 1/115
2 ... تنویر الابصار مع درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح، 2/597
3 ... ترمذی، کتاب القراءات، باب ماجاء انزل القرآن علی سبعۃ احرف، تابع باب: 13، 4/437، حدیث: 2957
4 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص524
5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی تراویح، 1/116

کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اُس کے قول پر اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو دو رَکعت تنہا تنہا پڑھیں۔[1]

سوال قعدہ میں سو گیا اور امام اگلی دو رکعتوں کے قعدہ میں پہنچ گیا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب قعدہ میں مقتدی سو گیا، امام سلام پھیر کر اور دو رکعت پڑھ کر قعدہ میں آیا اب یہ بیدار ہوا تو اگر معلوم ہو گیا تو سلام پھیر کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد جلد پوری کر کے امام کے ساتھ ہو جائے۔[2]

سوال کیا مُقتدا (پیشوا) شخص تنہا تراویح کی نماز پڑھ سکتا ہے؟

جواب جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلاعذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔[3]

تراویح کی 20 رکعت ایک سلام کے ساتھ

سوال تراویح کی 20 رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب تراویح کی 20 رکعتیں دس سلام کے ساتھ پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے 20 پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہو جائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔[4]

سوال اگر تراویح فوت ہو گئی تو اس کی قضا کب کرے؟

جواب تراویح اگر وقت میں نہ پڑھی اور فوت ہو گئی تو اس کی قضا نہیں، نہ جماعت سے نہ تنہا اور اگر کوئی قضا کر بھی لیتا ہے تو یہ جداگانہ نفل ہو جائیں گے، تراویح سے ان کا تعلق نہ ہو گا۔[5]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، 1/117
2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، 1/119
3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، 1/116
4 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/599
5 ... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/598

سوال نمازِ تراویح فاسد ہو جانے پر اُس میں کی گئی تلاوت کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر کسی وجہ سے نمازِ تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اُسے دوبارہ پڑھا جائے تاکہ ختمِ قرآن میں کمی نہ رہے۔[1]

حافظ سجدۂ تلاوت بتانا بھول جائے تو؟

سوال حافظ سجدۂ تلاوت بتانا بھول جائے تو کیا کرے؟

جواب قرآن پاک میں 14 آیاتِ سجدہ ہیں۔ دَورانِ تَراویح جب کوئی آیتِ سجدہ آتی ہے تو حفاظِ کرام پہلے بتادیتے ہیں کہ فُلاں رَکعت میں آیتِ سجدہ ہے۔ بسا اوقات حفاظِ کرام بتانا بھول جاتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں، اب جب آیتِ سجدہ پر پہنچتے ہیں تو شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں کہ اب کیا کریں؟ بعض حفاظ تو آیتِ سجدہ پڑھتے ہی نہیں رکوع میں چلے جاتے ہیں، اگر یہ دوسری رَکعت ہو تو فبہا ورنہ دوسری رَکعت میں کسی اور مقام سے چند آیات پڑھ کر اسے پورا کرتے ہیں۔ کچھ حفاظ آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدے میں چلے جاتے ہیں، مقتدیوں کو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کچھ رکوع میں ہوتے ہیں تو کچھ سجدہ میں، ایک عجیب سا ماحول بن جاتا ہے، حافظ صاحب کو بھی ندامت ہونے لگتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں حافظ صاحب کو چاہیے کہ وہ آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کا رکوع کر لیں اور اس رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت ہر گز نہ کریں، پھر قومہ کے بعد سجدہ کریں اور اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت کریں، اب اس سجدہ سے سجدۂ نماز بھی ادا ہو جائے گا اور سجدۂ تلاوت بھی اور مقتدیوں نے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو بھی ان کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

سبق نمبر 23 شبینہ پڑھنے کے مَسائل

شبینہ کی شرعی حیثیت

سوال شبینہ کی شرعی حیثیت نیز شبینہ میں ممانعت یا کراہت کس صورت میں آئے گی؟

جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: شبینہ فی نفسہٖ قطعاً جائز و رَوا ہے۔ اکابر ائمہ دِین کا معمول رہا

1 . . . فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی تراویح، 1/118

ہے، اسے حرام کہنا شریعت پر اِفترا ہے۔ امامُ الائمہ سیّدُنا امام اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے تیس برس کامل ہر رات ایک رَکعت میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے: سلف صالحین میں بعض اکابر دِن رات میں دو ختم فرماتے بعض چار بعض آٹھ۔ امام عبدُالوہّاب شعرانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی میزانُ الشریعہ میں ہے: سیدی علی مرصَفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرمائے۔ آثار میں ہے: اَمیرُ الْمُؤمنین مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بایاں پاؤں رکاب میں رکھ کر قرآن مجید شروع فرماتے اور دَہنا پاؤں رکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف ختم ہو جاتا بلکہ خود حدیث میں اِرشاد ہے کہ داؤد عَلَیْہِ السَّلَام اپنے گھوڑے کی زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور یا توراۃ مقدس ختم فرمالیتے۔ توراۃ شریف قرآن مجید سے حَجْم (یعنی ضخامت) میں کئی حصے زائد ہے۔ فی نفسہٖ یہ فعل (یعنی شبینہ پڑھنا) حسن ہے۔ کراہت یا ممانعت اگر آئے گی تو عوارض سے اور وہ یہاں پانچ ہیں:

اوّل: عَدمِ تَفَقُّہ یعنی جلدی کی وجہ سے معانیٔ قرآن کریم میں تفکر و تدبر نہ ہو سکے گا۔ دُوم: کَسل۔ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: بیشک اللہ پاک ثواب دینے میں کمی نہیں فرماتا جب تک تم نہ اُکتاؤ۔[1] (اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: یہ وجہ عام عوام کو عام ہے اور احکامِ فقہیہ میں غالب ہی کا اِعتبار ہوتا ہے۔ مگر اس وجہ کا مفاد صرف کراہتِ تنزیہی ہے اور مکروہِ تنزیہی جواز و اباحت رکھتا ہے نہ کہ گناہ و حرمت۔ سوم: ہَذرَمہ گھاس کاٹنا۔ بعض لوگ ایسا جلد پڑھتے ہیں عَلِیْم یا حَکِیْم، یَعْقِلُوْن، تَعْلَمُوْن غرض لفظ ختمِ آیت کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ نفسِ سُنَّت کا فانی (یعنی سُنَّت کو مٹانے والا) اور بِدعتِ شنیعہ (بُری بدعت) اور اِسَاءَت ہے۔ چہارم: قرأت کے واجبات مثلاً مدِّ متصل وغیرہ کا ترک کرنا۔ یہ صورت گناہ و مکروہِ تحریمی ہے۔ پنجم: وہ حروف جو آواز میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں مثلاً ث س ص، ت ط، ز ذ ظ وغیرہا میں فرق نہ کرنا۔ یہ خود حرام و مفسدِ نماز ہے۔[2]

شبینہ پڑھنا صالح مسلمانوں کا دستور ہے

سوال شبینہ کے متعلق مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کیا فرمان ہے؟

جواب مشہور مُفَسِّر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیشہ سے صالح مسلمانوں کا دستور ہے

---

1 ... مسلم، کتاب صلٰوۃ المسافرین وقصرہا، باب امر من نعس فی صلٰوتہ، ص308، حدیث: 1833

2 ... فتاوی رضویہ، 7 / 476 تا 480 ملخصا

کہ رَمضانُ المبارک میں شبینہ کرتے ہیں، کبھی ایک رات میں، کبھی دو میں اور کبھی تین راتوں میں پورا قرآن شریف تَراویح میں ختم کرتے ہیں۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ وہ رَمضان کے علاوہ بھی روزانہ ایک قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔ یہ سب کچھ جائز اور ثواب ہے، بشرطیکہ اتنی جلدی نہ پڑھے کہ حُروفِ قرآن دُرُست ادا نہ ہوں، نہ سُستی اور کَسل سے پڑھے۔[1]

مروجہ شبینہ

سوال مُرَوَّجَہ شبینہ کے بارے میں صدرُ الشَّریعہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کیا فرمایا ہے؟

جواب صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حُقّہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔[2]

سبق نمبر24 سنتیں اور نوافل

سوال سب سُنّتوں میں قوی تر سُنّت کون سی ہے؟

جواب سنّتِ فجر۔[3]

سوال حدیثِ پاک میں فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز کسے کہا گیا؟

جواب حدیثِ پاک میں فرض نماز کے بعد رات کی نماز کو سب سے افضل کہا گیا۔[4]

سوال فجر کی سنتوں میں کونسی سورتیں پڑھنا سُنّت ہے؟

جواب سُنَّتِ فجر کی پہلی رَکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ(سورۂ کافرون) اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا سُنّت ہے۔[5]

---

1 ... جاء الحق، حصہ دوم، ص454

2 ... بہار شریعت، 1/695، حصہ:4

3 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، 2/548

4 ... مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، ص456، حدیث:2755

5 ... مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر...الخ، ص286، حدیث:1690

سوال کس صورت میں ظہر کی دو رکعت سنت کو ظہر کی چار رکعت سنّت سے پہلے پڑھنا افضل ہے ؟

جواب جبکہ ظہر کی چار رکعت سنّت کو فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو اس صورت میں ظہر کی دو سنّت کو ظہر کی چار رکعت سنّت سے پہلے پڑھنا افضل ہے۔[1]

سوال دن بھر میں کتنی رَکعتیں سنتِ مُؤَکَّدہ ہیں؟

جواب جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر سولہ رَکعتیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رَکعتیں سنتِ مُؤَکَّدہ ہیں: (1) دو رکعت نمازِ فجر سے پہلے، (2) چار ظہر سے پہلے، دو بعد (ظہر)، (3) دو مغرب کے بعد، (4) دو عشا کے بعد اور (5) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد (جمعہ)۔[2]

سوال سنتِ مؤکّدہ سے کیا مراد ہے اور اس کا حکم کیا ہے ؟

جواب جن سنتوں پر شریعت میں تاکید آئی ہے انہیں سنتِ مؤکّدہ کہتے ہیں، جو بغیر عذر ایک بار بھی ترک کرے وہ ملامت کا مستحق ہے اور ترک کی عادت بنائے تو فاسق ہے، اُس کی گواہی قبول نہیں اور وہ جہنم کا حق دار ہے اور بعض علما کے نزدیک گمراہ اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ تلویح میں ہے کہ اس کا ترک حرام کے قریب ہے اور ترک کرنے والا اِس کا مستحق ہے کہ مَعَاذَ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کیونکہ حضور اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "جو میری سنّت کو ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔" سنّتِ مؤکّدہ کو سُنَنُ الْھُدٰی بھی کہتے ہیں۔[3]

سوال تاکید کے اعتبار سے سنتِ مؤکّدہ کے درجات بیان کیجئے ؟

جواب سب سنتوں میں قوی تر سنّتِ فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں۔ سنتِ فجر کے بعد مغرب کی سُنّتوں کا درجہ ہے، پھر ظہر کے بعد کی، پھر عشا کے بعد کی، پھر ظہر سے پہلے کی سنّتیں ہیں اور زیادہ صحیح قول کے مطابق سُنّتِ فجر کے بعد ظُہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ جو ان کو ترک کرے گا اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔[4]

---

1 . . . عمدة الرعایة، کتاب الصلاة، باب ادراک الفریضة، 1/214

2 . . . در مختار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، 2/545

3 . . . بہار شریعت، حصہ:4، 1/662 ماخوذا

4 . . . در مختار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، 2/548۔ فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاة، الباب التاسع فی النوافل، 1/112، بہار شریعت، 1/663، حصہ:4 ملخصا

سوال وہ کونسی سنتیں ہیں جن کی مَشْرُوعِیَّت کا جان بوجھ کر بلاشُبہہ انکار کرنا کفر ہے؟

جواب فجر کی سنتیں۔[1]

سوال ظہر کی سنتیں اور نوافل ادا کرنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب حدیثِ پاک میں ہے: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار (رکعات) پر مُحافظت کی اللہ کریم اسے دوزخ پر حرام فرمادے گا۔[2] حضرت سَیِّدُنا علامہ ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی فرماتے ہیں: ایسے شخص کے لیے خوشخبری ہے کہ اس کا خاتمہ سعادت پر ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔[3]

سوال وہ کونسی نماز ہے جو سواری پر پڑھی جائے تو اس میں قبلہ کو منہ کرنا شرط نہیں؟

جواب وہ نفل نماز جو بیرونِ شہر (جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے) سواری پر ادا کی جائے۔[4]

سوال صَلَاةُ الْاَوَّابِین کسے کہتے ہیں؟

جواب مغرب کے فرضوں کے بعد جو چھ رکعتیں ادا کی جاتی ہیں انہیں صَلَاةُ الْاَوَّابِین کہتے ہیں۔[5]

سوال صَلَاةُ الْاَوَّابِین کی فضیلت بیان کیجئے؟

جواب حضرت سَیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے تو یہ چھ رکعتیں 12 سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔[6] اور ایک حدیث شریف میں ہے: جو بعدِ مغرب چھ رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔[7]

سوال دن رات کے نوافل میں ایک سلام کے ساتھ کتنی رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں؟

---

1. ... بہارِ شریعت، 1/663، حصہ: 1
2. ... نسائی، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، باب الاختلاف علی اسماعیل بن ابی خالد، ص310، حدیث: 1813
3. ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، 2/547
4. ... بہارِ شریعت، 1/671، حصہ: 4
5. ... ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، 2/547
6. ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی الست رکعات بعد المغرب، 2/45، حدیث: 1167
7. ... معجم اوسط، 5/255، حدیث: 7245

جواب: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔[1]

سوال: کونسی چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں ثنا اور تَعَوُّذ پڑھنے کا حکم ہے؟

جواب: فرض اور ظہر و جمعہ کی پہلی اور بعد کی چار رکعت والی سُنّت کے علاوہ ہر چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں ثنا اور تَعَوُّذ پڑھنے کا حکم ہے۔[2]

سوال: نمازِ چاشت کا وقت کب تک ہے اور اس کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: نمازِ چاشْت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نِصفُ النَّہار شرعی تک ہے، اس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔[3]

سوال: صَلاۃُ اللَّیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: نمازِ عشاء کے بعد جو نَوافل پڑھے جائیں ان کو صَلاۃُ اللَّیل کہتے ہیں۔[4]

سوال: وہ کون سی نفل نماز ہے جس کے لئے سونا ضروری ہے؟

جواب: وہ نمازِ تہجّد ہے جو عشاء کے بعد رات میں سونے کے بعد اُٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔

سوال: صلوٰۃُ التسبیح میں کون سی تسبیح پڑھی جاتی ہے؟

جواب: سُبْحٰنَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ۔[5]

سوال: صلوٰۃُ التسبیح کی فضیلت بیان کیجئے؟

جواب: صَدرُ الشَّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس نماز میں بے اِنتہا ثواب ہے، بعض محققین فرماتے ہیں: اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سُستی کرنے والا۔ حضور تاجدارِ خَتمِ نَبوّت صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

1... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/550
2... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، 2/552
3... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، 1/112، بہار شریعت، حصہ 4: 1/676، ملتقطاً
4... بہار شریعت، 1/477، حصہ 4:
5... غنیۃ المتملی، صلوٰۃ التسبیح، ص431

حضرت سَیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے فرمایا: "اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں، تمہارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ پاک تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا پُرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر۔ اس کے بعد صلوٰۃُ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینا میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھو۔[1]

سوال صلوٰۃُ التسبیح ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب اِس نَماز کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے، پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے سُبْحٰنَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر، پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر رُکوع سے پہلے دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رُکوع کرے اور رُکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم تین بار پڑھ کر پھر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے، پھر رُکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کے بعد پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے، پھر سجدے میں جائے اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار پڑھ کر پھر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے پھر سجدے سے سر اُٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے، پھر دوسرے سجدے میں جائے اور پہلے کی طرح سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار پڑھ کر یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے، اسی طرح چار رَکعت پڑھے اور خیال رہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے پندرہ مرتبہ اور باقی سب جگہ یہ تسبیح دس دس بار پڑھے یوں ہر رکعت میں 75 مرتبہ تسبیح پڑھی جائے گی اور چار رَکعتوں میں تسبیح کی گنتی تین سو مرتبہ ہوگی۔[2]

سوال کب کب نوافل پڑھنا مستحب ہے؟

جواب جب تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے بارِش برسے یا بکثرت اَولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دَہشت ناک اَمر پایا جائے ان سب کے لیے دو رَکعت نَماز مُستحَب ہے۔[3]

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح، 2/158-159، حدیث: 1387

2 ... ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی صلاۃ التسبیح، 2/24، حدیث: 481

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر فی صلاۃ الکسوف، 1/153

سوال کونسے اوقات میں نوافل پڑھنا منع ہے؟

جواب بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے: (1) طلوعِ فجر سے طلوع آفتاب تک (2) اپنے مذہب (مثلاً فقہِ حنفی والوں) کی جماعت کے لیے اِقامت ہوئی تو اقامت سے ختمِ جماعت تک (البتہ اگر نمازِ فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سُنّت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنتِ فجر پڑھ کر شریکِ جماعت ہو) (3) نمازِ عصر سے آفتاب زرد ہونے تک (4) غُروبِ آفتاب سے فرضِ مغرب تک (5) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جُمُعَہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے فرضِ جُمُعَہ ختم ہونے تک (6) عین خطبہ کے وقت اگرچہ جمعہ کا ہو یا خطبۂ عِیدَین یا کُسُوف واِستِسقا وحج و نکاح کا (7) نمازِ عِیدَین سے پہلے (8) نمازِ عِیدَین کے بعد جب کہ عید گاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں (9) عَرَفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں، ان کے درمیان اور بعد میں بھی (10) مُزدَلفہ میں جو مغرب و عشا جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان، بعد میں مکروہ نہیں (11) فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سُنّتِ فجر و ظہر مکروہ ہے (12) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے، کوئی ایسا امر در پیش ہو جس سے دل بٹے خُشُوع میں فرق آئے ان وقتوں میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔[1]

دو بہترین خوبیاں

حضرتِ سیِّدنا یحییٰ بن ابو کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دو چیزیں (خوبیاں) جس شخص میں دیکھو تو جان لو کہ ان دو کے علاوہ بھی ساری صفات اچھی ہوں گی: (1) زبان کو قابو میں رکھنا اور (2) نماز کی حفاظت کرنا۔

(حسن السمت فی الصمت، ص36، رقم:80)

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الاول فی المواقیت، 1/ 52، 53- در مختار، کتاب الصلاۃ، 2/ 46-51

سبق نمبر25 سورج گہن اور چاند گہن کی نماز

حدیثِ پاک میں گہن کی نماز کی ترغیب

حضرتِ سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک زمانے میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف لائے اور بہُت طویل قِیام ورُکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا کہ اللہ پاک کسی کی موت وحیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا، بلکہ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دُعا و اِستغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔[1]

سوال سورج گہن کی نماز کا حکم بتائیے اور اِس کی جماعت کی کیا شرائط ہیں؟

جواب سورج گہن کی نماز سُنّتِ مؤکّدہ ہے اور جماعت سے پڑھنا مستحب ہے، اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائطِ جُمُعَہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جُمُعَہ کی کر سکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا گھر میں یا مسجد میں پڑھیں۔[2]

سورج گہن کی نماز کا وقت

سوال سورج گہن کی نماز کس وقت پڑھنے کا حکم ہے؟

جواب گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو، گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے اُس وقت بھی شروع کر سکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر اَبر (یعنی بادل) آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔ ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کر دیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔[3]

سوال سورج گہن کی نماز کہاں پڑھی جائے؟

---

1 ... بخاری، کتاب الکسوف، باب الذکر فی الکسوف، 1/363، حدیث:1059

2 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الکسوف، 3/77-79

3 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ الکسوف، ص124

جواب: افضل یہ ہے کہ عید گاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب بھی حرج نہیں۔[1]

سوال: سورج گہن کے وقت جنازہ حاضر ہو تو پہلے جنازہ پڑھیں یا سورج گرہن کی نماز؟

جواب: سورج گہن اور جنازہ کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔[2]

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

جب سورج یا چاند کو گہن لگے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس نظارے سے محظوظ ہونے (ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ گرہن کے وَقت سورج کو براہ راست دیکھنے سے آنکھ کی بینائی بھی جاسکتی ہے) اور توہمات کا شکار ہونے کے بجائے بارگاہِ الٰہی میں حاضری دیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طَلَب کریں، اس یومِ قیامت کو یاد کریں جب سورج اور چاند بے نور ہو جائیں گے اور ستارے توڑ دیئے جائیں گے اور پہاڑ لپیٹ دیئے جائیں گے۔[3]

سبق نمبر 26 مسائلِ امامت کا بیان

اِمامت کی فضیلت و عظمت اس سے بڑھ کر کیا بیان کی جائے کہ یہ وہ مَنْصَب ہے جسے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے نبھایا اور اس کے لئے بہترین اَفراد کو منتخب کیا۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: روزِ قیامت تین شخص کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے (ان میں سے) ایک وہ شخص ہے جو قوم کا اِمام رہا اور وہ (یعنی قوم کے لوگ) اس سے راضی تھے۔[4] ایک روایت میں ہے کہ اِمام کو اس قدر اَجر ملے گا جس قدر اس کے پیچھے نماز ادا کرنے والے سب مقتدیوں کو ملے گا۔[5]

سوال: امام کسے کہتے ہیں؟

جواب: امام کے معنیٰ ہیں پیشوا، راہبر، اُمٌّ سے بنا، بمعنی قصد و ارادہ یعنی جس کی پیروی کا لوگ قصد کریں، اب دینی پیشوا کو

1 ... بہارِ شریعت، 1/788، حصہ:4
2 ... بہارِ شریعت، 1/788، حصہ:4
3 ... بدشگونی، ص81
4 ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی مملوک الصالح، 3/397، حدیث:1993
5 ... نسائی، کتاب الاذان، باب رفع الصوت بالاذان، ص112، حدیث:643

کہا جاتا ہے۔ (نماز کی) اِمامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔[1]

سوال امامت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب امامت دو قسم کی ہے: امامتِ صغریٰ یعنی نماز کی امامت، امامتِ کبریٰ یعنی خلافتِ اسلامیہ یہاں امامتِ صغریٰ مراد ہے۔[2]

سوال نماز کا امام کون بن سکتا ہے اور اس کی کتنی شرائط ہیں؟

جواب ہر شخص امام نہیں بن سکتا چند شرائط تو وہ ہیں جن کا شرعاً پایا جانا لازم ہے جبکہ بہت سے اَوصاف اور کئی خلافِ مُرَوَّت باتوں سے اِجتناب منصبِ امامت کا اَوَّلین تقاضا ہے۔

امامت کی شرائط یہ ہیں

(1) مسلمان ہونا (2) بالغ ہونا (3) عاقل ہونا (4) مرد ہونا (5) قرأت صحیح ہونا (6) شرعی معذور نہ ہونا[3]

سوال سب سے زیادہ امامت کا حق دار کون ہے؟

جواب ہر جماعت میں سب سے زیادہ مستحقِ امامت وہی ہے جو اُن سب سے زیادہ مسائلِ نماز و طہارت جانتا ہو اگرچہ اور (دیگر) مسائل میں بہ نسبت دوسروں کے کم علم ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ حروف اتنے صحیح ادا کرے کہ نماز میں فساد نہ آنے پائے اور فاسق و بدمذہب نہ ہو، جو شخص ان صفات کا جامع ہو اس کی امامت افضل، اگرچہ اندھا ہو کہ زیادتِ علم کے باعث کراہتِ نابینائی زائل ہو جاتی ہے۔[4]

سوال دو شخص امامت کے اہل ہیں تو ان میں امامت کے لئے کس کو ترجیح دی جائے؟

جواب دو شخص جو جامع شرائطِ امامت، سنی صحیح العقیدہ، فاسقِ معلن نہ ہوں، قرآن عظیم صحیح مخارج سے پڑھتے ہوں، ان دونوں میں سب سے مقدم وہ ہے جو نماز و طہارت کے مسائل کا زیادہ علم رکھتا ہو۔ پھر اگر اس علم میں دونوں برابر

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/196
2 ... مرآۃ المناجیح، 2/196
3 ... نور الایضاح، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص155
4 ... فتاویٰ رضویہ، 6/381

ہوں تو جس کی قراٰت اچھی ہو۔ پھر جو زیادہ پرہیزگار ہو شبہات سے زیادہ بچتا ہو۔ پھر جو عمر میں بڑا ہو۔ پھر جو خوش خلق ہو۔ پھر جو تہجد کا زیادہ پابند ہو۔ یہاں تک شرفِ نسب کا لحاظ نہیں۔ جب ان سب باتوں میں برابر ہوں تو اب شرافتِ نسب سے ترجیح ہے۔[1]

سوال مسجد کا امام مقرر ہو اور اس کے علاوہ کوئی اس سے زیادہ عالم یا زیادہ علمِ تجوید والا ہو تو کون امامت کا حق دار ہے؟

جواب امامِ معین اگر جامع شرائطِ امام ہے تو وہی امامت کا حق دار ہے۔ اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔[2]

سوال نماز میں امام کا لمبی قراٰت کرنا اور مُقتدیوں کا لمبی قراٰت کرنے پر باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب فرض نمازوں میں قراٰت کے معاملے میں امام کے لئے سنّت یہ ہے کہ اگر مُقیم ہونے کی حالت میں نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور جماعت میں بوڑھا، بیمار، ضعیف اور ضروری کام والا کوئی فرد موجود نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں طِوالِ مُفَصَّل (یعنی سورۂ حُجُرات سے سورۂ بُرُوج تک)، عصر اور عشا میں اَوْساطِ مُفَصَّل (یعنی سورۂ بُرُوج سے لے کر سورۂ بَیِّنَہ تک) اور مغرب میں قِصارِ مُفَصَّل (یعنی سورۂ بَیِّنَہ سے سورۂ ناس تک) پڑھے۔

یا پھر فجر اور ظہر کی دونوں رکعتوں میں فاتحہ کے علاوہ 40 سے 50 آیات تک، عصر اور عشا میں 15 سے 20 آیات تک اور مغرب میں 10 آیات تک پڑھے۔

اور اگر نماز میں بوڑھا، ضعیف، بیمار اور ضروری کام والا کوئی فرد موجود ہو تو ان کی رعایت کرتے ہوئے قراٰت میں تخفیف (یعنی کمی) کرے۔

اور اس سے ہَٹ کر امام کا قراٰت کرنا بُرا اور خلافِ سنت ہے اور اگر نمازیوں میں کوئی بوڑھا یا مریض یا ضروری کام والا ہے جس پر طویل قراٰت گراں (یعنی دشوار) گزرتی ہو تو یہ ناجائز و حرام ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں اگر امام سنت کے مطابق قراٰت کرتا ہے تو مقتدیوں کو امام کے خلاف باتیں کرنے کی اجازت نہیں اور اگر وہ مذکورہ طریقے پر قراٰت نہیں کرتا بلکہ اس سے ہَٹ کر دیگر لمبی سورتیں پڑھتا ہے

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/501 تسہیلا

2 ... بہارِ شریعت، 1/567، حصہ 3

تو اس صورت میں وہ قصوروار ہے، مقتدیوں کو چاہئے کہ پیارو محبت سے اُسے سمجھائیں نہ یہ کہ اس کے خلاف باتیں کرنا شروع کردیں۔[1]

سوال عالم اگر فاسق و بدمذہب یا درست حروف ادا نہ کرسکے تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب فاسق و بدمذہب کی امامت بہر حال مکروہ اگرچہ سب حاضرین سے زیادہ علم رکھتے ہوں۔یوں ہی اگر حرف ایسے غلط ادا کئے کہ نماز گئی تو امامت جائز ہی نہیں اگرچہ عالم ہی ہو۔[2]

سوال وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِّ کفر کو پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حدِّ کفر کو پہنچ گئی ہو، جیسے رافضی اگرچہ صرف صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو، یا شیخین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی شانِ اقدس میں تبرّا کہتا ہو۔ قدری، جہمی، مشبہ اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی۔[3]

سوال حروف کو درست ادا نہ کرنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب اگر قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا ہے جس سے نماز فاسد ہوتی ہے مثلاً ا، ع یا ت، ط، ث، س، ص یا ح، ہ یا ذ، ز، ظ، ض میں فرق نہیں کرتا تو اسکے پیچھے نماز باطل ہے اور اس صورت میں اسکے پیچھے نماز نہ پڑھنا ترکِ جماعت نہیں کہ وہ جماعت کیا نماز ہی نہیں، یونہی اگر اس کا وضو مشکوک رہتا ہے جب بھی اس کے پیچھے نہ پڑھنے میں مواخذہ نہیں۔وَاللہُ اَعْلَمُ[4]

ایک پاؤں سے مجبور لنگڑے کی امامت

سوال ایسا عالم جو ایک پاؤں سے لنگڑا ہے، اس پاؤں کی ایک انگلی زمین پر لگا سکتے ہے، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب ایسے شخص کی امامت بلا شبہ جائز ہے۔ پھر اگر وہی عالم ہے تو وہی زیادہ مستحق ہے۔ اس کے ہوتے جاہل (غیر عالم) کی تقدیم (یعنی امام بنانا) ہرگز نہ چاہئے۔ اور اگر دوسرا عالم بھی موجود ہے جب بھی اس (لنگڑے عالم) کی امامت میں حرج

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص53
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/382
3 ... بہارِ شریعت، 1/562، حصہ:3
4 ... فتاویٰ رضویہ، 6/543

نہیں مگر بہتر وہ دوسرا (عالم) ہے۔ یہ سب اس صورت میں (ہے) کہ دونوں شخص شرائطِ صحت و جوازِ امامت کے جامع ہوں (یعنی دونوں عالموں میں شرائطِ امامت پائی جاتی ہوں)۔ صحیح خواں، صحیح الطہارۃ، سنی صحیح العقیدہ، غیر فاسقِ معلن، (یعنی درست قرات کرنے والا، ٹھیک سے طہارت کرنے والا، درست عقیدے والا سنی ہو اور علانیہ طور پر گناہِ کبیرہ کرنے والا نہ ہو) ورنہ جو جامعِ شرائط ہو گا وہی امام ہو گا۔ درمختار میں ہے: مختار قول پر سیدھا کھڑے ہونے والے کی نماز کبڑے شخص کے پیچھے درست ہے اگرچہ اس کا کُبڑا پن رکوع کی حد تک ہو۔ اسی طرح لنگڑے کا حکم ہے۔ البتہ دوسرے آدمی کی امامت افضل و اولیٰ ہے۔[1]

کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھا سکنے والے کی امامت کا حکم

اگر امام کا ہاتھ کسی معذوری کی بنا پر بے حِس و حرکت ہو گیا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک نہیں اُٹھا سکتا تو ایسے امام کی اِمَامت بلا کراہت جائز ہے بلکہ اگر وُہ قوم سے زِیادہ عالِم ہے تو اِمَامت کا مُستَحِق وہی ہے۔[2]

سوال اشارے سے یا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب جو رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کہ کھڑے یا بیٹھے رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو، اس کے پیچھے اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔[3]

چاندی کی ایک سے زائد انگوٹھی / چھلے پہننے والے کی امامت

سوال ہاتھ پاؤں میں انگوٹھی چھلے پہننا یعنی ایک نگ کی ایک انگوٹھی موافقِ شریعت مطہرہ سے زائد پہننے والے کا کیا حکم ہے؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب ایک آدھ بار پہننا گناہِ صغیرہ اور اگر پہنی اور اتار ڈالی تو اس کے پیچھے نماز میں حرج نہیں۔ اور اگر نماز میں پہنے ہو

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/554

2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/576

3 ... بہارِ شریعت، 1/573، حصہ:3

تو اسے امام بنانا ممنوع (ناجائز) اور اس کے پیچھے نماز مکروہ۔ یوں ہی جو پہنا کرتا ہے اُس کا عادی ہے، فاسقِ معلن ہے اور اس کا امام بنانا گناہ اگر اس وقت نماز میں نہ بھی پہنے ہو۔[1]

سوال: امام صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے اور مکروہ نہیں ہے۔[2]

سوال: اگر امام دوسری سورت ملانے میں اتنی دیر کرتا ہے کہ آمین کہنے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھا لیا جائے تو اتنی دیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سورۃ سوچنے سے اتنی دیر جس میں تین بار سُبْحٰنَ اللہ کہہ لیا جائے، ترکِ واجب و موجبِ سجدۂ سہو ہے۔ تو یہ جس کی عادت ہے اس کے پیچھے نماز میں ضرور کراہت ہے۔ ہاں فاتحہ کے بعد اتنی دیر کہ دم راست کرے (یعنی سکون کے لئے تھوڑا سانس لے)، آمین کہے، کوئی سورۃ ابتداء سے پڑھنی ہو تو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے کہ یہ دیر بھی تقریباً کلمہ طیّبہ پڑھنے کے برابر ہو جائے گی، بلاشبہ مباح و سنّت و مستحب ہے۔[3]

امام سجدے میں صرف ایک انگلی لگائے تو امامت کا حکم

سوال: امام سجدے میں صرف ایک انگلی زمین پر لگائے تو اس کی اقتدا میں نماز درست ہے؟

جواب: ہدایہ میں ہے: نمازی سجدہ کرتے وقت اپنے دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب کر دے اور یہ بالکل واضح مطابقِ مشاہدہ ہے کہ جب تک سب انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا دیا جائے اس وقت تک انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو گا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: سجدہ میں فرض ہے کہ کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگا ہو۔ اور ہر پاؤں کی اکثر (یعنی تین) انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے۔ اور بہارِ شریعت میں ہے: سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا سنت۔ اب اگر امام صاحب اس مسئلے کو تسلیم کر کے سجدہ میں اپنے ہر پاؤں کی کم از کم تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/601
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/631 ماخوذاً
3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/642

جماتے رہیں تو ان کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی۔ اور اگر مَعَاذَ اللہ امام صاحب اس مسئلہ پر عمل کرنے کو تیار نہ ہوں تو ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔[1]

کیا امامت کی نیت کرنا ضروری ہے؟

سوال کیا امام کا مقتدیوں کی نماز صحیح ہونے کے لیے ان کی امامت کی نیت کرنا ضروری ہے؟

جواب مقتدیوں کی نماز صحیح ہونے کے لیے ان کی امامت کی نیت کرنا امام پر ضروری نہیں۔ اور اگر کرے تو جائز ہے، کوئی حرج نہیں۔[2]

سوال ایک امام جن کی زبان لقوہ کے سبب ماری گئی اور حرف صحیح ادا نہیں ہوتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب جس امام کی زبان لقوہ سے ماری گئی ہے اگر پڑھنے میں ان کے حروف صحیح نہیں ادا ہوتے تو صحیح پڑھنے والوں کی نماز ان کے پیچھے نہیں ہو گی۔ ایسے لوگوں کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔[3]

سوال ایسے بالغ لوگ جن کی داڑھی قدرتی طور پر اُگی ہی نہیں یا داڑھی تو ہے مگر ایک مشت سے کم ہے اور آگے نہیں بڑھتی، ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

جواب مذکورہ اشخاص کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔[4]

نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

سوال نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب نماز میں امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ دوسرے کو امامت کے لئے خلیفہ بنا سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام ناک بند کر کے (ناک پہ ہاتھ رکھ کے) پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے اور اشارہ سے کسی کو خلیفہ بنائے اور کسی سے بات نہ کرے۔ لیکن

---

1 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/311-312 ملتقطا
2 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/317
3 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/318
4 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/319

چونکہ خلیفہ بنانے کا مسئلہ ایک ایسا سخت دشوار مسئلہ ہے کہ جس کے لئے شرائط بہت ہیں اور مختلف صورتوں میں مختلف احکام ہیں جن کی پوری رعایت عام لوگوں سے مشکل ہے۔ اس لئے جو بات افضل ہے اسی پر عمل کریں۔ یعنی وہ نیت توڑ دی جائے اور از سرِ نو نماز پڑھی جائے۔ بلکہ جو لوگ کہ علمِ کافی رکھتے ہیں اور اس کے شرائط کی رعایت پر قادر ہیں ان کے لئے بھی از سرِ نو نماز پڑھنا افضل ہے۔ (1)

سوال امام کے ساتھ جماعت میں صرف ایک مقتدی ہو تو وہ جماعت سے کیسے پڑھیں؟

جواب اکیلا نمازی امام کی دائیں جانب کھڑا ہو یعنی اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو کیونکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو نماز پڑھائی تو ان کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ اور ظاہر روایت کے مطابق وہ امام سے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ امام محمد سے مروی ہے کہ مقتدی اپنے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑی کے پاس رکھے۔ (2)

سوال امام کے ساتھ جماعت میں ایک ہی نمازی تھا، اب تیسرا شخص آگیا تو اب کیا کریں؟

جواب ایک شخص امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پھر تیسرے نے جماعت میں شامل ہونا چاہا تو امام آگے بڑھ جائے یا مقتدی پیچھے ہٹ جائے یا آنے والا خود اس کو پیچھے کھینچ لے۔ یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ لیکن اگر آنے والے کا حکم مان کر آگے بڑھا، یا مقتدی پیچھے ہٹا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر حکمِ شرع پر عمل کرنے کی نیت سے حرکت کی تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ لہٰذا آنے والے کے اشارے کے بعد تھوڑا ٹھہرے، پھر ہٹے۔ (3)

سوال امام اتنا جلد باز ہے کہ مقتدی ثنا یا دعائے ماثورہ نہیں پڑھ پاتا تو مقتدی کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب امام کو اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے کہ مقتدی ثنا یا دعائے ماثورہ نہ پڑھ سکیں اور پڑھنے میں اتنی دیر بھی نہ لگانی چاہیے کہ مقتدیوں پر گراں ہو۔ اگر امام نے قراءت شروع کر دی اور مقتدی ثناء مکمل نہ کر سکا تھا تو چھوڑ دے۔ اسی طرح اگر دعائے ماثورہ پوری نہ پڑھ سکا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی بھی امام کے ساتھ سلام پھیر دے لیکن اگر مقتدی

---

1 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/343 ملتقطاً
2 ... فتاویٰ رضویہ، 7/50
3 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/344 ملتقطاً

اَلتَّحِیَّات، وَرَسُوْلُه تک نہ پڑھ سکا تھا کہ تیسری رکعت کے لئے امام کھڑا ہو گیا یا قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر دیا تو مقتدی اَلتَّحِیَّات، وَرَسُوْلُه تک بغیر پڑھے نہ کھڑا ہو سکتا ہے نہ سلام پھیر سکتا ہے۔[1]

سوال امامت کون کرو اسکتا ہے؟

جواب امام ایسے شخص کو بنایا جائے جس کی طہارت صحیح ہو، قراٴت صحیح ہو، سنّی صحیح العقیدہ ہو، فاسق نہ ہو، اس میں کوئی بات نفرتِ مقتدیان کی نہ ہو (یعنی ایسی بات اس میں نہ ہو جس سے نمازیوں کو نفرت ہو)، مسائلِ نماز و طہارت سے آگاہ ہو۔ جو شخص شرائطِ مذکور کا جامع ہے وہ امام کیا جائے۔ اگرچہ وہ اپنے آپ کو نااہل کہے اور جو واقعی نااہل ہے وہ امام نہیں ہو سکتا اگرچہ سب کی رائے ہو۔[2]

امام بننے کے لیے ضروری چیزیں

سوال امام میں کیا شرطیں ہونا ضروری ہیں؟

جواب امام میں چند شرطیں ضروری ہیں اولاً قرآن عظیم ایسا غلط نہ پڑھتا ہو جس سے نماز فاسد ہو جیسے وہ لوگ کہ مثلاً آ، ع یا ت، ط یا ث، س، ص یا ح، ہ، ذ، ز، ظ، ض میں فرق نہیں کرتے، دوسرے وضو، غسل، طہارت صحیح رکھتا ہو، سوم سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو (یعنی جن عقائد کا ذکر حسام الحرمین میں ہے۔) چہارم فاسق معلن نہ ہو، اسی طرح اور امورِ منافی امامت سے پاک ہو، ان کے بعد ذی علم ہونا شرطِ صحت و حلت نہیں شرطِ اولیت ہے اگر جاہل ہے اور شرطِ مذکورہ رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہو جائیگی اگرچہ اولیٰ نہیں۔[3]

کبیرہ گناہ سے توبہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال کبیرہ گناہ سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے؟

جواب کبیرہ گناہ سے توبہ کرنے والے کی امامت درست ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: سچی توبہ کے بعد گناہ بالکل باقی

---

1 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/346
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/618
3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/543 ملتقطا

نہیں رہتے۔ توبہ کے بعد اس کی امامت میں اصلاً حرج نہیں، بعدِ توبہ اس پر گناہ کا اعتراض جائز نہیں۔ حدیث میں ہے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جو کسی اپنے بھائی کو ایسے گناہ سے عیب لگائے جس سے توبہ کر چکا ہے تو یہ عیب لگانے والا نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔[1]

گناہ کبیرہ کی تہمت لگنے پر اس کی امامت کا حکم

سوال ایسا امام جس پر تہمتِ زنا اور مسجد کا سامان چرانے کی تہمت ہو تو ایسے امام کی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

جواب (زنا اور سامانِ مسجد چرانے کی) تہمت لگانا اور بدگمانی شرعاً جائز نہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہوتی ہے۔[2] مگر جس بات کے معاینہ کے گواہان، ثقہ بتائے جاتے ہیں وہی ممانعتِ امامت (یعنی اس کی امامت کے ناجائز ہونے کے لئے کافی ہے)۔[3]

بدمذہبوں سے میل جول رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال اگر کوئی امام بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیا حکم ہے؟

جواب اگر کوئی امام بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سُنّی ہے تو اس صُورت میں وہ فاسِق معلن ہے اور اِمَامت کے لائق نہیں۔[4]

ماں کو تکلیف دینے والے کی امامت کا حکم

سوال جو شخص اپنی والدہ والد کو ایذا دے اور انہیں مارے، اسکے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ایسا شخص سخت فاسق و فاجر، مرتکبِ کبائر، مستحقِ عذابِ نار و غضبِ جبار ہے۔ ماں کو ایذا دینا سخت کبیرہ ہے نہ کہ مارنا، جس سے مسلمان تو مسلمان کافر بھی پرہیز کرے گا اور گھن کھائے گا۔ حدیث میں ارشاد ہوا: ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ

---

1 ... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب 53، 4/226، حدیث: 2513، فتاویٰ رضویہ، 6/552 ملتقطا
2 ... بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ... الخ، 3/446، حدیث: 5143
3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/553 ملتقطا وملخصا
4 ... فتاویٰ رضویہ، 6/625

اَلْجَنَّةَ وَعَدَّ مِنْھُمُ الْعَاقَّ لِوَالِدَیْہِ۔ تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ان میں سے ایک وہ جو اپنے ماں باپ کو ستائے۔[1] ایسا شخص قابلِ امامت نہیں ہوسکتا۔ فتاویٰ حجہ وغنیہ میں ہے: اگر فاسق کو لوگوں نے امام بنایا تو وہ گناہگار ہوں گے۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے: کیونکہ امامت کے لئے اسکو مقدم کرنے میں اسکی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے۔ اُس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور پڑھی تو پھیرنی واجب۔ جب وہ ایسا بیباک ہے کہ ماں کو مارتا ہے تو اس سے کیا تعجب کہ بے وضو نماز پڑھائے یا نہانے کی ضرورت ہو جاڑے (سردی) کے سبب بے غسل پڑھادے۔[2]

والدین ناراض ہوں تو امامت کا حکم

سوال ایسا امام جس سے اس کے والدین اس حد تک ناراض ہوں کہ اس سے کہہ دیا ہو کہ ہمارے جنازے میں ہرگز مت آنا، اسے امام بنانے کا کیا حکم ہے؟

جواب ❀ والدین اگر بلاوجہِ شرعی ناحق ناراض ہوں اور یہ ان کی استرضا (راضی کرنے میں) میں حدِ مقدور (طاقت کے مطابق) تک کمی نہیں کرتا تو اس پر الزام نہیں اور اس کے پیچھے نماز میں کوئی حرج نہیں۔ ❀ اور اگر یہ ان کو ایذا دیتا ہے اس وجہ سے ناراض ہیں تو عاق (نافرمان) ہے اور عاق، سخت مرتکبِ کبیرہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی اور امام بنانا گناہ۔ ❀ اور اگر ناراضی تو ان کی بلاوجہِ شرعی تھی مگر اس نے اس کی پروا نہ کی، وہ کھنچے تو یہ بھی کھنچ گیا (یعنی والدین ناراض ہوئے تو یہ بھی ناراض ہوگیا) جب بھی حکمِ خدا اور رسول کے خلاف ہے، حالانکہ اُسے حکم دیا گیا کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرے اور ان کے لئے نرمی اختیار کرے: چنانچہ

پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 24 میں ہے:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے

اس کے خلاف واصرار سے بھی فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ۔[3]

1 ... معجم کبیر، 12/ 233، حدیث:13180/ فتاویٰ رضویہ، 6/ 558
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/ 557-558
3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/ 559 بتغیر قلیل

امام کا غیر معین نمازی کی رِعایت کرنا

سوال: جو امام جو کسی غیر معین شخص کی وجہ سے نماز مختصر یا طویل پڑھائے ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب: سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: میں نَماز شروع کرتا ہوں اور اسے دراز کرنا چاہتا ہوں کہ بچے کی رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز میں اِختِصار کرتا ہوں کیونکہ اس کے رونے سے اس کی ماں کی سَخْت گھبراہٹ جان لیتا ہوں۔[1]

مَشْہُور مُحَدِّث، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں لکھتے ہیں: اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نمازی کا باہر کی آواز سن لینا اور اس کا لحاظ کرنا خُشُوع نَماز کے خلاف نہیں۔ دوسرے یہ کہ نَماز میں غیر مُعَیَّن مُقْتَدِی کی رِعایت کرنا دُرُست ہے جیسے بعض صورتوں میں مقتدیوں کی وجہ سے نماز ہلکی کی جاسکتی ہے، ایسے ہی رُکُوع میں ملنے والوں یا وُضُو کرنے والوں کی وجہ سے نماز دراز کی جاسکتی ہے، کسی مُعَیَّن شخص کی نَماز میں رِعایت کرنا حَرام بلکہ شرک خفی ہے۔ یہ تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خصوصیات میں سے ہے کہ صدیق اکبر بحالت نَماز آپ کو دیکھ کر مُقْتَدِی بن جاتے تھے۔[2]

امام اور مقتدی کی آپس میں کدورت کی بنا پر امامت کا حکم

سوال: ایک مقتدی سے امامِ مسجد ظاہر اور باطن میں کدورت (کینہ) رکھتا ہے۔ مقتدی جس وقت مسجد میں داخل ہو کر سلام کہتا ہے تو امام سلام کا جواب بھی نہیں دیتا، اس صورت میں مقتدی کا امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: محض دنیوی کدورت کے سبب اس کے پیچھے نماز (پڑھنے) میں حرج نہیں اور اس کے واسطے جماعت ترک کرنا حرام۔ امام کی مقتدی سے کدورت (کینہ) اور ترکِ سلام، اگر کسی دنیوی سبب سے ہے تو تین دن سے زائد حرام۔ اور کسی دینی سبب سے ہے اور قصور امام کا ہے تو سخت تر حرام۔ اور قصور مقتدی کا ہے تو امام کے ذمے الزام نہیں مقتدی خود مجرم ہے۔[3]

---

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب من اخف الصلوۃ... الخ، 1/253، حدیث: 709

2 ... مرآۃ المناجیح، 2/203تا204

3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/559

اپنے عقائد ظاہر نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال جس امام سے اُس کے عقائد پوچھے جائیں اور وہ نہ بتائے تو اس کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اپنا عقیدہ و مذہب دریافت کرنے پر نہ بتانے سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں کچھ فساد ہے ورنہ دین بھی کچھ چھپانے کی چیز ہے۔ اس کی اقتداء ہر گز نہ کی جائے کہ بطلانِ نماز کا احتمال قوی ہے (یعنی نماز کے باطل ہونے کا قوی امکان ہے)۔ اور نماز اعظم فرائضِ اسلام سے ہے اس کے لئے سخت احتیاط مطلوب۔[1]

سوال فاسق، فاجر اور فاسقِ مُعْلِن کسے کہتے ہیں؟

جواب فاسق وہ کہ کسی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور وہی فاجر ہے۔ اور کبھی فاجر خاص زانی کو کہتے ہیں۔ اور فاسق معلن وہ جو علانیہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب یا گناہِ صغیرہ پر اصرار کرتا ہے۔[2]

سوال فاسق، فاسقِ معلن کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

جواب فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ اگر فاسقِ معلن نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو، معروف و مشہور نہ ہو تو کراہتِ تنزیہی ہے یعنی خلافِ اولیٰ (یعنی ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بہتر ہے)۔ اور اگر فاسقِ معلن ہے تو اُسے امام بنانا گناہ ہے اور اُس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھر سے نماز پڑھنا واجب۔[3]

سوال جب کوئی نماز پڑھانے والا نہ ہو تو فاسق، فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور کوئی دوسرا امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہاء نماز پڑھے۔ کیونکہ تقدیمِ فاسق (نماز کے لئے فاسق کو امام بنانا) گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ اور اگر کوئی گناہ چھپ کر کرتا ہے تو اُس کے پیچھے نماز پڑھیں اور اس کے فسق کے سبب جماعت نہ چھوڑیں۔ کیونکہ جماعت واجب ہے اور علانیہ گناہ نہ کرنے والے فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہِ تنزیہی ہے۔[4]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/575

2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/601

3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/601 تسہیلا

4 ... فتاویٰ رضویہ، 6/600-601

سوال جمعہ پڑھانے کے لئے فاسق امام کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ہو توکیا اس کے پیچھے جمعہ پڑھنا جائز ہے؟

جواب فاسق کی اقتدا نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے۔ باقی نمازوں میں دوسری مسجد کو چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتدا نہ کی جائے، دوسری مسجد میں جاکر پڑھیں۔[1]

داڑھی کاٹنے یا ترشوانے والے کی امامت کا حکم

سوال جو شخص داڑھی مونڈے یا ایک مٹھی سے کم کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب پوری ایک مُشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کروانا دونوں حرام و گناہ ہیں اور ایسا کرنے والا فاسقِ مُعلِن ہے اور فاسقِ مُعلِن کو امام بنانا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی پڑھنا گناہ ہے اور اگر پڑھ لی ہو تو اس کا اعادہ واجب ہے۔ غنیۃ میں ہے: اگر کسی فاسق کو مقدم کیا تو وہ گنا ہگار ہوں گے اس بناء پر کہ فاسق کو مقدم کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[2] فتاوی رضویہ میں ہے: "داڑھی منڈانا اور کُتَرواکر حدِ شرع سے کم کرانا دونوں حرام و فسق ہیں اور اس کا فسق بالاِعلان ہونا ظاہر کہ ایسوں کے منہ پر جلی قلم سے فاسق لکھا ہوتا ہے اور فاسقِ مُعلِن کی امامت ممنوع و گناہ ہے۔"[3]

سوال صاحبِ ترتیب کسے کہتے ہیں؟

جواب صاحبِ ترتیب وہ شخص جس کی بلوغت کے بعد سے لگاتار پانچ فرض نمازوں سے زائد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔[4]

سوال جس شخص کی نمازِ فجر قضا ہو وہ نمازِ ظہر یا دیگر اوقات کی نمازوں میں امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب اگر صاحبِ ترتیب ہے تو جب تک قضائے فجر ادا نہ کرلے ظہر کی امامت نہیں کرسکتا ورنہ کرسکتا ہے۔[5]

16 سالہ امرد کی اِمَامَت کا حکم

سوال بالغ امرد جس کی عمر سولہ سال ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

---

1 ... بہار شریعت، 1/569، حصہ 3:
2 ... حلبی کبیر، فصل فی الامامۃ، 513
3 ... فتاوی رضویہ، 6/505
4 ... بہار شریعت، اصطلاحات، 1/51
5 ... فتاوی رضویہ، 6/603

جواب ہاں جائز ہے بشرطیکہ کوئی مانعِ شرعی موجود نہ ہو کیونکہ وُہ شرعی طور پر بالغ ہے اگرچہ بلوغ کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں البتّہ اگر وہ امرد خوبصورت ہے تو پھر نماز مکروہ ہوگی کیونکہ وہ محلِ فتنہ ہوتا ہے۔[1] اسی طرح چودہ برس کی عمر کا لڑکا جب کہے کہ میں بالغ ہوں اُس کا قول واجبُ القبول ہے (یعنی اس کی یہ بات ماننا لازم ہے) اور اُسے بالغ مانا جائے گا اور اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی جبکہ ظاہرِ حال اس کی تکذیب نہ کرتا ہو، اور نابالغ ہمارے ائمہ کے نزدیک بالغ کا امام نہیں ہوسکتا کہ وہ مُتَنَفِّل (نفل پڑھنے والا) ہے اور یہ (بالغ) مُفْتَرِض (فرض پڑھنے والا)، اور نفل مُتَضَمِّنِ فرض نہیں ہوسکتا۔[2]

سوال نابالغ امامت کراسکتا ہے؟

جواب نابالغ اگر سمجھ دار ہو تو وہ صرف نابالغوں کا امام بن سکتا ہے۔

سوال بہرا جو اونچا سنتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب بہرے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال امامت کن کن شخصوں کی جائز ہے اور کن کن کی ناجائز اور مکروہ، اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے؟

جواب ❀ جو قراٰت غلط پڑھتا ہو جس سے معنیٰ مفسد ہوں یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریاتِ دین (جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج میں) سے کسی چیز کا منکر ہو یا وہ جو اُن (ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والوں) میں سے کسی کے عقائد پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے یا اس کے کافر کہنے میں تامل کرے اُن کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔(یعنی نماز ہوگی ہی نہیں)۔

❀ اور جس کی گمراہی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہو، ان کے پیچھے نماز بکراہتِ شدیدہ تحریمیہ مکروہ ہے کہ انھیں امام بنانا حرام ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔

❀ اور انھیں کے قریب ہے فاسقِ معلن مثلاً داڑھی منڈا یا خشخاشی رکھنے والا یا کترواکر حدِ شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا خصوصاً وہ جو چوٹی گُندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ریشمی کپڑے پہنے یا ساڑھے چار ماشے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ہوں یا سُود خور یا ناچ دیکھنے والا اُن کے پیچھے بھی نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/612

2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/625

❀ امام اُسے کیا جائے جو سنّی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القراءت، مسائلِ نماز و طہارت کا عالم، غیر فاسق ہو، نہ اُس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر (نفرت) ہو۔[1]

سوال امام پر غسل لازم ہو اور اس کو کوئی مرض ہو جس کی وجہ سے وہ غسل کئے بغیر، صرف تیمم کر کے نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب جسے بالفعل (واقعی میں) ایسا مرض موجود ہو جس میں نہانا نقصان دے گا یا نہانے میں کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہے اور یہ نقصان و خوف یا تو اپنے تجربے سے معلوم ہوں یا طبیبِ حاذق (ماہر طبیب) مسلمان، غیرِ فاسق کے بتائے سے، تو اُس وقت اُسے تیمم سے نماز جائز ہو گی اور اب اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔ غرض امام کا تیمم اور مقتدیوں کا پانی کی طہارت سے ہونا صحتِ امامت میں خلل انداز نہیں۔[2]

سوال اگر امام نے عذر کی وجہ سے تیمم کیا یا زخم پر بندھی پٹی پر مسح کیا یا موزے پر مسح کیا تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب جس نے وضو کیا ہے، تیمم والے (امام) کی اور پاؤں دھونے والا، موزہ پر مسح کرنے والے (امام) کی، اور اعضائے وضو کا دھونے والا، پٹی پر مسح کرنے والے (امام) کی، اقتدا کر سکتا ہے۔ یعنی اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔[3]

سوال اگر امام نے بھول کر بغیر طہارت کے نماز پڑھا دی یا نماز کی کوئی شرط یا رکن ادا کرنے سے رہ گیا تو امام کیا کرے؟

جواب امام نے اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اس کی اِمامت صحیح نہ ہو، تو اس پر لازم ہے کہ اس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے جہاں تک بھی ممکن ہو، خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے، یا خط (یا کال وغیرہ) کے ذریعہ سے۔ اور مقتدی اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔[4]

دکاندار آدمی کی امامت کا حکم

سوال اگر امام دکاندار ہو تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/625-626 ملتقطاً
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/638
3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، 1/84
4 ... بہارِ شریعت، 1/574، حصہ: 3

جواب جائز چیز بیچنا اور جائز طور پر بیچنا کچھ حرج نہیں رکھتا، نہ اُس کے سبب امامت میں کوئی خلل آئے، ہاں اگر ناجائز چیز بیچے یا مکر (دھوکا)، فریب کذب (جھوٹ) یا عقودِ فاسدہ مثلِ ربا (سود) وغیرہ کا ارتکاب کرے تو فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ۔ (1)

سوال فرض، واجب، سنتِ موکدہ، مستحب اور مباح کام ترک کرنے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب فرض کے ایک بار ترک سے فاسق ہے اور ترکِ واجب کی عادت سے، سنّتِ موکدہ حکم میں قریبِ واجب ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اور فسق بالاعلان ہو تو اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، مستحب ومباح کے ترک میں کچھ گناہ نہیں، نہ ان کے تارک (چھوڑنے والے) کی امامت میں کچھ نقص۔ (2)

سوال ایسا شخص جسے پیشاب کے قطرے آنے، یا ہر وقت پیٹ سے گیس خارج ہونے، یا ہر وقت زخم اور پھوڑے سے خون اور زرد پانی کی بیماری ہو، اس کی امامت درست ہے؟

جواب ایسے شخص کی امامت درست نہیں ہے۔ (3)

سوال امام فرضِ ظہر کے پہلے کی چار رکعت سنت پڑھے بغیر امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب بلاعذر چار رکعت سنت پڑھے بغیر ظہرِ فرض کی امامت کرنا مکروہ ہے اور بالکل ترک کر دینے یعنی بعدِ فرض بھی نہ پڑھنے والے کے لیے وعید ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مَنْ تَرَكَ اَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِیْ یعنی جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کو چھوڑ دیا تو اسے میرے شفاعت نصیب نہ ہو گی۔ (4)

سوال اگر امام کی لڑکی لڑکے کا چال چلن درست نہ ہو تو اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

جواب امام کی لڑکی اور لڑکے کا چال چلن اگر واقعی خراب ہے اور امام ان کی حالتوں پر مطلع ہو کر بقدرِ قدرت انہیں منع نہیں کرتا بلکہ لڑتا ہے تو وہ دَیُّوث اور فاسق ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی، ناجائز اور گناہ ہے جو نمازیں پڑھی

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/ 623
2 ... فتاویٰ رضویہ، 6/ 641
3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/ 495
4 ... فتاویٰ فیض الرسول، 1/ 262

گئیں ان کو پھر سے پڑھنا واجب ہے۔ (اگر امام انہیں بقدرِ قدرت منع کرتا ہے تو اس میں امام کا کوئی قصور نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہوگی)۔ اگر اِمام کے لڑکے اور لڑکی کی چال چلن خراب نہیں ہے بلکہ از روئے دشمنی لوگ الزام لگاتے ہیں تو امام مذکور کے پیچھے سب کو نماز پڑھنا جائز ہے۔[1]

سوال معذور اپنے جیسے معذور یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب معذور اپنے مثل یا اپنے سے زائد عذر والے کی اِمامت کر سکتا ہے، کم عذر والے کی اِمامت نہیں کر سکتا اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں، مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے، دوسرے کو قطرہ آنے کا، تو ایک دوسرے کی اِمامت نہیں کر سکتا۔[2]

سوال معذور اپنے جیسے معذور کی اقتدا کر سکتا ہے یا نہیں نیز ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا کر سکتا؟

جواب معذور اپنے مثل معذور کی اقتدا کر سکتا ہے اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کر سکتا، نہ ایک عذر والا دوسرے عذر والے کی اور دو عذر والا ایک عذر والے کی اقتدا کر سکتا ہے، جب کہ وہ ایک عذر اسی کے دو میں سے ہو۔[3]

شرائطِ اقتدا

سوال اقتدا کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

جواب اقتدا کی تیرہ (13) شرطیں ہیں: (1) نیتِ اِقتدا۔ (2) اور اس نیتِ اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا، بشر طیکہ صورتِ تقدُّم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔ (3) امام و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا۔ (4) دونوں کی نماز ایک ہو یا امام کی نماز، نمازِ مقتدی کو متضمن ہو۔ (5) امام کی نماز مذہبِ مقتدی پر صحیح ہونا۔ اور (6) امام و مقتدی دونوں کا اسے صحیح سمجھنا۔ (7) عورت کا محاذی (یعنی برابر) نہ ہونا ان شروط کے ساتھ جو مذکور ہوں گی۔ (8) مقتدی کا امام سے مقدم (یعنی آگے) نہ ہونا۔ (9) امام کے انتقالات کا علم ہونا۔ (10) امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو۔ (11) ارکان کی ادا میں شریک ہونا۔ (12) ارکان کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔ (13) یوہیں شرائط میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔[4]

---

1. ... فتاوی فیض الرسول، 1/292-293 ملتقطا
2. ... بہارِ شریعت، 1/561، حصہ: 3
3. ... بہارِ شریعت، 1/561، حصہ: 3
4. ... بہارِ شریعت، 1/562-563، حصہ: 3

سبق نمبر27 امام مسجد کو کیسا ہونا چاہئے؟

اِمَامَت کا مَنْصَب، ذِمّہ داری اور اس مَنْصَب کی نَزاکَت ہر شعبہ سے جُدا ہے، ائمہ کرام کا کردار و گفتار، رَہن سَہَن، اخلاق، اندازِ زِنْدَگی، حُسنِ مُعاشَرت غَرَض یہ کہ ہر اُٹھنے والا قَدَم مَسْجِد، مِنْبَر و مِحْرَاب، دِینِ اسلام اور اسلامی اقدار کا مُحافِظ ہونا چاہئے۔ امام نمازِ باجماعت میں بندے اور خالق کے درمیان واسطہ ہوا کرتا ہے، واسطہ جس قدر قَوی (یعنی مضبوط) ہوگا اُسی قدر مفید ہوگا۔ لِہٰذا امام مَسْجِد کو چاہئے کہ اپنے عِلْم و عمل، کردار، گفتار، اندازِ تکلم، رہن سہن، لِباس، لوگوں سے مُعَامَلات و دیگر اُمُور میں خود کو دوسروں سے ممتاز و نُمایاں رکھے۔ ایک مثالی امام مَسْجِد کو کونسے اعلیٰ و عُمْدہ اوصاف کا حامل ہونا چاہئے، آیئے مُلَاحَظہ کیجئے۔

کردار و گفتار

امام صاحب کا کردار و گفتار مثالی ہونا چاہئے۔ اندازِ گفتگو اور بول چال ایک انسان کی شَخْصِیَّت کی پہچان ہوتی ہے، امام صاحب کو چاہئے کہ گفتگو میں ہر اس طریقے سے بچے جو گفتگو کو عیب دار کردے یعنی بدکلامی، گالی گلوچ، جُھوٹ، غیبت اور چُغلی سے بہت دور رہے، اسی طرح بولنے میں نَرمی، مَحبَّت اور اپنائیت کا اِظْہار کرے۔ چُونکہ ایک امام کا واسطہ مَسْجِد میں مختلف ذہن و سوچ رکھنے والے لوگوں سے پڑتا ہے، کسی کا لہجہ سَخْت کسی کا نَرم، کوئی بہت زِیادہ اَدَب کرنے والا تو کسی کو بولنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ کوئی حُصُولِ عِلْمِ دین کیلئے مسائل پوچھتا ہے تو کوئی جان بوجھ کر تنقید برائے تنقید کرتا ہے۔ اس لئے امام صاحب کو اپنے حوصلہ وہِمَّت کو بلند رکھتے ہوئے سب کے ساتھ نَرمی و شفقت و مَحبَّت بھرا رویہ رکھنا چاہیئے۔

مقتدیوں کی اصلاح کا انداز

یوں ہی مَسْجِد میں کسی مُقْتَدِی سے دورانِ نَماز یا ویسے ہی غلطی سَرزَد ہوجانے پر بھی سب کے سامنے جھاڑنے اور ڈانٹ پلانے کے بجائے نرمی سے سمجھایئے۔ کیونکہ بعض اَوقات انسان ضد کی وجہ سے اپنے فائدے کی بات بھی ٹھکرا دیتا ہے۔ آیئے! مَسْجِد میں غلطی کرنے والے کو نرمی سے سمجھانے کی دو بہترین مثالیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عَمل مبارک سے مُلَاحَظہ کیجئے۔

(1) حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجِد میں

موجود تھے کہ ایک اَعرابی (یعنی دیہاتی) آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اُس کے درپے ہوئے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اِسے چھوڑ دو۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خاموش ہو گئے حتّٰی کہ اُس نے پیشاب کر لیا۔ پھر مُبلِّغِ اَعظم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے بُلا کر (نرمی وشفقت) سے فرمایا: یہ مَساجِد پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں، یہ تو صِرف اللہ پاک کے ذِکر، نَماز اور تِلاوتِ قرآن کیلئے ہیں۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی کو پانی لانے کا حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا اور اُس (یعنی پیشاب کی جگہ) پر بہا دیا۔[1]

مشہور مُحدِّث، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیثِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: اِس میں مبلّغین کو طریقۂ تبلیغ کی تعلیم ہے کہ تبلیغ اَخلاق اور نرمی سے ہونی چاہیئے۔[2]

(2) حضرتِ سَیِّدُنا ابو بکرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نماز کے لئے آئے۔ اس وَقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز پڑھا رہے تھے اور رُکوع کی حالَت میں تھے۔ حضرتِ ابو بکرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رُکوع کر دیا، پھر (حالَت نماز ہی میں) چل کر صف میں شامل ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ مکمّل کی تو فرمانے لگے: آپ لوگوں میں سے کس نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رُکوع کر لیا تھا اور پھر بعد میں صف میں آملا تھا؟ حضرتِ ابو بکرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے عرض کی: میں نے۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: اللہ پاک پر تمہاری حِرص میں اضافہ فرمائے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔[3]

تقویٰ وپرہیز گاری

❀ تقویٰ و پرہیز گاری تو ہر مؤمن کا وَصفِ عظیم ہے لہٰذا ایک امام میں یہ لازمی وَصف ہونا چاہیئے کہ یہ نَمازوں کی قبولیّت کا اہم ذَرِیعہ بھی ہے، فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری نَمازیں قبول ہوں تو تمہارے بھلے لوگ تمہارے امام ہونے چاہئیں۔[4]

---

1 ... مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل وغیرہ من ... الخ، ص133، حدیث:660

2 ... مرآۃ المناجیح، 1/326

3 ... ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب الرجل یرکع دون الصف، 1/270، حدیث:674

4 ... مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب ان سرکم ان تقبل، 4/237، حدیث:5034

خلافِ شریعت کاموں سے اِجتِناب

❀☜ نماز کی اِمَامت نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نِیابَت (یعنی نائب ہونے) کا ایک حِصّہ ہے، چونکہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام اوصافِ حمیدہ کے جامع ہیں اس لئے امام کو بھی چاہئے کہ عُمدہ اَوصاف کو اپنانے کی کوشش کرے اور تمام بُری عادات و خلافِ شَریعت کاموں سے بچے، بالخُصُوص ایسے مُعاملات جن کی وجہ سے نماز کی ادائیگی پر فرق پڑتا ہو، ان سے بچنا تو بہت ضروری ہے، جیسے علانیہ فِسق و فجور والے کام کرنا مثلاً داڑھی کو ایک مُٹھی سے کم کروانا، سرِعام گالی گلوچ کرنا وغیرہ۔

خلافِ مروت کاموں سے اجتناب

❀☜ امام صاحب کو ایسی عادات اور باتوں سے اِجتناب کرنا چاہئے جو مروّت کے خلاف تَصَوُّر کی جاتی ہیں، جیسے راستے میں عامیانہ طریقے سے کھانا، عوامی مقامات پر روڈ کنارے اِستِنجاء کرنا، تھوکتے رہنا، گٹکا اور سگریٹ نوشی، ہر دوسرے شخص سے اُدھار مانگنا وغیرہ۔

ایک رِوایت میں ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکا ہے تو اِرشاد فرمایا: یہ تمہاری جَماعَت نہ کرائے۔ اُس نے پھر جَماعَت کرانے کا اِرادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کیا اور اس کو خَبَر دی کہ رسول کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خِدمَت میں یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں (میں نے منع کیا ہے) کیونکہ تو نے (قبلہ کی طرف تھوک کر) اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذا دی۔ [1]

مشہور مُحدِّث، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ مُبارَکہ کی شرح میں لکھتے ہیں: کیونکہ یہ کعبہ کا بے اَدَب ہے اس لیے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے خطاب بھی نہ کیا کہ وہ خطاب کے لائق ہی نہ رہا۔ جب کہ کعبہ کا بے اَدَب اِمَامت کے لائق نہیں تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا بے اَدَب اور آپ کی شان میں بکواس کرنے والا اِمَامت کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا تحقیق ہر فاسق و بے اَدَب کو امام بنالیتے ہیں۔ خیال

---

1 ... ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب فی کراہیۃ البزاق فی المسجد، 1 / 203، حدیث: 481

رہے کہ یہ امام صحابی تھے، مگر اتفاقاً ان سے یہ خطا ہو گئی پھر توبہ کر لی کیونکہ کوئی صحابی فاسِق نہیں، جب اتفاقاً خطا پر اِمامت سے مَعزُول کر دیا گیا تو جان بوجھ کر بے ادبی کرنے والا ضرور مَعزُول کر دیا جائے گا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانا کہ ہر نیک و فاسِق کے پیچھے نماز پڑھ لو اس موقعہ کے لئے ہے جب وہ امام بن گیا ہو اور ہم اسے مَعزُول کرنے پر قادِر نہ ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قوم و سلطان امام کو اِمامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں۔[1]

لین دین میں محتاط

❀☜ لین دین اور کاروبار کے معاملات ہر انسان کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، یوں تو کسی کے لئے بھی ناجائز یا دھوکا دہی پر مشتمل کاروبار کرنا جائز نہیں ہے اور لین دین کے معاملات میں فراڈ کرنے کی اجازت بھی نہیں ہے لیکن امام صاحب کا ایسے ناجائز معاملات سے دور رہنا بہت زیادہ ضروری ہے، کیونکہ امام صاحب ایک دینی تشخص رکھتے ہیں اور عام مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہوتے ہیں، امام صاحب کے غلط کاروبار یا لین دین کے معاملات میں غلط راہ چلنے کی صورت میں یا تو لوگ علما سے بد ظن ہوں گے یا پھر جائز سمجھ کر خود بھی غلط راہ چلیں گے، اس لئے امام صاحب کوئی بھی سببِ تہمت بننے والا کام نہ کریں اور نہ ہی اُدھار اور قرض وغیرہ کے لین دین میں نامناسب انداز اِختیار کریں۔

اہلِ خانہ کی تربیت

❀☜ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اہلِ خانہ کی دینی تَربِیَت کا خاص اِہتِمام کرے لیکن ایک امام مَسجِد کو اس حوالے سے بھی بہت زِیادَہ اِحتِیاط کی ضَرورت ہے، امام صاحب کی اَہلِیہ اور بچّوں کا دینی سانچے میں ڈھلا ہونا اور بد اَخلاقی والے تمام مُعَامَلات سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ امام صاحب کو نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے میں کسی رُکاوٹ کا سامنا نہ ہو۔

رہن، سہن اور لباس

❀☜ امام صاحب کا لِباس اور رَہن سَہن بھی نمازیوں اور اہلِ علاقہ پر بہت اَثر انداز ہوتا ہے اس لئے امام صاحب کو طرزِ زِنْدَگی بھی رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جیسا ہی اپنانا چاہئے اور اسی میں عزّت ہے، لِباس میں سادگی بھی ہو، وقار بھی

[1] ... مرآۃ المناجیح، 1/ 459

ہو اور صفائی بھی۔ زَرْق بَرْق اور قِسْم قِسْم کی تَراش خَراش والے فیشن ایبل کپڑے پہننے سے چند جوان اور شوخ طبع نَمازیوں کی واہ واہ تو مل جائے گی لیکن سنجیدہ لوگوں کی نَظَر میں امام صاحب قابلِ قدر حَیثِیَّت نہ بنا سکیں گے۔ اور پھر خود زَرْق بَرْق لباس پہنے ہوئے امام صاحب، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سادگی کا بیان کس طرح کریں گے۔ امام صاحب کو چاہئے کہ حَتَّی الْاِمْکَان عزّت کا تاج عِمامہ شریف سر پر سجائے رکھیں۔

حَتَّی الْاِمْکَان سوال سے اجتناب

❁☜ بعض آئمہ حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ کوئی بھی چیز منگوانی ہو تو کسی کو بھی روک کر بول دیتے ہیں کہ ”فلاں سے بولو، امام صاحب یہ چیز منگوا رہے ہیں“ اس عادت سے بچنا چاہئے کہ بعض شریر لوگ امام صاحب کا نام اِسْتِعمال کر کے اپنے مَطْلَب نکالنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ بدنامی امام صاحب کی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

سوشل میڈیا سے اجتناب

❁☜ موجودہ دور سوشل میڈیا، اسمارٹ فونز اور انٹرنیٹ کا دور ہے، کئی امام صاحبان بھی سوشل میڈیا اِسْتِعمال کرتے ہیں، یاد رکھئے! سوشل میڈیا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے کہ آپ کا ایک کلِک یا لکھا ہوا ایک جملہ لمحہ بھر میں لاکھوں اپنوں اور بیگانوں تک پہنچ جاتا ہے، اس لئے اولاً تو سوشل میڈیا سے دوری ہی اِخْتِیار کیجئے اور اگر اِسْتِعمال کرنا بھی ہو تو صرف دینی کام کیلئے اِسْتِعمال کیجئے، سوشل میڈیا پر جاری سیاسی و غیر سیاسی کسی طرح کی ابحاث کا حصّہ نہ بنئے، سوال: دَرْ سوال: ، اِعْتِراض در اِعْتِراض سوشل میڈیا پر موجود آپ کے مقتدیوں اور اہلِ علاقہ کو آپ سے مُتَنَفِّر بھی کر سکتا ہے۔ لہٰذا اِحْتِیاط ہی میں عافِیَّت ہے۔

آنکھوں کی حفاظت

❁☜ آج ہمارے مُعاشَرے میں بدنگاہی کا فتنہ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ عوام و خواص اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ بدنگاہی ابلیس کا زہر آلود تیر ہے، اس کے ذَرِیعَہ وہ بہت سے دِین دار اور شریعت کے پابند مسلمانوں کے اِیمان پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے اَخلاق و کردار پر مَنْفی اَثَر ڈالتا ہے، امام مَسْجِد کو چاہئے کہ شیطان کے اس مُہلِک ہتھیار سے بہت ہوشیار رہے، مَساجِد میں بسا اَوقات خواتین بچّوں کو دَم کروانے یا بچّوں کا نام رکھوانے وغیرہ کے لئے آ جاتی ہیں یا بعض لوگ

ایصالِ ثواب کے لئے امام صاحب کو گھر پر بلاتے ہیں، ایسے میں امام صاحب کو چاہئے کہ اپنی نگاہوں کی حِفاظَت کریں اور اگر کسی گھر میں فاتحہ خوانی کے لئے جائیں تو ہمیشہ اس گھر کے مرد کے ساتھ ہی جائیں۔[1]

درس وبیان

امام صاحب کو چاہئے کہ جمعہ کے بیان کے عِلاوہ بھی مَوْقَع بموقع درس و بیان کا سلسلہ جاری رکھیں بِالخُصُوص طَہارَت، نَماز اور مہینوں کے اِعتِبار سے معلومات وعقائد کے حوالے سے درس دیتے رہنا چاہئے، کبھی سجدۂ سہو واجب ہو جائے تو بعدِ سلام وجہ اور مسئلہ آسان انداز میں سمجھا کر بیان کر دینا چاہئے نیز جس وجہ سے سجدۂ سہو واجِب ہوا اس مَوْقَع پر لقمہ دینا ہے یا نہیں؟ یہ بھی سمجھا دینا چاہئے۔ ربیعُ الاول میں سیرت و شانِ مصطفٰے کا بیان، ربیعُ الآخر میں حُضور غوثِ اَعْظَم اور دیگر اولیا کا ذِکْر، رَمَضان میں روزوں کے مسائل، عیدین کے قریب عید کے مسائل اَلْغَرَض جیسے دن چل رہے ہوں ویسے ہی موضوعات پر درس وبیان کا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے۔

مسائل بتانے کا انداز

آئمہ مَساجِد سے مُقْتَدِی بڑی اُمّید سے سوال پوچھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ لوگوں کے سوالات کا مناسب انداز میں جواب دیں، نہ تو خود پر یہ لازم کریں کہ ہر ہر سوال کا جواب دینا ہی دینا ہے اور نہ ہی ہر سوال کے جواب میں ”لَا اَدْرِی یعنی میں نہیں جانتا“ کہنے کو اپنا وظیفہ بنالیں، جو معلوم ہو اس کا مُناسِب جواب دیں اور جو نہ پتا ہو اس کے بارے میں سیکھیں، معلوم کریں، مُطالَعَہ کریں اور اگلے وَقْت میں جواب دے دیں، یہ انداز جہاں امام صاحب کے عِلْم میں اضافہ کا سَبَب بنے گا وہیں اندازے سے جواب دینے سے بچائے گا اور لوگوں کی نَظَر میں عزّت بڑھائے گا۔ ہمیشہ یاد رکھئے کہ جب امام صاحب ہر بات پر ”معلوم نہیں، میں نہیں جانتا، پتا نہیں“ جیسے اَلفَاظ کہتے ہیں تو لوگوں کی امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں، ہو سکے تو کبھی بھی کسی کو اندھیرے میں نہ چھوڑیں کوئی نہ کوئی مناسب جواب اور راستہ بتا دیں، اسے ایک مِثال سے سمجھئے: کسی نے امام صاحب سے پوچھا کہ ”کاتبینِ وحی (وحی لکھنے والوں) کی تعداد کتنی ہے نام کیا کیا ہیں؟“ اس سوال کے جواب چار طرح ہو سکتے ہیں: (1) معلوم نہیں (2) تفصیل تو یاد نہیں البتہ آپ سیرت کی کتاب مدارج النبوۃ مترجم یا سیرتِ

---

[1] ... ماہنامہ فیضان مدینہ، شوال المکرم 1441ھ بمطابق جون 2020ء، ص19 تا 20، قسط: 01

مصطفٰے میں دیکھ لیں اس میں لکھے ہوئے ہیں (3) ابھی یاد نہیں کتاب سے دیکھ کر شام میں یا کل بتاتا ہوں (4) مُکَمَّل تفصیل بتادی جائے۔ چوتھا جواب اگرچہ اَحْسَن ہے لیکن مُشْکِل ہے جبکہ دوسرا اور تیسرا جواب بہت مناسب ہے، کم از کم ہر امام کو اس انداز پر تو لازمی ہونا چاہئے۔

سیاسی واختلافی باتوں سے اجتناب

کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی مُخالِف پر اِعْتِراض کرنے، اپنے مَوْقِف کی تائید لینے یا اپنا کوئی مَذمُوم مَقْصَد پورا کرنے کے لئے امام صاحب سے گُھما پِھرا کر سوال کرتے ہیں، امام صاحب کو اس حوالے سے بیدار مغز ہونا چاہئے کہ علاقے یا ملک میں چلنے والے اختلافات وغیرہ سے کچھ نا کچھ آگاہ رہیں تا کہ رائے کے اِظْہار میں محتاط رہ سکیں۔ سیاسی شخصیات کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کے جواب دینے سے پرہیز کریں، کسی بھی سیاسی پارٹی وغیرہ کا نہ تو حِصّہ بنیں اور نہ ہی کسی قسم کی جانبداری سے کام لیں۔ کبھی بھی کسی سیاسی پارٹی یا گروپ وغیرہ کو سپورٹ کرنے کی بات نہ کریں کہ ایسا کرنے سے بعض لوگ تو امام صاحب کے قریب آجائیں گے لیکن بَقِیَّہ سب مُخالَفَت کا نشانہ بنائیں گے، خطابات میں مُلکی اور علاقائی حالات کو پیشِ نَظَر رکھتے ہوئے ہی گفتگو کریں۔

ایک نمازی کسی دوسرے نمازی کے بارے میں اعتراضانہ بات کرے تو ہاں میں ہاں نہ ملائیں، سابقہ امام یا کمیٹی کے بارے میں یا موجودہ کمیٹی کے بارے میں کسی بھی اِعْتِراض یا چال کا حِصّہ نہ بنیں، کوئی اِعْتِراض کرے تو جھڑکنے کے بجائے پیار سے جواب دیں، بے جا اِعْتِراض ہو تو مناسب انداز سے بات کو ٹال دیں۔ مُؤَذِّن، خادم اور مَسْجِد کے دیگر عملے کے بارے میں بھی کسی اِخْتِلاف کا حِصّہ نہ بنیں۔

کبھی کوئی کسی سُنّی عالم یا سابقہ امام یا کسی مفتی وغیرہ کا نام لے کر کوئی مسئلہ بیان کرے اور وہ مسئلہ غلط ہو تو بجائے کسی پر بھی اِعْتِراض کرنے کے صرف دُرُست مسئلہ بتادیں اور پوچھنے والے کو یہی کہیں کہ آپ کو سننے میں خطا ہوئی ہوگی، مسئلہ یوں نہیں یوں ہے، کسی سنی مفتی، عالم یا سابقہ امام صاحب پر اعتراضات وتنقید کا حِصّہ نہ بنیں۔[1]

امام کو احساسِ برتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے

شَیْخِ طَرِیْقَت، اَمِیْرِ اَہْلِ سُنَّت، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: اِمام کو خُوش

---

1 ... ماہنامہ فیضان مدینہ، ذوالقعدۃ الحرام 1441ھ بمطابق جولائی 2020ء، ص17 تا 18، قسط:02

اُسلُوبی کے ساتھ اپنے مَنْصَب کو نبھانا اور اپنے آپ کو خود پسندی کی آفت سے بچانا چاہیے کیونکہ اِمامَت کا مُستَحِق سب سے زِیادَہ وہ شخص ہے جو قوم میں افضل ہو، اس لِحَاظ سے امام قوم سے افضل ہوتا ہے مگر اسے اِحساسِ بَرتری کا شِکار نہیں ہونا چاہیے کہ میں سب سے افضل ہوں۔ ہمارے صحابۂ کِرام و بُزُرگانِ دِین رِضْوَانُ اللهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن ایسی باتوں سے دُور رہتے اور اگر ان کے دِلوں میں اس قسم کا کوئی خَیال پیدا ہوتا تو وہ اِمام بننے سے ہی اِنْکار کر دیتے۔

چُنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا حُذیفہ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ نے ایک جَمَاعَت کو نَماز پڑھائی، جب سلام پھیرا تو فرمایا: کوئی دوسرا اِمام تلاش کرو یا اکیلے اکیلے نَماز پڑھو، اس لئے کہ میرے دِل میں یہ خَیال پیدا ہو گیا ہے کہ مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے۔[1]

حضرتِ سَیِّدُنا محمد بن اَبُو تَوبہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سَیِّدُنا معروف کَرْخی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه نے نَماز کے لئے اِقامَت کہی اور مجھ سے نَماز پڑھانے کو کہا۔ میں نے کہا: یہ نَماز تو میں پڑھا دیتا ہوں اس کے عِلاوہ کوئی نہیں پڑھاؤں گا۔ یہ سُن کر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه نے فرمایا: تم نے یہ خَیال دِل میں بسا رکھا ہے کہ تمہیں دوسری نَماز بھی پڑھنے کو ملے گی؟ ہم لمبی اُمید سے اللہ پاک کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ یہ عَملِ خیر میں رُکاوٹ بنتی ہے۔[2]

اِسی طرح شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیِ اَعْظَم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه بھی خود اِمام بننے کے بجائے حَتَّی الْاِمْکان کسی دوسرے کو اِمَامَت کا حکم اِرشاد فرماتے تھے۔ میرے پیر و مُرشد سیِّدی قُطبِ مدینہ، شیخ الفضیلت حضرت مولانا ضیاءُ الدِّین احمد مَدَنی رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه جنھوں نے عمر کا بیشتر حِصّہ گنبدِ خضرا کے جوار میں گزارا اور پھر جنّتُ البقیع کو تا اَبد اپنا مَسکن بنالیا۔ مدینۂ مُنَوَّرہ میں آپ کے آستانۂ عالیہ پر روزانہ محفلِ میلاد کا اِنعقاد ہوتا تھا، اِس قدر عزّت و شان کے باوُجود آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه کی عاجزی واِنْکِساری کا یہ عالَم تھا کہ مَحْفِل کے اِخْتِتام پر خود دُعا کروانے کے بجائے کسی دوسرے کو دُعا کروانے کا حکم اِرشاد فرماتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه مجھے بھی ان کے حکم پر مَحْفِلِ میلاد کے اِخْتِتام پر دُعا کروانے کا شرف حاصِل ہوا ہے۔

مسجد کی آباد کاری میں امام صاحب کا کردار

مَسْجِد کی آباد کاری میں امام صاحب کا کردار اور اہلِ علاقہ و انتظامیہ کے ساتھ امام صاحب کا انداز" کے حوالے سے

1 . . . احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، الشطر الاول من الکتاب فی الکبر، بیان ما بہ التکبر، 3/ 428

2 . . . منہاج القاصدین، باب فی ذکر الموت وما بعدہ وما یتعلق بہ، ص 451

بھی چند مَدَنی پھول مُلَاحَظہ کیجئے۔

❀☜ یاد رکھئے! مَسْجِد میں نمازِ باجماعت پڑھانے کے بعد امام مَسْجِد کا سب سے اہم اور بڑا مَقْصَد مَسْجِد کی آباد کاری ہونا چاہئے اور مَسْجِد کی آباد کاری نمازیوں سے ہوتی ہے اس لئے امام صاحب کو چاہئے کہ اپنے درس و بیان اور مُلَاقات میں نَماز کا ذِکْر کرنے کی کوشش کریں، دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ سے فارغُ التَّحصیل ایک مَدَنی اسلامی بھائی جو کراچی کی ایک جامع مَسْجِد میں اِمَامَت و خطابت کی خِدْمَت سر اَنْجام دیتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ ہماری مَسْجِد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم تھی، فَجْر میں بمشکل ایک صف ہوتی جبکہ دیگر نمازوں میں ایک سے ڈیڑھ صف تک نمازی ہوتے تھے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں نے ربیعُ الاوّل کے مبارک مہینے میں جہاں جہاں بیان کا مَوْقَع ملا، نَماز کو عشقِ رسول کی تکمیل کے طور پر بیان کیا، اسلامی بھائیوں کو نمازِ باجماعت کی ترغیب دلائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہماری مَسْجِد میں فَجْر کے نمازی تین سے چار صفوں تک ہونے لگے اور عام نمازوں میں بھی تین گنا سے زِیادَہ اضافہ ہوا ہے۔ بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو اُن کی اس کارکردگی کا عِلْم ہوا تو بہت حَوصلہ افزائی فرمائی۔

❀☜ امام صاحب کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ علاقے میں دینی شعور بیدار کرنے کی تدبیریں کریں اور عملی طور پر بھی لوگوں میں شوق و جذبہ پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں۔ اگر آئمہ مَساجِد چاہیں تو اپنے مَنْصَب کو اِسْتِعمال کرتے ہوئے علاقے میں دینی ہلچل پیدا کرسکتے ہیں، گلی محلے میں کھلم کھلا ہونے والے گناہوں کو روک سکتے ہیں، وہ بچّوں کو اپنی اولاد کے درجے میں رکھ کر شَفْقَت کا مُعَامَلہ کریں، نوجوانوں کو بھائی سمجھ کر نَرْمی و خیر خواہی کا پہلو اپنائیں، بوڑھوں کو باپ کا درجہ دیتے ہوئے اِکرام کریں، اس مَنْصَب کا تقاضا یہ ہے کہ اِمامت کو مَحض نوکری کی نظر سے نہ دیکھیں، بلکہ یہ اہم دینی ذمّہ داری ہے، ملنساری اور ہمدردانہ رویّہ کا ایسا نمونہ پیش کریں کہ لوگ ان کے گرویدہ ہو جائیں۔

امام مسجد کا نماز پڑھانے میں انداز

اے عاشقانِ رسول! نَماز پڑھانے کا انداز بھی نمازیوں کو قریب لانے یا مُتَنَفِّر کرنے کا سَبَب بن سکتا ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک فرامین اور اسلافِ اُمّت کے ملفوظات سے ایسی رہنمائی ملتی ہے کہ اِمامت میں کیا انداز ہونا چاہئے۔ امام کو چاہئے کہ نمازیوں کی طبیعت، صحّت اور عمر کا لازمی لحاظ رکھے، اگر کوئی ضعیف یا بیمار نَماز میں شامل ہو تو نَماز کو کچھ مُخْتَصَر کرے یعنی قِراَت کم کرے، اگر کسی نمازی کے لئے زِیادَہ دیر بیٹھنا دُشوار ہو تو قَعْدَہ میں تَشَہُّد اور دُرود شریف وغیرہ بہت زِیادَہ آہستہ رفتار سے نہ پڑھے بلکہ کچھ ایسے جلدی پڑھے کہ تَلَفُّظ بھی دُرست ادا ہو جائیں اور نمازی کو

زِیادہ دیر بیٹھنے کی دشواری بھی نہ ہو، اس سلسلے میں امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عمل مبارک پیش نظر رکھئے کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرض نَماز میں دوسرے اَئِمَّہ کو مُختَصَر نَماز پڑھانے کی تلقین کرتے تھے اور خود بھی مُختَصَر نَماز ہی پڑھاتے تھے، جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بڑی ہلکی مگر پوری نَماز پڑھایا کرتے تھے۔(1)

اے عاشقانِ رسول! آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زِیادہ پُر اثر اور خوبصورت قِراءت کس کی ہو سکتی تھی؟ اس کے باوُجود آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازیوں کا خَیال رکھا کرتے تھے، پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالی شان ہے: جب تم میں سے کوئی ایک اوروں کو نَماز پڑھائے تو مُختَصَر کرے کہ ان میں بیمار، کمزور اور بوڑھے ہوتے ہیں اور جب اپنی پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے۔(2)

نَماز میں تخفیف سے مراد

نَماز میں تخفیف سے مراد ایسی نَماز ہے جو مُختَصَر بھی ہو اور اس کے ارکان، واجبات اور سُنَن مکمل بھی ہوں، یہ مَطْلَب نہیں کہ مَعَاذَ اللّٰہ نَماز کے ارکان ہی پورے ادا نہ ہوں جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہلکی نَماز سے یہ مراد نہیں کہ سنتیں چھوڑ دیں یا اچّھی طرح ادا نہ کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ نَماز کے ارکان دراز نہ کرے بقدرِ کِفَایَت ادا کرے جیسے رُکوع سجدے کی تسبیحیں تین بار کہے۔(3)

لمبی نَماز پڑھانے پر اظہارِ ناراضی

حضرتِ سَیِّدُنا ابو مَسْعُود اَنْصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے عَرض کی: یَا رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہو سکتا ہے کہ میں نَماز میں شامل نہ ہو سکوں کیونکہ فلاں ہمیں بہت لمبی نَماز پڑھاتے ہیں۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے نصیحت کرنے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس دن سے زِیادہ کبھی ناراض نہیں دیکھا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشَاد فرمایا: اے لوگو! تم مُتَنَفِّر کرتے ہو تم میں سے جو لوگوں کو نَماز پڑھائے وہ مُختَصَر کرے کیونکہ ان میں بیمار، کمزور

---

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب الایجاز فی الصلوۃ واکمالھا، 1 / 253، حدیث: 706
2 ... بخاری، کتاب الاذان، باب اذا صلی لنفسہ فلیطول ماشاء، 1 / 252، حدیث: 703
3 ... مرآۃ المناجیح، 2 / 203

اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔[1]

مفتی احمد یار خاں نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ امام کے قصور کی بنا پر اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے تو گنہگار وہ نہیں ہے بلکہ امام، نیز حاکم یا بزرگ کے سامنے امام کی شِکایت کر دینا جائز ہے، نہ یہ غیبت ہے اور نہ امام کی سر تابی۔ درازیِ نماز اگرچہ عِبادت ہے مگر جب کہ اس سے کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔[2]

امام صاحب کا اہلِ علاقہ اور مَسْجِد انتظامیہ کے ساتھ انداز

❁☜ امام صاحب کو چاہئے کہ مَسْجِد کے انتظامی مُعامَلات میں غیر ضروری مُداخَلت نہ کریں، مَسْجِد انتظامیہ کسی پہلو سے شَرْعی راہنمائی طَلَب کریں تو بیان کر دیں یا کوئی خلافِ شَریعت کام ہوتا ہوا دیکھیں تو سمجھا دیں، ہر مُعامَلے میں دَخْل دینے یا بات نہ مانے جانے کی صُورَت میں ہرگز نہ اُلجھیں۔

❁☜ محافل، بڑی راتوں، اِعْتِکاف اور دیگر مواقع پر مَسْجِد، انتظامیہ اور نمازیوں کو وَقْت دینے کی عادَت ہونی چاہئے، ہر مَوْقَع پر "میرے پاس وَقْت نہیں" کا پہاڑا پڑھنے والے امام صاحبان مَساجِد میں بہت کم کامیاب ہوتے ہیں۔

❁☜ امام صاحب اگرچہ غیر حاضریوں کی صُورَت میں اپنی تنخواہ سے کٹوتی کرواتے ہوں لیکن یاد رکھئے کہ جو کٹوتی انتظامیہ اور مُقتدیوں کے دِلوں میں ہوتی رہتی ہے اس کا مُداوا ہونا بہت مُشکِل ہوتا ہے، نمازوں میں غیر حاضر رہنے والے امام صاحب سے اکثر مُقتَدِی نالاں ہوتے ہیں اور پیٹھ پیچھے چہ مگوئیاں بھی جاری رہتی ہیں، نتیجۃً امام صاحب کو اَلْوَداع کر دیا جاتا ہے۔

❁☜ امام اور مقتدیوں کے درمیان مَحبّت و پیار کی فضا ضروری ہے تاکہ نیکی و تقویٰ میں باہَم تَعاوُن ہو۔ خواہش پرستی اور شیطانی اغراض کی اِتّباع میں اگر کینہ و بُغض پیدا ہو گیا ہو تو اسے خَتْم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے مقتدیوں کے جائز مطالبات کا اِحتِرام کرے۔ اگر مُقتَدِی اپنے گھر مَحْفِل میں شِرْکَت کرنے، ایصالِ ثواب کرنے، کسی مُثبت مَوْضُوع پر درس و بیان کرنے کا مُطالبہ کریں تو مناسب انداز میں قبول کر لینا چاہئے، اسی طرح مقتدیوں کی ذِمّہ داری ہے کہ وہ امام کے حُقُوق کا خَیال رکھیں اور ان کی عزّت واِحتِرام دوسروں سے بڑھ کر کریں۔

---

1 ... بخاری، کتاب العلم، باب الغضب فی الموعظۃ... الخ، 1/50، حدیث: 90

2 ... مرآۃ المناجیح، 2/204

❀☜کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو امام صاحبان کے ساتھ بہت ہمدردی دکھاتے ہیں، ہر بات میں تائید کرتے ہیں، بات بات پر امام صاحب کی تعریفیں کرتے ہیں اور کچھ ہی عَرصہ بعد امام صاحب سے پیسے ادھار مانگتے ہیں، ایک دو بار تو پیسے مانگ کر لوٹادیں گے، اس کے بعد عموماً نظر نہیں آتے۔ ایسوں سے محتاط رہنا چاہئے۔

نمازیوں کے دُکھ سُکھ میں شرکت

❀☜مُقتَدی حضرات اکثر خوشی و غمی کے مَوقَع پر امام صاحب کی شرکت سے خوش ہوتے ہیں اس لئے چاہئے کہ اگر کوئی کسی خوشی کے مَوقَع پر دَعوت سے تو مناسب صُورت میں ضرور جائے، کوئی نمازی بیمار ہو جائے تو عیادت کیلئے جائے، اسی طرح اگر علاقے میں کوئی میّت ہو جائے بِالخصوص کسی نمازی یا اس کے رشتے دار کا اِنتقال ہو جائے تو نمازِ جنازہ اور کفن دَفن کے مُعامَلات میں ضرور شِرکت کرنی چاہئے، یہ عَمَل جہاں سوگواروں کیلئے دِلجوئی کا سَبَب ہوگا وہیں امام صاحب کی قدر بھی لوگوں کی نظر میں بڑھے گی۔

رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی بہت سی دیگر مصروفیات کے باوُجود نماز کے بعد مقتدیوں سے ان کے حالات وغیرہ کی خبر گیری فرماتے خصوصاً نمازِ فجر کے بعد طُلُوعِ آفتاب تک مصلائے اِمامت پر تشریف فرما رہتے اور اس دوران صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے محوِ گفتگو بھی ہوتے۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا جابر بن سَمُرَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مَرْوِی ہے کہ ایک دن حضرتِ سَیِّدُنا سِمَاک بن حَرب رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَجْلِس میں بیٹھا کرتے تھے؟ وہ کہنے لگے: بہت زیادہ۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو فَجْر کی نماز سے لے کر طُلُوعِ آفتاب تک مصلائے اِمامت پر تشریف فرما رہتے تھے۔ اس دوران صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گفت و شنید کرتے اور جاہلیت کی باتیں بھی کرتے، پھر وہ ہنستے بھی۔ اس دوران آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرا رہے ہوتے۔[1]

❀☜نمازِ باجماعت کے بعد کئی لوگ بچّوں کو دَم کروانے کے لئے آجاتے ہیں۔ امام صاحب اگر باقاعدہ اَوراد و وَظائف اور عملیات نہ بھی کرتے ہوں تو بھی مُختَصر اَوراد جیسے "دُرُودِ پاک"، "یاسَلامُ" یا "سُوْرَۃُ الْفَلَق اور سُوْرَۃُ النَّاس" پڑھ کر دَم کر دینا چاہئے۔[2]

1 ... مسلم، کتاب الفضائل، باب تبسمہ حسن عشرتہ، ص976، حدیث: 6035

2 ... ماہنامہ فیضان مدینہ، ذوالحجۃ الحرام 1441ھ بمطابق اگست 2020، ص 21 تا 23، قسط: 03

سبق نمبر28 قضا نمازیں

سوال جان بوجھ کر نماز قضاء کرنے والوں کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب قرآنِ پاک میں اِرشاد ہوتا ہے: ﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ ﴾ (پ30، الماعون:4،5)

تَرجَمۂ کنزالایمان: "تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔" حدیثِ پاک میں ہے: اس سے مراد وہ ہیں جو نماز کا وقت گزار کر پڑھیں۔[1]

سوال کیا قضاء نماز کے لئے کوئی وقت مُعَیَّن ہے اور کب قضاء نماز پڑھنا جائز نہیں؟

جواب قضاء کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بَرِیُ الذِّمَّہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔[2]

سوال وہ کون سی نماز ہے جسے لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے؟

جواب قضاء نماز کا لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے کیونکہ نماز کا ترک کرنا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔[3]

سوال قضاء نمازوں میں تاخیر کرنے کا گناہ کیسے معاف ہو گا؟

جواب قضاء نمازوں میں تاخیر کرنے کا گناہ توبہ یا حجِ مقبول سے معاف ہو جائے گا اور جو نماز چھوٹ گئی ہے اس کی قضاء ضروری ہے۔[4]

سوال کس اندیشہ کی وجہ سے نماز قضاء کرنا جائز ہے؟

جواب مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے، یونہی دائی کو نماز پڑھنے کی وجہ سے بچے کے مر جانے کا اندیشہ ہے تو نماز قضاء کرنا جائز ہے۔[5]

---

1. ... سنن کبریٰ للبیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الترغیب فی حفظ ... الخ، 2/304، حدیث: 3163
2. ... بہارِ شریعت، 1/702، حصہ: 4
3. ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب اذا اسلم المرتد ہل تعود حسناتہ ام لا، 2/650
4. ... ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/627
5. ... بہارِ شریعت، 1/700، حصہ: 4 ملخصاً

سوال وہ کونسا تندرست مسلمان ہے جس سے نمازیں فوت ہو جائیں تو اُس پر قضاء واجب نہیں؟

جواب دارُ الحرب میں کوئی مسلمان ہوا اور اُسے اَحکامِ شَرعِیَّہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کی اِطلاع نہ ہوئی تو جب تک وہاں رہا اُن دِنوں کی قضاء اُس پر واجب نہیں۔[1]

سوال وہ کون سا مریض ہے جس سے نمازیں فوت ہو جائیں تو اس پر قضاء نہیں؟

جواب ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضاء واجب نہیں۔[2]

سوال جس پر قضاء نمازیں ہوں کیا وہ انہیں چھوڑ کر سُنَن و نَوافل پڑھ سکتا ہے؟

جواب قضاء نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بَرِیُ الذِّمَّہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رَکعتیں سُنّتِ مُؤَکَّدہ کی نہ چھوڑے۔[3]

سوال نمازِ فجر قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو بلا ضرورتِ شَرعِیَّہ رات دیر تک جاگنا کیسا؟

جواب نمازِ فجر قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو بلا ضرورتِ شرعیہ رات دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔[4]

سوال ایک دن کی قضاء نمازوں کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب ایک دن کی قضاء نمازوں کی 20 رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں فجر کی، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کی اور تین وتر۔[5]

سوال جس نے کبھی نمازیں ہی نہ پڑھی ہوں وہ قضائے عمری کیسے پڑھے؟

جواب جس نے کبھی نمازیں نہ پڑھی ہوں اور اب توفیق ہوئی اور قضائے عمری پڑھنا چاہتا ہے وہ جب سے بالغ ہوا ہے اُس وقت سے حساب لگائے اور تاریخِ بلوغ بھی نہیں معلوم تو احتیاط اسی میں ہے کہ عورت نو سال کی عمر سے اور مرد بارہ

1... ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/647

2... بہار شریعت، 1/702، حصہ: 4

3... بہار شریعت، 4/706، حصہ: 1

4... ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی طلوع الشمس من مغربہا، 2/33

5... فتاویٰ رضویہ، 8/157

سال کی عمر سے نمازوں کا حساب لگائے۔[1]

سوال جس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں وہ کیا کرے؟

جواب جس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں اُن کا جلد سے جلد پڑھنا واجب ہے مگر بال بچوں کی پرورش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے۔ لہٰذا کاروبار بھی کرتا رہے اور فُرصَت کا جو وقت ملے اُس میں قضاء پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔[2]

سوال ادا اور قضا کی تعریف بیان کیجئے؟

جواب جس چیز کا بندوں کو حکم ہے اسے وقت میں بجا لانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا کہلاتا ہے۔[3]

سوال قضا نمازوں کے گناہ سے توبہ کے لیے کیا چیز ضروری ہے؟

جواب بہار شریعت، جلد1، صفحہ 700 پر مذکور حکم کا خلاصہ ہے: توبہ اسی وقت صحیح ہے جب قضا بھی پڑھ لے۔ قضا نمازوں کو تو ادا نہ کرے فقط توبہ کئے جائے تو یہ توبہ نہیں ہے کیونکہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے۔ جب گناہ سے ہی باز نہ آیا تو پھر توبہ کہاں ہوئی۔[4]

سوال کون سی نمازوں میں وقت کے اندر اندر سلام پھیر لینا ضروری ہے؟

جواب فجر، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں سلام سے پہلے اگر وقت نکل گیا تو نماز نہ ہو گی ان کے علاوہ نمازوں میں اگر وقت میں تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔[5]

سوال جس شخص کے ذمے بہت زیادہ نمازیں ہوں شریعتِ مطہرہ میں اس کیلئے کوئی آسانی کی صورت ہو تو بتائیے؟

جواب جس پر بکثرت قضا نمازیں ہوں وہ آسانی کے لیے ہر رکوع اور سجدہ میں "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" اور "سُبْحٰنَ رَبِّیَ

1... فتاویٰ رضویہ، 8/154 ماخوذا

2... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/646

3... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/627، 632 ملخصا

4... رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/627

5... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، 2/628، بہار شریعت، 1/701، حصہ 4: ماخوذا

الْاَعْلٰی" صرف ایک بار کہے اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اَلْحَمْد شریف کی جگہ فقط "سُبْحٰنَ اللّٰہ" تین بار کہہ کر رکوع کرلے، تیسری تخفیف یہ کہ قعدۂ اخیرہ میں اَلتَّحِیَّات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ" کہہ کر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ فقط ایک یا تین بار "رَبِّ اغْفِرْلِیْ" کہے۔[1]

سوال اگر فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو ان کو کب پڑھا جائے؟

جواب فجر کی سنت قضا ہو گئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔[2] اور طلوع سے پیشتر (یعنی سورج نکلنے سے پہلے) بالاتفاق ممنوع ہے۔[3] آج کل اکثر عوام فرض کے بعد فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔[4]

سوال سفر میں چار رکعت والی نماز قضا ہوئی تو اقامت میں کتنی رکعت ادا کرے؟

جواب جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالتِ اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔[5]

سوال کیا قضا نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب اگر کسی امرِ عام کی وجہ سے جماعت بھر کی نماز قضا ہو گئی تو جماعت سے پڑھیں، یہی افضل و مسنون ہے اور مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور جہری نمازوں میں امام پر جہر واجب ہے اگرچہ قضا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے بعض افراد کی نماز جاتی رہی تو گھر میں تنہا پڑھیں کہ معصیت کا اظہار بھی معصیت ہے۔[6]

---

1 . . . فتاویٰ رضویہ، 8/157تا158 ملخصاً
2 . . . حلبی کبیر، فصل فی النوافل، ص397
3 . . . ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، 2/550
4 . . . بہار شریعت، 1/664، 665، حصہ: 4
5 . . . فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، 1/121
6 . . . فتاویٰ رضویہ، 8/162

سوال کیا جمعۃ الوداع میں باجماعت قضائے عمری پڑھنے سے عمر بھر کی قضا ادا ہو جاتی ہے؟

جواب نہیں، رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں بعض لوگ باجماعت قضائے عمری پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہو گئیں یہ باطل محض ہے۔[1]

سوال پاگل پن یا بیہوشی کی حالت میں رہ جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیر لے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں، اگرچہ بے ہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اس سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔[2]

سوال نمازوں میں ترتیب سے کیا مراد ہے اور ترتیب کس پر فرض ہے کس پر نہیں؟

جواب پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر پڑھ لی تو ناجائز ہے۔[3] البتہ جس کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ وقت میں گنجائش ہو اور وہ پچھلی نماز ادا کئے بغیر وقتی نماز پڑھے تو ہو جائے گی۔[4]

سبق نمبر29 مسافر کی نماز

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۗ (پ5، النساء: 101)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو۔

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا روایت فرماتی ہیں: نماز دو رَکعت فرض کی گئی پھر جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کی گئی اور سفر کی نماز اُسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی۔[5]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 8/154 تا 155 بتغیر

2 ... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المریض، 2/692

3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، 1/121

4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب فی تعریف الاعادۃ، 2/637

5 ... بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب 48، 2/604 حدیث: 3935

سوال شرعی سفر کی مسافت کیا ہے؟

جواب شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو ساڑھے 57 میل (تقریباً 92 کلومیٹر) کے فاصلے تک جانے کے ارادے سے اپنے مقامِ اِقامت (ٹھہرنے کی جگہ، وطن) مثلاً شہر یا گاؤں سے باہر ہو گیا۔[1]

سوال کیا سفر کی نیت کرتے ہی بندہ شرعاً مسافر بن جائے گا؟

جواب محض نیتِ سفر سے مسافر نہ ہو گا بلکہ مُسافر کا حکم اُس وقت ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے، شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے۔[2]

سوال نمازِ قَصر کسے کہتے ہیں؟

جواب سفر میں چار فرضوں کو دو پڑھنا قصر کہلاتا ہے۔[3]

سوال کیا مسافر کے لئے قصر کرنا ضروری ہے؟

جواب جی ہاں مسافر پر نماز میں قصر کرنا واجب ہے۔[4]

سوال کیا مُسافر سُنّتیں بھی قصر کر کے پڑھے گا؟

جواب سُنّتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتّہ خوف اور رَوارَوی (گھبراہٹ) کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔[5]

سوال اگر کوئی شخص تین دن کی راہ پر جارہا ہے لیکن اس کا دورانِ مَسافت دو دن کی راہ پر کسی کام کے حوالے سے رُکنے کا ارادہ ہے تو کیا وہ بھی نماز قصر پڑھے گا؟

جواب جی نہیں وہ مسافر نہیں ہوا نماز پوری پڑھے گا، قصر نماز کے لئے اس مسافت کا تین دن پورا اور راہ کا مُتَّصِل (ملا ہوا، لگاتار) ہونا ضروری ہے۔[6]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 8/270 ملخصا
2 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ المسافر، 2/722
3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/139 مفہوما
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/139
5 ... بہار شریعت، 1/744، حصہ 4
6 ... فتاویٰ رضویہ، 8/270 ملخصا

سوال وطنِ اصلی کسے کہتے ہیں؟

جواب وہ جگہ جہاں اس کی پیدائش ہوئی ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔[1]

نیتِ اقامت صحیح ہونے کی شرائط

سوال نیتِ اِقامت صحیح ہونے کے لیے کتنی شرائط ہیں؟

جواب نیتِ اقامت صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں: (1) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔ (2) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا غیر آباد ٹاپو (جزیرہ، خشکی کے ٹکڑے) میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا۔ (3) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہو گا۔ (4) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں (جگہوں) میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو، مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہو گا۔ (5) اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔ (6) اس کی حالت اس کے ارادہ کے مُنافی نہ ہو۔[2]

وطنِ اقامت کی تعریف

سوال وطنِ اقامت کی تعریف بتائیں؟

جواب وطنِ اقامت وہ جگہ جہاں مسافِر نے 15 دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔[3]

سوال مسافر کسی کام کے لئے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا اور یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اگر اس صورت میں "آج کل آج کل کرتے" زیادہ دن گزر جائیں تو نماز قصر پڑھے یا پوری؟

جواب اس صورت میں اگر آج کل آج کل کرتے کئی برس گزر جائیں جب بھی مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔[4]

سوال مسافر نے چار رکعت کی نیت کر لی تو اب کیا حکم ہو گا؟

جواب مسافر نے قصر کی بجائے چار رکعت فرض کی نیت باندھ لی پھر یاد آنے پر دو پر سلام پھیر دیا تو نماز ہو جائے گی۔[5]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/142؛ بہارِ شریعت، 1/750، حصہ: 4

2 ... بہارِ شریعت، 1/744، 745، حصہ: 4

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/142

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/139

5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، 1/139 ماخوذاً

سوال مسافر کو کس صورت میں چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟

جواب مسافر جبکہ مقیم کی اِقتدا کرے تو اس کو چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے۔[1]

سبق نمبر30 سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر

آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرنے کی فضیلت

حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جب جب آدمی آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے: ہائے میری بربادی! ابنِ آدم کو سجدے کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنّت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لئے دوزخ ہے۔[2]

سوال قرآنِ پاک میں آیاتِ سجدہ کتنی ہیں؟

جواب سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔[3]

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

سوال سجدۂ تلاوت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، سجدۂ تلاوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تَشَہُّد ہے نہ سلام۔[4]

سوال کیا سجدۂ تلاوت بھی فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب جی ہاں جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا۔[5]

سوال سجدۂ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر، ومما یتصل بذلک... الخ، 1/142

2 ... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ، ص58، حدیث:244

3 ... ہدایہ، کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ، الجزء الاول، ص78

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/135

5 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ، 2/699

جواب آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے، پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز میں ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے۔[1]

سوال کیا آیتِ سجدہ لکھنے یا دیکھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے؟

جواب جی نہیں آیتِ سجدہ لکھنے یا دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔[2]

سوال اگر آیتِ سجدہ سننے کی نیت نہ تھی بلکہ بلا قصد سن لی تو کیا حکم ہو گا؟

جواب سننے والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بِالْقصد سنی ہو، بِلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔[3]

سوال اگر آیتِ سجدہ کا ترجمہ سنا تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب کسی بھی زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو کہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے۔ البتّہ یہ ضرور ہے کہ اسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے۔[4]

سوال اگر نماز کے باہر آیتِ سجدہ پڑھی تو کیا فوراً سجدہ کر لینا واجب ہے؟

جواب آیتِ سجدہ نماز کے باہر پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہے۔ البتّہ وضو ہو تو (بلا عذر) تاخیر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔[5]

سوال کوئی شخص اپنی نماز پڑھتے ہوئے آیتِ سجدہ سن لے تو کیا حکم ہے؟

جواب جو شخص نماز میں نہیں اُس نے آیتِ سجدہ پڑھی اور نمازی نے سن لی تو نماز کے بعد سجدہ کرے اور اگر نماز ہی میں سجدہ کر لیا تو کافی نہ ہو گا بعدِ نماز پھر کرنا ہو گا۔[6]

سوال اگر کسی نابالغ بچہ سے آیتِ سجدہ سنی تو کیا حکم ہو گا؟

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/132

2 ... حلبی کبیر، سجدۃ التلاوۃ، ص500

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/133

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/132

5 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ، 2/703

6 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/133

جواب نابالغ سے آیتِ سجدہ سننے سے بھی سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔[1]

سوال نابالغ نے آیتِ سجدہ تلاوت کی تو کیا اس پر سجدہ کرنا واجب ہو گا یا نہیں؟ نیز نابالغ نے آیتِ سجدہ تلاوت کی اور بالغ نے سُنی تو کیا سُننے سے بالغ پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب نابالغ اَحکامِ شَرعیہ کا مُکَلَّف نہیں، لہٰذا اگر وہ آیتِ سجدہ تِلاوت کرے یا سُنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہو گا، البتہ اگر نابالغ نے تلاوت کی اور عاقِل بالغ مسلمان نے اس سے آیتِ سجدہ کی تلاوت سُنی تو سُننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

سوال پوری سورت پڑھنا اور آیتِ سجدہ چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

سوال کس صورت میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سنے بغیر سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے؟

جواب امام نے آیتِ سجدہ پڑھی تو اس صورت میں اگرچہ مقتدی نے آیتِ سجدہ نہ پڑھی اور نہ سنی مگر امام کے ساتھ اس پر بھی سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔[3]

سوال سجدۂ تلاوت میں دو سنت اور دو مستحب کون سے ہیں؟

جواب سجدۂ تلاوت سے پہلے اور بعد دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔[4]

سوال وہ کیا صورت ہے کہ آیتِ سجدہ سنی اور سجدہ کئے بغیر اس کا سجدہ ہو گیا؟

جواب اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس کے لیے بھی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے۔[5]

---

1 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، 2/701

2 ... المبسوط، کتاب الصلوٰۃ، باب السجدۃ، ج:2، 1/5

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/133

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/135

5 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، 2/698، بہار شریعت، 1/728، حصہ: 4

سوال نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدہ کرنے میں کتنی تاخیر کرنے سے گنہگار ہوگا؟

جواب تین آیت سے زیادہ دیر لگانا گناہ ہے۔ تراویح یا کسی بھی نماز میں اگر آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ واجب ہے۔[1]

سوال نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد کھڑے ہو کر بغیر کچھ تلاوت کئے رکوع کرنا کیسا؟

جواب ایسی صورت میں سجدہ ادا تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔[2]

سوال اگر کسی پر بہت سے سجدۂ تلاوت ہوں اور وہ انہیں ادا کئے بغیر مر جائے یا ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی سبکدوشی کی کیا صورت ہوگی؟

جواب شریعت میں سجدۂ تلاوت کا کوئی بدل یا فدیہ نہیں ہے اسی لئے جو ادا نہ کر سکا اس پر مرتے وقت اس بارے میں کوئی وصیت کرنا لازم نہیں۔ یا تو ادا کر لے اور ادا کرنے سے عاجز ہو تو توبہ۔ اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔[3]

سوال کیا سجدۂ تلاوت میں "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کے علاوہ بھی کچھ پڑھا جا سکتا ہے؟

جواب فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دُعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے[4] ۔[5]

سوال اگر آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے والا فوراً سجدہ نہ کر سکے تو اسے کیا کہہ لینا چاہیے؟

جواب اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے "سَمِعْنَا

1... ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 8/239

2... ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 8/235

3... ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، 8/238

4... مثلاً یہ دعا پڑھے: سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ (ترجمہ: میرے چہرے نے سجدہ کیا اس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت و قوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ کریم جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔) یا یہ کہہ لے: سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (ترجمہ: پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔) (بہار شریعت، 1/732)

5... ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، 2/700

وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ“۔[1]

سوال سجدۂ شکر کسے کہتے ہیں؟

جواب حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: دینی یا دنیوی خوشی کی خبر سن کر سجدہ کرنے کو سجدۂ شکر کہا جاتا ہے۔[2]

سوال کن مواقع پر سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے؟

جواب اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا الغرض کسی بھی نعمت کے حصول پر سجدۂ شکر کرنا مستحب ہے۔[3]

سوال حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس کے قتل کا سنا تو سجدۂ شکر ادا کیا؟

جواب حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابو جہل کے قتل کی خبر سن کر سجدۂ شکر ادا کیا۔[4]

بے وضو سجدۂ شکر کرنا کیسا؟

سوال اگر کوئی شخص بے وُضو یا قبلہ کی تعیین کئے بغیر یا زوال کے وقت میں سجدۂ شکر کرے تو کیا یہ درست ہے؟ اور سجدۂ شکر کا صحیح طریقہ بھی بتا دیں۔

جواب سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر میں بھی نماز کی طرح طہارت اور استقبالِ قبلہ (قبلہ رُخ ہونا) شرط ہے لہٰذا طہارت یا قبلہ رُو ہوئے بغیر سجدہ ادا نہیں ہو گا، اور چونکہ یہ سجدہ واجب نہیں ہوتا بلکہ نفلی طور پر کیا جاتا ہے اس لئے جن جن اَوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے ان اَوقات میں یہ سجدہ کرنا بھی مکروہ ہو گا۔ سجدۂ شکر کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی نعمت ملے، خوشی حاصل ہو یا کوئی مُصیبت ٹلے تو اللہ پاک کا شکر اَدا کرنے کی نِیّت سے باطہارت قِبلہ رُخ کھڑے ہوں اور تکبیر کہتے ہوئے سَجدے میں جائیں، سَجدے میں تسبیح و حمد وغیرہ کے اَلفاظ کہیں (الفاظ کچھ مخصوص نہیں ہیں کوئی بھی ہو سکتے ہیں) اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے سے اٹھ جائیں۔ مختصر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کا جو طریقہ ہے وہی سجدۂ شکر کا بھی ہے۔

---

1 ... فتاویٰ تاتارخانیۃ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الحادی والعشرون فی سجدۃ التلاوۃ، 1/789

2 ... مرآۃ المناجیح، 2/388 ماخوذاً

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، 1/136

4 ... اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب فی سجود الشکر، 1/663

سبق نمبر31 جمعہ کا بیان

ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے ہمیں جُمُعَۃُ الْمبارَک کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ افسوس! ہم ناقدرے جُمُعہ شریف کو بھی عام دنوں کی طرح غفلت میں گزار دیتے ہیں حالانکہ جُمُعہ یومِ عید ہے، جُمُعہ سب دنوں کا سردار ہے، جُمُعہ کے روز جہنَّم کی آگ نہیں سُلگائی جاتی، جُمُعہ کی رات دوزخ کے دروازے نہیں کھلتے، جُمُعہ کو بروزِ قِیامت دلہن کی طرح اُٹھایا جائیگا، جُمُعہ کے روز مرنے والا خوش نصیب مسلمان شہید کا رُتبہ پاتا اور عذابِ قَبْر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ مشہور مُفسّرِ حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرمان کے مطابق، جُمُعہ کو حج ہو تو اس کا ثواب ستَّر حج کے برابر ہے، جُمُعہ کی ایک نیکی کا ثواب ستّر گنا ہے۔ (چونکہ جمعہ کا شرف بہت زیادہ ہے لہٰذا) جُمُعہ کے روز گناہ کا عذاب بھی ستّر گنا ہے۔[1]

جُمُعَۃُ الْمُبارَک کے فضائل کے تو کیا کہنے! اللہ پاک نے جُمُعہ کے متعلق ایک پوری سورت "سُوْرَۃُ الْجُمُعَہ" نازِل فرمائی ہے جو کہ قرآنِ کریم کے 28ویں پارے میں جگمگا رہی ہے۔ اللہ پاک سورۃ الجمعہ کی آیت نمبر 9 میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَؕ-ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۹ (پ28، الجمعۃ:9)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جُمُعہ کے دن تو اللہ کے ذِکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

جُمُعہ کے معنیٰ

سوال جمعہ کا معنیٰ کیا ہے اور اس کو جمعہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب مفسر شہیر حکیمُ الامّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: چُونکہ اس دن میں تمام مخلوقات وُجُود میں مُجْتَمَع (یعنی اکٹھی) ہوئی کہ تکمیلِ خَلق اِسی دن ہوئی نیز حضرتِ آدم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مٹّی اسی دن جمع ہوئی نیز اس دن میں لوگ جمع ہو کر نمازِ جُمُعہ ادا کرتے ہیں، ان وُجوہ سے اِسے جُمُعہ کہتے ہیں۔ اِسلام سے پہلے اہلِ عَرَب اسے عَرُوبہ کہتے

[1] ... مرآۃ المناجیح، 2/ 323، 325، 336 ملخصا

تھے۔[1]

نمازِ جُمُعَہ ادا کرنے کی فضیلت

سوال: نمازِ جمعہ پڑھنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: حضرت سَیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اچھی طرح وُضُو کیا پھر جُمُعَہ پڑھنے کے لیے آیا، (خطبہ) سنا اور چُپ رہا تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس جُمُعَہ اور دوسرے جُمُعَہ کے درمیان ہیں اور تین دن مزید اور جس نے کنکری چُھوئی اس نے لغو کیا۔[2]

سوال: جمعہ نہ پڑھنے والوں کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب: سَرْوَرِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آئیں ورنہ اللہ پاک ان کے دلوں پر مُہر کر دے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔[3]

جمعہ کس پر واجب ہے؟

سوال: جمعہ کس پر واجب ہے اور اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: جمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں: (1) شہر میں مقیم ہونا (2) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ شیخِ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ (3) آزاد ہونا، غلام پر جمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کر سکتا ہے (4) مرد ہونا (5) بالغ ہونا (6) عاقل ہونا۔ یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے (7) انکھیارا ہونا (8) چلنے پر قادر ہونا (9) قید میں نہ ہونا (10) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا (11) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔[4]

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/317

2 ... مسلم، کتاب الجمعۃ، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ، ص332، 333، حدیث: 1988

3 ... مسلم، کتاب الجمعۃ، باب التغلیظ فی ترک الجمعۃ، ص334، حدیث: 2002

4 ... بہار شریعت، 1/770-772، حصہ: 4

جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر پڑھنا کیسا ہے؟

سوال جُمُعَہ فرض نہ ہونے کے باوجود پڑھ لینا کیسا ہے؟

جواب جُمُعَہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں[1] ان میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقِل بالغ کے لیے جُمُعَہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لیے ظہر افضل اور نابالغ نے جُمُعَہ پڑھا تو نفل ہے کہ اس پر نماز فرض ہی نہیں۔[2]

سوال جس پر جُمُعَہ فرض ہے اگر اس نے جُمُعَہ کی نماز سے پہلے ظُہْر کی نماز پڑھ لی تو کیا جُمُعَہ کی نماز اسے پڑھنی ہو گی یا نہیں؟

جواب جس پر جُمُعَہ فرض ہے اسے شہر میں جُمُعَہ ہو جانے سے پہلے ظُہْر پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے بلکہ امام ابنِ ہُمام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: حرام ہے اور پڑھ لیا جب بھی جُمُعَہ کے لیے جانا فرض ہے اور جُمُعَہ ہو جانے کے بعد ظُہْر پڑھنے میں کراہت نہیں، بلکہ اگر جُمُعَہ دوسری جگہ نہ مل سکے تو ظُہْر ہی پڑھنا فرض ہے مگر جُمُعَہ ترک کرنے کا گناہ اس کے سر رہا۔[3]

سوال وہ کونسی نماز ہے جسے ادا کرنا فرضِ عَین ہے مگر اس کی قضاء پڑھنا حرام ہے؟

جواب: وہ نمازِ جمعہ ہے کہ جس کا پڑھنا فرضِ عَین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضاء پڑھنا حرام ہے بلکہ اُس کی قضاء کی جگہ وہ ظہر پڑھے گا۔[4]

سوال کیا سُستی کے سبب جمعہ میں دیر سے پہنچنے والے کا جمعہ ہو جائے گا؟

جواب جو جمعہ میں سستی سے آئے اور دیر میں پہنچے اگرچہ اس کا جمعہ تو ہو جائے گا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو جلدی پہنچنے والے کو ملتا ہے۔[5]

1... جمعہ واجب ہونے کی یہ شرائط دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب بہار شریعت جلد اول، صفحہ 770 تا 772 پر اور "دلچسپ معلومات" حصہ اول، صفحہ 84 پر ملاحظہ فرمائیے۔

2... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ، 3/33

3... رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ، 3/33، 34، بہار شریعت، 1/773، حصہ 4

4... الاشباہ والنظائر، الفن الرابع، کتاب الصلوۃ، ص 342

5... مرآۃ المناجیح، 2/338

سوال دورانِ خطبہ کھانے پینے یا بات چیت کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب خطبہ کے دوران کھانا پینا، بات کرنا، سُبْحٰنَ اللہ کہنا، سلام کا جواب دینا یا نیکی کی بات بتانا حرام ہے۔[1]

سوال خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب جس تک خطبہ کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ بھی خاموش رہے۔[2]

خطبہ سننے کے آداب

سوال کیا خاموشی کے علاوہ خطبہ سننے کے کچھ اور بھی آداب ہیں؟

جواب خطبہ کے وقت صرف زبان سے خاموشی کافی نہیں بلکہ سکون و اِطمینان سے بیٹھنا بھی ضروری ہے، کنکر پتھروں سے کھیلنا بھی ممنوع ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ خطبہ کے وقت دامن یا پنکھے سے ہوا کرنا بھی منع ہے اگرچہ گرمی ہو، اس وقت ہَمہ تَن خطبہ کی طرف مُتَوَجِّہ ہونا ضروری ہے۔[3] اسی طرح اگر خطبہ سننے والا اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مُڑ جائے، امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے اور خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔[4]

دورانِ خطبہ درودِ پاک پڑھنا کیسا؟

سوال دورانِ خطبہ نامِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آنے پر دُرود کا کیا حکم ہے؟

جواب حُضُورِ اَقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامِ پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں دُرود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اُس وقت اجازت نہیں۔[5] یونہی صحابۂ کرام کے ذکر پر اس وقت رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔[6]

1 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، 3/39
2 ... تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، 1/340
3 ... مرآۃ المناجیح، 2/335
4 ... حلبی کبیر، فصل فی صلوۃ الجمعۃ، ص565، بہار شریعت، 1/767 تا 768، حصہ 4 ملخصاً
5 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، 3/40
6 ... بہار شریعت، 1/775، حصہ 4

سوال پہلا خطبہ ہاتھ باندھ کر اور دوسرا زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر سننے کا کیا اجر ہے؟

جواب بزرگانِ دِین فرماتے ہیں کہ دوزانو بیٹھ کر خطبہ سُنے، پہلے خطبہ میں ہاتھ باندھے اور دوسرے میں زانوں پر ہاتھ رکھے تو اِنْ شَآءَ اللہ دو رکعت کا ثواب ملے گا۔[1]

کس پر جمعہ فرض نہیں؟

سوال کونسے مریض اور تیمار دار پر جُمُعَہ فرض نہیں؟

جواب مریض پر جُمُعَہ فرض نہیں، مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یادیر میں اچھا ہو گا۔[2] جو شخص مریض کا تیمار دار ہو، (اگر وہ) جانتا ہے کہ جُمُعَہ کو جائے گا تو مریض دِقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا تو اُس تیمار دار پر جُمُعَہ فرض نہیں۔[3]

سوال کس نابینا پر جُمُعَہ فرض ہے اور کس پر نہیں؟

جواب وہ نابینا جو خود مسجدِ جُمُعَہ تک بلا تکلّف نہ جا سکتا ہو اس پر جُمُعَہ فرض نہیں۔ بعض نابینا بلا تکلّف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بِلا پُوچھے جاسکتے ہیں ان پر جُمُعَہ فرض ہے۔[4]

جمعہ کے لیے جاتے ہوئے خرید و فروخت

سوال نمازِ جُمُعَہ کے لیے جاتے ہوئے خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع (خرید و فروخت) وغیرہ اُن چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔[5]

سوال جمعہ کیلئے الگ جوڑا رکھنے کا کیا حکم ہے؟

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/338
2 ... حلبی کبیر، فصل فی صلٰوۃ الجمعۃ، ص548
3 ... در مختار، کتاب الصلٰوۃ، باب الجمعۃ، 3/31، بہار شریعت، 1/770، حصہ 4:
4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب الجمعۃ، مطلب فی شروط وجوب الجمعۃ، 3/32
5 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب الجمعۃ، 3/42

جواب مُسْتَحَب ہے کہ جمعہ کا جوڑا الگ رکھے جو بوقتِ نماز پہن لیا کرے اور بعد میں اتار دیا کرے۔ امام زَینُ العابِدین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تو نمازِ پنجگانہ کے لئے الگ جوڑا رکھتے تھے۔[1]

سوال یوم جمعہ میں وہ مختصر گھڑی کونسی ہے جس میں بھلائی مانگنے والے مسلمان کو ضرور دیا جاتا ہے۔

جواب اس بارے میں اکابر مُحَقِّقِین علماء اور کثیر آئمہ کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کے نزدیک راجح اور قوی قول دو ہیں: (1) وہ روزِ جمعہ کی آخری ساعت یعنی غروبِ آفتاب سے کچھ پہلے کا وقت ہے۔ (2) جب امام منبر پر بیٹھے اس وقت سے فرضِ جمعہ کے سلام تک۔ البتہ امام کے منبر پر آنے کے بعد سے فرضِ جمعہ کا سلام پھیرنے تک کسی بھی قسم کا کلام منع ہونے کی وجہ سے دعا فقط دل سے کی جاسکتی ہے۔[2]

سوال جمعہ کے دن مسجد آنے والے کن افراد کا نام فرشتے نہیں لکھتے؟

جواب جب جمعہ کا دن آتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جلدی آنے والوں کا نام لکھتے ہیں۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے منبر پر آتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر انسانوں کے ساتھ خطبہ سننے لگتے ہیں، اب جو اس وقت آئے گا، نہ اس کا نام ان کے دفتر میں لکھا جائے گا نہ اسے جلد آنے کا ثواب ملے گا۔[3]

سوال حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے جمعہ ادا فرمائے؟

جواب حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تقریباً پانچ سو جمعے پڑھے ہیں کیونکہ جمعہ بعدِ ہجرت شروع ہوا جس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی مبارک دس سال رہی، اس عرصہ میں جمعے اتنے ہی ہوتے ہیں۔[4]

سوال نمازِ جُمُعَہ کے لئے غسل کرنے اور خوشبو لگانے والے کے لئے کیا انعام ہے؟

جواب حضرت سَیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جُمُعَہ کے دن نہائے، جس طَہارت کی اِستطاعت ہو کرے، تیل لگائے، گھر میں جو خوشبو ہو ملے پھر نماز کے لیے نکلے، دو شخصوں میں جدائی نہ کرے (یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انہیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے)، جو نماز اس کے لیے

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/337

2 ... فضائلِ دعا، ص116 تا 119 ملخصا

3 ... بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الاستماع الی الخطبۃ، 1/319، حدیث: 929، مرآۃ المناجیح، 2/335

4 ... اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب الخطبۃ والصلوۃ، الفصل الثالث، 1/631

لکھی گئی ہے پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چُپ رہے اُس کے اِس جُمُعَہ اور دوسرے جُمُعَہ کے درمیان ہونے والے گناہوں کی مغفرت ہوجائے گی۔[1]

سوال نمازِ جُمُعَہ میں لوگوں کی گردنیں پھلانگنے والے کے لیے کیا وعید ہے؟

جواب حدیثِ مبارک میں ہے کہ جس نے جُمُعَہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنّم کی طرف پُل بنایا[2]۔[3]

سوال جُمُعَہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی کیا فضیلت ہے اور زیادہ بہتر کس وقت ہے؟

جواب جُمُعَہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ بُزرگی رات میں پڑھنے کی ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ جو شخص جُمُعَہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے اس کیلئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔[4] نیز ارشاد فرمایا: جو جُمُعَہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت میں اس کے لیے روشن ہوگا اور دو جمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں بخش دیئے جائیں گے۔[5]

سوال جُمُعَۃُ المبارک کے دن فوت ہونے والے کیلئے حدیث میں کیا بشارت ہے؟

جواب حُضُور نبیِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو روزِ جُمُعَہ یا شبِ جُمُعَہ مرے گا عذابِ قَبْر سے بچالیا جائے گا اور قِیامت کے دن اِس طرح آئے گا کہ اُس پر شہیدوں کی مُہر ہوگی۔[6]

سبق نمبر 32 عِیْدَیْن

سوال عیدُ الفطر اور عیدُ الاضحیٰ کن چیزوں کے شُکرانے کے طور پر منائی جاتی ہیں؟

---

1 ... بخاری، کتاب الجمعۃ، باب الدہن للجمعۃ، 1/306، حدیث: 883

2 ... حدیث میں لفظ اِتَّخَذَ جِسْرًا واقع ہوا ہے اس کو معروف و مجہول (یعنی اِتَّخَذَ اور اُتُّخِذَ) دونوں طرح پڑھتے ہیں اور یہ ترجمہ معروف کا ہے اور مجہول پڑھیں تو مطلب یہ ہوگا کہ خود پُل بنادیا جائے گا یعنی جس طرح لوگوں کی گردنیں اس نے پھلانگی ہیں، اس کو قیامت کے دن جہنّم میں جانے کا پُل بنایا جائے گا کہ اس کے اوپر چڑھ کر لوگ جائیں گے۔ (بہارِ شریعت، حصہ: 4، 1/761، 762)

3 ... ترمذی، کتاب الجمعۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ التخطی یوم الجمعۃ، 2/48، حدیث: 513

4 ... سنن صغری، کتاب الصلوۃ، باب فضل الجمعۃ، 1/210، حدیث: 608

5 ... الترغیب والترہیب، کتاب الجمعۃ، الترغیب فی قراءۃ سورۃ الکہف... الخ، 1/298، حدیث: 2

6 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فیمن مات یوم الجمعۃ، 2/339، حدیث: 1076، مسند الفردوس، 2/274، حدیث: 5968

جواب: عید الفطر عباداتِ رمضان کی توفیق ملنے کے شکریئے کی ہے اور بقر عید حضرت ابراہیم و اسماعیل عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کامیابی کے شکریہ میں۔[1]

سوال: پہلی نمازِ عید کب ادا کی گئی؟

جواب: سن 2 ہجری میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے، اسی سال نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر بقر عید۔[2]

سوال: عِیدَین کی نماز کا حکم بیان کریں؟

جواب: عِیدَیْن کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انہیں پر جن پر جمعہ واجب ہے۔[3]

سوال: عِیدَین کی نماز کا مستحب وقت بتایئے؟

جواب: ان دونوں نمازوں کا وقت سورج کے ایک نیزہ کی مقدار بلند ہونے (یعنی طلوعِ آفتاب کے بیس منٹ بعد) سے ضَحوۂ کُبریٰ یعنی نِصفُ النہار شرعی تک ہے۔[4] مگر عِیدُ الفطر میں دیر کرنا اور عِیدُ الاَضحیٰ میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔[5]

نمازِ عید کی نیت

سوال: نمازِ عید کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: میں نیت کرتا ہوں دو رَکعت نَماز عِیدُ الفطر (یا عِیدُ الاَضحیٰ) کی، ساتھ چھ زائد تکبیروں کے، واسطے اللہ پاک کے، پیچھے اِس امام کے۔[6]

عِیدَین کی نماز کا طریقہ

سوال: عِیدَین کی نماز کا طریقہ بیان کیجئے؟

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 2/355، ملتقطاً 337
2 ... مرآۃ المناجیح، 2/355 ملخصاً
3 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/51
4 ... تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، 1/540
5 ... خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوۃ، الفصل الرابع والعشرون فی صلوۃ العیدین، 1/214
6 ... بہارِ شریعت، 1/781، حصہ 4، بتغیر

جواب (امام صاحب جب اَللّٰہُ اَکْبَر کہیں تو) کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر حَسْبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیجئے اور ثَناء پڑھیے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھایئے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے لٹکا دیجئے۔ پھر ہاتھ کانوں تک اٹھایئے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر لٹکا دیجئے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھایئے اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر باندھ لیجئے یعنی پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ باندھئے اس کے بعد دوسری اور تیسری تکبیر میں لٹکایئے اور چوتھی میں ہاتھ باندھ لیجئے۔ اس کو یوں یاد رکھئے کہ جہاں قِیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھتے ہیں اور جہاں نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکاتے ہیں۔[1] پھر امام تَعَوُّذ اور تَسْمِیَہ آہِستہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ شریف اور سورت جہر (یعنی بلند آواز) کے ساتھ پڑھے، پھر رُکوع کرے۔ دوسری رَکْعَت میں پہلے اَلْحَمْدُ شریف اور سُورت جہر کے ساتھ پڑھے، پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہئے اور ہاتھ نہ باندھئے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے رُکوع میں جایئے اور نَماز مکمَّل کر لیجئے۔[2]

نمازِ عید میں زائد تکبیریں

سوال نمازِ عید میں کتنی تکبیریں زائد ہوتی ہیں؟

جواب نمازِ عید میں چھ تکبیریں زیادہ کہی جاتی ہیں۔[3]

سوال نمازِ عید میں زائد تکبیریں کس وقت کہی جاتی ہیں؟

جواب زائد تکبیریں ہر رکعت میں تین تین ہیں، پہلی رکعت میں قراَت سے پہلے اور تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور قراَت کے بعد کہی جاتی ہیں۔[4]

سوال نمازِ عید میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ ہاتھ کانوں تک کب اٹھائے جاتے ہیں؟

جواب نمازِ عید میں کہی جانے والی چھ زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔[5]

سوال نمازِ عید میں امام کو رکوع میں پانے والا زائد تکبیریں کیسے کہے گا؟

---

1 . . . درمختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/61

2 . . . فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین، 1/150

3 . . . درمختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/61

4 . . . درمختار و ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/61-63 ملتقطا

5 . . . درمختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/65 مفصلا

جواب: اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے۔[1]

سوال: مقتدی رُکوع میں زائد تکبیریں پوری نہیں کر سکا یا پھر قَوْمَہ میں شامل ہوا تو اب تکبیریں کب کہے گا؟

جواب: اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھا لیا تو باقی ساقط ہو گئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے۔[2]

سوال: امام صاحب نے چھ سے زیادہ تکبیریں کہہ دیں تو مقتدی کیا کرے گا؟

جواب: امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں (کی جائے گی کہ عیدین میں تیرہ تک تکبیریں مشروع ہیں)۔[3]

سوال: پہلی رکعت میں امام صاحِب نے تکبیروں سے پہلے قراءت شروع کر دی تو کیا حکم ہے؟

جواب: پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قِراءَت شروع کر دی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔[4]

سوال: وہ کون سی نماز ہے جس میں رُکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے؟

جواب: عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے۔[5]

سوال: امام کا خطبۂ عید سے پہلے اور بعد میں تکبیر کہنے کا حکم بیان کیجئے؟

جواب: نمازِ عید میں پہلے خطبہ سے قبل نو بار اور دوسرے سے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے سے پہلے چودہ بار اَللّٰہ

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/64
2 ... فتاوی ہندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین، 1/151
3 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/63، بہار شریعت، 1/782، حصہ: 4
4 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر... الخ، 1/151
5 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، 2/200

اَکْبَر کہنا سنت ہے۔[1]

سوال جس شخص کی نمازِ عید کی جماعت نکل جائے کیا وہ اپنے طور پر پڑھ سکتا ہے؟

جواب امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔[2]

نمازِ عید دوسرے دن پڑھنے کا حکم

سوال کیا نمازِ عید دوسرے دن بھی پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہو سکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نِصْفُ النہار شرعی تک اور بلا عذر عِیدُ الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔[3]

تکبیرِ تشریق اور اس کا حکم

سوال تکبیرِ تشریق اور اس کا حکم بیان کریں؟

جواب نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک پانچوں وقت کی فرض نمازیں جو مسجد کی جماعتِ اُولیٰ کے ساتھ ادا کی گئیں اُن میں (سلام پھیرنے کے بعد فوراً) ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار افضل۔[4] تکبیرِ تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔[5]

---

1 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/67

2 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/67، 68

3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر فی صلوۃ العیدین، 1/151؛ بہار شریعت، 1/784، حصہ 4

4 ... تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ العیدین، 1/544-545 ملتقطا

5 ... تنویر الابصار، کتاب الصلوۃ، باب العیدین، 3/72

سوال عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا چاہیے یا نہیں؟

جواب عیدُالفطر میں نماز سے پہلے چند کھجوریں طاق عدد میں تین، پانچ، سات یا کوئی بھی میٹھی شے کھالینا مُستحب ہے جبکہ عیدُالاَضحیٰ (بقر عید) میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے اگر چہ قربانی نہ کرے۔[1] جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عیدُالفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور عیدُالاَضحیٰ کے روز نہیں کھاتے تھے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے۔[2]

سوال قربانی سے پہلے حجامت بنوانے اور ناخن تَرَشْوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب قربانی کرنی ہو تو مُستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے اور نہ ناخن تَرَشوائے۔[3]

سوال عید کے دن کی مُستحب چیزیں کیا ہیں؟

جواب غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، عید گاہ جلد چلے جانا، عید گاہ پیدل جانا وغیرہ۔[4]

سوال نمازِ عید کے بعد مُصافحہ و مُعانقہ کرنا کیسا ہے؟

جواب صدرُالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعد نمازِ عید مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہارِ مَسَرَّت ہے۔[5]

سوال بقرہ عید کے دن کونسی نیکی اللہ پاک کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

جواب حُضُور تاجدارِ ختمِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: انسان بقرہ عید کے دن کوئی ایسی نیکی نہیں کرتا جو اللہ پاک کو (جانور کا) خون بہانے سے زیادہ پیاری ہو، یہ قُربانی قِیامت میں اپنے سینگوں، بالوں اور کُھروں کے ساتھ آئے گی (اور اُس کی نیکیوں کے پلڑے میں رکھی جائے گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ پاک کے ہاں قَبول ہو جاتا ہے لہٰذا قُربانی خوش دِلی سے کرو۔[6]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، 1/150
2 ... ترمذی، کتاب العیدین، باب ماجاء فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج، 2/70، حدیث: 542
3 ... رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، مطلب فی ازالۃ الشعر... الخ، 3/77
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، 1/149
5 ... بہارِ شریعت، 1/784، حصہ: 4
6 ... ترمذی، کتاب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، 3/162، حدیث: 1498

سوال باجماعت پڑھی جانے والی کونسی نمازوں کے لیے اذان واِقَامَت نہیں؟

جواب وہ عِیدُ الفطر، بقر عید اور جنازہ وغیرہ کی نمازیں ہیں کیونکہ فرض نمازوں کے علاوہ کسی نماز میں اذان و اِقَامَت نہیں۔[1]

سبق نمبر33 بیماری اور علاج

سوال حدیث پاک میں بخار کی کیا فضیلت بیان کی گئی ہے؟

جواب تاجدارِ ختم نبوت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ بندۂ مومن کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگ صاف کر دیتی ہے۔[2]

سوال حدیثِ پاک میں مرضِ طاعون کا سبب کیسے فرمایا گیا ہے؟

جواب حدیث شریف میں ہے: طاعون تمہارے دشمن جنات کے نیزے کا زخم ہے۔[3]

سوال "طاعون" کا مرض عذاب ہے یا رحمت؟

جواب "طاعون" بنی اسرائیل کے حق میں عذاب تھا مگر اُمتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے حق میں یہ مرض رحمت ہے۔[4] کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہوتا ہے۔[5]

سوال کونسی بیماریوں کو ناپسند کرنا منع ہے؟

جواب (1) آشوبِ چشم (2) زُکام (3) کھانسی اور (4) کھجلی۔[6]

سوال حدیثِ پاک کی روشنی میں رات کا کھانا چھوڑ دینے کا نقصان بتائیے؟

---

1 ... فتاویٰ خانیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، 1/38

2 ... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المومن فیما یصیبہ... الخ، ص1068، حدیث:6570

3 ... مسند احمد، مسند الکوفیین، حدیث ابی موسیٰ الاشعری، 7/131، حدیث:19545

4 ... تفسیر صاوی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:59، 1/68

5 ... بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب الشہادۃ سبع سوی القتل، 2/262، حدیث:2829

6 ... شعب الایمان، باب فی عیادۃ المریض، فصل فی آداب العیادۃ، 6/541، حدیث:9212

جواب: میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ صحّت نشان ہے: رات کا کھانا نہ چھوڑو چاہے ایک مُٹّھی کھجور ہی کیوں نہ ہو کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنا آدمی کو ضعیف کر دیتا ہے۔[1]

مرگی سے حفاظت کا عمل

سوال: ”اُمُّ الصِّبْیَان“ کس بیماری کو کہتے ہیں نیز اس سے حفاظت کا طریقہ بتائیں؟

جواب: اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”مرگی بہت خبیث بلا ہے اور اسی کو ”اُمُّ الصِّبْیَان“ کہتے ہیں۔“ مزید فرماتے ہیں: ”اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جائے کہ نہلا کر اذان و اقامت بچے کے کان میں کہہ دی جائے تو اِنْ شَآءَ اللہ عمر بھر مرگی سے محفوظ رہے۔“

سوال: قے کے فوائد و نقصانات کیا ہیں؟

جواب: (1) قے سے مِعدہ کی صفائی ہوتی ہے۔ (2) زیادہ قے آنا نقصان دہ ہے کہ اس سے سینے اور مِعدہ میں درد پیدا ہوتا ہے (3) جب قے آنے لگے تو اُس کو زبردستی نہ روکا جائے کہ سخت اَمراض پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔[2]

خود ڈاکٹر نہ ہونے کے باوجود کلینک کھولنا یا علاج کرنا

سوال: خود ڈاکٹر نہ ہونے کے باوجود کلینک کھول کر لوگوں کا علاج کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ حقیقی معنوں میں باقاعِدہ ڈاکٹر یا حکیم نہ ہونے کے باوُجود کلینک یا مَطب کھول کر مریضوں کا علاج شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا قانوناً جُرم ہونے کے ساتھ ساتھ شرعاً بھی ممنوع ہے۔ یاد رکھئے! جو ماہِر طبیب نہ ہو اُس کو مریض کے علاج میں ہاتھ ڈالنا کارِ ثواب نہیں بلکہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ اگر کوئی ایسا غیر ماہر طبیب کلینک یا دوا خانہ کھول کر مریضوں کا علاج کرنے بیٹھ گیا ہو تو فوراً یہ ناجائز کام بند کرنا فرض ہے اور توبہ کے تقاضے بھی پورے کرنے ہوں گے۔[3]

سوال: بعض اوقات دوائیں لینے کے باوجود بھی شفا حاصل نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے؟

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب ترک العشاء، 4/50، 51، حدیث: 3355

2 ... گھریلو علاج، ص92 ملتقطا

3 ... گھریلو علاج، ص13 ملتقطا

جواب جب اللہ پاک کسی بیمار کی شِفا نہیں چاہتا تو دواء اور مَرَض کے درمیان ایک فِرِشتے کے ذَرِیعے آڑ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دواء مَرَض تک نہیں پہنچتی، جب شِفا کا اِرادہ ہوتا ہے تو وہ پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جس سے دواء مرض تک پہنچ جاتی ہے اور شِفاء مل جاتی ہے۔[1]

سوال "غیبت کی تباہ کاریاں" کتاب میں مذکور کینسر کے دو گھریلو علاج بیان کیجئے؟

جواب (1) پِسا ہوا کالازیرہ تین تین گرام دن میں تین مرتبہ پانی سے استعمال کیجئے۔ (2) روزانہ چٹکی بھر پسی ہوئی خالص ہلدی کھانے سے اِنْ شَآءَ اللہ! کبھی کینسر نہیں ہوگا۔[2]

سوال گردے میں پتھری کا دیسی علاج بتائیے؟

جواب ہم وَزن مُولی اور آلو بھون کر حسبِ ضَرورت سَونف، نمک اور کالی مِرچ شامل کر کے اِستِعمال کرنا گُردے کے دَرد اور پتھری کیلئے مفید ہے۔[3]

سوال جسم میں کسی جگہ درد ہو تو اس کا روحانی علاج بیان کیجئے؟

جواب بدن میں درد یا کسی چیز کی شکایت ہو تو تکلیف کی جگہ پر سیدھا ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللہ تین بار اور پھر سات مرتبہ یہ دعاء پڑھئے: اَعُوْذُ بِاللہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔[4] پڑھ کر دم کرنا ضروری نہیں۔

سبق نمبر 34 عیادت اور موت

سوال مسلمان کی بیمار پُرسی کی فضیلت بیان کیجئے؟

جواب حدیثِ پاک میں ہے: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اور شام کو جائے تو صبح تک اُس کے لیے 70 ہزار فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جنت میں اُس کے لیے ایک باغ ہوگا۔[5]

1 ... مرقاۃ المفاتیح، 8/289، تحت الحدیث: 4515

2 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص 153

3 ... گھریلو علاج، ص 55

4 ... یعنی اللہ پاک اور اس کی قدرت کے ساتھ اس چیز کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جسے میں پاتا ہوں اور جس سے آئندہ خوف کرتا ہوں۔ (الحصن الحصین، ص 109)

5 ... ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، 2/290، حدیث: 971

سوال بیماری اور تکلیف میں مبتلا شخص کو کونسے دینی فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: (1) جب بھی مؤمن کی کوئی رگ چڑھ جاتی ہے تو اللہ پاک اس کا ایک گناہ مٹاتا، ایک نیکی لکھتا اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔[1] (2) جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے وہ اَعمال بھی لکھے جاتے ہیں جو وہ تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔[2]

سوال کس صورت میں مریض کی عیادت (بیمار پُرسی) نہیں کرنی چاہئے؟

جواب مریض کی عیادت کرنا سنت ہے، لیکن اگر معلوم ہے کہ عیادت کرنے جائے گا تو اس بیمار پر گراں گزرے گا (یعنی ناگوار و تکلیف دہ ہوگا) تو ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔[3]

سوال عیادت کے وقت کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب عیادت کرنے جائے اور مرض کی سختی دیکھے تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمہاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے، اس کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہئیں جو اس کے دل کو اچھی معلوم ہوں، اس کی مزاج پرسی کرے، اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جبکہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔[4]

سوال یہ دعا "اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ"[5] کس وقت پڑھی جاتی ہے اور اِس کا کیا فائدہ ہے؟

جواب یہ دُعا عیادت کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو پس عیادت کرنے والا سات بار یہ دعا پڑھے تو اللہ پاک اُسے اُس مرض سے شفا عطا فرمادے گا۔[6]

سوال جن مسلمانوں کے نابالغ بچے فوت ہو جائیں اُن کے لیے کیا اجر ہے؟

جواب حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جن مسلمان والدین کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اللہ پاک

---

1 ... مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، باب قصۃ اعرابی لم تاخذہ الحمی... الخ، 1/668، حدیث: 1324

2 ... مسند احمد، 7/161، حدیث: 19699

3 ... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، 9/640

4 ... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، 9/640

5 ... ترجمہ: میں عظمت والے، عرشِ عظیم کے مالک اللہ سے تیرے لئے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

6 ... ابوداود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمریض عند العیادۃ، 3/251، حدیث: 3106

ان والدین کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُم نے عرض کی: اگر دو بچے فوت ہوں تو؟ ارشاد فرمایا: دو ہوں تب بھی یہی فضیلت ہے۔ عرض کی: اگر ایک بچہ ہو تو؟ ارشاد فرمایا: ایک ہو پھر بھی یہی فضیلت ہے۔[1]

سوال اچانک آنے والی موت کے متعلق حدیثِ پاک میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب حضور نبیِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اچانک موت مؤمن کے لیے راحت اور فاجر (کافر و فاسق) کے لیے پکڑ ہے۔[2]

سوال کون سا شخص جنت میں جا کر بھی دنیا میں واپسی کی تمنا کرے گا؟

جواب حدیث شریف میں ہے کہ شہید اس بات کی تمنا کرے گا کہ وہ پھر لوٹ کر دنیا میں جائے اور دس مرتبہ راہِ خدا میں قتل ہو کر شہید ہو۔[3]

سوال حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے حضرت کعب اَحبار رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے جب موت کی سختیوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کیا جواب دیا؟

جواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ! موت ایک ایسی کانٹے دار ٹہنی کی طرح ہے جسے کسی آدمی کے پیٹ میں داخل کیا جائے اور اس کا ہر کانٹا ایک ایک رگ میں پیوست ہو جائے، پھر کوئی طاقتور شخص اس ٹہنی کو اپنی پوری قوت سے کھینچے تو اس ٹہنی کی زد میں آنے والی ہر چیز کٹ جائے اور جو زد میں نہ آئے وہ بچ جائے۔[4]

کسی کی حالتِ نزع دیکھ کر کرنے والے کام

سوال کسی کی حالتِ نزع میں کن چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب جاں کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں، تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسے

1 ... مسند احمد، مسند معاذ بن جبل، 8/254، حدیث: 22151

2 ... شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، فصل فی النہی عن شق الثوب ولطم الوجہ، 7/255، حدیث: 10218

3 ... بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی المجاہد ان یرجع الی الدنیا، 2/259، حدیث: 2817

4 ... احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، الباب الثالث، 5/210

وقت نیک اور پرہیز گار لوگوں کا اُس کے پاس ہونا بہت اچھا ہے اور اس وقت وہاں سورۂ یٰسٓ شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب ہے، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سلگادیں۔ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں۔[1]

سوال میت کی آنکھیں بند کرتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ ترجمہ: اللہ پاک کے نام کے ساتھ اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ملّت پر۔ اے اللہ! تو اس کے کام کو اس پر آسان فرما، اس کے بعد والے معاملے کو اس پر آسان بنا، اپنی ملاقات سے اسے نیک بخت بنا اور جس (آخرت) کی طرف یہ گیا ہے اس کو اِس (دنیا) سے بہتر کر جس سے نکلا ہے۔[2]

سوال کیا موت کو بھی موت آئے گی؟

جواب جی ہاں! جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو اس وقت موت کو جنت اور جہنم کے درمیان مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کر دیا جائے گا۔[3]

سبق نمبر 35 میت کے غسل کا بیان

میت نہلانے کی فضیلت

سوال میت کو نہلانے دینے کی کیا فضیلت ہے

جواب حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو غسل دیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔[4]

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/157، بہار شریعت، حصہ 4، 1/808
2 ... در مختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، 3/97
3 ... بخاری، کتاب التفسیر، باب وانذرھم یوم الحسرۃ، 3/271، حدیث: 4730
4 ... معجم اوسط، 6/429، حدیث 9292

غسلِ میت کا طریقہ

سوال غسلِ میت کا طریقہ بیان کیجیے

جواب اگر بتیاں یا لوبان جلا کر تین یا پانچ یا سات بار غسل کے تختے کو دُھونی دیں یعنی اتنی بار تختے کے گرد پھرائیں، تختے پر میت کو اِس طرح لٹائیں جیسے قبر میں لٹاتے ہیں، ناف سے گھٹنوں سمیت کپڑے سے چھپا دیں، (آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اُڑھاتے ہیں اور اس پر پانی لگنے سے میت کے سَتر کی بے پردگی ہوتی ہے لہٰذا کتھئی یا گہرے رنگ کا اِتنا موٹا کپڑا ہو کہ پانی پڑنے سے ستر نہ چمکے، کپڑے کی دو تہیں کرلیں تو زیادہ بہتر) پردے کی تمام تر احتیاط اور نرمی سے میت کا لباس اُتارلیں۔ اَب نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے دونوں طرف اِستنجا کروائے (یعنی پانی سے دھوئے) پھر نماز جیسا وضو کروائیں یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ تین تین بار دُھلائیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر تین بار دونوں پاؤں دُھلائیں، میّت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، البتہ کپڑے یا رُوئی کی پھریری بھگو کر دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔ پھر سر یا داڑھی کے بال ہوں تو دھوئیں، صابن یا شیمپو استعمال کرسکتے ہیں۔ اَب بائیں (یعنی اُلٹی) کروٹ پر لِٹا کر بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا (جو اَب نیم گرم رہ گیا ہو) اور یہ نہ ہو تو خالص نیم گرم پانی سر سے پاؤں تک بہائیں کہ تختے تک پہنچ جائے پھر سیدھی کروٹ لٹا کر اِسی طرح کریں پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ کے نچلے حصے پر ہاتھ پھیریں اور کچھ نکلے تو دھو ڈالیں۔ دوبارہ وضو اور غسل کی حاجت نہیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر کسی پاک کپڑے سے بدن آہستہ سے پونچھ دیں۔ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت غسلِ میت میں بے تحاشہ پانی نہ بہائیں آخرت میں ایک ایک قطرے کا حساب ہے یہ یاد رکھیں۔[1]

اسلامی بہن کے غسلِ میت کا طریقہ

سوال اسلامی بہنوں کے غسلِ میت کا طریقہ بیان کیجیے؟

جواب غسل و کفن کے لیے ان چیزوں کا انتظام فرمالیں۔

1 . . . مدنی وصیت نامہ، ص 12 ماخوذا

(1) غسل کا تختہ (2) اگر بتّی (3) ماچس (4) دو موٹی چادریں (کتھئی ہوں تو بہتر ہے) (5) روئی (6) بڑے رومال کی طرح کے دو کپڑوں کے پیس (استنجاء وغیرہ کے لیے) (7) دو بالٹیاں (8) دو مگ (9) صابن (10) بیری کے پتے (11) دو تولیے (12) کفن کا بغیر سلا ہوا بڑے عرض کا کپڑا (13) قینچی (14) سوئی دھاگہ (15) کافور (16) خوشبو

اگر بتیاں یا لوبان جلا کر تین یا پانچ یا سات بار غسل کے تختے کو دھونی دیں یعنی اتنی بار تختے کے گرد پھرائیں، تختے پر میت کو اِس طرح لٹائیں جیسے قبر میں لٹاتے ہیں، سینے سے گھٹنوں سمیت کپڑے سے چھپا دیں (آج کل غسل کے دوران سفید کپڑا اُڑھایا جاتا ہے اور اِس پر پانی لگنے سے میت کے سَتر کی بے پردگی ہوتی ہے لہٰذا کتھئی یا گہرے رنگ کا اِتنا موٹا کپڑا ہو کہ پانی پڑنے سے سَتر نہ چمکے، کپڑے کی دو تہیں کرلیں تو زیادہ بہتر) پردے کی تمام تر احتیاط اور نرمی سے میت کا لباس اتاریں۔ اسی طرح کیل، بُندے یا کوئی اور زیور بھی نرمی سے اُتار لیں، اَب نہلانے والی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے دونوں طرف استنجا کروائے (یعنی پانی سے دھوئے) پھر نماز جیسا وضو کروائیں یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ تین تین بار دُھلائیں، پھر سر کا مسح کریں، پھر تین بار دونوں پاؤں دُھلائیں، میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے، البتہ کپڑے یا رُوئی کی پھریری بھگو کر دانتوں، مسوڑھوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔ پھر سر دھوئیں، صابن یا شیمپو یا دونوں استعمال کئے جاسکتے ہیں (لیکن ان کے زیادہ استعمال سے بالوں میں الجھاؤ پیدا ہوتا ہے لہٰذا بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا پانی کافی ہے) اب بائیں (یعنی اُلٹی) کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا (جو اب نیم گرم رہ گیا ہو) اور یہ نہ ہو تو خالص نیم گرم پانی سر سے پاؤں تک بہائیں کہ تختے تک پہنچ جائے پھر سیدھی کروٹ لٹا کر اِسی طرح کریں پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ کے نچلے حصے پر ہاتھ پھیریں اور کچھ نکلے تو دھو ڈالیں۔ دوبارہ وضو اور غسل کی حاجت نہیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر کسی پاک کپڑے سے بدن آہستہ سے پونچھ دیں۔ غسل میت میں بے تحاشہ پانی نہ بہائیں آخرت میں ایک ایک قطرے کا حساب ہے یہ یاد رکھیں۔[1]

نہلانے والے کے لیے مَدَنی پھول

سوال میت کو نہلانے والے کے لیے کچھ اہم باتیں بتایئے؟

---

1 . . . مدنی وصیت نامہ، ص12 ماخوذاً

جواب ✱ نہلانے والا باطہارت ہو۔ اگر جُنُبی شخص (جس پر غسل فرض ہو چکا ہو) نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا۔[1] ✱ اگر بے وضو نے نہلایا تو کراہت نہیں۔[2] ✱ بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتے دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار اور پرہیز گار ہو۔[3] ✱ نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میّت کے بدن سے بو آئے تو اسے پتا نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدرِ ضرورت اعضائے میّت کی طرف نظر کرے بلاضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔[4] ✱ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میّت چھوٹا لڑکا ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔[5] ✱ غسلِ میت کے بعد غسل دینے والے کو غسل کرنا مستحب ہے۔

سوال میّت کو غسل دینے کے لیے مشرق و مغرب کی سمت لِٹائیں یا شمال و جنوب؟

جواب ہر طرح درست ہے، اَصَح مذہب کے مطابق اس بارے میں کوئی تعیین و قید نہیں لہٰذا جو صورت میسّر ہو اُس پر عمل کریں۔[6]

سوال میت کے بال کاٹنا یا کنگھی کرنا کیسا؟

جواب میّت کی داڑھی یا سر کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا، کترنا یا اُکھاڑنا ناجائز و مکروہِ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔[7]

---

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/159
2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/159
3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/159
4 ... الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص 131
5 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/160
6 ... فتاوی رضویہ، 9/91 ماخوذاً
7 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/158 - ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی القراءۃ عند المیت، 3/104

سوال کیا شوہر اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب شوہر کا اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دینا ناجائز ہے۔[1]

سوال کیا بیوی اپنے فوت شدہ شوہر کو غسل دے سکتی ہے؟

جواب اگر شوہر مر گیا اور عورت عدّتِ وفات میں ہے یا شوہر نے طلاقِ رجعی دی تھی اور ابھی عدت باقی تھی کہ اس کا انتقال ہو گیا تو ان صورتوں میں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ ابھی وہ شوہر کی زوجیّت میں ہے۔[2]

سوال بعدِ غسل، میت کے جسم سے نجاست نکلی تو کیا غسل دوبارہ دیا جائے گا؟

جواب نہیں دیا جائے گا۔ دوبارہ غسل دینے کی مطلقاً کسی حال میں حاجت نہیں، اگر نجاست نکلے تو وہ دھو دی جائے۔[3]

سوال میت کے چھوڑے ہوئے مال میں تقسیم کی کیا ترتیب ہے؟

جواب سب سے پہلے کفن پھر قرض پھر وصیت اور اس کے بعد میراث۔[4]

سبق نمبر 36 کفن پہنانے کا بیان

تجہیز و تکفین کی فضیلت

تجہیز و تکفین کے متعلق دو احادیث ملاحظہ کیجئے۔

(1) حضرت سیّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو کفنایا (یعنی کفن پہنایا) تو اللہ پاک اُسے سندس کا لباس (جنت کا انتہائی نفیس ریشمی لباس) پہنائے گا۔[5]

(2) امیر المؤمنین حضرت مولائے کائنات سیّدُنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ سلطان دو جہان، رحمت عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی میت کو نہلائے، کفن پہنائے، خوشبو لگائے، جنازہ اٹھائے، نماز پڑھے اور

---

1 ... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، 3/105

2 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی حدیث کل سبب... الخ، 3/106

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/158

4 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، ص134

5 ... معجم کبیر للطبرانی، 8/281، حدیث 8078

جو نقص بات نظر آئے اُسے چھپائے وہ گناہوں سے ایسے ہی پاک ہو جاتا ہے جیسے پیدائش کے دن تھا۔[1]

سوال تجہیز و تکفین سے کیا مراد ہے؟

جواب تجہیز کے لغوی معنی ہیں: سامانِ ضرورت مہیا کرنا، آراستہ کرنا اور تکفین کے معنی ہیں: کفن دینا۔ مرنے کے بعد انسان کو جو لباس پہنایا جاتا ہے اُسے کفن کہتے ہیں اور تجہیز و تکفین سے مراد ہے موت سے لے کر دفن تک میت کے لیے جن اُمور کی حاجت ہوتی ہے وہ تمام اُمور بجالانا۔ اس میں میّت کا غسل، کفن، نمازِ جنازہ، قبر کی کھدائی سب شامل ہیں۔[2]

سوال مسلمان کی تجہیز و تکفین کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب مسلمان کی تجہیز و تکفین فرضِ کفایہ ہے۔

کفن کے درجے

سوال کفن کے درجے اور کفنِ ضرورت، کفنِ کفایت اور کفنِ سنت کی تفصیل بیان کیجیے؟

جواب کفن کے تین درجے ہیں:

(1)ضرورت (2)کفایت (3)سنت

کفنِ ضرورت

کفنِ ضرورت مرد و عورت دونوں کے لیے یہ کہ جو مُیَسَّر آئے اور کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن چھپا دے۔[3]

کفنِ کفایت

کفنِ کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں:

(1)لفافہ (2)اِزار

کفنِ کفایت عورت کے لیے تین کپڑے ہیں:

(1)لفافہ (2)اِزار (3)اَوڑھنی یا(1)لفافہ (2) قمیص (3)اَوڑھنی[4]

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی غسل المیت، 2/201، حدیث 1462

2 ... تجہیز و تکفین کا طریقہ، ص14

3 ... در المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، 3/115

4 ... بہارِ شریعت، 1/817، حصہ:4

کفن کے درجے
کفنِ کفایت
کفنِ ضرورت:
کم از کم سارا بدن
چھپ جائے
کفنِ سنت
مرد کے لیے
لفافہ + ازار
عورت کے لیے
لفافہ + اِزار + اَوڑھنی
یا
لفافہ + قمیص + اَوڑھنی
مرد کے لیے
لفافہ + اِزار + قمیص
عورت کے لیے
لفافہ + اِزار + قمیص +
سینہ بند + اَوڑھنی
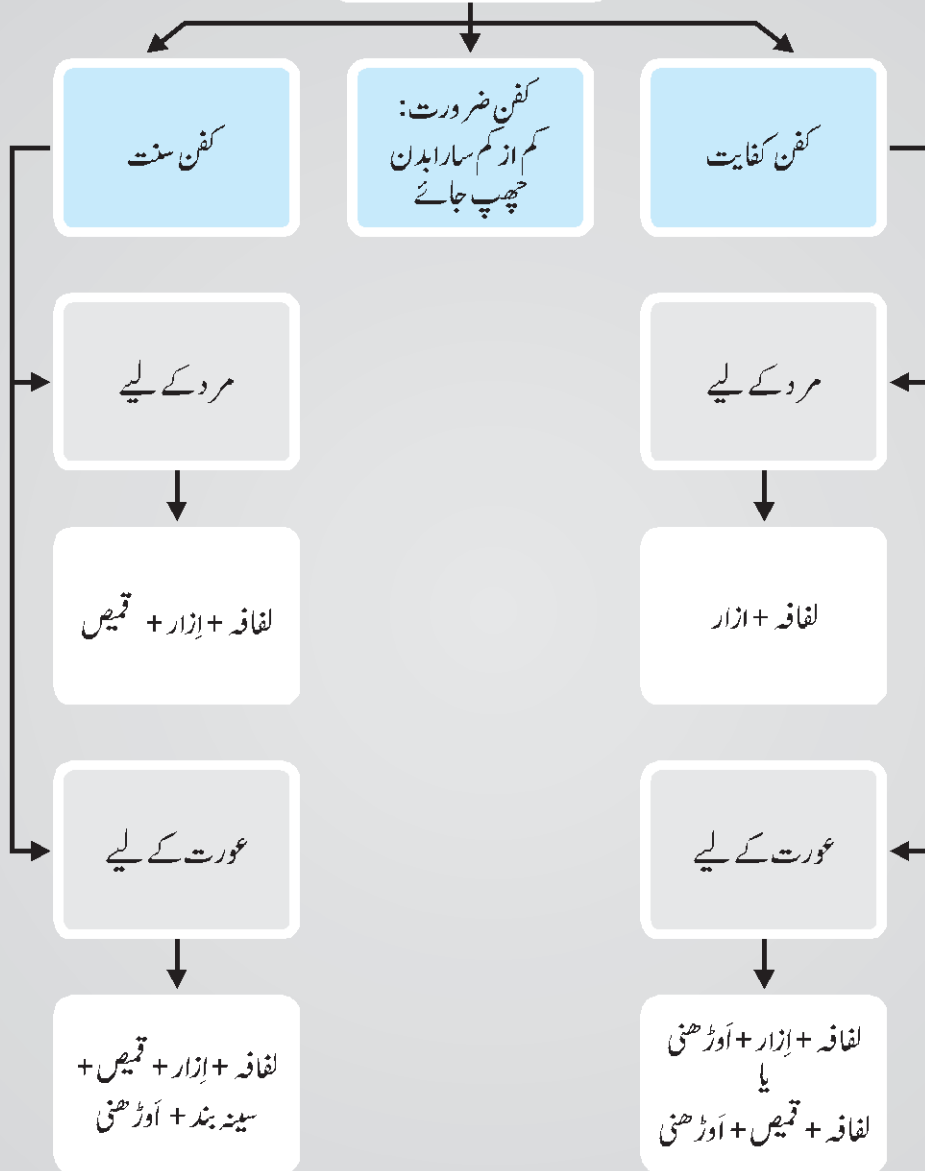
کفن سنت

مَرد کے لیے کفن سنت تین کپڑے ہیں:

(1) لفافہ (2) اِزار (3) قمیص

عورت کے لیے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں:

(1) لفافہ (2) اِزار (3) قمیص (4) سینہ بند (5) اَوڑھنی[1]

خُنثیٰ مشکل (یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامات ہوں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت) کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیئے جائیں مگر کُسُم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اُسے ناجائز ہے۔[2]

بچوں کا کفن

سوال بچوں کو کونسا کفن دیا جائے؟

جواب جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیئے جاتے ہیں اُسے بھی دیئے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے (لفافہ اور اِزار) دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے (لفافہ اور اِزار) دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔[3]

کفن کے کپڑوں کی تفصیل

سوال کفن کے کپڑوں کی تفصیل اور ان کی مقدار کیا ہے؟

جواب کفن کے کپڑوں کی تفصیل یہ ہے:

(1) لفافہ: یعنی چادر میت کے قد سے اتنی بڑی ہو کہ دونوں طرف سے باندھ سکیں۔

(2) اِزار: (یعنی تہبند) چوٹی (یعنی سر کے سِرے) سے قدم تک یعنی لفافے سے اِتنا چھوٹا جو بندش کے لئے زائد تھا۔

(3) قمیص: (یعنی کَفنی) گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو اِس میں چاک اور

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/817، حصہ: 4

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثالث فی التکفین، 1/161

3 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی الکفن، 3/117

آستینیں نہ ہوں۔ مرد کی کفنی کندھوں پر چیریں اور عورت کے لئے سینے کی طرف۔

(4) سینہ بند: پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

(5) اوڑھنی: تین ہاتھ ہونی چاہئے یعنی ڈیڑھ گز۔[1]

سوال: مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ

جواب: کفن کو تین یا پانچ یا سات بار دُھونی دے دیں۔ پھر اِس طرح بچھائیں کہ پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر اُس پر تہبند اور اُس کے اُوپر کفنی رکھیں۔ اَب میت کو اِس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں، اب داڑھی پر (نہ ہو تو ٹھوڑی پر) اور تمام جسم پر خوشبو ملیں، وہ اَعضاء جن پر سجدہ کیا جاتا ہے یعنی پیشانی، ناک، ہاتھوں، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائیں۔

پھر تہبند اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں۔ اب آخر میں لفافہ بھی اِسی طرح پہلے اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں تاکہ سیدھا اُوپر رہے۔ سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔[2]

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ

سوال: عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کفن کو تین یا پانچ یا سات بار دُھونی دے دیں۔ پھر اِس طرح بچھائیں کہ پہلے لفافہ یعنی بڑی چادر اُس پر تہبند اور اُس کے اُوپر کفنی رکھیں۔ اَب میت کو اِس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اب اُس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اُوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی کو آدھی پیٹھ کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر نقاب کی طرح ڈال دیں کہ سینے پر رہے۔ اِس کا طول آدھی پشت سے نیچے تک اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہو۔ بعض لوگ اوڑھنی اس طرح اُڑھاتے ہیں جس طرح عورتیں زندگی میں سر پر اوڑھتی ہیں یہ خلافِ سنت ہے۔ اب تمام جسم پر خوشبو ملیں، وہ اَعضاء جن پر سجدہ کیا جاتا ہے یعنی پیشانی، ناک، ہاتھوں، گھٹنوں اور قدموں پر کافور لگائیں (سَتر کے مقام کو نہ تو دیکھ سکتے ہیں، نہ

---

1 ... بہار شریعت، ا/818، حصہ 4
2 ... مَدَنی وصیت نامہ، ص13

بلاحائل چھو سکتے ہیں)۔ پھر تہبند اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں۔ اب آخر میں لفافہ بھی اِسی طرح پہلے اُلٹی جانب سے پھر سیدھی جانب سے لپیٹیں تاکہ سیدھا اُوپر رہے۔ سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔ پھر آخر میں سینہ بند پستان کے اوپر والے حصے سے ران تک لاکر کسی ڈوری سے باندھیں۔ (آج کل عورتوں کے کفن میں بھی لفافہ ہی آخر میں رکھا جاتا ہے تو اگر کفنی کے بعد سینہ بند رکھا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں مگر افضل ہے کہ سینہ بند سب سے آخر میں ہو)[1]

سوال کیا میت کو زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن پہنایا جا سکتا ہے؟

جواب زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جا سکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔[2]

سوال کیا میت کو پرانے کپڑے کا کفن دیا جا سکتا ہے؟

جواب پُرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے، مگر پُرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا یعنی پسندیدہ ہے۔[3]

اپنی زندگی میں اپنے کفن کی وصیت کرنا

سوال کیا اپنی زندگی میں اپنے کفن کے لیے وصیت کرنا جائز ہے؟

جواب جی ہاں جائز ہے جیسا کہ: جب حضرت سیدنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ اُنہیں اُس قمیص میں کفن دیا جائے جو حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں عطا فرمائی تھی اور یہ ان کے جسم سے متّصل رکھی جائے نیز آپ کے پاس حضور رحمتِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ناخن پاک کے کچھ تراشے بھی تھے ان کے متعلق وصیت فرمائی کہ باریک کر کے ان کی آنکھوں اور منہ میں رکھ دیئے جائیں۔ فرمایا: یہ کام انجام دینا اور مجھے اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن کے سپرد کر دینا۔[4]

---

1 ... مَدَنی وصیت نامہ، ص13

2 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص134، فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/161

3 ... جوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص135

4 ... اسد الغابۃ، رقم 4977، معاویۃ بن ابی سفیان، 5/223

سبق نمبر37 نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ پڑھنے کی فضیلت

حضور سرورِ کونین، شہنشاہِ دَارَین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کی مَغْفِرت کر دی جاتی ہے۔(1)

نمازِ جنازہ کا شرعی حکم

سوال نمازِ جنازہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے یعنی کوئی ایک بھی ادا کرلے تو سب بَرِیُّ الذِّمّہ ہوگئے ورنہ جن جن کو خبر پہنچی تھی اور نہیں آئے وہ سب گنہگار ہوں گے۔(2) اِس کے لئے جماعت شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہوگیا۔(3) اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔(4)

نمازِ جنازہ کے ارکان اور سنّتیں

سوال نمازِ جنازہ کے اَرکان اور سنّتیں کون کونسی ہیں؟

جواب نمازِ جنازہ میں دو رکن ہیں:

(1) چار بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا (2) قیام

نمازِ جنازہ میں تین سنتِ مُؤکدہ ہیں:

(1) ثنا (2) دُرود شریف (3) میّت کے لیے دعا(5)

---

1 ... نوادر الاصول، الاصل الرابع والخمسون، 1/229، حدیث: 342

2 ... فتاوی تاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، 2/153

3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/162

4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، 3/121

5 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، 3/124

نمازِ جنازہ کا طریقہ (حنفی)

شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ "نمازِ جنازہ کا طریقہ" صفحہ 8 پر جنازے کی نماز کا طریقہ یوں تحریر فرماتے ہیں:
مقتدی اس طرح نیت کرے: "میں نیت کرتا ہوں اِس جنازہ کی نماز کی واسطے اللہ پاک کے، دعا اِس میّت کے لیے، پیچھے اِس امام کے۔"[1] اب امام و مقتدی پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہوئے فوراً حسبِ معمول ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثنا پڑھیں۔ اس میں "وَتَعَالٰی جَدُّکَ" کے بعد "وَجَلَّ ثَنَآءُکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ" پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیں پھر دُرودِ ابراہیم پڑھیں پھر بغیر ہاتھ اُٹھائے "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیں اور دعا پڑھیں (امام تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ، باقی تمام اَذکار امام و مقتدی سب آہستہ پڑھیں) دُعا کے بعد پھر "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہیں اور ہاتھ لٹکا دیں پھر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔[2]

ثنا

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَآءُکَ وَلَآ اِلٰـہَ غَیْرُکَ

ترجمہ: پاک ہے تو اے اللہ! اور میں تیری حمد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیری تعریف برتر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

درودِ ابراہیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ترجمہ: اے اللہ! دُرود بھیج (ہمارے سردار) محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا (سیّدنا) ابراہیم پر اور ان کی آل پر بیشک تو ہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔ اے اللہ! برکت نازل کر (ہمارے سردار) محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی (سیّدنا) ابراہیم اور ان کی آل پر بیشک تو ہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔

1 ... فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الثانی والثلاثون فی الجنائز، 2/153
2 ... بہارِ شریعت 1/835، حصہ 4 ماخوذاً

جنازہ کا طریقہ
(1) نیت
(2) تکبیرِ تحریمہ
(3) ثناء
(4) اللہ اکبر
(5) درودِ ابراہیمی
(6) اللہ اکبر
(7) دُعا
(8) اللہ اکبر
(9) سلام

بالغ مرد و عورت کے جنازے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا ط

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ [1]

ترجمہ: الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے ہر چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو۔ الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔

نابالغ لڑکے کے جنازے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا [2]

ترجمہ: الٰہی! اِس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اَجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والا بنا دے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

نابالغہ لڑکی کے جنازے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً۔ [3]

ترجمہ: الٰہی! اِس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے اَجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والی بنا دے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

متفرق مسائل

نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑنا

سوال نمازِ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد جب امام سلام پھیرتا ہے تو ہاتھ چھوڑنے کا طریقہ کیا ہے؟ یعنی دائیں طرف

---

1 ... مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، ادعیۃ صلاۃ الجنازۃ، 1/684، حدیث 1366

2 ... کنز الدقائق، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص 52

3 ... جوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص 138 ماخوذا

سلام پھیرتے وقت دایاں ہاتھ اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بایاں ہاتھ چھوڑیں یا دونوں ایک ساتھ چھوڑ دیں؟

جواب: صحیح یہ ہے کہ جیسے ہی امام جنازہ کی چوتھی تکبیر کہے تو دونوں ہاتھ چھوڑ دیں پھر اس کے بعد سلام پھیریں، وجہ اس کی یہ ہے کہ قیام میں جہاں ٹھہرنا ہوتا ہے یا جہاں ذکر و تلاوت کرنی ہوتی ہے وہاں ہاتھوں کو باندھیں گے اور جہاں ایسا معاملہ نہیں ہے وہاں ہاتھ نہیں باندھیں گے اور چوتھی تکبیر کے بعد چونکہ کچھ ذکر و اذکار نہیں کرنا ہوتا اور نہ ہی مزید ٹھہرنا ہوتا ہے بلکہ تکبیر کے فوراً بعد سلام پھیرنا ہوتا ہے، اس لئے یہاں ہاتھ باندھنے کی حاجت نہیں جس طرح کہ عیدین کی تکبیراتِ زائدہ(زائد تکبیروں) کے دوران کچھ نہیں پڑھنا ہوتا اس لئے وہاں ہاتھ نہیں باندھتے۔[1]

نامحرم عورت کے جنازے کو کندھا دینے کا کیا حکم ہے؟

سوال: غیر محرم عورت کے جنازے کو کندھا دے سکتے ہیں؟

جواب: جنازہ کو کندھا دینا باعثِ اجر و ثواب کام ہے، جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا اس کا کچھ فرق نہیں۔ لہٰذا غیر محرم عورت کے جنازے کو بھی کندھا دیا جا سکتا ہے۔ البتہ قبر میں اتارنے والے محارِم ہونے چاہئیں۔ یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار تدفین کریں اور یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار مسلمان قبر میں اتاریں۔

نیز عورت کے جنازے میں مزید یہ احتیاط بھی کی جائے گی کہ اس کے جنازے کی چارپائی کسی کپڑے سے چُھپی ہوئی ہو اور سلیپ یا تختوں سے قبر بند ہونے تک اس کی قبر کو کسی چادر سے ڈھانپ کر رکھیں۔[2]

کیا عورتیں نمازِ جنازہ پڑھ سکتی ہیں؟

سوال: کیا عورتیں نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے جنازے کے ساتھ جا سکتی ہیں؟

جواب: عورتوں کا نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے جنازے کے ساتھ جانا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنازے کے ساتھ عورتوں کو جانے سے منع فرمایا، بلکہ ایسی عورتوں کو ثواب سے خالی، گناہ سے بھری ہوئی فرمایا۔

امام ابن ماجہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے مجموعۂ احادیث "سُنَنِ ابنِ ماجہ" میں نقل کرتے ہیں: حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: تم کیوں بیٹھی ہو؟ عرض

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص83

2 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص84

کی: ہم جنازے کا انتظار کر رہی ہیں۔ فرمایا: کیا تم غسل دو گی؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا تم جنازہ اُٹھاؤ گی؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: کیا تم میّت کو قبر میں اتارو گی؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: گناہ سے بھری ہوئی، ثواب سے خالی ہو کر لوٹ جاؤ۔[1] امام عبد الرحمٰن جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "الجامع الصغیر" میں نقل کرتے ہیں: گناہ سے بھری ہوئی، ثواب سے خالی لوٹ جاؤ۔[2]

عورتوں کے جنازہ کے ساتھ جانے کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤ الدین حصکفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "دُرِّ مُختار" میں لکھتے ہیں: عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہِ تحریمی ہے۔[3] عورتوں کا جنازہ اُٹھانے کا حکم بیان کرتے ہوئے "الاشباہ والنظائر" میں ہے، عورت جنازہ نہیں اُٹھائے گی، اگرچہ عورت کی میّت ہو۔[4]

صدرُ الشّریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "بہارِ شریعت" میں لکھتے ہیں: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا، ناجائز و ممنوع ہے۔[5]

جنازہ پڑھ کر دعا کیجئے

سوال نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنے کے حوالے سے آیات اور احادیث بیان کیجئے؟

جواب دُعا بہت عمدہ عبادت ہے، بلکہ عبادتوں کا بھی مغز ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ کریم نے کئی مقامات پر بغیر کسی وقت کی پابندی کے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے۔

اللہ کریم پارہ 2 سورۃ البقرہ کی آیت 186 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (۱۸۶) (پ2، البقرۃ:186)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہئے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

1 ... ابنِ ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی اتباع النساء الجنائز، 2/255، حدیث:1778
2 ... فیض القدیر، 1/605، تحت الحدیث:939
3 ... درمختار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنائز، 3/162
4 ... الاشباہ والنظائر، ص358
5 ... بہارِ شریعت، 1/823، حصہ:4

اسی طرح پارہ 24 سورۃ المؤمن کی آیت 60 میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠ (پ24،المومن:60)

ترجَمۂ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ پاک نے بغیر کسی وقت کی قید کے اپنے بندوں کو دُعا کا حکم ارشاد فرمایا ہے، لہٰذا بعد نمازِ جنازہ دُعا کرنی چاہیئے۔

حدیثِ پاک میں بھی جنازہ پڑھ کر دُعا کی ترغیب دلائی گئی ہے، چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو اس کے لیے خلوصِ دل سے دعا کرو۔[1]

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: دعا بعد نماز جنازہ سنّتِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بھی ہے اور سنت صحابی بھی۔ چنانچہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے شاہِ حبشہ نجاّشی کی نمازِ جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا مانگی، حضرت عبد اللہ بن سلام ایک جنازہ پر پہنچے نماز ہو چکی تھی تو آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ نماز تو پڑھ چکے میرے ساتھ مل کر دعا تو مانگ لو۔ جن فقہانے اس دعا سے منع کیا اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کے بعد یونہی کھڑے کھڑے دعا مانگی جائے جس سے آنے والے کو نماز کا دھوکا ہو یا بہت لمبی دعائیں مانگی جائیں جس سے بلاوجہ دفن میں بہت دیر ہو جائے۔

سوال نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب (1) نمازی کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ[2] سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا (2) ستر عورت (3) قبلہ رخ ہونا (4) نیت۔[3]

سوال نمازِ جنازہ کے لیے میت میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب (1) میّت کا مسلمان ہونا (2) میّت کے بدن اور کفن کا پاک ہونا (3) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی (میت کے جسم کا)

---

1 ... ابو داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، 3/282، حدیث: 3199

2 ... ان کی تعریفات اور تفصیل جاننے کے لیے اسی کتاب کا صفحہ 60 ملاحظہ کیجئے۔

3 ... رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجنازۃ، مطلب فی صلوۃ الجنازۃ، 3/121

کُل یا اکثر یا نصف حصہ سر سمیت موجود ہونا (4) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو (5) جنازہ نمازی کے آگے قبلہ کی طرف ہونا (6) میّت کے بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے اس کا چُھپا ہوا ہونا (7) میّت امام کے مَحاذِی ہو یعنی اس کے بدن کا کوئی حصہ امام کے سامنے ہو۔[1]

سوال نمازِ جنازہ کی امامت کا حق کس کو ہے؟

جواب نمازِ جنازہ میں امامت کا حق بادشاہِ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امامِ جمعہ، پھر امامِ محلہ اور پھر (میت کے) ولی کو۔ ولی سے پہلے امامِ محلہ کو حق ہونا بطورِ استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت ہے جب محلے کا امام ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔[2]

سوال کیا خود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب اگرچہ خود کشی بہت بڑا گناہ ہے لیکن خود کشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔[3]

وہ لوگ جن کی نمازِ جنازہ پڑھنا منع ہے

سوال کن لوگوں کی نمازِ جنازہ پڑھنا منع ہے؟

جواب (1) باغی جو امامِ برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بَغاوَت میں مارا جائے (2) وہ ڈاکو جو ڈاکے میں مارا گیا (3) جو لوگ اپنی قوم کی ناحق حمایت کرتے ہوئے لڑیں اور مر جائیں (4) جس نے کئی لوگ گلا گھونٹ کر مار ڈالے (5) جو شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں (6) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا (7) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا۔[4]

سوال نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا کب جائز ہے؟

جواب نمازِ جنازہ میں حمد و ثنا کی نیّت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔[5]

---

1 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب فی صلوٰۃ الجنازۃ، 3/121 تا 123

2 ... حلبی کبیر، فصل فی الجنائز، ص 584، بہارِ شریعت، 1/836، حصہ: 4

3 ... درمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، 3/127

4 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، مطلب ہل یسقط فرض... الخ، 3/125 تا 128۔ فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/163

5 ... عمدۃ الرعایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، 1/253

سوال جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد جنازہ میں شامل ہوا وہ کیا کرے؟

جواب جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا ہو شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ لے۔(1)

سوال جب کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ نماز پڑھی جائے یا الگ الگ؟

جواب کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیّت کر لے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے۔ اگر سب کی ایک ساتھ پڑھیں تو اس بات کا اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کے پاؤں کی طرف دوسرے کا سر ہو اور دوسرے کے پاؤں کی طرف تیسرے کا سر ہو۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو۔(2)

نمازِ جنازہ دوسری بار پڑھنا کیسا؟

سوال کیا ایک مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب اگر ولی نمازِ جنازہ پڑھ چکا یا اس کی اجازت سے ایک بار نماز ہو چکی تو اب دوسروں کو مطلقاً جائز نہیں، نہ ان کو جو پڑھ چکے نہ اُن کو جو باقی رہے۔(3) مگر جب ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے لیکن اس دوسری نماز میں وہی لوگ جنازہ پڑھ سکتے ہیں جنہوں نے پہلے نہ پڑھی ہو، جو پہلے شریک تھے اب ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے اور اگر ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہِ اسلام یا قاضی یا محلّے کا وہ امام جو ولی سے افضل ہو تو اب ولی بھی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا۔(4)

---

1 ... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائز، 3/136

2 ... در مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائز، 3/138

3 ... فتاویٰ رضویہ، 9/318

4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، 3/144. فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/163

سوال اگر میت کو غسل دیئے بغیر نمازِ جنازہ پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب غسل کے بغیر نماز پڑھی گئی تو نہیں ہوگی لہٰذا میت کو غسل دے کر دوبارہ نماز پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے مگر ابھی مٹی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی ڈال چکے تو اب نہیں نکال سکتے لہٰذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کیونکہ غسل نہ ہونے کی وجہ سے پہلی نماز ہوئی ہی نہیں تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہٰذا اب ہوجائے گی۔[1]

سوال جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے کن اُمور کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے؟

جواب جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو خاموش رہنا چاہیے۔ موت، قبر کے حالات اور ہولناکیوں کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں کریں نہ ہنسیں اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔ اب حالاتِ زمانہ کے پیشِ نظر علمائے کرام نے ذِکر بِالجہر (باآوازِبلند ذکرودرود اور نعت خوانی وغیرہ) کی بھی اجازت دی ہے۔[2]

سبق نمبر 38 قبرودفن کا بیان

سوال میت کو دفن کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب میت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور دفن کرنے سے مراد یہ ہے کہ گڑھا کھود کر اس میں میت رکھیں اور اوپر تختے لگا کر مٹی بھر دیں یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کرکے بند کردیں۔[3]

تدفین میں شرکت کی فضیلت

جو جنازے میں شامل ہو اور تدفین تک ساتھ رہے تو وہ عظیم الشّان ثواب کا حق دار ہوگا چنانچہ

حضرت سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو جنازے کے ساتھ چلا اور تدفین تک ساتھ رہا اللہ پاک اس کے لیے ایسے تین قیراط ثواب لکھے گا جن میں سے ہر قیراط جبلِ اُحد سے بڑا ہوگا۔[4]

1 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب صلٰوۃ الجنازۃ، مطلب فی صلٰوۃ الجنازۃ، 3/121
2 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب صلٰوۃ الجنائز، مطلب فی حمل المیت، 3/123
3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلٰوۃ، باب فی الجنائز... الخ، 1/165 – ردالمحتار، کتاب الصلٰوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/163
4 ... معجم اوسط، 6/429، حدیث 9292

قبر کی قسمیں

سوال قبر کی کتنی اقسام ہیں مکمل تفصیل بتایئے؟

جواب بناوٹ کے اعتبار سے قبر کی دو قسمیں ہیں:

(1) لحد (یعنی بغلی قبر) (2) شق (یعنی صندوق)

(1) لحد:

اِسے بغلی قبر بھی کہتے ہیں اس کے تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ صندوق نما گڑھا کھود کر اس میں قبلہ کی طرف دیوار میں اتنی جگہ کھودیں جس میں میت کو باآسانی رکھا جاسکے۔ خیال رہے لحد صرف سخت زمین میں ہی بنائی جاسکتی ہے نرم زمین میں نہیں بن سکتی۔

(2) شق:

یہ صندوق (Box) کی طرح ہوتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک بڑا چوکور گڑھا چند انچ کھودیں (یعنی اتنا گہرا کہ اس میں سلیں رکھی جاسکیں) پھر اس کے درمیان میں دوسرا چوکور گڑھا اس سے چھوٹا، جو لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زیادہ ہو، چوڑائی میں میت کے قد سے آدھا اور گہرائی میں آدمی کے قد کے برابر یا سینہ تک ہو۔ لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم تو صندوق میں حرج نہیں۔[1]

تدفین کا طریقہ

سوال تدفین کا طریقہ بیان کیجئے؟

جواب جنازہ قبر کے قریب قبلہ کی جانب رکھیے کہ مستحب ہے اور میت کو قبلہ کی جانب ہی سے قبر میں اُتاریں قبر کی پائنتی (یعنی پاؤں کی جانب والی جگہ) رکھ کر سر کی طرف نہ لائیں۔[2]

* حسبِ ضرورت دو یا تین اور بہتر یہ ہے کہ قوی اور نیک آدمی قبر میں اُتریں۔ عورت کی میت مَحارِم اُتاریں یعنی

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، باب فی الجنائز، 1/165

2 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/166

وہ جن سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام تھا جیسے بھائی، بیٹا، باپ وغیرہ، یہ نہ ہوں تو دیگر رِشتے دار، یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گاروں سے اُتروائیں۔ [1]

✽ عورت کی میت کو اُتارنے سے لے کر تختے لگانے تک کسی کپڑے سے چُھپائے رکھیں۔ [2]

✽ قبر میں اُتارتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہ [3]

✽ میت کو سیدھی کروٹ پر اِس طرح لٹائیں کہ اُس کا منہ اور سینہ قبلے کی طرف ہو جائے۔ [4]

اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ میت کی پیٹھ کے نیچے نرم مٹی یا ریتے کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کو کروٹ سے الگ رکھیں۔ جہاں اس میں دِقت ہو تو چت لٹا کر منہ قبلہ کو کر دیں اب اکثر یہی معمول ہے۔ [5]

✽ اگر مَعَاذَ اللہ! منہ غیرِ قبلہ کی طرف رہا اور ایسا سخت ہو گیا کہ پھر نہیں سکتا تو چھوڑ دیں اور زیادہ تکلیف نہ دیں۔ [6]

✽ کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو بھی حرج نہیں۔ [7]

✽ البتہ جہاں کفن کی بندش کھولنے سے سَتْر کھلنے اور عورت کی بے پردگی کا اَندیشہ ہو تو ہرگز کھولنے کی اجازت نہیں۔

✽ اگر میت کا منہ دیکھنے کیلئے کہ قبلہ کی جانب ہوا یا نہیں، عورت کا چہرا کھلوانے کی حاجت ہو تو یہ اِحتیاط ملحوظِ خاطر رہے کہ کسی نامحرم کی نظر چہرے پر نہ پڑے۔

کفن کی گرہ کھولنے والا یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَا تَحۡرِمۡنَا اَجۡرَہٗ وَلَا تَفۡتِنَّا بَعۡدَہٗ۔ [8] ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اس کے اَجر سے

---

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوۃ، باب فی الجنائز، 1/166 ملخصا

2 ... ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/168 والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص140

3 ... تنویر الابصار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، 3/166

4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/166 ملتقطا

5 ... فتاوی رضویہ، 9/371 ملتقطا

6 ... فتاوی رضویہ، 9/372

7 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/167 والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص140

8 ... طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، باب احکام الجنائز، فصل فی حملہا ودفنہا، ص609

محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد فتنے میں نہ ڈال۔

٭ قبر کچی اینٹوں سے بند کر دیں اگر زمین نرم ہو تو (لکڑی کے) تختے لگانا جائز ہے۔[1]

٭ زہے نصیب! ساداتِ کرام اپنے رحمت بھرے ہاتھوں قبر میں اُتار کر اَرْحَمُ الرّٰحِمِین کے سپُرد کریں۔[2]

کیا ایک ہی قبر میں متعدد مردوں کو دفن کر سکتے ہیں؟

سوال متعدد لاشوں کو بیک وقت ایک بڑی قبر میں دفن کیا جاسکتا ہے؟

جواب اگر کسی حادثہ کے سبب کثیر اموات و شہادتیں ہوگئی ہوں تب بھی حکم یہی ہے ہر ایک لاش کو الگ الگ قبر میں دفن کیا جائے۔ بلا ضرورت ایک قبر میں متعدد لاشیں دفن کرنا جائز نہیں۔ البتّہ فقہاءِ کرام نے ضَرورت کی بنا پر ایک قبر میں متعدد میّتوں کو دفن کرنے کا جواز بھی ارشاد فرمایا ہے وہ ضرورتیں درج ذیل ہیں:

(1) لاشیں زیادہ ہوں اور دفن کرنے والے کم ہوں۔ (2) تدفین کرنے والے ضعیف افراد ہوں کہ ہر ایک کے لئے الگ الگ قبر نہیں کھود سکتے کمزوری اور بڑھ جائے گی۔ (3) تدفین کرنے والے اس سے بھی زیادہ ضروری کام مثلاً جنگی حالات میں جہاد وغیرہ میں مصروف ہوں تو اس طرح کے ضرورت کے مواقع پر مجبوراً ایک ہی قبر میں ایک سے زیادہ میّتوں کو دفن کر سکتے ہیں۔

اس کا طریقہ کار یہ ہو گا کہ جانبِ قبلہ میّتوں میں جو افضل ہو اس کو رکھیں گے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں اور مرد عورت بچوں کی میّتیں ہوں تو جانبِ قبلہ مرد کو رکھیں گے پھر لڑکے کو پھر عورت کو پھر نابالغہ بچّی کو اور ہر ایک کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں گے۔

البتہ اپنے مرحوم عزیز کی قبر یا اس کے برابر والی کسی مسلمان کی قبر کو کھود کر اس میں نئے مردے کی تدفین کرنا جائز نہیں کہ کسی بھی مسلمان کی قبر کو بلا ضَرورتِ شَرْعیہ کھولنا حرام ہے۔ اور اَقرِبا یعنی رشتے داروں کی قبروں کا ایک جگہ ہونا کوئی ضرورتِ شرعیہ نہیں کہ جس کے باعث کسی مسلمان کی قبر کھولنا جائز ہو جائے۔[3]

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فی دفن المیت، 3/167

2 ... مدنی وصیت نامہ، ص5

3 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص87

مٹّی ڈالنے کا طریقہ

سوال قبر پر مٹی ڈالنے کا مستحب طریقہ بتایئے نیز اُس وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

جواب * حاضرینِ جنازہ میں سے ہر ایک کے لیے مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹّی ڈالیں۔ پہلی بار کہیں مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ (ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا) دوسری بار وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ (اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے) تیسری بار وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے) کہیں۔ اب باقی مٹّی پھاوڑے وغیرہ سے ڈال دیں۔[1]

* جتنی مٹی قبر سے نکلی ہے اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔[2]

* ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔[3]

سوال مَیّت کو تابوت میں رکھ کر دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب تابُوت کہ مَیّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مَصَارِف (یعنی اخراجات) اس مال میں سے لیے جائیں جو مَیّت نے چھوڑا ہے۔[4]

سوال تابوت میں رکھ کر دفن کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سُنّت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں اور اوپر مٹی کی لپائی کر دیں، غرض یہ کہ اندر کا حصہ لَحد کی طرح ہو جائے۔[5]

سوال مَیّت کی تدفین کہاں مستحب ہے اور قَبْر کس جگہ بنانی بہتر ہے؟

جواب جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ ہو بلکہ جس

---

1 ... جوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، ص 141

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن ... الخ، 1/166

3 ... بہار شریعت، 1/845، حصہ: 4

4 ... بہار شریعت، 1/843، حصہ: 4

5 ... رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، 3/165 ملخصا

گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں۔[1] ایسی جگہ دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔[2]

سوال کن جگہوں پر مردہ دفن کرنا حرام ہے؟

جواب مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں نیز اور جگہ ہوتے ہوئے پُرانی قبر میں مردہ دفن کرنا حرام ہے۔یونہی مسجد تعمیر ہونے کے بعد مسجد کے صحن میں بھی مردہ کو دفن کرنا حرام ہے۔[3]

سوال قبر میں اُترنے والے افراد کتنے اور کیسے ہوں؟

جواب قبر میں اترنے والے افراد دو یا تین جو مناسب ہوں، کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و اَمین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔[4]

سوال قبر میں شجرہ و عَہد نامہ رکھنا کیسا نیز کفن پر لکھنے کی کیا برکت ہے؟

جواب شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ دُرِّ مختار میں کَفَن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھنا جائز ہے۔یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بِسْمِ اللّٰه شریف لکھیں اور سینہ پر کلمۂ طیبہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر (یعنی پہلے)، کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہ لکھیں۔[5]

سوال کیا میت کے ساتھ تبرکات رکھے جاسکتے ہیں؟

جواب جی ہاں رکھے جاسکتے ہیں۔جیسا کہ حضرت سیدنا ثابت بنانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ کا بیان ہے کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ نے مجھ سے فرمایا: یہ موئے مبارک حضور سیِّدِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا ہے اسے میری زبان کے

---

1 ... بہار شریعت، 1/846-847، حصہ: 4
2 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجنائز، الجزء الاول، ص 141
3 ... فتاویٰ رضویہ، 9/379، 385، 407 ماخوذا
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، 1/166، بہار شریعت، 1/843-844، حصہ: 4
5 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ، 3/185-186 ملتقطا، بہار شریعت، 1/848، حصہ: 4 ملتقطا

نیچے رکھ دینا۔ میں نے رکھ دیا اور وہ یوں ہی دفن کئے گئے۔[1] نیز حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے پاس حضور تاجدارِ دوجہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک چھڑی تھی وہ ان کے سینہ پر قمیص کے نیچے اُن کے ساتھ دفن کی گئی۔[2]

سوال بعدِ تدفین مَیّت کے سرہانے اور پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے؟

جواب مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں، سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی (پاؤں کی جانب) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختمِ سورت تک پڑھیں۔[3]

سوال دفن کے بعد قبر کے پاس اذان دینے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب دفن کے بعد قبر کے پاس اذان دینے سے مُردہ کو منکَر و نکیر کے سوالوں کا جواب دینے میں آسانی ہوتی ہے نیز مُردہ کی وحشت اور گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔[4] تدفین کے بعد میت کے لیے سب سے بڑا امتحان یہ ہوتا ہے کہ اس سے منکر نکیر سوالات کرتے ہیں، اس وقت شیطان میت کو سوالات کے جوابات میں بہکاتا ہے، جبکہ اذان دینے سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیثِ پاک میں ہے:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے راویت ہے کہ اللہ کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مؤذّن اذان کہتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔[5]

اسی طرح حضرتِ سَیِّدُنا جابر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے دفن میں گئے جب حضور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز جنازہ پڑھا چکے اور وہ قبر میں اتارے گئے اور مٹی برابر کر دی گئی تو اللہ کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تسبیح پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تکبیر پڑھی اور ہم بھی دیر تک تکبیر پڑھتے رہے تو کسی نے عرض کیا: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ

---

1 ... الاصابۃ، انس بن مالک، 1 / 275، 276، رقم: 277
2 ... تاریخ ابن عساکر، رقم 829، انس بن مالک، 9 / 378
3 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوۃ، باب الجنائز، الجزء الاول، ص 141، بہار شریعت، 1 / 846، حصہ: 4 ماخوذاً
4 ... فتاویٰ رضویہ، 5 / 672 ماخوذاً
5 ... بخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین، 1 / 222، حدیث: 608

نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی ؟ تو حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اس بندہ صالح پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ پاک نے کشادہ فرمادی۔[1]

سوال تدفین کے بعد قبر کے پاس کتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے؟

جواب دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذَبح کرکے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے مَیّت کو اُنس ہو گا اور نکیرَین کا جواب دینے میں وَحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور مَیّت کے لیے دُعاواِستغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوالاتِ نکیرَین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔[2]

سوال رشتہ دار کی قبر پر جانے کے لیے قبروں پر گزرنا اور قبرستان میں جوتے پہننا کیسا؟

جواب اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔[3] ایک شخص کو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا: جوتے اُتار دے۔[4]

سبق نمبر 39 بعد تدفین تلقین کا بیان

سوال بعد تدفین تلقین کا مکمل طریقہ بیان کیجیے؟

جواب بعد تدفین تلقین کیجئے کہ یہ سنّت ہے، حدیثِ پاک میں ہے: جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اس کو مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے: یا فلاں بن فلانہ! وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا۔ پھر کہے: یا فلاں بن فلانہ! وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے: یا فلاں بن فلانہ! وہ کہے گا: ہمیں ارشاد کر، اللہ پاک تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی۔ پھر کہے:

اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) وَاَنَّکَ

---

1 ... مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، 5/142، حدیث: 14879
2 ... جوہرۃ نیرۃ، کتاب الصلوۃ، الجزء الاول، ص 141، بہار شریعت، 1/846، حصہ: 4
3 ... بہار شریعت، 1/848، حصہ: 4
4 ... نوادر الاصول، الاصل الحادی عشر والمائتان، 4/476، حدیث: 1071

رَضِیْتَ بِاللہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔

ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ تو اللہ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔

منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔ اس پر کسی نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)! اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: تو حوا کی طرف نسبت کرے۔[1]

یادرہے! یافُلاں بن فُلانہ کی جگہ میت اور اِس کی ماں کا نام لے، مثلاً یا محمد الیاس بن اٰمِنہ اور (اگر میت اسلامی بہن کی ہو تو مثلاً) یا فاطمہ بنت حَلیمہ وغیرہ نیز تلقین صرف عربی میں کی جائے۔

بعض اَجلہ اَئمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا تھا کہ میّت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا جائے:

یا فُلان! قُلْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ (تین بار)

ترجمہ: اے فلاں! تو کہہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(نوٹ: یہاں یافلان! کی جگہ میت کا نام لیں مثلاً یاالیاس! اور یافاطمہ! وغیرہ) پھر کہا جائے: قُلْ رَّبِّیَ اللہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔[2]

ترجمہ: تو کہہ! میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا: وَاعْلَمْ اَنَّ ھٰذَیْنِ الَّذَیْنِ اَتَیَاکَ اَوْ یَاْتِیَانِکَ اِنَّمَا ھُوَعَبْدَانِ لِلّٰہِ لَایَضُرَّانِ وَلَایَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللہِ فَلَا تَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ وَاشْھَدْ اَنَّ رَبَّکَ اللہُ وَدِیْنَکَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیَّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ثَبَّتَنَا اللہُ وَاِیَّاکَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّہٗ ھُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

ترجمہ: اور جان لے کہ یہ دو شخص جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ اللہ کے بندے ہیں بغیر خدا کے حکم کے نہ ضرر پہنچائیں، نہ نفع

---

1 ... معجم کبیر، 8/249، حدیث 7979

2 ... شرح الصدور، باب: مایقال عند الدفن والتلقین، ص106

پس نہ خوف کر اور نہ غم کر اور تو گواہی دے کہ تیرا رب اللہ ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں اللہ ہم کو اور تجھ کو قولِ ثابت پر ثابت رکھے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔[1]

متفرق مسائل

قریبی رشتہ داروں کا میّت کے گھر رُکنا

سوال کچھ لوگوں کے ہاں میّت ہونے پر سات دن تک یہ ہوتا ہے کہ دُور کے رشتہ دار چلے جاتے ہیں، مگر قریبی رشتہ دار اور اہلِ خانہ گھر بیٹھے رہتے ہیں، کام کاج وغیرہ کے لئے نہیں جاتے، جو لوگ تعزیت کرنے آتے ہیں ان سے ملتے ہیں اور میّت کے لئے دعا کرتے ہیں، اس دوران بعض اوقات رونے دھونے کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب بہتر تو یہ ہے کہ تعزیت وصول کرنے کے لئے کسی دن بھی نہ بیٹھا جائے اور اگر بیٹھنا ہی ہو تو اہلِ خانہ کو تین دن تک تعزیت وصول کرنے کے لئے گھر میں بیٹھنے کی بِلا کراہت رخصت و اجازت ہے جبکہ کوئی ممنوع کام نہ کریں (مثلاً عمدہ عمدہ بچھونے بچھانا، میّت کی تعریف میں حد سے غلو، تعزیت کے وقت وہ باتیں جو غم و اَلم کو زیادہ کریں اور میّت کی بھولی ہوئی باتیں یاد دلائیں) اور تین دن کے بعد اس غرض سے بیٹھنا مکروہِ تنزیہی ہے اور میت کے لئے دُعا و ایصالِ ثواب کرنا تو شرعی طور پر اچھا عمل ہے، یہ تو زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے۔[2]

سوال تعزیت کا مقصد کیا ہے؟

جواب تعزیت کا بنیادی مقصد لَوَاحِقِین کے غم میں شریک ہو کر اُنہیں حوصلہ دینا اور انہیں صبر کی تلقین کرنا ہے۔ تعزیت مَسْنُون عمل ہے اور اگر قریبی رشتہ ہو تو صِلَۂ رَحمی کے تقاضے کے پیشِ نظر تعزیت کی اَہمیّت مزید بڑھ جاتی ہے یونہی حقِّ پڑوس اور حقِّ رفاقت یا دوستی یا ساتھ کام کرنا وغیرہ وہ تعلقات ہیں جن میں تعزیت کرنا اور لَوَاحِقِین کو حوصلہ دینا اِنتہائی اَہم عمل ہے۔ اس عمل سے ایک طرف رشتہ داروں یا ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والوں سے تعزیت کرنے، تسلّی دینے اور میت کے لئے دُعا کر کے لَوَاحِقِین کے دل میں خوشی داخل کرنے سے لَوَاحِقِین پر پہاڑ جیسے صَدْمَہ کا بوجھ کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف تعزیت کرنے والا خود غرضی اور مطلب پرستی کا شکار نہیں ہوتا کیونکہ جو انسان اپنے رشتہ داروں،

---

1 ... بہار شریعت، 1/851، حصہ: 4 و فتاوی رضویہ، 9/223

2 ... مختصر فتاوی اہل سنت، ص77

دوست احباب اور پڑوسیوں کی خوشی غمی میں شریک ہوتا ہے وہ مِلَنْسار کہلاتا ہے اور مِلَنْسار ہونا اَخلاقِیات میں ایک اچھا وصف ہے۔ فیضُ القدیر میں ہے: امام نَوَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ صبر کی تلقین کی جائے اور ایسی باتیں ذکر کی جائیں جو میت کے لَوَاحِقِین کو تسلی دیں اور اُن کے غم اور مصیبت کو ہلکا کریں۔[1]

سوال تعزیت کرتے ہوئے کیا الفاظ بولے جائیں؟

جواب تعزیت کا طریقہ بیان کرتے ہوئے صدرُالشَّریعہ بدرُ الطریقہ مفتی محمد امجد علی اَعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اِرشاد فرماتے ہیں: ”تعزیت میں یہ کہے، اللہ پاک میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اِن لفظوں سے تعزیت فرمائی: لِلّٰہِ مَآ اَخَذَ وَاَعْطٰی وَکُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعادِ مقرر (وقت مقرر) کے ساتھ ہے۔“[2]

مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”تعزیت کے ایسے پیارے الفاظ ہونے چاہئیں جس سے اس غمزَدہ کی تسلی ہو جائے یہ الفاظ بھی کتبِ فقہ میں منقول ہیں۔ فقیر کا تَجْرِبَہ ہے کہ اگر اس موقع پر غمزدوں کو واقعاتِ کربلا یاد دلائے جائیں اور کہا جائے کہ ہم لوگ تو کھا پی کر مرتے ہیں وہ شاہزادے تو تین دن کے روزہ دار شہید ہوئے تو بہت تسلی ہوتی ہے۔“[3]

میت کو سرد خانہ میں رکھنا

سوال کبھی کوئی قریبی عزیز باہر کے ملک میں ہوتا ہے تو اس کو میت کا چہرہ دکھانے کے انتظار میں میّت کو سرد خانے میں رکھا جاتا ہے اور بعض اوقات لاوارث لاش سرد خانے میں رکھی جاتی ہے یا مقتول کی لاش رکھی جاتی ہے، ان تمام صورتوں میں میت کو سرد خانے میں رکھنا کیسا ہے؟

نوٹ: لاوارث لاش اور مقتول کے متعلق معلومات یہ ہیں کہ اگر لاوارث لاش کو بغیر سرد خانے میں رکھے دفن کر دیا جائے تو اس پر کوئی گرفت نہیں ہوتی بلکہ دفن کر سکتے ہیں یونہی مقتول کے ورثا کو اختیار ہوتا ہے وہ چاہیں تو سرد خانے

1 ... فیض القدیر، 6/232، تحت الحدیث: 8851

2 ... بہار شریعت، 1/852، حصہ: 4

3 ... مرآۃ المناجیح، 2/507

میں رکھے بغیر دفن کر دیں۔

جواب سوال میں مذکور کسی صورت میں میت کو سرد خانے میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ تفصیل اس میں یہ ہے کہ جس چیز سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اس چیز سے مردہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور جس طرح زندہ کو بلاوجہِ شرعی تکلیف دینا جائز نہیں ہے اسی طرح مردہ کو بھی بلاوجہِ شرعی تکلیف دینا جائز نہیں اور سرد خانے میں اگر زندہ کو تھوڑی دیر کے لئے رکھا جائے تو اسے بھی سخت تکلیف ہوتی ہے کہ وہاں ٹمپریچر مائنس میں ہوتا ہے لہٰذا اس سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور کسی قریبی کو میت کا چہرہ دکھانا وغیرہ ایسے اعذار نہیں کہ جن کے لئے میت کو تکلیف دینا جائز ہو سکے۔

سرد خانے میں رکھنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ قبر پر پیشاب، پاخانے سے ہونے والی تکلیف اور قبر پر چلنے کی تکلیف سے کہیں زیادہ ہے یہ تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ نیز اس میں میت کی تجہیز و تدفین میں بِلاوجہ کی تاخیر ہے جو کہ ممنوع ہے۔[1]

بڑا ہو یا چھوٹا مجھ سے بہتر ہے

حضرت سیِّدُنا بکر بن عبد اللہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر شیطان سے تمہارا آمنا سامنا ہو اور وہ کہے کہ تجھے فلاں مسلمان پر فضیلت حاصل ہے تو غور کرو اگر وہ عُمْر میں تم سے بڑا ہو تو کہو: یہ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے میں مجھ سے سبقت لے گیا، لہٰذا یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر چھوٹا ہو تو کہو: میرے گناہ اور خطائیں زیادہ ہیں اور میں سزا کا حق دار ہوں، لہٰذا یہ مجھ سے بہتر ہے۔ پس مسلمانوں میں سے جسے بھی تم دیکھو گے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اسے خود سے بہتر سمجھو گے۔ مزید فرماتے ہیں: اگر دیکھو کہ مسلمان تمہاری تعظیم کرتے، ادب و احترام سے پیش آتے اور اچھا سلوک کرتے ہیں تو کہو: یہ ایسی فضیلت ہے جو ان کے حصہ میں آئی۔ اگر انہیں جفا کرتے اور متنفر ہوتے دیکھو تو کہو: یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو مجھ سے صادر ہوا۔

(حلیۃ الاولیاء، 2/275، رقم: 2144)

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص78-79

سبق نمبر40 زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رُکن ہے، یہ سن 2 ہجری میں فرض ہوئی، ایک قول کے مطابق قرآنِ کریم میں 32 مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذِکر آیا ہے۔[1] پارہ 1، سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت: 43 میں ہے:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ﴿۴۳﴾ (پ ۱، البقرۃ:43)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

زکوٰۃ کی اہمیت پر دو فرامینِ مصطفےٰ

(1): زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے۔[2] (2): اللہ پاک نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو تین ادا کرے، وہ اسے کچھ فائدہ نہ دیں گی جب تک چاروں ادا نہ کی جائیں۔ ✽ نماز ✽ زکوٰۃ ✽ روزہ ✽ حج۔[3]

سوال زکوٰۃ کی تعریف کیا ہے؟

جواب زکوٰۃ سے مراد شریعت کے مقرر کردہ مال کے ایک حصہ کو اللہ پاک کے لیے کسی مسلمان فقیر (مُستَحق) کو مالک بنا دینا ہے جو ہاشمی ہو اور نہ ہی کسی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام ہو اور مالک بنانے والا اُس مال سے اپنا نفع بالکل جدا کر لے۔[4]

سوال زکوٰۃ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب زکوٰۃ فرض ہے، اس کا مُنکر کافر اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار ہے۔[5]

زکوٰۃ دینے کے فائدے اور ثوابات

سوال زکوٰۃ دینے کے فائدے اور ثوابات بیان کیجئے؟

جواب ✽ زکوٰۃ دینا جنت میں لے جانے والا کام ہے۔ ✽ زکوٰۃ دینا تقویٰ کی علامت ہے۔ ✽ زکوٰۃ دینے سے ایمان

---

1 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، 3/202
2 ... معجم اوسط، 6/328، حدیث: 8937
3 ... مسند احمد، مسند الشامیین، 6/236، حدیث: 17804
4 ... تنویر الابصار، کتاب الزکاۃ، 3/203-206
5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الاول، 1/170، ملتقطا

کی حلاوت (یعنی مٹھاس) ملتی اور ایمان کامل ہوتا ہے، دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: (1) تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔[1] (2) جو تین کام کرے، ایمان کی حلاوت (یعنی مٹھاس) پالے گا، ان میں ایک خوش دلی سے زکوٰۃ دینا بھی ارشاد فرمایا۔[2] ❋ زکوٰۃ دینا "صدّیقین (اولیائے کرام کی بہت اعلیٰ قسم)" تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، روایت ہے، ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: میں اللہ پاک کے ایک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا، پانچوں نمازیں پڑھتا، رمضان کے روزے رکھتا اور زکوٰۃ دیتا ہوں، آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جسے اس حالت پر موت آئے، وہ صدّیقین اور شُہَدا کے ساتھ ہوگا۔[3] ❋ زکوٰۃ دینا فلاح (یعنی کامیابی) پانے کا ذریعہ ہے۔ ❋ زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوتا ہے۔ ❋ زکوٰۃ دینے سے مال کی حفاظت ہوتی ہے، فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: زکوٰۃ دے کر اپنے مال کو مضبوط قلعوں میں کر لو۔[4] ❋ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے۔ ❋ زکوٰۃ دینے سے غریبوں کی دُعائیں ملتی ہیں۔ ❋ زکوٰۃ دینے سے بخل اور لالچ سے نجات ملتی ہے۔ ❋ زکوٰۃ دینے سے مُعاشی بحران ختم ہوتا، غریبوں کی مدد ہوتی، مسلمانوں میں بھائی چارہ مضبوط ہوتا اور معاشرے میں اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔ ❋ بروقت اور دُرست طریقے سے زکوٰۃ دینا بہت سے لوگوں کو بھوک سے نجات دیتا، کئی گھروں کو برباد ہونے سے بچاتا بلکہ بہت ساروں کو خودکشی کے گُناہ سے بچالیتا ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے کی وعیدات و نقصانات

سوال زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وعیدات اور نقصانات بیان کیجئے؟

جواب قرآنِ کریم میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی سخت وعیدات بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍۙ(۳۴) یَّوْمَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک

1 ... الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اداء الزکاۃ، 1/301، حدیث:12

2 ... ابو داود، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، 2/148، حدیث:1582

3 ... ابن خزیمہ، کتاب الصیام، باب فی فضل قیام رمضان... الخ، 3/340، حدیث:2212

4 ... معجم اوسط، 1/532، حدیث:1963

يُّحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْؕ-هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۝۳۵ (پ10،التوبۃ:34،35)

عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنّم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

✽ زکوٰۃ نہ دینا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ ✽ روزِ قیامت زکوٰۃ نہ دینے والے کے حساب میں سختی کی جائے گی اور اسے دردناک عذاب ہوگا۔[1]

زکوٰۃ نہ دینے کے دَرْدناک عذابات کا خلاصہ

جس سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دی جائے، روزِ قیامت جہنّم کی آگ میں تپا کر اس سے زکوٰۃ نہ دینے والے کی پیشانی، کروٹیں اور پیٹھ داغی جائے گی، اُس کے سرِ پستان پر جہنّم کا گرم پتھر رکھا جائے گا کہ چھاتی توڑ کر کندھے کی ہڈی سے نکل جائے گا، کندھے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو ہڈیاں توڑ تا سینے سے نکل آئے گا، پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکل جائے گا، گُدی توڑ کر پیشانی سے اُبھرے گا، جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی روزِ قیامت پُرانا خبیث خونخوار اَژدہا (یعنی بہت بڑا سانپ) بن کر اس کے پیچھے دوڑے گا، یہ ہاتھ سے روکے گا، وہ ہاتھ چبالے گا، پھر گلے میں طوق بن کر پڑے گا، اس کا منہ اپنے منہ میں لے کر چبائے گا اور کہے گا: میں ہوں تیرا مال! میں ہوں تیرا خزانہ! پھر اس کا سارا بدن چباڈالے گا۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن۔[2] ✽ زکوٰۃ نہ دینا مال برباد ہونے اور اس میں برکت نہ رہنے کا سبب ہے۔ دو فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: (1) خشکی وتری میں جو مال ضائع ہوتا ہے، زکوٰۃ نہ دینے کے سبب تلف ہوتا ہے۔[3] (2) زکوٰۃ کا مال جس میں ملے، اسے تباہ کر ڈالتا ہے[4] (یعنی زکوٰۃ فرض ہوئی اور ادا نہ کی اور زکوٰۃ کا روپیہ اپنے مال میں ملائے رکھا تو یہ حرام اس حلال کو ہلاک کر دے گا)۔[5] ✽ زکوٰۃ نہ دینا آفتیں آنے کا سبب ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: جو قوم زکوٰۃ نہ دے، اللہ پاک اسے قحط میں

1 ... معجم اوسط، 2/375، حدیث: 3579

2 ... فتاویٰ رضویہ، 10/153 ملخصاً

3 ... مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، 3/200، حدیث: 4335

4 ... شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، 3/273، حدیث: 3522

5 ... بہار شریعت، 1/871، حصہ 5 ملخصاً

مبتلا فرما دے گا۔[1] ایک روایت میں ہے: جب لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے اللہ پاک بارش روک لیتا ہے، زمین پر جانور نہ ہوتے تو آسمان سے ایک قطرہ بھی پانی نہ گرتا۔[2]

سوال زکوٰۃ کس پر اور کب واجب ہوتی ہے؟

جواب زکوٰۃ واجب ہونے کی دس شرائط ہیں: (1) مسلمان ہونا (2) بلوغ (3) عقل (4) آزاد ہونا (5) مال بقدرِ نصاب اس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوئی (6) پورے طور پر اس کا مالک ہو یعنی اس پر قابِض بھی ہو (7) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا (8) نصاب حاجتِ اَصلیّہ سے فارغ ہو (9) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً (10) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ (12) مہینے۔[3]

سوال حاجتِ اَصلیّہ سے کیا مراد ہے؟

جواب حاجتِ اصلیّہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، آلاتِ حَرْب، پیشہ وَروں کے اَوزار، اہلِ علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلّہ۔[4]

سوال کیا حاجتِ اصلیہ پوری کرنے کے لیے جمع کی گئی رقم پر بھی زکوٰۃ ہے؟

جواب حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا کیا اور جو باقی رہے اگر بقدرِ نصاب ہیں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صَرف ہوں گے اور اگر سال تمام (یعنی سال مکمل ہونے) کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔[5]

---

1 ... معجم اوسط، 3/275، حدیث: 4577

2 ... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، 4/368، حدیث: 4019

توجہ فرمایئے: زکوٰۃ کی تفصیلی معلومات جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی اِن کتب "فتاویٰ اہلسنّت، احکامِ زکوٰۃ، فیضانِ زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کی اہم معلومات" کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ

3 ... فتاویٰ اہلسنت، احکامِ زکوٰۃ، ص 72-73

4 ... بہارِ شریعت، 1/880-881، حصہ 5: ملتقطاً

5 ... ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، 3/213 ملخصا، بہارِ شریعت، 1/881، حصہ 5:

سوال زکوٰۃ کے مَصارف کیا ہیں؟

جواب زکوٰۃ کے مصارِف سات (7) ہیں: (1) فقیر (2) مسکین (3) عامل (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے حاکمِ اسلام کا مُقرّر کردہ شخص) (4) رِقاب (مُکاتَب غلام) (5) غارِم (مدیون / مقروض) (6) فِیْ سَبِیْلِ اللہ (جہاد یا حج کا ارادہ رکھنے والا یا طالبِ علم وغیرہ) اور (7) ابنِ سبیل (مسافر جس کے پاس مال نہ رہا)۔[1]

سوال کیا رشتہ داروں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب رشتے داروں میں سے کوئی حاجت مند اور شرعی فقیر ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے مگر ان کو دینے کی چند شرائط ہیں: (1) سَیّد یا ہاشمی نہ ہو (2) والدین (3) یا اپنی اولاد میں سے نہ ہوں (4) میاں بیوی نہ ہوں (5) ایسا نابالغ نہ ہو جس کا والد غنی (صاحبِ نصاب مالدار) ہو۔ ان کے علاوہ بھائی، بہن، ساس، سُسَر، بہو، داماد، خالہ، پھوپھی، چچا، ماموں۔ ان سب کو زکوٰۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ مُستَحِق ہوں (یعنی ان کو زکوٰۃ لگتی ہو)۔[2]

سوال بینک کی طرف سے کاٹی گئی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

جواب ادائیگی زکوٰۃ کے لیے ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے کی نیت پائی جائے اور یہ بھی لازم ہے کہ زکوٰۃ شرعی تقاضے کے مطابق اپنے مصرف پر خرچ ہو۔ بینک سے زکوٰۃ کٹنے پر نہ تو مالک کی نیت کی شرط پائی جاتی ہے اور نہ ہی حکومت شرعی مصرف کے مطابق زکوٰۃ خرچ کرتی ہے لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔[3]

حضرت قبلہ مفتی وقارالدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حکومت مالِ زکوٰۃ وصول کر کے جس طرح خرچ کرتی ہے وہ صحیح نہیں۔ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔[4]

سوال کیا پلاٹ پر زکوٰۃ ہوتی ہے؟

---

1 ... فتاوٰی اہلسنت، احکام زکوٰۃ، ص370

2 ... فتاوٰی اہلسنت، احکام زکوٰۃ، ص399

3 ... فتاوٰی اہلسنت، کتاب الزکوٰۃ، ص198

4 ... وقار الفتاوٰی: 2/414

جواب اگر پلاٹ بیچنے کی نیت سے لیے تھے تو ان پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔[1]

سوال گھر میں اسلامی کتابیں موجود ہوں مثلاً کسی نے گھر میں مدنی لائبریری بنائی اور وہ کتابیں اتنی ہیں کہ زکوٰۃ کے نصاب تک ان کی مالیت پہنچ گئی تو کیا ان کتابوں پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

جواب صرف تین قِسم کے اَموال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے:(1) ثَمَن یعنی سونا چاندی تمام ممالک کی کرنسی اور بانڈز بھی اسی میں شامل ہیں (2) مالِ تجارت (3) اور چَرائی کے جانور۔

پوچھی گئی صورت میں وہ اِسلامی کتابیں جیسا کہ مالِ تجارت نہیں ہیں یعنی اُن کو بیچنے کی نیت سے خریدا نہیں گیا ہے، تو اُن کتابوں پر زکوٰۃ اصلاً واجب نہیں چاہے وہ لاکھوں کی مالیت ہی کی کیوں نہ ہوں۔[2]

سوال شادی کرنے، یا حج عمرے کے لئے جانے یا مکان خریدنے کے لئے جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ ہے؟

جواب اگر یہ رقم تنہا یا دوسرے مالِ زکوٰۃ سے مل کر نصاب کے برابر ہے اور اس پر سال بھی گزر چکا ہے تو اس جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ ہے۔[3]

سوال کیا عورت کے استعمالی زیورات کی بھی زکوٰۃ نکالنی ہوگی؟

جواب جی ہاں، ان میں بھی زکوٰۃ ہے اگرچہ وہ استعمال میں ہوں۔[4]

سوال کیا مستحق کو زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کہہ کر دینا ضروری ہے؟

جواب زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیّتِ زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہِبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیّت زکوٰۃ کی ہو ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے۔[5]

---

1 ... فتاویٰ اہلسنت، احکام زکوٰۃ، ص 121

2 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص 91

3 ... فتاویٰ اہلسنت احکام زکوٰۃ، ص100، فیضان زکوٰۃ، ص 47-48

4 ... فتاویٰ اہلسنت احکام زکوٰۃ، ص303، نور الایضاح، کتاب الزکاۃ، ص 361

5 ... بہار شریعت، 1/890، حصہ 5: ملتقطاً

سوال کیا زکوٰۃ کی نیت سے کسی شرعی فقیر کو کھانا کھلانے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو بہ نیّتِ زکوٰۃ کھانا کھلا دیا زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہو گئی۔ یونہی بہ نیّتِ زکوٰۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہو گئی۔ (1)

سوال کوئی شے گِروِی رکھوائی تو اُس کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟

جواب جو چیز گِروِی رکھوائی گئی ہے اس کی زکوٰۃ نہ گِروی رکھوانے والے پر لازم ہے اور نہ ہی جس کے پاس گِروی رکھوائی گئی ہے اُس پر لازم ہے کیونکہ جس کے پاس وہ چیز گروی ہے وہ اس کا مالک نہیں اور گروی رکھوانے والے کی بھی ملکیت کامل نہیں کیونکہ وہ چیز اب اس کے قبضے میں ہی نہیں اور جب وہ چیز گروی رکھوانے والے کے قبضہ میں آئے گی تو جتنی مُدّت وہ چیز گروی تھی اس کے قبضے میں نہیں تھی اس پر اتنے عرصہ کی زکوٰۃ بھی لازم نہیں۔ (2)

سوال کیا سال بھر صدقہ و خیرات کرنے کے بعد اُس میں نیتِ زکوٰۃ ہو سکتی ہے؟

جواب سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیّت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکوٰۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیتِ زکوٰۃ شرط ہے۔ نیّت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلاتأمُّل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔ (3)

سوال کیا مسجد کی تعمیر یا مَیّت کی تجہیز و تکفین میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جا سکتی ہے؟

جواب زکوٰۃ کا روپیہ مُردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیکِ فقیر نہیں پائی گئی اور ان اُمور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صَرف (یعنی خرچ) کرے اور ثواب دونوں کو ہو گا۔ (4)

سوال کیا ایسا مقروض جو شرعی فقیر بھی ہو اس کو قرض معاف کر دینے سے قرض خواہ کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب کسی کا فقیر پر قرض ہے اور وہ اس قرض کو اپنے مال کی زکوٰۃ میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ قرض فقیر کو

---

1 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، 3/204 ملخصا، بہار شریعت، 1/874، حصہ 5:

2 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، 3/214، بہار شریعت، ۱/877، حصہ 5 ملخصا

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرہا وصفتہا وشرائطہا، 1/170

4 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، 3/227، بہار شریعت، 1/890، حصہ 5 ملتقطا

معاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکوٰۃ ہو جائے تو یہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے اُسے زکوٰۃ کا مال دے پھر وہی مال اپنے قرض کے طور پر اس سے واپس لے لے، اب اگر وہ دینے سے انکار کرے تو چھین بھی سکتا ہے۔[1]

سوال کیا ایڈوانس زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

جواب سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن اس کے لئے تین شرائط ہیں: (1) زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس مال پر سال شروع ہو چکا ہو (2) جس نصاب کی زکوٰۃ ادا کی وہ نصاب سال کے آخر میں کامل طور پر پایا جائے (3) زکوٰۃ ادا کرنے اور سال پورا ہونے کے درمیان وہ مال ہلاک نہ ہو۔[2] اگر سال پورا ہونے سے پہلے آخری دو شرطیں نہیں پائی گئیں تو دی ہوئی زکوٰۃ نفلی صَدَقہ شمار ہو گی۔[3]

سوال زکوٰۃ کو ظاہر کر کے دینا مستحب ہے مگر کس صورت میں چُھپا کر دینا مستحب ہے؟

جواب جب مال کی زیادتی ظاہر ہونے سے ظالموں کا خوف ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ کو چھپا کر دینا مستحب ہے۔[4]

سوال زکوٰۃ کو ظاہر کر کے دینا افضل کیوں ہے؟

جواب زکوٰۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چُھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بد گمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور (یعنی لازمی) ہے کہ رِیا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واِستحقاقِ عذاب ہے۔[5]

سوال کس صورت میں زکوٰۃ دیتے وقت نیّت نہ ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

جواب (1) ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیّتِ زکوٰۃ نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اُس وقت مُوَکِّل نے نیّت کر لی (تو زکوٰۃ ادا) ہو گئی۔[6] (2) دیتے وقت نیّت نہیں کی تھی، بعد میں کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اُس

---

1 ... درمختار، کتاب الزکاۃ، 3/226، بہار شریعت، 1/890، حصہ 5 ملخصا

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرہا وصفتہا وشرائطہا، 1/176

3 ... فتاویٰ اہلسنّت، احکام زکاۃ، ص165

4 ... الاشباہ والنظائر، الفن الرابع، کتاب الزکاۃ، ص342

5 ... بہار شریعت، 1/890، حصہ 5

6 ... الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ، الجزء الاول، ص149

کی مِلک میں ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔[1]

جانوروں کی زکوۃ سے متعلق ضروری سوال وجواب

سوال کتنی قسم کے جانوروں پر زکوۃ ہے؟

جواب تین قسم کے جانوروں پر زکوۃ واجب ہے جبکہ وہ سائمہ ہوں۔ (1) اُونٹ (2) گائے، بھینس (3) بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ۔[2]

سوال سائمہ جانور کسے کہتے ہیں؟

جواب سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہو۔[3]

سوال کیا چَر کر گزارہ کرنے والا ہر جانور سائمہ کہلائے گا؟

جواب یاد رکھئے! اگر چَرانے سے مقصود "دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا" نہ ہو بلکہ کوئی اور مقصد ہو مثلاً "بوجھ لادنا، ہل وغیرہ کے کام میں لانا، سواری میں استعمال کرنا، گوشت کھانا" ہو تو یہ جانور سَائِمَہ نہیں ہیں، ان کی زکوۃ دینا واجب نہیں ہے۔[4]

سوال جن جانوروں کو گھر پر چارہ کھلایا جاتا ہے وہ بھی سائمہ ہیں؟

جواب جن جانوروں کو گھر پر چارہ کھلایا جاتا ہے ان کی زکوۃ واجب نہیں ہے۔[5]

سوال کیا جانوروں کی زکوۃ میں جانور ہی دینا ضروری ہے یا رقم بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب جانوروں کی زکوۃ میں جانور ہی دینا ضروری نہیں بلکہ واجب شدہ جانور کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ زکوۃ سے

---

1 ... در مختار، کتاب الزکاۃ، 3/222، بہار شریعت، 1/886، حصہ 5: ماخوذا

2 ... بہار شریعت، 1/897، 893، حصہ 5:

3 ... تنویر الابصار، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، 3/232

4 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، 3/234

5 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، 3/233

مقصود فقیر کی مدد ہے اور یہ قیمت دینے سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔[1]

سوال کیا بیچنے کے لئے خریدے گئے جانوروں پر بھی زکوٰۃ لازم ہے اور یہ کیسے ادا کی جائے گی؟

جواب جی ہاں! زکوٰۃ تو ہے لیکن مالِ تجارت ہونے کی وجہ سے اُن کی زکوٰۃ قیمت کے حساب سے ادا کی جائے گی۔[2]

سوال کیا اُونٹ، گائے یا بکری وغیرہ جو جانور بیچنے کے لئے خریدے ہوں اور وہ جنگل میں چرتے ہوں ان پر بھی زکوٰۃ لازم ہو گی اور ان کی زکوٰۃ کیسے دیں گے؟

جواب جی ہاں! ان جانوروں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے لیکن یہ جانور سائمہ نہیں بلکہ مالِ تجارت ہیں لہٰذا ان جانوروں کی کل قیمت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ تجارت کے لئے خریدا تھا پھر سائمہ کی نیت کی تو زکوٰۃ کے لئے ابتدائے سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔[3]

سوال کتنی عمر کے جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب کم سے کم ایک سال کی عمر کے جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے مثلاً اگر 39 بکرے اور بکریاں سال سے کم عمر کی ہیں اور ایک سال کا ہو چکا تو اب تمام کو شاملِ حساب کیا جائے گا اور اگر کوئی بھی سال بھر کا نہیں تو نہیں کیا جائے گا۔[4]

سوال اگر کسی کے پاس اونٹ، گائیں اور بکریاں ہوں لیکن ان میں سے کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو کیا وہ بھی زکوٰۃ دے گا؟

جواب اگر کسی کے پاس اونٹ، گائیں اور بکریاں ہوں لیکن ان میں سے کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو ان کو نہیں ملایا جائے گا اور ایسے شخص پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔[5]

سوال کیا بھینسوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب جی ہاں! اگر بھینسوں میں وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط پائی جائیں تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ان کی زکوٰۃ کا حساب

---

1 ... فتاویٰ اہلسنت، کتاب الزکوٰۃ، ص564

2 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، 3/234

3 ... در مختار ورد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب السائمۃ، 3/235

4 ... بہار شریعت، 1/897، حصہ: 5 مفہوما

5 ... تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، 3/280

لگانے کا وہی طریقہ ہے جو گائے کی زکوٰۃ کا ہے کیونکہ یہ بھی گائے کے حکم میں ہیں بلکہ اگر گائے اور بھینس دونوں ہو تو دونوں کو ملا کر زکوٰۃ کا حساب لگایا جائے اور جس قسم کی تعداد زیادہ ہو اسی کا بچہ زکوٰۃ میں ادا کیا جائے۔[1]

سوال کیا چر کر گزارہ کرنے والے گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے اگرچہ چر کر گزارہ کرتے ہوں، ہاں! اگر تجارت کے لئے ہوں تو واجب ہے اور قیمت لگا کر اس قیمت کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔[2]

سوال اگر سائمہ جانور معذور ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟

جواب جی نہیں! جس جانور کے پاؤں کٹے ہوں اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اگر اندھا جانور چرائی پر ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ نیز اگر نصاب میں کمی ہو اور اندھے جانور کو ملانے سے وہ کمی پوری ہو جاتی ہو تو اسے ملا کر زکوٰۃ دی جائے گی۔[3]

سوال کتنے اُونٹوں پر زکوٰۃ لازم ہوتی ہے؟

جواب سائمہ اُونٹوں پر زکوٰۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب ان کی تعداد پانچ یا پانچ سے زیادہ ہو، اگر پانچ سے کم اُونٹ ہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔[4] مزید آسانی کے لئے یہ چارٹ ملاحظہ کیجئے:

اونٹ	زکوٰۃ	اونٹ	زکوٰۃ
5تا9	1 بکری	36تا45	2سال کی 1 اونٹنی
10تا14	2 بکریاں	46تا60	3سال کی 1 اونٹنی
15تا19	3 بکریاں	61تا75	4سال کی 1 اونٹنی
20تا24	4 بکریاں	76تا90	2سال کی 2 اونٹنیاں
25تا35	1 سال کی 1 اونٹنی	91تا120	3سال کی 2 اونٹنیاں

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، الفصل الثالث، 1/178
2 ... تنویر الابصار ودر مختار، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، 3/244-245
3 ... بہارِ شریعت، 1/893، حصہ 5: بتصرف
4 ... بہارِ شریعت، 1/893 حصہ 5: بتصرف

سوال: کتنی گائیں یا بھینسیں ہوں تو زکوٰۃ لازم ہوتی ہے؟

جواب: گائے پر زکوٰۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب ان کی تعداد تیس یا تیس سے زیادہ ہو، اگر تیس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔[1] مزید آسانی کے لئے یہ چارٹ ملاحظہ کیجئے:

گائے/بھینس	زکوٰۃ	گائے/بھینس	زکوٰۃ
30تا39	1سالہ بچھڑا یا بچھیا	70تا79	1سال کا 1 بچھڑا اور 2سال کا 1 بچھڑا
40تا59	2سالہ بچھڑا یا بچھیا	80تا89	2سال کے 2 بچھڑے
60تا69	1سال کے 2 بچھڑے یا بچھیا		

سوال: بکری، دنبہ یا بھیڑ کتنی تعداد میں ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

جواب: سائمہ بکریوں پر زکوٰۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب ان کی تعداد چالیس یا اس سے زیادہ ہو، لہٰذا اگر بکریاں چالیس سے کم ہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔[2] مزید آسانی کے لئے یہ چارٹ ملاحظہ کیجئے:

بکری، دنبہ یا بھیڑ	زکوٰۃ	بکری، دنبہ یا بھیڑ	زکوٰۃ	بکری، دنبہ یا بھیڑ	زکوٰۃ
40تا120	1 بکری	201تا399	3 بکریاں	400سے زیادہ پر	ہر100پر 1 بکری کا اضافہ
121تا200	2 بکریاں	400پر	4 بکریاں		

سوال: جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت اور نہ کرنے کی کوئی وعید بھی ہے؟

جواب: جی ہاں! جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کی فضیلت ہے چنانچہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے تین کام کئے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا: (1) جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور یہ یقین رکھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (2) جس نے خوش دلی سے ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی۔ (3) جس نے زکوٰۃ میں بوڑھے اور بیمار جانور یا بوسیدہ کپڑے اور گھٹیا مال کی بجائے اوسط درجے کا مال دیا کیونکہ اللہ تم سے تمہارا بہترین مال طلب نہیں کرتا اور نہ ہی گھٹیا مال

1 ...بہارِ شریعت، 1/895، حصہ: 5
2 ...بہارِ شریعت، 1/896، حصہ: 5

دینے کی اجازت دیتا ہے۔[1] اسی طرح جانوروں کی زکوٰۃ نہ دینے کی بھی وعید ہے، چنانچہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو اونٹوں والا اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ اونٹ قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اسے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا وہ اسے اپنے اگلے اور پچھلے پاؤں سے روندیں گے، جو گائے اور بھیڑ بکریوں والا اپنے جانوروں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ جانور قیامت کے دن پہلے سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اسے اپنے سینگوں سے ماریں گے اور پچھلی ٹانگوں سے روندیں گے ان میں کوئی بھیڑ یا بکری بغیر سینگ والی اور ٹوٹے ہوئے سینگ والی نہ ہوگی اور جو خزانے والا اپنے خزانے کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ خزانہ قیامت کے دن اَلشُّجَاعُ الْاَقْرَع (گنجے اژدھے) کی صورت میں آئے گا، منہ کھولے ہوئے اس کا پیچھا کرے گا جب وہ اس کے قریب آئے گا تو یہ اس سے بھاگے گا، وہ سانپ پکارے گا کہ اپنا خزانہ لے جسے تو نے چھپایا تھا کہ میں تو اس سے غنی ہوں، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو داخل ہو جائے گا (یعنی اس کے منہ میں اپنا ہاتھ داخل کر دے گا پس وہ اسے سانڈ کی طرح کاٹ ڈالے گا)۔[2]

سبق نمبر41 صدقے کا بیان

سوال صدقہ کسے کہتے ہیں؟

جواب اللہ پاک کی بارگاہ سے ثواب پانے کی امید پر جو عَطیہ دیا جائے اسے صدقہ کہتے ہیں۔[3]

سوال قرآنِ کریم میں صدقہ کرنے کی کیا فضلیت آئی ہے؟

جواب راہِ خدا میں خرچ کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ جابجا قرآنِ پاک میں اس کی ترغیب اور فضائل موجود ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ

ترجَمۂ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے

1 ... ابوداود، کتاب الزکاۃ، فی زکاۃ السائمۃ، 2/147، حدیث:1582

2 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، ص384، حدیث:2296

3 ... کتاب التعریفات، باب الصاد، ص95

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ (پ3، البقرۃ:261) جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے خرچ کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے یہ خرچ کرنا تمام ابوابِ خیر کو شامل ہے یعنی کہ صدقہ واجبہ سے ہو یا نفلی صدقات سے۔[1]

ایک اور آیت میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ (پ3، البقرۃ:262)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (اجر و ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

اس آیتِ مبارکہ میں بھی خرچ کرنے والوں کو ثواب کے حصول اور خوف و حزن کے دور ہونے کی بشارت دی جبکہ لینے والے پر احسان نہ جتلائے کہ تم مجبور، مفلس و نادار تھے ہم نے تمہاری اعانت نہ کی ہوتی تو کس حال میں ہوتے وغیرہ۔[2]

لٰہذا صدقہ کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ پاک کی رضا اور آخرت میں ثواب کے حصول کے لیے خرچ کرے نہ کہ احسان جتلانے، اس کے عوض میں اس سے خدمت لینے اور اپنے کام نکلوانے کے لیے۔

سوال احادیث میں صدقہ کرنے کی کیا فضیلت آئی ہے؟

جواب (1) حضور نبیِ مُکَرَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صدقہ ربِّ کریم کے غضب کو بُجھاتا اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔[3] (2) حضور نبیِ مکرم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک صَدَقہ کرنے والوں کو صَدَقہ قبر کی گرمی سے بچاتا ہے، اور بِلاشُبہ مسلمان قیامت کے دن اپنے صَدَقہ کے سائے میں ہوگا۔[4] (3) حضور نبیِ کریم،

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:261 ماخوذا
2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:261 ماخوذا
3 ... ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی فضل الصدقۃ، 2/146، حدیث:664
4 ... شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، التحریض علی صدقۃ التطوع، 3/212، حدیث:3347

رَءُوْف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ پاک ہے: صَدَقہ برائی کے 70 دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔[1] اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ صَدَقہ دینے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلا صَدَقہ سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔[2]

سوال صدقہ کرنے کے مزید فوائد بیان فرمایئے؟

جواب صدقہ کرنے کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے دس یہ ہیں: (1) بری موت سے بچنا (2) عمر زیادہ ہونا (3) رزق اور مال میں برکت ہونا (4) بلائیں دور ہونا (5) مددِ الٰہی کا شاملِ حال ہونا (6) درجات کا بلند ہونا (7) رضائے الٰہی نصیب ہونا (8) گناہوں کا معاف ہونا (9) محبتوں میں اضافہ ہونا اور (10) ٹیڑھے کام درست ہونا وغیرہ۔[3]

سوال صدقہ عَلانیہ کرنا بہتر ہے یا پوشیدہ؟

جواب پوشیدہ صدقہ کرنا بہتر ہے مگر دوسروں کی ترغیب کے لیے علانیہ صدقہ کرنا افضل ہے۔[4]

سوال صدقہ کہاں خرچ کرے؟

جواب صدقہ رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلام لونڈیاں آزاد کرانے میں خرچ کیا جائے۔

سوال صدقہ و خیرات کن لوگوں کو دینا افضل ہے؟

جواب صدقہ و خیرات اُن غریب علما، طلبہ، مُدَرِّسین اور دِین کے خادِموں وغیرہ کو دینا افضل ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کر دی ہیں۔ اگر ان کی خدمت نہ کی گئی اور یہ طلبِ معاش کے لئے مجبورًا مشغول ہوئے تو دینِ اسلام کا سخت نقصان ہو گا۔[5]

سوال کیا حرام مال سے صدقہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب حرام مال سے صدقہ نہیں کیا جا سکتا، حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو حرام مال جمع کرے پھر اس سے صدقہ دے تو اس میں اس کے لیے کوئی اجر نہیں اور اس کا وبال اسی پر ہو گا۔[6]

---

1 ... معجم کبیر، 4/274، حدیث: 4402
2 ... معجم اوسط، 4/180، حدیث: 5643
3 ... ضیائے صدقات، ص 175-174
4 ... تفسیر مدارک، پ 3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 271، ص 139
5 ... تفسیر نعیمی، 3/134 بتغیر
6 ... صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، ذکر البیان بان المال... الخ، 5/89، حدیث: 3206

سوال کیا بیوی اپنے شوہر کا مال صدقہ کر سکتی ہے؟

جواب جی ہاں! حصولِ ثواب کی نیت سے شوہر کی رضامندی سے بیوی مال صدقہ کر سکتی ہے۔[1]

سوال کیا صدقہ کرنے کے بعد واپس لے سکتے ہیں؟

جواب نہیں لے سکتے کیونکہ حدیثِ پاک میں اس سے منع کیا گیا ہے۔[2]

سوال صدقاتِ واجبہ، نفلی صدقات اور اَوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دینا کیسا؟

جواب صدقاتِ واجبہ (جیسے زکوۃ، صدقۂ فطر وغیرہ) نہیں دے سکتے صدقۂ نفل اور اَوقاف کی آمدنی دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔[3]

سوال کیا کسی کا دیا ہوا تحفہ صدقہ کر سکتے ہیں؟

جواب جی ہاں! حدیث شریف میں ہے: جب تمہیں بن مانگے کچھ دیا جائے تو کھاؤ اور صدقہ کرو۔[4]

سوال عام مسکین پر صَدَقہ کرنے اور رشتہ دار پر صَدَقہ کرنے میں کیا فرق ہے؟

جواب حضور نبیِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: رشتہ دار کو صَدَقہ دینے میں دو ثواب ہیں ایک صَدَقہ کرنے کا اور دوسرا صِلَۂ رحمی کرنے کا۔[5]

سوال صدقۂ نافلہ دیتے وقت کیا نیّت ہونی چاہئے؟

جواب جو شخص نفلی صدقہ دے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ تمام اہلِ ایمان کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے اس طرح اُنہیں بھی ثواب پہنچے گا اور اس کا ثواب بھی کم نہ ہوگا۔[6]

سوال چُھپا کر صدقہ کرنے کی کوئی فضیلت بیان کیجئے؟

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 3/127 مفہوما

2 ... بخاری، کتاب الزکاۃ، باب ہل یشتری صدقتہ، 1/502، حدیث: 1489

3 ... بہار شریعت، 1/931، حصہ: 5

4 ... ابو داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الاستعفاف، 2/171، حدیث: 1647

5 ... ترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ، 2/142، حدیث: 658

6 ... رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فی اہداء ثواب الاعمال للغیر، 4/13

جواب حضورِ پُر نور، شَافِعِ یَوْمُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سات شخص ہیں جن پر اللہ پاک اُس دن سایہ کرے گا جس دن اُس کے (عرش کے) سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (اُن میں سے ایک) وہ شخص ہے جس نے کچھ صدقہ کیا اور اِسے اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ دائیں نے کیا خرچ کیا۔[1]

سوال آدمی کا اپنے نفس پر صدقہ کیا ہے؟

جواب حضرت سَیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضور تاجدارِ ختمِ نبوّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو (اپنے) شر سے محفوظ رکھو، یہ ایک صَدَقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کرو گے۔[2]

سوال صَدَقہ وصول کرنے والے کے لیے کیا چیز سنّت ہے؟

جواب صَدَقہ وصول کرنے والے کے لیے سُنّت یہ ہے کہ صَدَقہ دینے والے کو دعائے خیر سے نوازے۔[3]

سوال دعا سے پہلے کونسا عمل کیا جائے تو وہ اسے قُبولیّت کے زیادہ قریب کر دیتا ہے؟

جواب اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے: فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً (پ28، المجادلۃ: 12) تَرجَمۂ کنزالایمان: تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: صَدَقہ خصوصاً پوشیدہ، اس امر میں اثرِ تمام رکھتا ہے (یعنی دعا کی قبولیت میں بہت مؤثّر ہے)۔[4]

سوال صَدَقہ کرنے والے کو کتنے شیطان صدقے سے روکتے ہیں؟

جواب اُسے 70 شیطان روکتے ہیں۔ حضرت سَیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ زمین پر جو بھی صَدَقہ دیا جاتا ہے وہ 70 شیطانوں کے جبڑوں سے چُھڑا کر دیا جاتا ہے وہ سب بندے کو صَدَقہ دینے سے روکتے ہیں۔[5]

سوال مالی صَدَقات کے علاوہ اور کونسی چیزیں صَدَقہ میں شامل ہیں؟

---

1 ... بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد... الخ، 1/236، حدیث: 660
2 ... بخاری، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل، 2/150، حدیث: 2518
3 ... تفسیر صراط الجنان، پ 11، التوبۃ، تحت الآیۃ: 99، 4/216
4 ... فضائل دعا، ص 59
5 ... کتاب الزہد، باب الصدقۃ، ص 228، حدیث: 649

جواب (1)دولوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرنا(2)سواری پر سوار ہونے میں کسی کی مدد کرنا(3)اچھی بات کہنا (4)نماز کی طرف اٹھنے والا ہر قدم[1] (5)راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنا(6)مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا(7)نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا(8)بھٹکے ہوئے کو راستہ دِکھانا[2] (9)لوگوں پر مہربانی کرنا[3] (10)علم سیکھ کر دوسروں کو سکھانا۔[4]

سوال کسی بھوکے مسلمان کو کِھلانے اور پلانے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب حدیثِ پاک میں ہے: جس نے کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کِھلایا اللہ پاک اسے جنتی پھل کِھلائے گا اور جس نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پِلایا اللہ پاک اُسے رَحیقِ مَختُوم(یعنی مہر لگی ہوئی پاکیزہ شراب)پِلائے گا۔[5]

سوال کیا زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب جی ہاں! عُشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اس زکوٰۃ کا نام عُشر ہے۔[6]

سوال عشر کس پر واجب ہے؟

جواب عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔[7]

سوال جس پر عشر واجب ہو اس کا انتقال ہو جائے تو کیا پھر بھی عشر کی ادائیگی ضروری ہے؟

جواب جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔[8]

---

1 ... بخاری، کتاب الجہاد، باب من اخذ بالرکاب ونحوہ، 2/306، حدیث:2989
2 ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف، 3/384، حدیث:1963
3 ... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی الحلم والتؤدۃ، 6/343، حدیث:8445
4 ... ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، 1/158، حدیث:243
5 ... ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، 2/180، حدیث:1682
6 ... بہار شریعت، 1/916، حصہ:5
7 ... بہار شریعت، 1/916، حصہ:5
8 ... بہار شریعت، 1/917، حصہ:5

سوال جو زمین بٹائی پر دی تو اس کا عشر کس پر لازم ہو گا؟

جواب عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے[1]

سوال کیا ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہو گا؟

جواب جی ہاں، ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہو گا۔[2]

سوال یہ عُشر کون ادا کریگا؟

جواب اس عشر کی ادائیگی کاشتکار پر واجب ہو گی۔[3]

سوال کون سی زمین پر عشر اور کون سی پر نصف عشر واجب ہوتا ہے؟

جواب جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے[4] یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ (بارش) کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ (بارش) کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔[5]

سوال کیا کل پیداوار پر عشر لیا جائے گا یا زراعت کے اخراجات، ہل بیل، کام کرنے والوں کی اجرت، بیج وغیرہ نکال کر بقیہ پیداوار پر عشر لیا جائے گا؟

جواب جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔[6]

---

1 ... بہار شریعت، 1/921، حصہ:5

2 ... عشر کے احکام، ص20

3 ... عشر کے احکام، ص20

4 ... یعنی چمڑے کا بڑا ڈول

5 ... بہار شریعت، 1/917، حصہ:5

6 ... بہار شریعت، 1/917، حصہ:5

سوال سال میں ایک سے زائد فصلیں اگائیں تو کیا سب پر عشر لازم ہو گا؟

جواب عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔[1]

سوال کیا عشر میں بھی نصاب شرط ہے؟

جواب اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب وماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وقفی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہلِ وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔[2]

سوال زمین کی کس پیداوار پر عشر واجب ہے؟

جواب جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ مثلاً اناج اور غلہ میں گندم، جو، چاول، گنا، کپاس، جوار، دھان (چاول)، باجرہ، مونگ پھلی، مکئی، اور سورج مکھی، رائی، سرسوں اور لوسن وغیرہ۔

پھلوں میں خربوزہ، آم، امرود، مالٹا، لوکاٹ، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، جاپانی پھل، سنگ ترا، پپیتا، اور ناریل، تربوز، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، اناس، انگور اور آلوچہ وغیرہ۔

سبزیوں میں ککڑی، ٹینڈا، کریلا، بھنڈی توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینا، کھیرا، ککڑی (تر) اور اروی، توریا، پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، ، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی اور بینگن وغیرہ۔ ان سب کی پیداوار میں سے عشر (یعنی دسواں حصہ) یا نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔[3]

سوال کن فصلوں پر عشر واجب نہیں؟

جواب جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن،

---

1 ... بہار شریعت، 1/917، حصہ:5

2 ... بہار شریعت، 1/917، حصہ:5 ملتقطا

3 ... عشر کے احکام، ص13

گھاس، بید، سرکنڈا،، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں)، کھجور کے پتے وغیرہ، ان کے علاوہ ہر قسم کی ترکاریوں اور پھلوں کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں بیج مقصود نہیں ہوتے اور جو بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً کندر، میتھی اور کلونجی وغیرہ کے بیج، ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو زمین کے تابع ہوں جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند، اس میں عشر واجب نہیں۔

البتہ اگر گھاس، بید، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں) وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لئے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ کپاس اور بینگن کے پودوں میں عشر نہیں مگر ان سے حاصل کپاس اور بینگن کی پیداوار میں عشر ہے۔[1]

سبق نمبر42 روزے کا بیان

روزے کے متعلق پارہ 2 سُورۃُ البَقَرۃ کی آیت نمبر 183 تا 184 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗؕ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ (پ2،البقرہ:183تا184)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیز گاری ملے، گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دِنوں میں اور جنہیں اِس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اُس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

1 ... عشر کے احکام، ص16

2 ... بہار شریعت، 1/919، حصہ:5

اس آیت میں روزوں کی فرضیت کا بیان ہے۔ شریعت میں روزہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے اور ہم بستری سے بچا جائے۔[1]

روزہ بہت قدیم عبادت ہے

اس آیت میں فرمایا گیا "جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ بہت قدیم عبادت ہے۔ حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے لے کر تمام شریعتوں میں روزے فرض ہوتے چلے آئے ہیں اگرچہ گزشتہ امتوں کے روزوں کے دن اور احکام ہم سے مختلف ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ رمضان کے روزے 10 شعبان 2 ہجری میں فرض ہوئے تھے۔[2]

احادیثِ مبارکہ میں روزے کی فضیلت

* حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے ہر نیک عمل کا بدلہ دس سے سات سو گُنا تک دیا جاتا ہے۔ اللہ پاک نے فرمایا: سوائے روزے کے کہ روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا میں خود دوں گا کیونکہ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو صرف میری وجہ سے ترک کرتا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک اِفطار کے وقت اور ایک اپنے ربِّ کریم سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کریم کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔[3] * اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رَمَضان کیا ہے تو میری اُمّت تمنّا کرتی کہ کاش! پورا سال ہی رَمَضان ہو۔[4] * روزہ ڈھال ہے اور جہنم سے بچاؤ کے لئے بہترین قلعہ ہے۔[5] * روزے رکھو تندرست ہو جاؤ گے۔[6]

---

1 ... تفسیر خازن، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 183، 1/119
2 ... در مختار، کتاب الصوم، 3/383
3 ... مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ص447، حدیث: 2707
4 ... صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصیام، باب ذکر تفضل اللہ... الخ، 3/190، حدیث: 1886
5 ... مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، 3/367، حدیث: 9236
6 ... معجم اوسط، 6/147، حدیث: 8312

روزے کے 5 اُخروی فوائد

سوال روزہ رکھنے کے اخروی فوائد اور نہ رکھنے کے نقصانات بتائیے؟

جواب روزہ رکھنے کے پانچ اخروی فوائد ملاحظہ کیجئے:

سلطانِ دوجہان، شہنشاہِ کون و مکان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذِی شان ہے: "میری اُمّت کو ماہِ رَمَضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو نہ ملیں: (1) جب رَمَضانُ الْمبارَک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ پاک ان کی طرف رَحمت کی نَظر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ پاک نَظرِ رَحمت فرمائے اُسے کبھی بھی عذاب نہ دے گا (2) شام کے وَقت ان کے مُنہ کی بُو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ پاک کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہے (3) فِرِشتے ہر رات اور دن ان کے لئے مغفِرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں (4) اللہ پاک جنّت کو حکم فرماتا ہے: میرے (نیک) بندوں کیلئے مُزَیَّن (یعنی آراستہ) ہوجا عنقریب وہ دنیا کی مَشَقَّت سے میرے گھر اور کرم میں راحت پائیں گے۔ (5) جب ماہِ رَمَضان کی آخِری رات آتی ہے تو اللہ پاک سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ قوم میں سے ایک شَخص نے کھڑے ہوکر عرض کی: یارسولَ اللہ! کیا یہ شبِ قدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مزدور جب اپنے کاموں سے فارِغ ہوجاتے ہیں تو انہیں اُجرت دی جاتی ہے۔ [1]

روزہ نہ رکھنے کے 2 اُخروی نقصانات

جس نے ماہِ رَمَضان کو پایا اور اسکے روزے نہ رکھے وہ شخص شَقی (یعنی بدبخت) ہے۔ [2] اللہ پاک نے اسلام میں چار چیزیں فرض فرمائیں ہیں (1) نماز (2) زکوٰۃ (3) رمضان المبارک کے روزے اور (4) بیت اللہ شریف کا حج جو ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑے گا تو بقیہ تین چیزیں اُسے کسی کام نہ آئیں گی جب تک کہ وہ ان تمام کو ادا نہ کرے۔ [3]

روزہ رکھنے کے طِبّی فوائد

سوال روزہ رکھنے کے کچھ طِبّی فوائد بیان کیجئے؟

---

1 ... الترغیب والترھیب، باب الترغیب فی صیام رمضان... الخ، 2/56، حدیث: 7

2 ... مجمع الزوائد، کتاب الصیام، فیمن ادرک شہر رمضان... الخ، 3/340، حدیث: 4773

3 ... مسند احمد، مسند الشامیین، حدیث زیاد ابن نعیم، 6/236، حدیث: 17804

جواب ✽ جی ہاں، روزہ رکھنے سے شوگر کنٹرول، ✽ دل کی گھبراہٹ دور، ✽ ذہنی ڈپریشن ونفسیاتی اَمراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ✽ نیز معدے ✽ جگر ✽ اور پٹھوں کے امراض میں اِفاقہ ہوتا ہے۔[1] ✽ روزے کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے دل کو انتہائی فائدہ مند آرام پہنچتا ہے۔ ✽ روزہ رکھنے سے موٹاپے میں کمی واقع ہوتی اور اضافی چربی ختم ہو جاتی ہے۔ ✽ روزہ رکھنے سے بے اولاد خواتین کے ہاں اولاد ہونے کے امکانات کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔[2] ✽ روزہ رکھنے سے بڑھاپا دیر سے آتا ہے۔ ✽ روزے سے جِلد مضبوط ہوتی اور جھریاں کم پڑتی ہیں۔

سوال روزہ کس پر فرض ہے؟

جواب توحید ورِسالت کا اِقْرار کرنے اور تمام ضَروریاتِ دِین پر ایمان لانے کے بعد جس طرح ہر مُسلمان پر نَماز فَرض قرار دی گئی ہے اسی طرح رَمَضان شریف کے روزے بھی ہر مُسلمان (مرد وعورت) عاقِل وبالغ پر فَرض ہیں۔[3]

سوال روزہ فرض ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب اِسلام میں اکثر اَعمال کسی نہ کسی رُوح پَرور واقِعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے مُقرّر کئے گئے ہیں۔ مثلاً صَفا اور مَروَہ کے درمیان حاجیوں کی سَعْی حضرتِ سَیِّدَتُنا ہاجِرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی یادگار ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اپنے لختِ جِگر حضرتِ سَیِّدُنا اِسماعیل ذَبِیحُ اللہ علی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کیلئے پانی تلاش کرنے کیلئے اِن دونوں پہاڑوں کے درمیان سات بار چلی اور دَوڑی تھیں۔ اللہ پاک کو حضرت سَیِّدَتُنا ہاجِرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی یہ ادا پسند آگئی، لہٰذا اِسی سُنّتِ ہاجِرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو اللہ پاک نے باقی رکھتے ہوئے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے صَفَا و مَروَہ کی سَعْی کو واجب کر دیا۔ اِسی طرح ماہِ رَمَضانُ المبارَک میں سے کچھ دن ہمارے پیارے سرکار، مکّے مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے غارِ حرا میں گُزارے تھے۔ اِس دَوران آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم دن کو کھانے سے پرہیز کرتے اور رات کو ذِکْرُ اللہ میں مشغول رہتے تھے۔ تو اللہ پاک نے اُن دِنوں کی یاد تازہ کرنے کیلئے روزے فَرض کئے تاکہ اُس کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّت قائم رہے۔

سوال کیا روزہ رکھنے کے لئے سَحری کرنا ضروری ہے؟

---

1 ... فیضانِ سنت، ص941 ملخصاً

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:183، 1/293

3 ... فیضانِ رمضان، ص73

جواب: ضروری تو نہیں، ہاں سنت ہے۔[1] لہٰذا جان بوجھ کر اس عظیم سنت کو نہ چھوڑا جائے۔

سوال: کیا روزہ بند کرنے یا کھولنے کے لئے اذان ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں! "روزہ بند کرنے کا تعلق اذانِ فجر سے نہیں۔ صبح صادق سے پہلے پہلے کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے۔" یوں ہی "جب غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے، افطار کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ نہ سائرن کا انتظار کیجئے، نہ اذان کا۔ فوراً کوئی چیز کھا یا پی لیجئے۔"[2]

سوال: ایک شخص نے روزہ رکھا لیکن افطار کا وقت کیلنڈر سے دیکھنے میں غلطی ہو گئی جس کی وجہ سے ایک منٹ پہلے ہی روزہ کھول لیا تو اس کا روزہ ہو گیا یا نہیں؟ اور اب اسے کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: اس صورت میں ایک منٹ پہلے روزہ کھولنے والے کا روزہ نہ ہوا، اُس پر اس روزے کی قضا لازم ہے، البتہ کفارہ نہیں۔ لہٰذا اب اسے چاہیے کہ قضا کی نیت سے ایک روزہ رکھ لے جیسا کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه لکھتے ہیں: "کافر تھا مسلمان ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کی مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔"[3]

سوال: کس سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تحقیق کے مطابق شرعاً سفر کی مقدار ساڑھے ستاون میل (یعنی تقریباً بانوے کلومیٹر) ہے جو کوئی اتنی مقدار کا فاصلہ طے کرنے کی غرض سے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے باہر نکل آیا[4]، وہ اب شرعاً مسافر ہے۔ اسے روزہ قضا کر کے رکھنے کی اجازت ہے۔

---

1 ... بدائع الصنائع، کتاب الصوم، 2/266

2 ... فیضانِ سنت، ص1006تا1010

3 ... بہارِ شریعت، 1/990، حصہ:5

4 ... فتاویٰ رضویہ، 8/243، بہارِ شریعت، 1/740، حصہ:4

روزہ توڑنے والی چیزیں

سوال روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

جواب ✲ کھانے، پینے یا ہمبستری کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔[1] ✲ حُقّہ، سِگار، سگریٹ، چُرَٹ وغیرہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ اگرچِہ اپنے خیال میں حلق تک دُھواں نہ پہنچتا ہو۔ ✲ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگرچِہ آپ بار بار اس کی پِیک تُھوکتے رہیں۔ کیوں کہ حَلْق میں اُس کے باریک اَجزا ضَرور پہنچتے ہیں۔ ✲ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مُنہ میں رکھنے سے گُھل جاتی ہیں مُنہ میں رکھی اور تُھوک نِگل گئے روزہ جاتا رہا۔[2] ✲ دانتوں کے دَرمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گئے یا کم ہی تھی مگر مُنہ سے نِکال کر پھر کھالی تو روزہ ٹوٹ گیا۔[3] ✲ دانتوں سے خُون نِکل کر حَلْق سے نیچے اُترا اور خُون تُھوک سے زیادہ یا برابر یا کم تھا مگر اِس کا مزا حَلْق میں مَحسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی حَلْق میں مَحسوس نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔[4] ✲ روزہ یاد رہنے کے باوُجود حُقنَہ لیا۔ یا ناک کے نَتھنوں سے دوائی چڑھائی روزہ جاتا رہا۔[5] ✲ کُلّی کر رہے تھے بِلا قَصد پانی حَلْق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دِماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا مگر جبکہ روزہ دار ہونا بُھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچِہ قَصداً ہو۔ یُوں ہی روزے دار کی طرف کسی نے کوئی چیز پھینکی وہ اُس کے حَلْق میں چلی گئی تو روزہ جاتا رہا۔[6] ✲ سوتے میں (یعنی نیند کی حالت میں) پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا، یا مُنہ کُھلا تھا، پانی کا قَطرہ یا بارِش کا اَولا حَلْق میں چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔[7] ✲ دُوسرے کا تُھوک نِگل لیا یا اپنا ہی تُھوک ہاتھ میں لے کر نِگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔[8] ✲ منہ میں رنگین ڈورا وغیرہ رکھا جس سے تُھوک رنگین

---

1 ... در مختار، کتاب الصوم، 3/419
2 ... بہارِ شریعت، 1/986، حصہ: 5 بتغیر
3 ... بہارِ شریعت، 1/986، حصہ: 5
4 ... در مختار، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، 3/421
5 ... عالمگیری، کتاب الصوم، باب فیمایفسد ومالایفسد، 1/204
6 ... الجوہرۃ النیرۃ، 1/178
7 ... الجوہرۃ النیرۃ، 1/178
8 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، باب فیمایفسد ومالایفسد، 1/203

ہو گیا پھر وُہی رنگین تُھوک نِگل گئے تَو روزہ جاتا رہا۔[1]

سوال کسی شخص کو خود بخود اُلٹی آئی اور اس نے یہ سمجھا کہ روزہ اب ٹوٹ گیا ہے تو اس نے کچھ کھانا، پینا شروع کر دیا تو سوال یہ ہے کہ ایسے شخص پر قضا لازم ہے یا پھر کفارہ بھی ہو گا؟

جواب پوچھی گئی صورت میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ البتہ جب الٹی کے بعد جان بوجھ کر کھانا کھا کر اس نے روزہ توڑ بھی لیا تھا تب بھی اس کے بعد کھانے پینے کی شرعاً اجازت نہ تھی کیونکہ روزہ اگر کسی غلطی کے پیشِ نظر ٹوٹ بھی جائے تو پھر بھی رمضان المبارک کے تقدس کی وجہ سے اسے کھانے پینے کی اجازت نہیں بلکہ لازم ہے کہ روزے داروں کی طرح رہے لہٰذا اس گناہ سے توبہ بھی کرے۔[2]

سوال قے آنے سے روزہ کب ٹوٹتا ہے؟

جواب روزہ یاد ہونے کے باوجود جان بوجھ کر قے کی اور وہ منہ بھر ہو اور اس قے میں کھانا، پانی، کڑوا پانی یا خون آئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ بلا اختیار قے ہوئی اب اگر وہ منہ بھر ہے اور اس میں ایک چنے کے برابر واپس لوٹا دی تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔[3]

سوال روزے کی حالت میں ناک میں اسپرے کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب اگر اپنا روزہ دار ہونا معلوم ہونے کے باوجود اس نے ایسا کیا تو اس صورت میں اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر اس روزہ کی قضا یعنی اس روزہ کے بدلے میں ایک اور روزہ لازم ہو گا۔[4]

سوال کیا شوگر کا مریض روزے کی حالت میں انسولین کا اِنجکشن لگوا سکتا ہے؟

جواب حالتِ روزہ میں انسولین کا انجکشن لگانا جائز ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (یونہی عام انجکشن چاہے رَگ میں لگایا جائے یا گوشت میں اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا) کیونکہ عمومی طور پر انجکشن کی سوئی جوف (معدہ یا معدہ تک جانے والے راستوں کے

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، باب فیما یفسد وما لا یفسد، 1/203

2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص95

3 ... ردالمحتار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، 3/450

4 ... فتاویٰ اہلسنت، قسط9، ص18-19 ملخصاً

اندرونی حصے) یا دماغ تک نہیں پہنچائی جاتی لہٰذا یہ انجکشن روزہ ٹوٹنے کا سبب نہیں۔[1]

سوال اگر آنسو منہ میں چلے گئے اور انہیں نگل لیا تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ ٹوٹا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔[2]

سوال روزے کے کوئی 6 مکروہات بیان کیجئے؟

جواب جھوٹ، غیبت، بدنگاہی، گالی دینا، بلا اجازتِ شرعی کسی کا دل دُکھانا، داڑھی منڈانا ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کَراہِیَّت آتی اور روزہ کی نورانیت چلی جاتی ہے۔[3]

سوال روزے کا کَفّارہ کیا ہے؟

جواب ممکن ہو تو ایک باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی اگر ممکن نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلائے۔[4]

سوال کس صورت میں بلا عُذرِ شرعی جان بوجھ کر روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں؟

جواب رمضان شریف کے علاوہ کسی دوسرے روزہ کے توڑنے میں کفارہ نہیں اگرچہ بلا عذرِ شرعی اور جان بوجھ کر ہو۔[5] لیکن نفلی روزہ شروع کر دینے سے اس کو پورا کرنا واجب ہے اگر جان بُوجھ کر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ یاد رہے نفلی روزہ بلا عذر توڑنا ناجائز ہے۔[6]

سوال کس روزے کا توڑنا واجب ہے اور قصداً توڑنے پر قضا بھی نہیں؟

جواب عید، بقر عید یا اَیّامِ تشریق میں نفلی روزہ رکھ کر قصداً توڑنے سے اس کی قضا واجب نہیں ہوتی بلکہ اس روزہ کا توڑ

---

1 ... فتاویٰ اہلسنت، قسط 9، ص 10
2 ... خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصوم، الفصل الثالث فیما یفسد الصوم وفیما لا یفسد، 1 / 253
3 ... فیضانِ سنت، ص 1057
4 ... رد المحتار، کتاب الصوم، مطلب فی الکفارۃ، 3 / 447
5 ... قدوری، کتاب الصوم، ص 94-95
6 ... در مختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، 3 / 475

دینا واجب ہے۔[1]

سوال کیا جس پر غسل فرض ہو اُس کا روزہ ہو جاتا ہے؟

جواب جی ہاں، جنابت (یعنی غسل فرض ہونے) کی حالت میں صبح کی بلکہ سارا دن کوئی جنابت کی حالت میں رہا تو روزہ ہو جائے گا۔[2] مگر اتنی دیر تک جان بوجھ کر غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔

سوال مجبوری کے سبب روزہ نہ رکھا تو مجبوری ختم ہونے پر کیا حکم ہے؟

جواب بعض مجبوریاں ایسی ہیں جن کے سبب رمضانُ المبارک میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر یہ یاد رہے کہ مجبوری میں روزہ معاف نہیں وہ مجبوری ختم ہو جانے کے بعد اس کی قضا رکھنا فرض ہے۔ البتہ قضا کا گناہ نہیں ہو گا۔[3]

سوال اگر کسی شرعی مجبوری کی وجہ سے رَمضان کے روزے چھوٹ جائیں تو انہیں کسی بھی وقت رکھ سکتے ہیں یا سردیوں میں چھوٹے ہوئے سردیوں میں اور گرمیوں میں چھوٹے ہوئے گرمیوں ہی میں رکھنے ہوں گے؟

جواب کسی بھی وجہ سے خواہ عذرِ شرعی کی بنا پر یا بِغیر کسی عُذر کے رَمضانُ المبارک کے فرض روزے نہ رکھے ہوں تو اُن کی قضا کرنا ضروری ہے اور قضا میں اِس کا اَصلاً اعتبار نہیں کہ جس موسم میں روزے چھوٹے ہیں اسی موسم میں رکھے جائیں یعنی سردیوں کے روزے سردیوں میں اور گرمیوں کے روزے گرمیوں میں رکھنے کا شرعاً کوئی حکم نہیں، اَلبتہ جلد اَز جلد روزے رکھنے چاہئیں اور اِتنی تاخیر نہ کی جائے کہ اگلا ماہِ رَمضان آجائے کہ پچھلے فرض روزے ذِمّہ پر باقی رہنے کی صورت میں اِس رمضان کے روزے اللہ کی بارگاہ میں مقامِ قبولیَّت پانے سے محروم رہتے ہیں۔[4]

سوال وہ کون ہے جسے ماہِ رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے؟

جواب مسافر اور مریض کو ماہِ رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے۔[5]

---

1 ... درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، 3/474

2 ... درمختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، 3/428

3 ... فیضان سنت، ص1067

4 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص100

5 ... فتاویٰ خانیہ، کتاب الصوم، الفصل الثانی فی النیۃ، 1/97، ماخوذا

سوال دودھ پلانے والی ماؤں کے لئے رمضان کے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب دودھ پلانے والی ماں کے بارے میں یہ حکم ہے کہ دودھ پلانے سے اگر اسے یا اس کے بچے کی جان کو نقصان پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اسے اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے۔ پھر رمضان گزر جانے کے بعد ان چھوڑے گئے روزوں کی قضا کرے۔ بہارِ شریعت میں ہے: ”حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہو تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے۔“[1]

سوال وہ عورت جو رمضان کے کسی دن میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہو جائے تو اس دن کا بقیہ حصہ اس کو روزے داروں کی طرح گزارنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب جو عورت رمضان کے کسی دن میں طلوعِ فجر کے بعد پاک ہو جائے تو اس دن کا بقیہ حصہ اس کو روزے داروں کی طرح گزارنا واجب ہے کیونکہ قوانینِ شریعت کی رُو سے ہر وہ شخص جس کے لیے دن کے اول وقت میں رمضان کا روزہ رکھنے میں عذر ہو اور پھر وہ عذر دن میں کسی وقت زائل ہو جائے اور اب اس کی حالت ایسی ہو کہ اول وقت میں ہوتی تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہوتا تو ایسے شخص پر روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہوتا ہے۔[2]

سوال کس شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اسے فِدیہ دینے کا حکم ہے؟

جواب وہ بوڑھے افراد جن کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب وہ روز بروز کمزور ہی ہوتے جائیں گے، جب ان میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے اور نہ انہیں آئندہ روزے کی طاقت آنے کی امید ہو تو اب انہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لہٰذا ہر روزے کے بدلے میں ”فدیہ“ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلانا اُس پر واجب ہے یا ہر روزے کے بدلے ایک صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیں۔[3]

سوال کن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے اور یہ کیوں منع ہے؟

جواب پانچ دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے، چار دن عید الاضحیٰ کے (10 سے 13 ذی الحجہ) اور ایک دن عید الفطر کا۔ کیونکہ یہ

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/1003، حصہ 5
2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 99
3 ... در مختار، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، 3/471

دن اللہ پاک کی طرف سے بندوں کی دعوت کے ہیں۔[1]

سوال جس دن سفر پر روانہ ہونا ہے کیا اس دن روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ؟

جواب اگر سفر کا آغاز دن میں کرنا ہے تو اس دن کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں البتہ اگر دورانِ سفر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازِم نہیں آئے گا مگر گُناہ ضرور ہو گا اور روزہ قضا کرنا فرض رہے گا۔[2]

سوال کسی نے غروبِ آفتاب سے پہلے کل کے روزے کی نیّت کی پھر بے ہوش ہو گیا اور ضحوۂ کُبریٰ کے بعد ہوش آیا تو کیا اس کا روزہ ہو جائے گا؟

جواب نہیں ہو گا کیونکہ ادائے روزۂ رمضان، نذرِ مُعَیَّن اور نفلی روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروبِ آفتاب سے ضحوۂ کُبریٰ تک ہے اس وقت کے اندر جب بھی نیّت کرلے روزہ ہو جائے گا جبکہ اس شخص نے آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیّت کی تھی لہٰذا یہ روزہ نہ ہوا اگر آفتاب ڈوبنے کے بعد نیّت کرتا تو ہو جاتا۔[3]

سوال اگر کسی شخص نے ایک ملک میں روزہ شروع کیا اور اِفطار سے پہلے کسی دوسرے ملک پہنچ گیا تو وہ افطار کب کرے گا؟

جواب اس صورت میں وہ شخص جس ملک میں موجود ہے اسی کے وقت کے حساب سے افطار کرے گا۔[4]

سوال ایک شخص کی رمضان میں آنکھ لیٹ کھلی وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ ابھی سحری کا ٹائم باقی ہے کھانا کھاتا رہا بعد میں پتہ چلا کہ سحری کا ٹائم تو ختم ہو چکا تھا پھر بھی اس شخص نے روزہ رکھ لیا تو اس شخص کا روزہ ہوا یا نہیں؟ اگر ایسا ہو چکا ہو تو اب کیا حکم ہے؟ کیا گناہ و کفّارہ ہے؟

جواب اس شخص کا روزہ نہیں ہوا اس پر اس دن کے روزے کی قضا رکھنا فرض ہے یعنی اس روزے کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا لیکن کوئی کفّارہ نہیں اور چونکہ خطاءً ایسا ہوا ہے اس لئے گناہ بھی نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ایسی صورت میں اگرچہ روزہ نہیں ہوتا لیکن بقیہ سارا دن روزہ دار کی طرح رہنا واجب ہوتا ہے لہٰذا اگر اس طرح کی صورت

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 10/351، ماخوذا

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار، 1/206، فیضان رمضان، ص144

3 ... فتاویٰ خانیہ، کتاب الصوم، الفصل الثانی فی النیۃ، 1/97، بہار شریعت، 1/967، حصہ:5

4 ... فتاویٰ اہلسنّت، قسط9، ص21 ماخوذا

کسی کو درپیش ہوئی ہو اور اس نے سارا دن روزہ دار کی طرح نہ گزارا تو وہ ضرور گنہگار ہو گا۔[1]

سوال حدیثِ پاک میں کن چیزوں سے روزہ افطار کرنے کی ترغیب آئی ہے؟

جواب حضور تاجدارِ دوجہان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی روزہ اِفطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے اِفطار کرے کہ وہ بَرَکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔[2]

اعتکاف کا بیان

سوال جائے نماز میں رمضان کے آخری عشرے کا مسنون اعتکاف کروایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب مَردوں کے اعتکاف کے لئے وقف مسجد کا ہونا شرط ہے جائے نماز چونکہ مسجد نہیں ہوتی اس لئے اس میں مَردوں کا اعتکاف بھی نہیں ہو سکتا۔ احناف کے نزدیک وقف مسجد کے علاوہ صرف عورتوں کا اعتکاف نماز کے لئے گھر میں مخصوص کی گئی جگہ جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اس میں ہو سکتا ہے۔ مَردوں کے اعتکاف کے لئے بہر صورت مسجد ضروری ہے جائے نماز میں اعتکاف ہر گز درست نہ ہو گا۔[3]

سوال کیا عورت دورانِ اعتکاف شدید گرمی کے سبب جائے اعتکاف کے علاوہ باتھ روم میں غسل کر سکتی ہے؟

جواب مَرد اصلِ مسجد (یعنی وہ جگہ جو نماز پڑھنے کے لئے خاص کر کے وقف ہوتی ہے) سے متصل وقف جگہ جو ضروریات و مصالحِ مسجد کے لئے وقف ہوتی ہے جسے فنائے مسجد کہا جاتا ہے اس میں بنے ہوئے غسل خانہ میں دورانِ اعتکاف بغیر ضرورت کے بھی غسل کر سکتا ہے فنائے مسجد میں جانے سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹتا، جبکہ عورت گھر میں متعیّن کردہ جگہ میں اعتکاف کرتی ہے، جو ''مسجدِ بیت'' کہلاتی ہے اور مسجدِ بیت میں فنا کا کوئی تصور نہیں ہوتا اس لئے عورت مسجدِ بیت سے باہر بلا ضرورت نہیں نکل سکتی، صورتِ مسئولہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں عورت اگر فرض غسل کے علاوہ کسی غسل مثلاً گرمی کی وجہ سے ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے نکلے گی تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔[4]

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلسنّت، ص91
2 ... ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء ما یستحب علیہ الافطار، 2/142، حدیث:658
3 ... مختصر فتاویٰ اہلسنّت، ص102
4 ... مختصر فتاویٰ اہلسنّت، ص102

سبق نمبر43 صدقۂ فطر کا بیان

اللہ پاک پارہ30 سورۃ الاعلیٰ کی آیت نمبر 14 تا 15 میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىؕ ﴿۱۵﴾ (پ30،الاعلیٰ:14، 15)

تَرجَمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "خزائن العرفان" میں اس آیتِ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ "تَزَکّٰی" سے صدقۂ فطر دینا اور رب کا نام لینے سے عید گاہ کے راستے میں تکبیریں کہنا اور نماز سے نمازِ عید مراد ہے۔[1]

صَدَقۂ فطر کی اہمیت و فضیلت پر تین فرامینِ مصطفےٰ

(1) سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر مکّہ مُعَظَّمہ کے گلی کُوچوں میں اِعلان کر دو "صَدَقۂ فِطر واجِب ہے۔"[2]

(2) حضرتِ سَیِّدُنا اِبنِ عبّاس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: مَدَنی سرکار، غریبوں کے غَمخوار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صَدَقۂ فِطر مقرَّر فرمایا تاکہ فُضُول اور بیہودہ کلام سے روزوں کی طَہارت (یعنی صفائی) ہو جائے۔ نیز مَساکین کی خُورِش (یعنی خوراک) بھی ہو جائے۔[3]

(3) حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں سرکارِ نامدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب تک صَدَقۂ فِطر ادا نہیں کیا جاتا، بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان مُعلَّق (یعنی لٹکا ہوا) رہتا ہے۔[4]

صدقۂ فطر کے متعلق اہم باتیں

سوال صدقۂ فطر کے متعلق کچھ احکام بیان کر دیجئے؟

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ30، الاعلیٰ، تحت الآیۃ: 14، 15
2 ... جامع ترمذی، کتاب الزکوۃ، باب ماجاء فی صدقۃ الفطر، 2/151، حدیث: 674
3 ... سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب زکاۃ الفطر، 2/157، حدیث: 1609
4 ... کنز العمال، کتاب الصوم، الباب الاول، جزء: 8، 4/253، حدیث: 24124

جواب: ✽ صَدَقۂ فِطر ان تمام مُسلمان مَرد و عورت پر واجِب ہے جو ''صاحِبِ نِصاب'' ہوں اور اُن کا نِصاب ''حاجاتِ اَصلِیّہ (یعنی ضروریاتِ زندگی سے)'' فارغ ہو۔[1]

✽ جِس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی یا ساڑھے باوَن تولہ چاندی کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہو (اور یہ سب حاجاتِ اَصلِیّہ سے فارِغ ہوں) اُس کو صاحِبِ نِصاب کہا جاتا ہے۔

✽ صَدَقۂ فِطر واجِب ہونے کیلئے، ''عاقِل وبالِغ'' ہونا شَرط نہیں۔ بلکہ بچّہ یا مَجنُون (یعنی پاگل) بھی اگر صاحِبِ نِصاب ہو تو اُس کے مال میں سے اُن کا وَلی (یعنی سرپرست) ادا کرے۔[2]

✽ صدقۂ فطر کے لئے مقدارِ نصاب تو وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ صدقۂ فطر کے لئے مال کے نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت) ہونے اور سال گزرنے کی شرط نہیں۔

✽ اسی طرح جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہیں (مثلاً وہ گھریلو سامان جو روزانہ کام میں نہیں آتا) اور ان کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو ان اشیاء کی وجہ سے صدقۂ فطر واجب ہے۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں یہ فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔[3]

✽ مالکِ نِصاب مرد پر اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی مَجنُون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صَدَقۂ فِطر واجب ہے، ہاں اگر وہ بچّہ یا مَجنُون خود صاحِبِ نِصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطرہ ادا کر دے۔[4]

✽ مَرد صاحِبِ نِصاب پر اپنی بیوی یا ماں باپ یا چھوٹے بھائی بہن اور دیگر رِشتہ داروں کا فِطرہ واجِب نہیں۔[5]

✽ والِد نہ ہو تو دادا جان والِد صاحِب کی جگہ ہیں۔ یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتیوں کی طرف سے اُن پہ صَدَقۂ فِطر دینا واجِب ہے۔[6]

---

1 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1 / 191
2 ... ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، 3 / 365
3 ... وقار الفتاویٰ جلد، 2 / 385، 386 ملتقطا
4 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1 / 191
5 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1 / 193
6 ... ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، 3 / 368

٭ ماں پر اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے صَدَقۂ فِطر دینا واجِب نہیں۔[1]

٭ باپ پر اپنی عاقِل بالِغ اولاد کا فِطرہ واجِب نہیں۔[2]

٭ کسی صحیح شَرعی مجبوری کے تحت روزے نہ رکھ سکا یا مَعَاذَاللہ بِغیر مجبوری کے رَمَضانُ المُبارَک کے روزے نہ رکھے اُس پر بھی صاحِبِ نِصاب ہونے کی صُورت میں صَدَقۂ فِطر واجِب ہے۔[3]

٭ بیوی یا بالِغ اولاد جن کا نَفَقَہ وغیرہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کا خَرچ) جس شَخص کے ذِمّہ ہے وہ اگر اِن کی اجازت کے بِغیر ہی اِن کا فِطرہ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ہاں اگر نَفَقَہ اُس کے ذِمّہ نہیں ہے۔مَثَلًا بالِغ بیٹے نے شادی کر کے گھر الگ بَسالیا اور اپنا گُزارہ خود ہی کر لیتا ہے تو اب اپنے نَان نَفَقَہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ) کا خود ہی ذِمّہ دار ہو گیا ہے۔لہٰذا ایسی اولاد کی طرف سے بِغیر اجازت فِطرہ دے دیا تو ادا نہ ہو گا۔

٭ بیوی نے بِغیر حکمِ شوہر اگر شوہر کا فِطرہ ادا کر دیا تو ادا نہ ہو گا۔[4]

٭ عِیدُ الفِطر کی صُبحِ صادِق طُلوع ہوتے وقت جو صاحِبِ نِصاب تھا اُسی پر صَدَقۂ فِطر واجِب ہے۔اگر صُبحِ صادِق کے بعد صاحِبِ نِصاب ہوا تو اب واجِب نہیں۔[5]

٭ صَدَقۂ فِطر ادا کرنے کا اَفضل وقت تو یہی ہے کہ عید کو صُبحِ صادِق کے بعد عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔اگر چاند رات یا رمضانُ المُبارَک کے کسی بھی دِن بلکہ رَمضان شریف سے پہلے بھی اگر کسی نے ادا کر دیا تب بھی فِطرہ ادا ہو گیا اور ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔[6]

٭ اگر عید کا دِن گُزر گیا اور فِطرہ ادا نہ کیا تھا تب بھی فِطرہ ساقِط نہ ہوا۔بلکہ عُمر بھر میں جب بھی ادا کریں ادا ہی ہے۔[7]

---

1 ...ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، 3/368

2 ...ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، 3/370

3 ...ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب صدقۃ الفطر، 3/367

4 ...بہار شریعت، 1/938 حصہ: 5

5 ...عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1/192 ملخصًا

6 ...عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1/192

7 ...عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1/192

* صَدَقَۂ فِطر کے مصارِف وُہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔یعنی جِن کو زکوۃ دے سکتے ہیں اِنہیں فِطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو فِطرہ بھی نہیں دے سکتے۔[1]

* ساداتِ کِرام کو صَدَقَۂ فِطر نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ بنی ہاشم سے ہیں۔ بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 931 پر ہے: بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر اِنہیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے مُراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولادیں ہیں۔

صدقۂ فطر کی مقدار

سوال صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع (یعنی دو کلو میں 80 گرام کم)(یا ان کی قیمت)، کھجور یا مُنَقّٰی یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع (یعنی چار کلو میں 160 گرام کم)(یا ان کی قیمت) یہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔ ایک سو پچھتّر روپے اٹھنی بھر (یعنی دو کلو سے 80 گرام کم) وَزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صَدَقۂ فِطر کی مِقدار ہے۔[2]

سبق نمبر 44 حج کا بیان

حج دینِ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے، جو سن 9 ہجری میں فرض ہوا۔[3] اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۝۹۷ (پ4، آل عمران:97)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ اِستِطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں تاجدارِ رسالت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس کی تفسیر "زادِ راہ" اور "سواری" سے فرمائی ہے۔[4]

---

1 ... عالمگیری، کتاب الصلوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، 1/194

2 ... فیضانِ رمضان، ص316

3 ... درمختار، کتاب الحج، 3/517

4 ... ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ آل عمران، 5/6، حدیث: 3009، تفسیر صراط الجنان، پ4، آل عمران، تحت الآیۃ: 97

سب سے افضل عمل

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ غیب کی خبریں دینے والے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا گیا: سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا: اللہ پاک اور اس کے رسول (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا: پھر کونسا؟ فرمایا: حجِ مَبْرُور کرنا۔[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں گناہ سے بچا جائے یا وہ حج جس میں ریا و نام و نمود سے پرہیز ہو یا وہ حج جس کے بعد حاجی مرتے وقت تک گناہوں سے بچے، حج برباد کرنے والا کوئی عمل نہ کرے۔ خواجہ حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حجِّ مقبول وہ ہے جس کے بعد حاجی دنیا میں زاہد آخرت میں راغب رہے۔[2]

حج فرض ہونے کے لئے زادِ راہ کی مقدار

سوال حج فرض ہونے کے لیے کتنا زادِ راہ ہونا چاہئے؟

جواب کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک اس کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے خرچے کے علاوہ ہونا چاہئے۔ راستے کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر حج کی ادائیگی لازم نہیں ہوتی۔[3]

حج واجب ہونے کی شرائط

سوال حج واجب ہونے کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

جواب حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں: (1) اسلام (یعنی مسلمان ہونا کافر پر حج فرض نہیں) (2) دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ہے (3) بلوغ (یعنی بالغ ہونا) (4) عاقل ہونا (5) آزاد ہونا (6) تندرست ہو (7) سفرِ خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو (8) (حج کا

---

1 ... بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، 1/512، حدیث: 1519

2 ... مرآۃ المناجیح، 5/441

3 ... تفسیر صراط الجنان، پ4، آل عمران، تحت الآیۃ: 97، 2/17

وقت (یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔)

حج کسے کہتے ہیں؟

سوال حج کی تعریف کیا ہے؟

جواب احرام باندھ کر نویں (9) ذُوالحِجَّہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبۂ معظمہ کے طواف کو حج کہتے ہیں۔[1]

حج کی اقسام

سوال حج کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب حج کی تین قسمیں ہیں: (1) ...حجِّ قِران (2) ...حجِّ تمتع (3) ...حجِّ افراد

سوال حج قران سے کیا مراد ہے؟

جواب حج قران سے یہ مراد ہے کہ حاجی عمرہ اور حج دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے۔

سوال حج تمتع سے کیا مراد ہے؟

جواب حج تمتع سے مراد یہ ہے کہ حاجی حج کے مہینے میں عمرہ کرے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، صرف چار پھیرے کیے پھر حج کا احرام باندھا۔

سوال حجِ اِفْرَاد سے کیا مراد ہے؟

جواب حجِ اِفْرَاد سے مراد یہ ہے کہ حاجی حج کے مہینے میں صرف حج کرے۔

سوال سب سے افضل حج کونسا ہے؟

جواب سب سے افضل قِران ہے پھر تمتّع پھر اِفراد۔

سوال حجِ اکبر کی تعریف کیا ہے؟

جواب حجِ اکبر کے متعلق فقہا کے مختلف اقوال ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جس دن

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/1035، حصہ:6 بتصرف قلیل

حج فرمایا تھا اسے حجِ اکبر کہا جاتا ہے اور چونکہ وہ حج جمعہ کے دن کیا گیا تھا تو نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حج کی یاد تازہ کرتے ہوئے مسلمان اس حج کو کہ جو جمعہ کے دن واقع ہو حجِ اکبر کہتے ہیں۔ [1]

حج کا مختصر طریقہ

پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے عموماً حجِ تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔ ذیل میں نہایت اختصار سے اس کا طریقہ (جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو) گھر سے روانہ ہو کر اختتامِ حج تک پیشِ خدمت ہے۔

01	گھر سے روانگی
02	میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا
03	کعبہ شریف کا طواف کرنا اور مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا اور آبِ زَم زَم پینا
04	سعی کرنا اور اس کے بعد حلق یا قصر کرانا اور احرام کھولنا
05	8 ذی الحجہ کو دوبارہ احرام باندھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرنا اور منیٰ میں جا کر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرنا
06	9 ذی الحجہ کو مقامِ عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں پڑھنا۔ وقوفِ عرفات کرنا
07	9 ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب و عشاء ملا کر پڑھنا۔ رات مزدلفہ میں قیام اور طلوعِ آفتاب سے کچھ پہلے تک مزدلفہ میں وقوف کرنا
08	10 ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منیٰ میں آنا اور جمرۃ العقبیٰ پر کنکریاں مارنا۔ قربانی کرنا اور حلق یا قصر کرنا
09	10 ذی الحجہ کو حلق یا قصر کے بعد مکہ مکرمہ میں جا کر طوافِ زیارت کرنا
10	11، 12، 13 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا۔ اور تینوں دنوں میں جمرات پر کنکریاں مار کر مکۂ مکرمہ روانہ ہونا، اور پھر واپس منیٰ آنا۔
11	14 ذی الحجہ یا جب رخصت کا ارادہ ہو طوافِ وداع کرنا
12	سفرِ مدینہ طیبہ خاص بقصدِ زیارت شریفہ

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 103

حج کے متعلق مختلف احکام

سوال حج کے کچھ احکام بتائیے؟

جواب (1) حج فرض ہے، جو اس کی فَرضیَّت کا انکار کرے کافر ہے۔ حج عمر بھر میں صرف ایک ہی بار فرض ہے۔[1] (2) جس شخص کو حج پر جانے کی قدرت حاصل ہو جائے تو اس پر اسی سال حج پر جانا فرض ہے، اگر تاخیر کرے گا تو گنہگار ہو گا۔ (3) قدرت ہونے کے باوجود جو شخص چند سال تک حج نہ کرے تو وہ فاسق ہے، اس کی گواہی مردُود ہے۔ (4) حج کی قضا نہیں ہے زندگی میں جب بھی کرے گا ادا ہی کہلائے گا۔[2] (5) دکھاوے کے لئے اور حرام کے پیسوں سے حج کرنا حرام ہے۔[3] (6) حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اُس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اُس کی خدمت کے محتاج ہوں اور ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حج فرض کا حکم ہے اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔[4]

حج کرنے کے فائدے اور ثوابات

سوال حج کرنے کے فائدے بیان کیجئے؟

جواب ✻ حج کرنا ایک افضل عمل ہے۔[5] ✻ حج کمزوروں کا جہاد ہے۔[6] ✻ حج کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا۔[7] ✻ حج محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے، جیسے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے۔[8] ✻ حج کرنے والا اپنے گھر والوں میں سے چار سو (400) لوگوں کی شفاعت کرے گا۔[9] ✻ جو شخص حج کے ارادے سے نکلے اور راستے میں ہی فوت ہو جائے تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔[10] ✻ جو حج کرنے کے

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، باب فی تفسیر الحج وفرضیتہ، 1/216
2 ... در مختار، کتاب الحج، 3/520
3 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، 3/519
4 ... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، 3/520
5 ... بخاری، کتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، 1/512، حدیث: 1519
6 ... ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الحج جہاد النساء، 3/414، حدیث: 2902
7 ... معجم اوسط، 4/61، رقم: 5213
8 ... ترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، 2/218، حدیث: 810 مختصراً
9 ... مسند بزار، مسند ابی موسیٰ الاشعری، 8/169، حدیث: 3196
10 ... مسند ابی یعلیٰ، مسند ابوہریرہ، 5/441، حدیث: 6327

بعد مرتا ہے وہ شہادت کا رتبہ پاتا ہے۔[1] ✽ حجِّ مقبول دنیا اور اس میں جو کچھ ہے ان میں سب سے بہتر ہے اور اس کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔[2] ✽ بیتُ اللہ کا طواف کرنے والوں کے لئے 60 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔[3] ✽ حج کرنے والے جب مکّۂ مکرمہ آتے ہیں تو فرشتے ان سے ملاقات کرتے ہیں۔ ✽ سواریوں پر سوار بعض حاجیوں کو سلام، بعض سے مصافحہ کرتے اور پیدل چلنے والوں سے گلے ملتے ہیں۔[4] ✽ حج کرنے والا بخش دیا جاتا ہے، بلکہ حاجی ماہِ ذُوالحجۃ الحرام، مُحَرَّمُ الْحَرام، صَفَرُ الْمُظَفَّر اور رَبِیْعُ الْاَوَّل کے 20 دنوں میں جس کے لئے بخشش چاہے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔[5]

حج نہ کرنے کے نقصانات

سوال حج فرض ہونے کے باوجود ادا نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب ✽ حج فرض ہونے کے باوجود جان بوجھ کر نہ کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ✽ فریضۂ حج کو ترک کرنا اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے۔ ✽ جو حج پر قادِر ہو اور حج نہ کرے وہ سخت مُجْرِم و گنہگار ہے۔ ✽ (استطاعت کے باوجود) حج نہ کرنے کا عمل کفار سے مُشَابَہَت ہے۔[6] ✽ جسے حج کرنے سے نہ ظاہری حاجت رکاوٹ ہوئی، نہ ظالم بادشاہ، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔[7] ✽ جس بندے کا جسم تندرست ہو اور وہ مالی اعتبار سے خوشحال ہو اور وہ پانچ سال تک حج نہ کرے وہ ضَرور مَحْرُوم ہے۔[8]

پہلے فرض حج کریں یا بیٹی کی شادی؟

سوال اگر کسی شخص پر حج فرض ہو جائے مگر اس کی بیٹی جوان گھر میں ہو تو کیا اسے حج کرنے جانا چاہیے یا پہلے بیٹی کی شادی

1 . . . احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول فی فضائل الحج . . . الخ، 1/323
2 . . . احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول فی فضائل الحج . . . الخ، 1/322
3 . . . شعب الایمان، باب فی المناسک، فضیلۃ الحجر الاسود . . . الخ، 3/455، حدیث: 4051
4 . . . احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول فی فضائل الحج . . . الخ، 1/323
5 . . . احیاء العلوم، کتاب اسرار الحج، الفصل الاول فی فضائل الحج . . . الخ، 1/323
6 . . . تفسیر نعیمی، پ4، آل عمران، تحت الآیۃ: 97، 4/38
7 . . . دارمی، کتاب المناسک، باب من مات ولم یحج، 2/45، حدیث: 1785
8 . . . صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرۃ، 6/4، حدیث: 3695

کرنی چاہیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے بیٹی کا فرض ادا کرلیں پھر حج کو جائیں گے جبکہ بیٹی کے لیے ابھی رشتہ تلاش کر رہے ہوتے ہیں کیا اس وجہ سے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے؟

جواب جس شخص پر حج فرض ہو چکا اس پر فرض ہے کہ اسی سال حج کو جائے بلا عذر شرعی اس سال حج نہ کرنا گناہ ہے اور فقہانے جن اعذار کی وجہ سے حج کی ادائیگی فرض نہ ہونے کا حکم دیا ہے ان میں بیٹی کی شادی کو شمار نہیں کیا لہٰذا اس وجہ سے جو حج مؤخر کرے گا گناہ گار ہوگا چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کریگا ادا ہی ہے قضا نہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ اگر حج کرنے جائیں گے تو بچیوں کی شادی کے لیے پیسے نہیں بچیں گے تو یاد رہے کہ شادی کے لیے کثیر اخراجات کرنا نہ فرض ہے نہ لازم بلکہ بعض صورتوں میں گناہ جیسے گانے باجے اور ناجائز رسموں پر خرچ کرنا تو شریعت کے مطابق اور سادگی سے شادی کریں جس کے لیے کثیر مال ہونا کوئی ضروری نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حج کرنا مُفلسی پیدا نہیں کرتا بلکہ حج تو غنی بناتا ہے لہٰذا حج کریں مقدس مقامات پر جا کر دُعا کریں اللہ کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے گا۔[1] حدیثِ پاک میں ہے: حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔[2]

سوال حج کے ارکان کتنے اور کون کونسے ہیں نیز اِس کا رکن اعظم کونسا ہے؟

جواب حج کے دو رکن ہیں: (1) طوافُ الزِّیارۃ۔ (2) وُقُوفِ عَرَفہ۔[3] 9 ذوالحجّہ کو وقوفِ عرفہ حج کا رُکنِ اعظم ہے۔[4]

سوال اِحرام کے کیا معنیٰ ہیں؟

جواب اِحرام کے لفظی معنیٰ ہیں: حرام کرنا کیونکہ اِحرام باندھنے والے پر بعض حلال باتیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔[5]

سوال اِحرام کی حالت میں عطر کی شیشی ہاتھ میں لی اور ہاتھ میں خوشبو لگ گئی تو کیا کفّارہ ہے؟

جواب اگر لوگ دیکھ کر کہیں کہ یہ بہت سی خوشبو لگ گئی ہے اگرچہ عُضْو کے تھوڑے سے حصّے میں لگی ہو تو دَم واجِب

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص104

2 ... مصنف عبد الرزاق، باب فضل الحج، 5/8، حدیث: 2359

3 ... در مختار، کتاب الحج، 3/537

4 ... رفیق الحرمین، ص159، 160

5 ... رفیق المعتمرین، ص28

ہے، ورنہ معمولی سی خوشبو بھی لگ گئی تو صَدَقہ ہے۔[1]

سوال کیا اِحرام کی حالت میں جُوں بھی نہیں مار سکتے؟

جواب جی ہاں! جُوں مارنا، پھینکنا، کسی کو مارنے کے لیے اِشارہ کرنا، کپڑا اُس کے مارنے کے لیے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، بالوں میں جُوں مارنے کے لیے کسی قسم کی دوا وغیرہ ڈالنا، غرضیکہ کسی طرح اُس کے ہلاک پر باعث ہونا یہ سب حرام ہے۔[2]

سوال اِضْطِباع کسے کہتے ہیں؟

جواب مرد اپنی چادر سیدھے ہاتھ کی بغل کے نیچے سے نکال کر اُس کے دونوں پلّے اُلٹے کندھے پر اِس طرح ڈالے کہ سیدھا کندھا کُھلا رہے۔[3]

سوال اِستِلام کیا ہے؟

جواب حجرِ اَسوَد کو بوسہ دینے یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے یا اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو اِستِلام کہتے ہیں۔[4]

سوال سَعی کسے کہتے ہیں؟

جواب صَفا و مَرْوَہ کے درمیان دوڑنے کو سعی کہتے ہیں۔[5]

سوال رَمی کسے کہتے ہیں؟

جواب جَمَرات (یعنی شیطانوں) پر کنکریاں مارنا رَمی کہلاتا ہے۔[6]

سوال رَمَل کسے کہتے ہیں؟

---

1 ... بہارِ شریعت، 1/1163، حصہ 6 ماخوذاً
2 ... فتاویٰ رضویہ، 10/733 ماخوذاً
3 ... ردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی دخول مکۃ، 3/579
4 ... ردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی دخول مکۃ، 3/578۔ بہار شریعت، 1/1096، حصہ 6
5 ... بہار شریعت، 1/1048، حصہ 6
6 ... رفیق الحرمین، ص 60

جواب: اَکڑ کر شانے (کندھے) ہِلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتے ہوئے قدرے (یعنی تھوڑا) تیزی سے چلنا۔[1]

سوال: طواف میں کتنے پھیرے اور کتنے اِستلام ہوتے ہیں؟

جواب: سات (7) پھیرے اور آٹھ (8) اِستلام۔[2]

سوال: تَقْصِیر کی تعریف بتائیے؟

جواب: تقصِیر یعنی کم از کم چوتھائی (1/4) سر کے بال اُنگلی کے پَورے برابر کٹوانا۔[3]

سوال: خواتین کی تقصیر کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: اِس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اپنی چُٹیا کے سِرے کو اُنگلی کے گرد لپیٹ کر اُتنا حصّہ کاٹ لیں، لیکن یہ اِحتیاط لازمی ہے کہ کم از کم چوتھائی (1/4) سر کے بال پَورے کے برابر کٹ جائیں۔[4]

سوال: عورت جو عمرہ کے طواف وسعی سے فارغ ہوچکی، ابھی تقصیر نہیں کی وہ اپنے شوہر کے احرام سے نکلنے کے وقت (یعنی اس کے عمرہ کے طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد) کیا اس کا حلق یا تقصیر کر سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! کر سکتی ہے کہ جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آگیا تو اب مُحرِم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگرچہ یہ دوسرا ابھی مُحرِم ہو اور اسکا احرام سے باہر ہونے کا وقت آگیا ہو۔[5]

سوال: طواف میں کتنی اور کون کون سی باتیں حرام ہیں؟

جواب: طواف میں سات باتیں حرام ہیں: (1) بے وضو طواف کرنا (2) جو عُضْوِ سَتْر میں داخل ہے اس کا چوتھائی (1/4) حصہ کھلا ہونا، مثلاً ران یا آزاد عورت کا کان یا کلائی (3) بے مجبوری سواری پر یا کسی کی گود میں یا کندھوں پر طواف کرنا (4) بلاعذر بیٹھ کر سَرکنا یا گھٹنوں پر چلنا (5) کعبے کو سیدھے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا (6) طواف میں "حطیم" کے اندر ہو کر گزرنا (7) سات پھیروں سے کم کرنا۔[6]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، 1/226

2 ... رفیق المعتمرین، ص114

3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، الباب الخامس فی کیفیۃ اداء الحج، 1/231

4 ... رفیق المعتمرین، ص138

5 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص117

6 ... فتاویٰ رضویہ، 10/744، بہار شریعت، 1/1112-1113، حصہ:6

عورت کا بغیر مَحرَم کے حج و عمرہ پر جانا کیسا؟

سوال کیا کوئی عورت بغیر مَحرَم حج وعمرے کیلئے جاسکتی ہے؟ جبکہ عورت بغیر مَحرم دیگر ممالک اور اپنے ملک میں دیگر شہروں کا سفر کرتی ہے تو حج یا عمرے کے لئے کیوں نہیں جاسکتی؟ کسی عورت کے پاس محدود رقم ہو جس سے وہ خود حج یا عمرہ کرسکتی ہے تو کیا کسی گروپ یا فیملی کے ساتھ جاسکتی ہے؟

جواب جس عورت کو حج وعمرہ یا کسی اور کام کے لئے شَرْعی سفر کرنا پڑے (شرعی سفر سے مراد تین دن کی راہ یعنی تقریباً 92 کلو میٹر یا اس سے زائد سفر کرنا پڑے بلکہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے تو عُلَما ایک دن کی راہ جانے سے بھی منع کرتے ہیں) تو اس کے ہمراہ شوہر یا مَحْرم ہونا شرط ہے، اس کے بغیر سفر کرنا ناجائز و حرام ہے۔ لہٰذا یہ حکم صرف حج وعمرے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کسی بھی جگہ شرعی سفر کرنا پڑے تو یہی حکم ہو گا خواہ عورت کتنی ہی بوڑھی ہو، بغیر مَحْرم سفر نہیں کرسکتی، کسی گُروپ و فیملی کے ساتھ بھی نہیں جاسکتی اگر جائے گی تو گنہگار ہو گی اور اس کے ہر قدم پر گُناہ لکھا جائے گا۔[1]

سوال سفرِ حج کے دوران موت آنے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب حضورِ اکرم، شفیعِ مُعظّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لیے حج کا ثواب لکھا جائے گا۔[2]

سوال حجِ مَبْرُور کسے کہتے ہیں اور اس کا ثواب کیا ہے؟

جواب وہ حج جس میں ریاکاری اور نامُوری کا کوئی شائبہ بھی نہ ہو اور نہ ہی کوئی فحش کلامی ہو اور نہ کوئی گناہ اور وہ حج مالِ حلال سے ہو۔[3] حدیثِ پاک میں ہے: حجِ مَبْرُور کا ثواب جنت ہی ہے۔[4]

سوال میقات کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب میقات پانچ ہیں: (1) **ذوالحلیفہ**: یہ مدینہ طیبہ سے مکۂ مکرمہ آنے والوں کیلئے میقات ہے (2) **ذاتِ عِرْق**: یہ عراق

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، 114
2 ... مسند ابی یعلیٰ، مسند ابی ہریرۃ، 5/441، حدیث: 6327
3 ... شرح المؤطا للزرقانی، کتاب الحج، باب جامع ماجاء فی العمرۃ، 2/376، تحت الحدیث: 783
4 ... بخاری، کتاب العمرۃ، باب العمرۃ... الخ، 1/586، حدیث: 1773

والوں کیلئے میقات ہے (3)**جُحفہ**: یہ اہل شام کیلئے میقات ہے(4)**قَرنُ المَنازِل**: یہ نجد(ریاض) سے آنے والوں کیلئے میقات ہے(5)**یلملم**: یہ اہلِ یمن کیلئے میقات ہے۔[1]

سوال کعبہ مشرَّفہ پر جب پہلی نظر پڑے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب جوں ہی پہلی نظر پڑے تین بار "لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَر" کہئے اور دُرود شریف پڑھ کر دُعا مانگئے کہ کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر جب پڑتی ہے اُس وقت مانگی ہوئی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔[2]

سوال دورانِ طواف سینہ یا پیٹھ کعبے کی طرف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب بھیڑ کے سبب یا بے خیالی میں کسی طَواف کے دَوران تھوڑی دیر کے لیے اگر سینہ یا پیٹھ کعبے کی طرف ہو جائے تو طَواف میں سینہ یا پیٹھ کئے جتنا فاصِلہ طے کیا ہو اُتنے فاصلے کا اِعادہ(یعنی دوبارہ کرنا) واجِب ہے اور افضل یہ ہے کہ وہ پھیرا ہی نئے سرے سے کر لیا جائے۔[3]

سوال طواف وسَعی میں کون سے سات کام جائز ہیں؟

جواب (1)سلام کرنا(2)جواب دینا(3)ضرورت کے وقت بات کرنا(4)پانی پینا(سَعی میں کھا بھی سکتے ہیں)(5)حمد ونعت یا منقبت کے اَشعار آہستہ آہستہ پڑھنا(6)دورانِ طواف نمازی کے آگے سے گزرنا کہ طواف بھی نماز ہی کی طرح ہے مگر سَعی کے دوران گزرنا جائز نہیں(7)فتویٰ پوچھنا یا فتویٰ دینا۔[4]

طواف یا سعی کے دوران کچھ دیر آرام کرنا کیسا؟

سوال طواف یا سَعی کے دوران تھکن کی وجہ سے کچھ دیر آرام کر سکتے ہیں؟

جواب طواف اور سَعی کے پھیرے لگانے میں ان کا پے در پے ہونا سنّت ہے اور بلا عذر ان میں فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔ عذر سے مراد وضو کرنا یا جماعت قائم ہونا یا جنازہ آجانا یا پیشاب پاخانہ کی حاجت ہونا یا تھک جانا ہے۔ لہٰذا اگر طواف یا سَعی کے چند

---

1 ... مسلم، کتاب الحج، باب مواقیت الحج والعمرۃ، ص466، حدیث:2809، 2810

2 ... رفیق المعتمرین، ص40

3 ... رفیق المعتمرین، ص139

4 ... المسلک المتقسط، باب دخول مکۃ، فصل فی مباحاتہ، ص162-164، فتاویٰ رضویہ، 10/ 745

چکر لگانے کے بعد تھکاوٹ محسوس ہوئی اور کچھ دیر آرام کر لیا پھر جہاں سے سعی یا طواف چھوڑا تھا وہاں سے دوبارہ شروع کر دیا تو جائز ہے البتہ اگر بہت زیادہ فاصلہ کر دیا ہو تو شروع سے کرنا مستحب ہے۔[1]

مِنٰی میں پانچ نمازیں اور حج سے قبل وقوف کا حکم

سوال مِنٰی میں وقوف اور پانچ نمازیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب آٹھ ذوالحجہ کی نمازِ ظہر سے لے کر نویں ذوالحجہ کی نمازِ فجر تک پانچ نمازیں مِنٰی میں پڑھنا اور آٹھ اور نو ذوالحجہ کی درمیانی رات مِنٰی میں گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی اس سنّت کو ترک کر دے تو وہ اِساءت کا مرتکب ہوگا۔ فی زمانہ بعض معلّم عرفہ کی پوری رات مِنٰی میں گزارنے اور فجر کی نماز مِنٰی میں پڑھنے کا موقع نہیں دیتے رات ہی میں عرفات پہنچا دیتے ہیں بوڑھے افراد یا فیملی والوں کا اپنے طور پر اگلے دن فجر پڑھ کر عرفات کے لئے جانا بہت سخت دِقّت کا کام ہے۔ جوان افراد میں سے بھی جو پہلی بار گیا ہے وہ بھی اکیلا عرفات پہنچ کر اپنے خیمہ تک پہنچ جائے یہ بہت مشکل ہوتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں بامرِ مجبوری قافلے کے ساتھ ہی عرفات کی طرف نکلا جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ یہاں حرج کی وجہ سے سنّتِ مؤکدہ کے ترک کی خاص موقع پر اجازت دی گئی ہے۔ حج کے بعد بہت سارے لوگ محض آرام طلبی کے لئے مِنٰی کی راتیں عزیزیہ یا اپنے ہوٹل میں کہیں اور گزارتے ہیں وہ بُرا کرتے ہیں وہاں رخصت کی گنجائش نہیں۔[2]

سوال بحالتِ اِحرام اگر وُضو کرنے میں بال جھڑیں تو کیا اِس پر بھی کفّارہ ہے؟

جواب وُضو کرنے میں، کُھجانے میں یا کنگھا کرنے میں اگر دو یا تین بال گرے تو ہر بال کے بدلے میں ایک ایک مُٹّھی اَناج یا ایک ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چُھوارا خیرات کریں اور تین سے زِیادہ گرے تو صَدَقہ دینا ہوگا۔[3]

سوال احرام میں خوشبو لگالی اور کفارہ بھی دے دیا تو اب لگی رہنے دیں یا کیا کریں؟

جواب خوشبو لگانا جب جُرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دُور کرنا واجِب ہے اور کفّارہ دینے کے بعد اگر زائل (یعنی دُور) نہ کیا تو پھر دَم وغیرہ واجِب ہوگا۔[4]

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص111
2 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، 108
3 ... المسلک المتقسط، باب الجنایات، فصل فی سقوط الشعر، ص327
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، 1 / 241

حالتِ احرام میں کپڑے یا ٹشو پیپر سے ناک صاف کرنا کیسا؟

سوال حالتِ احرام میں زکام ہونے کی صورت میں کیا کپڑے یا ٹشو پیپر سے ناک صاف کر سکتے ہیں؟ نیز چہرے سے کپڑے کے ذریعے پسینہ صاف کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب احرام کی حالت میں زکام ہو جائے تو کپڑے یا ٹشو پیپر سے اسے صاف نہیں کر سکتے، ایسے موقعے پر کپڑا ناک سے دور رکھتے ہوئے کچھ قریب کر کے اس میں ناک صاف کر لی جائے، اسی طرح کپڑے وغیرہ سے پسینہ صاف کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ حالتِ احرام میں محرم پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنا چہرہ کھلا رکھے، کسی بھی چیز سے نہ چھپائے خواہ وہ چیز کپڑا ہو یا کوئی اور چیز مثلاً ٹشو پیپر، ناک یا پسینہ صاف کرنے کے لئے جب کپڑا یا ٹشو پیپر چہرے کے کسی حصے مثلاً ناک یا پیشانی وغیرہ پر رکھیں گے تو چہرہ چھپ جائے گا جس کی محرم کو اجازت نہیں لہٰذا کپڑے اور ٹشو پیپر وغیرہ سے زکام ہونے پر ناک صاف کرنے اور پسینہ صاف کرنے کی اجازت نہیں۔[1]

عورت کا حج و عُمرہ کے لئے اِحرام (خصوصی اسکارف) لینا کیسا؟

سوال عورت کو حج یا عمرہ کرنے کے لئے احرام (خصوصی اِسکارف) لینا ضروری ہے یا وہ اپنے عَبایا میں بھی عمرہ کر سکتی ہے؟

جواب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیّت کر کے تَلْبِیَہ (لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ۔۔۔اِلَخ) پڑھتے ہیں جس سے بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں اس کو اِحرام کہتے ہیں اور مجازاً اُن دو اَن سِلی سفید چادروں کو اِحرام کہہ دیا جاتا ہے جو حالتِ اِحرام میں استعمال کی جاتی ہیں لیکن یہ چادریں اِحرام نہیں ہیں صرف مَردوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہیں کہ مَردوں کے لئے حالتِ احرام میں سِلا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے لیکن عورتوں کے لئے ایسا نہیں ہے انہیں حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے موزے دستانے پہننے کی اجازت ہے بلکہ چہرے، دونوں ہاتھ پہنچوں تک، قدم اور ان کی پُشت کے علاوہ حسبِ معمول اپنا سارا بدن چھپانا فرض ہے صرف چہرہ کُھلا رکھنا ضروری ہے کہ اس کو حالتِ اِحرام میں اس طرح چُھپانا کہ کپڑا وغیرہ چہرے سے مَس کر رہا ہو عورت کے لئے حرام ہے ہاں اَجنبیوں سے پردہ کرنے کے لئے چہرے کے سامنے چہرے سے جُدا کسی چیز کی آڑ کر لے مثلاً گتّا وغیرہ یا ہاتھ والا پنکھا چہرے کے سامنے رکھے لہٰذا عورت اپنے عَبایا میں یا کسی بھی قسم کے کپڑے

---

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص106

جن میں چہرے کے علاوہ سارا جسم چھپا ہوا ہو حج یا عُمرہ کر سکتی ہے خاص اِحرام کے نام پر جو بازار سے اسکارف ملتا ہے وہ پہننا ضروری نہیں ہے۔

یاد رہے کہ پہنچوں تک کلائیوں سے نیچے نیچے تک ہاتھ اور قدم اور اس کی پُشت کُھلی رکھ سکتی ہے مگر چُھپانا چاہے تو اس میں بھی حَرَج نہیں بلکہ بہتر ہے اس لئے دستانے اور موزے پہن سکتی ہے ہاں چہرہ ہرگز نہیں چُھپا سکتی کُھلا رکھنا ضروری ہے جو طریقہ بیان ہوا چہرے سے جدا کسی چیز سے آڑ کرلے اسی صورت پر عمل کر سکتی ہے۔[1]

سوال مُحْرِم نے اگر بھول کر سِلا ہوا لباس پہن لیا اور یاد آتے ہی اُتار دیا تو کوئی کفّارہ وغیرہ ہے یا نہیں؟

جواب کفّارہ ہے! اگرچہ ایک لمحے کے لیے پہنا ہو۔ جان بوجھ کر پہنا ہو یا بُھولے سے "صَدَقہ" واجِب ہو گیا اور اگر چار پَہر یا اس سے زیادہ چاہے لگاتار کئی دِن تک پہنے رہا "دَم" واجِب ہو گا۔[2]

سوال رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے عمرے اور فرضیتِ حج کے بعد کتنے حج کئے؟

جواب مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعد فرضیتِ حج صرف ایک حج کیا، عمرے کل چار کئے۔[3]

سوال نفل حج و عمرہ کرنا افضل ہے یا کسی غریب مقروض تنگدست کی مدد کرنا؟

جواب نفلی کاموں کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جس کی حاجت زیادہ ہو اور جس کا نفع زیادہ ہو وہ افضل ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی محتاج شخص کو بہت زیادہ حاجت ہو تو اس کی مدد کرنا نفلی حج و عمرہ کرنے سے افضل ہے ورنہ نفلی حج و عمرہ صدقہ کرنے سے افضل ہے۔[4]

سبق نمبر 45 عمرہ کا بیان

عمرہ کی فضیلت

حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے

1 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص118

2 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، 1/ 242

3 ... مرآۃ المناجیح، 4/108

4 ... مختصر فتاویٰ اہل سنت، ص105

اور حجِ مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔[1]

سوال عُمرے کے طواف کا ایک پھیرا چھوٹ گیا تو کیا کفّارہ ہے؟

جواب عُمرے کا طَواف فرض ہے،اِس کا اگر ایک پھیرا بھی چھوٹ گیا تو دَم واجِب ہے،اگر بِالکل طَواف نہ کیا یا اکثر (یعنی چار پھیرے) ترک کئے تو کفّارہ نہیں بلکہ ان کا ادا کرنا لازِم ہے۔[2]

سوال طواف کے پھیروں میں شک ہو جائے تو کیا کریں؟

جواب طواف کے پھیروں میں شک واقع ہوا کہ کتنے ہوئے تو اگر طواف فرض یا واجب ہے تو اب سے سات پھیرے کرے اور اگر کسی ایک عادل شخص نے بتا دیا کہ اتنے پھیرے ہوئے تو اُس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے اور دو عادل نے بتایا تو ان کے کہے پر ضرور عمل کرے اور اگر طواف فرض یا واجب نہیں ہے تو غالب گمان پر عمل کرے۔[3]

سبق نمبر 46 ذَبح اور قربانی کا بیان

قربانی ایک مالی عبادت ہے۔ یہ ایسا عظیم عمل ہے جو پچھلی اُمّتوں میں بھی موجود تھا، پارہ 17، سُوْرَۃُ الْحَجّ، آیت:34 میں اِرشاد ہوتا ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ (پ17،الحج:34)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور ہر اُمّت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو۔

قربانی کے دن کا سب سے پیارا عمل

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے مروی ہے کہ پیارے پیارے آقا، دوجہاں کے مولا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یَوْمُ النَّحْر (دسویں ذُوالحجہ) میں ابنِ آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا

1 ...بخاری، کتاب العمرۃ، باب وجوب العمرۃ وفضلہا، 1/586، حدیث:1773
2 ...المسلک المتقسط، باب الجنایات، فصل فی الجنایۃ فی طواف العمرۃ، ص353
3 ...ردالمحتار، کتاب الحج، مطلب فی طواف القدوم، 3/582

نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کُھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقامِ قبول میں پہنچ جاتا ہے، لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔[1]

قربانی کرنے کے فائدے اور ثوابات

سوال قربانی کے ثوابات اور فوائد بیان کیجئے؟

جواب ✲عید کے دن قربانی میں مال خرچ کرنا اللہ پاک کو سب سے زیادہ محبوب (یعنی پسندیدہ) ہے۔[2] ✲ قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔[3] ✲ جو ثواب کی خاطر خوش دلی سے قربانی کرے گا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے رکاوٹ ہو جائے گی۔[4] ✲ قربانی نیکیوں کے پلّے میں رکھی جائے گی جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔[5] ✲ قربانی کرنے والے کے لئے اس کی قربانی سُواری بن جائے گی جس کے ذَرِیعے وہ باآسانی پُل صراط سے گزر جائے گا۔ اور اُس کا ہر عُضو قُربانی پیش کرنے والے کے ہر عُضو کے لئے جہنم سے آزادی کا فِدیہ بنے گا۔[6] ✲ قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرتے ہی گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اور بروزِ قیامت قربانی کا جانور 70 گُنا اضافے کے ساتھ میزانِ عمل میں رکھا جائے گا۔[7]

قربانی نہ کرنے کے نقصانات

سوال استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب ✲ قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے متعلق حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: جس شخص میں قُربانی کرنے کی استطاعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ

---

1 ... ترمذی، کتاب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، 3/162، حدیث: 1498

2 ... معجم کبیر، 11/15، حدیث: 10894

3 ... ترمذی، کتاب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، 3/162، حدیث: 1498

4 ... معجم کبیر، 3/84، حدیث: 2736

5 ... اشعۃ اللمعات، کتاب الصلاۃ، باب فی الاضحیۃ، 1/654

6 ... مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب فی الاضحیۃ، 3/574، تحت الحدیث: 1470 مفھوما

7 ... سنن کبری للبیہقی، کتاب الضحایا، باب ما یستحب للمرء من ... الخ، 9/476، حدیث: 19161

آئے۔[1] جو صدقہ اور قربانی نہیں کرتا اس سے آرام چھین لیا جاتا ہے۔[2]

متفرق مسائل

سوال قربانی کسے کہتے ہیں؟

جواب مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔[3]

سوال قربانی کس پر واجب ہے؟

جواب قربانی ہر اُس بالغ مقیم مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو۔[4] مالکِ نصاب ہونے سے مُراد یہ ہے کہ اُس شخص کے پاس ساڑھے باوَن (52.5) تولے چاندی یا اُتنی مالیت کی رقم یا اتنی مالیت کا تجارت کا مال یا اتنی مالیت کا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ سامان ہو اور اُس پر اللہ پاک یا بندوں کا اِتنا قرضہ نہ ہو جسے ادا کر کے بیان کردہ نصاب باقی نہ رہے۔ فُقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: حاجتِ اَصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے مُراد وہ چیزیں ہیں جن کی عُمُوماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزراوقات میں شدید تنگی و دُشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین سے متعلّق کتابیں اور پیشے سے متعلّق اوزار وغیرہ۔[5]

سوال زکوٰۃ و قربانی کے نصاب میں کیا فرق ہے؟

جواب زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو فرق ہیں قربانی کے نصاب میں مال نامی (یعنی بڑھنے والا) ہونا اور سال گزرنا شرط نہیں ہے جبکہ زکوٰۃ میں یہ دونوں شرطیں ہیں۔

سوال قربانی کے متعلق کچھ احکام بیان کیجئے؟

جواب ❊ قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے جب وہ وقت آیا اور قربانی واجب ہونے کی شرائط پائی گئیں تو قربانی

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، باب الاضاحی واجبۃ ام لا، 3/529، حدیث: 3123

2 ... فیضان بابا فرید، ص65

3 ... در مختار، کتاب الاضحیۃ، 9/519

4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الاضحیۃ، باب فی تفسیرھا و رکنہا... الخ، 5/292 ملتقطا

5 ... ابلق گھوڑے سوار، ص6

واجب ہوگئی۔[1] قربانی کا وقت دسویں(10)ذُوالحِجہ کے طلوعِ صبح صادق سے بارہویں(12) کے غروبِ آفتاب تک ہے۔یعنی تین دن دوراتیں۔[2] جولوگ شہر میں مقیم ہیں ان کے لئے شرط ہے نمازِ عید کے بعد قربانی کریں،[3] فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جس نے پہلے ذبح کرڈالا وہ گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے ہی سے کرلیا ہے قربانی سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔[4] (3) جس شخص پر قربانی واجب ہو مگر اس کے پاس جانور خریدنے کے پیسے نہ ہوں تو اسے چاہیے کہ قرض لے کر یا کوئی چیز فروخت کرکے قربانی کرے۔[5] * قربانی کا جانور موٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے، اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہے تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔[6] اندھا، لنگڑا، کانا، بے حد دُبلا(کمزور)، تہائی سے زیادہ کان، دُم، سینگ، تھن وغیرہ کٹا ہوا، پیدائشی طور پر جس کے کان نہ ہوں اور بیمار، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔[7] * قربانی کے جانوروں میں اونٹ کی عمر پانچ سال، گائے کی عمر دو سال اور بکرے کی ایک سال ہونا ضروری ہے، اس سے کم ہو تو قربانی نہ ہوگی البتہ دُنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ جو دیکھنے میں سال کا لگے، اس کی قربانی جائز ہے۔[8] * ذبح کی چار رگوں میں سے تین کا کٹ جانا کافی ہے اور اگر چاروں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ بھی کٹ گیا تو جانور حلال ہے۔[9] وہ چار رگیں یہ ہیں:(1) حُلقوم،(2) مُری اور (3۔4) وَدَجین۔[10]

سابقہ قربانی کی رقم صدقہ کرنا/قربانی کی رقم کا حیلہ کرنا

سوال (1)اگر کسی شخص نے گزشتہ پانچ سال کی قربانیاں نہ کی ہوں جبکہ وہ اس پر واجب تھیں تو اب ہر قربانی کے

---

1 ... درمختار، کتاب الاضحیۃ، 9/520

2 ... بہار شریعت، 3/336، حصہ:15

3 ... بہار شریعت، 3/337، حصہ:15

4 ... بخاری، کتاب الاضاحی، باب سنۃ الاضحیۃ، 3/571، حدیث:5545

5 ... فتاویٰ امجدیہ، 3/315 ملخصا

6 ... ردالمحتار، کتاب الاضحیۃ، 9/536

7 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الاضحیۃ، باب بیان محل اقامۃ الواجب، 5/297

8 ... درمختار، کتاب الاضحیۃ، 9/533

9 ... بہار شریعت، 5/313، حصہ:15

10 ... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الذبائح، 9/491-493

بدلے ایک بکرے کی ہی قیمت صَدَقہ کرے یا گائے کے حصّوں کے حساب سے 5 حصوں کی رقم صَدَقہ کرنا بھی جائز ہے؟
(2) جس طرح زکوۃ کی رقم شرعی حِیلہ کرنے سے مَدْرَسہ کی تعمیر (Construction) میں لگائی جاسکتی ہے کیا اسی طرح پچھلی قربانیوں کی جو رقم ادا کرنا لازم ہے وہ حیلہ کے ذریعہ مَدْرَسہ کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں؟

جواب (1) اگر کسی نے بِلا عُذر پانچ سال تک قربانی نہیں کی تو وہ اِس واجب کو چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوا، اب اس سے توبہ بھی کرے اور اس پر ہر سال کی قربانی کے بدلے ایک بکری کی ہی قیمت صَدَقہ کرنا واجب ہے، گائے کے حصوں کی قیمت صدقہ نہیں کرسکتے کہ کُتُبِ فِقہ میں اس صورت کا یہی حکم بیان کیا گیا ہے۔

(2) جی ہاں! گذشتہ سالوں کی قربانی کی رقم حِیلۂ شَرعِیَّہ کے ذریعے مدرسے کی تعمیر وغیرہ پر لگا سکتے ہیں کیونکہ یہ صَدَقۂ واجِبہ ہے اور صدقاتِ واجبہ مثلاً زکوۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ کا یہی حکم ہے۔[1]

چار افراد کا برابر رقم ملا کر جانور قربان کرنا کیسا؟

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اگر چار افراد مِل کر برابر برابر رقم ڈال کر ایک بڑا جانور مثلاً گائے خرید کر بہ نیّتِ قربانی ذَبح کریں تو ان کی قربانی ہو جائے گی یا نہیں حالانکہ بڑے جانور میں تو سات حصے ہوتے ہیں؟ نیز ان میں گوشت کی تقسیم کس طرح ہو گی۔

جواب صورتِ مَسئولہ میں ان چار افراد کی قربانی ہوجائے گی کہ گائے، اونٹ وغیرہ جانوروں میں کم از کم ہر شخص کا ساتواں حصہ ہونا ضروری ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حَرَج نہیں، گوشت وَزن کرکے برابر برابر تمام شُرَکا میں تقسیم کیا جائے۔[2]

قربانی کے جانور میں عقیقے کا حصّہ شامل کرنا

سوال گائے، بھینس، اونٹ وغیرہ کی قربانی میں عقیقہ کا حصّہ شامل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا عقیقہ کا حصہ شامل کرنے

1 ... مختصر فتاوٰی اہلِ سنت، ص123
2 ... مختصر فتاوٰی اہلِ سنت، ص124

سے قربانی وعقیقہ ہو جائیں گے؟

جواب: گائے، بھینس، اونٹ کی قربانی میں عقیقہ کا حصہ شامل کرنا جائز ہے اور عقیقہ کا حصّہ شامل کرنے سے قربانی اور عقیقہ دونوں ہو جائیں گے کیونکہ قربانی کے جانور میں دیگر واجبات یا نفل عبادت کی نیّت کرنا جائز ہے اور پھر چاہے 7 حصّوں میں سے صرف ایک ہی حصّہ میں قربانی کی نیّت ہو اور باقی حصّوں میں دیگر واجبات و نوافل کی نیّت ہو جیسے کفّارہ و عقیقہ کی نیّت، قربانی اور تمام واجبات و نوافل صحیح ہو جائیں گے۔[1]

جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر بھول جائے تو گوشت کا کیا حکم ہے؟

سوال: اگر کوئی مسلمان جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو اُس ذَبح کردہ جانور کا گوشت کھانا حلال ہے یا نہیں؟

جواب: اگر واقعی کوئی جانور ذَبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو حرج نہیں، اُس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے۔

بغیر دانت والے بیل کی قربانی

سوال: ایسا بیل جس کی عمر تو پوری ہو چکی ہو لیکن ابھی تک اس کے دانت نہ نکلے ہوں، اس کی قربانی کرنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا بیل جس کی عمر اسلامی اعتبار سے دو سال مکمّل ہو اور اس میں قربانی سے مانع (روکنے والا) کوئی بھی عیب نہ ہو تو اس کی قربانی بلاشبہ جائز ہے، اگرچہ ابھی تک اس کے سامنے والے دو بڑے دانت نہ نکلے ہوں (جن کی وجہ سے جانور کو عُرف میں "دوندا یعنی دو دانت والا" کہا جاتا ہے) کیونکہ شریعت کی طرف سے قربانی کے جانوروں کی مُقرّر کردہ عمر کا پورا ہونا ضروری ہے، بڑے دانت نکلنا ضروری نہیں۔

البتہ یہ یاد رہے کہ سامنے کے دو بڑے دانتوں کا نکلنا جانور کی عمر پوری ہونے کی علامت ہے، کیونکہ اونٹ کے پانچ سال کی عمر کے بعد، گائے وغیرہ کے دو سال بعد اور بکری وغیرہ کے ایک سال کے بعد ہی دانت نکلتے ہیں، اس سے پہلے نہیں، لہٰذا اگر کسی جانور کے دانت نہ نکلے ہوں تو خریدنے سے پہلے اچھی طرح تسلّی کر لی جائے کہ اس کی عمر مکمل ہے یا نہیں، اگر شک ہو تو ایسے جانور کو قربانی کے لئے نہ خریدا جائے، خصوصاً اس دور میں کہ جس میں جھوٹ بول کر جانور بیچنا

[1] ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 125

عام ہوچکا ہے۔[1]

جس جانور کے سینگ نکال دیئے گئے ہوں اس کی قربانی

کسی نے قربانی کا ایسا جانور خریدا جس کے سینگ جڑ سے نکال دیے گئے تھے، پھر اس کا زَخم بھر کر ٹھیک ہو گیا اور وہاں کھال (Skin) جُڑ کر مکمل ٹھیک ہو گئی تو اب کیا ایسے جانور کی قربانی ہو جائے گی؟

جواب: اس صورت میں ایسے جانور کی قربانی جائز ہے۔ تفصیل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ جس جانور کا سینگ ٹوٹ گیا ہو، اگر سر کے اوپر والا حصّہ ٹوٹا ہو جو ظاہر ہوتا ہے تو قربانی جائز ہے اور اگر سر کے اندر جڑ تک ٹوٹے تو قربانی جائز نہیں لیکن اس صورت میں اگر سر کا زَخم بھر جائے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے تو اب قربانی جائز ہے۔[2]

1 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص126-127

2 ... مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص127

چوتھا باب
معاملات کا بیان
اس باب میں آپ جانیں گے
1۔۔۔۔ حدیث میں نکاح کی اہمیت
2۔۔۔۔ ولیمہ کی تعریف اور حکم
3۔۔۔۔ وقف کی شرائط و احکام
4۔۔۔۔ آن لائن خرید و فروخت سے متعلق اہم مسئلہ
5۔۔۔۔ موبائل کمپنی سے ایڈوانس بیلنس حاصل کرنا کیسا؟
6۔۔۔۔ مقدس تحریر والے کاغذات ردّی میں بیچنا کیسا؟

سبق نمبر1 نکاح کا بیان

قرآن میں نکاح کی اہمیت

اسلام ایک ایسا کامل اور اکمل دین ہے جس نے انسان کی ہر شعبے میں رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ کریم نے دُنیا میں بہت سی جاندار مخلوقات پیدا فرمائیں، اُن میں سے کسی کو نَر اور کسی کو مادَہ بنایا اور اُن میں فطری خواہشات بھی رکھیں، انسان بھی اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، لہٰذا اسے بھی شہوانی جذبہ دیا گیا لیکن انسان کو اللہ پاک نے چونکہ تمام مخلوقات میں اَشْرف واَعْلیٰ بنایا ہے اِس لئے اُسے فطری خواہشات پوری کرنے کا ضابطہ بھی انتہائی اَشْرف واَعْلیٰ نکاح کی صورت میں عطا فرمایا ہے، لہٰذا نکاح ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو فطری تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے اسلام نے ہمیں عطا فرمایا اور اِس کے ذریعے ہمیں جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ قرآن کریم میں بھی ربِّ کریم نے نکاح کی ترغیب واہمیت کو بیان کیا۔ چنانچہ:

ربِّ کریم نے پارہ نمبر4، سورۂ نساء کی آیت نمبر 3 میں ارشاد فرمایا:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پ4، النساء:3)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار، پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔

آیت کی تفسیر

تفسیر صراطُ الجنان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت ہے کہ لوگ یتیموں کی سرپرستی میں تو ناانصافی کرنے سے ڈرتے تھے لیکن بہت سے نکاح کرنے میں کچھ خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے، اُنہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں ناانصافی سے بھی ڈرو جیسے یتیموں کے حق میں ناانصافی کرنے سے ڈرتے ہو اور اُتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔

❀ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لئے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے۔ ❀ تمام امّت کا اِجماع ہے کہ ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اور یہ بات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ❀ آیت میں چار تک شادیاں کرنے

کی اجازت دی گئی ہے۔ ❀ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی صورت میں سب کے درمیان عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک سے شادی کرو۔ ❀ اسی سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی چار میں عدل نہیں کر سکتا لیکن تین میں کر سکتا ہے تو تین شادیاں کر سکتا ہے اور تین میں عدل نہیں کر سکتا لیکن دو میں کر سکتا ہے تو دو کی اجازت ہے۔ ❀ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل کرنا فرض ہے، اس میں نئی، پرانی، کنواری یا دوسرے کی مُطَلَّقہ، بیوہ سب برابر ہیں۔ یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، رہنے کی جگہ میں اور رات کو ساتھ رہنے میں لازم ہے۔ ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔[1]

حدیث میں نکاح کی اہمیت

❀ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے جوانو! تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے۔[2]

❀ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے، وہ میری سُنّت پر چلے اور میری سُنّت سے نکاح ہے۔[3]

نکاح کی تعریف

نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔[4]

مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نکاح کا معنی اور نکاح کو نکاح کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: نکاح کا مطلب ضَم ہونا یعنی مِلنا ہے، چونکہ نکاح کی وجہ سے دو شخص یعنی خاوند و بیوی دائمی مِل کر زندگی

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ4، النساء: تحت الآیۃ: 3، 2/144-145

2 ... بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، 3/422، حدیث: 5066

3 ... کنز العمال، کتاب النکاح، الباب الاول فی الترغیب فیہ، جز16، 8/116، حدیث: 44406

4 ... بہار شریعت، 2/4، حصہ: 7

گزارتے ہیں بلکہ نکاح سے عورت و مرد کے خاندان بلکہ نکاح سے کبھی دو مُلک مِل جاتے ہیں اِس لیے اِسے نکاح کہتے ہیں۔ اِصطِلاحِ شریعت میں یہ لفظ صحبت وعَقد دونوں پر بولا جاتا ہے۔[1]

نکاح کی شرائط

نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں: (1) عاقل ہونا، مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔ (2) بلوغ، نابالغ اگر سمجھ دار ہے تو منعقد ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ (3) گواہ ہونا، یعنی ایجاب و قبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔ گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔[2] صرف عورتوں یا خنثے کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا، جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔[3]

نکاح کا حکم

❀ اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عِنِّین (نامرد) ہو اور مَہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے۔ ❀ اور اگر حرام سے بچنا ❀ یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم ❀ یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا۔ ❀ اور اگر محض لذّت ❀ یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ ❀ شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو مَعَاذَ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب۔ ❀ یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا ❀ یا مَعَاذَ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔ ❀ یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ ❀ اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا ❀ یا جو ضروری باتیں ہیں اُن کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے۔ ❀ اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔[4]

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 5/2 ملتقطا
2 ... بہارِ شریعت، 2/11، حصہ: 7
3 ... بہارِ شریعت، 2/12، حصہ: 7
4 ... بہارِ شریعت، 2/4 تا 5، حصہ: 7

نکاح کے مستحبات

نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:(1)علانیہ ہونا۔(2)نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا،کوئی ساخطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا۔(3)مسجد میں ہونا۔(4)جمعہ کے دن۔(5)گواہانِ عادل کے سامنے۔(6)عورت عمر،حسب،مال،عزّت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن اور اخلاق و تقویٰ و جمال میں بیش (زیادہ)ہو۔(7)جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اور عادت و اطوار و سلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔(8)کنواری عورت سے اور جس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہو نکاح کرنا بہتر ہے۔(9)سن رسیدہ(10)اور بد خُلق(11)اور زانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔(12)عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار،خوش خُلق،مال دار،سخی سے نکاح کرے،فاسق بدکار سے نہیں۔(13)اور یہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔ یہ مستحباتِ نکاح بیان ہوئے۔ اگر اِس کے خلاف نکاح ہو گا جب بھی ہو جائے گا۔[1]

نکاح کے الفاظ

الفاظِ نکاح دو قسم ہیں:(1)ایک صریح (یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا ظاہر ہو)، یہ صرف دو لفظ ہیں۔ نکاح و تزوّج، (2)باقی کنایہ ہیں(یعنی ایسا لفظ جس سے نکاح مراد ہونا تو ظاہر نہیں مگر قرینہ سے معنیٔ نکاح سمجھا جاتا ہو)۔ الفاظ کنایہ میں اُن لفظوں سے نکاح ہو سکتا ہے جن سے خود شے مِلک میں آجاتی ہے،مثلاً ہبہ،تملیک،صدقہ،عطیہ،بیع،شرا مگر ان میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ گواہ اُسے نکاح سمجھیں۔[2]

نکاح کے رکن

❀ ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ ❀ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ ❀ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے۔

1 ...بہار شریعت،2/5تا6،حصہ:7 ملتقطاً
2 ...بہار شریعت،2/8تا9،حصہ:7

❀ ایجاب و قبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی مُؤَکِّلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا اِن کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لیے یا اپنے بیٹے یا مُؤَکِّل کے لیے قبول کیا۔ ❀ یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا: میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا، (نکاح) ہو جائے گا۔ ❀ یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا، تو (نکاح) ہو گیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں، اُس نے کہا میں نے قبول کیا، تو (نکاح) ہو جائے گا۔ ❀ اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔ اور اگر کہا تُو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا، اُس نے کہا کر دیا، یا کہا ہاں، تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہو گا۔ ❀ اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا۔[1]

چند اہم احکام

❀ (نکاح میں) یہ امر ضروری ہے کہ منکوحہ (جس لڑکی سے نکاح کیا جا رہا ہے) گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ❀ ایک یہ کہ اگر وہ مجلسِ عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ میں نے اِس کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے منہ پر نقاب پڑا ہو، بس اشارہ کافی ہے۔ ❀ اور اس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں، کہ اشارہ کے بعد اب کسی نام وغیرہ کی ضرورت نہیں اور اشارے کی تعیین کے مقابل کوئی تعیین نہیں۔ ❀ دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اور اُس کے باپ اور دادا کے نام لیے جائیں کہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں اور اگر صرف اُسی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں، پھر بھی احتیاط اِس میں ہے کہ اُن کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی اصلاً ضرورت نہیں کہ اُسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ فلانی اور فلاں کی بیٹی فلاں کی پوتی ہے۔ ❀ اور اِس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا۔ ❀ اور ہماری غرض نام لینے سے یہ نہیں کہ ضرور اُس کا نام ہی لیا جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تعیین ہو جائے، خواہ نام کے ذریعہ سے یا یوں کہ فلاں بن فلاں کی لڑکی۔ ❀ اور اگر اُس کی

---

[1] ... بہار شریعت، 2/7، حصہ: 7

چند لڑکیاں ہوں تو بڑی یا منجھلی یا سنجھلی یا چھوٹی غرض مُعَیَّن ہو جانا ضرور ہے۔ ❀ اور چونکہ ہندوستان (پاک وہند) میں عورتوں کا نام مجمع میں ذکر کرنا معیوب ہے، لہٰذا ایہی پچھلا طریقہ یہاں کے حال کے مناسب ہے۔[1]

سبق نمبر 2 جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

قرآن میں محرمات سے نکاح نہ کرنے کی اہمیت

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ وَ رَبَآىٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘-فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘-وَ حَلَآىٕلُ اَبْنَآىٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْۙ-وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاۙ(۲۳) (پ4، النساء:23)

تَرجَمۂ کنزالایمان: حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنھوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

محرمات خواتین

محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں۔ ان اسباب کی وجہ سے حرام ہونے والی عورتوں کی نو قسمیں ہیں۔

(1) **حرمتِ نسب:** پہلی قسم وہ عورتیں ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس قسم میں سات عورتیں ہیں: (1) ماں، (2) بیٹی، (3) بہن، (4) پھوپی، (5) خالہ، (6) بھتیجی، (7) بھانجی۔[2]

---

1 ... بہار شریعت، حصہ 2/15-16 حصہ 7:

2 ... قانونِ شریعت، ص275

(2) **حرمتِ مصاہرت یعنی سسرالی رشتے:** دوسری قسم میں وہ عورتیں ہیں جو مصاہرت (سسرالی رشتے) کی وجہ سے حرام ہیں۔(1) زوجۂ موطؤہ کی لڑکیاں، (2) زوجہ کی ماں، (3) دادیاں، نانیاں، (4) باپ، دادا وغیرہ اصول کی بیبیاں، (5) بیٹے پوتے وغیرہ فروع کی بیبیاں۔[1]

(3) **وہ عورتیں جو نکاح میں جمع نہیں ہوسکتیں:** وہ دو عورتیں کہ اُن میں جس ایک کو مرد فرض کریں، دوسری اس کے لیے حرام ہو (مثلاً دو بہنیں کہ ایک کو مرد فرض کرو تو بھائی، بہن کا رشتہ ہوا یا پھوپی، بھتیجی کہ پھوپی کو مرد فرض کرو تو چچا، بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کرو تو پھوپی، بھتیجے کا رشتہ ہوا یا خالہ، بھانجی کہ خالہ کو مرد فرض کرو تو ماموں، بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کرو تو بھانجے، خالہ کا رشتہ ہوا) ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کرسکتا بلکہ اگر طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدّت نہ گزر لے، دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا۔[2]

(4) **حرمتِ ملک:** چوتھی قسم میں وہ عورتیں ہیں جو اپنی ملک میں ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ ❀ عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کرسکتی، خواہ وہ تنہا اسی کی مِلک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ ❀ مولیٰ (آقا) اپنی باندی سے نکاح نہیں کرسکتا مگر متاخرین کے نزدیک احتیاط کی وجہ سے نکاح کرلینا اچھا ہے۔[3]

(5) **حرمتِ شرک:** پانچویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح کرنا شرک کی وجہ سے حرام ہے۔ ❀ مسلمان کا نکاح مجوسیہ (آگ کی عبادت کرنے والی)، بت پرست، آفتاب پرست، ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا خواہ یہ عورتیں حرّہ (آزاد) ہوں یا باندیاں، ❀ غرض کتابیہ (یہودن اور عیسائی عورت) کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔

(6) **حرمتِ مِلک:** حرّہ (آزاد عورت) کے نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔ آزاد عورت نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا، صحیح نہ ہوا۔

(7) **تعلقِ حقِ غیر کی وجہ سے حرمت:** دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدّت میں ہو جب بھی نہیں ہوسکتا۔ عدّت طلاق کی ہو یا موت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے۔

---

1 ... قانونِ شریعت، ص275

2 ... بہارِ شریعت، حصہ 2/27، حصہ:7

3 ... بہارِ شریعت، حصہ 2/30، حصہ:7

(8) **زائد تعداد کی وجہ سے حرمت:** آٹھویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو مقرر گنتی (یعنی چار) سے زیادہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ آزاد شخص کو ایک وقت میں چار عورتوں اور غلام کو دو سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔[1]

(9) **حرمتِ رضاعت:** نویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو غیر کے بچے کو اپنا دودھ پلائیں۔

❀ بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اُس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچہ کا باپ ہو جائے گا۔ ❀ اور اس عورت کی تمام اولادیں اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کی ہیں یا بعد کی یا ساتھ کی ❀ اور عورت کے بھائی، ماموں اور اس کی بہن خالہ۔ ❀ یوہیں اس شوہر کی اولادیں اس کے بھائی بہن اور اُس کے بھائی اس کے چچا اور اُس کی بہنیں، اس کی پھوپیاں خواہ شوہر کی یہ اولادیں اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے۔ ❀ یوہیں ہر ایک کے باپ، ماں اس کے دادا دادی، نانا، نانی۔[2]

❀ بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی۔ ❀ اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ ❀ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لیے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو (2) برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمتِ نکاح ثابت ہو جائے گی۔ ❀ اور اس کے بعد اگر پیا، تو حرمتِ نکاح نہیں اگرچہ پلانا جائز نہیں۔[3]

سبق نمبر 3 — ولی کا بیان

ولی کی تعریف

ولی وہ ہے جس کا قول (بات) دوسرے پر نافذ ہو دوسرا چاہے یا نہ چاہے۔

---

1 ... بہار شریعت، 2/34، حصہ: 7 ملتقطا
2 ... بہار شریعت، 2/37-38 حصہ: 7
3 ... بہار شریعت، 2/36، حصہ: 7

ولی کی شرائط

ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے، بچہ اور مجنون ولی نہیں ہو سکتا۔ مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں، متقی ہونا شرط نہیں۔ فاسق بھی ولی ہو سکتا ہے۔[1]

ولی کون؟

ولی کسی کے بنانے کا نہیں ہوتا، وہ شریعتِ مطہرہ نے ترتیب وار مقرر کئے ہیں۔ اور یہاں ولایت کی وہی ترتیب معتبر ہے جو وراثت میں معتبر ہے۔ مثلاً سب میں پہلا ولی بیٹا ہے، پھر باپ، پھر سگا بھائی، پھر سوتیلا، پھر سگا بھتیجا، پھر سوتیلا، پھر سگا چچا، پھر سوتیلا، پھر سگے چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے کا۔ دادا، پردادا کی اولاد کا، جو مرد عاقل بالغ قریب تر ہوگا وہی ولی ہے اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی پھر ان کے بعد اور دوسرے لوگ۔[2]

چند اہم احکام

❀ نابالغ اور مجنون اور لونڈی، غلام کے نکاح کے لیے ولی شرط ہے، بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ ❀ اور حرہ بالغہ عاقلہ (آزاد بالغہ عقلمند لڑکی) نے بغیر ولی، کفو سے نکاح کیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ ❀ اور غیرِ کُفو سے کیا تو نہ ہوا، اگرچہ (ولی) نکاح کے بعد راضی ہو گیا۔ ❀ البتہ اگر ولی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہو گیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا۔[3]

❀ عورت عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا نہ باپ نہ کوئی اور، کنواری ہو یا بیاہی، ❀ یونہی مرد عاقل بالغ آزاد کا نکاح ان کی مرضی کے بر خلاف کوئی نہیں کر سکتا۔[4]

---

1 ... بہار شریعت، 2/42، حصہ:7

2 ... سنی بہشتی زیور، ص398

3 ... بہار شریعت، حصہ 2/46، حصہ:7

4 ... سنی بہشتی زیور، ص399

سبق نمبر 4 کفو کا بیان

حدیث میں کفو کی اہمیت

مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، نماز کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، بے شوہر والی کا جب کفو ملے۔ [1]

کفو کی تعریف

کُفو کے یہ معنی ہیں کہ مرد، عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے ولیوں کے لیے باعثِ ننگ وعار ہو، کفاءت صرف مرد کی جانب سے معتبر ہے عورت اگرچہ کم درجہ کی ہو اس کا اعتبار نہیں۔ [2]

کفو میں کن امور کا اعتبار ہے؟

کفاءت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے: (1) نسب، (2) اسلام، (3) حرفہ (پیشہ)، (4) حریت (آزادی)، (5) دیانت، (6) مال۔

❀ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کُفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی (وہ قرشی جو ہاشمی نہ ہو)، ہاشمی کا کُفو ہے اور کوئی غیر قرشی، قریش کا کُفو نہیں۔ ❀ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں۔ انصار ومہاجرین سب اس میں برابر ہیں۔ عجمی النسل (یعنی جو عربی نہیں ہے وہ) عربی کا کفو نہیں۔ مگر عالمِ دین (کفو ہے) کہ اس کی شرافت، نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے۔ [3]

سبق نمبر 5 حق مہر کا بیان

قرآن میں حق مہر کی اہمیت

مہر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اللہ کریم پارہ نمبر 5، سورۂ نساء کی آیت نمبر 24 میں فرماتا ہے:

---

1 ... ترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی تعجیل الجنازۃ، 2/339 حدیث: 1077

2 ... بہار شریعت، 2/53، حصہ: 7

3 ... بہار شریعت، حصہ 2/53، حصہ: 7

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو، ان کے بندھے ہوئے مہر ان کو دو۔ (پ5،نساء:24)

شریعتِ اسلام نے مَہر کو لازم اس حد تک کیا ہے کہ نکاح میں مَہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوتِ صحیحہ ہوگئی یا دونوں سے کوئی مر گیا تو مَہر مثل واجب ہے بشرطیکہ بعدِ عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شُدہ ہے۔

حق مہر کی تعریف

وہ معین رقم جس کا ادا کرنا شرعی لحاظ سے شوہر پر واجب ہو، اُسے مہر کہتے ہیں۔[1]

حق مَہر کی مقدار

❀ مہر کی مقدار کم از کم دس درہم ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، جس قدر باندھا جائے گا لازم ہو جائے گا۔ ❀ دس درہم کی مقدار وزن کے اعتبار سے قریباً دو تولہ سات ماشہ چار رتی چاندی ہے۔ جس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ ❀ روپیوں کی صورت میں مہر مقرر کریں تو اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ یہ رقم، دس درہم چاندی کی قیمت سے کم نہ ہو۔[2]

حق مَہر کی اقسام

مہر کی تین قسمیں ہیں۔

(1) **مُعجّل**: یہ ہے کہ رخصت سے پہلے دینا قرار پالیا ہو۔ اس کے لئے عورت کو اختیار ہے کہ جب تک وصول نہ کرے رخصت نہ ہو اور اگر رخصت ہوگئی تو اسے اب بھی اختیار ہے کہ جب چاہیئے مطالبہ کرے، اس کے لئے اپنے شوہر کو روک بھی سکتی ہے اگرچہ اس سے پیشتر عورت کی رضامندی سے خلوت و وطی ہو چکی ہو۔

(2) **مُؤجل**: یہ ہے جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن بعد ادا کیا جائے گا۔ تو جب تک وہ

---

1 ... سنی بہشتی زیور، ص405 ماخوذا

2 ... سنی بہشتی زیور، ص405

میعاد نہ گزرے عورت کو مطالبے کا اختیار نہیں اور میعاد گزرنے کے بعد ہر وقت مطالبہ کر سکتی ہے۔

(3) **مُؤخر:** یہ ہے کہ نہ پیشگی کی شرط ٹھہری ہو نہ کوئی میعاد مُعیّن کی گئی ہو۔ یونہی مبہم طور پر باندھا ہو جیسا کہ آج کل عام طور پر یونہی باندھتے ہیں۔ اس میں موت یا طلاق نہ ہو تب تک عورت کو مطالبے کا حق نہیں۔[1]

سبق نمبر6 ولیمہ کا بیان

حدیث میں ولیمہ کی اہمیت

نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عبدُ الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ پر زردی کا اثر دیکھا (یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا) فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا) عرض کی: میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی)، فرمایا: اللہ پاک تمہیں برکت دے، ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو۔[2]

ولیمہ کی تعریف و حکم

ولیمہ یہ ہے کہ شبِ زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز و اقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے۔ دعوتِ ولیمہ سنت ہے۔

چند اہم احکام

❀ اس کے لیے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے ❀ اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لیے مسرت کا باعث ہو گا۔ ❀ ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب۔ علماء کے دونوں قول ہیں، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِجابت سنتِ مُؤکدہ ہے۔ ❀ یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے، ❀ اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحبِ خانہ کے لیے دعا کرے۔ ❀ دعوتِ ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے، اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر

1 ... سنی بہشتی زیور، ص407 تا 708 ملتقطا

2 ... بخاری، کتاب النکاح، باب کیف یدعی للمتزوج، 3/449، حدیث: 5155

مقصود تفاخر (ایک دوسرے پر فخر اور بڑائی چاہنا) ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے، تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے خصوصاً اہلِ علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔[1]

سبق نمبر7 طلاق کا بیان

طلاق کے بارے میں آیت

قرآن کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪-فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ (پ2، البقرۃ:229)

تَرجَمۂ کنزالایمان: یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

آیت کی تفسیر

تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد کو طلاق دینے کا اختیار دو بار تک ہے۔ اگر تیسری طلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عدت گزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کر کے عدت نہ گزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہو گی۔ لہٰذا ایک طلاق یا دو طلاق کے بعد رجوع کر کے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو اور یا طلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کر سکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کر کے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طلاق دے کر عدت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طلاق بھی بائنہ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے طلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں اُلٹا چلتی ہے، طلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں بھی غلط طریقہ۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائے، آمین۔[2]

طلاق کے بارے میں احادیث

* حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔[3]

1 ... بہار شریعت، 3/ 391تا392، حصہ:16 ملتقطا

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ تحت الایۃ:229، 1/ 350

3 ... ابوداود، کتاب الطلاق، باب کراہیۃ الطلاق، 2/ 370، حدیث:2178

* حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے اور اپنے لشکر کو بھیجتا ہے اور سب سے زیادہ مرتبے والا اُس کے نزدیک وہ ہے جس کا فتنہ بڑا ہوتا ہے۔ اُن میں ایک آکر کہتا ہے: میں نے یہ کیا، یہ کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تونے کچھ نہیں کیا۔ دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے میں نے مرد اور عورت میں جُدائی ڈال دی۔ اسے اپنے قریب کرلیتا ہے اور کہتا ہے: ہاں تو ہے۔[1]

* رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔[2]

طلاق کی تعریف و حکم

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔[3] طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع ہے اور وجہِ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب۔[4]

طلاق کب دی جائے

طلاق دینے والے کو شریعتِ مُطَہَّرہ پہلے سمجھاتی ہے کہ اب وہ ایک ایسے خطرناک کام کو کرنے لگا ہے جو اللہ کریم کو ناپسندیدہ ہے اور اُسے غضب دلاتا ہے۔ لہٰذا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ صرف یہی ایک صورت مَرد کے بقاء و صحت اور حفاظتِ عزت و ایمان کی رہ گئی ہے اُس وقت تک اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔[5]

حکم اور نتیجے کے اعتبار سے طلاق کی اقسام

حکم اور نتیجے کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں: (1) طلاقِ رجعی، (2) طلاقِ بائن، (3) طلاقِ مُغَلَّظہ

---

1 ... مسند امام احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، 5/52، حدیث: 14384
2 ... ترمذی، ابواب الطلاق... الخ، باب ماجاء فی المختلعات، 2/402، حدیث: 1190
3 ... بہار شریعت، 2/110، حصہ: 8
4 ... بہار شریعت، حصہ 2/110، حصہ: 8
5 ... سنی بہشتی زیور، ص 412

طلاقِ رجعی

طلاقِ رجعی وہ طلاق ہے جس سے بیوی فوراً نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجوع کرلے تو بیوی بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ اگر عدت گزر جائے اور رجوع نہ کرے تو اِس وقت نکاح سے نکل جائے گی پھر بھی باہمی رضامندی سے نکاح کرسکتے ہیں۔[1]

طلاقِ بائن

طلاقِ بائن وہ طلاق ہے جس سے بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے۔ہاں باہمی رضامندی سے نکاح کرسکتے ہیں، چاہے عدت کے اندر یا عدت کے بعد۔[2]

طلاقِ مُغلظ

طلاقِ مُغلظ وہ طلاق ہے جس سے بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور پھر کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہوسکتا جب تک کہ حلالہ نہ ہو۔ طلاقِ مغلظ تین طلاق دینے سے ہوتی ہے چاہئے ایک ساتھ تین طلاق دی ہوں یا سالوں کے فاصلے سے، چاہئے رجعی دی ہوں یا بائن، یا بعض رجعی دی ہوں اور بعض بائن۔[3][4]

سبق نمبر 8

ایلاء کا بیان

ایلا کے بارے میں آیت

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍۚ-فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۲۲۶)

(پ2،البقرۃ:226)

تَرجَمۂ کنزالایمان: وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

1 ... سنی بہشتی زیور، ص420 تسہیلا

2 ... سنی بہشتی زیور، ص420 تسہیلا

3 ... سنی بہشتی زیور، ص420 تسہیلا

4 ... طلاق کے بارے میں مزید مسائل جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "طلاق کے آسان مسائل" کا مطالعہ کیجئے۔

آیت کی تفسیر

زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال، دو سال، تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جانے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھالیتے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے نہ تو وہ بیوہ ہوتیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کرلیتیں اور نہ شوہر دار کہ شوہر سے کچھ سکون حاصل کرتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصہ کے لیے یا غیر معین مدت کے لیے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلا کہتے ہیں تو اس کے لیے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ یہ حکم بھی عورتوں پر اسلام کے احسانات میں سے ایک احسان اور حقوقِ نسواں کی پاسداری کی علامت ہے۔ (1)

اِیلا کی تعریف

ایلا کے معنی یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت (ہمبستری) نہ کریگا یا چار مہینے قربت (ہمبستری) نہ کرے گا۔ (2)

اِیلا کی اقسام

اِیلا کی دو قسمیں ہیں: (1) ایک مُوَقَّت یعنی چار مہینے کا، (2) دوسرا مُؤَبَّد یعنی چار مہینے کی قید اُس میں نہ ہو۔ (3)

اِیلا کی شرائط

اِیلا کے لئے چند شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو ایلا نہ ہوگا۔ مثلاً: (1) ایلا صرف منکوحہ (جس

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ تحت الآیۃ: 226-227، 1/346
2 ... بہار شریعت، 2/182، حصہ: 8
3 ... بہار شریعت، 2/183، حصہ: 8

عورت کا نکاح ہو چکا ہے) سے ہوتا ہے یا اُس عورت سے جسے طلاقِ رجعی دی گئی ہو۔(2)شوہر طلاق دینے کا اہل ہو یعنی وہ طلاق دے سکتا ہو۔لہٰذا مجنون ونابالغ کا ایلا صحیح نہیں۔(3)چار مہینے سے کم کی مدت نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔[1]

اِیلا کا حکم

اگر عورت(بیوی) سے چار ماہ کے اندر جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی اور کفارہ لازم ہو گیا اور قربت نہ کی یہاں تک کہ چار مہینے گزر گئے تو طلاق ہو گئی۔[2]

سبق نمبر9

خُلع کا بیان

قرآن میں خُلع کا ذکر

وَلَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ-فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ-فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ-تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ-وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۲۹)

(پ2،البقرۃ:229)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

آیت کی تفسیر

تفسیرِ صراط الجنان میں ہے کہ یہاں بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ شوہر اپنا دیا ہوا مَہر واپس لے اور یہ بطورِ خلع نہ ہو، یہ صورت تو سراسر ناجائز و حرام ہے، یہ مضمون سورۂ نساء کی آیت 20، 21 میں بھی ہے، وہاں فرمایا کہ تم بیویوں کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو طلاق کے وقت اس سے لینے کی اجازت نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت مرد سے خُلع لے اور خُلع میں عورت مال ادا کرے، اس صورت کی

1 ... سنی بہشتی زیور،ص427 ملخصا

2 ... سنی بہشتی زیور،ص426

اجازت ہے اور آیت میں جو فرمایا کہ عورت کے فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں اس سے یہی صورت مراد ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو خُلع میں مال لینا مکروہ ہے۔[1]

خُلع کی تعریف

شریعتِ اسلامیہ میں اجتماعی اور معاشرتی زندگی کا سنگِ بنیاد میاں بیوی کے صحیح تعلقات ہیں۔ اگر زوج و زوجہ میں نااتفاقی رہتی ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ احکام شرعیہ کی پابندی نہ کر سکیں گے اور موافقت کی تمام راہیں بند ہو جائیں تو نکاح کی قید سے چھٹکارا پانے اور شوہر سے طلاق حاصل کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت اپنے تمام مَہر یا کچھ مَہر کو واپس کر دے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر شوہر کو طلاق پر راضی کر لے۔ اور اس مال کو قبول کرنا شوہر کے لئے درست ہو گا۔ طلاق کی اس خاص صورت کا نام جس میں بیوی طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اسے خُلع کہتے ہیں۔[2]

مختصر لفظوں میں اس کی تعریف یہ ہے کہ مال کے بدلے نکاح زائل (ختم) کرنے کو خُلع کہتے ہیں۔[3]

خُلع کی شرائط

خُلع کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں: (1) عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر اُس کے قبول کئے خُلع نہیں ہو سکتا[4]۔ (2) چونکہ شوہر کی جانب سے خُلع طلاق ہے لہٰذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔ نابالغ یا مجنون خلع نہیں کر سکتا کیونکہ وہ طلاق دینے کا اہل نہیں۔ (3) یہ بھی شرط ہے کہ عورت محلِّ طلاق ہو (یعنی اس پر طلاق واقع بھی ہو سکتی ہو) لہٰذا اگر عورت کو طلاقِ بائن دے دی تو اگرچہ عدت میں ہو، اس سے خُلع نہیں ہو سکتا۔ ہاں طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو سکتا ہے۔[5]

خُلع کا حکم

خُلع کا حکم یہ ہے کہ جب میاں بیوی خُلع کر لیں تو طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی۔ دونوں کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور جو مال

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:229، 1/350-351
2 ... سنی بہشتی زیور، ص429 بتغیر قلیل
3 ... بہار شریعت، حصہ 2/194، حصہ:8
4 ... بہار شریعت، 2/194، حصہ:8
5 ... سنی بہشتی زیور، 430 تسہیلا

مقرر ٹھہرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔[1]

سبق نمبر10 ظہار کا بیان

ظہار کے بارے میں آیت

اللہ پاک قرآن کریم میں ظہار کے بارے میں فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْؕ-اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْؕ-وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًاؕ-وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ(۲) (پ28، المجادلۃ:2)

ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بے شک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

آیت کی تفسیر

تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: اس آیت میں ظِہار کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ تم میں سے وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اور انہیں اپنی ماں جیسی کہہ بیٹھتے ہیں، یہ کہنے سے وہ ان کی مائیں نہیں ہو گئیں بلکہ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنم دیا ہے اور بے شک ظہار کرنے والے بیویوں کو ماں کہہ کر ناپسندیدہ اور بالکل جھوٹ بات کہتے ہیں، بیوی کو کسی طرح ماں کے ساتھ تشبیہ دینا ٹھیک نہیں اور بیشک اللہ پاک انہیں ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔[2]

ظِہار کی تعریف

ظِہار کے یہ معنی ہیں کہ (شوہر کا) اپنی زوجہ یا اس کے کسی ایسے عضو کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہے، ایسی عورت سے تشبیہ (یعنی اُس عورت کی طرح قرار) دینا جو اُس (مرد) پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے (ظہار کہلاتا ہے۔ جیسے شوہر بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے)، یا اُس (عورت) کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو (یہ بھی ظِہار کہلاتا

1 ... سنی بہشتی زیور، ص429

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ28، المجادلۃ، تحت الآیۃ:2، 10/ 28-29

ہے)۔(جیسے بیوی سے کہے) تیرا سر، یا تیری گردن میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔[1]

ظِہار کی شرائط

ظِہار کے لئے اسلام و عقل و بالغ ہونا شرط ہے۔ تو اگر نابالغ، یا مجنون یا مدہوش سرسام و برسام کے بیمار نے، یا بے ہوش، یا سونے والے نے ظِہار کیا تو ظِہار نہ ہوا۔[2]

ظِہار کا حکم

ظِہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دے دے اس وقت تک اس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا اس کو چھونا حرام ہے۔[3]

ظِہار کا کفارہ

ظِہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے۔ ❀ اس کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے۔ ❀ اور اس کی استطاعت نہ ہو تو کفارہ میں پے درپے (لگاتار) دو مہینے کے روزے رکھے۔ ❀ اور روزے رکھنے پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ (60) مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ ❀ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار قریباً سوا دو سیر گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کی گندم کی قیمت کا مالک کر دیا جائے۔ اور انہیں لوگوں کو دیا جائے جنہیں صدقۂ فطر دے سکتے ہیں۔[4]

سبق نمبر 11 لِعان کا بیان

قرآن میں لِعان کا حکم

اللہ پاک نے لِعان کا حکم قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان فرمایا:

---

1 ... سنی بہشتی زیور، ص427

2 ... سنی بہشتی زیور، ص428

3 ... سنی بہشتی زیور، ص428

4 ... سنی بہشتی زیور، ص428-429

وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝۶ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ۝۷ وَ یَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَۙ۝۸ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝۹ (پ18، النور:6تا9)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔

شانِ نزول

* حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال بن اُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ عرض کی: یَارَسُولَ اللہ! کوئی شخص اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے تو گواہ ڈھونڈنے جائے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وہی جواب دیا۔ پھر ہلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا: قسم ہے اُس کی جس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! بے شک میں سچا ہوں اور خدا کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے گا۔ اُس وقت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اُترے اور (وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) نازل ہوئی۔ ہلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حاضر ہو کر لعان کا مضمون ادا کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پاک جانتا ہے کہ تم میں ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا تم دونوں میں کوئی توبہ کرتا ہے۔ پھر عورت کھڑی ہوئی، اُس نے بھی لعان کیا، جب پانچویں بار کی نوبت آئی تو لوگوں نے اُسے روک کر کہا: اب کہے گی تو ضرور غضب کی مستحق ہو جائے گی اس پر وہ کچھ رُکی اور جھجکی جس سے ہم کو خیال ہوا کہ رجوع کرے گی مگر پھر کھڑی ہو کر کہنے لگی: میں تو اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کروں گی پھر وہ پانچواں کلمہ بھی اُس نے ادا کر دیا۔[1]

1 . . . بخاری، کتاب التفسیر، باب ویدرأ عنہا العذاب . . . الخ، 3/280، حدیث: 4747

لِعان کی تعریف

لِعان کی تعریف یہ ہے کہ مرد نے اپنی عورت (بیوی) کو زنا کی تہمت لگائی اس طرح پر کہ اگر اجنبیہ عورت کو لگاتا تو حدِ قذف (تہمتِ زنا کی حد) اس پر لگائی جاتی۔ یعنی عورت عاقلہ، بالغہ، حرہ (آزاد)، مسلمہ، عفیفہ (پاکدامن) ہو تو لِعان کیا جائے گا۔[1]

لِعان کی شرائط

لِعان کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں۔(1) مرد و عورت کے درمیان نکاحِ صحیح ہو، (2) زوجیت قائم ہو، (3) دونوں آزاد عاقل بالغ مسلمان ہوں، (4) ان میں کوئی گونگا نہ ہو، (5) ان میں سے کسی پر حدِ قذف نہ لگائی گئی ہو، (6) مرد نے اپنے قول پر گواہ نہ پیش کئے ہوں، (7) عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے آپ کو پارسا کہتی ہو، (8) صریح (واضح طور پر) زنا کی تہمت لگائی ہو یا اس کی جو اولاد اس کے نکاح میں پیدا ہوئی، اس کو کہتا ہو کہ یہ میری (اولاد) نہیں، یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اس کو کہتا ہو کہ یہ اس کا نہیں۔ (9) عورت قاضی کے پاس مطالبہ کرے، (10) شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے اس کا اقرار ثابت ہو۔[2]

لِعان کا طریقہ

لِعان کا طریقہ یہ ہے کہ قاضی کے سامنے پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم! میں سچا ہوں۔ پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر خدا کی لعنت اگر اس امر میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں سے ہو اور ہر بار لفظِ ''اس'' سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم! اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے، اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اُس پر اللہ کا غضب ہو، اگر یہ اُس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی۔ لعان میں لفظِ شہادت شرط ہے، اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں، لعان نہ ہوا۔[3]

---

1 ... بہار شریعت، 2/220، حصہ: 8

2 ... سنی بہشتی زیور، ص432

3 ... بہار شریعت، حصہ 2/220، حصہ: 8

لِعان کا حکم

لِعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اس عورت سے جماع حرام ہے مگر صرف لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکمِ اسلام جدائی کر دے گا اور یہ جدائی طلاقِ بائن ہو جائے گی اور لعان کے بعد اگر یہ دونوں علیحدہ ہونا نہ بھی چاہیں، جب بھی تفریق کر دی جائے گی۔[1]

سبق نمبر12 عدت کا بیان

قرآن میں عدت کا حکم

قرآن مجید میں عدت کے بارے میں اللہ پاک کا فرمان ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍؕ (پ28، الطلاق:1)

ترجَمۂ کنزالایمان: اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر اُنھیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے ربّ سے ڈرو عدت میں انھیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔

آیت کی تفسیر

اس آیت میں بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ اور طلاق یافتہ عورت کی عدت سے متعلق شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ آیت کے ابتدائی حصے کا خلاصہ یہ ہے کہ اے حبیب! اپنی امت سے فرمادیں کہ جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو ان کی عدت کے وقت پر یعنی پاکی کے دنوں میں انہیں طلاق دو تاکہ ان کی عدت لمبی نہ ہو۔[2]

عِدّت کی تعریف

شوہر کے طلاق دینے یا اس کی وفات پاجانے کے بعد عورت کا نکاح ممنوع ہونا اور ایک زمانۂ مُعَیَّنہ تک انتظار کرنا، عِدّت کہلاتا ہے۔[3]

---

1 ... سنی بہشتی زیور، ص432
2 ... تفسیر صراط الجنان، پ28، الطلاق، تحت الآیۃ:1، 10/196
3 ... سنی بہشتی زیور، ص435

عورت کی حالت کے اعتبار سے عدت کی اقسام

عورت کی حالت کے اعتبار سے عدت کی تین قسمیں ہیں:(1)طلاق والی کی عدت،(2)حاملہ کی عدت،(3)بیوہ کی عدت۔

طلاق والی کی عِدّت

طلاق والی سے مراد وہ عورت ہے جسے شوہر نے طلاق دی ہو۔ طلاق کی عِدّت جبکہ عورت مدخولہ ہو (جس سے جماع کیا جاچکا ہو) یا خلوت واقع ہو چکی ہو اور عورت کو حیض آتا ہو اور اسے حمل بھی نہ ہو، تو ایسی عورت کی عِدّت پورے تین حیض ہے۔[1]

حاملہ کی عدت

عورت حاملہ ہے تو عِدّت وضعِ حمل ہے (یعنی جب بچہ پیدا ہو جائے گا تو عدت ختم ہو جائے گی)، عدت چاہئے طلاق کی ہو یا وفات کی۔ اور وضعِ حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ (شوہر کی) موت یا طلاق کے بعد جس وقت بھی بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد۔[2]

بیوہ کی عدت

وفات کی عِدّت چار مہینے دس دن ہے۔ یعنی دوسویں رات بھی گزرے۔ عورت چاہے صغیرہ (نابالغ) ہو یا کبیرہ (بالغ)، مدخولہ (جس سے جماع کیا جاچکا) ہو یا غیر مدخولہ (جس سے جماع نہیں کیا گیا ہو)، مگر اس عدت میں شرط یہ ہے کہ عورت کو حمل نہ ہو۔ (اگر حمل ہو گا تو پھر اس کی عدت حاملہ والی ہو گی)۔[3]

سبق نمبر 13 سوگ کا بیان

سوگ کتنے دن ہے؟

رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اُسے یہ حلال

---

1 ... سنی بہشتی زیور، 435 بتغیر قلیل

2 ... سنی بہشتی زیور، 436 تسہیلا

3 ... سنی بہشتی زیور، 437 تسہیلا

نہیں کہ کسی میّت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔[1]

سوگ کی تعریف

سوگ کے معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے۔[2]

سوگ کون کرے؟

سوگ اُس پر ہے جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاقِ بائن کی عدت ہو۔ نابالغہ و مجنونہ و کافرہ پر سوگ نہیں۔ ہاں اگر عدت کے دوران نابالغہ، بالغہ ہوئی، مجنونہ کا جنون جاتا رہا اور کافرہ مسلمان ہوگئی تو جو دن باقی رہ گئے ہیں اُن میں سوگ کرے۔[3]

چند اہم احکام

❀ (سوگ میں عورت) ہر قسم کے زیور چاندی، سونے، جواہر وغیرہ ❀ اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ (کالے) ہوں نہ پہنے ❀ اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے ❀ اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغنِ زیتون ❀ اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا، یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کُسم یا گیرو کا رنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے، ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ ❀ جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہوگیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ ❀ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ ❀ عذر کی وجہ سے اِن چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُس کا استعمال زینت کے قصد (ارادے) سے نہ ہو، ❀ مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگاسکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے۔ ❀ یا درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں، اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ❀ یا سُرمہ لگانے کی ضرورت ہے کہ آنکھوں میں درد ہے۔ ❀ یا خارشت (بدن پر پھنسی ہونے والی بیماری) ہے تو ریشمی کپڑے پہن سکتی ہے۔ ❀ یا اُس کے

---

1 ... بخاری، کتاب الجنائز، باب حد المرأۃ علی غیر زوجہا، 1/433، حدیث: 1281، 1282

2 ... بہار شریعت، 2/242، حصہ: 8

3 ... بہار شریعت، 2/243، حصہ: 8 ملتقطاً

پاس اور کپڑا نہیں ہے تو یہی ریشمی یا رنگا ہوا پہنے ❀ مگر یہ ضرور ہے کہ ان کی اجازت ضرورت کے وقت ہے لہٰذا بقدرِ ضرورت اجازت ہے، ضرورت سے زیادہ ممنوع، مثلاً آنکھ کی بیماری میں سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو یہ لحاظ ضروری ہے کہ سیاہ سرمہ اُس وقت لگا سکتی ہے جب سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر صرف رات میں لگانا کافی ہے تو دن میں لگانے کی اجازت نہیں۔ ❀ کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لیے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔[1]

سبق نمبر 14 بچہ کی پرورش کا بیان

حدیث میں پرورش کی اہمیت

بچے کی پرورش کے بارے میں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دو فرامین ملاحظہ کیجیے:

* حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یَا رَسُولَ اللہ! میرا یہ لڑکا ہے، میرا پیٹ اس کے لیے ظرف تھا اور میرے پستان اس کے لیے مشک اور میری گود اس کی محافظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تو زیادہ حقدار ہے، جب تک تو نکاح نہ کرے۔[2]
* حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ صُلحِ حدیبیہ کے بعد دوسرے سال میں جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عُمرۂ قضا سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی صاحبزادی چچا چچا کہتی پیچھے ہو لیں۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اُنھیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر حضرت علی و زید بن حارثہ و جعفر طیار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن میں سے ہر ایک نے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا: میں نے ہی اسے لیا اور میرے چچا کی لڑکی ہے اور حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا: میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کہا: میرے (رضاعی) بھائی کی لڑکی ہے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَنْہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لڑکی خالہ کو دلوائی اور فرمایا: خالہ ماں کے

---

1 ... بہار شریعت، 2/242تا244، حصہ: 8 ملتقطا

2 ... ابو داود، کتاب الطلاق، باب من احق بالولد، 2/413، حدیث: 2276

مرتبے پر ہے۔ اور حضرت علی سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے اور حضرت جعفر سے فرمایا: تم میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہو اور حضرت زید سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو۔[1]

چند اہم احکام

❀ بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے۔ خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہو گئی ہو۔ ہاں اگر وہ بد چلن ہے تو بچہ اس کی پرورش میں اس وقت تک رہے گا جب تک نا سمجھ ہو۔ جب کچھ سمجھنے لگے تو علیحدہ کر لیں کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادتیں اختیار کرے گا جو اس کی ماں میں ہیں۔[2]

❀ اگر بچہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لیتا ہو، مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور بچہ یا اس کے باپ کے پاس پیسے نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔[3]

❀ ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو یا اس نے انکار کر دیا، یا اجنبی سے نکاح کر لیا تو اب حقِ پرورش نانی کے لئے ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو نانی کی ماں، اس کے بعد دادی، پھر حقیقی بہن وغیرہ۔[4]

❀ جس عورت کے لیے حقِ پرورش ہے اُس کے پاس لڑکے کو اُس وقت تک رہنے دیں کہ اب اسے اُس کی حاجت نہ رہے یعنی اپنے آپ کھاتا پیتا، پہنتا، استنجا کر لیتا ہو، اس کی مقدار سات برس کی عمر ہے۔ اور لڑکی اُس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حدِ شہوت کو پہنچ جائے۔ اس کی مقدار نو برس کی عمر ہے۔[5]

❀ لڑکا بالغ نہ ہوا مگر کام کے قابل ہو گیا ہے تو باپ اُسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اُس کے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ اُن سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے قابل ہو اور باپ اُس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو نوکری یا مزدوری کرائے اور جو کمائے اُس (بچے) پر صَرف (خرچ) کرے اور بچ رہے تو اُس کے لیے جمع کرتا رہے اور

---

1 ... بخاری، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، 3/94، حدیث: 4251

2 ... سنی بہشتی زیور، ص440

3 ... بہار شریعت، 2/253، حصہ: 8

4 ... سنی بہشتی زیور، ص440

5 ... بہار شریعت، 2/255، حصہ: 8 ملتقطاً، سنی بہشتی زیور، ص 441

اگر باپ جانتا ہے کہ میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس امانت رکھ دے۔ مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائی جائیں روزہ و نماز و طہارت اور بیع و اجارہ و دیگر معاملات کے مسائل جن کی روزمرّہ حاجت پڑتی ہے اور ناواقفی سے خلافِ شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کی تعلیم ہو۔ اگر دیکھیں کہ بچہ کو علم کی طرف رجحان ہے اور سمجھ دار ہے تو علمِ دِین کی خدمت سے بڑھ کر کیا کام ہے اور اگر استطاعت نہ ہو تو تصحیح و تعلیمِ عقائد اور ضروری مسائل کی تعلیم کے بعد جس جائز کام میں لگائیں اختیار ہے۔

❀ لڑکی کو بھی عقائد و ضروری مسائل سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی اور نقش و نگار وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور کھانا پکانے اور دیگر امورِ خانہ داری میں اس کو سلیقہ ہونے کی کوشش کریں کہ سلیقہ والی عورت جس خوبی سے زندگی بسر کر سکتی ہے بدسلیقہ نہیں کر سکتی۔[1]

❀ لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جس کے پاس نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس تنہا رہے اور یہ بڑے عیب کی بات ہے۔ تنہا لڑکی کا کسی غیر کے ساتھ رہنا ایسا ہے جیسے آگ بارود کہ ذرا دیر میں بھڑک سکتی ہے اور لڑکی کا بھڑکنا اس کی تباہی بربادی ہے۔[2]

سبق نمبر 15 نفقہ کا بیان

قرآن میں نفقہ کی اہمیت

اللہ پاک قرآن مجید میں نفقے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَاؕ سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا۠

(پ28، الطلاق:7)

ترجَمۂ کنزالایمان: مقدور والا (مالدار شخص) اپنے مقدور (وسعت) کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اُسے دیا ہے قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا۔

---

1 ... بہارِ شریعت، حصہ 2/256، حصہ: 8

2 ... بہارِ شریعت، 2/257، حصہ: 8، سنی بہشتی زیور، 442

حدیث میں نفقہ کی اہمیت

* حضور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب خدا کسی کو مال دے تو خود اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرے۔[1]
* حضور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرے اور نیت ثواب کی ہو تو یہ اُس کے لیے صدقہ ہے۔[2]
* رَسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی کو گنہگار ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جس کا کھانا اس کے ذمہ ہو، اُسے کھانے کو نہ دے۔[3]

نفقہ کی تعریف

نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا اور رہنے کا مکان ہے۔[4]

نفقہ کے اسباب

نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں: (1) زوجیت یعنی میاں بیوی کا رشتہ (2) نَسب (3) مِلک۔ زوجیت اور نسب کی وجہ سے نفقہ واجب ہونے کے چند اہم مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔[5]

بیوی کے نفقے کے بارے میں چند اہم احکام

* جس عورت سے نکاحِ صحیح ہوا، اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے اگرچہ وہ نابالغہ ہو۔ مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مُشتہاۃ ہو یعنی حدِ شہوت کو پہنچ جائے۔ اور شوہر کی جانب کوئی شرط نہیں کتنا ہی عمر میں چھوٹا ہو اُس پر نفقہ واجب ہے اُس کے مال سے دیا جائے گا۔

---

1 ... مسلم، کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش... الخ، ص781، حدیث:4711
2 ... بخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاہل... الخ، 3/511، حدیث:5351
3 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال... الخ، ص388، حدیث:2312
4 ... بہار شریعت، 2/260، حصہ:8
5 ... بہار شریعت، 2/260، حصہ:8، سنی بہشتی زیور، ص443

❀ اگر مرد و عورت دونوں مال دار ہوں تو نفقہ مال دار کا سا ہو گا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کا سا۔ اور ایک مال دار ہے اور دوسرا محتاج تو درمیانہ درجے کا نفقہ واجب ہو گا۔ یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اس سے عمدہ اور مال دار جیسا کھاتے ہوں اس سے کم۔

❀ عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اس وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا لباس ہے۔ اگرچہ عورت کے پاس کتنے ہی جوڑے ہوں۔ لباس میں اس کے شہر کا اعتبار ہے۔ سردی گرمی میں جیسے کپڑوں کا وہاں کا چلن ہے وہ دے۔

❀ سال میں کم از کم دو جوڑے واجب ہیں۔ ہر ششماہی پر ایک جوڑا۔ مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ اگر دونوں مال دار ہوں تو مال داروں کے سے کپڑے ہوں اور محتاج و غریب ہوں تو غریبوں کے سے اور ایک مال دار ہو اور ایک محتاج تو درمیانے ہوں۔[1]

اولاد کے نفقہ کے بارے میں چند اہم احکام

❀ نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہے جبکہ اولاد کی ملک میں مال نہ ہو۔ اور بالغ بیٹا اگر اپاہج یا مجنون یا نابینا ہو، کمانے سے عاجز ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔

❀ اور لڑکی جبکہ کے مال نہ رکھتی ہو اور شادی شدہ بھی نہ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے۔ اگرچہ لڑکی کے اعضاء درست ہوں۔ شادی کے بعد اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہو گا باپ پر نہیں۔

❀ اگر باپ مُفلس ہے تو کمائے اور بچوں کو کھلائے اور کمانے سے بھی عاجز ہے مثلاً اپاہج ہے تو دادا کے ذمہ (بچوں) کا نفقہ ہے۔ اس صورت میں باپ کا نفقہ بھی دادا کے ذمہ ہے۔[2]

ماں باپ کے نفقہ سے متعلق چند احکام

❀ باپ اور ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے۔ ❀ ماں اگر بیوہ ہو وہ اپاہج نہ بھی ہو تب بھی بیٹے پر اس کا نفقہ ہے۔ ❀ اگر اس نے شادی کر لی تو پھر شوہر کے ذمہ اس کا نفقہ ہے۔ ❀ بیٹا اگر ماں باپ دونوں کو نفقہ نہیں دے

---

1 ... سنی بہشتی زیور، ص444 ملتقطا

2 ... سنی بہشتی زیور، ص446 تسہیلا

سکتا مگر ایک کا دے سکتا ہے تو ماں زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر والدین میں سے کسی کا پورا نفقہ نہ دے سکتا ہو تو دونوں کو اپنے ساتھ کھلائے، جو وہ خود کھاتا پیتا، پہنتا ہو اسی میں سے انہیں بھی کھلائے پلائے اور پہنائے۔[1]

سبق نمبر16 قسم کا بیان

قرآن میں قسم کی اہمیت

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًاؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۝۹۱ (پ14، النحل: 91)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت میں سب سے پہلے عہد پورا کرنے کا ذکر کیا کیونکہ اس حق کو ادا کرنے کی تاکید بہت زیادہ ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے (بیعتِ رضوان کے موقع پر) رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اسلام پر بیعت کی تھی، انہیں اپنے عہد پورے کرنے کا حکم دیا گیا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ عہد ہے جسے انسان اپنے اختیار سے اپنے اوپر لازم کرلے اور اس میں وعدہ بھی داخل ہے کیونکہ وعدہ عہد کی قسم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: وعدہ عہد ہی کی ایک قسم ہے۔ حضرت میمون بن مہران رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: تم جس شخص سے بھی عہد کرو تو اسے پورا کرو، خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا کافر، کیونکہ تم نے اس عہد پر اللہ پاک کا نام لیا (اور اسے ضامن بنایا) ہے۔[2]

قسم کے متعلق دو فرامینِ مصطفےٰ

* رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: اللہ کریم تم کو باپ کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے، جو شخص قسم کھائے تو

1 ... سنی بہشتی زیور، ص446ملتقطا

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ14، النحل، تحت الآیۃ: 91، 5/373

اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔[1]

* رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اُس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے۔[2]

قسم کی تعریف

قسم کو عَرَبی زَبان میں "یَمین" کہتے ہیں جس کا مطلب ہے: "داہنی(یعنی سیدھی) جانِب"، چُونکہ اہلِ عَرَب عُموماً قسم کھاتے یا قسم لیتے وَقت ایک دوسرے سے داہنا(یعنی سیدھا) ہاتھ مِلاتے تھے اِس لئے قسم کو "یمین" کہنے لگے، یا پھر یَمین "یُمْن" سے بنا ہے جس کے معنٰی ہیں "بَرَکت و قُوَّت"، چُونکہ قسم میں اللہ پاک کا بابَرَکت نام بھی لیتے ہیں اور اس سے اپنے کلام کو قُوَّت دیتے ہیں اِس لئے اِسے یمین کہتے ہیں یعنی بَرَکت و قُوَّت والی گفتگو۔[3] شَرعی اِعْتِبار سے قسم اُس عَقد(یعنی عَہد وپَیماں) کو کہتے ہیں جس کے ذَرِیعے قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پُختہ (پکّا) اِرادہ کرتا ہے۔[4] مَثَلاً کسی نے یوں کہا: "اللہ کریم کی قسم! میں کل تمہارا سارا قرض ادا کر دوں گا" تو یہ قسم ہے۔

قسم کا حکم

قسم کھانا جائز ہے مگر جہاں تک ہو کمی بہتر ہے اور بات بات پر قسم کھانی نہ چاہیے اور بعض لوگوں نے قسم کو تکیہ کلام بنا رکھا ہے کہ قصد و بے قصد زبان سے جاری ہوتی ہے اور اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ بات سچی ہے یا جھوٹی یہ سخت معیوب ہے۔[5]

قسم کی اقسام

قسم کی تین قسمیں ہیں: (1) یمینِ لغو، (2) یمینِ غموس، (3) یمینِ منعقدہ

---

1 ... بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائکم، 4/286-287، حدیث:6646

2 ... مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا... الخ، ص694، حدیث:4271

3 ... مرآۃُ المناجیح، ۵/۱۹۴

4 ... در مختار، کتاب الایمان، 5/488

5 ... بہار شریعت، 2/298، حصہ:8

یمینِ لَغْو

یمینِ لغو یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی معاملے) پر اپنے خیال میں (یعنی غلط فہمی کی وجہ سے) صحیح جان کر قسم کھائے اور درحقیقت وہ بات اس کے خلاف (یعنی الٹ) ہو۔[1]

یمینِ لَغْو کا حکم

یمینِ لغو معاف ہے اور اس پر کفّارہ نہیں۔[2]

یمینِ غَمُوس

یمینِ غموس یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے یا موجودہ اَمر (یعنی معاملے) پر دانِستہ (یعنی جان بوجھ کر) جھوٹی قسم کھائے۔[3]

یمینِ غَمُوس کا حکم

یمینِ غموس کھانے والا سخت گنہگار ہوا، اِستِغفار و توبہ فرض ہے مگر کفّارہ لازم نہیں۔[4]

یمینِ مُنْعَقِدہ

یمینِ منعقدہ یہ ہے کہ مُستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی۔[5]

یمینِ مُنْعَقِدہ کا حکم

یمینِ مُنْعَقِدَہ میں اگر قسم توڑے گا کفّارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔[6]

قسم توڑنے کا کفارہ

قسم کا کفارہ ❀ غلام آزاد کرنا، ❀ یا دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا، ❀ یا ان کو مُتَوَسِّط درجے کے

---

1 ... فتاویٰ ہندیۃ، کتاب الأیمان، الباب الثانی فیما یکون یمینا... الخ، 2/52
2 ... بہارِ شریعت، 2/299، حصہ 9ملخصا
3 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمینا... الخ، 2/52
4 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمینا... الخ، 2/52
5 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب الایمان، الباب الثانی فیما یکون یمینا... الخ، 2/52
6 ... بہارِ شریعت، 2/299، حصہ 9

کپڑے پہنانا ہے۔ یعنی یہ اختیار ہے کہ ان تین باتوں میں سے جو چاہے کرے۔ اور جن مساکین کو صبح کے وقت کھلایا انھیں کو شام کے وقت بھی کھلائے۔ ❀ اگر غلام آزاد کرنے یا دس مسکین کو کھانا یا کپڑے دینے پر قادر نہ ہو تو پے در پے (یعنی لگاتار) تین روزے رکھے۔[1]

قسم کے کفارے کی شرائط

قسم کے (کفارہ کے) لئے چند شرطیں ہیں کہ اگر وہ نہ ہوں تو کفارہ نہیں۔ قسم کھانے والا (1) مسلمان (2) عاقل (3) بالغ ہو (4) جس کی قسم کھائی وہ چیز عقلاً ممکن ہو یعنی (واقع) ہو سکتی ہو (5) قسم اور جس چیز کی قسم کھائی دونوں کو ایک ساتھ کہا ہو، درمیان میں فاصلہ ہو گا تو قسم نہ ہو گی مثلاً کسی نے اس سے کہلایا کہ کہو: خدا کی قسم۔ اس نے کہا: خدا کی قسم۔ اُس نے کہا کہو: فلاں کام کروں گا۔ اس نے کہا تو یہ قسم نہ ہوئی۔[2]

سبق نمبر 17 مَنّت کا بیان

قرآن میں مَنّت کی اہمیت

اللہ پاک نے قرآن کریم میں منت پوری کرنے والوں کی تعریف میں ارشاد فرمایا:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا۝ (پ29، الدھر: 7)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ پاک کے نیک بندوں کے وہ اعمال ذکر فرمائے جارہے ہیں جن کی وجہ سے انہیں یہ ثواب حاصل ہوا۔ پہلا عمل: اللہ پاک کے نیک بندے طاعت و عبادت اور شریعت کے واجبات پر عمل کرتے ہیں حتّٰی کہ وہ عبادات جو واجب نہیں لیکن مَنّت مان کر انہیں اپنے اوپر واجب کر لیا تو انہیں بھی ادا کرتے ہیں۔[3]

1 . . . بہار شریعت، 2/ 305، 308، حصہ: 9 ملتقطا

2 . . . فتاوی ہندیہ، کتاب الایمان، الباب الاول . . . الخ، 2/ 51 ملتقطا، بہار شریعت، حصہ: 9، / 301-302 ماخوذا

3 . . . تفسیر صراط الجنان، پ29، الدھر، تحت الآیۃ: 7، 10/ 473 تا 474

مَنَّت کے متعلق حدیث

* حضرت سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی ماں کے ذمہ منّت تھی اور پوری کرنے سے پہلے اُن کا انتقال ہو گیا۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فتویٰ دیا کہ یہ اُسے پورا کریں۔ (1)

مَنَّت کی تعریف

یاد رہے کہ عرف میں ہدیہ اور پیش کش کو نذر (منت) کہتے ہیں۔ جیسے کسی بڑے کو کوئی چیز پیش کریں تو کہتے ہیں کہ جناب یہ آپ کی نذر کی۔ (2)

مَنّت کی اقسام

نذر (منت) کی دو قسمیں ہیں: (1) نذرِ شرعی (2) نذرِ عرفی

نذرِ شرعی

شرع میں نذر عبادت اور قربتِ مقصودہ ہے۔ اسی لئے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر مانی تو وہ صحیح نہیں ہوئی۔ نذر خاص اللہ پاک کے لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ پاک کے لیے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فُقراء کو نذر کے صَرف کرنے کی جگہ مقرر کرے۔ مثلاً کسی نے یہ کہا یارب! میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کردے کہ فلاں بیمار کو تندرست کردے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے فلاں سامان مہیا کروں گا تو یہ نذر جائز ہے۔

شرعی نذر صرف اللہ پاک ہی کے لئے ہوسکتی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں غیر لازم عبادت کو لازم کرلینا، ہاں اس نذر کا مَصرَف اَولیاءُ اللہ کے غریب مُجاوِر بھی ہوسکتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ (3)

---

1 ... بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من مات وعلیہ نذر، 4/302، حدیث: 6698
2 ... تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 270، 1/406
3 ... تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 270، 1/406

نذر کی دوسری قسم

لغوی نذر جسے عرفی نذر بھی کہتے ہیں، جو نذرانہ کے معنیٰ میں ہے، وہ مخلوق کے لئے بھی ہوسکتی ہے۔ جیسے بزرگانِ دین کیلئے نذرو نیاز کی جاتی ہے، مزارات پر چادر چڑھانے کی نذر مانی جاتی ہے۔ اس طرح کی نذروں کا پورا کرنا ضروری نہیں البتہ بہتر ہے۔[1]

منت کی شرائط

شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔

1) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

2) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔

3) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

4) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی۔ مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

5) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔[2]

مَنّت کا حکم

شرعی منّت ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔[3]

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:270، 1/407

2 ... بہار شریعت، 1/1015، حصہ:5

3 ... بہار شریعت، 1/1015، حصہ:5

سبق نمبر 18 امانت کا بیان

امانت کی اہمیت کے متعلق فرمانِ الٰہی

امانت ادا کرنے کی اہمیت کے بارے میں اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۷

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

(پ9، الانفال:27)

امانت کی اہمیت کے متعلق فرمانِ مصطفےٰ

* رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: منافق کی علامت میں سے یہ ہے کہ جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔[1]

امانت کی تعریف

دوسرے شخص کو اپنے مال کی حفاظت پر مقرر کر دینے کو ایداع کہتے ہیں اور اُس مال کو ودیعت کہتے ہیں جس کو عام طور پر امانت کہا جاتا ہے۔

امانت رکھنے کی شرائط

امانت رکھنے کی دو شرطیں ہیں:

(1) وہ مال اِس قابل ہو جو قبضہ میں آسکے لہٰذا بھاگے ہوئے غلام کے متعلق کہہ دیا میں نے اُس کو وَدِیْعَت (امانت میں) رکھا یا ہوا میں پرندہ اُڑ رہا ہے اُس کو وَدِیْعَت رکھا ان کا ضمان (ہلاک ہونے کی صورت میں قیمت ادا کرنا) واجب نہیں۔

(2) جس کے پاس امانت رکھی جائے وہ مُکلّف ہو تب حفاظت واجب ہوگی۔ اگر بچہ کے پاس کوئی چیز امانت رکھ دی، اُس نے ہلاک کر دی ضمان واجب نہیں۔[2]

1 ... بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، 1/24، حدیث:33

2 ... بہارِ شریعت، 3/32، حصہ:14 ملتقطا

امانت رکھنے کا حکم

وَدِیعَت (امانت) کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز مُودَع (جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے اُس) کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اُس کی حفاظت مُودَع پر واجب ہوتی ہے۔ اور مالک کے طلب کرنے پر دینا واجب ہوتا ہے۔ ودیعت (امانت) کا قبول کرنا مستحب ہے۔ ودیعت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان (امانت کی قیمت ادا کرنا) واجب نہیں۔ ہاں اس کی کوتاہی سے ہلاک ہوئی تو ضمان واجب ہے، ودیعت کو نہ دوسرے کے پاس امانت رکھ سکتا ہے نہ عاریت یا اجارہ پر دے سکتا ہے نہ اس کو رہن رکھ سکتا ہے اس میں سے کوئی کام کرے گا تو تاوان دینا ہوگا۔[1]

امانت رکھوانے کی صورتیں

امانت رکھوانے کی دو صورتیں ہیں۔(1) کبھی صراحۃً (واضح طور پر) کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے یہ چیز تمہاری حفاظت میں دی۔ (2) اور کبھی دلالۃً (بغیر وضاحت کے) بھی امانت رکھوائی جاتی ہے۔ مثلاً کسی کی کوئی چیز گر گئی اور مالک کی غیر موجودگی میں لے لی۔ یہ چیز لینے والے کی حفاظت میں آگئی۔[2]

سبق نمبر 19 عاریت کا بیان

عاریت کے متعلق فرمانِ الٰہی

منافقین مسلمانوں سے روزمرہ کی استعمال کی چیز خود تو لیتے تھے مگر مسلمانوں کو نہیں دیتے تھے تو اللہ پاک نے ان کی مذمت میں فرمایا:

وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾ (پ30، الماعون:7) تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

عاریت کے متعلق دو فرامینِ مصطفٰے

* حضرت علی بن ابو طالب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی

---

1 ... بہار شریعت، 3/32، حصہ:14

2 ... بہار شریعت، 3/31، حصہ:14

ہے، جب وہ اُسے ملے تو وہ السلام علیکم کہے اور وہ اس سے بہتر الفاظ کے ساتھ جواب دے۔ اور وہ اس سے ماعون یعنی روز مرہ کے استعمال کی چیز نہ روکے۔ میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ! ماعون کیا ہیں؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: پتھر، لوہا، پانی اور ان کی طرح دیگر چیزیں۔[1]

❋ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ماعون کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثلاً کلہاڑی، ہنڈیا، ڈول اور ان کی طرح دیگر چیزیں۔[2]

عاریت کی تعریف

دوسرے شخص کو چیز کی منفعت (نفع) کا بغیر عوض مالک کر دینا عاریت ہے۔ جس کی چیز ہے اُسے مُعِیر (عاریت دینے والا) کہتے ہیں اور جس کو دی گئی مُستَعِیر (عاریت لینے والا) ہے اور (جو چیز استعمال کے لئے دی گئی اس) چیز کو مُستَعار کہتے ہیں۔[3]

عاریت کی شرائط

عاریت کی دو شرطیں ہیں:

(1) شئے مُستَعار اِنتفاع کے قابل ہو (یعنی جو چیز استعمال کے لئے لی ہے اس سے نفع حاصل کرنا ممکن ہو)۔ (2) عوض لینے کی اس میں شرط نہ ہو اگر معاوضہ شرط ہو تو اجارہ ہو جائے گا۔[4]

عاریت کے لئے ایجاب و قبول

❀ عاریت کے لیے ایجاب و قبول ہونا ضروری ہے۔ ❀ اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے قبول معلوم ہوتا ہو تو یہ فعل ہی قبول ہے۔ مثلاً کسی سے کوئی چیز مانگی اُس نے لا کر دے دی اور کچھ نہ کہا عاریت ہو گئی۔ ❀ اور اگر وہ شخص خاموش رہا

1 ... تفسیر در منثور، پ30، الماعون، تحت الآیۃ:7، 8/644
2 ... تفسیر در منثور، پ30، الماعون، تحت الآیۃ:7، 8/644
3 ... بہار شریعت، 3/54، حصہ:14
4 ... بہار شریعت، 3/54، حصہ:14

کچھ نہیں بولا تو عاریت نہیں۔[1]

عاریت کا حکم

عاریت کا حکم یہ ہے کہ چیز، مُسْتَعِیر (عاریت لینے والے) کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اگر مُسْتَعِیر (عاریت لینے والے) نے تعدّی نہیں کی ہے اور چیز ہلاک ہوگئی تو ضمان واجب نہیں۔[2]

سبق نمبر 20 گواہی کا بیان

گواہی کے متعلق فرمانِ الٰہی

گواہی کی اہمیت کے بارے میں ارشاد ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۲۸۳﴾ (پ3، البقرۃ: 283)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیتِ مبارکہ میں بیان فرمایا کہ گواہی نہ چھپاؤ۔ کیونکہ گواہی کو چھپانا حرام اور دل کے گناہگار ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ اس میں صاحبِ حق کے حق کو ضائع کرنا پایا جاتا ہے۔ گواہی چھپانا کبیرہ گناہ ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ پاک کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔[3]

گواہی کے متعلق فرمانِ مصطفٰے

* رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم کو یہ خبر نہ دوں کہ بہتر گواہ کون ہے؟ وہ جو گواہی دیتا ہے اس

---

1 ... بہار شریعت، 3/54، حصہ:14

2 ... بہار شریعت، 3/54، حصہ:14

3 ... تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:283، 1/425، شعب الایمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورہم، 1/272، حدیث:291 ملتقطا

سے قبل کہ اُس سے گواہی کے لیے کہا جائے۔ [1]

گواہی کی تعریف

کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلسِ قاضی میں لفظِ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔ [2]

گواہی فرضِ کفایہ

شہادت (گواہی) فرضِ کفایہ ہے۔ بعض نے کر لیا تو باقی لوگوں سے ساقط۔ اور دو ہی شخص ہوں تو فرضِ عین ہے۔ خواہ تَحَمُّل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔ [3]

گواہی کا رکن

شہادت (گواہی) کا رکن یہ ہے کہ بوقتِ ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں۔ اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔ [4]

گواہی کی شرائط

گواہی کی شرطیں دو قسم کی ہیں: (1) شرائطِ تحمل (2) شرائطِ ادا۔

شرائطِ تحمل

شرائطِ تحمل کا مطلب ہے معاملہ کے گواہ بننے کی شرطیں۔ یعنی جب کوئی معاملہ ہو رہا ہو تو اس وقت یہ تین شرائط

1 ... مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب بیان خیر الشہود، ص 731، حدیث: 4494
2 ... بہار شریعت، 2/930، حصہ: 12
3 ... بہار شریعت، 2/931، حصہ: 12
4 ... بہار شریعت، 2/932، حصہ: 12

گواہ میں ہونا ضروری ہیں۔ [1]

(1) بوقتِ تحمل عاقل ہونا، (2) انکھیارا ہونا (3) جس چیز کا گواہ بنے اُس کا مشاہدہ کرنا۔

❀ لہٰذا مجنوں یا غیر عقلمند بچہ یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ ❀ یوہیں جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں۔ ❀ ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ ❀ تحمل کے لیے بلوغ، حریت، اسلام، عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقتِ تحمل بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہو گیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے کافر مسلمان ہو چکا ہے فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی مقبول ہے۔

شرائطِ ادا

قاضی کے سامنے گواہی دیتے وقت گواہ میں جن شرطوں کا ہونا ضروری ہیں انہیں شرائطِ ادا کہتے ہیں۔ شرائطِ ادا تیرہ (13) ہیں جو یہ ہیں:

(1) گواہ کا عاقل (2) بالغ (3) آزاد (4) انکھیارا ہونا (5) ناطق ہونا (6) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اُسے تہمت کی حد نہ ماری گئی ہو (7) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفعِ ضرر مقصود نہ ہونا (8) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اُس کو جانتا ہو اس وقت بھی اُسے یاد ہو (9) گواہ کا فریق مقدمہ نہ ہونا (10) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (11) حدود و قصاص میں گواہ کا مرد ہونا (12) حقوقُ العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اُس کا پہلے سے دعویٰ ہونا (13) شہادت کا دعوے کے موافق ہونا۔ [2]

گواہی دینے کے وجوب کی شرائط

ادائے شہادت (گواہی دینے کے) واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں: (1) حقوقُ العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہو گی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔ (2) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کرے گا تو گواہی دینا واجب نہیں۔ (3) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی

1 ... بہار شریعت، 2/931، حصہ:12 تسہیلا
2 ... بہار شریعت، 2/931-932، حصہ:12

دینا واجب نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ ❀ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے۔ ❀ اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار ہے۔(4)دو عادل کی زبانی اس امر کا بُطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے۔ مثلاً مُدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مُدّعٰی علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) دَین (قرض) ادا کر چکا ہے تو قرض کی گواہی دینا درست نہیں۔ ❀ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ ❀ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ (5) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔(7) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ اقرار کرنے والے نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے۔ مثلاً مدعٰی علیہ (جس پر دعوی کیا گیا) سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔(8) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آ سکتا ہو۔ ❀ اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آ سکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں۔ ❀ اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُس کے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں۔ ❀ اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔[1]

گواہی کا حکم

شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے (یعنی جب قاضی گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کر لے کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں) اُس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار ہوا اور مستحق عَزل و تَعزیر ہے (یعنی وہ قاضی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معزول کر کے تادیباً سزا دی جائے)۔[2]

اہم مسئلہ

مدعی کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے۔ اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحبِ حق (حق دار) کا

---

1 ... بہار شریعت، 2/932-933، حصہ 12: ملتقطا

2 ... بہار شریعت، 2/932، حصہ 12

حق تلف (ضائع) ہو جائے گا۔ یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔ (1)

سبق نمبر21 وقف کا بیان

تین چیزیں صدقۂ جاریہ ہیں

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جب اِنسان مر جاتا ہے اُس کے عمل ختم ہو جاتے ہیں، مگر تین چیزوں سے صدقۂ جاریہ یا علم جس سے اُس کے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے۔ یا نیک اولاد چھوڑ جائے جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔ (2)

وقف کی تعریف

وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شئے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ پاک کی مِلک کر دینا، اس طرح کہ اُس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔ (3)

بہترین وقف

❀ وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کُنِندہ (وقف کرنے والا) اہلِ نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔ ❀ وقف ایک صدقۂ جاریہ ہے کہ واقف (وقف کرنے والا) ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا۔ ❀ اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو۔ ❀ مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اس کے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔ ❀ اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اس کی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام ہے۔ ❀ اور تعلیمِ علمِ دین کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اس کی بقاء کے لیے جائیداد وقف کرنا کہ ہمیشہ مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں، نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔ (4)

---

1 ... بہارِ شریعت، 2/930، حصہ: 12

2 ... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ص684، حدیث: 4223

3 ... بہارِ شریعت، 2/523، حصہ: 10

4 ... بہارِ شریعت، 2/524، حصہ: 10

وقف کی شرائط واحکام

وقف چونکہ ایک قسم کا نفلی صدقہ ہے۔ لہٰذا تمام وہ شرائط جو نفلی صدقات میں ہیں یہاں بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ بھی شرطیں ہیں۔ وقف کی شرائط یہ ہیں:

(1) واقف کا عاقل ہونا۔

(2) بالغ ہونا، نابالغ اور مجنون نے وقف کیا یہ صحیح نہیں ہوا۔

(3) آزاد ہونا۔ غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔ اسلام شرط نہیں، لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے۔

(4) وہ کام جس کے لیے وقف کرتا ہے فی نفسہٖ ثواب کا کام ہو۔

❀ یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو۔ ❀ اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں۔ ❀ مثلاً کسی ناجائز کام کے لیے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں۔ ❀ اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کارِ ثواب نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں۔ ❀ لہٰذا اگر نصرانی نے بیتُ المقدس پر کوئی جائداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اُس کی مرمت کی جائے یا اُس کے تیل بتی میں صَرف کی جائے یہ جائز ہے۔ ❀ یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہل ذمہ یا مسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے۔ ❀ اور اگر گرجا یا بُت خانہ کے نام وقف کیا کہ اُس کی مرمت یا چراغ بتی میں صرف کیا جائے یا حربیوں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں۔ ❀ اور اگر نصرانی نے حج وعمرہ کے لیے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں کہ اگرچہ یہ کارِ ثواب ہے مگر اس کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔

(5) وقف کے وقت وہ چیز واقف کی مِلک ہو۔

❀ اگر وقف کرنے کے وقت اُس کی مِلک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں۔ ❀ مثلاً ایک شخص نے مکان یا زمین غصب کر لی تھی اُسے وقف کر دیا پھر مالک سے اُس کو خرید لیا اور ثمن بھی ادا کر دیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مُصالَحت کر لی تو اگرچہ اب مالک ہو گیا ہے مگر وقف صحیح نہیں کہ وقف کے وقت مالک نہ تھا۔

(6) جس نے وقف کیا وہ اپنی کم عقلی یا دَین (قرض) کی وجہ سے ممنوع التَّصَرُّف نہ ہو (یعنی لین دین و دیگر معاملات سے روکا نہ

گیا ہو)۔

❀ ایک بیوقوف شخص ہے جس کی نسبت قاضی کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو جائداد تباہ وبرباد کردے گا۔ قاضی نے حکم دے دیا کہ یہ شخص اپنی جائداد میں تصرف نہ کرے، اس نے کچھ جائداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوا۔

(7) جہالت نہ ہونا یعنی جس کو وقف کیا یا جس پر وقف کیا، وہ معلوم ہو۔

❀ اپنی جائداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعیین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے۔ مثلاً تہائی، چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد میں اُس حصہ کی تعیین کردے۔

(8) وقف کو شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

❀ اگر شرط پر مُعَلَّق کیا مثلاً میرا بیٹا سفر سے واپس آئے تو یہ زمین وقف ہے ❀ یا اگر میں اِس زمین کا مالک ہو جاؤں ❀ یا اسے خریدلوں تو وقف ہے، یہ وقف صحیح نہیں۔ ❀ بلکہ اگر وہ شرط ایسی ہو جس کا ہونا یقینی ہے جب بھی صحیح نہیں مثلاً اگر کل کا دن آجائے تو وقف ہے۔ ❀ اگر ایسی شرط پر مُعَلَّق کیا جو فی الحال موجود ہے تو تعلیق باطل ہے اور وقف صحیح۔ مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ زمین میری مِلک میں ہو یا میں اس کا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اِس کہنے کے وقت زمین اس کی مِلک میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت مِلک میں نہیں ہے تو صحیح نہیں۔

(9) جائیدادِ موقوفہ کو بیع کرکے ثمن (قیمت) کو صَرف (خرچ) کرڈالنے کی شرط نہ ہو۔ ❀ یوہیں یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا ہبہ کردوں گا ❀ یا جب مجھے ضرورت ہو گی اسے رہن رکھ دوں گا۔ ❀ غرض ایسی شرط جس سے وقف کا ابطال ہوتا ہو (یعنی اس سے وقف باطل ہوتا ہو) وقف کو باطل کردیتی ہے۔ ❀ وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں۔ مثلاً اس کو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کہ اسے بیع کرڈالوں یا ہبہ کردوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل۔

(10) تابید یعنی ہمیشہ کے لیے ہونا۔

❀ مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں ہمیشگی کا ذکر کرنا شرط نہیں۔ ❀ یعنی اگر وقفِ مؤبد نہ کہا جب بھی مؤبد ہی ہے ❀ اور اگر مدتِ خاص کا ذکر کیا۔ مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لئے وقف کیا اور جب مہینا پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔

(11) وقف بالآخر ایسی جہت کے لیے ہو جس میں انقطاع (اختتام) نہ ہو۔

❀ مثلاً کسی نے اپنی جائیداد اپنی اولاد پر وقف کی اور یہ ذکر کر دیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع (ختم) ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔ ❀ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے اسے وقف کیا اور موقوف علیہ کا ذکر نہ کیا تو عرفاً اس کے یہی معنی ہیں کہ نیک کاموں میں صرف ہو گی اور بلحاظِ معنی ایسی جہت ہو گی جس کے لیے انقطاع نہیں، لہٰذا یہ وقف صحیح ہے۔[1]

وقف کا حکم

❀ وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف (وہ چیز جسے وقف کیا گیا ہے) واقف (وقف کرنے والے) کی ملک سے خارج ہو جاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُس کی) مِلک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ پاک کی مِلک قرار پاتی ہے۔[2]

❀ وقف کا حکم یہ (بھی) ہے کہ ❀ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے ❀ نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے ❀ نہ اس کو بیچ کر سکتا ہے ❀ نہ عاریت دے سکتا ہے ❀ نہ اس کو رَہن رکھ سکتا ہے۔[3] ❀ وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے ❀ نہ اس میں میراث جاری ہو گی ❀ نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے ❀ نہ ہِبہ ہو سکتا ہے۔[4]

سبق نمبر 22 — تولیت کا بیان

تولیت کی تعریف

تولیت کا مطلب ہے وقف کئے ہوئے مال کا نگران اور منتظم بننا۔ جو منتظم بنتا ہے اُسے متولی کہتے ہیں۔

متولی کی شرائط و اوصاف

❀ جو شخص اوقاف کی تولیت کی (منتظم بننے کی، مالِ وقف کی نگرانی کی) درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہیے ❀ اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہیے جو امانت دار ہو ❀ اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے

1 ... بہارِ شریعت، 2/525تا533، حصہ: 10 ملتقطاً
2 ... بہارِ شریعت، 2/524، حصہ: 10
3 ... بہارِ شریعت، 2/533، حصہ: 10
4 ... بہارِ شریعت، 2/523، حصہ: 10

نائب سے کرائے۔ ❀ اور متولی ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔[1]

تولیت کے چند اہم احکام

❀ واقف (وقف کرنے والے) نے اپنے ہی (آپ) کو متولی (منتظم) کر رکھا ہے تو اس میں بھی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جو دوسرے متولی میں ضروری ہیں۔[2]

❀ مُتَوَلّی (منتظم) اگر امین (امانت دار) نہ ہو خیانت کرتا ہو ❀ یا کام کرنے سے عاجز ہے ❀ یا علانیہ شراب پیتا جوا کھیلتا ❀ یا کوئی دوسرا فسق (گناہ) علانیہ کرتا ہو ❀ یا اسے کیمیا بنانے کی دُھت (آسانی سے روزی کمانے کی بُری عادت، دولت زیادہ سے زیادہ کمانے کا جنون، تانبے کو سونا بنانے کا جنون) ہو تو اُس کو معزول کر دینا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اُس کو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے۔ ❀ اور جس میں یہ صفات پائے جاتے ہوں، اُس کو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔

❀ واقف نے اپنے ہی کو متولی کیا ہے اور وقف نامہ میں یہ شرط لکھ دی ہے کہ مجھے اس کی تولیت سے جدا نہیں کیا جاسکتا یا مجھے قاضی یا بادشاہ اسلام بھی معزول نہیں کر سکتے اِس شرط کی پابندی نہیں کی جاسکتی۔ اگر خیانت وغیرہ وہ امور ظاہر ہوئے جن سے متولی معزول کر دیا جاتا ہے تو یہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔[3]

❀ واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر دے یا خود اپنے آپ متولی بن جائے۔[4]

❀ واقف (وقف کرنے والے نے) نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہو گا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نا بالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی۔

❀ عورت کو بھی متولی کر سکتے ہیں اور نابینا کو بھی اور محدود فی القذف (یعنی جسے تہمت زنا کی شرعی سزا مل چکی ہو) نے توبہ کر لی ہو تو اسے بھی۔

❀ واقف نے یہ شرط کی ہے کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اُس کو کیا جائے، جو سب میں ہوشیار نیکوکار ہو تو اِس شرط کو لحاظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے اس کے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔

---

1 ... بہار شریعت، 2/575، حصہ: 10

2 ... بہار شریعت، 2/576، حصہ: 10

3 ... بہار شریعت، 2/577، حصہ: 10

4 ... بہار شریعت، 2/578، حصہ: 10

❀ صورتِ مذکورہ میں اُس کی اولاد میں جو سب میں بہتر تھا وہ فاسق ہو گیا تو متولی وہ ہو گا جو اُس کے بعد سب میں بہتر ہے۔ ❀ یوہیں اگر اُس افضل نے تولیت سے انکار کر دیا تو جو اُسکے بعد بہتر ہے وہ متولی ہو گا۔ ❀ اور اگر سب ہی اچھے ہوں تو جو بڑا ہے وہ ہو گا۔ اگر چہ وہ عورت ہو۔ ❀ اور اگر اُس کی اولاد میں سب نااہل ہوں تو کسی اجنبی کو قاضی متولی مقرر کرے گا اُس وقت تک کے لئے کہ ان میں کا کوئی اہل ہو جائے۔ [1]

سبق نمبر 23 خرید و فروخت کا بیان

خرید و فروخت کے متعلق فرمانِ الٰہی

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (پ3، البقرۃ:275) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود

آیت کی تفسیر

اس آیتِ مبارکہ میں خرید و فروخت کو جائز قرار دیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ غور کریں کہ تجارت کرنے سے حسنِ سلوک میں فرق نہیں آتا، آدمی سست، کاہل اور مشقت سے جی چرانے والا نہیں بنتا، اپنے مال کو خطرے پر پیش کرتا ہے، نفع و نقصان دونوں کی امید ہوتی ہے، وہ دوسرے کی بربادی و محتاجی کا آرزو مند نہیں ہوتا جبکہ سود والا بے رحم ہو جاتا ہے، وہ مفت میں کسی کو رقم دینے کا تصور نہیں کرتا، انسانی ہمدردی اس سے رخصت ہو جاتی ہے، قرض لینے والا ڈوبے، مرے، تباہ ہو یہ بہر صورت اُسے نچوڑنے پر تُلا رہتا ہے۔ آخر یہ سب فرق کیا ہیں؟ تجارت اور سود کو ایک جیسا کہنے والے کو کیا یہ فرق نظر نہیں آتا؟ اس لئے اللہ پاک نے فرمایا کہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ [2]

خرید و فروخت کے متعلق دو فرامینِ مصطفٰے

✻ حضرت مِقدام بن مَعدِیکَرِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی کنیز دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثمن (قیمت) مقدام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لیا کرتے تھے۔ اُن سے کسی نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! آپ دودھ بیچتے ہیں اور اُس کا ثمن (قیمت) لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو نظر

1 ... بہار شریعت، 2/576، حصہ:10 ملتقطا

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:275، 1/413

حقارت سے دیکھا)۔ اُنھوں نے جواب دیا: ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوائے روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔[1]

* حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تُجّار بدکار ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یَارَسُولَ اللہ! کیا اللہ پاک نے بیع (تجارت، خرید و فروخت) حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ہاں! بیع حلال ہے، لیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں، اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔[2]

بیع کی تعریف

خرید و فروخت کو بیع کہتے ہیں اور بیع کے معنٰی یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔

بیع کے ارکان

بیع کبھی قول (بول کر) ہوتی ہے۔ جب قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب و قبول ہیں مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور کبھی بیع فعل (عمل) سے ہوتی ہے۔ جب فعل (عمل) سے ہو تو چیز کا لے لینا اور قیمت کا دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب و قبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری (سبزی جیسے پالک، میتھی) وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھالیتا ہے طرفین (بیچنے والا اور خریدنے والا) باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب و قبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع (بیچنے والا) اور دوسرے کو مشتری (خریدنے والا) کہتے ہیں۔[3]

بیع کی شرائط

بیع (خرید و فروخت) کے لیے چند شرائط ہیں:

---

1 ... مسند امام احمد، مسند الشامیین، 6/96، حدیث: 17201

2 ... مسند امام احمد، حدیث عبد الرحمٰن بن شبل، 5/288، حدیث: 15530

3 ... بہارِ شریعت، 2/515-516، حصہ: 11

1. بائع و مشتری کا عاقل ہونا یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔
2. عاقد کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہو یہ نہیں ہو سکتا مگر باپ یا وصی کہ نابالغ بچہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال اُن سے بیع کریں۔ یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لیے بیع کرے تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع و مشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کُھلا ہوا نفع ہو۔ یوہیں ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے۔[1]
3. ایجاب و قبول میں موافقت ہونا یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اُسی کا قبول ہو یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہے اُسی کے ساتھ قبول ہو اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جس کا ایجاب تھا اُس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے بعض ثمن کے ساتھ قبول کیا ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں۔ ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اُس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔
4. ایجاب و قبول کا ایک مجلس میں ہونا۔
5. ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سُننا۔ مشتری نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سُنا تو بیع نہ ہوئی، ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سُن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سُنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے۔
6. مبیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا (یعنی حوالہ کرنے پر قادر ہونا) ضرور ہے اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لیے بیچتا ہو تو اُس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی بیع نہیں مثلاً حمل یا تھن میں جو دودھ ہے اُس کی بیع ناجائز ہے کہ ہو سکتا ہے جانور کا پیٹ پھولا ہے اور اُس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔ پھل نمودار (ظاہر) ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے۔ یوہیں خون اور مُردار کی بیع نہیں ہو سکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب و خنزیر کی بیع نہیں ہو سکتی کہ مال مُتقوّم نہیں۔ زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے اُس کی بیع نہیں ہو سکتی اگرچہ زمین اپنی ملک ہو کہ وہ گھاس مملوک نہیں (یعنی کوئی اس کا مالک نہیں)۔ یوہیں نہر یا کوئیں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔
7. بیع مُوَقَّت نہ ہو اگر موقت ہے مثلاً اتنے دنوں کے لیے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔

1 ... فتاوی ہندیہ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، 2/3

8. مبیع و ثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع (جھگڑا) پیدا نہ ہو سکے۔ اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہو سکتی ہو تو بیع صحیح نہیں مثلاً اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یا اس چیز کو واجبی دام (رائج قیمت) پر بیچا یا اُس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔[1]

بیع کا حکم

بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہو جائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بائع پر واجب ہے کہ مبیع کو مشتری کے حوالہ کرے اور مشتری پر واجب کہ بائع کو ثمن دیدے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ثبوتِ ملک (ملکیت کا ثبوت) اُس وقت ہو گا جب اجازت ہو جائے۔[2]

ایجاب و قبول

ایسے دو (2) لفظ جو تَملِیک و تَمَلُّک کا اِفادہ کرتے ہوں یعنی جن کا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کر دیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہو گیا ان کو ایجاب و قبول کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں (جواب میں) بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی مُشتری نے کہا میں نے خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا قبول اور اگر مُشتری پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔[3]

سامان لینے کے بعد ریٹ کا تَعَیُّن کرنا کیسا؟

سوال ایک شخص ہر ماہ ایک دکان سے راشن لیتا ہے، اس طرح کہ ہر ماہ اس دکان دار کو اَشیا کی لسٹ (List) دے دیتا ہے، اور دکاندار تین چار دن بعد سامان اس کے گھر پہنچا دیتا ہے اور لسٹ میں ہر چیز کا ریٹ اور کل رقم (Total amount) لکھ کر دے دیتا ہے اور وہ شخص اسے رقم ادا کر دیتا ہے۔ کیا یہ خرید و فروخت جائز ہوئی؟

جواب پوچھی گئی صورت بیعِ تَعاطی کی ہے جس میں ایجاب و قبول لفظوں کے بجائے قیمت اور سودے کے لین دین کے وقت

---

1 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع انواع اربعۃ، 7/14
2 ... فتاوی ہندیہ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، 3/3
3 ... درمختار، کتاب البیوع، 7/22

پایا جارہا ہے اور ایسی حالت میں کہ خریدنے والے کو ہر چیز کے ریٹ کا بھی عِلْم ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں۔ یہ صورت تو نہایت ہی نفیس اور فقہی پیچیدگیوں سے پاک ہے البتہ اسی سے ذرا مختلف صورت جو کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں کہ پہلے پورا مہینا مثلاً سودا لیتے رہے پھر اس کا حساب اور ریٹ کا تعین کیا، اس پر فقہائے کرام نے بہت ہی زیادہ کلام کیا ہے اور بالآخر اسے بھی جائز ہی کہا ہے چنانچہ "دُرِّ مختار" میں ہے: انسان جو چیزیں دکانداروں سے لے آتے ہیں، اور انہیں استعمال کرنے کے بعد ان کی قیمت کا حساب کرتے ہیں، تو یہ استحسان کے طور پر جائز ہے۔[1] صدرُ الشَّریعہ حضرت علّامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "بہارِ شریعت" میں فرماتے ہیں: دوکانداروں کے یہاں سے خرچ کے لیے چیزیں منگوالی جاتی ہیں اور خرچ کر ڈالنے کے بعد ثمن (یعنی چیزوں کی قیمت) کا حساب ہوتا ہے، ایسا کرنا استحساناً جائز ہے۔[2]

آن لائن (Online) خرید و فروخت سے متعلق اہم مسئلہ

سوال: اَشیاء کی تَشْہِیر (Advertisement) کرتے وقت پہلے انٹرنیٹ پر مصنوعات (Products) کی تصاویر لگائی جاتی ہیں پھر ان کو دیکھ کر پسند آنے کی صورت میں خرید و فروخت کی جاتی ہے اور اس کے بعد گاہک آن لائن (Online) رقم ادا کر دیتا ہے۔ بسا اوقات بیچی گئی چیز سودا ہونے تک پراڈکٹ (Product) تشہیر کرنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتی البتہ سودا ہونے کے بعد وہ کسی اور سے خرید کر اس کو بھجوا دیتا ہے جس نے پہلے سے رقم دے دی تھی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر واقعی ایسا ہے کہ سودا کرتے وقت بیچنے والے کی ملکیت میں وہ چیز نہیں ہوتی تو ایسا سودا کرنا جائز نہیں۔ در مختار میں ہے: ہر وہ چیز جو بیع کے رُکن میں خَلل پیدا کرے وہ بیع کو باطل کرنے والی ہے۔"[3] علامہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیع کی شرائط ذکر کرتے ہوئے ردالمحتار میں ارشاد فرماتے ہیں: مبیع (یعنی بیچی جانے والی چیز) کا موجود ہونا، مالِ متقوم (ایسا مال جو جمع کیا جاسکتا ہو اور شرعاً اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہو) ہونا۔[4] اپنی ملکیت میں ہونا اور جس کو بائع اپنے لئے بیچ رہا ہے تو وہ اس کی مِلک میں ہونا ضروری ہے۔[5] مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہارِ شریعت میں ارشاد فرماتے ہیں: "بیعِ باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع

---

1 ... درمختار، کتاب البیوع، 7/28
2 ... بہارِ شریعت، 2/624، حصہ: 11
3 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب البیع الموقوف من قسم الصحیح، 7/233
4 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب فی شرائط البیع انواع اربعۃ، 7/13
5 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع انواع اربعۃ، 7/13

(یعنی بیچی جانے والی چیز) پر اگر مُشتری (خریدار) کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مُشتری (خریدار) اس کا مالک نہیں ہو گا اور مُشتری کا وہ قبضہ قبضۂ امانت قرار پائے گا۔"[1]

سبق نمبر 24 خیارِ شرط کا بیان

خیارِ شرط کے متعلق حدیث

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بائع و مُشتری (خریدنے والے اور بیچنے والے) کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب کو ظاہر کر دیں، اُن کے لیے بیع میں برکت ہو گی اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں، بیع کی برکت مٹا دی جائے گی۔[2]

خیارِ شرط کی تعریف

بائع و مُشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں (یعنی فی الحال بیع کو نافذ نہ کریں) بلکہ عقد میں یہ شرط کر دیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارِ شرط کہتے ہیں۔

خیارِ شرط کی ضرورت

اور اس کی ضرورت طرفین (یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا) کو ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع (بیچنے والا) اپنی ناواقفی سے کم داموں میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری (خریدنے والا) اپنی نادانی سے زیادہ داموں سے خرید لیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کر کے صحیح رائے قائم کرے اور اگر اس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرعِ مُطَہَّر نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کر لیں اگر نامنظور ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کر دیں۔

خیارِ شرط کے چند احکام

❀ خیارِ شرط کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہو سکتی ہے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو

---

1 ... بہارِ شریعت، 2/701، حصہ: 11

2 ... بخاری، کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، 2/22، حدیث: 2111

جلد خراب ہو جانے والی ہے اور مشتری (خریدنے والے) کو تین دن کا خیار تھا تو اُس سے کہا جائے گا کہ بیع کو فسخ کر دے یا بیع کو جائز کر دے۔ اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بلا خیار (بغیر خیارِ شرط کے) خریدی اور بغیر قبضہ کیے اور بغیر ثمن (قیمت) ادا کیے چل دیا اور غائب ہو گیا تو بائع (بیچنے والا) اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے اس دوسرے خریدار کو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی خریدنا جائز ہے۔[1]

❀ مبیع مُشتری کے قبضہ میں ہے اور اُس میں عیب پیدا ہو گیا چاہے وہ عیب مُشتری نے کیا ہو یا کسی اجنبی نے یا آفت سماویہ (قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے یا خود مبیع کے فعل سے عیب پیدا ہوا بہر حال اگر خیار مُشتری کو ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور بائع کو ہے تو مشتری پر قیمت واجب ہے۔[2]

کرایہ پر لی ہوئی چیز آگے کرایہ پر دینا کیسا؟

سوال (ایک شخص سوال کرتا ہے کہ) میں فریٹ فارورڈنگ (Freight Forwarding) کا کام کرتا ہوں جس میں بحری جہاز کے کنٹینرز شپنگ کمپنی سے کنٹینر کرائے پر لے کر آگے اسے پارٹی کو کرائے پر دیتے ہیں۔ کمپنی سے ہم کسی مال کی ایکسپورٹ کے لئے مثلاً 10,000 روپے کرائے پر لیتے ہیں، اور پارٹی کو یہی کنٹینر 12,000 روپے میں دیتے ہیں۔ مذکورہ کرائے پر شپنگ کمپنی چاہے دو دن میں بھیجے یا پانچ دن میں، یہ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ہمارے پاس کنٹینر کو پہنچا دے، نیز مال چھوڑنے کے بعد شپنگ کمپنی کا کام ہوتا ہے کہ اس کنٹینر کو کہاں بھیجنا ہے، پارٹی اور ہمارا اب اس کنٹینر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پارٹی کو جو ہم زیادہ کرائے پر دیتے ہیں، اس میں ہم کنٹینر کی سِیل (Seal) کے اَخراجات بھی شامل کرتے ہیں کیونکہ ہم کنٹینر کی سِیل کے اَخراجات شپنگ کمپنی کو الگ دیتے ہیں لیکن پارٹی سے ہم اس سِیل کرانے کے الگ پیسے نہیں لیتے، تو کیا اس صورت میں پارٹی کو جب ہم کنٹینر کرائے پر دیتے ہیں تو کنٹینر کا کِرایہ اور سِیل کے اخراجات ملا کر مثلاً 12,000 روپے میں دے سکتے ہیں، جبکہ ہم نے شپنگ کمپنی سے وہی کنٹینر 10,000 روپے کا کرائے پر لیا ہوتا ہے اور تقریباً 500 روپے میں سِیل کے اخراجات میں دیئے ہوتے ہیں۔

جواب پوچھی گئی صورت میں آپ پارٹی کو کنٹینر کا کرایہ اور اسے سِیل کرنے کے اخراجات کے ساتھ ملا کر کنٹینر کو

---

1 ... بہار شریعت، 2/648، حصہ: 11

2 ... بہار شریعت، 2/650، حصہ: 11

آگے زیادہ کرائے پر دے سکتے ہیں۔ کیونکہ کرائے پر لی ہوئی چیز آگے کرائے پر دے سکتے ہیں، جبکہ اتنے ہی کرائے پر دی جائے جتنے پر لی تھی، یا کم کرائے پر دی جائے اور اگر زیادہ کرائے پر دینا چاہیں تو اس وقت دے سکتے ہیں جب درجِ ذیل تین صورتیں پائی جائیں: ایک: یہ کہ کنٹینر میں کچھ کام کرادیں۔ دوسری: یہ کہ آپ نے جس جنس کے کرائے پر کنٹینر لیا اس کے خلاف کسی اور جنس کے کرائے پر آگے دیں۔ اور تیسری: یہ کہ کنٹینر کے ساتھ کوئی اور چیز بھی کرائے پر دیدیں اور دونوں کا کرایہ ایک ہی مقرر کریں۔ پوچھی گئی صورت میں آپ کی طرف سے سیل کی صورت میں اضافہ کرنا پایا گیا تو زیادہ کرایہ پر آگے دے سکتے ہیں۔

صَدْرُ الشَّریعہ، بَدْرُ الطَّرِیقہ مُفتی اَمجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه بہارِ شریعت میں لکھتے ہیں: ”مُسْتاجِر (کرایہ دار) نے مکان یا دکان کو کرایہ پر دیدیا اگر اُتنے ہی کرایہ پر دیا ہے جتنے میں خود لیا تھا یا کم پر جب تو خیر اور زائد پر دیا ہے تو جو کچھ زیادہ ہے اُسے صدقہ کردے ہاں اگر مکان میں اِصلاح کی ہو اُسے ٹھیک ٹھاک کیا ہو تو زائد کا صدقہ کرنا ضرور نہیں یا کرایہ کی جِنْس بدل گئی مثلاً: لیا تھا روپے پر، دیا ہو اشرفی پر، اب بھی زیادتی جائز ہے۔ جھاڑو دیکر مکان کو صاف کرلینا یہ اِصلاح نہیں ہے کہ زیادہ والی رقم جائز ہو جائے اِصلاح سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو عمارت کے ساتھ قائم ہو مثلاً پلاستر کرایا یا مونڈیر بنوائی۔[1]

وارنٹی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

سوال آج کل بعض چیزوں کو بیچتے وقت دکاندار کسٹمر کو ایک دو سال کی وارنٹی دیتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور جن چیزوں کی وارنٹی دی گئی اگر اس کے علاوہ کوئی اور خرابی ہو جائے اور کسٹمر دکاندار کے پاس وہ چیز واپس کرنے کے لئے لے آئے تو کیا اس صورت میں بھی دکاندار کو وہ چیز واپس کرنا ہوگی؟

جواب وارنٹی دورِ جدید کی پیداوار ہے پرانے زمانے میں نہ مشین ہوتی تھی اور نہ ہی وارنٹی۔ دورِ جدید میں مشین آئی تو وارنٹی بھی آئی اور وارنٹی ایک طرح کا احسان ہے جو آج کل معاہدے کا ایک حصہ بن چکی ہے فقہاءِ کرام رَحِمَهُمُ الله نے عرصۂ دراز سے اس کا اعتبار کیا ہے اور اس شرط کو جائز کہا ہے جیسا کہ بہار شریعت جو کہ تقریباً 70 سال پہلے لکھی جانے والی کتاب ہے اس میں وارنٹی کے متعلق لکھا ہے: (اگر) شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے

1... بہار شریعت، 3/124، حصہ: 14

آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہو گی تو دُرستی کا ذمّہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔[1] وارنٹی میں جو شرائط بیان کی جائیں گی اور جن چیزوں کی وارنٹی دی جائے گی ان کا اعتبار ہو گا اور انہی شرائط کے ساتھ چیز کو واپس کیا جائے گا ان کے علاوہ کوئی اور خارجی سبب پایا گیا تو چیز کو واپس نہیں کیا جا سکتا مثلاً کمپنی نے ایک موبائل بیچا اور یہ کہا کہ یہ موبائل واٹر پروف نہیں ہے اور نہ ہی اس کی وارنٹی ہے اگر خریدنے والا اس موبائل کو پانی میں گرا دے پھر کمپنی کے پاس لے آئے تو اس کو یہی کہا جائے گا کہ مثلاً موبائل کی مشین کی وارنٹی تھی کہ یہ جلے گی نہیں یونہی اس کی اسکرین کی وارنٹی تھی کہ آف نہیں ہو گی اس بات کی وارنٹی نہیں تھی کہ یہ واٹر پروف ہے اس لئے اس موبائل کو واپس نہیں کیا جائے گا اور وارنٹی کلیم (Claim) کرنے کا حق نہیں ہو گا۔

سبق نمبر 25 خیارِ رویت کا بیان

خیارِ رویت کے متعلق فرمانِ رسول

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ پیارے آقا مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔[2]

خیارِ رویت کی تعریف

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے، ایسی حالت میں شرع مطہر (یعنی شریعتِ اسلامیہ) نے مشتری (خریدنے والے) کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع کو فسخ (ختم) کر دے، اس کو خیار رویت کہتے ہیں۔[3]

چند اہم احکام

❀ خیار رویت کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں (یعنی مدت مقرر نہیں) ہے کہ اُس کے گزرنے کے بعد خیار باقی نہ رہے، بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے۔[4]

---

1 ... بہارِ شریعت، 2/701، حصہ: 11
2 ... دار قطنی، کتاب البیوع، 3/5، حدیث: 2777
3 ... بہارِ شریعت، 2/661، حصہ: 11
4 ... درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب البیوع، باب خیار الرویہ، 2/157

❀ شے مُعَیَّن کی شے مُعَیَّن سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیع کیا تو ایسی صورت میں بائع و مُشْتَری دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مُشْتَری بھی ہیں۔[1]

سبق نمبر 26 خیارِ عیب کا بیان

خیارِ عیب کے متعلق حدیث

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے عیب والی چیز بیچی اور اُس (عیب) کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ پاک کی ناراضی میں ہے۔[2]

حضورِ انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔[3]

خیارِ عیب کی تعریف

خیارِ عیب بائع کا مبیع کو عیب بیان کئے بغیر بیچنا یا مُشْتَری کا ثمن میں عیب بیان کیے بغیر چیز خریدنا اور عیب پر باخبر ہونے کے بعد اس چیز کے واپس کر دینے کے اختیار کو خیار عیب کہتے ہیں۔[4]

عیب کی تعریف

عُرفِ شَرع میں عیب جس کی وجہ سے مبیع کو واپس کر سکتے ہیں وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔[5] مبیع (بیچی جانے والی چیز) میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کر دینا بائع (بیچنے والے) پر واجب ہے، چھپانا گناہِ کبیرہ ہے۔[6]

---

1 ... در مختار، کتاب البیوع، باب خیار الرویہ، 7/162

2 ... ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، 3/59، حدیث: 2247 ملتقطا

3 ... ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، 3/58، حدیث: 2246

4 ... بہار شریعت، 2/673، حصہ: 11 ماخوذا

5 ... تنویر الابصار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، 7/166

6 ... سنی بہشتی زیور، ص 533

خیارِ عیب کی شرائط

خیارِ عیب کے لیے چند شرطیں ہیں:(1) مبیع میں وہ عیب عقدِ بیع کے وقت موجود ہو یا بعدِ عقد، مُشتَری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو۔ لہٰذا مُشتَری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اُس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہو گا۔(2) مُشتَری نے قبضہ کر لیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے۔ اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں۔(3) مُشتَری کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو۔ عیب دار جان کر لیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔(4) بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو۔ اگر اُس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔[1]

دکان سے پیک چیز خریدی اگر خراب نکلے تو کیا حکم ہے؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) ہم سے دکاندار یا گاہک ہول سیل پر مال لے کر جاتے ہیں سامان پیک ہوتا ہے اور وہ گنتی کر کے سامان لے جاتے ہیں پھر کچھ دنوں کے بعد آ کر کہتے ہیں کہ آپ کی یہ چیز خراب نکلی ہے کیا اس صورت میں ہم ان کو یہ کہہ کر منع کر سکتے ہیں کہ ہم نے آپ کو سامان دے دیا تھا آپ کا کام تھا کہ چیک کر کے لے جاتے؟

جواب اشیاء کی خرید و فروخت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک وہ اشیاء جن کو چیک کیا جا سکتا ہے جیسے کھلے آئٹم کہ ان کو ہاتھ لگا کر چیک کرنا ممکن ہے، دوسری وہ اشیاء کہ جن کو چیک نہیں کیا جا سکتا مثلاً ڈبے میں چائے کی پتی، ڈبّے میں بند دودھ یا انڈے وغیرہ کو عام طور سے دکان ہی پر چیک نہیں کیا جاتا۔ ایسے معاملات میں اصول یہ ہے کہ کوئی بھی ایسی چیز جس کو صحیح کہہ کر بیچا گیا اگر اس میں عیب نکل آیا اور جیسی کہہ کر بیچی گئی تھی ویسی نہیں نکلی تو خریدار کو وہ چیز واپس کرنے کا حق ہوتا ہے اور دکاندار کو وہ چیز واپس کرنی پڑے گی وہ واپس کرنے سے منع نہیں کر سکتا۔ خریدار کے اس حق کو فقہاء "خیارِ عیب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور کتبِ فقہ میں یہ پورا باب ہے جس میں اس کے مسائل لکھے ہوئے ہیں بہار شریعت میں بھی حصہ 11 میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ خریداری کے وقت اگر بیچنے والے نے یہ کہہ دیا کہ آپ یہ چیز چیک کر لیں یہ جیسی بھی ہے آپ کی ہے میں اس کے عیب سے بری الذمہ ہوں تو اس صورت میں دکاندار کو وہ چیز واپس لینا ضروری نہیں۔ واضح رہے کہ خریدار کو جن صورتوں میں یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ عیب نکلنے پر چیز واپس کر سکتا ہے یہ اختیار کچھ شرائط سے مَشْرُوط ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس چیز میں خریدار نے مالکانہ تصرف نہ کیا ہو۔

---

1 ... بہارِ شریعت، 2/674، حصہ:11

سبق نمبر 27 سود کا بیان

سود کی مذمت میں فرمانِ الٰہی

قرآن مجید میں سود کھانے والوں کے بارے میں اللہ پاک فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ (پ3،البقرۃ:275)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

سود حرام ہونے کی حکمتیں

سود کو حرام فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں کہ ❀ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ مالی معاوضے والی چیزوں میں بغیر کسی عوض کے مال لیا جاتا ہے اور یہ صریح ناانصافی ہے۔ ❀ سود کی حرمت میں دوسری حکمت یہ ہے کہ سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بغیر محنت مال کا حاصل ہونا، تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ❀ تیسری حکمت یہ ہے کہ سود کے رواج سے باہمی محبت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو قرضِ حَسَن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ ❀ چوتھی حکمت یہ ہے کہ سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خور اپنے مقروض کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی سود سے ممانعت عین حکمت ہے۔[1]

سود کی مذمت میں فرمانِ مصطفےٰ

✽ رَسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شَخْص آئے اور مجھے زمینِ مُقَدَّس (بَیْتُ الْمَقْدِس) میں لے گئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ خون کے دریا پر پہنچے، یہاں ایک شَخْص کنارے پر کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور ایک شَخْص بیچ دَریا میں ہے، یہ کنارے کی طرف بڑھا اور نکلنا چاہتا تھا کہ کنارے والے

1 . . . تفسیر صراط الجنان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 275، 1/412

شخص نے ایک پتھر ایسے زور سے اُس کے منہ پر مارا کہ جہاں تھا وہیں پہنچا دیا پھر جتنی بار وہ نکلنا چاہتا ہے کنارے والا منہ پر پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ کہا، یہ شخص جو نہر میں ہے، سُود خور ہے۔[1]

سود کی تعریف

عقدِ مُعَاوَضَہ (یعنی لین دین کے کسی مُعَاملے) میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زِیادتی ہو کہ اس کے مُقابِل (یعنی بدلے) میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔[2] اسی طرح قَرْض دینے والے کو قَرْض پر جو نفع، جو فائدہ حاصِل ہو وہ سب بھی سُود ہے۔[3]

تعریف کی وضاحت

❀ جو چیز ماپ یا تول سے بکتی ہو جب اس کو اپنی جِنْس سے بدلا جائے مثلاً گیہوں (گَنْدُم) کے بدلے میں گیہوں (گَنْدُم)، جَو کے بدلے میں جَو لئے اور ایک طرف زِیادہ ہو حرام ہے۔ ❀ اور اگر وہ چیز ماپ یا تول کی نہ ہو یا ایک جِنْس کو دوسری جِنْس سے بدلا ہو تو سُود نہیں۔ ❀ عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلۂ جِنْس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے جب بھی سُود اور حرام ہے۔ ❀ لازِم ہے کہ دونوں ماپ یا تول میں برابر ہوں۔ ❀ جس چیز پر سُود کی حرمت کا دار مدار ہے وہ قَدْر و جِنْس ہے۔ قَدْر سے مُراد وَزْن یا ماپ ہے۔[4]

سود کا حکم

سُود حرام ہے، اس کی حُرمَت کا منکر (یعنی حرام ہونے کا اِنکار کرنے والا) کافِر ہے۔[5] جس طرح سُود لینا حرام ہے سُود دینا بھی حرام ہے۔[6]

---

1 ... بخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربا وشاھدہ وکاتبہ، 2/14، حدیث: 2085
2 ... بہارِ شریعت، 2/768-769، حصہ: 11
3 ... فتاویٰ رضویہ، 17/713
4 ... بہارِ شریعت، 2/769، حصہ: 11
5 ... بہارِ شریعت، 2/768، حصہ: 11، و منح الروض الازہر، ص468
6 ... بہارِ شریعت، 2/776، حصہ: 11 بتغیر قلیل

کرنسی کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

سوال بس اسٹاپ پر جو لوگ کھلے پیسے دیتے ہیں وہ 100 روپے کے نوٹ لے کر 90 روپے کے سکے دیتے ہیں، کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟ کہیں یہ سود تو نہیں ہے؟

جواب 100 روپے کے نوٹ لے کر 90 روپے کے سکے دیئے جائیں چاہے یہ لین دین دونوں طرف سے نقد ہو یا ایک طرف سے ادھار اور ایک طرف سے نقد ہو یہ دونوں صورتیں جائز ہیں اس میں سود نہیں ہے، کیونکہ جب 100 روپے کے نوٹ کے بدلے میں 90 روپے کے سکے دیئے جائیں گے تو اس میں نہ تو جنس ایک ہے اور نہ ہی قدر پائی جارہی ہے تو کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز ہوئے۔ جیسا کہ دُرِّ مختار میں ہے: اگر قدر و جنس دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز ہیں، عِلَّت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے، تو بیع اپنی اصلِ اباحت پر باقی رہے گی۔[1]

لیکن یہ ذہن میں رہے کہ یہ حکم نوٹ کے بدلے سکوں کا تھا کہ اس میں ایک طرف سے ادھار جائز ہے اگر 100 روپے کے نوٹ کے بدلے میں 90 روپے کے نوٹ دیئے جائیں تو یہ اس وقت جائز ہوگا جب دونوں طرف سے نقد ہو، کسی طرف سے ادھار نہ ہو، اگر کسی ایک طرف سے بھی ادھار ہوگا تو یہ جائز نہ ہوگا کیونکہ اس میں جنس ایک ہے لیکن قدر نہیں پائی جارہی تو اس صورت میں اگرچہ کمی بیشی جائز ہے لیکن ادھار جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ دُرِّ مختار میں ہے: اگر قدر و جنس میں سے کوئی ایک چیز پائی جائے یعنی صرف قدر پائی جائے یا صرف جنس پائی جائے تو اب کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام ہے۔[2]

سبق نمبر 28 بعض مروجہ ناجائز تجارتوں کا بیان

قسطوں پر کاروبار کی چند ناجائز صورتیں

قسطوں پر کاروبار کرنا بالکل جائز ہے کہ یہ ادھار فروخت کی ایک صورت ہے اور کسی شے کو بیچتے وقت باہمی رضامندی سے جتنی قیمت چاہیں مُقرَّر کرلیں اس میں شرعاً کوئی حَرَج نہیں۔ جب تک کوئی ایسی صورت نہ پائی جائے جو اسلامی

---

1. ... در مختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، 7/422-423
2. ... در مختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، 7/422

اصولوں کے خلاف ہو۔ مگر ہمارے زمانے میں اس کاروبار کی کئی ایسی صورتیں رائج ہو چکی ہیں جو ناجائز و حَرام ہیں۔ مثلاً ❀ معاہدہ (Agreement) کرتے ہوئے یہ شرط لگانا کہ اگر وقت پر قسط ادا نہ کی گئی تو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ یہ ظلم و زیادتی اور تَعْزِیْر بِالْمَال (مالی جرمانہ) ہے جو اسلام میں جائز نہیں۔ رَدُّالْمُحْتَار میں ہے، تَعْزِیْر بِالْمَال ابتدائے اسلام میں تھی پھر اس کو مَنْسُوخ کر دیا گیا۔[1] اور مَنْسُوخ کا حکم یہ ہے کہ اس پر عَمَل کرنا حَرام ہے۔[2] ❀ قسطوں پر کوئی شے بیچی مگر ساتھ میں یہ کہہ دیا کہ جب تک تمام قسطیں ادا نہیں ہو جاتیں آپ اس چیز کے مالک نہیں۔ یہ شرط ناجائز ہے کیونکہ شریعت کے اعتبار سے جب کسی چیز پر ایجاب و قبول ہو جائے اور چیز خریدار کے قبضے میں چلی جائے تو وہ مالک ہو جاتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، بیع کا حکم یہ ہے کہ مُشْتَرِی (خریدار) مَبِیْع (خریدی ہوئی چیز) کا مالک ہو جائے اور بائع (بیچنے والا) ثَمَن (قیمت) کا۔[3] ❀ کرایہ اور چیز کی قیمت کو جمع کرنا، یعنی کسی چیز کی اس طرح قسطیں کرنا جو کہ اس کی قیمت اور کرایہ دونوں پر مشتمل ہوں۔ اس کی صورت یوں بنے گی، ایک موٹر سائیکل دو ہزار ماہانہ قسط پر بیچی، اس میں طے یہ کیا کہ ایک ہزار موٹر سائیکل کی قیمت کی مَد میں اور ایک ہزار کرایہ کی مَد میں، تو یہ طریقہ ناجائز ہے۔ کیونکہ رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا ہے۔[4]

وقت پر پیمنٹ نہ کرنے پر اضافی رقم لینا کیسا؟

اگر کوئی دکاندار سے کھاد وغیرہ چھ ماہ کے ادھار پر لیتا ہے مگر چھ ماہ میں نہیں دے پاتا بلکہ سال دو سال گزر جاتے ہیں تو کیا جس وقت وہ پیسے دے گا وہ اتنے ہی دے گا یا زیادہ بھی لے سکتے ہیں؟

جتنے کا سودا ہوا اتنے ہی پیسے لئے جائیں گے اس سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ رقم اس نے مال کے عوض دینی ہے اور مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اس نے قیمت ادا کرنے میں جو تاخیر کی ہے اس تاخیر کی بناء پر اضافی رقم وصول نہیں کر سکتے، اگر کریں گے تو وہ سود ہو گا، ہاں اگر دینے والے نے بلاوجہ تاخیر کی ہے تو وہ گناہگار ہو گا۔ لیکن اگر تنگدست

1 ... ردالمحتار، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال، 6/98
2 ... مع تبیین الحقائق، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، 5/110
3 ... فتاوی ہندیہ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع... الخ، 3/3
4 ... ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی النہی عن بیعتین فی بیعۃ، 3/15، حدیث:1235

ہے کہ ادائیگی پر قادر نہیں نہ ہی کوئی ایسا مال ہے جسے بیچ کر ادا کر سکے تو گناہ نہیں بلکہ جہاں ادائیگی کے کوئی اسباب نہ ہوں تو وہاں تنگدست کو مہلت دینی چاہئے، یہی قرآن کی تعلیمات ہیں۔ چنانچہ،

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۸۰

(پ3، البقرۃ:280)

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو۔

نیلامی کی بیع

باہمی رضا مندی کے ساتھ نیلامی کی صورت میں کسی چیز کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ مگر اس میں بھی کئی ناجائز صورتیں آچکی ہیں، آج کل جو صورت بہت عام ہو چکی ہے وہ یہ ہے کہ فقط چیز کی قیمت بڑھانے کے لئے بولی لگائی جاتی ہے۔ خاص اس کام کے لئے آدمی رکھے جاتے ہیں جنہوں نے وہ چیز تو خریدنی نہیں ہوتی بس دوسروں کو اس چیز کی زیادہ قیمت دینے پر ابھارنا ہوتا ہے۔ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: نَجْش مکروہ ہے حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا۔ نَجْش یہ ہے کہ مَبیع (بیچی جانے والی چیز) کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے۔[1]

چوری کا مال خرید کر بیچنا

سوال ایک شخص چوری کیا ہوا مال خریدتا اور بیچتا ہے تو یہ بات معلوم ہوتے ہوئے زید سے مال خریدنا اور آگے کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب تقریباً ہر مارکیٹ میں ہی چوری کے مال کی خرید و فروخت کے تعلق سے مسائل پیش آتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے چوری کا مال خریدنے کے تعلق سے مُمانَعت کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں:

---

1 ... بہار شریعت، 2/723، حصہ:11

پہلی یہ کہ یقینی طور پر(Confirm)معلوم ہو کہ یہ مال چوری کا ہے۔ دوسری یہ کہ واضح قرینہ کی بنیاد پر گُمان قائم ہوتا ہو کہ یہ چوری کا مال ہے ان دونوں صورتوں میں خریداری جائز نہیں ہوگی اور ایک تیسری مُمکِنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ نہ معلوم تھا نہ ہی قرینہ تھا لیکن خریداری کے بعد پتا چل گیا تب بھی یہ مال مالک کو واپس دینا فرض ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:"چوری کا مال دانستہ (جان بوجھ کر) خریدنا حرام ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مَظْنُون (گمان) ہو جب بھی حرام ہے مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اس کے مُورِثین بھی جاہل تھے کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی مِلک بتائے اس کے خریدنے کی اجازت نہیں اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے، پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارِثوں کو، اور اُن کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فُقَرَاء کو۔"[1]

جانداروں کی شکل والے کھلونوں کی خرید و فروخت

سوال آج کل مارکیٹ میں بچوں کے لئے مختلف جانوروں کی شکلوں کے کھلونے ملتے ہیں جو کہ پلاسٹک، لوہے اور پیتل سے بنے ہوتے ہیں کیا بچوں کے لئے یہ کھلونے خریدنا اور بچوں کا ان سے کھیلنا جائز ہے؟

جواب پوچھی گئی صورت میں یہ کھلونے خریدنا بھی جائز ہے اور بچوں کا ان سے کھیلنا بھی جائز ہے، لیکن ایک بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ وہ کھلونے نہ خریدے جائیں جن میں میوزک جیسی نحوست ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں کھلونے کے متعلق علامہ ابنِ عابدین شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں کہ کھلونے اگر لکڑی یا پیتل کے ہوں تو ان کو خریدنا جائز ہے۔[2]

صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ امجدیہ میں لکھتے ہیں:"لوہے پیتل تانبے کے کھلونوں کی بیع(Sale Agreement)جائز ہے کہ یہ چیزیں مال مُتَقَوِّم (وہ مال جس سے نفع اٹھانا جائز ہو) ہیں۔"[3]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:"معلوم ہوا کہ ان کا تصویر ہونا وجہِ عدمِ جوازِ بیع نہیں۔"[4] مزید فرماتے ہیں:"رہا یہ امر کہ ان کھلونوں کا بچوں کو کھیلنے کے لئے دینا اور بچوں کا ان سے کھیلنا یہ ناجائز نہیں کہ تصویر کا بروجہِ اعزاز(As Respect)

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 17/165

2 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، 7/505

3 ... فتاویٰ امجدیہ، 4/232

4 ... فتاویٰ امجدیہ، 4/233

مکان میں رکھنا منع ہے نہ کہ مطلقاً یا بروجہ اہانت بھی۔“[1]

تصاویر والی اشیاء کی خرید و فروخت کا حکم

سوال جن چیزوں پر تصویریں چھپی ہوں مثلاً صابن وغیرہ ان کو خریدنا کیسا؟

جواب سوال میں بیان کردہ چیزوں کا خریدنا بلاشبہ جائز ہے کیونکہ خریدنے والے کا مقصود چیز خریدنا ہوتا ہے نہ کہ تصویر۔ جیسا کہ مفتی وقار الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تصویر والی کتب کی خرید و فروخت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: صورت مسئولہ میں ان کتابوں کو بیچنا جائز ہے کہ یہ کتابوں کی خرید و فروخت کرنا ہے نہ کہ تصاویر کی۔ البتہ علیحدہ سے تصویر کا بیچنا حرام ہے۔[2]

تنبیہ: دکاندار پر لازم ہے کہ جن اشیاء پر عورتوں کی تصاویر ہوتی ہیں ان کو نمایاں کرنے سے اجتناب کرے۔

جعلی مُہر

بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہ صورت بھی بہت رائج ہوتی چلی جارہی کہ چیز تیار ہوتی ہے پاکستان میں مگر اس پر مُہر (Stamp) لگتی ہے میڈ ان جاپان (Made in Japan) یا میڈ ان کوریا (Made in Korea) وغیرہ۔ یہ سیدھا سیدھا جھوٹ اور دھوکا ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔ دھوکے کے بارے میں رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔[3] خیال رہے! اس کام میں کئی افراد گناہ کے مُرتکِب ہوتے ہیں۔ (1) جعلی مہر لگوانے والا (2) اسے بنانے والا (2) چیز پر لگانے والا اور (4) وہ دکاندار جو یہ چیز آگے جھوٹ بول کر بیچتا ہے۔

اس طرح کے کام میں ایک صورت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کمپنی (Company) کی کسی پراڈکٹ (Product) کی نقل تیار کرنا اور پھر اس پر اسی کمپنی کی مُہر لگا دینا۔ یہ بھی کئی طرح سے حَرام ہے: (1) جھوٹ کے سبب (2) خریدار کو دھوکا دینے اور (3) کمپنی کا نام استعمال کرنے کے باعث۔ کیونکہ کسی رجسٹرڈ کمپنی کا نام استعمال کرنا قانوناً جُرم ہے اور جو شے قانوناً جُرم ہو، رشوت و ذلت کا باعث بنے وہ بھی ناجائز ہوتی ہے۔

---

1 ... فتاویٰ امجدیہ، 4/233

2 ... وقار الفتاوی، 1/218

3 ... مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ص64، حدیث: 283

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کسی قانونی جُرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلت وبلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جُرم ہے۔[1] البتہ کسی کمپنی سے ملتا جلتا نام رکھنا جائز ہے لیکن اگر اس میں بھی جھوٹ و دھوکا دہی پائی گئی تو ناجائز و گناہ ہے۔ مثلاً کسی گاہک نے آکر کہا فلاں کمپنی کی چیز دے دیں اب اسے اسی کمپنی کی چیز دینا ہوگی اگر اس سے ملتے جلتے نام کی چیز دے دی جسے وہ دھوکا کھا کر لے جائے تو یہ حَرام ہے۔

جعلی بل

پرچیزنگ آفیسر (Purchasing officer) کا زیادہ بل بنوانا مثلاً 100 کی چیز کا 110 میں بل بنوانا اور اضافی رقم اپنے پاس رکھنا یہ حَرام ہے کہ یہ دھوکا ہے۔ دکاندار کا ایسا بل بنا کر دینا بھی حَرام کیونکہ وہ گناہ میں مُعاوَنَت کر رہا ہے جو کہ حکم قرآنی ﴿لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪﴾ (پ6، المائدۃ:2) ترجمۂ کنز الایمان: گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو) کے صریح خلاف ہے۔ یوں ہی ایکسپورٹ (Export) کے کاروبار میں جعلی بل بنا کر یا کسی سے بل خرید کر زیادہ خریداری (Purchasing) دکھانا (Show کرنا) تاکہ حکومت سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جائے حَرام ہے۔ اس طریقے سے لئے گئے نفع کا کوئی استعمال جائز نہیں بہر صورت حکومت کو واپس ہی کرنا ہوگا۔

قرض پر نفع

نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: قرض اور تجارت دونوں کو اکٹھا کرنا حلال نہیں۔[2] اس کی صورت یہ ہے کسی آدمی کو کوئی شے اس شرط پر بیچنا کہ تم مجھے اتنا قرض دو یا قرض دے کر یہ کہنا کہ فلاں سامان ہمیں ہی بیچو۔ ہمارے ہاں یہ طریقہ کار آڑھتیوں اور مختلف قسم کے تاجروں میں رائج ہے کہ وہ کسان کو بیج یا کھاد وغیرہ کی مَد میں قرضہ دیتے ہیں اور یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ تم اپنی فصل ہمیں ہی بیچو گے۔ یہ قرض پر نَفْع اٹھانا ہے جو کہ سود کے زمرے میں داخل ہے۔ اسی طرح کوئی نیا کاروبار شروع کرنا یا کوئی پراڈکٹ تیار کرنا چاہتا ہے تو اسے اس لئے قرض دینا کہ اپنا مال صرف ہمیں فروخت کرو گے کسی اور کو نہیں تو یہ بھی ناجائز و حَرام ہے۔ فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جو قرض کوئی نَفْع کھینچ لائے وہ سود

---

1 ... فتاوی رضویہ، 581/23

2 ... ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراہیۃ بیع مالیس عندک، 15/3، حدیث: 1235

ہے۔[1]

پریمئیم پرائزبانڈ(Premium Prize Bond)کا حکم

حال ہی میں پریمئیم پرائزبانڈ (Premium Prize Bond) کے نام سے ایک نیا بانڈ جاری کیا گیا ہے جس میں ششماہی بنیاد پر نفع بھی ملے گا اور ہر تین مہینے بعد بذریعہ قرعہ اندازی حاملانِ بانڈ(جن کے پاس پرائزبانڈ ہو ان) میں سے کچھ افراد کو مختلف انعامی رقم بھی دی جائے گی جس طرح کہ عام پرائزبانڈ میں دی جاتی ہے۔البتہ پریمئیم پرائزبانڈ سے متعلق آفیشل ویب سائٹ:savings.gov.pk پر اس بانڈ سے متعلق جو اشتہار آویزاں ہے اس میں مزید کچھ باتوں کی صراحت ہے۔(1) یہ بانڈ انویسٹر کے نام پر جاری ہوگا اور نفع اور انعام ڈائریکٹ(Direct)اس کے بینک اکاؤنٹ میں ڈالا جائے گا۔ (2)اس بانڈ کے گم ہونے، چوری ہونے یا جل جانے پر بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔یعنی انویسٹر کو نقصان نہ ہوگا بلکہ وہ اس کا متبادل حاصل کرسکے گا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس بانڈ کا خریدنا، بیچنا کیسا ہے؟اور اس پر حاصل ہونے والا ششماہی نفع اور ہر 3 مہینے بعد بذریعہ قرعہ اندازی جو انعامات نکلیں گے ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟کیا وہ جائز و حلال ہیں؟

پریمئیم پرائزبانڈ (Premium Prize Bond)ایک سودی بانڈ ہے جو کہ محض ایک سودی اکاؤنٹ میں جمع کردہ قرض کی رسید ہے جس پر واضح طور پر دلیل آفیشل اشتہار(Official Advertisement)کے یہ الفاظ ہیں۔اس بانڈ کے گم ہونے، چوری ہونے یا جل جانے پر بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔یعنی اگر کسی کا یہ بانڈ چوری ہوجائے یا گم ہوجائے تو چور کے لئے یہ محض ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی کوئی قیمت نہیں کہ اس سے وہ نفع اٹھا سکے بلکہ اصل مالک جس کے نام پر یہ جاری ہوا ہے وہ اس رسید کا مُتَبادِل(Duplicate)حاصل کرسکتا ہے یہ صراحت ہی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ بانڈ خود مال نہیں بلکہ جمع شدہ مال کی رسید ہے کیونکہ اگر یہ خود مال ہوتا تو دیگر بانڈز اور کرنسی نوٹوں کی طرح گم ہونے، جل جانے یا چوری ہوجانے پر مالک کو نقصان ہوتا اور چور کے لئے وہ ایک قابلِ نفع مال ہوتا حالانکہ پریمئیم بانڈ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت قومی بچت بینک (National Saving Bank) کے سیونگ اکاؤنٹ (Saving Account) کے سرٹیفکیٹ (Certificate) جیسی ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ سیونگ سرٹیفکیٹ پر نفع زیادہ ملتا ہے اس میں نفع کم ملے گا اور سیونگ

---

[1] ... کنزالعمال،کتاب الدین،الباب الثانی،جز:6،3/99،حدیث:15512

سرٹیفکیٹ پر قرعہ اندازی کے ذریعے سے انعامات کا سلسلہ نہیں ہوتا جبکہ پریمئیم بانڈ میں پرائز بانڈ کی طرز پر انعام بھی رکھا گیا ہے۔

پریمئیم بانڈ پر ششماہی ملنے والا نفع اور ہر 3ماہ پر بذریعہ قرعہ اندازی بنام انعام ملنے والا نفع دونوں ہی خالصتاً سود (Interest)ہیں اسی لئے پریمئیم بانڈ خریدنا، بیچنا ناجائز و حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ سود ہونے کی وجہ سے اللہ پاک و رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے اعلانِ جنگ کے مترادف ہے۔ اللہ پاک پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 275 میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا[1] ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سُود۔

اور پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 276 میں ارشاد فرماتا ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ[2] ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سُود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

اور پارہ 3 سورۃ البقرہ آیت نمبر 278 تا 279 میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ۝[3]

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔

حدیث مبارک میں ہے: "كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا" ترجمہ: قرض کے ذریعہ سے جو منفعت حاصل کی جائے وہ سود ہے۔[4]

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سود لینے اور دینے پر لعنت فرمائی اور سب کو گناہ میں برابر قرار دیا، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی، فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سود لینے والے، دینے والے، اسے

1 ... پ3، البقرۃ:275
2 ... پ3، البقرۃ:276
3 ... پ3، البقرۃ:278تا279
4 ... کنز العمال، کتاب الدین والسلم، الباب الثانی فی ترہیب عن الاستقراض من غیر ضرورۃ، جز6، 3/99، حدیث:15512

لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔[1]

مسلمانوں پر لازم ہے کہ دنیاوی لالچ و حِرْص میں پریمئیم پرائز بانڈ کے ذریعہ سود جیسے کبیرہ گناہ میں گرفتار ہو کر دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی اور ربِ کریم کی نافرمانی اپنے سر نہ لیں بلکہ فقط حلال پر ہی اِکتفاء کریں اللہ پاک اسی میں برکت دے گا جبکہ سود میں برکت تو دور کی بات ہے یہ تو دنیاوی مال میں بھی ہلاکت و بربادی کا سبب ہے۔ اللہ کریم مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور سود جیسی نحوست سے ہمارے معاشرہ کو محفوظ فرمائے۔ اٰمین!

تنبیہ: یہ حکم اس خاص پرائز بانڈ کا ہے جو پریمئیم کے نام سے پاکستان میں پہلی مرتبہ 40،000 کا جاری ہوا ہے جبکہ پہلے سے جاری شدہ دیگر پرائز بانڈ جن کی خرید و فروخت کی جاتی ہے وہ جائز ہیں اور ان پر حاصل ہونے والا انعام بھی جائز ہے کیونکہ وہ قرض کی رسید نہیں بلکہ خود مال ہیں اسی لئے گم ہونے، جل جانے یا چوری ہو جانے کی صورت میں ان کا کوئی بدل نہیں دیا جاتا بلکہ جس کے ہاتھ میں ہو اُسے ہی مالک سمجھا جاتا ہے اسی لئے اسٹیٹ بینک (State bank) اور ہر مالیاتی ادارہ بلکہ ہر شخص کرنسی کی طرح ہی ان بانڈ کی خرید و فروخت کرتا ہے کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ یہ کسی قرض کی رسید نہیں بلکہ خود مال ہے یہی وہ واضح فرق ہے جو عام پرائز بانڈ اور پریمئیم پرائز بانڈ کے مابین ہے جس کی وجہ سے دونوں کا حکم جدا جدا ہے۔

موبائل میں اکاؤنٹ بنانا کیسا؟

سوال ایک کمپنی نے یہ اسکیم (Scheme) بنائی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے موبائل میں اکاؤنٹ (Account) بنالیتا ہے اور پھر ریٹیلر کے ذریعے اپنے اکاؤنٹ میں کم از کم 1000 روپیہ جمع کروادے اور ایک دن گزر جائے تو کمپنی اس شخص کو مخصوص تعداد میں فری منٹس (Free Minutes) دے دیتی ہے، اس اکاؤنٹ کے کھلوانے کے لئے کوئی فارم وغیرہ فِل (Fill) نہیں کرنا پڑتا اور فری منٹس ملنا اس شرط کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ اکاؤنٹ میں کم از کم 1000 روپیہ جمع رہیں جیسے ہی ایک روپیہ اس مقدار سے کم ہو گا تو یہ سہولت ختم ہو جائے گی۔ موبائل اکاؤنٹ میں ایک سہولت یہ بھی ہے کہ اپنے اس اکاؤنٹ کے ذریعے رقم ٹرانسفر بھی کی جاسکتی ہے اور اس صورت میں ریٹیلر (Retailer) کے ذریعے بھیجنے کی نسبت 22 فیصد کم پیسے لگیں گے اور اس سہولت کے لئے پہلے سے کوئی رقم ہونا ضروری نہیں ہے جس وقت رقم بھیجنی ہے اسی وقت وہ رقم ساتھ میں ٹیکس ڈلوا کر ٹرانسفر کر دیں تو ٹرانسفر ہو جائے گی۔ ٹیکس سے مراد ٹرانسفر کی فیس ہے اور

[1] ... مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، ص663، حدیث: 4093

اکاؤنٹ بنانے پر بھی کسی قسم کا کوئی پیسہ نہیں لگے گا اور اس صورت میں فری منٹس وغیرہ کوئی سہولت بھی نہیں ملے گی جبکہ رقم ایک دن جمع نہ رکھیں بلکہ اسی دن کے اندر ٹرانسفر کر دیں۔ اس اکاؤنٹ میں ایک سہولت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے یوٹیلٹی بل (Utility Bill) بھی جمع کروایا جا سکتا ہے اور یہ بل جمع کروانے کے لئے بھی کوئی رقم اکاؤنٹ میں ہونا ضروری نہیں اور اس جمع کروانے پر کوئی ٹیکس بھی نہیں لگے گا اور اس صورت میں فری منٹس وغیرہ کوئی سہولت بھی نہیں ملے گی جبکہ رقم ایک دن جمع نہ رکھیں بلکہ اسی دن کے اندر ٹرانسفر کر دیں۔

شرعی رہنمائی فرمائیں کہ (1) اس طرح کا اکاؤنٹ کھلوا کر فری منٹس لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو ریٹیلر رقم جمع کرتا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(2) اگر کوئی اس ارادے سے اکاؤنٹ کھلوائے کہ میں فری منٹس نہیں لوں گا فقط رقم ٹرانسفر کرنے یا بل جمع کروانے کے لئے رقم جمع کرواؤں گا اور اسی وقت ہی رقم ٹرانسفر کر دوں گا یا بل جمع کروا دوں گا ایک دن گزرنے ہی نہیں پائے گا تو کیا اس طرح اکاؤنٹ کھلوانا شرعاً جائز ہے؟

(3) اور اگر کسی نے اکاؤنٹ کھلوا لیا ہے کیا وہ اس اکاؤنٹ کو اس نیت سے باقی رکھ سکتا ہے کہ وہ ایک دن تک رقم جمع نہیں رہنے دے گا بلکہ فقط رقم ٹرانسفر کرنے یا بل جمع کروانے کے لئے رقم جمع کروا کر اسی وقت رقم ٹرانسفر کر دے گا یا بل جمع کروا دے گا؟

جواب (1) ہزار روپے اکاؤنٹ میں جمع کروانے کے بدلے جو فری منٹس ملتے ہیں وہ سود اور حرام ہیں، لہٰذا اتنی یا اس سے زائد رقم مذکورہ طریقے پر جمع رکھنا ناجائز و حرام ہے اور جو ریٹیلر جمع کرے گا وہ بھی گنہگار ہے کہ گناہ کے کام پر مدد کر رہا ہے۔

تفصیل اس میں یہ ہے کہ جمع کروائے جانے والے 1000 روپے نہ امانت ہیں اور نہ تحفہ (ہبہ) بلکہ قرض ہیں۔ تحفہ اس لئے نہیں کہ تحفہ کہتے ہیں کسی چیز کا دوسرے کو بلا عوض مالک کر دینا۔ جبکہ اس صورت میں مقصود اسے مالک کرنا نہیں ہوتا، مالک کرنا مقصود ہوتا تو پیسے واپس نہ لئے جاتے۔ دُرَر میں ہے: ہبہ نام ہے کسی عین کا بغیر عوض مالک کر دینا۔[1]

[1]... درر الحکام فی شرح غرر الاحکام، 2/217

اور امانت اس لئے نہیں کہ امانت والے پیسوں کو خرچ نہیں کرسکتے بلکہ بعینہ وہی رقم واپس کرنی ہوتی ہے جبکہ یہاں جمع کروائی گئی رقم کو کمپنی استعمال کرتی رہتی ہے اور واپسی میں اس کی مثل رقم دیتی ہے اور یہی قرض ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ قرض ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ قرض کا لفظ ہی استعمال کیا جائے، بلکہ اگر قرض کا لفظ استعمال نہ کیا لیکن مقصود وہی ہے جو قرض سے ہوتا ہے تو وہ قرض ہی ہوگا، کیونکہ عقود (خرید و فروخت) میں اعتبار معانی کا ہوتا ہے۔ بدائع الصنائع میں ہے: جب اس کو مضاربت[1] نہیں بناسکتے ہیں تو وہ قرض ہوجائے گا کیونکہ یہ قرض کے معنی میں ہے اور عقود میں ان کے معانی کا اعتبار ہوتا ہے۔[2]

اور قرض کی تعریف تنویر الابصار میں یوں بیان کی گئی ہے۔ قرض وہ عقدِ مخصوص ہے جس میں مثلی مال (قدر و قیمت میں اسی جیسا مال) دیا جاتا ہے اس لئے کہ اس کا مثل واپس کیا جائے۔[3] فتاویٰ رضویہ میں ہے: "زرِ امانت (امانت کے مال) میں اس کو تصرف حرام ہے۔"[4]

اور اس رقم کو جمع کروانے کے بدلے میں حاصل ہونے والی رقم، فری منٹس اور ایس، ایم، ایس، سب قرض سے حاصل ہونے والے مَنافع ہیں اور جو مَنافع قرض سے حاصل ہوتے ہیں وہ سود ہوتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ قرض جو نفع کھینچے تو وہ سود ہے۔[5]

گناہ پر مدد کرنے سے قرآنِ پاک میں منع کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔[6]

(2) اگر کوئی اکاؤنٹ صرف رقم ٹرانسفر کرنے یا بل جمع کروانے کے لئے کھلوائے اور ایک دن رقم جمع نہ رہنے دے تو اس کے باوجود اکاؤنٹ کھلوانا جائز نہیں کیونکہ جب یہ بات معروف ہے کہ اکاؤنٹ کھلوانے کے بعد اگر ایک دن رقم

---

1 ... ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام۔ (بہار شریعت، 3/1، حصہ: 14)
2 ... بدائع الصنائع، کتاب المضاربۃ، 5/109
3 ... در مختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، 7/406-407
4 ... فتاویٰ رضویہ، 19/166
5 ... مسند الحارث، کتاب البیوع، باب فی القرض... الخ، 1/500، حدیث: 437
6 ... پ6، المائدۃ: 2

جمع رہی تو فری منٹس ملیں گے تو اب اکاؤنٹ کھلوانے والا گویا یہ اقرار و پیمان کر رہا ہے کہ اگر میں نے ایک دن رقم جمع رہنے دی تو فری منٹس لوں گا اور یہ اقرار و پیمان ہی ناجائز ہے اگرچہ بعد میں ایک دن رقم جمع نہ رہنے دے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "ملازمت بلا اطلاع چھوڑ کر چلا جانا اس وقت تنخواہ قطع کرے گا نہ تنخواہِ واجب شدہ کو ساقط اور اس پر کسی تاوان (جرمانہ) کی شرط کر لینی مثلاً نوکری چھوڑنا چاہے تو اتنے دنوں پہلے سے اطلاع دے، ورنہ اتنی تنخواہ ضبط ہوگی یہ سب باطل و خلافِ شرعِ مُطَہَّر ہے، پھر اگر اس قسم کی شرطیں عقدِ اجارہ میں (ملازمت کا معاہدہ کرتے وقت) لگائی گئیں جیسا کہ بیانِ سوال سے ظاہر ہے کہ وقتِ ملازمت ان قواعد پر دستخط لے لئے جاتے ہیں، یا ایسے شرائط وہاں مشہور و معلوم ہو کر اَلْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ ہوں، جب تو وہ نوکری ہی ناجائز و گناہ ہے، کہ شرطِ فاسد سے اجارہ فاسد ہوا، اور عقدِ فاسد حرام ہے۔ اور دونوں عاقِد (معاہدہ کرنے والے) مُبْتَلائے گناہ، اور ان میں ہر ایک پر اس کا فسخ (ختم کرنا) واجب ہے، اور اس صورت میں ملازمین تنخواہِ مقرر کے مستحق نہ ہوں گے، بلکہ اجرِ مِثل (یعنی عام طور پر بازار میں اس کام کی جو اجرت ہے اُتنی ہی اجرت) کے جو مُشاہرہ مُعَیَّنہ (طے شدہ اجرت) سے زائد نہ ہوں، اجرِ مِثل اگر مُسَمّٰی سے کم ہو تو اس قدر خود ہی کم پائیں گے، اگرچہ خلاف ورزی اصلاً نہ کریں۔"(1)

(3) اُوپر واضح ہو چکا کہ یہ اکاؤنٹ کھلوانا جائز نہیں ہے اگرچہ رقم ایک دن جمع نہ رہنے دے کیونکہ اس میں ایک ناجائز معاہدہ موجود ہے اور ناجائز معاہدہ جس طرح ابتداءً کرنا جائز نہیں اسی طرح اس ناجائز معاہدے کو بر قرار رکھنا بھی جائز نہیں ہوتا لہٰذا جس نے اکاؤنٹ کھلوالیا ہے اس پر لازم ہے کہ یہ اکاؤنٹ ختم کرے۔ جیسا کہ اُوپر فتاویٰ رضویہ کے جزئیہ میں امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ناجائز شرط کی وجہ سے جب عقد کو ناجائز قرار دیا تو بعد میں اس کے فسخ کرنے کو لازم قرار دیا ہے۔

موبائل کمپنی سے ایڈوانس بیلنس حاصل کرنا کیسا؟

سوال موبائل کمپنیاں مختلف قسم کے پیکجز دیتی رہتی ہیں تاکہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں، ان ہی میں سے ایک پیکیج لون (Loan) کا بھی ہے۔ اس کا طریقۂ کار یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کے پاس بیلنس ختم ہو گیا ہے تو کمپنی یہ آفر کرتی ہے کہ آپ لون لے لیں پھر جب آپ موبائل میں بیلنس ڈلوائیں گے تو ہم نے جتنے دیئے ہیں وہ اور اتنے اوپر مزید کاٹ لیں گے

(1) ... فتاویٰ رضویہ، 19/506-507

اور یہ بات کسٹمر کو معلوم ہوتی ہے اور کسٹمر راضی ہو کر لون لیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس میں زیادہ پیسے کاٹنا شرعاً جائز ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں یہ سود ہے کیا یہ بات درست ہے؟

جواب مذکورہ معاملہ ہرگز سود نہیں بلکہ ایک جائز طریقہ ہے کیونکہ یہ اجارہ ہے قرض نہیں کہ یہاں کمپنی سے پیسے وصول نہیں کئے جارہے بلکہ اس کی سروس استعمال کی جارہی ہے۔ عمومی طور پر کمپنی پہلے پیسے لے لیتی ہے اور پھر سروس فراہم کرتی ہے جبکہ پوچھی گئی صورت میں کمپنی پہلے سروس فراہم کررہی ہے اور پھر پیسے وصول کررہی ہے اور یہ دونوں طریقے جائز ہیں یعنی منفعت فراہم کرنے سے پہلے عوض لے لینا بھی درست ہے اور منفعت فراہم کرنے کے بعد عوض لینا یہ بھی درست ہے۔ اگرچہ پہلی صورت میں عوض کم وصول کیا جارہا ہے اور دوسری صورت میں عوض زیادہ لیا جارہا ہے اور کمپنی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ پیشگی سروس عام ریٹ سے ہٹ کر کچھ زیادہ قیمت پر فراہم کرے جیسے نقد و اُدھار کی قیمتوں میں فرق کرنا جائز ہوتا ہے نیز صارف کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ بعد میں ادائیگی کی صورت میں یہ سروس مجھے عام قیمت سے ہٹ کر کچھ زیادہ قیمت پر فراہم کی جائے گی اور وہ اس بات پر راضی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس سہولت کو لون (Loan) کا نام نہ دیا جائے کیونکہ اس سے یہ شبہ لاحق ہوتا ہے کہ کمپنی قرض دے کر اس پر نفع وصول کررہی ہے اور بعض لوگوں نے اسے سود سمجھ بھی لیا حالانکہ اس کو سود سمجھنا غلط ہے کیونکہ کمپنی یہاں پیسے نہیں بلکہ سروس دے رہی ہے۔

تنویر الابصار میں ہے: کسی شے کے نفع کا عوض کے بدلے مالک بنادینا اجارہ ہے۔[1] ہدایہ میں ہے: تین میں سے ایک صورت کے پائے جانے سے مُؤجِر اُجرت کا مستحق ہوگا، پہلے دینے کی شرط کرلے، یا بغیر شرط کے پہلے اجرت وصول کرلے یا مُستاجِر، اجارہ پر لی گئی چیز سے فائدہ اُٹھالے۔[2]

امام کمال الدین ابن ہُمام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نقد کی صورت میں ثمن ایک ہزار ہونا اور اُدھار کی صورت میں دو ہزار ہونا سود کے حکم میں نہیں۔[3]

---

1 ... درمختار، کتاب الاجارہ، 9/6-7

2 ... ہدایہ، کتاب الاجارات، باب الاجر متی یستحق، 1/231

3 ... فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، 6/81

لکی والی کمیٹی

لکی کمیٹی دو طرح کی ہوتی ہے:(1) **پیسے دے کر سامان لینا:** اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ لوگ پیسوں کے ذریعے سے کمیٹی ڈالتے ہیں جس کی کمیٹی کھلتی چلی جاتی ہے وہ موٹر سائیکل(Motorcycle)وغیرہ لے جاتا ہے اور باقی ادائیگیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ایسی کمیٹی ناجائز ہے کہ اس میں جہالت پائی جارہی ہے۔کسی کو موٹر سائیکل ایک ہی کمیٹی پر مل رہی ہے تو کسی کو دو پر اور جس کا نام کمیٹی میں نہیں نکلتا اسے پوری قیمت پر۔لہٰذا ایسی خرید و فروخت جس کے اندر چیز یا قیمت میں جہالت ہو وہ جائز نہیں ہوتی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، مَبیع (بیچی جانے والی چیز) اور قیمت میں جہالت کا ہونا خرید و فروخت کے جائز ہونے میں رکاوٹ ہے۔[1]

(2) **پیسے دے کر پیسے لینا:** مثلاً ایک لاکھ کی کمیٹی ہے سب نے پانچ پانچ ہزار ڈالے،اب جس کی پہلی کمیٹی کھل گئی وہ بقیہ ادائیگیاں نہیں کرے گا۔پہلی کمیٹی والا پانچ ہزار دے کر پچانوے ہزار کا نَفْع لے رہا ہے اور دوسری کمیٹی والا دس ہزار دے کر نوّے ہزار کا نَفْع لے رہا ہے یہ جوا اور قرض پر نَفْع لینا ہے جو کہ ناجائز و حَرام ہے۔

بولی والی کمیٹی

لکی کمیٹی کی طرح بولی والی کمیٹی بھی ناجائز اور گناہ ہے۔اس کی صورت کچھ یوں ہوتی ہے کہ مثلاً بیس ہزار کی کمیٹی ہوگی۔ممبران میں سے کوئی ایک کہتا ہے مجھے اس ماہ پیسوں کی ضَرورت ہے لہٰذا مجھے پندرہ ہزار ہی دے دیا جائے تو اسے پندرہ ہزار دے دیا جاتا ہے اور باقی بچے ہوئے پیسے سب ممبران کے مابین تقسیم ہوتے ہیں۔یہ باقی بچی ہوئی رقم جو آپس میں تقسیم کی جاتی ہے وہ لینا جائز نہیں کیونکہ یہ پیسے بیع فاسِد[2] میں آرہے ہیں اور بیع فاسِد میں جو نَفْع آتا ہے وہ سود ہوتا ہے۔بحر الرائق میں ہے:ہر بیع فاسِد سود ہے۔[3]

---

1 ... فتاویٰ ہندیہ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ وما لا یجوز، 3/122

2 ... اگر رُکنِ بیع (یعنی ایجاب وقبول یا چیز کے لینے دینے میں) یا محلِ بیع (یعنی مبیع) میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسِد ہے مثلاً ثمن (قیمت) خمر (شراب) ہو یا جو چیز بیچی ہے اس کو کسی وجہ سے خریدار کے حوالے نہ کر سکتا ہو یا بیع میں کوئی شرط عقد کے تقاضے کے خلاف ہو۔بہار شریعت، 2/696، حصہ:11 بتصرف

3 ... بحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، 6/112

سبق نمبر 29 جدید خرید و فروخت کے بارے میں فتاویٰ جات

گاہک سوٹ سینے کے لئے دے جائے لیکن واپس نہ آئے تو درزی کیا کرے؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میری درزی کی دکان ہے۔ بعض اوقات ہمیں گاہک سوٹ سلائی کروانے کے لئے دے کر چلے جاتے ہیں پھر واپس لینے نہیں آتے اور اس طرح دو دو، تین تین سال گزر جاتے ہیں۔ ہمارے لئے شریعت کا کیا حکم ہے جبکہ اس میں ہماری محنت بھی ہے اور اخراجات بھی؟

جواب پوچھی گئی صورت میں آپ اجیر مُشترک ہیں اور اجیرِ مُشترک کے پاس جو لوگ کام لے کر آتے ہیں اس کی شرعی حیثیت امانت اور ودیعت کی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ جب تک اس چیز کا مالک نہیں آتا اس کی حفاظت کریں، اسے بیچنے یا صدقہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ نیز اسے اپنی اجرت میں شمار کرنا بھی آپ کے لئے جائز نہیں کیونکہ اُجرت کے مستحق ہونے کے لئے اس چیز کا مالک کو سپرد کرنا ضروری ہے تو جب تک مالک نہ آجائے اور وہ چیز اسے دے نہ دیں کچھ وصول نہیں کرسکتے۔

مشورہ: ہر آنے والے گاہک سے اس کا ایڈرس اور فون نمبر ضرور معلوم کر لیا کریں تاکہ وقتِ ضرورت رابطہ کیا جاسکے۔

درزی کے پاس بچے ہوئے کپڑے کے بارے میں حکم

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میرا بھائی درزیوں کا کام کرتا ہے، گاہک سوٹ کے حساب سے کپڑا دے کر جاتے ہیں، اور وہ اپنی کاریگری سے کاٹ کر اس میں سے کچھ نہ کچھ کپڑا بچا لیتا ہے، اور بعض اوقات ایک ہی گھر کے کئی جوڑے ایک ہی تھان سے ہوتے ہیں، اگر ان کو احتیاط سے کاٹا جائے تو ان سے زیادہ کپڑا بچ جاتا ہے جو بآسانی استعمال میں لایا جاسکتا ہے یعنی اس سے چھوٹے بچوں کا ایک آدھ سوٹ بن جاتا ہے، کیا یہ بچا ہوا کپڑا ہم اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں یا نہیں، برائے کرم شرعی رہنمائی فرمائیں؟

جواب صورتِ مسئولہ میں آپ کا بھائی اجیرِ مُشترک (اجیرِ مُشترک: جس کے لئے کسی وقت خاص میں ایک ہی شخص کا کام کرنا ضروری نہ ہو، اُس وقت میں دوسرے کا بھی کام کر سکتا ہو، جیسے دھوبی، خَیّاط (درزی)) ہے، اور اجیرِ مشترک کے ہاتھ میں لوگوں کی چیز امانت ہوتی ہے، لہٰذا سوٹ سینے کے بعد جو قابلِ اِنتفاع (جس سے فائدہ اٹھایا جاسکے) کپڑا بچ جائے، تو وہ بھی آپ کے بھائی کے

ہاتھ میں امانت ہے، اسکا حکم یہ ہے کہ مالک کو واپس کر دیا جائے، مالک کی اجازت کے بغیر اپنے استعمال میں لانا ناجائز و حرام ہے، ہاں! اگر مالک اسکے استعمال کی اجازت دیدے یا وہ قابلِ انتفاع نہیں بلکہ بالکل معمولی مقدار میں ہے جیسے کترن، تو اسکے استعمال میں حرج نہیں لیکن کَترن سے مراد بہت باریک کترن ہے، یہ نہیں کہ آدھے گز کو کَترن کا نام لے رکھ لیا جائے۔

رَدّی کاغذات کی خرید و فروخت کرنا کیسا؟

سوال اُردو یا اور زَبان میں لکھے ہوئے کاغذ یا اخبارات کی دکانداروں کے ہاتھ خرید و فروخت کرنا اور اس سے مُنافع حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب رَدّی کاغذات یا اخبارات کی وہ مقدار جو عرفاً مال سمجھی جاتی ہو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور اس پر ملنے والا مُنافع بھی جائز ہے۔ البتہ دو باتیں پیشِ نظر رہیں: (1) اگر ان میں آیات و احادیث یا اَسمائے مُعَظَّمہ (یعنی اللہ پاک، انبیائے کرام اور فرشتوں وغیرہ کے نام) یا مسائلِ شرع ہوں تو ان کو دکانداروں کے ہاتھوں بیچنے کی اِجازت نہیں اور (2) اگر ان کاغذات میں یہ مُقَدَّس تحریرات نہ ہوں یا ان کو علیحدہ کر لیا گیا ہو تو اب بیچنے میں حَرَج نہیں چنانچہ امام اَہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے مُعَظَّمہ یا مسائلِ فِقہ ہوں تو (بیچنا) جائز نہیں ورنہ حَرَج نہیں ان اَوْراق کو دیکھ کر اَشیائے مذکورہ ان میں سے علیحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے: کسی چیز کو کسی ایسے کاغذ میں لپیٹنا کہ جس میں علمِ فقہ کے مسائل لکھے ہوں جائز نہیں، اور کلام میں بہتر یہ ہے کہ ایسا نہ کیا جائے البتہ علمِ طب کی کتابوں میں ایسا کرنا جائز ہے اور اگر اس میں اللہ پاک کا مُقَدَّس نام یا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اِسمِ گرامی تحریر ہو تو اسے مٹا دینا جائز ہے تاکہ اس میں کوئی چیز لپیٹی جا سکے اور اللہ پاک سب کچھ بخوبی جانتا ہے۔[1]

انسانی بالوں کی خرید و فروخت جائز نہیں

سوال انسان کے بالوں کی خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

1... فتاویٰ رضویہ، 23/401تا402

جواب: انسان کے بالوں کی خرید و فروخت کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ چنانچہ علّامہ شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: انسان کے بالوں کی بیع اور ان سے نفع حاصل کرنا ناجائز ہے۔[1] اسی طرح بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: انسان کے بالوں کی بیع اور ان سے نفع حاصل کرنا ناجائز ہے۔[2] صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور انہیں کام میں لانا بھی جائز نہیں، مثلاً ان کی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے، حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔[3]

مارکیٹ ریٹ سے مہنگی شے بیچنا

سوال: اگر کوئی شخص بغیر دھوکا دہی کے کسی شخص کو مارکیٹ ریٹ(Market rate) سے تین گنا زیادہ مہنگی چیز بیچ دیتا ہے تو کیا معلوم ہونے پر خریدار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اُس سودے کو کینسل(Cancel) کر دے؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں اگر بیچنے والے نے مارکیٹ ریٹ سے تین گنا زیادہ بیچنے میں کسی قسم کا دھوکا نہیں دیا تو باہمی رضامندی سے منعقد ہونے والے اِس سودے کو اب خریدار کینسل نہیں کر سکتا ہاں اگر دھوکے کی صورت پائی گئی تو پھر خریدار اِس سودے کو کینسل کرا سکتا ہے۔ اِس صورت میں دھوکے کی مثال فُقَہائے کرام یہ بیان فرماتے ہیں مثلاً بیچنے والا خریدار سے کہے میرے اِس سامان کی اِتنی قیمت ہے یا میرا یہ سامان اتنی قیمت کے مُساوی ہے بیچنے والے کی اس بات پر اِعتبار کرتے ہوئے خریدار وہ چیز خرید لے پھر اسے علم ہو کہ بائع (بیچنے والے) کی بات درست نہیں ہے اور اِس چیز کی قیمت کم ہے تو بیچنے والے کے اِس دھوکے کی وجہ سے خریدار وہ چیز واپس کر سکتا ہے جب کہ کسی اور وجہ سے شرعاً واپسی کا حق ختم نہ ہو گیا ہو۔

تبیینُ الحقائق میں ہے: جب بائع نے مشتری (خریدنے والے) سے کہا: میرے سامان کی قیمت اتنی ہے یا کہا: میرا سامان اتنے کے برابر ہے خریدار نے اِس پر بِنا کرتے ہوئے خرید لیا پھر اِس کا خلاف ظاہر ہوا تو بائع کے خریدار کو دھوکا دینے کے سَبَب خریدار کے لئے اِس بیع کو رَدّ کرنے کا اِختیار ہوگا اور اگر ایسا کچھ نہیں کہا تو اب بیع رد کرنے کا حق نہیں

1 ... ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، 7/245

2 ... بحر الرائق، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، 6/133

3 ... بہارِ شریعت، 2/700، حصہ: 11

ہو گا۔ بعض فقہاء نے فرمایا کہ بیع جس طرح بھی ہو رَد نہیں کر سکتے مگر صحیح یہ ہے کہ اگر دھوکا ہوا ہے تو رد کا حکم دیا جائے گا ورنہ رد کا حکم نہیں۔[1]

صَدْرُ الشَّرِیعَہ بَدْرُ الطَّرِیقَہ مفتی محمد امجد علی اَعْظَمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اِرشاد فرماتے ہیں: کوئی چیز غَبْنِ فاحِش کے ساتھ خریدی ہے اُس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پُہنچایا ہے یا نہیں اگر غَبْنِ فاحِش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ غَبْنِ فاحِش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا (گھاٹا) ہے جو مُقَوِّمِیْن (قیمت لگانے والوں) کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دَس روپے میں خریدی کوئی اُس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غَبْنِ فاحش ہے اور اگر اُس کی قیمت کوئی آٹھ (8) بتاتا کوئی نو (9) کوئی دس (10) تو غبنِ یسیر ہوتا ہے۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں کبھی بائع مشتری کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے کبھی دَلّال (سودا کرانے والا) دھوکا دیتا ہے اِن تینوں صورتوں میں جس کو غبنِ فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کر سکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا۔[2]

پرانی ادویات کو نئی قیمت پر فروخت کرنا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں میڈیکل اسٹور (Medical Store) چلاتا ہوں کچھ ادویات ہمارے پاس اسٹاک (Stock) رکھی ہوتی ہیں بسا اوقات ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم ان ادویات کو نئی قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں یا ہمیں اِن ادویات کو پرانی قیمت پر ہی فروخت کرنا ہو گا؟

جواب جب دکاندار نے کوئی مال خرید لیا تو دکاندار اس مال کا مالک بن گیا اب وہ اس مال کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق فروخت کر سکتا ہے، اصولی طور پر تو وہ مالک ہے، جتنے کا چاہے فروخت کرے، البتہ فقہائے کرام نے حکام کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اشیاء کی قیمتیں مقرر کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر حکومت کی طرف سے کسی چیز کے ریٹ مقرر کر دیئے جاتے ہیں اور مہنگا بیچنے پر قانونی معاملات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ ہمیں قانون کے مطابق اپنی اشیا کو فروخت کرنا ہو گا کہ وہ جائز بات جس سے قانون روکتا ہو اس سے باز رہنا شرعاً بھی واجب ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر پرانے اسٹاک کے بارے میں

1 ... تبیینُ الحقائق، 4/436، ماہنامہ فیضانِ مدینہ نومبر 2017، ص31

2 ... بہار شریعت، 2/691، حصہ:11

قانون خاموش ہو یا نئی قیمت سے بیچنے پر پابندی نہ ہو تو آپ پرانے اسٹاک کو نئی قیمت سے فروخت کر سکتے ہیں اگر قانونی پابندی ہو تو پھر قانون پر عمل کرنا لازم ہے۔

گاہک کو کسی اور کے پاس بھیجنے پر کمیشن لینا

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میرا کام ویب ڈیزائننگ (Designing) کا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم سے کوئی ویب سائٹ بنوانے کے لئے میل یا فون پر رابطہ کرتا ہے لیکن وقت نہ ہونے کی وجہ سے ہم اُسے کسی اور کے پاس بھیج دیتے ہیں اور جس کے پاس ہم نے یہ گاہک ریفر (Refer) کیا اس سے کچھ نفع طے کر لیتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں ہمارا اس ویب سائٹ بنانے والے سے نفع لینا درست ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں فقط آپ کا اس کسٹمر کو دوسرے ویب ڈیزائنر (Web Designer) کے پاس ریفر کرنے پر معاوضہ یا کمیشن لینا درست نہیں کیونکہ دوسرے کے پاس بھیجنا کوئی ایسا کام نہیں جس پر معاوضہ لیا جائے، البتہ اگر آپ عرف کے مطابق کچھ محنت کریں، بھاگ دوڑ کریں اپنا وقت صرف کریں تو پھر آپ کیلئے کمیشن لینا درست ہو جائے گا۔ محض زبانی جمع خرچ کو فقہاء نے اس مسئلہ میں قابلِ معاوضہ کام میں شمار نہیں کیا۔

ایک مرتبہ دو پارٹیاں ملوانے پر بار بار کمیشن وصول کرنا

سوال بروکر ایک پارٹی کو دوسری پارٹی سے ملوا دیتا ہے اور ان کے درمیان سودا مکمل ہو جاتا ہے اور بروکر اپنی بروکری لے لیتا ہے، لیکن بعد میں بھی جب کبھی یہ دونوں پارٹیاں آپس میں کوئی سودا کرتی ہیں تو کیا بروکر کو دوبارہ کمیشن دینا ہو گا؟ کیا اس دوسرے سودے پر کمیشن لینا بروکر کا حق ہے؟

جواب صورت مسئولہ کے مطابق کام کروانے کے بعد جب بروکر اپنا طے شدہ کمیشن لے چکا تو آئندہ کے لئے دونوں پارٹیاں آزاد ہیں، چاہے خود کام کریں، چاہے کسی معتبر ضرورت کی بنیاد پر بروکر کے ذریعے کام کروائیں۔ اگر آئندہ بروکر ان دونوں پارٹیوں کیلئے کام نہیں کرتا تو وہ آئندہ کسی ایسے سودے پر معاوضہ کا مستحق نہیں ہو گا جو فریقین نے از خود کیا ہو۔ بروکر کا ایک مرتبہ فریقین کو ملوا کر ان کا سودا کروا کر یہ سمجھنا کہ میں نے دونوں پارٹیوں کو ملوایا ہے، لہٰذا اب تاحیات یا لمبے عرصہ تک مجھے گھر بیٹھے ہر مرتبہ ان کے از خود ہونے والے سودے کے بدلے کمیشن ملنا چاہیے۔ یہ بلاشبہ غیر شرعی معاملہ اور

غلط سوچ ہے، نہ تو ایسی صورت میں بروکری کا تقاضا کرنا درست ہے اور نہ ہی اس صورت میں بروکری لینا بروکر کا حق ہے۔ بہت ساری مارکیٹوں میں یہ ناجائز طریقہ رائج ہے کہ ایک بار سودا کروانے کے بعد جب بھی وہ دونوں پارٹیاں باہم رضامندی سے کوئی سودا کریں تو بروکر اپنا کمیشن مانگتا ہے یہ جائز نہیں۔

دو پارٹیوں کا درمیان سے بروکر کو ہٹا دینا

سوال جائیداد کے لین دین میں جب بروکر دو پارٹیوں کو ملواتا ہے تو پارٹیاں بظاہر بروکر پر یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ اس سودے یا ریٹ وغیرہ سے متفق نہیں، لیکن بعد میں بروکر کو ہٹا کر خود سودا کر لیتی ہیں۔ کیا ایسی صورت میں بروکر اپنی بروکری کا مطالبہ کر سکتا ہے؟

جواب صورت مسئولہ میں پارٹیوں کا بروکر کو درمیان سے ہٹانے کی دو صورتیں بن سکتی ہیں: ایک یہ کہ واقعتاً فی الحال ان کو یہ سودا یا ریٹ سمجھ نہ آئے ہوں اس لئے انکار کیا ہو تو ایسی صورت میں اخلاقاً یہی زیادہ بہتر ہے کہ دوبارہ اگر ذہن بنے، تب بھی بروکر کی خدمات کے ذریعے کام کیا جائے کہ اس نے جو محنت کی تھی وہ ضائع نہ ہو اور اسے اس کا صلہ ملے اور یہاں بروکر کے کام کرنے کا مقصد اور گنجائش موجود ہے مثلاً کاغذات کا ٹرانسفر پیسوں کے لین دین کے معاملات اور کئی چیزیں ایسی ہیں جو بروکر کے ذریعے سے کروائی جا سکتی ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر فریقین یا کوئی ایک فریق جان بوجھ کر وقتی طور پر بروکر کو ہٹانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے کہ مجھے یہ سودا، جائیداد یا ریٹ پسند نہیں حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں، تو اس میں دو گناہ تو ضرور پائے جا رہے ہیں۔ اوّل مسلمان کو ضرر پہنچانے کا کیونکہ بروکر نے جو محنت کی، اسے اس کی محنت کے باوجود کمیشن سے محروم کرنا ناحق ضرر ہے۔ دوسرا گناہ جھوٹ بولنے کا ہے کہ بروکر کو نکالنے کے لئے جو بھی خلاف واقع بات کہی جائے گی، وہ جھوٹ پر مشتمل ہو گی اور جھوٹ بولنا جائز نہیں۔

دو طرفہ بروکری لینا کیسا؟

سوال بروکر کا خریدار اور فروخت کنندہ دونوں سے بروکری لینا کیسا ہے؟

جواب پوچھی گئی صورت میں اگر کسی جگہ دو طرفہ بروکری لینے کا عُرف ہو تو بروکر کا دو طرفہ بروکری لینا جائز ہے۔ البتہ بروکر کے لیے یہ ضروری ہے کہ بروکر دونوں طرف سے بھاگ دوڑ کرے اور کوشش و سعی کرے۔ دو طرفہ بروکری لینا

اسی وقت جائز ہے جب سودا طے کرواتے وقت کسی ایک کی نمائندگی نہ کرے اگر کسی ایک کی نمائندگی کرے گا تو پھر سامنے والی پارٹی سے بروکری نہیں لے سکتا بلکہ صرف اسی سے بروکری لینے کا حقدار ہو گا جس کی اس نے نمائندگی کی ہے۔اس کو یوں سمجھئے کہ ایک بروکر نے دونوں پارٹیوں کو ملوانے کے لئے اپنی ذمہ داری پوری طرح ادا کی اور دونوں سے طے کیا کہ آپ دونوں مجھے اتنا کمیشن دیں گے لیکن ہوا یہ کہ جب دونوں اصل فریقین کے بیٹھ کر سودا سائن کرنے یا زبانی طور پر سودا پکا کرنے اور ایجاب و قبول کا موقع آیا تو ایک فریق نے بروکر سے کہہ دیا کہ میں نہیں آسکوں گا میری طرف سے تم دوسری پارٹی سے یہ ڈیل فائنل کر لو تو ایسی صورت میں چونکہ ایک فریق خود یا بروکر کے علاوہ اس کا کوئی اور نمائندہ موجود نہیں تھا بلکہ بروکر یا کمیشن ایجنٹ کو ایک فریق کی نمائندگی کرنا پڑی تو ایسی صورت میں بروکر دو طرف سے کمیشن نہیں لے سکتا صرف اس فریق سے کمیشن وصول کرنے کا حق دار ہے جس کا نمائندہ بن کر اس نے سودا فائنل کیا۔
اس کے بَر خلاف زیرِ بحث صورت میں اگر اصل فریق بروکر کے علاوہ کسی اور کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتا یا خود آکر ڈیل فائنل کرتا تو بروکر شرعی اعتبار سے دو طرفہ بروکری یا کمیشن کا حق دار ٹھہرتا۔[1]

بروکر کا ٹاپ مارنا کیسا؟

سوال بروکر بسا اوقات اس طرح کرتے ہیں کہ پراپرٹی کے مالک کو کم پیسے بتاتے ہیں اور خریدنے والے کو زیادہ پیسوں میں فروخت کرتے ہیں اور درمیان کے پیسے خود رکھ لیتے ہیں مثال کے طور پر ایک پراپرٹی پچاس لاکھ کی فروخت کرنے کے بعد پراپرٹی کے مالک کو کہا کہ یہ پینتالیس لاکھ کی فروخت کی ہے بروکر کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ اسے بروکرز کی اِصْطِلاح میں ٹاپ مارنا کہا جاتا ہے۔

جواب پوچھی گئی صورت میں بروکر کا اس طرح کرنا دھوکا اور حرام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بروکر ایک نمائندے کی حیثیت رکھتا ہے نہ ہی اس کا مال ہے اور نہ ہی رقم۔ لٰہذا بروکر پر یہ بات لازم ہے کہ پراپرٹی جتنے کی بھی فروخت ہوئی ہے اس کی کل رقم مالک کے حوالے کرے۔

---

1 ...ماخوذ از تنقیح الفتاوی الحامدیہ، 1/ 259

بروکر کا پارٹی کو مارکیٹ ویلیو سے زائد قیمت بتانا

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں اپنی ایک پراپرٹی بیچ رہا ہوں جس کی مارکیٹ ویلیو تیس لاکھ روپے ہے لیکن بروکر پارٹی سے بتیس لاکھ مانگ رہا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب اگر بروکر پراپرٹی کے مالک کی اجازت سے کسی پارٹی سے زیادہ پیسے مانگتا ہے تو اسے اس طرح کرنا جائز ہے اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں کیونکہ عام طور پر جتنے کی چیز بیچنی ہو اس سے زیادہ پیسے بتا کر بارگیننگ کی جاتی ہے تاکہ سامنے والا پیسے کم بھی کروائے تو مطلوبہ ہدف کے مطابق چیز بک جائے۔ البتہ اگر بروکر پراپرٹی کے مالک سے جھوٹ بولے مثال کے طور پر پراپرٹی بتیس لاکھ کی فروخت کرے اور مالک سے کہے کہ تیس لاکھ کی بیچی ہے تو یہ ناجائز ہے کیونکہ اس میں مالک کو دھوکا دینا اور جھوٹ بولنا لازم آرہا ہے اور یہ رقم بھی اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

بروکر کا پارٹی سے چیز خرید کر آگے بیچنا کیسا؟

سوال کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بروکر کے پاس کوئی ایسی پارٹی آتی ہے جسے اپنی پراپرٹی کی صحیح قیمت معلوم نہیں ہوتی تو بروکر اس پارٹی سے وہ پراپرٹی سستے دام خرید کر کچھ عرصے بعد مہنگے داموں مارکیٹ میں فروخت کردیتا ہے کیا بروکر کا اس طرح کرنا درست ہے؟

جواب پوچھی گئی صورت میں بروکر کا پارٹی سے سستے داموں پراپرٹی خرید کر خود مالک بن کر اپنی اس چیز کو مہنگے داموں فروخت کرنا جائز ہے البتہ یہ بات ضروری ہے کہ بروکر پارٹی سے کسی قسم کی غلط بیانی یا جھوٹ سے کام نہ لے مثلاً پارٹی نے بروکر سے پوچھا کہ آج کل میری پراپرٹی جیسی پراپرٹی کی کیا ویلیو چل رہی ہے تو بروکر جان بوجھ کر وہ ویلیو بتائے جو مارکیٹ ریٹ سے کم ہو یا پھر اس پراپرٹی کے متعلق کہے کہ آج کل خریدار نہیں آرہے وغیرہ، اور یہ بات حقیقت کے خلاف ہو تو اس طرح بروکر کا پارٹی سے جھوٹ بولنا اسے دھوکا دینا غیر شرعی عمل ہے جو کہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ البتہ اگر جھوٹ بولے اور دھوکا دیئے بغیر بروکر کوئی پراپرٹی سستے داموں خرید لے اور قبضہ کرنے کے بعد مہنگے داموں فروخت کرے تو یہ جائز ہے۔

چھٹیوں کی تنخواہ لینے کا حکم؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں ایک ملازم ہوں اگر میں دس دن نوکری پر نہیں جاتا تو میرے لئے ان دس دنوں کی تنخواہ لینا

حلال ہے یا حرام؟

جواب پوچھی گئی صورت میں اگر چھٹی کر کے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں حاضر تھا اور ان دنوں کی حاضری لگا دی گئی تو ان دنوں کی تنخواہ لینا حلال نہیں اور اگر یہ ظاہر کیا کہ میں غیر حاضر تھا تو اس صورت میں کمپنی اور ملازم کے درمیان ہونے والا معاہدہ دیکھا جائے گا کہ وہ کیا تھا؟ اپنے ملازمین کے ساتھ معاہدہ کرنے کے کمپنیوں میں مختلف طریقے ہیں اور چھٹیوں کی بھی مختلف صورتیں ہیں، کمپنیاں ماہانہ چند چھٹیوں کی گنجائش رکھتی ہیں کچھ سالانہ چھٹیوں کی گنجائش رکھتی ہیں کچھ کمپنیوں کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ اتنی اتنی چھٹیوں میں تنخواہ کے ساتھ چھٹیاں ہوں گی اور اس سے زیادہ میں بغیر تنخواہ کے۔ الغرض کمپنی اور ملازم کے درمیان ہونے والا معاہدہ ہی ان مسائل کی اصل بنیاد ہے۔

کافروں کے استعمال شُدہ کپڑے بیچنا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میرا پرانے کپڑوں کا ٹھیلہ ہے اور اس میں کافروں کے بھی استعمال شدہ کپڑے ہوتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ پاک کے ساتھ ساتھ ناپاک کپڑے بھی ہوتے ہوں تو کیا اس طرح کپڑوں کو بیچنا جائز ہے؟ اگر بالفرض کسی کپڑے کا ناپاک ہونا مجھے معلوم بھی ہو تو اس کو بیچنا کیسا ہے؟

جواب کپڑے پاک ہوں یا ناپاک دونوں صورتوں میں ان کا بیچنا جائز ہے البتہ جب تک کپڑوں کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو ان کو پاک ہی سمجھا جائے گا۔ رہی بات کہ کسی کپڑے کے بارے میں آپ کو یقین کے ساتھ ناپاک ہونے کا علم ہے تب بھی اس کی خرید و فروخت تو جائز ہو گی لیکن خریدار کو ضرور بتایا جائے تاکہ وہ اسے پاک کیے بغیر استعمال نہ کرے۔

جعلی پروڈکٹ بیچنا کیسا؟

سوال ایک کمپنی نے کوئی پروڈکٹ بنا کر مارکیٹ میں فروخت کرنا شروع کی، اب کوئی دوسرا شخص اسی نام سے اس پروڈکٹ کی نقل بناتا ہے اور اصل کمپنی کا نام استعمال کر کے یہ نقلی پروڈکٹ مارکیٹ میں سستے داموں بیچ رہا ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟ نیز اس پروڈکٹ کو سپلائی کرنا اور دوکاندار کا اسے گاہک کو بیچنا کیسا ہے؟

جواب کسی کمپنی کا نام استعمال کر کے جعلی پروڈکٹ بنانا اور خریدنے والے کو بتائے بغیر بیچ دینا حرام ہے کہ یہ دھوکہ ہے اور دھوکہ دے کر مال فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے۔ مسلمان کی تجارت جھوٹ، وعدہ خلافی اور دھوکہ دہی جیسے تمام

خلافِ شرع امور سے پاک ہونا چاہیے۔ بکثرت احادیث ان کاموں کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں۔

فلموں اور گانوں کی سی ڈیز بیچنا کیسا؟

سوال جو لوگ سی ڈی اور ڈی وی ڈی سینٹر چلاتے ہیں جہاں فلموں اور گانوں پر مبنی مٹیریل بیچا جاتا ہے تو کیا یہ کاروبار ناجائز اور حرام ہے؟

جواب ایسا کاروبار کرنا، ناجائز و حرام اور ایسا کاروبار کرنے والا نارِ جہنم کا مستحق ہے اس کام میں گناہ پر مُعاونت ہے، اللہ ربُّ العزّت نے قرآنِ پاک میں گناہ پر مُعاونت سے ہمیں باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔[1] ان لوگوں پر لازم ہے کہ اس حرام کام کو چھوڑ کر حلال ذریعۂ روزگار اپنائیں۔

ٹی وی بیچنا کیسا ہے؟

سوال گھر میں دو ٹی وی ہیں، اگر ان میں سے ایک بیچیں اور خریدنے والا اس کا غلط استعمال کرے تو کیا گناہ ہمیں ملے گا؟

جواب صورتِ مسئولہ میں آپ گنہگار نہیں ہوں گے، کیونکہ ٹی وی بذاتِ خود بُرا نہیں، اس کا استعمال اچھا بھی ہے اور بُرا بھی، خریدنے والا اس کا جیسا استعمال کرے، اس کا وبال آپ پر نہیں، اس کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰىۚ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گی۔[2]

اسمگلنگ کے بارے میں شرعی حکم

سوال اسمگلنگ کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ یعنی دوسرے ملک سے چاندی سونا یا گھڑی اور کپڑا وغیرہ لا کر بیچنا شرع کے نزدیک کیسا ہے جب کہ ملکی قانون کے اعتبار سے جرم ہے؟ مطلب اس صورت میں جرم ہے جب چُھپا کر لایا جائے اور جو ٹیکس بنتا ہے وہ نہ دیا جائے ایسا دو طرح سے ہوتا ہے ایک تو رسمی راستوں کے بجائے کشتیوں یا خفیہ راستوں کے ذریعے کیا جاتا ہے دوسرا یہ کہ سی پورٹ یا ائیر پورٹ کے ذریعے ہی سامان آتا ہے لیکن اندر کے لوگوں سے کھا نچے

---

1 ... پ6، المائدۃ:2

2 ... پ8، الانعام:164

ہوتے ہیں جس کی بنا پر رشوت وغیرہ دے کر ٹیکس بچا لیا جاتا ہے؟ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب: جن چیزوں کی خرید و فروخت حلال ہے صرف اسمگلنگ کی وجہ سے وہ چیزیں حرام نہیں ہو جائیں گی البتہ ایسا طریقہ اختیار کرنا، ناجائز کہلائے گا۔ ناجائز ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنا غیر قانونی ہے، پکڑے جانے پر قید و بند اور رسوائی لازمی چیز ہے پھر اس کام کو جاری رکھنے کے لئے رشوتیں دینا پڑتی ہیں جو خود الگ سے حرام کام ہے۔

نیا موبائل ڈبہ کھل جانے کے بعد کم قیمت میں بیچنا کیسا؟

سوال: (سائل کا سوال ہے کہ) ہم ڈبہ پیک نیا موبائل لے کر رقم کی ادائیگی بھی کر دیتے ہیں مگر ڈبہ کھولنے کے بعد موبائل پسند نہیں آتا تو دوکاندار سے واپس کرنے کا کہتے ہیں تو وہ ہزار، دو ہزار بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ رقم کم کر کے واپس کرتا ہے جس سے خریدار کو نقصان ہوتا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ کیا یہ صورت سود میں داخل ہے؟

جواب: نیا موبائل جب کھول کر چیک کرنے کے لیے اسٹارٹ کر لیا تو اس کی قیمت گر جاتی ہے ایسے موقع پر ہمارا عُرف یہ ہے کہ اس طرح کا دوسرا موبائل دیکھ کر پہلے اطمینان حاصل کیا جاتا ہے پھر ڈبہ پیک موبائل خریدا جاتا ہے اور اگر اس میں کوئی عیب نہ ہو تو واپس نہیں کیا جاتا اگر کوئی واپس کرنا چاہے تو نئی خریداری ہوتی ہے یعنی وہ بعد میں آکر دکاندار کو فروخت کرتا ہے اور ایسی فروخت بہت ساری چیزوں میں ہوتی ہے لوگ گاڑیاں لیتے ہیں، مہینا پندرہ دن استعمال کرنے کے بعد اسی شخص کو جس سے خریدی تھی کم قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں تو دوسری ڈیل ایک نئی خریداری ہوتی ہے جس میں خرید و فروخت کی شرائط و تفصیل پائی جاتی ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

بیعانہ ضبط کرنا کیسا؟

سوال: عام طور پر رائج ہے کہ جب ایک شخص کسی سے کوئی مال خریدتا ہے تو وہ بیچنے والے کو کچھ رقم بیعانہ دیتا ہے پھر کسی وجہ سے وہ دونوں آپس میں بیع ختم کر دیتے ہیں تو بیچنے والا بیعانہ کی رقم ضبط کر لیتا ہے خریدار کو واپس نہیں کرتا اس کا ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب: سودا ختم ہو جانے پر بیعانہ ضبط کرنا، ناجائز و گناہ اور ظلم ہے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں: ”بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے ظلمِ صریح ہے۔“[1]

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 17/4

میرج بیورو کی آمدنی کا شرعی حکم

سوال جو لوگ شادیاں کرواتے ہیں یعنی میرج بیورو چلاتے ہیں وہ اس کام کے پیسے لیتے ہیں۔ کیا ان کا پیسہ لینا جائز ہے؟

جواب نکاح کروانے اور رشتے کروانے کی اجرت لی جاسکتی ہے یعنی یہ کام جائز ہے جبکہ اس معاملے میں لین دین اور اجرت کے تمام شرعی تقاضے بھی پورے کیے جائیں۔ عام طور پر رشتہ کروانے والے رئیل اسٹیٹ کی طرح دو پارٹیوں کو ملانے کا ہی کام کرتے ہیں۔ یہاں یہ ضروری ہے کہ رشتہ کروانے والے کو کام پہلے سپرد کیا ہو اور اس نے دوڑ دھوپ اور عملی محنت بھی کی ہو۔

چیز بیچنے پر اجارہ کرنا کیسا؟

سوال ایک شخص کو قسطوں کی دکان پر نوکری مل رہی ہے، تنخواہ کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ مارکیٹنگ کرکے مہینہ میں 4 لاکھ کی سیل کروائے گا تو اس کو 25000 روپے تنخواہ ملے گی اور اگر اس سے کم ہوئی تو ایک لاکھ سیل پر 1 ہزار تنخواہ ہوگی، اور سیل کے کم زیادہ ہونے کی صورت میں اسی تناسب سے تنخواہ ملے گی۔ کیا یہ نوکری جائز ہے یا نہیں؟
نوٹ: وقت کا اجارہ نہیں ہوگا، کام پر ہوگا، وقت کی کوئی پابندی نہیں ہوگی نیز قسط لیٹ ہونے پر مالی جرمانہ کی شرط بھی ہوتی ہے۔

جواب سوال میں مذکورہ طریقہ کے مطابق نوکری کرنا جائز نہیں کہ اولاً تو یہاں چیز بیچنے پر اجارہ کیا گیا ہے یعنی اگر ملازم ایک لاکھ کی اشیاء فروخت کرے گا تو اسے ایک ہزار روپے ملیں گے اور اگر چار لاکھ کی فروخت کرے گا تو اسے پچیس ہزار روپے ملیں گے (اسی طرح کم زیادہ بیچنے کی صورتیں ہیں) اور چیز بیچنے پر اجارہ کرنا جائز نہیں کہ یہ ایسا کام ہے جو اجیر کی قدرت میں نہیں ہے۔ اور ثانیاً قسط میں تاخیر کی وجہ سے جو مالی جرمانہ کی شرط لگائی گئی ہے یہ بھی جائز نہیں کیونکہ مالی جرمانہ منسوخ ہو چکا ہے اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے۔

درمختار اور تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے: اگر کسی کو ایک معین اجرت کے بدلے میں شے بیچنے یا خریدنے پر اجیر رکھا تو یہ اجارہ جائز نہیں ہے کیونکہ اس کو ایسے کام پر اجیر رکھا گیا ہے جس کو کرنے پر وہ قادر نہیں، اس لئے کہ خریدنا اور بیچنا کسی دوسرے کی کوشش کے بغیر تام نہیں ہوتا اور دوسرا شخص بائع اور مشتری ہے لہٰذا اجیر اس منفعت کو سپرد کرنے پر قادر نہیں۔[1] ردالمحتار میں بحر الرائق کے حوالے سے ہے: شرح الآثار میں ہے کہ تعزیر بالمال ابتدائے اسلام میں تھی

---

1 ... تبیین الحقائق، 6/ 79

پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا۔[1] تبیین الحقائق میں ہے: منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے۔[2]

چندے کی بچ جانے والی رقم سے پرائز بانڈ خریدنا کیسا؟

سوال بعض اوقات مخصوص مد میں چندہ جمع کرتے ہیں جس میں سے کچھ چندہ بچ جاتا ہے کیا ان پیسوں سے ہم پرائز بانڈ خرید سکتے ہیں؟

جواب جس مد کے لئے چندہ لیا گیا وہ کام اگر پورا ہو جائے اور چندہ بچ جائے یا وہ کام نہ ہو سکے تو دوبارہ چندہ دینے والوں کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور یہ پیسے ان کو واپس دیئے جائیں گے کیونکہ چندہ، چندہ دینے والوں کی مِلک پر ہی باقی رہتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چندہ لیتے وقت ہی صراحت کر دیں کہ اگر چندے سے پیسے بچ گئے تو اگلی مرتبہ اسی طرح کے کام میں خرچ کر دیں گے، اور پھر بچ گیا تو اگلی مرتبہ اسی طرح کے کام میں خرچ کر دیا جائے۔ واضح رہے کہ چندے کی رقم امانت ہوتی ہے اسے معروف انداز میں ہی خرچ کیا جا سکتا ہے، اس رقم سے پرائز بانڈ نہیں خرید سکتے کیونکہ اس کا عرف نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: چندہ جس کام کے لئے کیا گیا ہو جب اس کے بعد بچے تو وہ انہیں کی مِلک ہے جنہوں نے چندہ دیا ہے، ان کو حصۂ رسد واپس دیا جائے یا جس کام میں وہ کہیں صرف کیا جائے۔[3]

جو چیز دکاندار کے پاس نہیں ہے اس کی خرید و فروخت

سوال کوئی شخص پرندے کی ڈیمانڈ کرتا ہے لیکن وہ پرندہ دکاندار کے پاس نہیں ہے تو دکاندار کہتا ہے کہ اگر آپ کہو تو پچاس ہزار روپے میں منگوا کر دیتا ہوں۔ یہ ارشاد فرمائیں کہ اس طرح خریداری کرنا کیسا؟

جواب جو چیز ملکیت میں نہ ہو اسے بیچنا جائز نہیں۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں جب تک دکاندار پرندہ خرید نہ لے اس وقت تک آگے اس کا سودا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر سودا نہ کیا جائے بلکہ محض وعدہ کر لیا جائے تو جائز ہے کہ میں آپ کو لا دوں گا اور دونوں سمجھتے ہوں کہ یہ وعدہ ہو رہا ہے ڈیل (Deal) نہیں ہو رہی، نیز اس وعدے کے نتائج سے بھی دونوں

---

1 ... ردالمحتار، کتاب الحدود، مطلب فی التعزیر باخذ المال، 6/ 98

2 ... تبیین الحقائق، 5/ 110

3 ... فتاویٰ رضویہ، 16/ 247

واقف ہوں کہ وعدہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خریداری کی طرح لازم ہو گیا ورنہ وعدے اور خریداری میں فرق نہیں رہے گا بلکہ وعدے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بناء پر اس کا ارادہ بدل جائے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ چیز نہ لے۔ وعدہ کرنے کے بعد دکاندار پہلے وہ مال خود خرید کر لے آئے پھر گاہک کو بیچے۔ ایک صورت یہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ دکاندار بطورِ بروکر اپنا معاوضہ لے مثلاً گاہک سے یوں طے کر لے کہ پرندہ جتنے کا بھی آئے گا مجھے اس پر مثلاً دو سو روپے کمیشن کے طور پر دے دینا تو اس صورت میں پرندہ دکاندار کی ملکیت میں آنا بھی ضروری نہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ دکاندار نے جس قیمت میں خریدا ہے وہی آگے بتانا ہوگی کیونکہ کمیشن والی صورت میں دکاندار اصل خریدار کا وکیل اور نمائندہ بن کر خرید رہا ہے۔ یونہی یہ مسئلہ بھی پیشِ نظر رہے کہ بروکری یا کمیشن میں فریقین رقم کے تعین کرنے میں آزاد نہیں ہوتے بلکہ عُرف کے مطابق اس قسم کے کام کی جو بروکری بنتی ہے صرف وہی مقرر کر سکتے ہیں۔

پرانا اسٹاک نئے ریٹ پر بیچنا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میرا اسکول یونیفارم کا کارخانہ ہے میرے پاس اسٹاک پڑا رہتا ہے کپڑے کا ریٹ بڑھا ہے تو کیا میں یونیفارم نئے ریٹ پر بیچ سکتا ہوں؟

جواب جو مال آپ کے پاس رکھا ہوا ہے وہ آپ کا اپنا مال ہے اپنے مال کو کوئی شخص سستا بیچے یا مہنگا بیچے اس کا اسے اختیار ہے لیکن اتنی قیمت پر بیچیں کہ لوگوں کے لئے قابلِ برداشت ہو، بہت زیادہ مہنگا بیچنا اخلاقیات کے خلاف ہے۔ آپ اگر اپنا پرانا اسٹاک نئے مارکیٹ ریٹ پر بیچتے ہیں تو اس میں حرج نہیں۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: "اپنے مال کا ہر شخص کو اختیار ہے چاہے کوڑی کی چیز ہزار روپیہ کو دے، مُشتری کو غرض ہو لے، نہ ہو نہ لے۔"[1]

حکومت کی طرف سے مقرر کئے گئے ریٹ کی پابندی

سوال اپنی چیز ہو تو جتنے پیسے مناسب سمجھیں اس میں بیچ سکتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب زیادہ پیسوں میں بیچتے ہیں تو حکومتی ادارے جرمانہ لگا دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب ہم نے ایک شرعی حکم بیان کیا ہے۔ جہاں تک حکومت کی طرف سے ریٹ فکس کرنے کی بات ہے تو حکومت

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 17 / 98

ہر چیز کا ریٹ فکس نہیں کرتی، مثال کے طور پر کپڑوں کا ریٹ فکس نہیں ہوتا، عام طور پر کھانے پینے کی اشیاء کا ریٹ مقرر ہوتا ہے، پیٹرول کا ریٹ مقرر ہوتا ہے، دواؤں کا ریٹ مقرر ہوتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر پکڑ دھکڑ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اکثر چیزوں میں مارکیٹ میں آزادی ہوتی ہے ہر چیز کی قیمت حکومت مقرر نہیں کرتی۔ جن چیزوں میں حکومت پکڑ دھکڑ کرتی ہے وہاں تو ہم پابند ہیں کیونکہ اپنے آپ کو ذلت پر پیش نہیں کر سکتے لہٰذا قانون کی خلاف ورزی کی اجازت نہیں بلکہ وہاں پر قانون کی پاسداری کرنا لازم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”کسی جرمِ قانونی کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے۔“(1)

کمیشن ایجنٹ کا زائد قیمت پر چیز بیچنا

سوال کمیشن ایجنٹ کمپنی ریٹ سے زیادہ قیمت پر چیز بیچ کر اضافی رقم خود رکھ سکتا ہے؟

جواب شرعی قوانین کی رو سے بروکر ایک نمائندہ ہوتا ہے خود پارٹی نہیں ہوتا بلکہ دو پارٹیوں کو ملوا رہا ہوتا ہے۔ سودا اگر زیادہ پیسوں میں ہوتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ مال بیچنے والے کو اسی قیمت سے آگاہ کرے جس قیمت میں مال بِکا ہے اور پوری قیمت بیچنے والے کے حوالے کرے اصل قیمت میں سے خود رکھنا اور مالکان کو آگاہ نہ کرنا یہ حرام فعل ہے نہ ہی یہ اضافی رقم اس کیلئے حلال ہوگی۔ یہ صرف اپنی مقررہ کمیشن کا حق دار ہے۔

مقدس تحریر والے کاغذات ردّی میں بیچنا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) ہم کاپیاں، ردّی، کاغذ وغیرہ ایک کمپنی سے سترہ (17) روپے کے حساب سے خریدتے ہیں اور پھر اُنیس (19) روپے کے حساب سے آگے بیچ دیتے ہیں۔ اگر ہم اس کے پاس پچاس ہزار (50000) روپے رکھوا دیں تو ہمیں بارہ، تیرہ (12,13) روپے کے حساب سے ردّی مل جائے گی، یوں ہمیں اچھا خاصہ فائدہ ہو جائے گا۔ کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

جواب سب سے پہلے تو سوال یہ ہے کہ آپ کون سی ردّی خرید رہے ہیں؟ اسلامیات کی کاپیاں جن میں آیات لکھی ہوں گی احادیث لکھی ہوں گی اسی طرح اردو کی کتابوں میں بھی دینی مضامین ہوتے ہیں اور بہت سارا ایسا مواد ہوتا ہے جو

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 29/93

دینیات پر مشتمل ہوتا ہے ایسی چیزوں کو رڈی میں بیچنے اور خریدنے کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟ کئی اخبارات میں بھی آیات، ان کا ترجمہ، احادیث اور دیگر مقدس کلمات لکھے ہوتے ہیں اور کتنی بڑی بے حسی ہے کہ مسلمان ان مقدس لکھائی والے کاغذات کو ایسی جگہ استعمال کر رہے ہوتے ہیں جہاں ان کا ادب و احترام بالکل نہیں پایا جاتا حالانکہ خود حروف بھی قابلِ تعظیم ہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: "ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نفسِ حروف قابلِ ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا وصلی پر، خواہ ان میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہما تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائقِ اہانت و تذلیل ہے۔ حروفِ تہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہُود علیہ الصّلٰوۃ والسّلام پر نازل ہوئے۔"[1]

پوچھی گئی صورت میں بھی جب معلوم ہے کہ یہ رڈی پکوڑے بیچنے والوں اور پرچون والوں کو بیچی جائے گی جس کی پڑیا بنا کر وہ اس میں سامان بیچیں گے تو یہاں اس تحریر کا احترام تو نہیں پایا جائے گا حالانکہ حروفِ تہجی (Alphabets) کا بھی احترام کرنے کا حکم ہے پھر اگر وہ لکھائی دینیات پر مشتمل ہے تو اور زیادہ احترام کرنا ہوگا۔ لہٰذا اولاً تو آپ اپنے کاروبار (Business) پر غور کریں کہ اس میں کیا ہوتا ہے اور جو بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کریں۔ بالفرض رڈی نہ ہو بلکہ کوئی اور چیز ہو تب بھی یہ جائز نہیں کہ خریدنے والا ایک بڑی رقم بیچنے والے کے پاس رکھوا دے اور اس کی وجہ سے اس کو مال سستا دے دیا جائے کیونکہ جو رقم رکھوائی ہے وہ قرض ہے اور قرض کی وجہ سے سستا دینا سُود ہے، لہٰذا یہ طریقہ جائز نہیں۔

اُجرت ایڈوانس میں لینا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں رکشہ چلاتا ہوں اسکول کے بچے لگائے ہوئے ہیں ان سے ہم فیس ایڈوانس میں پہلے لیتے ہیں وہ لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب پوچھی گئی صورت میں آپ کا ایڈوانس فیس وصول کرنا، جائز ہے کیونکہ آپ کو رکشے کے کرایہ کی مد میں ملنے والی رقم آپ کی اُجرت ہے اور کرایہ یا اُجرت پیشگی (Advance) بھی وصول کی جا سکتی ہے، لہٰذا فریقین پیشگی اُجرت پر راضی ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے: اُجرت محض عقد سے واجب نہیں ہوتی بلکہ تین چیزوں میں سے

1... فتاویٰ رضویہ، 23/336-337

کوئی ایک پائی جائے تو اُجرت کا مستحق ہو گا، یا تو پیشگی دینے کی شرط لگائی ہو یا بغیر شرط ہی پیشگی اُجرت دے دی یا پھر کام پورا ہو گیا۔[1]

بہارِ شریعت میں ہے: ”اُجرت ملک میں آنے کی چند صورتیں ہیں: (1) اُس نے پہلے ہی سے عقد کرتے ہی اُجرت دیدی دوسرا اس کا مالک ہو گیا یعنی واپس لینے کا اُس کو حق نہیں ہے (2) یا پیشگی لینا شرط کر لیا ہو اب اُجرت کا مطالبہ پہلے ہی سے درست ہے (3) یا منفعت کو حاصل کر لیا مثلاً مکان تھا اُس میں مدتِ مقررہ تک رہ لیا یا کپڑا درزی کو سینے کے لیے دیا تھا اُس نے سی دیا (4) وہ چیز مستاجر کو سپرد کر دی کہ اگر وہ منفعت حاصل کرنا چاہے کر سکتا ہے نہ کرے یہ اُس کا فعل ہے مثلاً مکان پر قبضہ دے دیا یا اجیر نے اپنے نفس کو تسلیم کر دیا کہ میں حاضر ہوں کام کے لیے تیار ہوں کام نہ لیا جائے جب بھی اُجرت کا مستحق ہے۔“[2]

پرندہ پکڑا اور مالک معلوم نہیں تو کیا کریں؟

سوال ایک شخص نے آسٹریلین طوطا پکڑ کر اس کے پر کاٹ دیئے اب وہ اڑ نہیں سکتا اس نے مجھے یہ کہہ کر دیا کہ آپ نے گھر میں اور بھی طوطے رکھے ہوئے ہیں یہ بھی رکھ لیں جب اس کے پر بڑے ہو جائیں تو آزاد کر دیجئے گا۔ میں نے اس نیت سے رکھ لیا کہ جب اس کے پر بڑے ہو جائیں گے تو میں اسے دے دوں گا۔ میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ اس معاملے میں کیا کیا جائے یہ ایک گمشدہ چیز تھی انہوں نے پکڑ لیا معلوم نہیں ہے کس کا ہے، اب اس کا کیا کریں؟

جواب شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا پرندہ ہے جسے لوگ عموماً پالتے نہیں ہیں وہ اڑ کر گھر میں آ جاتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ جو پکڑلے گا اس کا ہو جائے گا جیسے جنگلی کبوتر یا چڑیا آزاد گھوم رہے ہوتے ہیں عام طور پر کسی کی مِلکیت نہیں ہوتے اس طرح کے دیگر پرندے جو پکڑے گا وہ اسی کی ملک ہوں گے۔ جبکہ بعض جانور و پرندے وہ ہیں جن کے بارے میں ہمیں پتہ ہے کہ ان کا کوئی نہ کوئی مالک ہے جیسے آسٹریلین طوطے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ یہ عام پرندہ نہیں ہے بلکہ لوگ اسے خرید کر پالتے ہیں اور زیادہ تر یہ پنجروں میں رہتے ہیں کبھی پنجرہ کھلا ہو گا تو یہ اُڑ گیا ہو گا۔ اس کا حکم لقطے والا ہے کہ اس کی تشہیر کرے اگر مالک مل جائے تو اسے واپس کرے اگر مالک نہ ملے اور ظنِ غالب ہو جائے کہ مالک اب

---

1 ... ہدایہ، کتاب الاجارات، باب الاجر متی یستحق، 3/231
2 ... بہارِ شریعت، 3/110، حصہ: 14

اسے تلاش نہ کرتا ہوگا تو اسے صدقہ کر دے۔ واضح رہے کہ اگر پکڑنے والے نے اس نیت سے پکڑا کہ خود رکھ لے گا مالک تک نہیں پہنچائے گا تو یہ حرام و گناہ ہے اور یہ غاصب قرار پائے گا۔

بہارِ شریعت میں ہے: ”باز یا شکرا وغیرہ پکڑا جس کے پاؤں میں جُھنجُھنی بندھی ہے جس سے گھریلو معلوم ہوتا ہے تو یہ لُقطہ ہے اعلان کرنا ضروری ہے۔ یونہی ہرن پکڑا جس کے گلے میں پٹا یا ہار پڑا ہوا ہے یا پالتو کبوتر پکڑا تو اعلان کرے اور مالک معلوم ہو جائے تو اسے واپس کرے۔“[1]

لقطہ کا حکم بیان کرتے ہوئے صَدرُ الشَّریعہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: ”مُلْتَقِط پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارعِ عام اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظنِ غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لُقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے۔“[2]

کریڈٹ کارڈ استعمال کرنا کیسا ہے؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں بینک کا کریڈٹ کارڈ استعمال کر رہا ہوں۔ اگر میں چالیس دن کے اندر اس کی ادائیگی کر دیتا ہوں تو سود بھی نہیں دینا پڑتا تو کیا یہ کارڈ میں استعمال کر سکتا ہوں؟ یہ سود کے زمرے میں تو نہیں آتا؟

جواب کریڈٹ کارڈ کے ذریعے بینک یہ سہولت دیتا ہے کہ آپ ادھار میں اشیاء کی خریداری کر سکتے ہیں اور دکان دار کو بینک فوری ادائیگی کرے گا لیکن کارڈ ہولڈر بینک کو جو بھی انتہائی مدت مقرر ہے، تیس دن یا چالیس دن اس وقت سے پہلے پہلے ادائیگی کرے گا اور مقررہ انتہائی وقت سے پہلے ادائیگی کرنے پر تو کوئی سود لازم نہیں ہوگا لیکن تاخیر سے ادائیگی کرنے پر یومیہ کے حساب سے سود لگنا شروع ہو جائے گا۔ یہ سب باتیں کریڈٹ کارڈ بنواتے وقت فریقین طے کرتے ہیں جب ہی کارڈ جاری ہوتا ہے۔ پوچھی گئی صورت میں سودی معاہدہ تو آپ کر چکے ہیں کیونکہ کریڈٹ کارڈ بنواتے وقت آپ بینک سے یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ اگر ادائیگی میں تاخیر ہوئی تو میں سود ادا کروں گا لہٰذا سود دینے پر رضامندی تو ثابت ہو چکی ہے اور یہ بھی گناہ ہے۔ مزید یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات لوگ وقت پر کسی وجہ سے ادائیگی نہیں کر پاتے تو پھر بینک سود ڈالنا شروع کر دیتا ہے یہ دوسرا گناہ ہوگا۔ پہلا گناہ تو اس وقت ہوا جب آپ نے کریڈٹ کارڈ بنواتے وقت

---

1 ... بہار شریعت، 2/481، حصہ: 10

2 ... بہار شریعت، 2/475، حصہ: 10

فارم پر دستخط کیے کہ اگر آپ لیٹ ہوں گے تو سود دینا پڑے گا۔ دوسرا گناہ اس وقت ہو گا جب آپ سود کی ادائیگی کریں گے اور بعض اوقات ایسی نوبت آ بھی جاتی ہے۔ اگر بالفرض یہ نوبت نہ بھی آئے تب بھی کریڈٹ کارڈ بنوانا ہی ناجائز ہے کہ اس میں سودی معاہدہ لازمی طور پر کرنا پڑتا ہے۔ اس کی بجائے ڈیبٹ کارڈ استعمال کرنا چاہیے کیونکہ اس میں آپ بینک سے قرضہ نہیں لے رہے ہوتے بلکہ دکان دار کو بینک کے ذریعے اپنے ہی پیسے کی فوری ادائیگی کر رہے ہوتے ہیں اور ڈیبٹ کارڈ میں آپ کو کسی قسم کا سودی معاہدہ نہیں کرنا پڑتا ہے۔

اُوور ٹائم دیئے بغیر اس کے پیسے لینا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) میں سرکاری نوکری کرتا ہوں، وہاں تنخواہ کے علاوہ اُوور ٹائم بھی دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اوور ٹائم نہیں کرتے ان کو بھی اوور ٹائم دے دیا جاتا ہے جیسے کسی کا ڈیوٹی ٹائم پانچ بجے تک ہے تو اس کو آٹھ یا نو بجے تک کا اُوور ٹائم دے دیتے ہیں۔ لیکن لوگ اس اُوور ٹائم میں کام نہیں کرتے اور معاوضہ وصول کر لیتے ہیں یہ بات افسرانِ بالا کے بھی علم میں ہے، ایم ڈی کو بھی معلوم ہے۔ یوں تقریباً پچیس سے پچاس کروڑ روپے اوور ٹائم کی مد میں جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اسے جائز کہتے ہیں کہ تنخواہیں کم ہیں اور تنخواہ کافی عرصے بعد بڑھتی ہے اس لئے اوور ٹائم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں حالانکہ جن لوگوں کی تنخواہ زیادہ ہے وہ لوگ بھی لیتے ہیں اور افسرانِ بالا بھی یہ بات جانتے ہیں تو کیا اس طرح اوور ٹائم لینا جائز ہے؟

جواب اُوور ٹائم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام کا لوڈ زیادہ ہے مثلاً پانچ بجے تک ڈیوٹی ٹائم ہے اور اس وقت تک کام نہیں ہو سکتا تو ڈیوٹی ٹائم کے علاوہ وقت دے کر کام پورا کیا جائے اور جتنا وقت زیادہ دیا ہے اس کی طے شدہ اُجرت لے لی جائے۔ لیکن یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ مثلاً پانچ بجے تک ڈیوٹی ٹائم ہے اور پانچ بجے تک سب گھر چلے گئے یا پانچ بجے تو نہ گئے بلکہ آٹھ بجے ہی گئے لیکن کوئی کام نہیں کیا بلکہ ایسے ہی فارغ بیٹھے رہے اور ظاہر یہ کیا کہ آٹھ بجے تک کام کیا ہے، اسی بنیاد پر تو اوور ٹائم ملا ہے۔ یہ سَراسَر دُھوکا ہے جس میں ملک اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے آپ خود کہہ رہے ہیں کہ اس طرح کروڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے، جب ایک دفتر کی چار دیواری میں اتنا نقصان ہو رہا ہے تو دیگر دفاتر میں، پورے ضلع اور پورے محکمے میں کتنا نقصان ہو گا۔ اگر یہ گورنمنٹ کا پیسہ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مالِ مفت ہے، بلکہ یہ قوم کی امانت ہے جو کہ بیتُ المال کے حکم میں ہے، قیامت کے دن اس کے ایک ایک پیسے کا حساب دینا پڑے

گا۔ مرتکب افراد پر لازم ہے کہ اس عمل سے باز آئیں۔ جہاں تک افسران کو معلوم ہونے کی بات ہے تو یہ انجمن امدادِ باہمی کی ایک اُلٹی مثال ہے جہاں سب نے برائی کے کام پر ایک دوسرے سے سمجھوتہ کیا ہوا ہے۔

لوگوں کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ گناہ کو گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دیں گے۔ حضرتِ سیّدُنا حُذیفہ بن یَمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "علاماتِ قیامت بہتر (72) ہیں (ان میں سے چند یہ ہیں) جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ نمازوں کو ضائع کریں گے، امانتیں ضائع کریں گے، سود کھائیں گے، جُھوٹ کو حلال سمجھیں گے، خون بہانے کو معمولی سمجھیں گے، بلند و بالا عمارتوں پر فخر کریں گے، دین کو دنیا کے بدلے بیچیں گے، قطعِ رحمی (رشتہ داری توڑنا) عام ہوگی، مساجد میں گناہوں بھری آوازیں بلند ہوں گی، سرِ عام شرابیں پی جانے لگیں گی اور ظلم کرنے کو فخر سمجھا جانے لگے گا۔"[1]

بہر حال سوال میں بیان کی گئی صورت دھوکا دہی، حرام اور گناہ کا کام ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ پوچھی گئی صورت میں اوور ٹائم کے نام پر جو رقم حاصل ہوگی وہ خالص مالِ حرام ہے۔

بعض اوقات بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں نہیں لوں گا تو کیا فرق پڑے گا، یہ ہرگز نہ سوچیں کیونکہ فرد سے ہی معاشرہ بنتا ہے، اگر تمام افراد ٹھیک ہو جائیں تو معاشرہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔

یاد رہے جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں اور حرام مال سے کیا ہوا صدقہ و خیرات بھی قبول نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نبیِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک اللہ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے اور اس نے مومنین کو وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو حکم دیا تھا چنانچہ اس نے رسولوں سے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔[2]

اور مومنوں سے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں۔[3] پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، جس کے

---

1 ... حلیۃ الاولیاء، عبد اللہ بن عبید بن عمیر، 3/410، 411، رقم: 4448 ملتقطا
2 ... پ18، المؤمنون: 51
3 ... پ2، البقرۃ: 172

بال بکھرے ہوئے اور بدن غبار آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے وہ قبول ہو) اور وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے حالانکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، غذا حرام، پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی۔[1]

الیکٹریشن کا چیز کھول کر چیک کرنے کے پیسے لینا کیسا؟

سوال بعض الیکٹریشنز نے اپنی دکان پر لکھا ہوتا ہے کہ کوئی بھی چیز چیک کرنے کی پچاس روپے فیس ہو گی، پھر اگر مالک وہ چیز بنوائے تو اس کا خرچہ بتادیتے ہیں اور اس صورت میں کھول کر چیک کرنے کے الگ سے پیسے نہیں لیتے البتہ اگر مالک وہ چیز نہ بنوائے تو کھول کر چیک کرنے کے پچاس روپے لیتے ہیں اور خرابی (Fault) بتا کر، وہ چیز بند کر کے واپس دے دیتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب چیز کھولنے اور چیک کرنے میں وقت بھی صرف ہوتا ہے اور آلات بھی استعمال ہوتے ہیں اور بعض لوگوں نے باقاعدہ ملازمین رکھے ہوتے ہیں ان کا بھی وقت لگتا ہے اور ان کو سیلری بھی دی جاتی ہے، اس کھلوانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ خرابی (Fault) بتائی جاسکے، ایسا نہیں ہے کہ وہ صرف نٹ کھول کر بند کر کے واپس دے دے گا۔ لہٰذا یہ بھی باقاعدہ ایک ایسا کام ہے جس کی اُجرت لی جاسکتی ہے۔ رہی بات یہ کہ جب کام بھی اسی سے کروایا جائے تو کھولنے کے بدلے پیسے نہیں لئے جاتے تو اس نہ لینے کی بھی فقہی توجیہ ممکن ہے ایک توجیہ یہ ہے کہ وہ اپنی اجرت میں کمی یا معاف کرنے کا حق رکھتا ہے اور اس کا یہ عمل کسی ممانعت میں داخل نہیں بلکہ جائز ہے۔

حج و عمرہ کے ایجنٹس کا، فی پاسپورٹ کمیشن لینا کیسا؟

سوال (سائل کا سوال ہے کہ) ہمارا اسٹیٹ کا کام ہے ہم کسی کو کام دلواتے ہیں مثلاً کسی کارپینٹر کو کچن کا کام دلواتے ہیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہمارا کمیشن رکھ لیجئے گا وہ ہمارا کمیشن رکھ کر کسٹمر کو پیسے بتاتا ہے کہ اتنے میں کام ہو گا بعد میں وہ ہمیں ہمارا کمیشن دے دیتا ہے۔ اسی طرح حج و عمرہ کے کام میں اس طرح ہوتا ہے کہ ہم ان سے فی پاسپورٹ کے حساب سے بات کر لیتے ہیں کہ ہمارے ذریعے سے جتنے افراد جائیں گے فی پاسپورٹ کے ٹریول ایجنسی والے سے پانچ ہزار دو ہزار وغیرہ کمیشن لے لیتے ہیں۔ ہمارا اس طرح کام کرنا کیسا ہے؟

---

1 ... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتھا، ص393، حدیث: 2346

جواب: کسی کاریگر کو کام دلوا کر اس پر کمیشن لینا جائز ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کاریگر سے آپ کا پہلے سے معاہدہ ہو کہ میں آپ کو کام دلواؤں گا تو آپ مجھے اس پر اتنا کمیشن دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ کاریگر کو اس پارٹی سے ملوانے اور اسے کام دلوانے میں آپ کی محنت شامل ہو۔ اگر آپ کہیں سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک مکان میں توڑ پھوڑ ہو رہی ہے اور آپ نے کاریگر کو فون کر دیا کہ اس مکان میں چلے جاؤ ہو سکتا ہے کہ تمہیں کام مل جائے، تو یہ کام دلوانا نہیں کہلائے گا اور اس پر کمیشن کے حقدار بھی نہیں ہوں گے۔ دونوں پارٹیوں کو ملوانے میں خود محنت (Physical Activity) کرتے ہیں اس کو ساتھ لے جاتے ہیں ملوا دیتے ہیں تو یہ کام کرنے پر آپ کمیشن کے مستحق ہوں گے۔ یہی معاملہ حج و عمرہ کے ایجنٹس کا ہے یعنی جو کاروان والے ہوتے ہیں یا ٹریول ایجنٹس ہوتے ہیں ان کے لئے لوگ گاہک لے کر آتے ہیں ان کا پہلے سے ٹریول والے سے معاہدہ ہوتا ہے کہ میں آپ کے پاس گاہک لے کر آؤں گا تو مجھے فی پاسپورٹ اتنا کمیشن ملے گا یہ بھی ایک ایسا کام ہے جس کا معاوضہ طے کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کا معاوضہ لینا بھی درست ہے۔

اسکول انتظامیہ کا وین والے سے فی طالب علم کمیشن لینا کیسا؟

سوال: بعض اسکول والے گاڑی والے سے فی اسٹوڈنٹ کے حساب سے ماہانہ کمیشن لیتے ہیں کہ جتنے بچے ان کے اسکول سے اٹھائیں گے فی اسٹوڈنٹ اتنے روپے اسکول والوں کو دینے ہوں گے۔ کیا ان کا گاڑی والے سے یہ کمیشن لینا جائز ہے؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں اسکول والوں کا گاڑی والے سے ماہانہ کمیشن لینا جائز نہیں کیونکہ یہاں اسکول والوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ کمیشن کے مستحق ہوں بلکہ گاڑی والے عموماً اسکول کے باہر کھڑے ہوتے ہیں والدین کو بھی معلوم ہوتا ہے والدین خود گاڑی والے سے بات کرتے ہیں اور بچے کو لانے لے جانے کے معاملات اور فیس وغیرہ خود طے کرتے ہیں تو یہاں اسکول والوں کی طرف سے کوئی ایسا کام کرنا نہیں پایا گیا جس کا وہ معاوضہ طلب کریں۔ ہاں اگر اسکول والوں نے دونوں پارٹیوں کو ملوانے میں کوشش و محنت کی ہو تو پھر زیادہ سے زیادہ ایک مرتبہ کمیشن لینے کے مستحق ہوں گے، ہر مہینے ایک مخصوص حصہ لینے کے پھر بھی مستحق نہیں ہوں گے لہٰذا ان کا ہر ماہ وین والوں سے رقم لینا حرام ہے اور یہ آمدنی بھی حرام ہے۔

کمپنی کی طرف سے دکان دار کو دیئے گئے تحائف لینا کیسا؟

سوال: (سائل کا سوال ہے کہ) میری فوم کی دکان ہے میرا سوال یہ ہے کہ کمپنی اپنی تشہیر (Advertising) کے لئے جو

تحفے دیتی ہے کیا وہ لینا ٹھیک ہے؟

سوال اس مسئلے کی مختلف صورتیں ہیں، جن کا حکم درج ذیل ہے:

1) معمولی نوعیت کا گفٹ جس کا مقصد تشہیر ہوتا ہے جیسے عام طور پر کیلنڈر دے دیا جاتا ہے کہ دکان پر لگایا جائے گا کمپنی کا نام لکھا ہوا نظر آئے گا جس سے کمپنی کی تشہیر ہو گی، بعض اوقات کوئی ایسا پین دے دیتے ہیں جو ٹیبل پر رکھا جاتا ہے کہ یہ ٹیبل پر رکھا رہے گا اس پر کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے تو اس سے کمپنی کی تشہیر ہو گی، اس کا مقصد تشہیر ہوتا ہے۔ یہ گفٹ لینا جائز ہے۔

2) ایک وہ انعام ہوتا ہے جو پروڈکٹ کی فروخت پر لگایا ہوتا ہے کہ آپ اتنی پروڈکٹس فروخت کریں گے تو آپ کو یہ انعام ملے گا، یہ بھی جائز ہے۔

3) ایک گفٹ وہ ہوتا ہے جس میں یہ طے ہوتا ہے کہ آپ صرف ہماری کمپنی کا مال فروخت کرو، دیگر کمپنیوں کا مال چھوڑ دو تو ہم آپ کو یہ گفٹ دیں گے۔ یہ رشوت کی صورت ہے۔ ڈاکٹروں کو میڈیکل کمپنیاں جو مختلف پیکجز دیتی ہیں تحفہ تحائف کی صورت میں وہ بھی یہی تیسری صورت ہوتی ہے۔

اگر آپ اپنی مرضی سے دیگر کمپنیوں کا مال چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں آپ اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ ہر کمپنی کا مال بیچیں یا کسی ایک ہی کمپنی کا مال بیچیں۔ کمپنی اگر آپ کو سیل پر انعام دے تو حرج نہیں، لیکن یہ کہہ کر دینا کہ آپ دیگر کمپنیوں کا مال چھوڑو گے تو یہ انعام ملے گا، یہ رشوت ہے اور یہ جائز نہیں۔

یہ جواب ایک عُمومی پسِ منظر میں تھا البتہ فوم کی کمپنیوں میں ڈیلر شپ ہوتی ہے کہ ڈیلر صرف ایک ہی برانڈ کا کام کرتا ہے کوئی اور کام کرتا ہی نہیں ہے چونکہ اس نے پہلے ہی سے ایک برانڈ منتخب کر لی ہے لہٰذا بیان کردہ صورتوں میں سے اب پہلی اور دوسری صورت ہی یہاں پائی جائے گی۔

ایک ہی چیز مختلف کسٹمرز کو مختلف قیمت پر بیچنا کیسا؟

سوال دوکاندار اپنا سامان فروخت کرتے ہیں تو ہر کسٹمر کے لئے ان کا الگ الگ ریٹ ہوتا ہے، کسی کسٹمر سے دس بیس روپے زیادہ لیتے ہیں اور دوسرے کسٹمر کو وہی چیز سستی بیچ دیتے ہیں، گاہک جھگڑتا ہے تو اس کو اور سستا کر دیتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے؟

جواب: بیچنے والا اپنی چیز کا مالک ہے وہ جتنے کی چاہے بیچ سکتا ہے جبکہ خریدار کو دھوکا نہ دیا جائے۔ البتہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کے ریٹ حکومت کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں، ان چیزوں کو ان کے مقرر کردہ ریٹ پر ہی بیچنا ضروری ہے کیونکہ قانون کی پاسداری کرنا لازم ہے لیکن بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں یہ قانون نہیں ہوتا، جیسے کپڑے، فرنیچر وغیرہ جن کے ریٹ مقرر نہیں ہوتے تو ان چیزوں میں یہ کاروباری ٹول استعمال ہوتا ہے کہ "جیسا گاہک ویسا بھاؤ۔" اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ نیز بارگیننگ کرنا بھی خریدار و دکاندار کا حق ہے نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھاؤ کم کروانا ثابت ہے اگر بھاؤ کم ہی نہ ہو سکتا تو نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت کیسے ہوتا۔

حدیثِ پاک میں ہے: "حضرت سوید ابنِ قیس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں اور مَخْرَفہ عبدی مقام ہجر سے کپڑا لائے ہم اسے مکۂ معظمہ میں لائے تو ہمارے پاس رَسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پاپیادہ چلتے ہوئے تشریف لائے تو ہم سے پاجامہ کا بھاؤ چکایا۔ ہم نے وہ آپ کے ہاتھ بیچ دیا وہاں ایک شخص تھا جو مزدوری پر تول رہا تھا۔ اس سے رَسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تول دو اور جھکتا تولو۔[1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: "بھاؤ چکانے کا مطلب یہ ہے کہ بھاؤ طے کر کے خرید لیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود دوکان پر جانا اور تاجر کی منہ مانگی قیمت نہ دینا بلکہ اس سے طے کرنا کچھ کم کرانا سنّت ہے، اگرچہ اپنے خدام سے ہی خرید کی جائے اس بھاؤ تاؤ کرنے میں عار نہیں۔"[2]

بینک سے لون دلوانے پر کمیشن لینا کیسا؟

سوال: اگر کوئی شخص بینک اور سود پر قرض لینے والے کے درمیان معاہدہ کرواتا ہے اور اس معاہدے کے جو قانونی تقاضے ہیں ان کو پورا کرواتا ہے، تو کیا وہ بھی گناہ گار ہو گا؟

جواب: جس طرح سود کا لین دین کرنا حرام و گناہ ہے اسی طرح سودی معاہدے کا گواہ بننا بھی حرام و گناہ ہے۔ نیز سود کے معاہدے پر جو بھی براہِ راست معاون و مددگار بنے گا وہ بھی اس جرم میں شامل کہلائے گا اور وہ بھی گناہ گار ہو گا۔ اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور

1 ... ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الرجحان فی الوزن، 3/52، حدیث: 1309

2 ... مرآۃ المناجیح، 4/304

نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔[1]

حضرت سیّدنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ بیان کرتے ہیں: حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور سودی کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔[2]

آپ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ مزید لکھتے ہیں: "چونکہ اس زمانہ میں نوٹ تو تھے نہیں درہم کا عام رواج تھا جن کے گننے میں بہت وقت لگتا ہے اس لئے تول کر ادا کئے جاتے تھے، درہم تولنے والا تاجر کی طرف سے مقرر ہوتا تھا جس کی اجرت (تولائی) خریدار کے ذمہ ہوتی تھی۔"[3]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ لکھتے ہیں: "بھاؤ کے لئے حجت کرنا بہتر ہے بلکہ سنّت۔ سوا اس چیز کے جو سفر حج کے لئے خریدی جائے اس میں بہتر یہ ہے کہ جو مانگے دے دے۔"[4]

بچوں کی لاٹریاں خریدنا بیچنا کیسا؟

سوال دکانوں پر بچوں کے لیے لاٹریاں ہوتی ہیں وہ خریدنا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب خرید و فروخت کی ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ جو چیز خریدی جارہی ہے وہ معلوم ہو اس میں جہالت نہ ہو۔ بچوں کی لاٹری جو خریدی جاتی ہے اس میں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اندر کیا ہے، بلکہ بعض اوقات تو خالی بھی نکل آتی ہے اور خریدنے والے کے پیسے ضائع ہو جاتے ہیں اسی طرح بعض اوقات کم قیمت چیز نکلتی ہے جس سے خریدار کو نقصان ہوتا ہے اور بعض اوقات لاٹری کی قیمت سے زیادہ کی چیز نکل آتی ہے۔ ایسی لاٹریاں دو حال سے خالی نہیں اگر ایسی ہیں کہ اس میں کوئی بالکل خالی بھی نکلتی ہے تو یہ واضح طور پر جوا ہے۔ اور اگر ایسی ہے کہ کوئی بھی خالی نہیں نکلتی لیکن اندر مختلف قیمت کی چیزیں ہوتی ہیں اور کوئی بھی نکل سکتی ہے تو یہ مجہول چیز کی خرید و فروخت اور بیع فاسد اور گناہ کا کام ہے۔

یہ کام گلی محلوں میں زیادہ ہوتا ہے اور بچے ہی عام طور پر اس طرح لاٹریاں خریدتے ہیں۔ اس سے دکاندار کو تو فائدہ پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن جو بچے یہ خریدتے ہیں ان کا عموماً نقصان ہی ہوتا ہے اور جب کچھ نہیں نکلتا تو بچہ سوچتا ہے کہ آج نہیں

1 ... پارہ6، سورۃ المائدۃ، آیت 2
2 ... مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا و موکلہ، ص663، حدیث:4093
3 ... مراٰۃ المناجیح، 4/304
4 ... فتاویٰ رضویہ، 17/128

نکلا تو کل کچھ نکل آئے گا، کل قسمت آزماؤں گا اس طرح وہ دوبارہ خرید تا ہے۔دکانداروں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ ایسی چیزیں اپنی دکانوں پر نہ رکھیں کیونکہ بچے وہی چیز خریدیں گے جو دکان پر موجود ہوگی، اگر یہ لاٹری دکان پر موجود ہی نہ ہو تو بچے خریدیں گے بھی نہیں۔یہ بھی واضح رہے کہ اس طرح کی لاٹریاں بیچ کر جو مال حاصل کریں گے،وہ جائز نہیں ہوگا بلکہ وہ مال حرام ہوگا۔اللہ پاک نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔[1] اس آیت کی تفسیر میں ہے:"اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔"[2]

کلیئرنگ ایجنٹ سے متعلق ایک سوال کا جواب

سوال کنٹینر وغیرہ باہر سے شپ کے ذریعے آتے ہیں اب جس کا کارگو ہوتا ہے وہ کسی اور سے ڈپازٹ لگواتا ہے اور جس سے ڈپازٹ لگواتا ہے اسے اس کا نفع بھی دیتا ہے جس شپنگ لائن کا کنٹینر اس کے پاس جاتا ہے وہ شپنگ لائن ڈپازٹ رکھتی ہے، کوئی بھی بندہ ڈپازٹ لگوا سکتا ہے، ایک یا ڈیڑھ لاکھ کا ڈپازٹ ہوتا ہے۔اب اگر ہم اپنے پیسے ڈپازٹ لگاتے ہیں تو جب کنٹینر واپس شپنگ لائن کو ریسیو ہو جاتا ہے تو وہ ڈپازٹ کے پیسے ہمیں واپس دے دیتی ہے اور جس کا کارگو تھا اس سے دو تین ہزار جتنی بات ہوئی تھی وہ مزید اس سے ہم وصول کر لیتے ہیں تو کیا یہ پیسے لینا جائز ہے؟

جواب پہلے تو ہم سوال کے پسِ منظر کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ہوتا یہ ہے کہ جب کنٹینر باہر نکلتا ہے تو اسے خالی ہو کر واپس بھی آنا ہوتا ہے مثال کے طور پر کراچی سے رحیم یار خان گیا تو اب اگر وہاں سے واپس ہی نہ آئے تو کنٹینر والا پھنس جائے گا وہ اپنا خالی کنٹینر کیسے منگوائے گا؟ لہٰذا جس کا مال کنٹینر کے ذریعے جا رہا ہے اس کے ذمے یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ وہ کچھ زرِ ضمانت جمع کروائے اور جب کنٹینر واپس کرے تو یہ زرِ ضمانت اس کو واپس مل جائے۔اب وہ مالکان جو مال امپورٹ کرتے ہیں وہ زرِ ضمانت کے طور پر پیسے جمع کروانے سے منع کر دیتے ہیں تو کلیئرنگ ایجنٹ یہ رقم اپنی جیب سے

---

1 ... پارہ2،سورۃ البقرہ، آیت188

2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:188

لگاتا ہے اور جب مال زیادہ آتا ہے اور جمع کروانے کے لئے پیسے کم پڑتے ہیں تو وہ دیگر لوگوں سے پیسے پکڑتا ہے اور جمع کروادیتا ہے۔ اگر یہ پیسے وہ تاجر یا سیٹھ جمع کرواتا جس نے یہ کنٹینر منگوایا ہے تو پھر سارا معاملہ اصول کے مطابق ہوتا لیکن یہاں ایک آؤٹ سائیڈر اپنے پیسے دیتا ہے اور وہ اس لالچ میں پیسے دیتا ہے کہ اتنے پیسے دینے پر اتنا نفع اوپر ملے گا، یہ سودی معاملہ ہے کیونکہ اس نے جو رقم دی وہ قرض ہے اور قرض پر نفع لینا سود ہے جو کہ حرام و گناہ ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے: ”کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبًا“ یعنی قرض کے ذریعہ سے جو منفعت حاصل کی جائے وہ سود ہے۔[1] اس رقم کے قرض ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس رقم سے کوئی کاروبار کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اسے لے کر زرِ ضمانت کے طور پر رکھ دیا جائے گا اور کنٹینر واپس ہونے پر وہ رقم اسے لوٹا دی جائے گی اور رقم والے کو فکس نفع ملے گا جو کہ قرض پر نفع ہے۔ واضح رہے کہ اس کے علاوہ بھی کلیئرنگ ایجنٹس کی غالب اکثریت بہت سے ناجائز کام کرتی ہے مثلاً رشوت دینا، غلط ڈاکومنٹس کے ذریعے مال کلیئر کروانا، دھوکا دینا وغیرہ۔ ان تمام ناجائز کاموں سے بچنا ضروری ہے۔
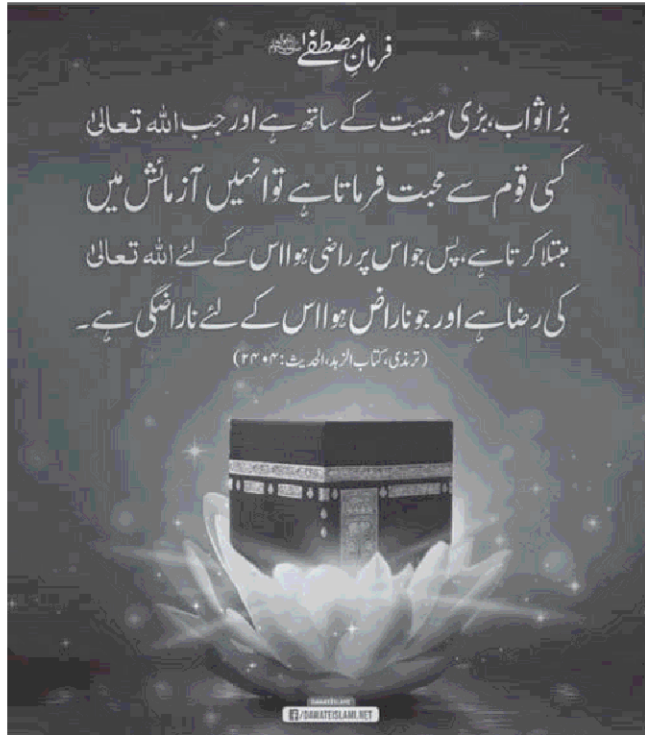
1 ... کنز العمال، کتاب الدین والسلم، الباب الثانی فی ترہیب عن الاستقراض من غیر ضرورۃ، جز6، 3/99، حدیث: 15512

منجیات
(نجات دلانے والی چیزوں)
کا بیان

اس باب میں آپ پڑھیں گے

1۔۔۔۔ قرآن میں نیت کی اہمیت

2۔۔۔۔ صبر کی عادت بنانے کے طریقے

3۔۔۔۔ توبہ کرنے والا اللہ کا پسندیدہ ہے

4۔۔۔۔ دل میں نرمی پیدا کرنے کے طریقے

5۔۔۔۔ محبتِ الٰہی کے تقاضے

6۔۔۔۔ موت کو یاد کرنے کا حکم

سبق نمبر 1 نیت کا بیان

قرآن میں نیت کی اہمیت

اللہ کریم قرآنِ پاک میں اِرشاد فرماتا ہے:

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا(۱۹)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جو آخرت چاہے اور اس کی سی کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی۔

(پ15، بنی اسرائیل:19)

آیت کی تفسیر

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عمل کی مقبولیت کے لئے تین چیزیں درکار ہیں: ایک تو طالب آخرت ہونا یعنی نیت نیک، دوسرے سعی یعنی عمل کو باہتمام اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا، تیسری ایمان جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔[1]

نیت کی اہمیت پر تین فرامینِ مصطفےٰ

- ❀ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔[2]
- ❀ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[3]
- ❀ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔[4]

نیت کی تعریف

نیت لغوی طور پر دل کے پختہ (پکے) اِرادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے اِرادے کو نیت کہا جاتا ہے۔[5]

1... تفسیر خزائن العرفان، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ:19
2... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی... الخ، 1/6، حدیث:1
3... معجم کبیر، 6/185، حدیث:5942
4... مسند الفردوس، 4/305، حدیث:6895
5... نزہۃ القاری، 1/224 ملتقطاً

نیت کا حکم

اچھے کام کی نیت اچھی اور برے کام کی نیت ناجائز ہے۔

چند احکام

(1) عباداتِ مقصودہ یعنی وہ عبادات جو خود بِالذّات مقصود ہوں کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہوں۔[1] ان میں نیت ہونا ضروری ہے کہ بغیر نیت کے وہ عبادت ہی نہ پائی جائے گی جیسا کہ نماز کہ اگر کوئی شخص نماز جیسے افعال کرے مگر مُطلق نماز کی نیت نہ ہو تو اسے نماز ہی نہ کہا جائے گا۔[2]

(2) عباداتِ غیرِ مقصودہ یعنی وہ عبادات جو خود بِالذّات مقصود نہ ہوں بلکہ کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ ہوں۔ ان میں نیت کرنا ضروری نہیں کہ بغیر نیت کے بھی وہ عبادت پائی جائے گی البتہ اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ مثلاً وضو کہ اس میں نیت کرنا سنت ہے، اگر کوئی شخص بغیر نیت کے اعضائے وضو کو دھولے یا دھل گئے تو اس کا وضو تو ہو جائے گا لیکن نیت نہ ہونے کی وجہ سے اسے ثواب نہیں ملے گا۔[3]

(3) مُباح کام اچھی نیت سے مُستحب ہو جاتا ہے۔ یعنی ہر وہ جائز عمل یا فعل جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو کہ ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملے نہ گناہ۔ مثلاً کھانا پینا، سونا، ٹہلنا، دولت اِکٹھی کرنا، تحفہ دینا، عمدہ یا زائد لباس پہننا وغیرہ۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولانا احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ”ہر مباح نیّتِ حَسَن (یعنی اچھی نیّت) سے مستحب ہو جاتا ہے۔“[4]

فُقہائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ فرماتے ہیں: ”مُباحات (یعنی ایسے جائز کام جن پر نہ ثواب ہو نہ گناہ ان) کا حکم الگ الگ نیتوں کے اِعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، اس لئے جب مباح سے عبادات پر قوت حاصل کرنا یا عبادات تک پہنچنا مقصود ہو تو یہ مُباحات یعنی جائز چیزیں بھی عبادات ہوں گی۔ مثلاً کھانا پینا، سونا، حُصولِ مال اور وَطی کرنا۔“[5]

---

1 ... بہار شریعت، 1/1015، حصہ: 5
2 ... نماز کے احکام، ص199
3 ... بہار شریعت، 1/292، حصہ: 2 ماخوذا
4 ... فتاویٰ رضویہ، 8/452
5 ... فتاویٰ رضویہ، ۷/۱۸۹

نیت کی عادت بنانے کے طریقے

❀ اچھی نیتیں کرنے کی نیت کرلیجیے۔

❀ نیّت کی اہمیت ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھیے۔ حضرت سَیِّدنا یحییٰ بن کثیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: علمِ نیّت حاصل کرو کیوں کہ نیت کی اہمیت عمل سے کئی گنا زیادہ ہے۔[1]

❀ دن کی ابتداء اچھی اچھی نیتوں سے کیجئے۔ ہر صبح یہ نیت کرلیجئے: آج کا دن آنکھ، کان، زبان اور ہر عضو کو گناہوں اور فضولیات سے بچاتے ہوئے، نیکیوں میں گزاروں گا۔

❀ عاملینِ نیّت کی صحبت اختیار کیجیے کہ صحبت اثر رکھتی ہے، اچھوں کی صحبت اچھا اور بروں کی صحبت برا بنادیتی ہے۔

❀ نیت سے متعلقہ کتب ورسائل کا مطالعہ کیجئے۔

❀ نیتیں لکھنے کی عادت بنالیجیے۔

❀ ہر جائز اور نیک کام سے پہلے نیتوں پر غور کرلیجئے کہ اس کام میں کوئی اچھی نیت ہوسکتی ہے یا نہیں، اگر ہوسکتی ہے تو پہلے نیت کرلیجئے اور پھر اس کام کو کیجئے۔

❀ بدنیتی کی ہلاکتوں پر غور کیجیے۔ کہ جس طرح اچھی نیت کا پھل اچھا ہوتا ہے اسی طرح بری نیت کا انجام بھی برا ہوتا ہے، اچھی نیت دنیا و آخرت میں ذریعۂ نجات ہے تو بری نیت سببِ ہلاکت و آفات بن سکتی ہے۔

سبق نمبر 2 اخلاص کا بیان

قرآن میں اِخلاص کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر

1 ... حلیۃ الاولیاء، یحیی بن کثیر، 3/82، رقم: 3257

(پ30، البینۃ:5) اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔

آیت کی تفسیر

اِس آیت مبارکہ میں اِخلاص کے ساتھ شرک ونفاق سے دور رہ کر اللہ کی بندگی کرنے اور تمام دینوں کو چھوڑ کر خالص اسلام کے مُتَّبِع (پیروکار) ہوکر نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے۔[1]

اخلاص کی اہمیت پر فرمانِ مصطفےٰ

حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا: اِخلاص کے ساتھ عمل کرو کہ اِخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی تمہیں کافی ہے۔[2]

اِخلاص کی تعریف

کسی بھی نیک عمل میں محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کا اِرادہ کرنا اِخلاص کہلاتا ہے۔[3]

اِخلاص کا حکم

جس عمل سے مقصود صرف ریاکاری ہو اس کا یقینی طور پر گناہ ہوگا اور وہ اللہ پاک کی ناراضی اور عذاب کا سبب ہے۔ جو عمل خالصتاً اللہ پاک کے لیے ہوگا تو وہ رِضائے الٰہی اور اجر وثواب کا سبب ہے۔[4]

مُخلِص بننے کے طریقے

❀ اپنی نیت درست کیجیے۔ کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے، جب تک نیّت خالص نہ ہوگی عمل میں اِخلاص پیدا نہیں ہوگا کیونکہ نیت کے خالص ہونے کا نام ہی تو اِخلاص ہے۔

❀ دُنیوی اَغراض کو دُور کیجیے۔ ایسی دُنیوی اَغراض جن سے مقصود آخرت کی تیاری و مُعاوَنت نہ ہو اگر ہر عمل سے اُن کو

---

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ30، البینہ، تحت الآیۃ:5 ماخوذا

2 ... نوادر الاصول، الاصل السادس، 1/67، حدیث:46

3 ... احیاء العلوم، کتاب النیۃ والاخلاص والصدق، الباب الثانی فی الاخلاص ... الخ، بیان حقیقۃ الاخلاص، 5/107

4 ... احیاء العلوم، 5/279 ملخصا

دُور کر دیا جائے اور صرف رِضائے اِلٰہی پیشِ نظر ہو تو اَعمال میں رِیاکاری یعنی دِکھاوے کے اِمکانات کافی کم ہو جاتے ہیں۔

- اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہیے۔ بندہ خود کو اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈراتا رہے کہ جس قدر خوفِ خدا نصیب ہو گا اتنا ہی عمل میں ریاکاری سے بچے گا اور اخلاص کی دولت نصیب ہو گی۔
- نفسانی خواہشات کو ختم کیجیے۔ کہ اِخلاص میں بہت بڑی رکاوٹ نفسانی خواہشات ہیں کیوں کہ ہر عمل پر چند تعریفی کلمات سن کر نفس بے حد سکون محسوس کرتا ہے اور یہی سکون نفس کو ریاکاری پر اُبھارتا ہے جو اِخلاص کی دشمن ہے۔
- خلوت و جلوت میں یکساں عمل کیجیے۔ نفس لوگوں کے سامنے تو مشقت سے بھرپور عبادت کرنے پر رضامند ہو جاتا ہے کیوں کہ اِس طرح اُسے شہرت، تعریف اور واہ واہ جیسے میٹھے زہر ملتے ہیں، لیکن تنہائی میں رِضائے الٰہی کے لیے خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت پڑھنا اُس کے نفس پر نہایت گراں ہے۔ خلوت و جلوت کا یہ تضاد بندے کے عمل سے اِخلاص کو ختم کر دیتا ہے۔
- اپنی نیکیوں کو چھپائیے۔ کہ نیکیوں کا چرچا ہی نفس کو ریاکاری، حبِ مدح اور طلبِ شہرت جیسی باطنی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے جو اخلاص کو دیمک کی طرح چاٹ لیتی ہیں۔
- اِخلاص کے فضائل کو پیشِ نظر رکھیے۔ اِخلاص کے ساتھ عمل کرنا مؤمن کی نشانی ہے۔ جو بندہ چالیس دن خالص رِضائے الٰہی کے لیے عمل کرتا ہے تو اُس کے دل سے اُس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

سبق نمبر 3 صبر کا بیان

قرآن میں صبر کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اصْبِرُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَۚ(۴۶) (پ10، الانفال:46) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

صبر کی فضیلت پر فرمانِ مصطفٰے

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: جب میں اپنے کسی بندے کو اُس کے جسم، مال یا اولاد کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کروں، پھر وہ صبرِ جمیل کے ساتھ اُس کا استقبال

کرے تو قیامت کے دن مجھے حیا آئے گی کہ اس کے لیے میزان قائم کروں یا اس کا نامۂ اعمال کھولوں۔ [1]

صبر کی تعریف

صبر کے لغوی معنی رکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کے ہیں اور نفس کو اس چیز پر روکنا (یعنی ڈٹ جانا) جس پر رکنے (ڈٹے رہنے کا) کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو صبر کہلاتا ہے۔

صبر کی اقسام

صبر کی دو قسمیں ہیں: (1) بدنی صبر جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا۔ (2) طبعی خواہشات اور خواہش کے تقاضوں سے صبر کرنا۔ پہلی قسم کا صبر جب شریعت کے موافق ہو تو قابل تعریف ہوتا ہے لیکن مکمل طور پر تعریف کے قابل صبر کی دوسری قسم ہے۔ [2]

صبر کا حکم

شریعت نے جن کاموں سے منع کیا ہے اُن سے صبر (یعنی رکنا) فرض ہے۔ ناپسندیدہ کام (جو شرعاً گناہ نہ ہو اس) سے صبر مُستحب ہے۔ تکلیف دہ فعل جو شرعاً ممنوع ہے اس پر صبر (یعنی خاموشی) ممنوع ہے۔ مثلاً کسی شخص یا اس کے بیٹے کا ہاتھ ناحق کاٹا جائے تو اس شخص کا خاموش رہنا اور صبر کرنا ممنوع ہے، ایسے ہی جب کوئی شخص شہوت کے ساتھ بُرے اِرادے سے اس کے گھر والوں کی طرف بڑھے تو اس کی غیرت بھڑک اٹھے لیکن غیرت کا اِظہار نہ کرے اور گھر والوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس پر صبر کرے اور قدرت کے باوجود نہ روکے تو شریعت نے اس صبر کو حرام قرار دیا ہے۔ [3]

صبر کی عادت بنانے کے طریقے

❀ **صبر کے فضائل کا مطالعہ کیجئے۔** جیسے مُکاشفۃُ القلوب، مِنہاجُ العابدین وغیرہ۔ بارگاہِ الٰہی میں صبر کی دعا کیجیے۔ معاف

---

1 ... نوادر الاصول، الاصل الخامس والثمانون والمائۃ، 4/277، حدیث: 962

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 153، 1/246

3 ... احیاء العلوم، 4/206

کرنے کی عادت اپنائیے۔

❀ **اپنی ذات میں عاجزی پیدا کیجئے۔** کہ کسی کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر بے صبری اور انتقامی کاروائی کا ایک سبب تکبر بھی ہے، جب بندہ اپنی ذات میں عاجزی وانکساری پیدا کرے گا تو انتقامی کاروائی کا ذہن ختم ہو جائے گا۔

❀ **جلد بازی نہ کیجئے۔** ہماری زندگی میں کئی کام ایسے ہیں جن میں جلد بازی کی وجہ سے صبر رخصت ہو جاتا ہے، بلکہ اس جلد بازی کی وجہ سے بسا اوقات شدید نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

❀ **مصیبت میں نعمتوں کو تلاش کیجیے۔** یہ بزرگانِ دین کا طریقہ ہے اور اس سے صبر کرنے میں مُعاونت ملتی ہے، ہر مصیبت میں کوئی نہ کوئی نعمت چھپی ہوتی ہے۔

❀ **اپنے سے بڑی مصیبت والے کو دیکھیے۔** کیونکہ جسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے شاید مجھے سب سے زیادہ یابڑی مصیبت پہنچی ہے اور یہی بات بسا اوقات اسے بے صبری میں مبتلا کر دیتی ہے، جب وہ اپنے سے بڑی مصیبت والے کو دیکھے گا تو شکر کرے گا اور اسے صبر کی نعمت نصیب ہو گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ

سبق نمبر 4 حسنِ اخلاق کا بیان

اللہ پاک قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ۝۴ (پ29، القلم:4) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہے: اُمُّ المومنین حضرتِ سیّدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے دریافت کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے فرمایا کہ سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خُلُق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے مَکارِمِ اَخلاق و محاسنِ افعال کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمایا۔[1]

میزان میں سب سے وَزْنی چیز

رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قیامت کے دن مؤمن کے میزان میں حسنِ اَخلاق سے زیادہ وزنی کوئی شے

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ29، القلم، تحت الآیۃ:4

نہیں ہوگی۔[1]

حُسنِ اَخلاق کی تعریف

”حُسن“ اچھائی اور خوبصورتی کو کہتے ہیں، ”اَخلاق“ جمع ہے ”خُلُق“ کی جس کا معنی ہے ”رویہ، برتاؤ، عادت“۔ یعنی لوگوں کے ساتھ اچھے رویے یا اچھے برتاؤ یا اچھی عادات کو حُسنِ اَخلاق کہا جاتا ہے۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر نفس میں موجود کیفیت ایسی ہو کہ اس کے باعث عقلی اور شرعی طور پر پسندیدہ اچھے اَفعال ادا ہوں تو اسے حسن اَخلاق کہتے ہیں اور اگر عقلی اور شرعی طور پر ناپسندیدہ برے اَفعال ادا ہوں تو اسے بد اَخلاقی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[2]

حُسنِ اَخلاق کا حکم

حُسنِ اخلاق کے مختلف پہلو ہیں اسی وجہ سے بعض صورتوں میں حسن اخلاق واجب، بعض میں سنت اور بعض صورتوں میں مُستحب ہے۔

حُسنِ اَخلاق اپنانے کے طریقے

- اچھی صحبت اِختیار کیجئے۔ کہ صحبت اثر رکھتی ہے، جو بندہ جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، اچھوں کی صحبت اچھا اور بروں کی صحبت برا بنا دیتی ہے، بد اَخلاقوں کی صحبت بد خلق اور حُسنِ اَخلاق والوں کی صحبت حُسنِ اَخلاق والا بنا دیتی ہے۔
- حُسنِ اَخلاق کے فضائل کا مطالعہ کیجئے۔ جیسے مکارمُ الاَخلاق ترجمہ بنام حسنِ اخلاق، مُکاشفۃُ القلوب وغیرہ۔
- بد اَخلاقی کی دُنیوی واُخروی برائیوں پر غور کیجئے۔
- حُسنِ اَخلاق میں شامل نیک اَعمال کی معلومات حاصل کیجئے۔ جب تک بندے کو ایسے نیک اعمال کی معلومات نہیں ہوں گی جو حُسنِ اَخلاق میں شامل ہیں تو اس وقت تک حسن اَخلاق کو اختیار کرنا دشوار ہوگا۔
- دِل میں احترامِ مسلم پیدا کیجئے۔ جب بندے کے دل میں مسلمانوں کا احترام پیدا ہوگا تو خود بخود اُن کے ساتھ حسن

---

1. ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق، 3/403، حدیث: 2009
2. ... احیاء العلوم، 3/165

اَخلاق سے پیش آئے گا۔

❀ نفسانی خواہشات سے پرہیز کیجیے۔ بسا اوقات ذاتی رَنجش، ناپسندیدگی اور ناراضی کی بناء پر نفس اپنے غصے کا اِظہار غیبت، گالی گلوچ، چغلی وغیرہ جیسی بداَخلاقی کی بدترین قسموں سے کرواتا ہے جو حسن اَخلاق کی بدترین دشمن ہیں۔

❀ حسن اَخلاق کی بارگاہِ اِلٰہی میں دعا کیجیے۔ کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، حضور نبیِ رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو دعائیں پیش خدمت ہیں۔ ”اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ یعنی اے اللہ پاک! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے پس میرے اخلاق کو بھی اچھا کردے۔“[1] ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ یعنی اے اللہ پاک! میں تجھ سے صحت، عافیت اور اچھے اخلاق کا سوال کرتا ہوں۔“[2]

❀ بلاوجہ غصہ چھوڑ دیجیے۔ بلاوجہ غصہ بہت ساری برائیوں کی جڑ اور کئی خامیوں کی بنیاد ہے، جب بندہ بلاوجہ غصہ کرتا ہے تو بداَخلاقی کا شکار ہو جاتا ہے، بلاوجہ غصے کو چھوڑ دینا ہی اچھے اخلاق کی علامت ہے۔

سبق نمبر 5 مُحاسبۂ نفس کا بیان

محاسبۂ نفس کی اہمیت پر فرمانِ الٰہی

اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے:

وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِؕ(۲) (پ29، القیامۃ:2) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرتِ سَیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مؤمن ہمیشہ نفس کو جھڑکتا رہتا ہے کہ تو نے فلاں بات کیا سوچ کر کہی؟ فلاں کھانا تو نے کس لیے کھایا؟ فلاں مشروب تو نے کس لیے نوش کیا؟ جبکہ کافر زندگی بسر کرتا رہتا ہے لیکن کبھی اپنے نفس کو نہیں جھڑکتا (یعنی اس کا مُحاسبہ نہیں کرتا)۔[3]

1 ...شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، 6/364، حدیث: 8542

2 ...مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، باب الاجتہاد فی الدعاء، 10/274، حدیث: 17367

3 ...احیاء العلوم، 5/350

محاسبۂ نفس کی اہمیت پر فرمانِ مصطفٰے

سرورِ عالم، نورِ مُجسّم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا مُحاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ پاک سے آخرت کے اِنعام کی امید رکھے۔[1]

محاسبۂ نفس کی تعریف

اَعمال کی کثرت اور مقدار میں زیادتی اور نقصان کی معرفت کے لیے جو غور کیا جاتا ہے اسے محاسبہ کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر بندہ اپنے دن بھر کے اعمال کو سامنے رکھے تاکہ اسے (نیک اعمال کی) کمی بیشی (کم یا زیادہ ہونے) کا علم ہو تو یہ بھی محاسبہ ہے۔[2]

محاسبۂ نفس کا حکم

اللہ پاک اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہر عقل مند شخص پر لازم ہے کہ وہ نفس کے محاسبہ سے غافل نہ ہو اور نفس کی حرکات و سکنات اور لذات و خیالات پر سختی کرے کیونکہ زندگی کا ہر سانس اَنمول ہیرا ہے جس سے ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت (یعنی جنت) خریدی جاسکتی ہے تو اِن سانسوں کو ضائع کرنا یا ہلاکت والے کاموں میں صَرف کرنا بہت سنگین اور بڑا نقصان ہے جو سمجھدار شخص کا شیوہ نہیں۔[3]

محاسبہ کی عادت بنانے کے طریقے

❀ محاسبۂ نفس کی معرفت حاصل کیجئے۔ کہ جب تک کسی چیز کی معلومات نہ ہوں اس چیز تک پہنچنا مشکل ہوتا ہے، جب محاسبۂ نفس کی معرفت و معلومات حاصل ہوں گی تو محاسبۂ نفس کرنا بہت آسان ہو جائے گا۔

❀ خوفِ خدا کے واقعات ملاحظہ کیجئے۔ کہ بندہ جب اللہ پاک کے نیک بندوں کے خوفِ خدا سے بھرپور واقعات کا

1 ... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب:25، 4/207، حدیث:2467

2 ... احیاء العلوم، 5/319

3 ... احیاء العلوم، 5/315

مطالعہ کرتا ہے تو اس کا یہ مدنی ذہن بنتا ہے کہ وہ لوگ نیک پرہیز گار ہونے کے باوجود اللہ پاک سے اتنا ڈرتے تھے، میں تو بہت ہی گنہگار ہوں مجھے تو ربِّ کریم سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے یوں رحمت الٰہی سے اسے محاسبۂ نفس نصیب ہو جائے گا۔

❀ حسابِ قیامت کو یاد کیجئے۔ کہ آج اگر میں نے دنیا میں اپنا محاسبہ کرکے نیک اَعمال کرنے اور برے اَعمال سے بچنے کی کوشش نہ کی تو کل بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں کیسے حساب دوں گا؟

❀ ہر کام کے کرنے سے قبل غور کیجئے: کہ یہ اچھے اور برے عمل کو پرکھنے کے لیے ایک بہترین محاسبہ ہے، ایک شخص نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام میں غور و فکر کرلو، اگر انجام اچھا ہو تو اسے کرلو اور اگر برا ہو تو نہ کرو۔[1]

❀ محاسبۂ نفس کے لیے وقت مقرر کرلیجئے: محاسبۂ نفس کی عادت بنانے کا ایک بہترین طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے لیے وقت مقرر کرلیا جائے۔

❀ مشاہدات سے عبرت حاصل کیجئے: دن بھر ہماری نظروں سے کئی مناظر گزرتے ہیں، ہم کئی مشاہدات کرتے ہیں، اگر اِن مشاہدات سے عبرت حاصل کرنے کا ذہن بن جائے تو محاسبہ کرنے میں کافی آسانی ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی حادثہ دیکھ کر یہ سوچیں کہ خدانخواستہ اگر حادثہ میرے ساتھ پیش آجاتا تو میرا کیا بنتا؟

سبق نمبر 6 قناعت کا بیان

اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ (پ27، النجم: 48) تَرْجَمَۂ کنزالایمان: اور یہ کہ اسی نے غنیٰ دی اور قناعت دی۔

آیت کی تفسیر

مشہور مفسر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: یعنی امیروں کو غَنَا، فقیروں کو صبر و قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری قناعت عطا فرمائی، بعض امیروں کو غَنَا کے ساتھ قناعت بھی

[1] ... الزہد لابن المبارک، باب التحضیض علی طاعۃ اللہ، ص14، حدیث: 41

دی، ہوس سے بچایا۔[1]

قناعت کی اہمیت پر فرمانِ مصطفےٰ

رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک پرہیز گار، قناعت پسند اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔[2]

قناعت کی تعریف

قناعت کا لغوی معنیٰ قسمت پر راضی رہنا ہے اور صوفیاء کی اصطلاح میں روز مرہ استعمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونے پر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔[3] حضرت محمد بن علی ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: قناعت یہ ہے کہ انسان کی قسمت میں جو رزق لکھا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔[4] اگر تنگدستی ہونے اور حاجت سے کم ہونے کے باوجود صبر کیا جائے تو اسے بھی قناعت کہتے ہیں۔[5]

تعریف کی وضاحت

ہر وہ شخص جس کے پاس مال نہ ہو اور اسے مال کی ضرورت ہو اور اس کی حالت یہ ہو کہ مال میں رَغبت کی وجہ سے اس کے نزدیک مال کا ہونا نہ ہونے کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہو لیکن یہ رغبت اس حد تک نہ پہنچی ہو کہ حصولِ مال کے لیے بھاگ دوڑ کرے بلکہ اگر بآسانی حاصل ہو تو خوشی سے لے لے اور اگر حاصل کرنے کے لیے محنت کرنی پڑے تو چھوڑ دے اس حالت کو قناعت اور ایسے شخص کو قانِع یعنی قناعت کرنے والے کے نام سے مَوْسوم کیا جاتا ہے۔[6]

قناعت کا حکم

قناعت حضور نبیِ رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ

1 ... نور العرفان، پارہ 27، النجم، تحت الآیۃ: 48
2 ... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ص1212، حدیث: 7432
3 ... التعریفات للجرجانی، باب القاف، ص126
4 ... الرسالۃ القشیریۃ، باب القناعۃ، ص197
5 ... احیاء العلوم، 4/200
6 ... احیاء العلوم، 4/563 ماخوذا

السَّلَام کا مبارک طریقہ ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس پر عمل کرے۔ قناعت اللہ پاک کا محبوب بننے، اس کی رِضا پانے، قبر وحشر میں آسانی فراہم کرنے اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

قناعت اپنانے کے طریقے

❀ قناعت کے فضائل کا مطالعہ کیجئے۔ قناعت سے متعلق اَقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے۔

❀ ربّ پر کامل یقین رکھیے، دنیا وآخرت میں کامیابی کا بنیادی اُصول اللہ پاک پر کامل یقین ہے۔

❀ قناعت کی دعا کیجئے۔ قناعت پسندوں کی صحبت اختیار کیجیے۔ مال و دولت کی حرص کا خاتمہ کیجیے۔

سبق نمبر 7 حُسنِ ظن کا بیان

حُسنِ ظن کی اہمیت پر فرمانِ الٰہی

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًاۙ-وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ(۱۲)

(پ18، النور:12)

تَرجَمۂ کنز الایمان: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گُمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت کے تحت تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: ”مسلمان کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گُمان کرے اور بد گُمانی ممنوع ہے۔“[1]

حُسنِ ظن کی اہمیت پر فرمانِ مصطفےٰ

حضرت عبدُ اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو طواف کرتے ہوئے یہ فرماتے سنا: ”(اے کعبہ!) تو کتنا پاکیزہ ہے، تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے، تو کتنا مُعَظَّم ہے، تیری حُرمت کتنی

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ18، النور، تحت الآیۃ:12

زیادہ ہے، لیکن اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے! اللہ پاک کے نزدیک ایک مؤمن، اس کے مال، اس کے خون، اس کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنے کی حرمت تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے۔"[1]

حُسنِ ظن کی تعریف

کسی مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھنا "حُسنِ ظن" کہلاتا ہے۔

حُسنِ ظن کا حکم

حُسن ظن کبھی تو واجب ہوتا ہے جیسے اللہ پاک کے ساتھ اچھا گمان رکھنا اور کبھی مُستحب جیسے کسی نیک مؤمن کے ساتھ نیک گمان کرنا۔[2] جب کسی مسلمان کا حال پوشیدہ ہو (یعنی اس کے نیک وبد ہونے کا علم نہ ہو تو) تو اُس سے حُسنِ ظن رکھنا مستحب اور اُس کے بارے میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔[3]

حُسنِ ظن اپنانے کے طریقے

❀ حُسنِ ظن کے فوائد پیشِ نظر رکھیے: بدگمانی کی ہلاکتوں و نقصانات پر غور کیجیے۔ مسلمان بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھیے۔ اس سے حُسنِ ظن کی دولت نصیب ہوگی۔ دِل کو مسلمانوں کے خلاف پیدا ہونے والے وسوسوں سے پاک کیجیے۔

❀ اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھیے: جو شخص اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھتا ہے وہ دیگر مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے کام نہیں لیتا بلکہ اچھا گمان رکھتا ہے۔ عربی مقولہ ہے: اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُهٗ یعنی جب کسی کے کام برے ہو جائیں تو اس کے گمان بھی برے ہو جاتے ہیں۔[4]

❀ اپنے آپ کو تجسس سے بچائیے: تجسس یعنی مسلمانوں کی ٹوہ میں لگے رہنا بھی بدگمانی کی طرف لے جانے والی ایک

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، 4/319، حدیث: 3932

2 ... تفسیر خزائن العرفان، پ26، الحجرات، تحت الآیۃ 12

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، 2/16 ملخصا

4 ... بدگمانی، ص 33

سیڑھی ہے۔

❀ بدگمانوں کی صحبت سے دُور رہیے: جب بندہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو دیگر مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے بھرپور کچھ نہ کچھ اظہار خیال کرتے ہی رہتے ہیں تو ان کا اثر اس پر بھی ہو جاتا ہے اور پھر یہ بھی بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر 8 توبہ کا بیان

توبہ کی اہمیت پر فرمانِ الٰہی

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًاؕ (پ28، التحریم:8)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

آیت کی تفسیر

توبۂ صادِقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اَعمال میں ظاہر ہو، اُس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مُجتَنِب (یعنی بچتا) رہے۔ امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سیّدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور دوسرے اَصحاب نے فرمایا کہ توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔[1]

توبہ کرنے والا اللہ کا پسندیدہ ہے

سردارِ دو جہان، محبوبِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: بے شک اللہ پاک توبہ کرنے والے، آزمائش میں مبتلا مؤمن بندے کو پسند فرماتا ہے۔[2]

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ28، التحریم، تحت الآیۃ: 8

2 ... مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، 1/ 174، حدیث: 605

توبہ کی تعریف

جب بندے کو اس بات کی معرفت حاصل ہو جائے کہ گناہ کا نقصان بہت بڑا ہے، گناہ بندے اور اس کے محبوب کے درمیان رکاوٹ ہے تو وہ اس گناہ کے ارتکاب پر ندامت اختیار کرتا ہے اور اس بات کا قصد واِرادہ کرتا ہے کہ میں گناہ کو چھوڑ دوں گا، آئندہ نہ کروں گا اور جو پہلے کیے ان کی وجہ سے میرے اعمال میں جو کمی واقع ہوئی اسے پورا کرنے کی کوشش کروں گا تو بندے کی اس مجموعی کیفیت کو توبہ کہتے ہیں۔ علم، ندامت اور اِرادے ان تینوں کے مجموعے کا نام توبہ ہے لیکن بسا اوقات ان تینوں میں سے ہر ایک پر بھی توبہ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔[1]

توبہ کا حکم

ہر مسلمان پر ہر حال میں ہر گناہ سے فوراً توبہ کرنا واجب ہے، یعنی گناہ کی معرفت ہونے کے بعد اس پر ندامت اختیار کرنا اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور گزرے ہوئے گناہوں پر ندامت و شرمندگی اور افسوس کرنا بھی واجب ہے اور وجوبِ توبہ پر اِجماعِ اُمّت ہے۔[2]

گناہوں سے توبہ کرنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سچی توبہ اللہ پاک نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالے کو کافی ووافی ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لیے کہ وہ اس کے رَبّ کی نافرمانی تھی، نادِم وپریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گُناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دِل سے پُورا عزم کرے، جو چارۂ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجا لائے۔ مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب (ناجائز قبضہ)، سرقہ (چوری)، رشوت، ربا (سود) سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے جو نماز روزے ناغہ کیے ان کی قضا کرے، جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انہیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے، پتا نہ چلے تو اتنا مال تصدق

1... احیاء العلوم، 4/11 ملخصاً

2... احیاء العلوم، 4/17 ماخوذاً

(یعنی صدقہ) کر دے اور دل میں یہ نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انہیں پھیر دوں گا۔[1]

سبق نمبر 9 اللہ و رسول کی اطاعت کا بیان

اللہ رسول کی اطاعت کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پ5، النساء:59)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

آیت کی تفسیر

یہاں آیت میں رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت اللہ پاک ہی کی اطاعت ہے۔[2]

فرمانِ مصطفےٰ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ پاک کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ پاک کی نافرمانی کی۔“[3]

اللہ رسول کی اطاعت کیا ہے؟

اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرنا اور جن سے منع فرمایا ان کو نہ کرنا ”اللہ اور رسول کی اطاعت“ کہلاتا ہے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 21/121

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ5، النساء تحت الآیۃ:59، 2/229

3 ... مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء... الخ، ص787، حدیث:4746

اللہ رسول کی اطاعت کا حکم

ہر مسلمان پر اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت لازم ہے یعنی اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرے اور جن سے منع فرمایا ہے ان سے بچے۔

اطاعت کا جذبہ پیدا کرنے کے طریقے

- اطاعت گزار لوگوں کی صحبت اختیار کیجیے۔ اِطاعت کے دُنیوی واُخروی فوائد پر غور کیجئے۔ نافرمانی کی ہلاکتوں پر غور کیجیے۔ نیک اعمال کے رسالے پر عمل کیجئے۔ مدنی قافلوں میں سفر اختیار کیجئے۔
- ہر معاملے میں شریعت کو ملحوظ رکھیے۔ چاہے اس کا تعلق اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حقوق سے ہو یا اپنی ذات، والدین، آل اولاد ورشتہ داروں، پڑوسیوں یا دیگر حقوقُ العباد سے ہو۔
- اطاعت کی راہ میں حائل اسباب کو دور کیجئے۔ جب اسباب دور ہو جائیں گے تو اللہ پاک کے فضل وکرم سے اطاعت بھی نصیب ہو جائے گی، اطاعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے چند اسباب یہ ہیں: علمِ دِین حاصل نہ کرنا، دِین دار لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرنا، برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا، دنیوی محبت کو دل میں بسا لینا، لمبی لمبی امیدیں لگالینا، موت کو بھول جانا، فکرِ آخرت سے غافل ہو جانا، گناہوں میں مبتلا ہو جانا وغیرہ۔

سبق نمبر 10 توکُّل کا بیان

توکُّل کی اہمیت پر فرمانِ الٰہی

اللہ پاک قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (پ28، الطلاق:3) تَرْجَمَۂ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

آیت کی تفسیر

اللہ پاک پر توکُّل کرنا عظیم کام ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ کریم پر توکُّل کرے اور اسی پر بھروسہ رکھے اور اپنا معاملہ اسی کے سپرد کر دے کیونکہ جو اللہ پاک پر توکُّل کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے تمام

دُنیوی اور اُخروی امور میں اسے کافی ہوتا ہے۔[1]

تَوَکُّل کی اہمیت پر فرمانِ مصطفٰے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسا کرو جیسے اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔"[2]

تَوَکُّل کی تعریف

تَوَکُّل کی تعریف یوں ہے کہ اسباب و تدابیر کو اختیار کرتے ہوئے فقط اللہ پاک پر اِعتماد و بھروسا کیا جائے اور تمام کاموں کو اُس کے سپرد کر دیا جائے۔

تَوَکُّل کا حکم

اللہ پر (مطلق) توکل کرنا فرضِ عین ہے۔[3] واضح رہے کہ اَسباب اور تدابیر کو ترک کر کے گوشہ نشینی اِختیار کر لینے اور کسب (یعنی رِزقِ حلال کمانا) ترک کر دینے کی شرعاً اِجازت نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: "توکل ترکِ اَسباب کا نام نہیں بلکہ اِعتماد علی الاسباب کا ترک (توکل) ہے۔"[4] یعنی اَسباب کو چھوڑ دینا توکل نہیں بلکہ اسباب پر اعتماد نہ کرنے (ربّ پر اعتماد کرنے) کا نام توکل ہے۔

تَوَکُّل اپنانے کے طریقے

❀ تَوَکُّل کی معلومات حاصل کیجئے۔ اس کے لئے مُکاشَفۃُ القلوب اور احیاءُ العلوم کا مطالعہ کریں۔ تَوَکُّل کے فوائد اور فضائل پر غور کیجیے۔ تَوَکُّل کرنے والوں کے واقعات کا مطالعہ کیجئے۔ تَوَکُّل کرنے والوں کی صحبت اختیار کیجئے۔

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ28، الطلاق، تحت الآیۃ: 3، 10/202

2 ... ترمذی، ابواب الزہد، باب فی التوکل علی اللہ، 4/154، حدیث: 2351

3 ... فضائل دعا، ص287

4 ... فتاویٰ رضویہ، 24/379

ربِّ کریم کی بارگاہ میں توکُّل کے حصول کی دعا کیجئے۔

- ربِّ کریم کی قدرتِ کاملہ پر یقین رکھیے۔ بندہ رِزق اور دیگر ضروریات کے متعلق اللہ پاک کے ضامن اور کفیل ہونے کا تصور رکھے اور اللہ پاک کے کمالِ علم، اس کی کمالِ قدرت کا تصور کرے۔
- مخلوق کی محتاجی سے بچنے کا عزم کرلیجیے کہ اس طرح بندہ مخلوق سے بے نیاز ہو کر فقط خالق ہی پر بھروسا کرے گا کیونکہ توکُّل کی بے شمار برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ مخلوق کی محتاجی سے بچ جاتا ہے۔
- پرسکون اور خوشحال زندگی پر نظر رکھیے۔ ہماری کامیابی میں ذہنی اور قلبی سکون کا بہت بڑا کردار ہے، ذہنی اور قلبی طور پر مطمئن شخص عموماً پرسکون اور خوشحال زندگی گزارتا ہے اور توکُّل سے ذہنی و قلبی سکون اور راحت حاصل ہوتی ہے۔

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ میرے شیخ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اکثر مجلس میں فرمایا کرتے تھے: اپنی تدبیر اُس ذات کے سپرد کردے جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے (یعنی فقط اللہ ربّ العزت پر توکُّل کر) تو راحت پائے گا۔[1]

سبق نمبر 11 خوفِ خدا کا بیان

خوفِ خدا کی اہمیت پر فرمانِ الٰہی

اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِۚ (پ27، الرحمٰن:46)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے ربّ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

آیت کی تفسیر

اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جسے دنیا میں قیامت کے دن اپنے ربّ کے حضور حساب کی جگہ میں حساب کے لئے کھڑے ہونے کا ڈر ہو اور وہ گناہوں کو چھوڑ دے اور فرائض کی بجا آوری کرے تو اس کے لئے آخرت میں دو جنتیں ہیں۔[2]

1... منہاج العابدین، ص113

2... تفسیر صراط الجنان، پ27، الرحمٰن، تحت الآیۃ:46

خوفِ خدا کی اہمیت پر دو فرامینِ مصطفےٰ

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: حکمت کی اصل اللہ پاک کا خوف ہے۔[1]

سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا: اگر تم مجھ سے ملنا چاہتے ہو تو میرے بعد بھی اللہ پاک سے بہت ڈرتے رہنا۔[2]

خوفِ خدا کا مطلب

خوف سے مراد وہ قلبی کیفیت ہے جو کسی ناپسندیدہ امر کے پیش آنے کی توقع کے سبب پیدا ہو، مثلاً پھل کاٹتے ہوئے چھری سے ہاتھ کے زخمی ہو جانے کا ڈر۔ جبکہ خوفِ خدا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کی بے نیازی، اس کی ناراضگی، اس کی گرفت اور اس کی طرف سے دی جانے والی سزاؤں کا سوچ کر انسان کا دل گھبراہٹ میں مبتلا ہو جائے۔[3]

خوفِ خدا کا حکم

خوفِ خدا تمام نیکیوں اور دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کی اصل ہے، خوفِ خدا نجات دلانے اور جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔

خوفِ خدا پیدا کرنے کے طریقے

❀ ربِّ کریم کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیجئے۔ خوفِ خدا کے حصول لیے بارگاہ ربُّ الْعزت میں دعا کیجئے۔ خوفِ خدا کے فضائل پیشِ نظر رکھیے۔ جہنم کے عذابات پر غور و تفکر کیجئے۔ خوفِ خدا کے بارے میں بزرگانِ دِین کے اَحوال کا مطالعہ کیجئے۔ خوفِ خدا رکھنے والوں کی صحبت اِختیار کیجئے۔

❀ خود اِحتسابی کی عادت اپناتے ہوئے فکرِ مدینہ کیجئے: اپنی ذات کا مُحاسبہ کر لینے کی عادت اپنا لینے سے بھی خوفِ خدا کے حصول کی منزل پر پہنچنا قدرے آسان ہو جاتا ہے۔

---

1 ... شعب الایمان، باب فی الخوف من اللہ تعالی، 1/470، حدیث: 743

2 ... احیاء العلوم، 4/472

3 ... احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، باب بیان حقیقۃ الخوف، 4/190 ماخوذا

سبق نمبر12 امیدوں کی کمی بیان

لمبی اُمید کی مذمّت

اللہ پاک قرآنِ پاک میں اِرشاد فرماتا ہے:

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۳﴾ (پ14، الحجر:3)

تَرجَمۂ کنزالایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔

آیت کی تفسیر

تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار ہونا اور لذاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہو جانا ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علیُ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: لمبی امیدیں آخرت کو بُھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتباع حق سے روکتا ہے۔[1]

جنت میں داخل ہونے کا نسخہ

سرکارِ دوعالم نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے دریافت فرمایا: کیا تم سب جنت میں داخل ہونا پسند کرتے ہو؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: جی ہاں یا رَسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم! ارشاد فرمایا: امیدیں کم کرو اور اپنی موت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور اللہ پاک سے حیا کرو جیسے اس سے حیا کرنے کا حق ہے۔[2]

اُمیدوں کی کمی کی تعریف

نفس کی پسندیدہ چیزوں یعنی لمبی عمر، صحت اور مال میں اضافے وغیرہ کی امید نہ ہونا "اُمیدوں کی کمی" کہلاتا ہے۔[3] اگر

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ14، الحجر، تحت الآیۃ:3
2 ... موسوعۃ ابن ابی دنیا، کتاب قصر الامل، 3/310، حدیث:31
3 ... فیض القدیر، 2/709، تحت الحدیث:2550 ماخوذا

لمبی عمر کی خواہش مستقبل میں نیکیوں میں اضافے کی نیت کے ساتھ ہو تو اب بھی "اُمیدوں کی کمی" ہی کہلائے گی۔[1]

امیدوں کی کمی کا حکم

اُمیدوں کی کمی دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت میں مشغول رکھنے، نجات دلانے اور جنّت میں لے جانے والا عمل ہے۔

کم امیدی اپنانے کے طریقے

❀ **چھوٹی امید سے متعلق روایات کا مطالعہ کیجئے۔** لمبی امیدوں کی ہلاکتوں پر غور کیجئے۔ اُمیدوں کی کمی سے متعلق اَقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے۔ امیدوں کی کمی وزیادتی، فوائد ونقصانات کی معلومات حاصل کیجئے۔

❀ **ہر وقت موت کو پیش نظر رکھیے۔** موت کی یاد اُمیدوں کی کمی کا بہت بڑا سبب ہے۔ نزع وقبر کے وحشت ناک ماحول کا تصور کیجئے۔ حشر یعنی قیامت کی ہولناکیوں کا تصور کیجئے۔

❀ **اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کیجئے۔** امیدوں کی کمی کا یہ ایک بہترین علاج ہے، کیونکہ جس کا دل خوف خدا سے معمور ہوتا ہے وہ لمبی لمبی امیدیں لگانے کی بجائے اپنے ربِّ کریم کی عبادت واطاعت میں مصروف ہوجاتا ہے۔

❀ **دل کو حب دنیا سے پاک کیجئے۔** لمبی امیدوں کا ایک بہت بڑا سبب دنیا کی محبت بھی ہے، جب بندے کے دل میں دنیا کی محبت گھر کر جاتی ہے تو وہ لمبی لمبی امیدیں لگانے کی آفت میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس کے اندر طویل عرصے تک زندہ رہنے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔

سبق نمبر 13 صدق (سچ بولنے) کا بیان

قرآن میں سچ کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝۳۳ (پ24، الزمر:33)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

---

1 ... الحدیقۃ الندیۃ، 2/ 383 ماخوذا

آیت کی تفسیر

اس آیت مبارکہ میں سچ لے کر تشریف لانے والے سے مراد حضور نبیِ رحمت شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور تصدیق کرنے والے سے مُراد امیرُ الْمُؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا تمام مؤمنین ہیں۔[1]

سچ کی فضیلت اور جھوٹ کی مذمت

اللہ پاک کے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک صدق (سچ) نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ پاک کے ہاں صدیق (بہت بڑا سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور بے شک کِذب (جھوٹ) گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ پاک کے ہاں کَذَّاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔"[2]

سچ کی تعریف

حضرت علامہ سید شریف جرجانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ صدق یعنی سچ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "صدق کا لغوی معنی واقع کے مطابق خبر دینا ہے۔"[3]

سچ بولنے کا حکم

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دِینی و دُنیوی تمام معاملات میں سچ بولے کہ سچ بولنا نجات دلانے اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

سچ اپنانے کے طریقے

❀ **سچ کے فضائل کا مطالعہ کیجئے۔** سچ سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَقوال کا مطالعہ کیجئے۔ سچ کے دُنیوی واُخروی فوائد پر غور

---

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ24، الزمر، تحت الآیۃ: 33

2 ... مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب... الخ، ص1077، حدیث: 6637

3 ... التعریفات للجرجانی، باب الصاد، ص95

کیجئے۔ جھوٹ بولنے کی وعیدوں کو پیشِ نظر رکھیے۔ جھوٹ بولنے کے دُنیوی واُخروی نقصانات پر غور کیجئے۔ اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کیجئے۔

❀ **اُخروی فائدے کو دُنیوی نقصان پر ترجیح دیجئے۔** بسا اوقات بظاہر تھوڑے سے دُنیوی فائدے کے پیشِ نظر بھی بندہ جھوٹ بول لیتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جھوٹ بولنا فقط پہلی بار آسان ہوتا ہے اس کے بعد اس میں مشکل ہی مشکل ہوتی ہے، نقصان ہی نقصان ہوتا ہے، جبکہ سچ بولنا فقط پہلی بار مشکل ہوتا ہے بعد میں اس میں آسانیاں ہی آسانیاں ہوتی ہیں۔

سبق نمبر14 اچھی اُمید کا بیان

قرآن میں اچھی اُمید کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًاؕ (پ24،الزمر:53)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت میں اللہ پاک نے بندوں پر اپنی کامل رحمت، فضل اور احسان کا بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ!، آپ فرما دیں کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے کفر اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر زیادتی کی، تم اللہ پاک کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اور یہ خیال نہ کرنا کہ ایمان قبول کر لینے کے بعد سابقہ کفر و شرک پر تمہارا مُؤاخذہ ہو گا، بیشک اللہ پاک اُس کے سب گناہ بخش دیتا ہے جو اپنے کفر سے باز آئے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے، بیشک وہی گناہوں پر پردہ ڈال کر بخشنے والا اور مصیبتوں کو دور کر کے مہربانی فرمانے والا ہے۔[1]

[1]... تفسیر صراط الجنان، پ24، الزمر تحت الآیۃ: 53، 8/ 486

اچھی اُمید کے متعلق فرمانِ مصطفےٰ

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو آپ کی وفات سے تین دن پہلے یہ فرماتے سنا کہ: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس طرح کہ اللہ پاک سے اچھی اُمید رکھتا ہو۔[1]

اچھی اُمید کی تعریف

آئندہ کے لئے بھلائی اور بہتری کی اُمید رکھنا "رَجا" ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اچھا بیج حاصل کرکے نرم زمین میں بودے اور اس زمین کو گھاس پھوس وغیرہ سے صاف کردے اور وقت پر پانی اور کھاد دیتا رہے پھر اس بات کا امیدوار ہو کہ اللہ پاک اس کھیتی کو آسمانی آفات سے محفوظ رکھے گا تو میں خوب غلہ حاصل کروں گا تو ایسی آس اور امید کو "رَجا" کہتے ہیں۔[2]

اچھی اُمید کا حکم

اللہ پاک سے اچھا گمان رکھنا واجب ہے۔[3]

اچھی اُمید کی اقسام

حضرت سیدنا ابنِ خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رَجا تین طرح کی ہے: (1) کوئی شخص اچھا کام کرے اس کی قبولیت کی اُمید رکھے۔ (2) کوئی شخص بُرا کام کرے پھر توبہ کرے اور وہ مغفرت کی اُمید رکھتا ہو۔ (3) جھوٹا شخص جو گناہ کرتا چلا جائے اور کہے میں مغفرت کی اُمید رکھتا ہوں۔[4] پہلی دو قسم کی رَجا محمود جبکہ آخری قسم کی رجا مذموم ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: اَلْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللہِ الْجَنَّۃَ یعنی احمق وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرے پھر اللہ پاک سے جنت کی تمنّا رکھے۔[5]

---

1 ... مسلم، کتاب الجنة، وصفة نعیمها، باب امر بحسن الظن باللہ عند الموت، ص1177، حدیث: 7229

2 ... احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان حقیقة الرجا، 4/174، 175 ملخصا

3 ... تفسیر خزائن العرفان، پ26، الحجرات، تحت الآیة: 12

4 ... الرسالة القشیریة، باب الرجا، ص168-169

5 ... احیاء العلوم، 4/415

اچھی اُمید اپنانے کے طریقے

رجا کے فضائل میں غور و فکر کیجئے۔ رجا سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَحوال کا مطالعہ کیجئے۔ رجا سے متعلق روایات اور بزرگانِ دِین کے اَقوال میں غور کیجئے۔

سبق نمبر 15 غناء کابیان

غناء کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰىۙ(۴۸) (پ27، النجم:48) تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ اُس نے غنٰی دی اور قناعت دی۔

آیت کی تفسیر

یعنی اللہ کریم ہی لوگوں کو مال و دولت سے نواز کر غنی کرتا ہے اور قناعت کی نعمت سے بھی وہی نوازتا ہے۔[1]

غناء کے متعلق نصیحتِ مصطفےٰ

حضرتِ سَیِّدُنا ابو ایوب اَنصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایک مختصر سی نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھو اور ہرگز ایسی بات نہ کرو جس سے تمہیں کل معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے مکمل نا امید ہو جاؤ۔[2]

غناء کی تعریف

جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اُس سے نااُمید ہونا غَنا ہے۔[3]

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ27، النجم، تحت الآیۃ:48، 9/579

2 ... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الحکمۃ، 4/455، حدیث:4171

3 ... معجم کبیر، 10/139، حدیث:10239

غناء پیدا کرنے کے طریقے

❀ غَنَا کے فضائل کا مطالعہ کیجئے۔ غَنَا سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَقوال وَاَحوال پر غور کیجئے۔ اللہ پاک پر کامل یقین رکھیے۔ غَنَا کے حصول کی دعا کیجئے۔ غَنَا اختیار کرنے والوں کی صحبت اختیار کیجئے۔ غَنَا کے فوائد پر نظر کیجئے۔

❀ زُہد و قناعت اختیار کیجئے۔ زُہد دنیا سے بے رغبتی دلاتا ہے جبکہ قناعت تھوڑے پر راضی ہونے پر اُبھارتا ہے اور یہ دونوں چیزیں غَنَا پر معاون ثابت ہوتی ہیں کہ آدمی زُہد و قناعت اختیار کرکے دوسروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور تھوڑے پر راضی رہ کر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلیتا ہے یوں وہ زُہد و قناعت کے ساتھ غَنَا کی دولت بھی سمیٹ لیتا ہے۔

❀ مال و دولت کی حرص کو ختم کیجئے۔ مال و دولت کی حرص کو ختم کیجئے کہ یہ انسان کے لیے بہت ہی خطرناک ہے۔ اگر اس کی روک تھام نہ کی جائے تو بسا اوقات یہ دُنیوی بربادیوں کے ساتھ ساتھ اُخروی ہلاکتوں کی طرف بھی لے جاتی ہے اور اسے ختم کرکے ہی غَنَا کی دولت حاصل ہو سکتی ہے۔

سبق نمبر 16 مال سے بے رغبتی کا بیان

قرآن میں مال سے بے رغبتی کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِؕ (پ30، التکاثر:5) تَرجَمۂ کنزالایمان: ہاں! ہاں! اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبت نہ رکھتے۔

آیت کی تفسیر

اے لوگو! ہاں ہاں اب نزع کے وقت کثرتِ مال کی حرص اور اولاد پر فخر و غرور کرنے کے برے نتیجے کو جلد جان جاؤ گے۔ پھر یقیناً تم قبروں میں جلد جان جاؤ گے۔ یقیناً اگر تم مال کی حرص کا انجام یقینی علم کے ساتھ جانتے تو مال کی حرص میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہوتے۔ [1]

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ30، التکاثر، تحت الآیۃ:5، 10/814

حدیث میں مال سے بے رغبتی کی اہمیت

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو پسند نہیں کرتا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے پاس مال ہے؟“ اُس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ”اپنا مال آگے بھیج دو (یعنی آخرت کے لیے صدقہ کرو)، کیونکہ مؤمن کا دل اپنے مال کے ساتھ ہوتا ہے اگر اس نے اسے آگے بھیج دیا تو اس سے ملنا چاہتا ہے اور اگر پیچھے چھوڑ دے تو اس کے ساتھ پیچھے رہنا چاہتا ہے۔“[1]

مال سے بے رغبتی کی تعریف

مال سے محبت نہ رکھنا اور اس کی طرف رغبت نہ کرنا مال سے بے رغبتی کہلاتا ہے۔

مال سے بے رغبتی کا حکم

امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس قدر مال کی ضرورت ہوتی ہے اس کا حصول ممنوع نہیں۔ مال ضرورت سے زیادہ ہو تو زہرِ قاتل ہے جبکہ ضرورت کی مقدار ہو تو نفع بخش دوا ہے اور ان دونوں کے درمیان مختلف درجات ہیں جن کے بارے میں شُبہات ہیں۔ مال کی وہ مقدار جو ضرورت سے زائد کے قریب ہو وہ اگرچہ زہرِ قاتل نہ ہو لیکن نقصان دہ ہے اور جو مقدار ضرورت کے قریب ہو وہ اگر نفع مند دوا نہ بھی ہو تو کم نقصان دہ ہے۔ زہر کا پینا حرام اور دوا کا استعمال ضروری ہے۔[2]

مال سے بے رغبتی اپنانے کے طریقے

❀ مال سے بے رغبتی کے فضائل میں غور کیجئے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ”جو شخص دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے اللہ پاک اس کے دل میں حکمت داخل فرما کر اس کی زبان پر جاری فرما دیتا ہے، اسے دنیا کی بیماری اور اس کے علاج کی پہچان عطا فرماتا ہے اور اسے دنیا سے صحیح سلامت نکال کر سلامتی کے گھر (یعنی جنت کی طرف) لے جاتا ہے۔“[3]

1 ... الزہد لابن مبارک، باب فی طلب الحلال، ص224، حدیث:634

2 ... احیاء العلوم، کتاب الفقر والزہد، بیان تفصیل الزہد فیما ہو من ضروریات الحیاۃ، 4/296

3 ... شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، 7/346، حدیث:10532

❀ مال سے بے رغبتی کے متعلق اقوال بزرگانِ دین میں غور کیجئے۔ مال کی طرف رغبت کرنے کے نقصانات میں غور کیجئے۔ مال سے بے رغبتی کے متعلق بزرگانِ دین کے احوال کا مطالعہ کیجئے۔ مال سے بے رغبتی کے فوائد میں غور کیجئے۔ مال سے بے رغبتی کے لئے اس کی آفات اور ہلاکتوں میں غور کیجئے۔ مال و دولت کی حرص کا خاتمہ کیجئے۔

❀ قیامت کے حساب وکتاب سے خود کو ڈرایئے۔ ضرورت اور حاجت سے زائد مال کمانا اگرچہ جائز ہے لیکن یاد رکھیے جس کا مال جتنا زیادہ ہوگا قیامت کے روز اس کا حساب وکتاب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

سبق نمبر 17 خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا بیان

قرآن میں خفیہ تدبیر سے ڈرنے کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۠ (۹۹) (پ9، الاعراف:99)

تَرجَمۂ کنزالایمان: کیا اللہ کی خَفی تدبیر سے نڈر ہیں تو اللہ کی خَفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔

آیت کی تفسیر

اس آیت میں اللہ پاک کے خاص غضب کا ذکر ہے چنانچہ فرمایا گیا: کیا کفار اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہیں اور اس کے ڈھیل دینے اور دُنیوی نعمتیں دینے پر مغرور ہو کر اس کے عذاب سے بے فکر ہو گئے ہیں سن لو! اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے صرف تباہ ہونے والے لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں اور اس کے مخلص بندے اس کا خوف رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے خوف کا دل سے نکل جانا سخت نقصان کا سبب ہے، اللہ پاک کی ڈھیل یا اس کا کسی بندے کو گناہ پر نہ پکڑنا یہ اس کی خفیہ تدبیر ہے لہٰذا ہر وقت اللہ کریم کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہنا چاہئے۔[1]

حدیث میں خفیہ تدبیر سے ڈرنے کی اہمیت

حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللہ پاک اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا فرماتا ہے حالانکہ وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اللہ پاک کی طرف سے ڈھیل ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے یہ آیت

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ9، الاعراف، تحت الآیۃ: 99، 3/390

مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۝ (پ7، الانعام: 44)

تَرجَمۂ کنزالایمان: پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں اُن کو کی گئیں تھیں ہم نے اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔[1]

خفیہ تدبیر سے ڈرنے کی تعریف

اللہ پاک کے پوشیدہ اَفعال سے واقع ہونے والے بعض اَفعال کو اس کی خفیہ تدبیر کہتے ہیں۔ اور اس سے ڈرنا اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا کہلاتا ہے۔[2]

خفیہ تدبیر سے ڈرنے کا حکم

اللہ پاک کی رحمت پر بھروسا کرتے ہوئے گناہوں میں مستغرق ہو جانا اور اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا کبیرہ گناہ ہے۔[3] لہٰذا ہر مسلمان پر اللہ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا واجب ہے۔

خفیہ تدبیر سے ڈر کو اپنانے کے طریقے

❀ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام و اولیاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کے احوال پر غور کرنا چاہیے۔ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، فرشتے اور اولیاء کرام بھی خوف زدہ رہتے ہیں،۔ اللہ پاک کے نبی اور فرشتے معصوم ہیں، ان سے اللہ پاک کی نافرمانی ممکن نہیں جبکہ ہم سراپا خطا ہیں۔ ہمیں ہر وقت اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

❀ بُرے خاتمے کا خوف کیجئے۔ ہر مسلمان کو بُرے خاتمے سے ڈرنا چاہیے کہ بُرے خاتمے کا خوف دل میں بٹھانے سے اللہ پاک کی خفیہ تدبیر کا خوف بھی دل میں بیٹھ جائے گا۔

---

1 ... معجم اوسط، 6/ 422، حدیث: 9272

2 ... احیاء العلوم، 4/ 504، 505 ماخوذا

3 ... الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ التاسعۃ والثلاثون، 1/ 185

❀ گزشتہ لوگوں کے واقعات پر غور کیجئے۔ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے متعلق بہت سے واقعات اِسلامی کتب میں بیان کیے گئے ہیں جن میں ایسے لوگوں کا تذکرہ ہے کہ جنھوں نے اپنی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری مگر اللہ پاک نے کسی خاص گناہ کے سبب اُن کی گرفت فرمالی اور اُن کا بہت بھیانک انجام ہوا۔

❀ اللہ پاک کی بے نیازی پر غور کیجئے۔ انسان اپنے عمل سے اللہ پاک کی ذات کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، اللہ پاک کی ذات بے نیاز ہے، بندہ چاہے جتنے نیک اعمال کرلے مگر اس کی بخشش یقینی نہیں، انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر بھروسا نہ کرے بلکہ ہر وقت اللہ پاک کی بے نیازی کو مدِ نظر رکھے۔ اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے۔

❀ اپنی نعمتوں پر غور کیجئے۔ جس شخص پر اللہ پاک نے دنیا میں مال و دولت، روزی میں کثرت، فرمانبردار اولاد کی نعمت، اچھی صحت، عہدہ وزارت یا صدارت یا حکومت وغیرہ کے ذریعے فراخی فرمائی ہے اسے یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں یہ آسائشیں اللہ پاک کی خفیہ تدبیر تو نہیں کہ مجھے دنیا میں یہ نعمتیں عطا کردی گئی ہیں اور آخرت میں مجھے ان نعمتوں سے محروم کردیا جائے گا۔

❀ اپنی آزمائشوں پر غور کیجئے۔ سرمایہ داروں وغیرہ کے ساتھ ساتھ ناداروں، بیماروں اور مصیبت کے ماروں کو بھی اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا لازمی ہے کہ ہو سکتا ہے ان آفتوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا ہو اور ناجائز گلہ شکوہ، غیر شرعی بے صبری اور غربت و مصیبت کو حرام ذرائع کے ذریعے ختم کرنے کی کوششیں آخرت کی تباہی کا سبب بن جائیں۔[1]

سبق نمبر 18 احترامِ مسلم کا بیان

قرآن میں احترامِ مسلم کی اہمیت

اللہ پاک کا فرمان ہے:

وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ (پ13، الرعد:21)

تَرْجَمَۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اُسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔

1 ... فیضانِ سنت، پیٹ کا قفلِ مدینہ، ص683

آیت کی تفسیر

صَدرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سید محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اللہ پاک کی تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کو مان کر بعض سے منکِر ہو کر ان میں تفریق (جدائی) نہیں کرتے یا یہ معنی ہیں کہ حقوقِ قرابت کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ قطع نہیں کرتے۔ اسی میں رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی قرابتیں اور ایمانی قرابتیں بھی داخل ہیں، سادات کرام کا احترام اور مسلمانوں کے ساتھ مودّت (پیار و محبت) و احسان اور ان کی مدد اور ان کی طرف سے مدافعت (دفاع) اور ان کے ساتھ شفقت اور سلام و دُعا اور مسلمان مریضوں کی عیادت اور اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں، سفر کے ساتھیوں کے حقوق کی رعایت بھی اس میں داخل ہے اور شریعت میں اس کا لحاظ رکھنے کی بہت تاکیدیں آئی ہیں، بکثرت احادیثِ صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔[1]

احترامِ مسلم کا درس

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: جانتے ہو مسلمان کون ہے؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: مؤمن کون ہے؟ ارشاد فرمایا: مؤمن وہ ہے کہ جس سے دوسرے مؤمن اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ سمجھیں۔[2]

اِحترامِ مسلم کی تعریف

مسلمان کی عزت و حرمت کا پاس رکھنا اور اسے ہر طرح کے نقصان سے بچانے کی کوشش کرنا اِحترامِ مسلم کہلاتا ہے۔

اِحترامِ مسلم کا حکم

اِحترامِ مسلم کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں ہر مسلمان کے تمام حقوق کا لحاظ رکھا جائے اور بلا اجازتِ شرعی کسی بھی

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ13، الرعد، تحت الآیۃ: 21

2 ... مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، 2/654، حدیث: 6942

مسلمان کی دِل شکنی نہ کی جائے۔ ہمارے پیارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی بھی کسی مسلمان کا دل نہ دُکھایا، نہ کسی پر طنز کیا، نہ کسی کا مذاق اڑایا، نہ کسی کو دُھتکارا، نہ کبھی کسی کی بے عزتی کی بلکہ ہر ایک کو سینے سے لگایا۔[1]

احترامِ مسلم کا جذبہ پیدا کرنے کے طریقے

❀ احترامِ مسلم کی فضیلت پر غور کیجئے۔ مسلمانوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا اور ان کا احترام کرنا بہت فضیلت کی بات ہے، ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ اسلامی رشتہ ہے جس کی وجہ سے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا اکرام کرے اور اس کی عزت کی حفاظت کرے اور ہمیشہ اس کی بے حرمتی سے بچتا رہے اور اگر کوئی دوسرا شخص مسلمان کی بے عزتی کرے یا اُسے تکلیف پہنچائے تو مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرے اور اس کی عزت پامال نہ ہونے دے۔

❀ مسلمان کی بے عزتی کرنے کی وعیدوں پر غور کیجئے۔ مسلمان کی بے عزتی کرنا بہت بُرا فعل ہے اور اُس کی بہت مذمت بیان کی گئی ہے۔ بے عزتی کرنے کی مختلف صورتیں ہیں: مسلمان کا مذاق اُڑانا، گالی دینا، چغلی لگانا، بہتان تراشی کرنا، جہاں اس کی عزت کی جاتی ہو وہاں اسے ذلیل کرنا، غیبت کرنا یا اس کی غیبت ہورہی ہو تو قدرت کے باوجود نہ روکنا بھی بے عزتی میں شامل ہے۔ اگر کسی مسلمان کو ذلیل و رُسوا کیا جارہا ہو تو دوسرے مسلمان پر لازم ہے کہ اس کا دفاع کرے اگر قدرت کے باوجود اس کی حمایت نہیں کرے گا تو خود بھی گناہ گار ہوگا۔

❀ حقوقُ العِباد ادا کرنے کا ذہن بنائیے۔ اِحترامِ مسلم صحیح طور پر بجالانے کے لیے مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی بہت ضروری ہے اور ان حقوق میں والدین، بہن بھائی، رشتہ دار، پڑوسی، دوست احباب کے حقوق بھی شامل ہیں۔

❀ حُسنِ اخلاق اپنائیے۔ حُسنِ اخلاق ایسی صفت ہے کہ جو اِحترامِ مسلم کی اصل ہے کیونکہ حسنِ اخلاق اچھائیوں کی جامع ہے، حسنِ اخلاق سے متصف انسان ایثار، دل جوئی، سخاوت، بُردباری، تحمل مزاجی، ہمدردی، اخوت و رواداری جیسی اعلیٰ صفات سے متصف ہوتا ہے اور یہ ہی وہ صفات ہیں جن سے انسان میں اِحترامِ مسلم کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

---

1 ... احترام مسلم، ص26-27

سبق نمبر 19 شیطان کی مخالفت کا بیان

شیطان انسان کا کُھلا دُشمن

اللہ پاک قرآنِ پاک میں اِرشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (۱۶۸) (پ2، البقرۃ:168)

تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دُشمن ہے۔

مخالفتِ شیطان پر ابھارنے کا انوکھا انداز

حضرت عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ہمیں سمجھانے کے لیے ایک لکیر کھینچی اور ارشاد فرمایا: یہ اللہ پاک کا راستہ ہے، پھر اس لکیر کے دائیں بائیں متعدد لکیریں کھینچیں اور ارشاد فرمایا: یہ مختلف راستے ہیں، ان میں سے ہر ایک پر ایک شیطان ہے جو لوگوں کو اس پر چلنے کی دعوت دیتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ (پ8، الانعام:153)

تَرْجَمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو۔[1]

مخالفت شیطان کیا ہے؟

اللہ پاک کی عبادت کرکے شیطان سے دشمنی کرنا، اللہ پاک کی نافرمانی میں شیطان کی پیروی نہ کرنا اور صدقِ دِل سے ہمیشہ اپنے عقائد و اَعمال کی شیطان سے حفاظت کرنا مخالفت شیطان ہے۔[2]

مخالفتِ شیطان کا حکم

علامہ عبدُ الرَّحمٰن بن علی جوزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: شیطان مردود کی مخالفت اللہ پاک کے عذاب سے بچا دیتی ہے

1 ... سنن کبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر، باب سورۃ الانعام، 6/343، حدیث:11174
2 ... مکاشفۃ القلوب، ص52 ماخوذا

اور اللہ پاک کے اولیاء کے ساتھ جنت میں اعلیٰ مقام عطا کر دیتی ہے اور اس مقام پر پہنچا دیتی ہے کہ تم ربُّ العالمین کی زیارت کر سکو گے۔[1]

شیطان کی مخالفت اپنانے کے طریقے

❀ شیطان کے مقاصد پر غور کیجئے۔ شیطان کی مخالفت پر کمربستہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں اس کے مقاصد معلوم ہوں کیونکہ جب ہمیں اس کے ناپاک عزائم کا علم ہو گا تو ہمارے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا ہو گی اور اس کی مخالفت کا ذہن بنے گا۔ شیطان کے چند مقاصد ہیں: (1) بندے سے اس کا ایمان چھیننا تاکہ وہ دائمی طور پر جہنم کا حقدار بن جائے، اگر ایمان نہ چھین سکے تو پھر اس کا مقصد ہوتا ہے کہ (2) بندے کو فسق و فجور میں مبتلا کرے، اگر یہ اپنے اس مقصد میں بھی کامیاب نہ ہو تو پھر اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ (3) بندے کو نیک اعمال سے روکے تاکہ وہ اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔ لہٰذا انسان کو شیطان کے مذموم مقاصد اپنے ذہن میں رکھنے چاہئیں تاکہ دل میں اس کی مخالفت کا جذبہ پیدا ہو۔[2]

❀ اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کیجئے۔ شیطان اللہ پاک اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دُشمن ہے اسی لیے وہ ہمارا بھی دُشمن ہے اور ہمیں اس کی مخالفت کرنی ہے، جب ہم اللہ پاک اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے محبت کریں گے تو اُن کی اطاعت کریں گے اور اُن کی اطاعت ہی شیطان کی مخالفت ہے۔

❀ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے۔ شیطان کے فریب کو جاننے کی کوشش کیجئے: شیطان کی مخالفت کرنے کے لیے اس کے مکر و فریب کو جاننا بہت ضروری ہے، بعض اوقات شیطان نیکی کی آڑ میں بُرائی کو پیش کرتا ہے کیونکہ جب وہ بظاہر بندے کو گناہ کی طرف بلانے پر قادر نہیں ہوتا تو گناہ کو نیکی کی صورت میں پیش کرتا ہے اور بندے کو گناہ میں مشغول ہونے کا علم ہی نہیں ہوتا۔

❀ اللہ پاک کا ذکر کیجئے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”شیطان اِبنِ آدم کے دل پر اپنی سونڈ رکھے ہوئے ہوتا ہے اگر وہ اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور

---

1 ... بستان الواعظین، مجلس فی الاستعاذۃ، ص27

2 ... اصلاح اعمال، 1/197 ماخوذا

اگر اللہ پاک کو بھول جائے تو فوراً اُس کے دل پر غالب آجاتا ہے۔"[1]

❀ بھوک سے کم کھایئے: پیٹ بھر کر کھانا شیطان کی مخالفت میں رُکاوٹ بنتا ہے کیونکہ کھانا اگرچہ حلال اور شبہ سے پاک ہو مگر اسے پیٹ بھر کر کھانے سے شہوات کو تقویت ملتی ہے اور شہوات شیطان کے ہتھیار ہیں۔

سبق نمبر20 شکر کا بَیان

شکر کی اہمیت

اللہ کریم قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝ (پ13، ابراہیم:7)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

آیت کی تفسیر

تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ شکر کی اصل یہ ہے کہ آدمی نعمت کا تصوّر اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ مُنْعِم (یعنی نعمت دینے والے) کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اِعتراف کرے اور نفس کو اس کا خُوگر بنائے۔ یہاں ایک باریکی ہے وہ یہ کہ بندہ جب اللہ پاک کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و کرم و اِحسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ پاک کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ مقام بہت برتر (اونچا) ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ مُنْعِم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کو نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے، یہ مقام صدیقوں کا ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل سے ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے چار چیزیں مل گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی: (1) شکر کرنے والا دل (2) ذکر کرنے والی زبان (3) آزمائش پر صبر کرنے والا

1... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب مکائد الشیطان، 4/536، حدیث:22

بدن اور (4) اپنے آپ اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔[1]

شکر کی تعریف

شکر کی تعریف یہ ہے کہ کسی کے اِحسان و نعمت کی وجہ سے زبان، دل یا اَعضاء کے ساتھ اس کی تعظیم کرنا۔

شکر کا حکم

اللہ کریم کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔ شکر ادا کرنا رِضائے الٰہی اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

شکر کی عادت اپنانے کے طریقے

- **شکر کے فضائل و واقعات کا مطالعہ کیجیے۔** ربِّ کریم کی نعمتوں پر غور کیجیے۔ شکر گزاروں کی صحبت اِختیار کیجیے۔
- **اپنے سے کم تر وادنیٰ پر نظر کیجئے۔** مثلاً یوں غور کیجئے کہ ہمارے پاس رہنے کے لیے اپنا مکان ہے مگر کئی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس اپنا مکان نہیں، اس طرح ربِّ کریم کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرنے کا مدنی ذہن بنے گا۔
- **نعمتوں کے زوال کا خوف کیجئے۔** کیونکہ نعمتوں پر شکر ادا کیا جائے تو ان میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر ان کی ناشکری کی جائے تو وہ نعمتیں چھینی جاسکتی ہیں۔
- **مختلف اَعضاء سے شکر ادا کیجئے۔** دل کے ساتھ اس طرح کہ بھلائی کا ارادہ کیجئے، زبان کے ساتھ اس طرح کہ شکر کا اظہار کرتے ہوئے اللہ پاک کی حمد کیجئے اور اعضاء کے ساتھ اس طرح کہ اس نعمت کو اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے استعمال میں لائیے اور اس کی نافرمانی والے کاموں میں اس سے مدد نہ لیجئے۔
- مصیبتوں پر بھی شکر کیجئے۔ کہ بندہ جب مصیبتوں پر شکر کی عادت بنالے گا تو خود بخود نعمتوں پر بھی شکر بجالائے گا۔

سبق نمبر21 دل کی نرمی کا بَیان

قرآن میں نرمیِ دل کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب

[1]... معجم اوسط، 5/244، حدیث: 7212

الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔ (پ4، آل عمران:159)

نَرم دل والا اللہ کا پسندیدہ

رَسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ پاک نرم دل، پاک دامن غنی کو پسند فرماتا ہے اور سنگدل بدکردار سائل کو ناپسند فرماتا ہے۔[1]

نرمیِ دل کی تعریف

دل کا خوفِ خدا کے سبب اِس طرح نرم ہونا کہ بندہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے اور نیکیوں میں مشغول کرلے۔ نصیحت اُس کے دل پر اَثر کرے، گناہوں سے بے رغبتی ہو، گناہ کرنے پر پشیمانی ہو، بندہ توبہ کی طرف متوجہ ہو، شریعت نے اس پر جو جو حقوق لازم کئے ہیں ان کی اچھے طریقے سے ادائیگی پر آمادہ ہو، اپنے آپ، گھربار، رشتہ داروں و خلقِ خدا پر شفقت ورحم ونرمی کرے۔ کلی طور پر اس کیفیت کو دل کی نرمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نرم دل کا حکم

وہ اُمور جو دل کی سختی دور کرنے اور دل میں نرمی پیدا کرنے کا سبب بنیں انہیں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

دل میں نرمی پیدا کرنے کے طریقے

❀ **دل کی سختی کے ممکنہ نقصانات پر غور کیجئے۔** چند نقصانات یہ ہیں: دل کی سختی عمل کو ضائع کردینے کا سبب ہے۔ سخت دلی سے بے رحمی کا اندیشہ ہے۔ سخت دل لوگ اللہ کریم اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ناپسند ہیں۔

❀ **نرم دلی کے فوائد پر غور کیجئے۔** چند فوائد یہ ہیں: نرم دل شخص رحم دل ہوتا ہے، سب پر رحم کرتا ہے، نرم دل لوگ اللہ پاک اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پسند ہیں۔

❀ **بھوک سے کم کھایئے۔** اس سے دل نرم ہوتا ہے، پیٹ بھر کر کھانے سے دل کی سختی پیدا ہوتی ہے۔ فضول گفتگو سے پرہیز کیجیے۔ فضول گوئی سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے۔ گناہوں کے خلاف اِعلانِ جنگ کر دیجئے۔ گناہ خواہ ظاہری ہوں یا

---

1 . . . مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فی الشیخ الجعول والبذی والفاجر، 8/144، حدیث:13027

باطنی، دونوں ہی دل کی سختی کا سبب ہیں۔

❀ **یتیم و مسکین کی خیر خواہی کیجیے۔** ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سخت دلی کی شکایت کی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تو دل کی نرمی چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر۔

❀ **موت کو کثرت سے یاد کیجیے۔** موت دل کی نرمی کا بہترین نسخہ ہے۔ چنانچہ ایک عورت نے اُمُّ الْمؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے اپنے دل کی سختی کے بارے میں شکایت کی تو انہوں نے فرمایا: "موت کو زیادہ یاد کرو اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔" اس عورت نے ایسا ہی کیا تو دل کی سختی جاتی رہی، پھر اس نے ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا شکریہ ادا کیا۔

❀ **زیارتِ قبور کیجیے۔** زیارتِ قبور دل کی سختی کا ایک بہترین علاج اور دل کی نرمی میں بہت معاون ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ زیارتِ قبور دل کی نرمی، اَشک باری (رونے کا سبب) اور آخرت کی یاد دلانے والی ہے۔

❀ **اللہ والوں کی صحبت اختیار کیجیے۔** حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جیسے لوہا نرم ہو کر اوزار اور سونا نرم ہو کر زیور اور مٹی نرم ہو کر کھیت یا باغ، آٹا نرم ہو کر روٹی وغیرہ بنتے ہیں ایسے ہی اِنسان دل کا نرم ہو کر ولی، صوفی، عارف وغیرہ بنتا ہے۔ دل کی نرمی اللہ کی بڑی نعمت ہے، یہ نرم دلی بزرگوں کی صحبت اور اُن کے پاک کلمات سے نصیب ہوتی ہے۔

سبق نمبر22 — زھد کا بیان

قرآن میں زہد کی اہمیت

اللہ پاک قارون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ(۷۹) وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں، بولے وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے، اور بولے وہ جنہیں علم

ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ (پ20، القصص:79-80) دیا گیا خرابی ہو تمہاری اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے اور یہ اُنہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں۔

حدیث میں زہد کی اہمیت

ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ہر وہ مؤمن جو دل کا صاف اور زبان کا سچا ہو۔ عرض کی گئی: صاف دل والے سے کیا مراد ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ متقی اور مخلص شخص جس کے دل میں خیانت، دھوکا، بغاوت اور حسد نہ ہو۔ پھر عرض کی گئی: ایسے شخص کے بعد کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ شخص جو دنیا سے نفرت اور آخرت سے محبت کرنے والا ہو۔[1]

زُہد کی تعریف

دنیا کو ترک کرکے آخرت کی طرف مائل ہونے یا غَیْرُ اللہ کو چھوڑ کر اللہ کریم کی طرف متوجہ ہونے کا نام زُہد ہے۔ اور ایسا کرنے والے کو زاہد کہتے ہیں۔ زُہد کی مکمل اور جامع تعریف حضرت سیدنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا قول ہے، آپ فرماتے ہیں: زُہد یہ ہے کہ بندہ ہر اس چیز کو ترک کردے جو اسے اللہ پاک سے دور کرے۔

زہد کا حکم

زُہد نجات دلانے اور جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔

زہد کی اقسام

حضرت ابراہیم بن اَدہم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَحکام کے اعتبار سے زُہد کی تین اَقسام ہیں: (1) فرض کہ بندہ اپنے آپ کو حرام چیزوں سے بچائے۔ (2) نفل کہ بندہ اپنے آپ کو حلال چیزوں سے بھی بچائے۔ (3) احتیاط کہ بندہ شبہات سے اپنے آپ کو بچائے۔

زہد کے درجات

زُہد کے تین درجات ہیں:

---

1 ... شعب الایمان للبیہقی، باب فی حفظ اللسان، 4/205، حدیث: 4800

جو شخص اللہ پاک کے سوا ہر چیز یہاں تک کہ جنتُ الفردوس سے بھی بے رغبتی اختیار کرے۔ صرف اللہ سے محبت کرے وہ زاہد مطلق ہے جو کہ زُہد کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔

جو شخص تمام دُنیوی لذات سے بے رغبت ہو لیکن اُخروی نعمتوں مثلاً جنتی حوروں، محلات وباغات، نہروں اور پھلوں وغیرہ کی لالچ کرے وہ بھی زاہد ہے لیکن اس کا مرتبہ زاہد مطلق سے کم ہے۔

جو شخص دُنیوی لذات میں سے بعض کو ترک کرے اور بعض کو نہیں۔ مثلاً مال و دولت کو ترک کرے، مرتبے اور شہرت کو نہیں یا کھانے پینے میں وسعت کو ترک کردے زینت و آرائش کو نہیں، اس کو مطلقاً زاہد نہیں کہا جاسکتا۔ زاہدین میں ایسے شخص کا وہی مرتبہ ہے جیسے توبہ کرنے والوں میں اس شخص کا جو بعض گناہوں سے توبہ کرے اور بعض سے نہ کرے۔

زُہد اختیار کرنے کے طریقے

❀ زُہد کے فضائل وفوائد پر غور کیجئے۔ زُہد سے متعلق اَقوال بزرگانِ دِین پر غور کیجئے۔ زُہد سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَحوال کا مطالعہ کیجئے۔

❀ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے نقصانات پر غور کیجئے۔ رَسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اللہ کریم اسے تین باتوں میں مبتلا فرمادے گا: (1) ایسا غم جو کبھی اس کے دل سے جدا نہ ہو گا۔ (2) ایسا فقر جس سے کبھی نجات نہ ملے گی اور (3) ایسی لالچ جو کبھی ختم نہ ہو گی۔

سبق نمبر23 محبتِ الٰھی کا بیان

محبتِ الٰہی کی اہمیت

اللہ کریم قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ (پ2، البقرۃ:165) ترجَمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

محبتِ الٰہی کے تقاضے

اللہ کے مقبول بندے تمام مخلوقات سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ محبتِ الٰہی میں جینا اور محبتِ الٰہی میں مرنا

ان کی حقیقی زندگی ہوتا ہے۔ اپنی خوشی پر اپنے رب کی رضا کو ترجیح دینا، نرم وگداز بستروں کو چھوڑ کر بارگاہِ نیاز میں سر بَسجود ہونا، یادِ الٰہی میں رونا، رضائے الٰہی کے حصول کیلئے تڑپنا، سردیوں کی طویل راتوں میں قیام اور گرمیوں کے لمبے دنوں میں روزے، اللہ پاک کیلئے محبت کرنا، اسی کی خاطر دشمنی رکھنا، اسی کی خاطر کسی کو کچھ دینا اور اسی کی خاطر کسی سے روک لینا، نعمت پر شکر، مصیبت میں صبر، ہر حال میں خدا پر توکل، اپنے ہر معاملے کو اللہ کے سپرد کر دینا، احکامِ الٰہی پر عمل کیلئے ہمہ وقت تیار رہنا، دل کو غیر کی محبت سے پاک رکھنا، اللہ کے محبوبوں سے محبت اور اللہ کے دشمنوں سے نفرت کرنا، اللہ پاک کے پیاروں کا نیاز مند رہنا، اللہ پاک کے سب سے پیارے رسول و محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دل و جان سے محبوب رکھنا، اللہ کریم کے کلام کی تلاوت، اللہ پاک کے مقرب بندوں کو اپنے دلوں کے قریب رکھنا، ان سے محبت رکھنا، محبتِ الٰہی میں اضافے کیلئے ان کی صحبت اختیار کرنا، اللہ پاک کی تعظیم سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کرنا، یہ تمام امور اور ان کے علاوہ سینکڑوں کام ایسے ہیں جو محبتِ الٰہی کی دلیل بھی ہیں اور اس کے تقاضے بھی ہیں۔[1]

محبتِ الٰہی کی اہمیت پر فرمانِ مصطفےٰ

حضرت ابورَزین عُقَیلی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارَسولَ اللہ! ایمان کیا ہے؟ اِرشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ اللہ کریم اور اس کا رسول تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں۔[2]

محبتِ الٰہی کی تعریف

طبیعت کا کسی لذیذ شے کی طرف مائل ہو جانا محبت کہلاتا ہے اور محبتِ الٰہی سے مراد اللہ پاک کا قرب اور اس کی تعظیم ہے۔

تعریف کی وضاحت

حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ محبّتِ الٰہی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بندے کی اللہ پاک سے محبّت وہ ایک صفت ہے جو فرماں بردار مؤمن کے دل میں ظاہر ہوتی ہے جس کا معنٰی تعظیم و تکریم بھی ہے

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ:165، 1/ 264

2 ... مسند احمد، مسند المدنیین، 5/ 470، حدیث:16194

یہاں تک کہ بندہ محبوب کی رضا طلب کرنے میں لگا رہتا ہے اور اس کے دیدار کی طلب میں بے خبر ہو کر اس کی قربت کی آرزو میں بے چین ہو جاتا ہے اور اسے اُس کے بغیر چین و قرار حاصل ہی نہیں ہوتا۔ اس کی عادت اپنے محبوب کے ذکر کے ساتھ ہو جاتی ہے اور وہ بندہ غیر کے ذکر سے دور اور متنفر رہتا ہے۔ وہ تمام طبعی رغبتوں و خواہشوں سے جدا ہو کر اپنی خواہشات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، وہ غلبۂ محبّت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور خُدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیتا ہے اور اسے کمال اوصاف کے ساتھ پہچاننے لگتا ہے۔

محبتِ الٰہی کا حکم

امام محمد بن محمد غزالی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: امت کا اِس بات پر اجماع ہے کہ اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت کرنا فرض ہے۔

محبتِ الٰہی پیدا کرنے کے طریقے

- اِنسان دیکھے کہ اس کا کمال و بقاء محض اللہ کریم کی طرف سے ہے۔ وہی ذات اس کو عدم سے وجود میں لانے والی، اس کو باقی رکھنے والی اور اس کے وجود میں صفات کمال، ان کے اسباب اور ان کے استعمال کی ہدایت پیدا کرکے اسے کامل کرنے والی ہے تو ایسی ذات سے ضرور محبت رکھنی چاہئے۔
- جس طرح اللہ کریم کو پہچاننے کا حق ہے اگر بندہ اس طرح اُسے پہچانے تو ضرور جان جائے گا کہ اس پر احسان کرنے والا صرف اللہ کریم ہی ہے اور محسن سے محبت فطری ہوتی ہے لہٰذا اللہ کریم سے محبت رکھنی چاہئے۔
- اللہ پاک جمیل ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: "اِنَّ اللهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ یعنی اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔[1] اور جمال والے سے محبت فطری اور جِبِلّی ہے لہٰذا اللہ پاک سے محبت کا یہ بھی ایک سبب ہے۔
- اللہ پاک کی نعمتوں میں غور کیجئے۔ انسان دیکھے کہ اللہ پاک جو مُنْعِمِ حقیقی ہے تمام نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں اور وہ ہر مخلوق کو اپنی نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ یہ اِحساس انسان کے اندر مُنْعِمِ حقیقی کی محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔
- اللہ پاک کے عدل اور فضل و رحمت میں غور کیجئے۔ انسان غور کرے کہ تو اسے عدل و انصاف میں سب سے بڑھ کر

[1] ... مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص61، حدیث: 265

ذات اللہ کریم ہی کی دکھائی دے گی اور وہ یہ بھی دیکھے گا کہ کافروں اور گناہ گاروں پر بھی اس کی رحمت جاری ہے باجود یہ کہ وہ اس کی نافرمانی اور سرکشی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ غور و فکر انسان کو اللہ پاک سے محبت پر اُبھارے گا۔

سبق نمبر 24 خلوت نشینی کا بیان

قرآن میں خلوت نشینی کی اہمیت

اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ۸

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے ربّ کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔ (پ29، المزمل:8)

آیت کی تفسیر

مولانا مفتی محمد نعیمُ الدّین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یعنی عبادت میں اِنقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ پاک کے سوا اور کسی طرف مشغول نہ ہو، سب علاقہ (تعلقات) قطع (ختم) ہو جائیں، اسی کی طرف توجہ رہے۔[1]

خلوت نشینی نجات کا ذریعہ

حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور تم کو تمہارا گھر کافی رہے اور اپنی خطاؤں پر رووٴ۔[2]

خلوت نشینی کی تعریف

بندے کا اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے، تقویٰ و پرہیز گاری کے درجات میں ترقی کرنے اور گناہوں سے بچنے کے لیے اپنے گھر یا کسی مخصوص مقام پر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر اس طرح معتدل انداز میں نفلی عبادت کرنا خلوت

1 ... تفسیر خزائن العرفان، پ29، المزمل، تحت الآیۃ:8
2 ... ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، 4/182، حدیث:2414

وگوشہ نشینی کہلاتا ہے کہ حقوقُ اللہ (یعنی فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ) اور شریعت کی طرف سے اس پر لازم کیے گئے تمام حقوق کی ادائیگی، والدین، گھر والوں، آل اَولاد ودیگر حقوقُ العباد (بندوں کے حقوق) کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

جبکہ صوفیائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کے نزدیک لوگوں میں ظاہری طور پر رہتے ہوئے باطنی طور پر ان سے جدا رہنا یعنی خود کو ربِّ کریم کی طرف متوجہ رکھنا خلوت وگوشہ نشینی ہے۔

خلوت نشینی کا حکم

مطلقاً خلوت رِضائے الٰہی پانے، خود کو نیکیوں میں لگانے، گناہوں سے بچانے اور جنت میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

❀ ایسا عالِمِ دین جس سے لوگ علمِ دِین حاصل کرتے ہوں اور اگر یہ خلوت اختیار کرلے تو لوگ شرعی مسائل سے محروم ہو کر گمراہی میں جا پڑیں گے تو ایسے عالم کے لیے کلیۃً خلوت اِختیار کرنا ناجائز وممنوع ہے البتہ ایسا صاحبِ علم شخص جس کے پاس اپنی ضرورت کا علم موجود ہے اور اس کے خلوت اختیار کرنے سے لوگوں کا بھی کوئی نقصان نہیں تو ایسے شخص کے لیے خلوت اختیار کرنا جائز ہے۔

❀ ایسا شخص جو ضروریاتِ دِین (فرائض وواجبات وسنن مُؤکدہ) سے ناواقف ہو، اگر علم حاصل نہ کرے گا تو نفس وشیطان کے بہکاوے میں آکر گمراہی کے گڑھے میں گر جائے گا ایسے شخص کے لیے خلوت اختیار کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ فرض علوم کو حاصل کرے۔

❀ اگر خلوت اختیار کرنے میں کسی بھی طرح حقوقُ اللہ یا حقوقُ العباد کی تلفی ہوتی ہو تو ایسی خلوت اختیار کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔ مثلاً کوئی شخص گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر اس طرح ذکر واَذکار وعبادت وغیرہ میں مصروف ہو جائے کہ جماعت بھی ترک کردے، جمعہ وعیدین میں بھی سستی ہو جائے، کسبِ حلال ترک کر دے اور اسے یا اس کے گھر والوں کو اس خلوت کی وجہ سے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے تو ایسی خلوت ناجائز وحرام ہے۔

خلوت اختیار کرنے کا ذہن بنانے کے طریقے

❀ خلوت سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَقوال کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ آدابِ خلوت کی معلومات حاصل کیجئے۔ ❀ خلوت سے متعلق بزرگانِ دِین کے اَقوال وواقعات کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ برے لوگوں کی صحبت کے نقصانات پر غور کیجیے۔ ❀

خلوت کے دِینی و دُنیوی فوائد پیش نظر رکھیے۔

سبق نمبر 25 موت کو یاد کرنے کا بیان

قرآن میں موت کا ذکر

اللہ پاک قرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (پ17، الانبیاء:35) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

حدیث میں موت کا ذکر

رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو ختم کرنی والی (موت) کو زیادہ یاد کیا کرو۔[1] یعنی موت کو یاد کر کے لذتوں کو بدمزہ کر دو تاکہ ان کی طرف طبیعت مائل نہ ہو اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ پاک کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔[2]

موت کو یاد کرنے کا حکم

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر حال میں موت کو یاد کرنے میں ثواب اور فضیلت ہے اور یہ ثواب اور فضیلت دنیا میں مگن شخص بھی موت کو یاد کر کے پا سکتا ہے اس طرح کہ دنیا سے الگ تھلگ رہے تاکہ دنیاوی نعمتوں میں دلچسپی نہ رہے اور لذتیں بدمزہ ہو جائیں کیونکہ ہر وہ لذت و خواہش جو انسان کے لیے بدمزہ ہو وہ اسبابِ نجات میں سے ہے۔[3]

موت کو یاد کرنے کا ذہن بنانے کے طریقے

❀ موت سے متعلق روایات کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ موت سے متعلق اقوالِ بزرگانِ دِین کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ جنازوں میں شرکت کیجئے۔ ❀ قبرستان جانے کی عادت بنایئے۔ ❀ موت سے متعلق کتب و رسائل کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ عبرت ناک واقعات کا مطالعہ یا مشاہدہ کیجئے۔ ❀ موت کے بعد پیش آنے والے حالات پر مشتمل کتب کا مطالعہ کیجئے۔ ❀ دنیا سے چلے جانے والے لوگوں کے احوال کو یاد کیجئے۔

---

1 ... ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الموت والاستعداد، 4/495، حدیث:4258
2 ... احیاء العلوم، 5/477
3 ... احیاء العلوم، 5/477

سبق نمبر1

حَسَد کا بیان

قرآن میں حسد کی مذمت

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍؕ (پ5،النساء:32)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی۔

آیت کی تفسیر

جب ایک انسان دوسرے کے پاس کوئی ایسی نعمت دیکھتا ہے جو اس کے پاس نہیں تو اس کا دل تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اس کی حالت دو طرح کی ہوتی ہے: (1) وہ انسان یہ تمنا کرتا ہے کہ یہ نعمت دوسرے سے چھن جائے اور مجھے حاصل ہو جائے۔ یہ حسد ہے اور حسد مذموم اور حرام ہے۔ (2) دوسرے سے نعمت چھن جانے کی تمنا نہ ہو بلکہ یہ آرزو ہو کہ اس جیسی مجھے بھی مل جائے، اسے غِبطہ کہتے ہیں یہ مذموم نہیں۔[1]

حدیث میں حسد کا ذکر

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: حَسَد سے بچو! بے شک حَسَد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔[2]

حسد کی تعریف

کسی کی دِینی یا دُنیاوی نِعْمَت کے زَوال (یعنی چھن جانے) کی تمنّا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فُلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، حَسَد کہلاتا ہے۔[3] حَسَد کرنے والے کو حَاسِد اور جس سے حَسَد کیا جائے اسے مَحسود کہتے ہیں۔

حسد کا حکم

حَسَد حرام ہے۔[4] اگر غیر اِختیاری طور پر دل میں کسی کے بارے میں حَسَد آیا اور یہ اس کو بُرا جانتا ہے تو اس پر گُناہ

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ5، النساء تحت الآیۃ:32، 2/191

2 ... ابوداود، کتاب الادب، باب فی الحسد، 4/360، حدیث: 4903

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی، الخلق الخامس عشر الحسد، المبحث الاول، 1/600، ملتقطا

4 ... فتاویٰ رضویہ، 13/648

نہیں (جب تک کہ اَعضا سے اس کا اثر ظاہِر نہ ہو)۔[1]

حَسَد کی مثالیں

❀ کسی کو مالی طور پر خوش حال دیکھ کر یہ تمنّا کرنا کہ اس سے یہ نِعمَت چھن کر مجھے مِل جائے۔ ❀ خوش اِلْحَان (خوبصورت آواز والے) نعت خوان کے بارے میں یہ خواہش کرنا کہ اس کی آواز خراب ہو جائے۔ ❀ ایک شَخْص دِینی یا دُنْیَوی اعتبار سے کسی منصب پر فائِز ہے اس کے بارے میں تمنّا کرنا کہ یہ مَقام ومَرتَبہ اس سے چھن جائے۔

حسد کرنے کے اسباب

ایک انسان دوسرے انسان سے درج ذیل اسباب کی وجہ سے حسد کرتا ہے:

(1) بُغْض وکینہ (2) خود پر دوسرے کی بَرتَری بَرداشْت نہ کرنا (3) تکبُّر (4) اِحْسَاسِ کمتری (5) حُبِّ جاہ۔

حَسَد سے بچنے کے طریقے

حسد سے بچنے کے طریقے درج ذیل ہیں:

❀ زِیادہ طَلَبی کی حرص خَتْم کیجئے اور جو مِلا جتنا مِلا اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعَت اِخْتِیار کیجئے۔

❀ دوسروں کی نعمتوں کے بارے میں زیادہ سوچنا چھوڑ دیجئے کیونکہ اپنے سے زیادہ نعمتوں والے کے بارے میں سوچتے رہنے سے اَکْثَر اِحْسَاسِ کمتری پیدا ہوتا ہے جس سے حَسَد جَنم لیتا ہے۔

❀ حَسَد کے نَتائج پر غور کیجئے کہ حَسَد کرنے والا آدمی سُکُون میں نہیں رہتا، دوسروں سے نِعْمَت چھن جانے کی خواہش اسے ہمیشہ بے سُکُون رکھتی ہے اور یہ خود کو جہنّم کے دردناک عذاب کا حق دار بناتا ہے۔

❀ خود آگے بڑھ کر سلام اور مُصَافَحہ کرنے کی عادت اپنائیے، اِنْ شَآءَ اللہ! اس کی برکت سے دل سے بُغْض وکینہ دُور ہو گا اور محبت بڑھے گی اور حَسَد کا مَرَض بھی خَتْم ہو گا۔

❀ موت کو کثرت سے یاد کیجئے۔ حضرت ابودَرْدَاء رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے رِوَایت ہے کہ جو مَوت کو کثرت کے ساتھ یاد کرے اس کے حَسَد اور خوشی میں کمی آجائے گی۔[2]

---

1 ... الحدیقۃ الندیۃ، الباب الثانی، الخلق الخامس عشر الحسد، المبحث الاول، 1 / 601، بتغیر قلیل

2 ... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، کلام ابی الدرداء، 19 / 178، حدیث: 35725

رِیاکاری کا بَیان

سبق نمبر2

قرآن میں ریاکاری کا ذکر

فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۠ (پ16،الکہف:110)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے ربّ سے ملنے کی امید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے ربّ کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

آیت کی تفسیر

یعنی تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں تو جو اپنے ربّ سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ شرکِ اکبر سے بھی بچے اور ریاء سے بھی جس کو شرکِ اصغر کہتے ہیں۔[1]

حدیث میں ریاکاری کا ذکر

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک جہنّم میں ایک وادی ہے جس سے جہنّم روزانہ 400 مرتبہ پناہ مانگتا ہے، یہ وادی اُمّتِ مُحَمَّدِیَّہ کے اُن رِیاکاروں کے لئے تیّار کی گئی ہے جو قرآنِ پاک کے حافِظ، غیرُ اللّٰہ کے لئے صدقہ کرنے والے، اللّٰہ پاک کے گھر کے حاجی اور راہِ خُدا میں نکلنے والے ہوں گے۔[2]

ریاکاری کی تعریف

اللّٰہ پاک کی رِضا کے عِلاوہ کسی اور اِرادے سے عِبَادت کرنا رِیاکارِی کہلاتا ہے۔[3]

ریاکاری کی مثالیں

❀ عِلمِ دین اس لئے حاصِل کرنا کہ اس کے ذریعے دنیا کا مال کمائے یا لوگوں میں اس کی واہ واہ ہو۔ ❀ نماز اس لئے پڑھنا کہ لوگ اسے نیک نمازی سمجھیں۔ ❀ حج اس لئے کرنا کہ لوگ اسے حاجی صاحِب کہہ کر پُکاریں۔ ❀ سخی مشہور

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ16، الکہف، تحت الآیۃ:110، 6/55

2 ... معجم کبیر، 12/175، حدیث:12803

3 ... الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر، 1/86

ہونے کے لئے صدقہ و خیرات کرنا وغیرہ۔

ریاکاری کا حکم

❀ ریاکاری حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[1]

چند احکام

❀ رِیا کی وجہ سے عِبادت کا ثواب نہیں مِلتا بلکہ گُناہ ہوتا ہے اور یہ شَخْص (یعنی رِیاکاری کرنے والا) مستحقِ عذاب ہوتا ہے۔[2] ❀ رِیا سے عِبادت ناجائز نہیں ہو جاتی (یعنی ایسا نہیں کہ رِیاکاری سے نماز پڑھی تو اسے تَرکِ نماز سمجھا جائے) بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر رِیاکار آخر میں رِیا سے (سچی) توبہ کرے تو اس پر رِیا کی عِبادت کی قضاء واجِب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گُزشتہ نامقبول رِیا کی عِبادات بھی قبول ہو جائیں گی۔[3]

رِیاکاری کرنے کے اسباب

(1) شُہرت کی خواہش، (2) مَذمّت (یعنی لوگوں کے بُرا کہنے) کا خوف، (3) مال و دولت کی حرص۔[4]

رِیاکاری سے بچنے کے طریقے

ریاکاری سے بچنے کے طریقے درج ذیل ہیں:

❀ تنہائی ہو یا ہجوم یکساں عَمَل کیجئے۔ مثلاً جس طرح خُشُوع و خُضُوع کے ساتھ لوگوں کے سامنے نماز پڑھتے ہیں تنہائی میں بھی اُس انداز کو قائم رکھئے۔

❀ اپنی نیکیوں کو بھی اس طرح چُھپایئے جس طرح اپنے گُناہوں کو چُھپاتے ہیں بِالْخُصُوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خوب نگرانی کیجئے کیونکہ ہو سکتا ہے نفس میں اس عِبادت کو ظاہِر کرنے کی حرص جوش مارے اور یوں رِیاکاری میں مبتلا کر دے۔

---

1 ... الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر، 1/76
2 ... بہارِ شریعت، 3/629، حصہ 16
3 ... مرآۃ المناجیح، 7/127
4 ... نیکی کی دعوت، ص87

❀ رِیاکاری کے خوفناک عذابات کا مُطَالَعَہ کیجئے کہ کسی بھی مرض سے بچنے اور اس کا عِلاج کرنے کے لئے اس کے مُہلِکات یعنی تباہ کاریوں کا جاننا مُفِید ہوتا ہے۔

❀ اپنی نِیَّت کی حِفاظت کیجئے اور ہر جائز و نیک عَمَل کرنے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے۔

❀ وظیفہ: روزانہ یہ دُعا تین بار پڑھ لیجئے اللہ پاک چھوٹی بڑی ہر طرح کی رِیا سے دُور رکھے گا۔ دُعا یہ ہے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ“[1]

سبق نمبر 3 — کینہ کا بیان

قرآن میں کینہ کا ذکر

وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَاۚ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُۚ (پ8، الاعراف:43)

تَرجَمۂ کنز الایمان: اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دِکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ نہ دِکھاتا۔

آیت کی تفسیر

اس سے مَعْلُوم ہوا کہ پاکیزہ دِل ہونا جنتیوں کا وَصْف ہے اور اللہ پاک کے فَضْل سے اُمید ہے کہ جو یہاں اپنے دل کو بُغض و کینہ اور حَسَد سے پاک رکھے گا اللہ پاک قیامت کے دن اسے پاکیزہ دِل والوں یعنی جنتیوں میں داخِل فرمائے گا۔ جنّت میں جانے سے پہلے سب کے دِلوں کو کینہ سے پاک کر دیا جائے گا۔[2]

حدیث میں کینہ کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بے شک چُغْل خوری اور کینہ پَرْوَرِی جہنّم میں ہیں، یہ دونوں کسی مسلمان کے دِل میں جمع نہیں ہوسکتے۔[3]

1 ... نیکی کی دعوت، ص104

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ8، الاعراف، تحت الآیہ:43، 3/319

3 ... معجم اوسط، 3/301، حدیث:4653

کینہ کی تعریف

انسان دِل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے دُشمنی رکھے، نَفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ باقی رہے تو اسے کینہ کہتے ہیں۔[1]

کینہ کی علامات اور مثالیں

❀ کسی سے پہلے کی طرح خوش مزاجی اور نرمی و مہربانی کے ساتھ پیش نہ آنا ❀ اس کو سلام کرنے اور ملاقات کرنے کو دل نہ کرنا ❀ اس کو دیکھنے اور اس کے ساتھ بات کرنے کو جی نہ چاہنا ❀ اس کی خیر خواہی کا خَیال نہ کرنا وغیرہ۔

کینہ کا حکم

مسلمان سے بِلاوَجہِ شَرعی کینہ و بُغض رکھنا حرام ہے۔[2] اگر کسی نے ظُلم کیا اور اس وجہ سے دل میں اس کا کینہ ہے تو یہ حرام نہیں۔[3]

کینہ پیدا ہونے اسباب

(1) غصّہ (2) بدگمانی (3) جُوا (4) نعمتوں کی کثرت (5) لڑائی جھگڑا۔

کینہ سے بچنے کے طریقے

❀ سلام و مُصافَحہ میں پہل کرنے کی عادت اپنائیے، اِنْ شَآءَ اللہ! دل سے بُغض و کینہ کا خاتمہ ہوگا۔ ❀ بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے۔ ❀ اللہ پاک کی رِضا کے لئے مسلمانوں سے مَحبّت رکھئے۔ ❀ کینہ کے شَرعی اَحکام پیشِ نظر رکھئے اور جہنّم کے عذاب سے خود کو ڈرایئے۔

سبق نمبر 4 بدگمانی کا بیان

قرآن میں بدگمانی کا ذکر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو

---

1 ... احیاء العلوم، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، 3/223

2 ... فتاوی رضویہ، 6/526

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السادس عشر، المقالۃ الاولی... الخ، 1/629، ملتقطا

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ26،الحجرات:12) بے شک کوئی گمان گُناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔

آیت کی تفسیر

آیت کے اس حصے میں اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں کو بہت زیادہ گمان کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بعض گمان ایسے ہیں جو محض گناہ ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ گمان کی کثرت سے بچا جائے۔ امام فخرُ الدّین رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: (یہاں آیت میں گمان کرنے سے بچنے کا حکم دیا گیا) کیونکہ گمان ایک دوسرے کو عیب لگانے کا سبب ہے، اس پر قبیح افعال صادر ہونے کا مدار ہے اور اسی سے خفیہ دشمن ظاہر ہوتا ہے اور کہنے والا جب ان اُمور سے یقینی طور پر واقف ہو گا تو وہ اس بات پر بہت کم یقین کرے گا کہ کسی میں عیب ہے تاکہ اسے عیب لگائے، کیونکہ کبھی فعل بظاہر قبیح ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ممکن ہے کرنے والا اسے بھول کر کر رہا ہو یا دیکھنے والا غلطی پر ہو۔[1]

حدیث میں بدگمانی کا ذکر

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ پاک نے مسلمان کا خون، مال اور اس سے بدگمانی (کو دوسرے مسلمان پر) حرام کیا ہے۔[2]

بدگمانی کی تعریف

بِلا دلیل دُوسرے کے بُرے ہونے کا دِل سے اِعْتِقادِ جازِم (یعنی یقین) کر لینا بدگمانی کہلاتا ہے۔[3]

بدگمانی کی مِثالیں

❀ نعت شریف یا سُنَّتوں بھرا بیان سُن کر کسی کو روتا دیکھا تو اس کے بارے میں یہ خیال دل میں جما لینا (یعنی یقین کر لینا) کہ یہ لوگوں کو دِکھانے کے لئے رو رہا ہے۔ ❀ کال رسیو نہ ہونے پر بِلا وجہ اس بات کا یقین کر لینا کہ وہ جان بوجھ کر میری کال رسیو نہیں کر رہا۔ ❀ طے کئے گئے وَقْت اور مقام پر کوئی آدمی نہیں پہنچ پایا تو بِلا وجہ اُس کے بارے میں یہ یقین

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ26، الحجرات، تحت الآیۃ:12، 9/433

2 ... شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، 5/296، حدیث:2706

3 ... فیض القدیر، 3/157، تحت الحدیث:2901

کر لینا کہ یہ دھوکا باز ہے۔

بد گمانی کا حکم

مسلمان پر بد گمانی حرام و کبیرہ (گُناہ ہے)۔[1]

چند احکام

❀ اگر کوئی شک میں مبتلا کرنے والے بُرے کاموں میں اِعْلَانیہ طور پر مَشْغُول ہو جیسے شراب کی دُکان میں آنا جانا تو اس صورت میں بد گمانی حرام نہیں۔[2] ❀ یاد رہے کہ اِعْلَانیہ گُناہ کرنے والوں سے بد گمانی جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی بدگوئی کرنا یا عیب اُچھالنا شروع کر دیا جائے بلکہ ایسی صورت میں رِضائے اِلٰہی کے لئے صِرْف دل میں انہیں بُرا سمجھا جائے۔[3]

بد گمانی پیدا ہونے کے اسباب

(1) بُغْض و کینہ (2) تَجَسُّس یعنی دوسروں کے چُھپے حال کی جُسْتُجُو۔

بد گمانی سے بچنے کے طریقے

❀ اپنے مسلمان بھائیوں کی خُوبیوں پر نظر رکھئے۔ ❀ اپنی بُرائیوں پر نظر کیجئے اور انہیں دُور کرنے میں لگ جائیے۔ ❀ جب بھی دل میں کسی مسلمان کے بارے میں بد گمانی پیدا ہو تو اپنی تَوَجُّہ اس کی طرف کرنے کے بجائے بد گمانی کے شَرْعی اَحْکَام کو پیشِ نظر رکھئے اور بد گمانی کے انجام پر نِگاہ رکھتے ہوئے خود کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیے۔ ❀ جس سے بد گمانی ہو اس کے لئے دُعائے خیر کیجئے۔

سبق نمبر 5

تکبر کا بیان

قرآن میں تکبر کا ذکر

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَؕ-اِنَّهٗ

تَرْجَمَۂ کنزالایمان: فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چُھپاتے

1 ... فتاویٰ رضویہ، 8/ 80

2 ... تفسیر روح المعانی، پ26، الحجرات، تحت الآیۃ: 12، 13/ 428 ملتقطا

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الرابع والعشرون، 2/ 12 ملخصا

لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ﴿۲۳﴾ (پ14،النحل:23) اور جو ظاہِر کرتے ہیں بے شک وہ مَغْرُوروں کو پسند نہیں فرماتا۔

حدیث میں تکبر کا ذکر

رسولُ الله صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: متکبرین کا حَشْر قیامت کے دِن چیونٹیوں کے برابر جسموں میں ہو گا اور ان کی صُورَتیں آدمیوں کی ہوں گی، ہر طرف سے ان پر ذِلَّت چھائے ہوئے ہو گی، ان کو کھینچ کر جہنَّم کے قید خانے کی طرف لے جایا جائے گا۔ جس کا نام بُولس ہے۔ ان کے اوپر آگوں کی آگ ہو گی، اُنہیں جہنمیوں کا نچوڑ پِلایا جائے گا جس کو طِیْنَةُ الْخَبال کہتے ہیں۔[1]

تکبر کی تعریف

اگر کوئی اپنے آپ کو دوسرے سے افضل سمجھے تو یہ تکبُّر ہے۔[2]

تکبُّر کی مِثالیں

❀ امیر کا غریب کو گھٹیا تَصَوُّر کرنا ❀ بڑے عُہدے والے کا چھوٹے عُہدے والے کو اپنے سے کم تَر جاننا ❀ اعلیٰ حَسَب ونَسَب والے کا دوسروں کو نیچ (گھٹیا) خیال کرنا ❀ طاقتور کا کمزور کو حقیر اور اپنا غُلام سمجھنا وغیرہ۔

تکبر کا حکم

تکبُّر حرام ہے اور عظیم کبیرہ گُناہ ہے۔[3]

چند احکام

❀ اللہ پاک یا کسی نبی عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے مُقابلے میں تکبُّر کُفر ہے۔[4] ❀ کُفّار کے مُقابلے میں تکبُّر عِبادت ہے۔[5]

---

1 ... ترمذی، کتاب صفة القیامة...الخ، باب44، 4/221، حدیث:2500

2 ... مفردات راغب، کتاب الکاف، ص421

3 ... فتاوی رضویہ 23/614

4 ... مرآۃ المناجیح، 6/655

5 ... مرآۃ المناجیح، 2/39

تکبُّر پیدا ہونے کے اسباب

(1) مال و دَولَت (2) عُہدہ و منصب (3) عِلْم (4) حَسَب نَسَب (5) حُسْن و جَمال (6) طاقت و قُوَّت (7) خود پسندی (8) بُغْض و کینہ۔

تکبُّر سے بچنے کے طریقے

❀ اپنے عیبوں پر نظر کیجئے۔ ❀ سلام و مُصافَحہ میں پَہَل کرنے کی عادت بنائیے۔ ❀ اپنے کام خود اپنے ہاتھوں سے کیجئے۔ ❀ سادَگی اِخْتِیار کیجئے۔ ❀ تکبُّر کے خوفناک عذابات کا مُطالَعَہ کیجئے کہ کسی بھی مَرض سے بچنے اور اس کا عِلاج کرنے کے لئے اس کے مُہلِکات یعنی تباہ کاریوں کا جاننا مُفِید ہوتا ہے۔ ❀ موت کو کثرت سے یاد کیجئے۔

سبق نمبر 6 بدشگونی کا بیان

قرآن میں بدشگونی کا ذکر

فِرْعَون اور اس کے پیروکاروں کے مُتَعَلِّق اِرْشادِ باری ہے:

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓىٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (۱۳۱)

(پ9،الاعراف:131)

تَرجَمۂ کنزالایمان: تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب بُرائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے سُن لو ان کے نصیبہ (مُقدّر) کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں۔

آیت کی تفسیر

فرعونی کفر میں اس قدر راسخ ہوچکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی بڑھتی ہی رہی، جب انہیں سرسبزی و شادابی، پھلوں، مویشیوں اور رزق میں وسعت، صحت، آفات سے عافیت و سلامتی وغیرہ بھلائی ملتی تو کہتے یہ تو ہمیں ملنا ہی تھا کیونکہ ہم اس کے اہل اور اس کے مستحق ہیں۔ یہ لوگ اس بھلائی کو نہ تو اللہ کریم کا فضل جانتے اور نہ ہی اس کے انعامات پر شکر ادا کرتے۔ اور جب انہیں، قحط، خشک سالی، مرض، تنگی اور آفت وغیرہ کوئی برائی پہنچتی تو اسے حضرت

موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے اور کہتے کہ یہ بلائیں اُن کی وجہ سے پہنچیں، اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ آتیں۔[1]

حدیث میں بدشگونی کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اچھا یا بُرا شگون لینے کے لئے پرندہ اُڑانا، بدشگونی لینا اور طرق (یعنی کنکر پھینک کر یا رَیت میں لکیر کھینچ کر فال نِکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہیں۔[2]

بدشگونی کی تعرِیف

کسی چیز (مثلاً شخص، عمل آواز یا وَقْت) سے بُری فال لینا (یعنی یہ سمجھنا کہ اس کی نُحُوست کا کسی کے حالات پر بُرا اثر پڑے گا) بد شگُونی ہے۔[3]

بدشگونی کی مِثالیں

❀ ایک شَخْص سفر کے اِرادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں کالی بلی راستہ کاٹ کر گزر گئی، اب وہ شَخْص یہ سمجھ کر سفر سے رُک گیا کہ کالی بلّی کے راستہ کاٹنے کی نُحُوست کی وجہ سے مجھے سفر میں کوئی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ ❀ دکان کھلتے ہی پہلا گاہک (Customer) کوئی چیز خریدے بغیر واپس چلا گیا تو اس بات سے بدشگونی لیتے ہوئے یہ یقین کر لیا کہ آج کے دن میری بکری (Sale) اچھی نہیں ہوگی۔ ❀ ماہِ صَفَر کو مصیبتیں اور آفتیں اترنے کا مہینہ سمجھتے ہوئے اس میں نیا کاروبار شروع نہ کرنا، گھر سے باہر آمد و رَفْت میں کمی کر دینا وغیرہ۔

بدشگونی کا حکم

بدشگونی حرام[4] اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ9، الاعراف، تحت الآیۃ: 131، 3/411

2 ... ابوداود، کتاب الطب، باب فی الخط وزجر الطیر، 4/22، حدیث: 3907

3 ... النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، حرف الطاء، باب الطاء مع الیاء، 3/138

4 ... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الخامس والعشرون، 2/17

چند احکام

❀ اگر کسی نے بد شگونی کا خَیال دل میں آتے ہی اسے جھٹک دیا تو اس پر کچھ اِلزام نہیں۔ ❀ لیکن اگر اس نے بد شگونی کی تاثیر کا اِعْتِقَاد رکھا اور اسی اِعْتِقَاد کی بنا پر اس کام سے رُک گیا تو گنہگار ہو گا مثلاً کسی چیز کو مَنحوس سمجھ کر سفر یا کاروبار کرنے سے یہ سوچ کر رُک گیا کہ اب مجھے نُقصان ہی ہو گا تو اب گنہگار ہو گا۔[1]

بد شگونی کے اَسْباب

(1) عِلْمِ دین سے دُوری (2) رَسْم و رواج کی پیروی (3) کُفّار کے ساتھ دوستی، میل جول، اُٹھنا بیٹھنا۔

بد شگونی سے بچنے کے طریقے

❀ عِلْمِ دین حاصِل کیجئے۔ (اگر یہ بات ذِہن میں اچھی طرح بیٹھ جائے کہ ہر بھلائی، بُرائی اللہ پاک نے اپنے عِلْمِ اَزَلی کے مُطابِق مُقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے عِلْم سے جانا اور وہی لکھ لیا، تو بد شگونی دل میں جگہ نہیں بنا سکے گی کیونکہ جب بھی اِنسان کو کوئی نقصان پہنچے گا تو وہ یہ ذِہن بنالے گا کہ یہ میری تقدیر میں لکھا تھا نہ کہ کسی چیز کی نُحُوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے)۔

❀ دل میں بد شگونی آنے کی وجہ سے کام سے نہ رکئے۔

❀ بد شگونی کے شَرعی اَحکام کو پیشِ نظر رکھئے اور خود کو عذابِ جہنّم سے ڈرایئے۔

سبق نمبر 7 مایوسی کا بیان

قرآن میں مایوسی کی مذمت

وَلَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ(۸۷)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی رَحمت سے نااُمّید نہ ہو بے شک اللہ کی رَحمت سے نااُمّید نہیں ہوتے مگر کافِر لوگ۔ (پ13، یوسف:87)

آیت کی تفسیر

ہر مسلمان کو چاہئے کہ کسی حال میں بھی اللہ پاک کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور مَصائب و آلام میں اسی کی بارگاہ میں

[1] ... بد شگونی، ص13

دستِ دعا دراز کرتا ہے کیونکہ اللہ کریم ہی حقیقی طور پر مشکلات کو دور کرنے والا اور آسانیاں عطا فرمانے والا ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنی رحمت سے مایوس اور نا امید ہو جانے سے محفوظ فرمائے، آمین۔[1]

حدیث میں مایوسی کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سُوال کیا گیا کہ کبیرہ گُناہ کون سے ہیں؟ اِرشاد فرمایا: "اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اس کی رَحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خُفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا اور یہی سب سے بڑا گُناہ ہے۔"[2]

مایوسی کی تَعْرِیف

اللہ پاک کے فَضْل و رَحمت نہ ملنے کو یاد کرنا اور دل میں اس کی اُمّید نہ رکھنا مایُوسی ہے۔[3]

مایوسی کا حکم

رَحمتِ الٰہی سے مایوسی کبیرہ گُناہ[4] اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

بَعض اوقات مختلف آفات، دُنیاوی مُعَامَلات یا بیماری کے مُعَالَجات و اَخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدمی ہمت ہار کر مایوس ہو جاتا ہے اِس طرح کی مایوسی کُفر نہیں۔ رَحمت سے مایوسی کے کفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں: اللہ پاک کو قادِر نہ سمجھے یا اللہ پاک کو عالم نہ سمجھے یا اللہ کریم کو بخیل سمجھے۔[5]

مایوسی کے اَسْباب

❀ جَہالت ❀ دوسروں کی پُر آسائش زندگی پر نظر رکھنا (اس سے اِحساسِ مَحرومی پیدا ہوتا ہے جو رَحمتِ اِلٰہی سے مایوسی کی طرف لے جاتا ہے۔) ❀ بے صبری ❀ بُری صحبت (یعنی ایسے دنیا دار لوگوں کی صحبت اِختیار کرنا جو خود مایوسی کا شکار ہوں۔)

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ13، یوسف، تحت الآیۃ: 87، 5/51

2 ... الزواجر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، 1/22

3 ... مختصر منہاج العابدین، ص156

4 ... تفسیر صراط الجنان، پ24، الزمر، تحت الآیۃ: 53، 8/489 ملخصا

5 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص483

❀ صِرف دُنیوی مُراعات اور خوش حالی پر نظر رکھنا۔

مایوسی سے بچنے کے طریقے

❀ قرآن وحدیث کا عِلْم حاصِل کیجئے، جہنّم میں لے جانے والے اَعْمال اور ان پر ملنے والے عذابات پر غور وفِکْر کیجئے تاکہ دل میں خوفِ آخرت پیدا ہو، جنت میں لے جانے والے اَعْمال اور ان پر ملنے والے عظیم اجر وثواب پر نظر رکھئے تاکہ اللہ پاک کی رَحْمَتِ کامِلہ پر یقین مزید پختہ ہو اور مایوسی دُور بھاگ جائے۔

❀ دوسروں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنے اوپر اللہ پاک کے بے شُمار اِحْسَانات اور نعمتوں کو یاد کیجئے اور شکر ادا کیجئے نیز اس بات پر غور کیجئے کہ دنیا میں جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہوگا آخرت میں اسے اتنا ہی زِیادہ حِساب بھی دینا ہوگا۔

❀ مصیبتوں پر صبر کرنے کی عادت ڈالئے اور اس بات پر غور کیجئے کہ بے صبری اور شکوہ وشِکایت سے مُصِیبت دُور نہیں ہوتی بلکہ صبر کے ذریعے ہاتھ آنے والا ثواب بھی ضائع ہوجاتا ہے۔

❀ تکالیف اور مصائب پر صبر کرنے کے اُخروی اِنْعامات پر نظر رکھئے۔ ❀ سُنّتوں کے پابند، نیک پرہیز گار عاشِقانِ رسول کی صحبت اِختیار کیجئے اور بُری صحبت سے دُور ہوجایئے۔

❀ باوُضُو رہنے کی عادت ڈالئے اور روزے رکھئے، شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ذِہنی دباؤ یعنی ٹینشن اور مایوسی کا ایک رُوحانی عِلاج وُضو اور روزہ بھی ہے،[1] نیز روزے سے جسمانی کھچاؤ، ذہنی ڈِپریشن اور نفسیاتی اَمراض کا خاتمہ ہوتا ہے۔[2]

سبق نمبر 8 خود پسندی کا بَیان

قرآن میں خود پسندی کا ذکر

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْۚ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ هُوَ اَعْلَمُ

تَرجَمۂ کنزالایمان: وہ تمہیں خوب جانتا ہے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو

1 ... خودکشی کا علاج، ص64

2 ... خودکشی کا علاج، ص65

بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ (پ27، النجم:32) آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیز گار ہیں۔

آیت کی تفسیر

یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازِل ہوئی جو نیکیاں کرتے اور اپنے عَمَلوں کی تَعْرِیف کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے حج۔ اس پر اللہ پاک نے اِرْشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! تم فخریہ طور پر اپنی نیکیوں کی تَعْرِیف نہ کرو۔ [1]

حدیث میں خود پسندی کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں: (1) بُخْل جس کی پیروی کی جائے۔ (2) نفسانی خواہش جس کی اِطَاعَت کی جائے اور (3) اِنْسان کا خود کو اچھا جاننا۔ [2]

خود پسندی کی تَعْرِیف

اپنے کمال (مثلاً عِلْم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چھن جائے گا، یہ خُود پسندی ہے۔ [3]

تعریف کی وضاحت

جو شَخْص عِلْم، عمل اور مال وغیرہ کے ذریعے اپنے نَفْس میں کمال جانتا ہو اس کی تین حالتیں ہیں: (1) اُسے کمال کے کم یا خَتْم ہو جانے کا خوف ہے تو یہ خود پسندی نہیں۔ (2): وہ اس کے کم یا خَتْم ہونے کا خوف نہیں رکھتا بلکہ کمال سے اس طور پر خوش ہوتا ہے کہ یہ اللہ پاک کی عطا ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ بھی خود پسندی نہیں۔ (3): اسے کمال کے کم یا خَتْم ہونے کا خوف نہیں ہوتا بلکہ کمال پر خوش اور مطمئن ہوتا ہے اور اس کی خوشی کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ یہ اللہ پاک کی عِنَایت ہے بلکہ وہ اس لئے خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کا وَصْف (یعنی خوبی) ہے۔ یہ خود پسندی ہے۔ پھر جب اس کے دل پر اس بات کا غلبہ ہو گا کہ یہ

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ27، النجم، تحت الآیۃ: 32، 9/569
2 ... معجم اوسط، 4/221، حدیث: 5754
2 ... احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان حقیقۃ العجب... الخ، 3/454، ملخصا

اللہ پاک کی نِعمت ہے، وہ جب چاہے گا سلب فرمالے گا(یعنی چھین لے گا) تو خود پسندی خَتْم ہو جائے گی۔[1]

خود پسندی کا حکم

خود پسندی ناجائز اور گُناہ ہے۔[2]

چند احکام

❀ اگر اللہ پاک کی نِعمت کے اِعْتِراف اور اِطاعت و عِبادت پر مَسَرَّت اور اس کے ادائے شکر کے لئے نیکیوں کا ذِکْر کیا جائے تو جائز ہے۔[3] ❀ جب خود پسندی کی علامات ظاہِر ہونے لگیں تو اللہ پاک کے اِحْسانات کو یاد کرنا فَرْض ہے جبکہ تمام عام اَوْقات میں ایسا کرنا مُسْتَحَب ہے۔[4]

خود پسندی کے اَسْباب

(1) فخر و غرور (2) مال و دَولت کی مَحبَّت۔

خود پسندی سے بچنے کے طریقے

❀ ہر وَقْت اللہ پاک کے اِحْسانات کو یاد رکھئے اور اس کا شکر ادا کرتے رہیے۔

❀ صحابۂ کرام اور دیگر بزرگانِ دین کی عاجِزی و انکساری اور ان کے اللہ پاک کی خفیہ تدبیر سے ڈرنے کے واقعات کا مُطالعہ کیجئے اور انہیں ذِہن میں بٹھائیے۔اِنْ شَآءَ اللہ! خود پسندی کا مادہ جڑ سے کٹ جائے گا۔

❀ موت اور قَبْر و آخرت کو کثرت سے یاد کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ! دُنیا کی فانی چیزوں پر اِتْرانے سے بچنے کا ذِہن بنے گا۔

سبق نمبر 9 — جھوٹ کا بیان

قرآن کریم میں جھوٹ کی مذمت

قرآنِ مجید میں مُنافِقین کے مُتَعَلِّق فرمایا گیا ہے:

---

1 ... احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان حقیقۃ العجب... الخ، 3/454، ملخصا

2 ... رسائل ابن نجیم، الرسالۃ الثالثۃ والثلاثون فی بیان الکبائر والصغائر... الخ، ص358

3 ... تفسیر خزائن العرفان، پ27، النجم، تحت الآیۃ:32

4 ... مختصر منہاج العابدین، ص205

وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌۢ ﳔ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ۝۱۰ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ اُن کے جھوٹ کا۔ (پ1، البقرۃ:10)

آیت کی تفسیر

صَدْرُ الْاَ فَاضِل علّامہ سیِّد محمد نعیم الدِّین مُراد آبادی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جھوٹ حرام ہے اس پر عَذابِ اَلیم (یعنی دَرْدناک عذاب) مُرَتَّب ہوتا ہے۔[1]

حدیث میں جھوٹ کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جھوٹ سے بچو! کیونکہ جھوٹ گُناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گُناہ جہنّم کا راستہ دِکھاتا ہے اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک کے نزدیک کَذّاب (یعنی بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔[2]

جھوٹ کی تعریف

جھوٹ کے معنی ہیں: ''سچ کا اُلٹ''۔[3]

جھوٹ کی چند مِثالیں

❀ کوئی چیز خریدتے وَقْت اس طرح کہنا کہ یہ مجھے فلاں سے اس سے کم قیمت میں مل رہی تھی حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہے۔ ❀ اسی طرح بائع (Seller) کا زیادہ رَقَم کمانے کے لئے قیمتِ خرید (Purchase price) زِیادہ بتانا۔ ❀ جَعْلی یا ناقِص یا جن دواؤں سے شِفا کا گمانِ غالِب نہیں ہے ان کے بارے میں اِس طرح کہنا ''سو فیصدی شرطیہ عِلاج'' یہ جھوٹا مُبالغہ ہے۔

---

1 ... خزائن العرفان، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:10

2 ... مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب قبح الکذب... الخ، ص1077 حدیث:6636

3 ... جھوٹا چور، ص21

جھوٹ کا حکم

جھوٹ بولنا گُناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[1]

چند احکام

❀ جھوٹ کا مَعْصِیَت (گُناہ) ہونا ضروریاتِ دین میں سے ہے (لہٰذا جو اس کے گُناہ ہونے کا مطلقاً اِنکار کرے دائرہ اِسلام سے خارِج ہو کر کافِر و مُرتَد ہو جائے گا)۔[2] ❀ تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گُناہ نہیں: ❀ ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مُقابِل کو دھوکا دینا جائز ہے، ❀ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اِختِلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صُلح کرانا چاہتا ہے، ❀ تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی (زَوجہ) کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خِلافِ واقع کہہ دے۔[3]

جھوٹ بولنے کے اسباب

❀ مال کی حِرْص کہ خرید و فروخت میں رَقَم بچانے یا زیادہ مال کمانے کے لئے جھوٹ بولنا عام پایا جاتا ہے۔

❀ مُبالَغہ آرائی (بڑھا چڑھا کر بیان کرنے) کی عادت: ایسے اَفْراد حد سے بڑھ کر جھوٹی مُبالَغہ آرائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ آج کل اَشیاء کی مشہوری (Advertisement) میں اس طرح کی جھوٹی مُبالغہ آرائی عام ہے۔

❀ حُبِّ مَدح یعنی اپنی تَعْرِیف کی خواہش: ایسے لوگ اپنی واہ واہ کے لئے جھوٹے واقِعات بَیان کرتے رہتے ہیں۔

❀ فُضُول گوئی کی عادت۔

❀ آج کل مُرَوَّتاً جھوٹ بولنا بھی عام پایا جاتا ہے مثلاً کسی نے سوال کیا: "ہمارے گھر کا کھانا پسند آیا؟" تو مُرَوَّت میں آکر کہہ دیا: "جی، بہت پسند آیا۔" حالانکہ واقع میں اس کو کھانا پسند نہیں آیا تھا تو یہ بھی جھوٹ ہو گا۔

جھوٹ سے بچنے کے طریقے

❀ جھوٹ کی دُنیَوی اور اُخْرَوی تباہ کاریوں پر غور کیجئے مثلاً جھوٹے سے لوگ نفرت کرتے ہیں، اس پر سے اِعْتِماد اُٹھ جاتا

---

1 ... رسائل ابن نجیم، الرسالۃ الثالثۃ والثلاثون فی بیان الکبائر... الخ، ص355

2 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص391، ماخوذا

3 ... بہارِ شریعت، 3/517 حصہ: 16

ہے، جھوٹے پر لعنت کی گئی ہے اور جھوٹا دَوزخ میں کُتّے کی شکل میں بدل دیا جائے گا، اس طرح غور وفِکْر کرتے رہنے سے اِنْ شَآءَ اللہ! سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کا ذِہن بنے گا۔

❀ زبان کا قُفْلِ مَدینہ لگاتے ہوئے صِرف ضرورت کی بات ہی کیجئے اور بے جا بولتے رہنے کی عادت سے چھٹکارا حاصِل کیجئے۔

❀ مُبالَغہ کرنے کی عادت بھی ختم کیجئے اور بولنے سے پہلے سوچنے کی عادت اپنائیے۔

سبق نمبر 10 غیبت کا بیان

قرآن میں غیبت کا ذکر

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا (پ26، الحجرات:12)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اورایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مَرے بھائی کا گوشت کھائے۔

آیت کی تفسیر

ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً یہ تمہیں ناپسند ہو گا، تو پھر مسلمان بھائی کی غیبت بھی تمہیں گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی کرنے سے اسے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت عزت وآبرُو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔(1)

حدیث میں غیبت کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں شبِ مِعْراج ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں اور سینوں کو تانبے کے ناخُنوں سے نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: یہ لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی

1... تفسیر صراط الجنان، پ26، الحجرات، تحت الآیۃ:12، 9/439

غیبت کرتے) تھے اور ان کی عِزت خراب کرتے تھے۔[1]

غیبت کی تَعْرِیف

کسی کے بارے میں اس کی غیر مَوْجُودَگی میں ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سُن لے یا اُس کو پہُنچ جائے تو اُسے ناگوار مَعْلُوم ہو۔[2]

غیبت کی مِثالیں

کسی کے مَجلِس سے اُٹھ کر جانے کے بعد اس طرح کہنا: ❀ یار! وہ گیا، جان چھُوٹی ❀ ڈیڑھ ہوشیار ہے ❀ بات بات پر ہاہا کر کے ہنستا تھا وغیرہ۔ اسی طرح مُسْتَحَبَّات ونوافِل میں سُستی کرنے والے کے بارے میں اس طرح کہنا: ❀ اُس نے زندگی میں کبھی عاشُورا کا روزہ نہیں رکھا ❀ وہ اَوَّابِین کیا پڑھے گا! اُس کو یہ تو پوچھو کہ یہ نوافِل کس وَقْت پڑھے جاتے ہیں ❀ وہ تبرک کہہ کر نیاز تو کھالیتا ہے مگر اس کے لئے چندہ کبھی نہیں دیتا۔

غیبت کا حکم

غیبت گُناہِ کبیرہ، قطعی حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[3]

چند احکام

❀ غیبت کو حَلال جاننے والا کافر ہے۔[4] ❀ غیبت کرنے والا فاسِق وگنہگار اور عَذابِ نار کا حق دار ہوتا ہے۔[5] ❀ بغیر شَرْعی مَجْبُوری کے غیبت سننے والا بھی غیبت کرنے والے ہی کی طرح گنہگار ہوتا ہے۔[6] ❀ (بدمذہب کی غیبت شَرْعی طور پر غیبت نہیں بلکہ) بدمذہب کی بُرائیاں بَیان کرنے کا خود شرعاً حکم ہے۔[7]

---

1 ... ابو داود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، 4/353، حدیث: 4878

2 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص 438

3 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص 26

4 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان، المبحث الاول، النوع السادس فی الغیبۃ... الخ، 2/219

5 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص 26 ملتقطا

6 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص 259

7 ... فتاویٰ رضویہ، 6/602

غیبت کے اَسْباب

❀ غصّہ ❀ بُغض وکینہ ❀ حَسَد ❀ زِیادہ بولنے کی عادت ❀ ہنسی مذاق کی لَت (ایسا شَخْص دوسروں کو ہنسانے کے لئے لوگوں کی نقلیں اُتار کر بھی بسا اَوقات غیبت میں مُبْتَلا ہو جاتا ہے) ❀ گھریلو ناچاقیاں (ان حالات میں غیبت سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے) ❀ گلہ شکوہ کرنے کی عادت (جہاں کسی کے بارے میں دوسرے سے شِکْوہ شروع کیا کہ شیطان نے بدگمانیوں، عیب دَریوں، غیبتوں، تہمتوں اور چغلیوں کا ڈھیر لگوا دیا!) ❀ بے جا تنقیدی ذِہن (تنقید بے جا کا مَریض کسی کی براہِ رَاست اِصلاح کرنے کے بجائے عموماً دوسروں کے آگے غیبتیں کرتا پھرتا ہے کہ وہ یوں کر رہا ہے وغیرہ)۔[1]

غیبت سے بچنے کے طریقے

❀ دِینی مشغلوں اور دنیا کے ضروری کاموں سے فراغت کے بعد خَلْوَت یعنی تنہائی اِختیار کیجئے یا صِرْف ایسے سَنْجیدہ اور سُنَّتوں کے پابند اِسلامی بھائیوں کی صحبت اِخْتیار کیجئے جن کی باتیں خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے میں اِضافے کا باعث بنیں۔

❀ زبان کا قُفْلِ مدینہ لگائیے کہ سب سے زیادہ غیبت زبان سے کی جاتی ہے لہٰذا اس کو قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

❀ غیبت کے ہولناک عَذابات کا مُطالعہ کیجئے کہ کسی بھی مرض سے بچنے اور اس کا عِلاج کرنے کے لئے اس کے مُہلِکات یعنی تباہ کاریاں جاننا مُفید ہوتا ہے۔

❀ اپنے عیبوں کی طرف تَوَجُّہ کیجئے اور انہیں دُور کرنے میں لگ جائیے۔

❀ وظیفہ: کسی مَجْلِس میں بیٹھتے اور اُٹھتے وقت یہ پڑھئے: "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ" اس کی بَرَکت سے اللہ پاک ایک فرشتہ مُقَرَّر فرما دے گا جو آپ کو دوسروں کی اور آپ کے اُٹھنے کے بعد لوگوں کو آپ کی غیبت سے باز رکھے گا۔[2]

سبق نمبر 11

چغلی کا بَیان

قرآن میں چغلی کا ذکر

وَ لَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ ۙ﴿۱۰﴾ ہَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیۡمٍ ﴿۱۱﴾

تَرجَمۂ کنزالایمان: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں

1... غیبت کی تباہ کاریاں، ص248 ملتقطاً

2... القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ، ص278

(پ29،القلم:10-11) کھانے والا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔

حدیث میں چغلی کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: طعنہ زنی، غیبت، چُغل خوری اور بے گُناہ لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللہ پاک (قیامت کے دِن) کُتّوں کی شکل میں اُٹھائے گا۔[1]

چُغلِی کی تعرِیف

لوگوں میں فساد کروانے کے لئے اُن کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا چُغلِی ہے۔[2]

چُغلِی کی مِثالیں

کسی سے جا کر اِس طرح کہنا: ❀ فُلاں آدمی نے تمہارے بارے میں ایسے ایسے کہا ہے ❀ اُس نے کہا کہ تم بڑے دھوکے باز ہو ❀ لوگوں سے قرض لے کر واپس نہیں کرتے ہو ❀ جب تم اس کے پاس سے اُٹھ کر آئے تو اس نے تمہارے بارے میں کہا: یار! وہ گیا، جان چھوٹی ❀ بڑا ہوشیار بن رہا تھا وغیرہ۔

چغلی کا حکم

چُغلِی سَخت حرام اور گُناہِ کبیرہ ہے۔[3]

چند احکام

❀ جس کے پاس کسی کی چُغلِی کی گئی اس پر لازِم ہے کہ چُغل خور کی تَصدِیق نہ کرے۔ ❀ اور (اگر قدرت رکھتا ہے تو) اسے چُغلِی کرنے سے روک دے۔ ❀ اور جس کی چُغلِی کی گئی اُس کے بارے میں بدگمانی میں نہ پڑے۔[4]

1 ... الترغیب والترھیب، کتاب الادب، الترھیب من النمیمۃ، 3/395، حدیث: 4333
2 ... شرح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ، 2/112
3 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان، النوع السابع فی النمیمۃ، 2/228
4 ... احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ السادس عشرۃ: النمیمۃ، 3/192 تا 193 ملتقطا

چُغلی کرنے کے اَسباب

❀غُصَّہ ❀بُغض و کینہ ❀حَسَد ❀لگائی بجھائی (یعنی اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی اِدھر کہتے پھرنے) کی لَت (ایسا شَخص کبھی دو فریقوں میں لڑائی جھگڑا کروا کر اپنے طور پر تَفریح کر رہا ہوتا ہے) ❀زِیادہ بولنے کی عادت (ایسے شَخص کا غیبت و چُغلی اور دوسرے کئی طرح کے گُناہوں سے بچنا بہت دُشوار ہوتا ہے)۔

چُغلی سے بچنے کے طریقے

❀ زبان کا قُفلِ مدینہ (فضول بولنے سے بچیے) لگائیے کہ چُغلی اور اس کے عِلاوہ بہت سارے گُناہ زِیادہ تر زبان سے ہی ہوتے ہیں لہٰذا اسے قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

❀ قرآن و حدیث میں ذِکر کئے گئے چُغلی کے ہولناک عَذابات کا مُطالَعہ کیجئے اور اپنے نازُک بدن پر غور کیجئے کہ چُغلی کے سبب اگر ان میں کوئی عَذاب ہم پر مُسَلَّط کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔

❀ سلام اور مُصافَحہ کرنے کی عادت اپنایئے، اِنْ شَآءَ اللہ! اس کی بَرَکت سے دل سے بُغض و کینہ دُور ہو گا اور مَحبَّت بڑھے گی۔

❀ کسی کے خِلاف دل میں غصّہ ہو اور اُس کی چُغلی کو دل چاہے تو فوراً اپنے آپ کو یوں ڈرایئے کہ اگر میں غصّے میں آکر چُغلی کروں گا تو گنہگار اور جہنّم کا حق دار قرار پاؤں گا کہ یہ گُناہ کے ذریعے غصّہ ٹھنڈا کرنا ہوا اور فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جہنّم میں ایک دروازہ ہے اس سے وُہی داخل ہوں گے جن کا غصّہ کسی گُناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔[1]

سبق نمبر 12 بہتان کا بَیان

قرآن میں بہتان کی مذمت

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِۚ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۝ (پ14، النحل:105)

تَرجَمۂ کنزالایمان: جھوٹ بُہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

1 ... مسند الفردوس، 1/ 123 حدیث: 781

حدیث میں بہتان کی مذمت

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اس میں نہیں پائی جاتی تو اس کو اللہ پاک اس وَقْت تک رَدْغَۃُ الْخَبَال میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے۔[1] رَدْغَۃُ الْخَبَال جہنّم میں ایک جگہ ہے جہاں جہنمیوں کا خون اور پِیپ جمع ہو گا۔[2]

بُہتان کی تعرِیف

کسی شخص کی مَوْجُودَگی یا غیر مَوْجُودَگی میں اس پر جھوٹ باندھنا بُہتان کہلاتا ہے۔[3]

تعریف کی وضاحت اور مثال

اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ بُرائی نہ ہونے کے باوُجود اگر پیٹھ پیچھے (غیر موجودگی) یا رُوبرو (سامنے) وہ بُرائی اُس کی طرف مَنْسُوب کر دی تو یہ بُہتان ہوا مثلاً پیٹھ پیچھے یا مُنہ پر کسی کو چور کہہ دیا حالانکہ اُس نے کوئی چوری نہیں کی تو اُس کو چور کہنا بُہتان ہوا۔

بُہتان کا حکم

بُہتان تراشی حرام، گُناہِ کبیرہ[4] اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

بُہتان کے اَسباب

(1) لڑائی جھگڑا (2) غصّہ (3) بُغض و کینہ (4) حَسَد (5) زیادہ بولنے کی عادت (6) بد گمانی۔

بُہتان سے بچنے کے طریقے

❀ زبان کا قُفْلِ مدینہ لگائیے کہ بُہتان اور اس کے عِلاوہ بہت سارے گُناہ زِیادہ تر زبان سے ہی ہوتے ہیں لہٰذا اسے قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

---

1 ... ابوداود، کتاب الاقضیۃ، باب فیمن یعین علی...الخ، 3/427، حدیث:3597
2 ... بہارِ شریعت، 2/364، حصہ:9
3 ... الحدیقۃ الندیۃ، 2/200
4 ... تفسیر صراط الجنان، پ18، النور، تحت الآیۃ:18، 6/599

❀ قرآن وحدیث میں ذِکر کئے گئے بُہتان کے ہولناک عذابات کا مُطالَعہ کیجئے اور اپنے نازُک بدن پر غور کیجئے کہ بُہتان کے سبب اگر ان میں سے کوئی عذاب ہم پر مُسَلَّط کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔

❀ سلام اور مُصافَحہ کرنے کی عادت اپنائیے، اِنْ شَآءَ اللہ! اس کی برکت سے دل سے بُغض وکینہ دُور ہوگا اور محبّت بڑھے گی اور ایک دوسرے پر اِلزام تراشی کا مرض بھی خَتْم ہوگا۔

❀ کسی کے خِلاف دل میں غصّہ ہو اور اُس پر بُہتان باندھنے کو دل چاہے تو فوراً اپنے آپ کو یوں ڈرایئے کہ اگر میں غصّے میں آکر بُہتان باندھوں گا تو گنہگار اور جہنّم کا حق دار قرار پاؤں گا کہ یہ گُناہ کے ذریعے غصّہ ٹھنڈا کرنا ہوا اور فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: جہنّم میں ایک دروازہ ہے اس سے وُہی داخِل ہوں گے جن کا غصّہ کسی گُناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔[1]

❀ مسلمانوں کے بارے میں حُسنِ ظن رکھئے، بدگمانی اور شک کرنے سے پرہیز کیجئے۔

سبق نمبر 13 تَمَسْخُر (مذاق اڑانے) کا بیان

قرآن میں تَمَسْخُر کا ذکر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ (پ26، الحجرات: 11)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ اِن ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں۔

آیت کی تفسیر

اگر کسی شخص میں فقر، محتاجی اور غریبی کے آثار نظر آئیں تو ان کی بنا پر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے، ہوسکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کے مقابلے میں دینداری کے لحاظ سے کہیں بہتر ہو۔[2]

---

1 ... مسند الفردوس، 1/123 حدیث: 781

2 ... تفسیر صراط الجنان، پ26، الحجرات تحت الآیۃ: 11، 9/425

حدیث میں تَمَسْخُر کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: قیامت کے دِن لوگوں کا مذاق اُڑانے والے کے سامنے جنّت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آؤ! آؤ...!! وہ بہت بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی دروازے کے پاس پہنچے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر ایک دوسرا جنّت کا دروازہ کھلے گا اور اس کو پُکارا جائے گا: آؤ! یہاں آؤ...!! یہ بے چینی اور رَنج و غم میں ڈوبا ہوا اس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا، اسی طرح اس کے ساتھ مُعَامَلہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ نااُمیدی کی وجہ سے نہیں جائے گا۔[1]

تَمَسْخُر کی تعرِیف

کسی کی اِس طرح توہین و تذلیل کرنا یا اس کے عُیُوب و نَقَائِص کو اِس طرح ظاہِر کرنا کہ اُس کا مذاق بنے، تَمَسْخُر کہلاتا ہے۔[2] اِس کو اِستِہزاء بھی کہتے ہیں۔

تَمَسْخُر کی مثالیں

❀ کسی شَخْص کے بیٹھنے، اُٹھنے، چلنے یا گفتگو کرنے کے انداز کی نَقْل اُتاری جائے مثلاً زید لنگڑا کر چلتا ہے بَکْر بھی اس کی طرح لنگڑاتے ہوئے چل کر اس کا مذاق بنائے تو وہ زید کے ساتھ تَمَسْخُر کرنے والا ہو گا۔ ❀ کسی کی شکل و صورت وغیرہ جسمانی ساخت کو مَضْحَکَہ خیز (یعنی ہنسی لانے والے) انداز سے بیان کیا جائے مثلاً ایک شَخْص بہت موٹا ہے بَکْر نے اس کو آتے دیکھ کر کہا: دیکھو! ہاتھی کا چھوٹا بھائی آرہا ہے، یہ بھی تَمَسْخُر ہے۔

تَمَسْخُر کا حکم

(کسی مسلمان کے ساتھ) تَمَسْخُر کرنا (یعنی اُس کا مذاق اُڑانا) حرام ہے کیونکہ اِس سے (اُس کی) دل آزاری ہوتی ہے۔[3]

---

1 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت و آداب اللسان، 7/ 183، حدیث: 287
2 ... احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الحادیۃ عشر السخریۃ والاستہزاء، 3/ 162
3 ... عین العلم و زین الحلم، الباب التاسع فی الصمت... الخ، کراہیۃ الاستہزاء... الخ، 1/ 467

چند احکام

❀ دِین کی کسی چیز کا مذاق اُڑانا کُفر ہے۔[1] ❀ مِزاح یعنی ایسی بات جس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو بلکہ اپنا اور سننے والے کا دِل خوش ہو جائے یہ اچھی چیز ہے جبکہ کبھی کبھی ہو (اور اس میں جھوٹ بھی نہ ہو)۔ ❀ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا حُضُورِ اَقْدس صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابِت ہے۔[2]

تَمَسْخُر کے اسباب

(1) نفرت وعَداوت (2) تکبُّر (3) خود پسندی (4) مذاق مسخری کی عادت (5) فُضُول گوئی (6) بُری صحبت۔

تَمَسْخُر سے بچنے کے طریقے

❀ زبان کا قُفْلِ مَدِیْنہ لگایئے کہ تَمَسْخُر اور اس کے عِلاوہ بہت سارے گُناہ زِیادہ تر زبان سے ہی ہوتے ہیں لہٰذا اسے قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

❀ تَمَسْخُر کے دُنْیَوی اور اُخْرَوی نقصانات اور اس کی تباہ کاریوں کے بارے میں غور کیجئے کہ کسی بھی مرض سے بچنے اور اس کا عِلاج کرنے کے لئے اس کے نقصانات اور تباہ کاریوں کا جاننا مُفِید ہوتا ہے۔

❀ دل میں اِحترامِ مُسلِم کا جذبہ پیدا کیجئے اور مسلمان کی دل آزاری سے ہمیشہ بچتے رہئے۔ اس کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلسنت حضرت علّامہ ابوبِلال محمد الیاس عطّار قادِری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رِسالے ''اِحترامِ مُسلِم'' کا مُطالعہ مُفِید ہے۔

❀ سلام اور مُصَافَحہ کرنے کی عادت اپنایئے، اِنْ شَآءَ اللہ! دل سے نَفْرت وعَداوت نکلے گی اور مَحَبَّت بڑھے گی۔

سبق نمبر 14 لعنت کا بیان

قرآن میں لعنت کا ذکر

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةًؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (پ8، الاعراف: 55)

ترجَمۂ کنزالایمان: اپنے ربّ سے دُعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ6، المائدہ، تحت الآیہ: 58، 2/457

2 ... مرآۃ المناجیح، 6/493، ماخوذا

آیت کی تفسیر

ایک قول کے مُطابِق اس آیت میں "حد سے بڑھنے والوں" سے مُراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے لئے بدعا کرتے اور کہتے ہیں: اللہ ان کو خوار کرے، اللہ ان پر لعنت کرے۔[1]

حدیث میں لعنت کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب میری اُمّت چھ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی: (1) ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ (2) شراب پینا۔ (3) ریشم کا لِبَاس پہننا۔ (4) گانے والی عورتیں رکھنا۔ (5) مَردوں کا مَردوں پر اور (6) عورتوں کا عورتوں پر اِکْتِفَاء کرنا۔[2]

لعنت کی تعریف

رَحمتِ الٰہی سے دُور ہو جانے کی بددُعا کرنا لَعْنَت کرنا ہے۔[3]

لعنت کی مثالیں

❀ اس طرح کہنا کہ زید پر لَعْنَت ❀ اے اللہ! زید پر لعنت کر ❀ زید کو اپنی رحمت سے دُور کر دے وغیرہ۔

لعنت کا حکم

فردِ مُعَیَّن یعنی کسی شَخْص کو خاص کر کے لعنت کرنا (مثلاً یوں کہے: "زید پر لعنت" یہ) جائز نہیں۔[4]

چند احکام

❀ فتاوی رَضَوِیَّہ میں ہے کہ لعنت بہت سَخْت چیز ہے، ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافِر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کُفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابِت نہ ہو۔[5] ❀ وَصْفِ عام مذموم (یعنی ایسی بُری صِفَت جس میں

---

1 ... تفسیر بغوی، پ8، الاعراف، تحت الآیۃ: 55، 2/138
2 ... معجم اوسط، 1/305، حدیث: 1086
3 ... مرآۃ المناجیح 5/127 ملتقطا
4 ... عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب کفران العشیر وکفر دون کفر، 1/304، تحت الحدیث: 29
5 ... فتاوی رضویہ، 21/222

کوئی فرد خاص نہ ہو، اس صفت) کے ساتھ لعنت جائز ہے[1] مثلاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ کافِروں پر یا جھوٹوں پر لعنت مگر اس کی عادت نہ ڈالی جائے۔[2] ❀ مچھر، ہَوا، جمادات (یعنی بے جان چیزوں) اور حیوانات پر بھی لعنت ناجائز ہے۔[3]

لعنت کے اسباب

❀ جہالت (عِلْمِ دین سے دُوری کی وجہ سے بَعْض لوگ لعنت کو مَعْمُولی خیال کرتے ہیں اور انہیں عِلْم بھی نہیں ہوتا کہ لعنت کرنا شرعاً ناجائز اور گُناہ ہے۔) ❀ غُصَّہ (غصّے میں جو زبان پر قابو نہیں رکھ پاتے دوسرے گُناہوں کے ساتھ لعنت کے گُناہ میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں) ❀ بِنا سوچے سمجھے بولتے رہنے کی عادت۔ ❀ لڑائی جھگڑے (ایسے موقعے پر گالی گلوچ کے ساتھ بَعْض لوگ ایک دوسرے پر لعنت بھی کرتے ہیں) ❀ بدمذہبوں سے میل جول رکھنا اور ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا (کیونکہ بدمذہبوں کی اہلِ بیتِ اطہار، صحابۂ کِرام رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن اور بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن پر لعن طعن کرنے کی عادت ہوتی ہے)۔

لعنت سے بچنے کے طریقے

❀ عِلْمِ دین حاصِل کیجئے، بالخُصُوص زبان سے ہونے والے گُناہوں کی مَعْلُومات حاصِل کیجئے کیونکہ بہت سارے گُناہ زبان سے ہی ہوتے ہیں۔

❀ بولنے سے پہلے تولئے یعنی سوچ سمجھ کر بات کرنے کی عادَت ڈالئے۔

❀ غصے میں بے قابو ہو کر زبان کا غَلَط اِسْتِعمال کرنے کے بجائے حُصُولِ ثواب کے لئے غُصّہ پی جانے کی کوشش کیجئے۔

❀ جب دل میں کسی کے خِلاف غُصّہ ہو اور اس پر لعن طعن کو دل چاہے تو فوراً اپنے آپ کو یوں ڈرائیے کہ اگر میں غصے میں آکر کسی کو بُرا بھلا کہوں گا اور اس پر لعن طعن کروں گا تو جہنّم کا حق دار قرار پاؤں گا کہ یہ گُناہ کے ذریعے غُصّہ ٹھنڈا کرنا ہوا اور فرمانِ مصطفےٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہے: جہنّم میں ایک دروازہ ہے اس سے وہی داخِل ہوں گے جن کا غُصّہ کسی گُناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔[4]

---

1 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی، المبحث الاول، النوع التاسع فی اللعن... الخ، 2/232

2 ... مرآۃ المناجیح 1/41، بتغیر قلیل

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی، المبحث الاول، النوع التاسع فی اللعن... الخ، 2/231

4 ... مسند الفردوس، 1/123، حدیث: 781

❀ جھگڑے مِٹا کر مسلمانوں کے ساتھ مِل جُل کر مَحَبَّت کے ساتھ رہئے، حدیث شریف میں ہے: "جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا ختم کرے میں اسے جنّت کے کنارے ایک گھر کی ضَمانَت دیتا ہوں۔"[1]

❀ صِرف عاشِقانِ رسول کی صحبت اِخْتِیار کیجئے اور بدمذہبوں کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے سے بچتے رہئے۔

سبق نمبر 15 گالی کا بَیان

قرآن میں گالی نہ دینے کا ذکر

لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۸﴾ (پ6، النسآء:148)

تَرجَمۂ کنز الایمان: اللہ پسند نہیں کرتا بُری بات کا اِعْلان کرنا مگر مَظْلُوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

آیت کی تفسیر

ایک قول کے مُطابِق آیتِ مُبارَکہ میں "بُری بات کے اِعْلان" سے مُراد گالی دینا ہے یعنی اللہ پاک اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو گالی دے۔[2]

حدیث میں گالی نہ دینے کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینے والا اُس شخص کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں جا پڑے گا۔[3]

گالی کی تَعْرِیف

انسان کی عزّت کے بارے میں ایسی بات کہنا جو اسے عیب دار کرے۔[4]

گالی دینے کی مِثالیں

کسی کو ❀ فاسِق ❀ فاجِر ❀ اَحمق ❀ بدکار وغیرہ کہنا۔

---

1 ... ابوداود، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، 4/332، حدیث: 4800

2 ... صراط الجنان، پ6، النساء، تحت الآیۃ: 148، 2/339

3 ... مجمع الزوائد، کتاب الادب، باب فیمن لعن مسلما اور ماہ بکفر، 8/140، حدیث: 13011

4 ... عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن ... الخ، 1/408، تحت الحدیث: 48

گالی دینے کا حکم

مسلمان کو بِلا وجہِ شَرعی گالی دینا سَخت حرام ہے۔[1]

چند احکام

❀ اللہ پاک کو گالی دینا کُفر ہے خواہ سَنجیدگی میں دے یا مذاق میں، خوشی سے دے یا غصّے میں۔[2] ❀ بعض گالیاں تو کسی وَقت حلال نہیں ہو سکتیں اور اُن کا دینے والا سَخت فاسِق اور سلطنتِ اسلامیہ میں 80 کوڑوں کا مستحق ہوتا ہے[3] مثلاً عورت کو زانیہ کہنا وغیرہ۔[4] ❀ دَہر (زمانے)، سفید مُرغ، ہوا اور بُخار کو گالی دینا منع ہے۔[5]

گالی دینے کے اَسباب

(1) غُصّہ (2) لڑائی جھگڑا (3) بُری صحبت (4) فلمیں ڈرامے دیکھنا (5) شراب نوشی (6) جہالت (7) خوفِ خُدا کی کمی۔

گالی دینے سے بچنے کے طریقے

❀ عِلمِ دین حاصِل کیجئے۔ زبان کا قفلِ مدینہ لگا لیجئے کہ گالی گلوچ اور اس کے عِلاوہ بہت سارے گُناہ زِیادہ تر زبان سے ہی ہوتے ہیں لہٰذا اِسے قابُو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

❀ بے جا غصّے کی عادت اپنے اندر سے نِکال دیجئے بلکہ عَفو و دَرگُزر سے کام لیجئے اور غُصّہ پی جانے کا مَعْمُول بنائیے۔

❀ اپنے دِل میں اِحترامِ مُسلِم کا جذبہ بیدار کیجئے اور سب کے ساتھ پیار محبّت کے ساتھ پیش آیئے، لڑائی جھگڑے بالکل مَت کیجئے۔

❀ صِرف اور صِرف 100 فیصدی اِسلامی چینل "مدنی چینل" ہی دیکھا کیجئے، اس کے عِلاوہ گُناہوں بھرے چینل دیکھنے، فلموں ڈراموں کے ذریعے آنکھوں کو حرام سے پُر کرنے سے ہمیشہ بچتے رہئے۔

---

1 ... فتاویٰ رضویہ، 6/538، ملتقطا

2 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص510

3 ... فتاویٰ رضویہ، 6/538، ملتقطا

4 ... بہارِ شریعت، 2/398، حصہ:9 مفہوما

5 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی، المبحث الاول، النوع العاشر فی السب، 2/238 تا 239 ماخوذا

❀ نیک، پرہیزگار عاشِقانِ رسول کی صحبت اِختیار کیجئے اور بُرے لوگوں سے ہمیشہ دُور رہئے۔

سبق نمبر 16 فُحْش گوئی کا بَیان

قرآن میں فُحْش گوئی کی مذمت کا ذکر

قومِ لوط کی بد اَعْمالیوں کے بیان میں ارشادِ باری ہے:

اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَؕ (پ20، العنکبوت:29)

تَرجَمۂ کنزالایمان: کیا تم مَردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور راہ مارتے ہو اور اپنی مجلس میں بُری بات کرتے ہو۔

آیت کی تفسیر

تفسیر خَزائِنُ الْعِرفان میں اس حصے "اور اپنی مَجْلِس میں بُری بات کرتے ہو" کے تحْت ہے: جو عقلاً و عرفاً قبیح و ممنوع ہے جیسے گالی دینا، فُحْش بکنا، تالی اور سیٹی بجانا، ایک دوسرے کے کنکریاں مارنا، رستہ چلنے والوں پر کنکری وغیرہ پھینکنا، شراب پینا، تَمَسْخُر اور گندی باتیں کرنا، ایک دوسرے پر تھوکنا وغیرہ ذلیل اَفْعال و حرکات۔ [1]

حدیث میں فُحْش گوئی کی مذمت کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: چار طرح کے شَخْص اہلِ جہنّم کی تکلیف میں اِضافہ کر دیں گے، وہ کھولتے پانی اور آگ کے دَرْمیان بھاگتے پھرتے اور وَیْل وثُبُور (یعنی ہلاکت) مانگتے پھرتے ہوں گے، (ان چار میں سے) ایک شخص وہ ہو گا جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو گا، جہنمی کہیں گے: اس بدبخت کو کیا ہوا کہ ہماری تکلیف میں اِضافہ کئے دیتا ہے؟ جواب ملے گا: یہ بدنصیب خبیث اور بُری بات کی طرف مُتَوَجّہ ہو کر لذّت اُٹھاتا تھا۔ [2]

فُحْش گوئی کی تَعرِیف

فُحْش کا لغوی معنی ہے: بُرا اور گندا قول و فعل۔ "لوگوں کے ساتھ بات کرنے میں جن اُمُور کو بُرا سمجھا جاتا ہے ان کو صاف اور واضح لفظوں میں بیان کر دینا فُحْش گوئی ہے۔" [3]

1 ... خزائن العرفان، پ20، العنکبوت، تحت الآیۃ:29
2 ... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب صفۃ النار، 6/449، حدیث:229 ملتقطا
3 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی، المبحث الاول ... الخ، النوع الحادی عشر، 2/239 ملتقطا

فُحش گوئی کا حکم

فُحش گوئی گُناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

❀ بہتر یہ ہے کہ اگر مجبُوراً کسی ایسی بات کا ذِکر کرنا پڑے (مثلاً عِلاج کے لئے طبیب سے کوئی بات کرنی ہے) تو واضح الفاظ اِستِعمال کرنے کے بجائے اِشارَتاً چُھپے لفظوں میں بیان کرے۔[1] ❀ عورَتوں کا ذِکر بھی اِشارَتاً کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے لٰہذا یہ نہ کہا جائے کہ تمہاری بیوی نے یہ بات کہی بلکہ یہ کہا جائے کہ گھر میں یوں کہا گیا ہے یا بچوں کی امّی نے یہ کہا۔[2]

❀ جس شَخْص میں کچھ عُیُوب ہوں جن سے وہ شرماتا ہو، انہیں واضح الفاظ میں ذِکر نہیں کرنا چاہیے جیسے کہ بَرَص یا گنج کی بیماری اور بواسیر بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اسے ایک مَرَض ہے جس کے سبب وہ تکلیف میں مبتلا ہے۔[3]

فُحش گوئی کے اَسباب

(1) عِلمِ دین سے دُوری (2) مذاق مسخری کی عادَت (3) فُضُول گوئی (4) غُصّہ (5) لڑائی جھگڑا (6) بُری صحبت (7) فلمیں ڈرامے دیکھنا اور گانے سننا۔

فُحش گوئی سے بچنے کے طریقے

❀ عِلمِ دین حاصِل کیجئے، بالخُصُوص گفتگو کی سنّتیں اور آداب سیکھ لیجئے۔

❀ جہنّم کے ہولناک عذابات کا مُطالعہ کیجئے اور اپنے نازُک بدن پر غور کیجئے کہ فُحش گوئی کے سبب اگر ان میں سے کوئی عذاب ہم پر مُسَلَّط کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔

❀ زبان کا قفلِ مدینہ لگا لیجئے کہ فُحش گوئی اور اس کے عِلاوہ بہت سارے گُناہ زِیادہ تر زبان سے ہی ہوتے ہیں لٰہذا اِسے قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

---

1 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی، المبحث الاول...الخ، النوع الحادی عشر، 2/239 ملتقطا

2 ... احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ السابعۃ الفحش والسب وبذاءۃ اللسان، 3/151 ملتقطا

3 ... احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ السابعۃ الفحش والسب وبذاءۃ اللسان، 3/151 ملتقطا

❀ دِل میں اِحترامِ مُسلِم کا جذبہ بیدار کیجئے اور لڑائی جھگڑے مِٹا کر ہر ایک کے ساتھ پیار اور محبّت کے ساتھ رہئے۔

❀ عَفْو و دَرگُزر سے کام لیجئے اور بے جا غُصّہ ہر گز مت کیجئے کہ اس کے سبب انسان بہت سارے گُناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

❀ دورانِ گفتگو دعوتِ اسلامی کی اِصطِلاحات اِستِعمال کیجئے مثلاً زوجہ یا بیوی کہنے کے بجائے موقع کی مُناسبت سے بچوں کی امّی کہئے وغیرہ۔

❀ سَنجیدہ اور باعمل عاشِقانِ رسول کی صحبت اِختیار کیجئے اور بُری صحبت سے ہمیشہ دُور رہیے۔

❀ وظیفہ: جس کی گندی باتوں کی عادت نہ جاتی ہو وہ "یَاحَمِیْدُ" 90 بار (اوّل و آخر دُرُود شریف) پڑھ کر کسی خالی پیالے یا گلاس میں دَم کر دے، حسبِ ضرورت اسی میں پانی پیا کرے اِنْ شَآءَ الله! فُحش گوئی کی عادت نکل جائے گی (ایک بار کا دم کیا ہوا گلاس برسوں تک چلا سکتے ہیں)۔ [1]

سبق نمبر 17 رازفاش کرنے کا بَیان

قرآن میں راز چھپانے کا ذکر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

(پ9، الانفال: 27)

آیت کی تفسیر

ایک قول کے مُطابِق بَعض لوگ راز کی باتیں کفار کو بتا دیا کرتے تھے، اس آیت میں انہیں راز فاش کرنے سے منع کیا گیا۔ [2]

---

1 ...40 روحانی علاج، ص7

2 ...التفسیرات الاحمدیہ، پ9، الانفال، تحت الآیۃ: 28، ص433

حدیث میں راز چھپانے کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دو شخصوں کا باہم بیٹھنا امانت ہے، ان میں سے کسی کے لئے حلال نہیں کہ اپنے ساتھی کی ایسی بات (لوگوں کے سامنے) ظاہر کرے جس کا ظاہر ہونا اسے ناپسند ہو۔[1]

راز فاش کرنے کی تعریف

کسی کی ایسی بات یا کام یا حالت کا عِلْم ہو جس کو وہ دوسروں پر ظاہِر کرنا نہیں چاہتا تو اُس کو دوسروں پر ظاہر کر دینا راز فاش کرنا ہے، چاہے وہ بات، کام یا حالت اچھی ہو یا بُری۔[2]

تعریف کی وضاحت

❀ ایک مسلمان کی باتیں، کام اور احوال دوسرے مسلمان کے پاس اَمانت ہیں (لہٰذا اِن کا دوسروں کے سامنے اِظْہَار اسے ناپسند ہو تو ایسی بات، کام یا حالت کو کسی اَور کے سامنے ظاہر کر دینا خِیانت ہے)۔[3] ❀ کسی بات کے اَمانت ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ کہنے والا صَراحۃً (یعنی صاف لفظوں میں) منع کرے کہ کسی کو مت بتانا بلکہ ❀ اگر وہ بات کرتے ہوئے اس طرح اِدھر اُدھر دیکھے کہ کوئی سُن تو نہیں رہا[4] ❀ یا جس سے بات کرنی ہے اسے تنہائی میں لے جا کر بات کرے تو یہ بھی بالکل واضح قرینہ ہے کہ یہ بات اَمانت ہے، اس کی بھی حِفَاظت کرنا اور کسی کے سامنے اس کا اِظْہَار نہ کرنا ضروری ہے۔[5]
❀ یہ بھی یاد رہے کہ ظاہِر کرنا اِشارہ سے بھی ہو سکتا ہے[6] اس کے لئے لکھ کر بیان کرنا یا زبان سے کہنا ہی ضروری نہیں۔

راز فاش کرنے کا حکم

راز فاش کرنا گُنَاہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ راز فاش کرنے میں صاحِبِ راز (یعنی جس کا راز ہے اُس) کو ایذا (یعنی

---

1 ... الزہد لابن المبارک، باب ما جاء فی الشح، ص240، حدیث: 691
2 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان مفاسدہ وغوائلہ، الخلق الثامن عشر، 2/261 تا 262
3 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان مفاسدہ وغوائلہ، الخلق الثامن عشر، 2/262
4 ... غیبت کی تباہ کاریاں، ص428
5 ... الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان مفاسدہ وغوائلہ، الخلق الثامن عشر، 2/262 ملتقطا
6 ... بہار شریعت، 2/343، حصہ: 9

تکلیف) ہوتی ہے اور ایذا دینی حرام ہے۔[1]

راز فاش کرنے کے اسباب

(1) بُغض و کینہ (2) حَسَد (3) لڑائی جھگڑے (4) چغل خوری (5) پیٹ کا ہلکا ہونا (ایسے لوگ جب تک راز کی بات دوسروں کو بتا نہیں لیتے انہیں چین نہیں آتا) (6) بغیر سوچے سمجھے بولنے کی عادت۔

راز فاش کرنے سے بچنے کے طریقے

❀ زبان کا قُفْلِ مدینہ لگا لیجئے۔ ❀ کسی کا راز دوسروں کے سامنے ظاہر کر دینے کے دِینی اور دُنیوی نقصانات پر غور کیجئے، مثلاً یہ اخلاقی پستی اور گھٹیا پن کی علامت ہے، اس سے مسلمانوں میں فساد پھیلتا اور آپس کی محبت مٹتی ہے، راز فاش کر دینے والے پر سے لوگوں کا اِعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ ❀ سَلام و مُصافَحہ کرنے کی عادت اپنائیے اِنْ شَآءَ الله! دِل سے بُغض و کینہ دُور ہو گا۔ ❀ موت اور قبرو آخرت کو کثرت سے یاد کیجئے اِنْ شَآءَ الله! دِل سے حَسَد کا خاتمہ ہو جائے گا۔

سبق نمبر 18 تَجَسُّس کا بیان

قرآن میں تَجَسُّس کا ذکر

وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ26، الحجرات:12) تَرجَمۂ کنزالایمان: اور عیب نہ ڈھونڈو۔

آیت کی تفسیر

یعنی مسلمانوں کی عیب جُوئی نہ کرو اور ان کے چُھپے حال کی جُستجو میں نہ رہو جسے اللہ پاک نے اپنی سَتّاری سے چُھپایا۔[2]

حدیث میں تَجَسُّس کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے وہ لوگو! جو زبان سے تو ایمان لے آئے ہو مگر تمہارے دِل میں ابھی تک ایمان داخِل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت مت کرو اور نہ ان کے عُیُوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا

1 . . . الحدیقۃ الندیۃ، القسم الثانی فی آفات اللسان مفاسدہ وغوائلہ، الخلق الثامن عشر، 2/262

2 . . . تفسیر خزائن العرفان، پ16، الحجرات، تحت الآیۃ: 12

عیب تلاش کرے گا اللہ پاک اُس کا عیب ظاہِر فرما دے گا اور اللہ پاک جس کا عیب ظاہِر فرما دے تو اُسے رُسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر (چھپ کر بیٹھا ہوا) ہو۔[1]

تَجَسُّس کی تعریف

لوگوں کی خُفیہ (چھپی ہوئی) باتیں اور عیب جاننے کی کوشش کرنا تَجَسُّس کہلاتا ہے۔[2]

تَجَسُّس کی چند مِثالیں

❀ کسی سے یہ پوچھنا: رات دیر تک جاگتے رہتے ہو، فجر بھی پڑھتے ہو یا نہیں؟ ❀ کسی نے نوکر رکھا تو اُس سے پوچھنا: آپ کا نیا نوکر برابر کام کرتا ہے یا نہیں؟ یہ بھی بِلا اِجازتِ شَرعی پوچھنا عیب ڈھونڈنا ہے اور اس سوال کے جواب میں پورا خطرہ ہے کہ جس سے پوچھا گیا وہ نوکر کے بارے میں کام چور ہے، حرام خور ہے وغیرہ کہہ کر گنہگار ہو جائے۔[3] ❀ اسی طرح بِلا اِجازتِ شَرعی کسی کا کوئی عیب مَعْلُوم کرنے کے لئے اس کا پیچھا کرنا، اس کے گھر میں جھانکنا وغیرہ بھی تَجَسُّس میں داخِل ہے۔

تَجَسُّس کا حکم

مسلمان کی عیب جُوئی (یعنی اس کے عیب تلاش کرنا) حرام ہے۔[4]

چند احکام

❀ بے دِین، مُفْسِدِین (فساد کرنے والوں) کے حالات چُھپ کر دیکھنا سننا تاکہ ان کے فساد کی روک تھام ہو سکے، جائز ہے۔[5] ❀ نوکر رکھنے شَراکت داری (یعنی پارٹنر شِپ کرنے) یا کہیں شادی کا اِرادہ ہے تو حَسْبِ ضرورت مَعْلُومات کرنا گُناہ نہیں۔[6]

1 ... ابوداود، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، 4/354، حدیث: 4880
2 ... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الرابع والعشرون، 2/9
3 ... نیکی کی دعوت، ص399، بتقدم وتاخر
4 ... فتاویٰ رضویہ، 14/271، بتغیر
5 ... مرآۃ المناجیح، 7/326، بتغیر قلیل
6 ... نیکی کی دعوت، ص398-399

تَجَسُّس کے اَسباب

(1) بُغض و کینہ (2) حَسَد (3) چُغَل خوری کی عادت (ایسا شخص ایک دوسرے تک باتیں پہنچانے کے لئے لوگوں کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے)۔

تَجَسُّس سے بچنے کے طریقے

- اپنے عیبوں پر نظر رکھئے اور انہیں دُور کرنے میں لگ جائیے۔ بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے۔
- اللہ پاک کی رِضا کے لئے آپس میں مَحبَّت کیجئے اور دل سے مسلمانوں کا بُغض و کینہ نِکال دیجئے۔
- خود کو جہنّم کے عذاب سے ڈرائیے۔ رِوَایت میں ہے کہ جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہو گا اسے آگ کی جُوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دِماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زِیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے۔[1]

سبق نمبر 19 بدنگاهی کا بَیان

قرآن میں بدنگاہی کی مذمت کا ذکر

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ-ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۝۳۰ (پ18، النور:30)

تَرجَمۂ کنزالایمان: مسلمان مَردوں کو حکم دو اپنی نِگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شَرم گاہوں کی حِفَاظَت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔

آیت کی تفسیر

نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دوگے اور رفتہ رفتہ تمہاری نظر

---

1 ... مسلم، کتاب الایمان، باب اہون اہل النار عذابا، ص111، حدیث:514

حرام پر بھی پڑنا شروع ہو جائے گی۔ اب اگر جان بوجھ کر حرام پر نظر ڈالو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور عین ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام چیز پر فریفتہ ہو جائے اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ۔[1]

حدیث میں بد نگاہی کی مذمت کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم یا تو اپنی نِگاہیں نیچی رکھو گے اور اپنی شَرم گاہوں کی حِفاظَت کرو گے اور اپنے چہروں کو سیدھے رکھو گے یا تمہاری شکلیں بِگاڑ دی جائیں گی۔[2]

بد نگاہی کی تعریف

جس کو دیکھنا جائز نہیں قصداً (یعنی جان بوجھ کر) اسے دیکھنا بد نِگاہی ہے۔

بدنِگاہی کی مِثالیں

❀ بے پردہ اجنبی عَورَتوں کو دیکھنا ❀ یا پَردہ دار عَورَت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا ❀ اسی طرح اَمْرَد (یعنی خوب صورت لڑکے) کو شہوت سے دیکھنا[3] ❀ مرد نے ایسا باریک لِبَاس پہنا ہو جس سے اس کی پردے کی جگہیں یعنی ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک کسی حصے کی رنگت چمکتی ہو تو اس کو دیکھنا بھی بد نِگاہی ہے۔

بد نگاہی کا حکم

بَدْ نِگاہی حرام[4] اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

❀ (مرد و عورت میں سے) ہر ایک کا دوسرے کی عورت (یعنی پردے کی جگہ) کو دیکھنا قطعی حرام ہے اور اسی طرح غیر جائے سَتْر (یعنی پردے کی جگہ کے عِلاوہ) کو دیکھنا بھی حرام ہے جبکہ شہوت سے اَمْن نہ ہو۔[5] ❀ اَمْرَد (یعنی خُوب صُورت)

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ18، النور تحت الآیۃ: 30، 6/617
2 ... معجم کبیر، 8/208، حدیث: 7840
3 ... دیکھ کر چپٹا لینے یا بوسہ لینے کو جی چاہنا، یہ شہوت کی علامتیں ہیں۔ (قوم لوط کی تباہ کاریاں، ص23)
4 ... فتاوی رضویہ، 10/750 ملتقطا
5 ... فتاوی رضویہ، 22/201 تسہیلا

لڑکے کو شَہوَت سے دیکھنا بھی حرام ہے۔[1] ❀ واضح رہے کہ (جس کو دیکھنا حرام ہے، اس پر) قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ڈالی جانے والی پہلی نظر بھی حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[2]

بدنِگاہی کے اَسْباب

(1) عِلْمِ دین سے دُوری (بہت لوگوں کو اس کا پتاہی نہیں ہوتا کہ شرعاً کس کا کس سے پردہ ہے چنانچہ وہ اس دینی مسئلے سے جاہل ہونے کی وجہ سے اپنی نظروں کی حِفَاظت نہیں کر پاتے مثلاً عام طور پر منہ بولی بہن کو حقیقی بہن کی طرح سمجھ کر پردے کے مُعَاملے میں اِحتیاط نہیں کی جاتی، اسی طرح چچازاد، ماموں زاد اور خالہ زاد وغیرہ کے درمیان بھی شَرْعی پردے کو غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب غیر مَحْرم ہیں اور شرعاً ان سے بھی پردہ فَرْض ہے) (2) تَفْرِیح گاہوں میں گھومنا (عام طور پر ایسی جگہوں میں بے پردہ عورتوں کی کثرت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نظر کی حِفاظت مُشکِل ہو جاتی ہے)۔ (3) انٹر نیٹ اور سوشل میڈیا کا اِستِعمال (4) فلمیں ڈرامے دیکھنا (5) مخلوط تعلیم (6) ڈانس کلب اور سویمنگ پول وغیرہ میں جانا (7) جدید فیشن اور مغربی تہذیب کو پسند کرنا (8) پریشان نظری (یعنی راہ چلتے وقت اور گاڑی میں سفر کے دوران بِلاضرورت ادھر ادھر دیکھنا اور سائن بورڈ وغیرہ پر نظر ڈالتے رہنا)۔ (9) اپنے گھر کے بر آمدوں سے بِلاضرورت باہَر نیز کسی اور کے دروازوں وغیرہ سے گھروں کے اندر جھانکنا۔

بدنِگاہی سے بچنے کے طریقے

❀ عِلْمِ دین حاصِل کیجئے۔ آنکھوں کا قُفْلِ مدینہ لگاتے ہوئے اکثر نِگاہیں نیچی رکھئے، راہ چلتے وَقت اور دورانِ سفر جب ڈرائیونگ نہ کر رہے ہوں تو بِلاضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے، سائن بورڈ پڑھنے نیز گھر کے بر آمدوں سے باہَر جھانکنے وغیرہ سے پرہیز کیجئے۔

❀ آنکھوں کی حِفَاظَت کے فضائل اور بدنِگاہی کے عَذابات کا مُطالعہ کیجئے۔

❀ موبائل اور انٹرنیٹ کا اِستِعمال صِرْف ضرورت کے مُطابِق اور وہ بھی شریعت کے دائرے میں رہ کر کیجئے نیز ان کے اِستِعْمَال کے مُتَعَلِّق شَرْعی اِحْتِیاطیں بھی سیکھئے۔

---

1 ... رد المحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب فی النظر الی وجہ الامرد، 2 / 99

2 ... پردے کے بارے میں سُوال جواب، ص296

❀ صِرْف اور صِرْف 100 فیصدی اسلامی چینل "مدنی چینل" ہی دیکھئے اس کے عِلاوہ گُناہوں بھرے چینل دیکھنے، فلموں ڈراموں کے ذریعے آنکھوں کو حرام سے پُر کرنے سے ہمیشہ بچتے رہیے۔

❀ اگر آنکھ بہک جائے اور بدنِگاہی کر بیٹھیں تو فوراً نظر وہاں سے ہٹالیجئے، ممکن ہو تو خود وہاں سے ہٹ جائیے اور سچے دل سے اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ بھی کیجئے۔ اگر مرد کے ساتھ ایسا ہو تو اوّل آخِر دُرُود شریف کے ساتھ یہ دُعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ فِتۡنَةِ النِّسَآءِ وَعَذَابِ الۡقَبۡرِ"[1]

سبق نمبر 20 مُدَاهَنَت کا بَیان

قرآن میں مُدَاہَنَت کا ذکر

كَانُوۡا لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَنۡ مُّنۡكَرٍ فَعَلُوۡهُ ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ۝ (پ6، المآئدۃ:79)

تَرجَمۂ کنزالایمان: جو بُری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

آیت کی تفسیر

حدیث شریف میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گُناہوں میں مبتلا ہوئے تو اُن کے عُلَمانے پہلے تو انہیں منع کیا، جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ عُلَما بھی اُن سے مِل گئے اور کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے میں اُن کے ساتھ شامل ہو گئے اُن کی اسی نافرمانی اور سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ پاک نے حضرت داوٗد اور حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی زبان سے ان پر لعنت اُتاری۔[2] اس سے مَعْلُوم ہوا کہ بُرائی سے لوگوں کو روکنا واجِب ہے اور (قُدرت کے باوُجود) گُناہ سے منع کرنے سے باز رہنا سَخْت گُناہ ہے۔[3]

حدیث میں مُدَاہَنَت کا ذکر

رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! میری اُمّت میں

1 ... پردے کے بارے میں سُوال جواب، ص301 بتغیر قلیل

2 ... ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ المائدۃ، 5/36، حدیث: 3059 ملتقطا

3 ... تفسیر صراط الجنان، پ6، المائدۃ، تحت الآیۃ: 79، 2/479.

سے بَعض لوگ اپنی قبروں سے بَندر اور خنزیر کی شکل میں اٹھیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گنہگاروں کے ساتھ تَعَلُّقات رکھے اور قُدرت رکھنے کے باوُجود انہیں گُناہوں سے منع نہ کیا۔[1]

مُدَاہَنَت کی تَعْرِیف

بُرائی (یعنی شریعت کے خِلاف کوئی کام) دیکھے اور اس کو روکنے پر قادِر ہو لیکن کسی کا لحاظ کرتے ہوئے نہ روکے یا دین کے مُعامَلے کی زِیادہ پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کو نہ روکے تو یہ مُداہَنت ہے۔[2]

مُدَاہَنَت کا حکم

مُداہَنت حرام[3] اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

❀ اگر غالِب گمان یہ ہے کہ یہ اُن (یعنی شریعت کے خِلاف کام کرنے والوں) سے کہے گا تو وہ اِس کی بات مان لیں گے اور بُری بات سے باز آجائیں گے تو اَمْر بِالْمَعْرُوْف (یعنی نیکی کی دعوت دینا) واجِب ہے اس کو (بُرائی روکنے سے) باز رہنا جائز نہیں ❀ اور اگر گمانِ غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے یا مَعْلُوم ہے کہ وہ اِسے ماریں گے اور یہ صبر نہ کرسکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا، آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی تو تَرْک کرنا (یعنی بُرائی سے منع نہ کرنا) افضل ہے۔[4] ❀ جو بُرائی روکنے پر قادِر نہ ہو اسے چاہیے کہ بُرائی کو کم از کم دِل میں ضرور بُرا جانے۔[5]

مُدَاہَنَت کے اسباب

(1) جہالت (2) مال کی طَمَع (مثلاً کسی سیٹھ صاحب یا امیر آدمی کی جانِب سے نذرانے آتے ہوں تو اسے گُناہ کرتے دیکھ کر قُدرت کے باوُجود محض اس لئے منع نہ کرنا کہ اس کی طرف سے عِنَایات بند ہوجائیں گی) (3) مُرَوَّت (بَعض اوقات ذاتی دوستی یا کسی اور وجہ سے بُرائی کرنے والے کا لحاظ کرتے ہوئے قُدرت کے باوُجود اسے بُرائی سے منع نہیں کیا جاتا) (4) سُستی (5) بُری صحبت (6) دُنیوی اَغْراض

---

1 ... الامالی، الحدیث الثالث والثلاثون فی ذکر الولاۃ والامراء...الخ، 2/319، حدیث: 2593

2 ... التعریفات، باب المیم، ص144

3 ... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق التاسع والاربعون، المداہنۃ، 2/155

4 ... بہارِ شریعت، 3/615، حصہ 16: ملخصا

5 ... نیکی کی دعوت، ص537، بتغیر قلیل

(جیسے بَعض دفعہ کسی حکومتی عہدیدار یا کسی بڑی شخصیت سے ذاتی کام نکلوانا مثلاً اس کے ذریعے بیٹے کی نوکری لگوانی ہوتی ہے تو اسے گُناہوں میں مُلَوَّث دیکھ کر باوُجُودِ قُدرت چشم پوشی سے کام لینا تاکہ یہ ناراض نہ ہو جائے ورنہ مَطلُوبہ کام رُک جائے گا)(7)خوشامد (کیونکہ خوشامد کرنے والا دوسروں کی جھوٹی تعرِیفیں کرتا رہتا ہے اور گُناہ سے روکنے پر قُدرت کے باوُجُود اس سے منع نہیں کرتا بلکہ بعض دفعہ گُناہ والے کام کو ہی مَعَاذَ اللہ اچھائیوں میں شُمار کر ڈالتا ہے)(8)حُبِّ جاہ (یعنی شہرت و عزّت کی خواہش، ایسا شخص شہرت و عزّت میں کمی آنے کے خوف سے مُداہَنت میں مبتلا ہو جاتا ہے)۔

مُداہَنَت سے بچنے کے طریقے

❀ بُزرگانِ دین کے واقعات پڑھئے اور دیکھئے کہ وہ حضرات نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اِنْ شَآءَ اللہ! نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کا جذبہ پیدا ہو گا۔

❀ نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے فضائل و فوائد اور اس کام کو ترک کر دینے کے نقصانات کا مُطالعہ کیجئے اور اس کے اَحکام و مسائل بھی سیکھ لیجئے۔

❀ قناعت اِختیار کیجئے اور دوسروں کی جیب پر نظر رکھنے کے بجائے تَوَکُّل اِختیار کیجئے۔

❀ قِیامت کی ہولناکیوں اور جہنّم کے خوفناک عذابات کا مُطالعہ کیجئے اور اپنے نازُک بدن پر غور کیجئے کہ مُداہنت کے سبب ان میں سے کوئی عذاب ہم پر مُسلَّط کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔

❀ نیکی کی دَعْوت کے مدنی کام میں مصروفِ عمل، عاشِقانِ رسول کی مَدَنی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے ساتھ وابستہ ہو جائیے۔

❀ مَدَنی قافلوں میں سفر اور دیگر مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حِصّہ لیجئے تاکہ نیکی کی دَعْوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کی عادت پڑے اور اس کا عَمَلی طریقہ بھی آجائے۔

سبق نمبر21 دھوکہ دھی کا بَیان

قرآن میں دھوکہ دِہی کی مذمت کا ذکر

اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ   تَرجَمۂ کنزالایمان: تو کیا جو لوگ بُرے مکر کرتے ہیں اس

الْاَرْضَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ (پ14، النحل:45)

سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو۔

حدیث میں دھوکا دہی کی مذمت کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ملعون (لعنت کیا گیا) ہے وہ شخص جس نے کسی مؤمن کو نقصان پہنچایا یا دھوکا دیا۔[1]

دھوکا دہی کی تعریف

بُرائی کو دل میں چُھپا کر اچھائی ظاہر کرنا دھوکا ہے۔[2]

دھوکا دہی کی مِثالیں

❀ کسی چیز کا عیب چُھپا کر اس کو بیچنا ❀ اَصل بتا کر نَقْل دے دینا ❀ خریدار سے چُھپا کر صحیح چیز کے ساتھ کچھ خراب چیز بھی ڈال دینا جیسا کہ بعض پھل فروش ایسا کرتے ہیں ❀ غَلَط بیانی کر کے کسی سے مال بٹورنا جیسا کہ پیشہ ور بھکاریوں کا طریقہ ہے ❀ وہ کھیل تماشے جن میں محض ہاتھ کی صفائی دِکھا کر دیکھنے والوں کو بے وقوف بنایا جاتا ہے وغیرہ۔

دھوکا دہی کا حکم

مسلمانوں کے ساتھ مَکْر یعنی دھوکا بازی قطعاً حرام اور گُناہِ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنّم کا عذابِ عظیم ہے۔[3]

چند احکام

❀ مَکْر و فریب اور ڈرا دھمکا کر کسی سے مال لینا قطعی حرام ہے۔[4] ❀ حربی کافر کا مال جو بغیر دھوکا دہی کے ملے حلال ہے۔[5] ❀ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں: اعمال جس میں کچھ نہ ہوں

---

1 ... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، 3/378، حدیث:1948

2 ... تفسیر نعیمی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:9، 1/133

3 ... جہنم کے خطرات، ص171 ملتقطاً

4 ... فتاویٰ رضویہ، 19/653

5 ... مرآۃ المناجیح، 1/164

جیسے آج کل کے بھانمتی (یعنی مداری) تماشے کرتے ہیں اس میں محض ہتھ پھیری ہوتی ہے۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: ”یہ بھی حرام ہے کہ اس میں دھوکا دینا ہے اور دھوکا دینا شریعت پسند نہیں فرماتی۔“ [1] حدیث میں ہے ”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا وہ ہم میں سے نہیں جو دھوکا دے۔“ [2]

دھوکا دہی کے اسباب

(1) مال جمع کرنے کا لالچ (2) دوسروں کو بے وقوف بنا کر خُوش ہونا (3) بُری صحبت (4) خیانت کرنے کی عادت۔

دھوکا دہی بچنے کے طریقے

❀ اپنے دِل میں اِحترامِ مُسلِم کا جذبہ بیدار کیجئے، اس کے لئے شیخِ طریقت، اَمیرِ اہلِ سنت حضرت علّامہ مولانا محمد اِلیاس عطّار قادِری دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کے رسالے ”اِحترامِ مُسلِم“ کا مُطالعہ مفید ہے۔

❀ مَکر یعنی دھوکا بازی کے دُنیوی و اُخروی نقصانات کو پیشِ نظر رکھئے، مثلاً دھوکہ باز سے سب لوگ دُور بھاگتے ہیں، کوئی ایسے شخص کے ساتھ میل جول اور خرید و فروخت وغیرہ مُعامَلات کرنا پسند نہیں کرتا مزید یہ کہ اس کام میں جہنّم کی حقداری بھی ہے۔

❀ قناعت اِختیار کیجئے اور مال و دولت کا لالچ دِل سے دُور کر دیجئے کہ یہ بہت بُرا مرض ہے۔

❀ قبر کی تنگی و وَحشت اور قیامت کی ہولناکیوں کو کثرت کے ساتھ یاد کیجئے، اِنْ شَآءَ الله! گُناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کا ذِہن بنے گا۔

❀ صِرف نیک، پرہیز گار عاشِقانِ رسول کی صحبت اِختیار کیجئے اور بُرے لوگوں سے ہمیشہ دُور رہیے۔

سبق نمبر 22 غصب کا بَیان

قرآن میں غصب کا ذکر

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (پ5، النسآء:29)

تَرجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو آپس میں ایک دُوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔

1 ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص476

2 ... مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی من غشنا فلیس منا، ص64، حدیث:283

آیت کی تفسیر

اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر ہو یا چھین کر، چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی سے یہ سب ممنوع و حرام ہے۔[1]

حدیث میں غصب کا ذکر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو شخص پرایا مال لے لے گا وہ قیامت کے دِن اللہ پاک سے کوڑھی (یعنی برص کا مریض) ہو کر ملے گا۔[2]

غَصْب کی تعرِیف

مالِ مُتَقَوِّم (یعنی جسے شریعت نے مال قرار دیا ہو) مُحْتَرَم (یعنی جسے شریعت نے قابلِ حُرمت قرار دیا ہے) کو اُس کے مالِک کی اِجازت کے بغیر لے لینا غَصْب ہے جبکہ یہ لینا خُفْیَۃً (یعنی پوشیدہ طور پر) نہ ہو۔[3]

غصب کا حکم

غَصْب حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

چند احکام

❀ غَصْب کی حُرمَت (یعنی حرام ہونا) ضروریاتِ دین میں سے ہے لہٰذا اگر واقعی کسی نے غَصْب کو حلال قرار دیا تو اس پر حُکْمِ کُفْر ہے۔[4] ❀ غَصْب کی ہوئی چیز کا (غاصِب یعنی غَصْب کرنے والا بالکل مالِک نہیں بنتا بلکہ اس کو) یہ حکم ہے کہ اگر چیز مَوْجُود ہو تو اس کے مالِک کو واپس کرے اور اگر مَوْجُود نہ ہو تو مالِک کو اس کا تاوان دے۔[5]

غصب کے اسباب

(1) مال و دَولت کی مَحبَّت (2) خاندانی دشمنیاں (3) حسد (4) تکبُّر۔

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ5، النساء تحت الآیۃ: 29، 2/182

2 ... معجم کبیر، 1/233، حدیث: 637

3 ... التعریفات، باب الغین، ص115

4 ... کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص414 بتغیر قلیل

5 ... بہارِ شریعت 3/210، حصہ: 15 بتغیر قلیل

غصب سے بچنے کے طریقے

❀ قبر کی تنگی و وَحشت اور قیامت کی ہولناکیوں سے خود کو ڈرایئے اور دل میں خوفِ خدا پیدا کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ! دل سے مال و دَولت کی مَحبّت دُور ہو گی اور شریعت و سنّت کے مُطابِق زندگی گُزارنے کا مدنی ذِہن بنے گا۔

❀ اللہ پاک کی رِضا کے لئے ایک دوسرے کو مُعاف کرنے کی عادت اپنایئے اور آپس میں نفرتیں خَتم کر کے محبتوں کو عام کیجئے۔

❀ اس بات پر غور کیجئے کہ کسی کا مال ناحق دبالینا آخرت میں کس قدر نقصان کا سبب ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت مولانا احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نَقْل فرماتے ہیں: جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین پیسے دَین (یعنی قرض) دبالے گا بروزِ قیامت اس کے بدلے 700 باجماعت نمازیں دینی پڑ جائیں گی۔[1]

سبق نمبر 23 بُخْل کا بیان

قرآن میں بُخْل کا ذکر

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (پ4، آلِ عمران:180)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بُخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فَضْل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بُخل کیا تھا قیامت کے دِن ان کے گلے کا طوق ہو گا۔

حدیث میں بُخْل کا ذکر

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے بُخْل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اور اس کی جَڑ کو زَقُّوم (جہنّم کے ایک دَرَخْت) کی جڑ میں راسخ کیا اور اس کی بَعْض شاخیں زمین کی طرف جھکا دیں تو جو شَخْص بُخْل کی کسی ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے اللہ پاک اسے جہنّم میں داخِل فرما دیتا ہے۔ سُن لو! بے شک بُخْل ناشُکری ہے اور ناشُکری جہنّم میں ہے۔[2]

1 ... فتاویٰ رضویہ، 25/69، بتغیر قلیل

2 ... کنز العمال، کتاب الزکاۃ، الباب الثانی فی السخاء والصدقۃ، جزء6، 3/169، حدیث: 16213

بُخل کی تعریف

جہاں شرعاً یا عُرف وعادَت کے اِعتِبار سے خَرْچ کرنا واجِب ہو وہاں خَرْچ نہ کرنا بُخْل (کنجوسی) ہے۔ زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ میں خرچ کرنا شرعاً واجب ہے اور دوست احباب، عزیز رشتہ داروں پر خرچ کرنا عرف وعادت کے اعتبار سے واجب ہے۔[1]

بُخل کی مثالیں

❀ زکوٰۃ فَرْض ہونے کے باوُجُود نہ دینا ❀ فطرہ واجِب ہونے کے باوُجُود نہ دینا ❀ مہمان کی مہمان نوازی میں بِلا وجہ تنگی کرنا۔

بُخل کا حکم

بُخْل کرنا ناجائز ہے۔

چند احکام

❀ بُخْل مُہلِک (یعنی ہلاک کرنے والا) مَرَض ہے۔[2] ❀ بُخْل بَعْض اوقات کئی گُناہوں کا سبب بن جاتا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازِم ہے۔ ❀ جہاں مال خرچ کرنا شرعاً ضروری ہے مثلاً فَرْض ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا، واجِب ہونے کی صورت میں صدقۂ فِطر ادا کرنا، اسی طرح قسم وغیرہ کا کفارہ دینا، ان کاموں میں بُخْل کرنا گُناہ اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔

بُخل کے اسباب

(1) مال کی مَحَبَّت (2) لمبی اُمّید لمبی اُمّیدوں کے سبب مال جمع کرنے کی حرص بڑھ جاتی ہے اور انسان آخرت سے غافِل ہو کر دُنیا میں مَشْغول ہو جاتا ہے تو دُنیَوِی کَل سَنْوارنے کی فِکْریں اسے بُخْل پر اُبھارتی ہیں۔ (3) تنگ دستی کا خوف (4) نفسانی خواہِشات کا غلبہ (کہ ان کو پورا کرنے کے لئے شَرْعِی واجِبات اور دوسرے حُقُوق ادا کرنے کے مُعامَلے میں سُستی ہونے لگ

[1] ... احیاء العلوم، کتاب ذم البخل وذم حب المال، بیان حد السخاء والبخل وحقیقتھما، 3/320، ملخصا
[2] ... تمبین المحارم، الباب الثالث والثلثون: فی البخل، ص190

جاتی ہے)۔(5) بچوں کے روشن مستقبل کی فِکْر۔

بخل سے بچنے کے طریقے

- قبرو آخرت کو یاد کیجئے کہ میرا یہ مال قبر میں میرے کسی کام نہ آئے گا، اِنْ شَآءَ اللہ ! دل سے مال و دولت کی مَحبَّت دُور ہو گی اور قبرو آخرت کی تیاری کرنے کا ذِہن بنے گا۔
- موت اور قبرو آخرت کی یاد سے لمبی امیدوں سے بھی چھٹکارا ملے گا۔
- یہ بات ذِہن میں بٹھا لیجئے کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ اِضافہ ہی ہوتا ہے۔ تنگ دستی بخل کی وجہ سے آتی ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”بُخْل مت کرو! ورنہ تم پر تنگی کر دی جائے گی۔“[1]
- نفسانی خواہشات کے نقصانات اور اس کے اخروی انجام کا بار بار مُطالعہ کیجئے۔ اس سلسلے میں امیرِ اہلسنت کا رِسالہ ”گُناہوں کا عِلاج“ پڑھنا مفید ہے۔
- اللہ پاک پر بھروسہ رکھنے میں اپنے یقین کو مزید پختہ کرے کہ جس رب نے میرا مستقبل بہتر بنایا ہے وہی رب میرے بچوں کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادِر ہے۔

سبق نمبر 24 ظلم کا بیان

قرآن میں ظلم کا ذکر

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پ25، الشوریٰ:42)

تَرجَمۂ کنزالایمان: مُؤاخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظُلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دَرْدناک عذاب ہے۔

آیت کی تفسیر

یعنی گرفت صرف ان لوگوں پر ہے جو ابتداءً لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور تکبُّر اور گناہوں کا اِرتکاب کرکے اور فساد برپا کرکے زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔[2]

1 ... بخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقۃ...الخ، 1/483، حدیث:1433
2 ... تفسیر صراط الجنان، پ25، الشوری تحت الایۃ:42، 9/87

حدیث میں ظُلم کا ذکر

رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اُمَّت میں مُفْلِس وہ شَخْص ہے جو قِیَامت کے دِن نماز، روزہ، زکوٰۃ تو لے کر آئے گا مگر ساتھ ہی کسی کو گالی بھی دی ہو گی، کسی کو تہمت لگائی ہو گی، اُس کا مالِ ناحق کھایا ہو گا، اِس کا خون بہایا ہو گا، اُس کو مارا ہو گا تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اِس مَظْلُوم کو دے دی جائیں گی اور کچھ اُس مَظْلُوم کو پھر اگر اِس کے ذِمّے جو حُقُوق تھے ان کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں خَتْم ہو جائیں تو ان (یعنی مَظْلُوموں) کے گُناہ لے کر اِس (یعنی ظالم) پر ڈالے جائیں گے پھر اس (ظالم) شَخْص کو جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ (1)

ظُلم کی تعریف

ہر وہ نُقصان اور آزار (تکلیف) جو بِلا اِجازتِ شَرْعِی کسی کے دِین، عزّت، جان، جِسْم، مال یا دل کو پہنچایا جائے ظُلْم ہے چاہے وہ نُقصان اور تکلیف قول کے ذریعے (یعنی کوئی بات کہہ کر) ہو یا فعل کے ذریعے (یعنی کسی عَمَل کی وجہ سے) ہو یا ترک کے ذریعے (مثلاً مزدور کو اس کی اُجرت دینے میں بِلا وجہ تاخیر کی)۔ (2)

ظُلم کی مثالیں

❀ کسی کو قَتْل کر دینا ❀ مارپیٹ کرنا ❀ قرض لے کر دبا لینا ❀ گالی دینا ❀ غیبت و چُغلی کرنا ❀ مزدور کی اُجرت دبا لینا ❀ چوری ❀ ڈاکہ ❀ امانت میں خِیانت کرنا وغیرہ۔

ظُلم کا حکم

ظُلْم شرعاً اور عقلاً حرام ہے، کسی حالت اور کسی صُورت میں جائز نہیں۔ (3)

چند احکام

❀ جانور پر ظُلْم کرنا انسان پر ظُلْم کرنے سے زِیادہ گُناہ ہے کیونکہ انسان تو کسی سے اپنا دُکھ دَرْد کہہ سکتا ہے، بے زبان

1 ... مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، ص1079، حدیث:6579
2 ... فتاویٰ رضویہ، 24/459، مفصلا
3 ... الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الاکراہ، 2/116

جانور کس سے کہے، اس کا اللہ کے سوا فریاد سُننے والا کون ہے![1] ❀ (اگر کسی پر ظلم کیا تو بارگاہِ الٰہی میں صِرف توبہ کرلینا کافی نہیں بلکہ بندوں کے جو حُقُوق پامال کئے ہوں وہ بھی ادا کرنے ہوں گے مثلاً) جس کا مال دبایا ہے فَرض ہے کہ اُتنا مال اُسے دے، وہ نہ رہا ہو تو اُس کے وارِث کو دے، وہ بھی نہ ہو تو فقیر پر صدقہ کر دے، اس کے عِلاوہ کسی طرح اس مال سے سُبُک دوش (یعنی بری الذِمّہ) نہیں ہو سکتا اور جسے مال کے عِلاوہ کوئی اور ایذاء دِی ہو یا بُرا کہا ہو اس سے مُعَافی مانگے یہاں تک کہ وہ مُعاف کر دے جس طرح ممکن ہو مُعَافی لے، وہ نہ رہا ہو اور تھا مسلمان تو اس کے لئے صدقہ، تِلاوت اور نَوَافِل (وغیرہ نیک اَعمال) کا ثواب پہنچاتا رہے اور کافِر تھا تو (اسے اِیصالِ ثواب جائز نہیں، لہٰذا) اس کے عِلاوہ اور کوئی تدبیر نہیں کہ اپنے رَبّ کی طرف رجوع اور توبہ واِستِغفار کرتا رہے، وہ مالِک و قادِر ہے۔[2]

ظلم کے اسباب

(1) غُصّہ (2) لڑائی جھگڑا (3) مال و دَولت کی حرِص (4) جَہالت (5) بُغض و کینہ یعنی دل میں کسی کے خِلاف بغیر کسی شَرعی وجہ کے نفرت اور دشمنی رکھنا وغیرہ۔

ظلم کرنے سے بچنے کے طریقے

❀ قرآن و حدیث میں ذِکر کئے گئے ظُلم کے ہولناک عذابات کا مُطالعہ کیجئے اور اپنے نازُک بدن پر غور کیجئے کہ ظُلم کے سبب اگر ان میں سے کوئی عذاب ہم پر مُسَلَّط کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا۔

❀ غصّے میں آکر کسی کی حق تَلَفی کرنے کو دل چاہے تو فوراً اپنے آپ کو یوں ڈرایئے کہ اگر میں غصّے میں آکر حق تلفی کروں گا تو گنہگار اور جہنّم کا حق دار قرار پاؤں گا کہ یہ گُناہ کے ذریعے غصہ ٹھنڈا کرنا ہوا اور فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہے: جہنّم میں ایک دروازہ ہے اس سے وُہی داخِل ہوں گے جن کا غصّہ کسی گُناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔[3]

❀ موت اور قَبْر و آخرت کو کثرت سے یاد کیجئے اس سے دِل نرم ہوگا اور دوسروں کی حق تلفی اور ظُلم کرنے سے بچنے کا ذِہن بنے گا۔

---

1 ... مرآۃ المناجیح، 5/162
2 ... فتاوی رضویہ، 24/379، بتغیر قلیل
3 ... مسند الفردوس، 1/123 حدیث: 781

سبق نمبر 25 فرض علم نہ سیکھنے کا بیان

قرآن میں علم سیکھنے کی اہمیت

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ-اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۠ (۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

(پ23، الزمر: 9)

حدیث میں علم سیکھنے کی اہمیت

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو علم حاصل نہ کرے اور اس کے لئے بھی ہلاکت ہے جو عِلْم حاصل کرے پھر اس پر عمل نہ کرے۔[1]

علم کی تعریف

علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف (یعنی ظاہر) ہوگئی اور جس سے متعلّق ہوگیا اس کی صورت ہمارے ذہن میں مُرتَسِم (یعنی نقش) ہوگئی۔[2]

علم کا حکم

ہر شخص پر اس کی حالتِ مَوْجُودہ کے مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔[3] اور اس کو ترک کرنا (یعنی مَوْجُودہ حالت کے مُطابِق ضرورت کے مسئلے نہ سیکھنا) گُناہ ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے حصول علم

❀ علمِ دِین حاصل کرنے کے تعلُّق سے سب سے پہلا اور اہم ترین فَرض یہ ہے کہ بنیادی عقائد کا عِلْم حاصل کرے جس سے آدمی صحیحُ العقیدہ سنی بنتا ہے اور اِنکار و مُخالَفت سے کافِر یا گمراہ ہو جاتا ہے۔ ❀ اس کے بعد نماز کے مسائل یعنی

---

1 ... کنز العمال، کتاب العلم، باب الثانی فی آفات العلم... الخ، جز10، 5/86، حدیث: 29033

2 ... ملفوظات اعلی حضرت ص245

3 ... فتاوی رضویہ، 23/624 ملتقطاً

اس کے فرائض اور شرائط اور نماز توڑنے والی چیزوں کا عِلْم حاصِل کرے تاکہ نماز صحیح طور پر ادا کرسکے۔❀ پھر جب رَمَضَانُ المبارک کی تشریف آوری ہو تو روزوں کے مسائل، ❀ صاحِبِ اِستطاعَت ہو جائے تو حج کے مسائل، ❀ نِکاح کرنا چاہے تو اس کے ضروری مسائل، ❀ تاجِر ہو تو خرید و فروخت کے مسائل، ❀ مُلازِم بننے اور مُلازِم رکھنے والے پر اِجارہ کے مسائل۔ ❀ الغرض ہر مسلمان عاقِل و بالغ مرد و عورت پر اس کی موجودہ حالت کے مُطابِق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔[1] ❀ اور اگر اس کو یہ ضروری مسئلے معلوم نہیں اور نہ ان کو سیکھنے کی کوشش کرے تو فرض عُلُوم نہ سیکھنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔

فرض عِلْم نہ سیکھنے کے بارے میں اَحْکام

❀ حَسْبِ حال (یعنی اپنی مَوْجُودہ حالت کے مُطابق) فَرض عُلُوم نہ جاننا گُناہ اور نہ جاننے کے سبب گُناہ کر گزرنا گُناہ در گُناہ و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔[2] ❀ دِین کے ضروری عُلُوم سے غافِل ہو کر دُنیَوی عُلُوم میں مَشْغُول ہونا حرام ہے۔[3] ❀ جو شَخْص دِین کے ضروری عُلُوم سے فراغت پا کر ایسے دُنیَوی عُلُوم پڑھے جن میں کوئی بات خِلَافِ شرع نہ ہو تو یہ ایک مُباح کام ہوگا جبکہ اس کے سبب کسی واجبِ شَرْعی میں خلل نہ پڑے۔[4]

فرض علم نہ سیکھنے کے اسباب

(1) شیطان (کہ یہ جس قَدَر دُشمنی عِلْم سے رکھتا ہے اور کسی چیز سے نہیں رکھتا اور سب سے زِیادہ وسوسے بھی عِلْم سے روکنے کے لئے دل میں ڈالتا ہے)۔[5] (2) مال و دولت کی حرص (ہر وَقْت مال جمع کرتے رہنے کا مذموم جذبہ بھی عِلْم حاصِل کرنے کی راہ میں بہت بڑی رُکاوٹ ہے)۔[6] (3) جہالت (کہ بَعْض لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ ان پر کن کن چیزوں کا عِلْم سیکھنا فرض ہے)۔ (4) موبائل فون، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا (عِلْم سیکھنے سے دُور کرنے میں ان چیزوں کا بھی بڑا کردار ہے کہ لوگ ان چیزوں کے غیر ضروری اور حد

---

1 ... فتاوی رضویہ، 23/623و624ماخوذا
2 ... نیکی کی دعوت، ص137
3 ... فتاوی رضویہ، 23/648ملخصا
4 ... فتاوی رضویہ، 23/648ملخصا
5 ... فیضانِ علم وعلماء، ص23، بتغیر قلیل
6 ... فیضانِ علم وعلماء، ص26، ماخوذا

سے زیادہ اِستعمال میں پڑ کر اپنا قیمتی وَقت فضولیات کی نذر کر رہے ہیں)۔(5) سُستی ولاپرواہی۔

عِلْمِ دِین حاصِل کرنے کے طریقے

- علمِ دین سیکھنے کے فضائل پڑھیے، خاص طور پر اس تعَلُّق سے بزرگانِ دین کے واقعات کا مطالعہ کیجئے کہ انہوں نے کیسی کیسی مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود علم حاصِل کیا، اِنْ شَآءَ الله! علمِ دین حاصِل کرنے کا جذبہ بیدار ہوگا۔
- قناعَت اِختیار کیجئے اور مال و دولت کی مذموم حرص سے پیچھا چُھڑائیے۔
- عاشِقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی کے ساتھ ہر دم وابستہ رہئے، مدنی مذاکرے دیکھتے رہئے، ہفتہ وار اجتماعات میں شرکت کیجئے، عاشقانِ رسول کے ساتھ مدنی قافلوں میں سفر کیجئے بلکہ کوشش کرکے فیضانِ فرض عُلوم کورس کر لیجئے، اِنْ شَآءَ الله! بہت سارے فرض عُلوم سیکھ جائیں گے اور مزید علمِ دین حاصِل کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔
- دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام ہونے والا 30 روزہ اِعْتِکاف کرلیجئے کہ اس میں بھی بہت سارے فرض عُلوم سکھائے جاتے ہیں۔
- مکتبۃُ المدینہ سے شائع ہونے والی اور دیگر صحیحُ العقیدہ سنی عُلَما کی کُتُب ورَسائل کا مُطالعہ کرتے رہئے۔ درسِ نظامی (عالم کورس) کرلیجئے۔

غصہ کا بیان

سبق نمبر 26

قرآن میں غصہ پینے کی فضیلت

اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ-وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَۚ(۱۳۴)

(پ4، آلِ عمران: 134)

تَرجَمۂ کنزالایمان: وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

آیت کی تفسیر

آیتِ مبارکہ میں متقین کے چار اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔(1) خوشحالی اور تنگدستی دونوں حال میں اللہ پاک کی

راہ میں خرچ کرنا، (2) غصہ پی جانا، (3) لوگوں کو معاف کر دینا، (4) احسان کرنا۔ [1]

حدیث میں غصہ پینے کی اہمیت

ایک شخص نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ! مجھے کوئی مختصر عمل بتائیے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ [2]

غصہ کی تعریف

اپنے آپ کو تکلیف سے دور کرنے یا تکلیف ملنے کے بعد اس کا بدلہ لینے کے لیے خون کا جوش مارنا غضب اور غصہ کہلاتا ہے۔ اور اپنے ذاتی انتقام کے لیے غصہ کرنا غضب لِلنَّفس کہلاتا ہے۔

غصہ کا حکم

غضب لِلنَّفس (نفس کے لیے غصہ) مذموم ہے۔ مُطلَق غصہ مذموم وبرا نہیں۔ بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے انسان کی دنیا و آخرت کی حفاظت ہوتی ہے۔ مثلاً حق کے اظہار اور باطل کے مٹانے کے لئے شجاعت و بہادری ہونا۔ یہ عقلاً، شرعاً اور عرفاً ہر طرح جائز ہے۔ البتہ غیر شرعی اور اپنے ذاتی انتقام کے لئے غصے پر عمل کرنا حرام ہے۔

غصے سے بچنے کے طریقے

جب غصہ آجائے تو ان میں سے کوئی بھی ایک یا ضرورتاً سارے علاج فرمالیجئے:

- اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھیے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ پڑھیے۔ چپ ہو جائیے۔ وضو کر لیجئے۔ ناک میں پانی چڑھائیے۔ کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیے۔ بیٹھے ہیں تو لیٹ جائیے اور زمین سے چپٹ جائیے۔ اپنے گال کو زمین سے ملا دیجئے۔ وضو ہو تو سجدہ کر لیجئے۔ تاکہ احساس ہو کہ میں خاک سے بنا ہوں لہٰذا بندے پر غصہ کرنا مجھے زیب نہیں دیتا۔
- جس پر غصہ آرہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جائیے۔ سوچئے کہ اگر میں غصہ کروں گا تو دوسرا بھی غصہ کرے گا اور بدلہ لے گا اور مجھے دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔

---

1 ... تفسیر صراط الجنان، پ4، آلِ عمران، تحت الآیۃ: 134، 2/54

2 ... بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، 4/131، حدیث: 6116

منتخب
آیات

معانقة ۱

پارہ 1 آیت 1-7

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۚۖۛ فِیْهِ ۚۛ
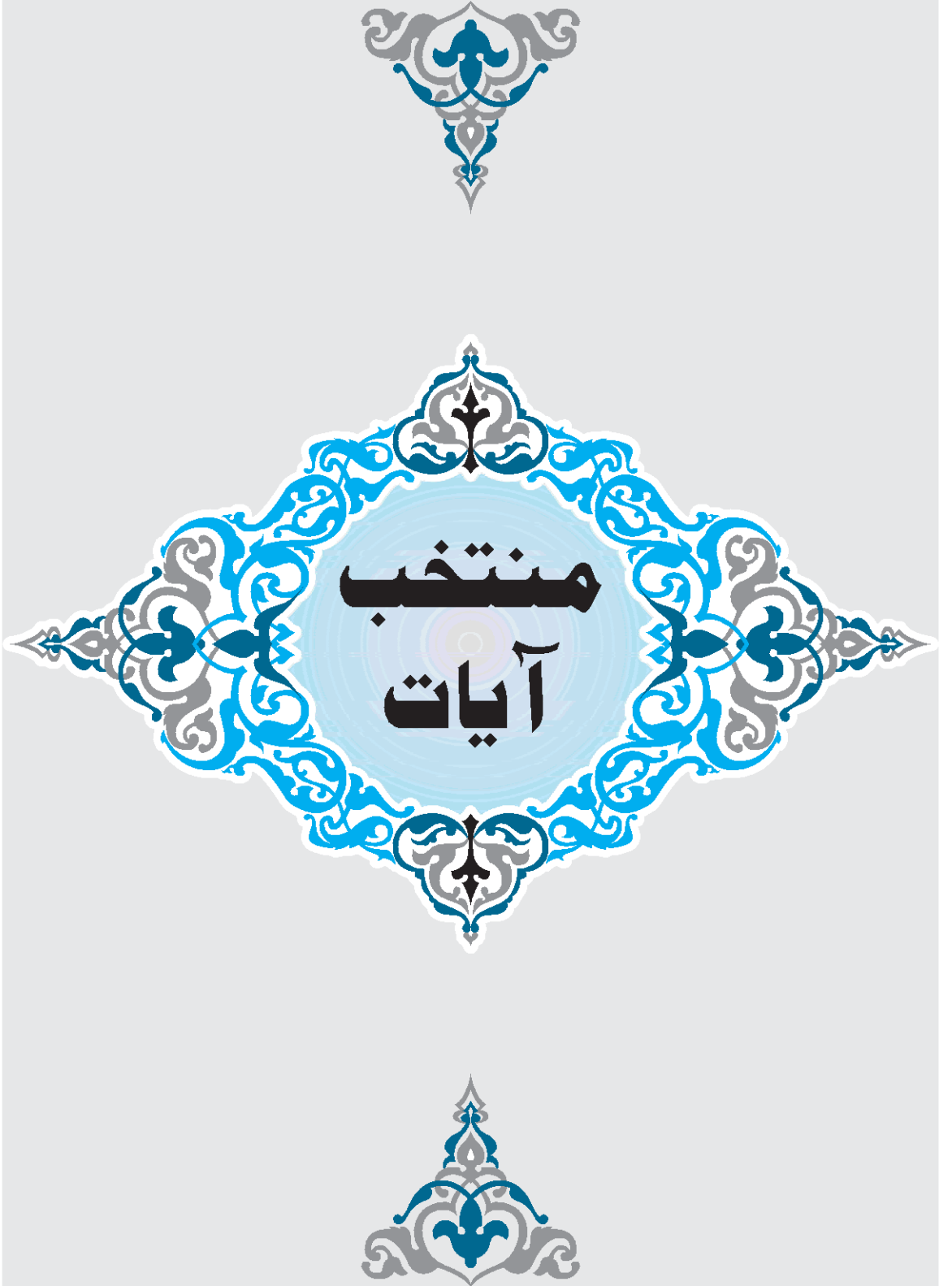
الٓمّٓ ① ○ وہ بلند رتبہ کتاب جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ اس میں

هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

ڈرنے والوں کے لئے ہدایت ہے○ وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے

رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں ② ○ اور وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا ③

وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں○ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں○

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾

وہ لوگ جن کی قسمت میں کفر ہے ان کے لئے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے○

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَ عَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے ④ اور ان کے لئے بہت بڑا

عَظِیْمٌ ۠﴿۷﴾

عذاب ہے○

ع ۱

حاشیہ ①...یہ حروف اللہ تعالٰی کے راز ہیں اور متشابہات میں سے ہیں، ان کی مراد اللہ تعالٰی اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جانتے ہیں اور ہم ان کے حق ہونے پر ایمان لاتے ہیں۔ ②...اس سے معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اتنا زیادہ مال خرچ کر دیا جائے کہ خرچ کرنے کے بعد آدمی پچھتائے اور نہ ہی خرچ کرنے میں کنجوسی سے کام لیا جائے بلکہ اس میں اعتدال ہونا چاہئے۔ ③... اللہ تعالٰی کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانے اور قرآن مجید سے پہلی کتابوں کے احکام پر عمل کرنے کی تفصیل تفسیر صراط الجنان، ج1، ص68 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ④...کافروں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگنا اور آنکھوں پر پردہ پڑ جانا ان کے کفر و عناد، سرکشی، اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی عداوت کے انجام کے طور پر تھا ورنہ ان پر ہدایت کی راہیں شروع سے بند نہ تھیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا	پارہ 2 آیت 153-157
اے ایمان والو! صبر اور نماز سے	
بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ	
مدد مانگو،① بیشک اللہ صابروں کے ساتھ ہے○ اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں	
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ	
انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں②○ اور ہم ضرور تمہیں	
بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ	
کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے	
وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ	
اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو○ وہ لوگ کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے ہیں اور	
اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ	
ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں○ یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت اور	
اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾	
یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں○	

حاشیہ ①... غیرِ خدا سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہے۔ اس موضوع کی مزید تفصیل تفسیر صراط الجنان، ج 1، ص247 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ②... شہید قطعی طور پر زندہ ہیں لیکن ان کی حیات کیسی ہے اس کا ہمیں شعور نہیں، اسی لئے دنیوی معاملات کے اعتبار سے ان پر عام میت کی طرح شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ	پارہ 3 آیت 284-286

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ

اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے اگر تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا ①

فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ

تو جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے○ رسول اس پر ایمان

الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ

لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور مسلمان بھی۔ سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں

كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ

اور اس کے رسولوں پر یہ کہتے ہوئے ایمان لائے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور انہوں نے عرض کی:

اَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ

اے ہمارے رب! ہم نے سنا اور مانا، (ہم پر) تیری معافی ہو اور تیری ہی طرف پھرنا ہے○ اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ

کسی جان نے جو اچھا کمایا وہ اسی کیلئے ہے اور کسی جان نے جو برا کمایا اس کا وبال اسی پر ہے۔ ② اے ہمارے رب! اگر ہم بھولیں یا

اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

خطا کریں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے رب! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا،

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟

اے ہمارے رب! اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہیں اور ہمیں معاف فرما دے اور ہمیں بخش دے اور ہم پر مہربانی فرما،

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾
تو ہمارا مالک ہے پس کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما ○

حاشیہ ①... انسان کے دل میں کئی طرح کے خیالات آتے ہیں جیسے وسوسہ اور عزم و ارادہ۔ وسوسوں سے دل کو خالی کرنا انسان کی قدرت میں نہیں، ان پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ دوسرے وہ خیالات جن کو انسان اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور ان کو عمل میں لانے کا قصد و ارادہ کرتا ہے ان پر مؤاخذہ ہوگا اور انہی کا بیان اس آیت میں ہے کہ اپنے دلوں میں موجود چیز کو تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تمہارا ان پر محاسبہ فرمائے گا۔ ②... یہ آیت مبارکہ آخرت کے ثواب و عذاب کے بارے میں ہے لیکن اس طرح کا معاملہ دنیا میں بھی پیش آتا رہتا ہے کہ ہر آدمی اپنی محنت کا پھل پاتا ہے، محنت والے کو اس کی محنت کا صلہ ملتا ہے جبکہ سست و کاہل اور کام چور کو اس کی سستی کا انجام دیکھنا پڑتا ہے۔

پارہ 11 آیت 127-129

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍؕ هَلْ
اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں کہ
یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْاؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا پھر پلٹ جاتے ہیں تو اللہ نے ان کے دل پلٹ دیئے ہیں کیونکہ یہ لوگ
لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ
سمجھتے نہیں ○ بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت بھاری گزرتا ہے،①
حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ
وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں② ○ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے
اللّٰهُ ﳲ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾
اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے ○

حاشیہ ①... اس آیت مبارکہ میں سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری یعنی میلاد مبارک کا بیان، اخلاقِ حمیدہ، اوصافِ جلیلہ اور فضیلت و شرف کا بیان ہے۔ ②... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے دو ناموں رؤوف اور رحیم سے مشرف فرمایا۔ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کمال تکریم ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ	پارہ 15 آیت 78-84

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے

الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ

اندھیرے تک اور صبح کا قرآن، بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں○ اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھو یہ

نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

خاص تمہارے لیے زیادہ ہے۔[1] قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمائے گا کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں○ اور اے حبیب! یوں عرض کرو کہ اے میرے رب

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

مجھے پسندیدہ طریقے سے داخل فرما اور مجھے پسندیدہ طریقے سے نکال دے[2] اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار

نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ

قوت بنا دے○ اور تم فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا○ اور

نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَۙ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا

ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو خسارہ ہی

خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

بڑھتا ہے○ اور جب ہم انسان پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف سے دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے برائی پہنچتی ہے

كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا۠ ﴿۸۴﴾ ع۹

تو مایوس ہوجاتا ہے○ تم فرماؤ: سب اپنے اپنے انداز پر کام کرتے ہیں تو تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو زیادہ ہدایت کے راستے پر ہے○

حاشیہ ① ... نمازِ تہجد حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر فرض تھی، جمہور کا یہی قول ہے جبکہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی اُمت کے لئے یہ نماز سنت ہے۔ ② ... مفسرین نے اس کے بہت سے مطالب و معانی بیان فرمائے ہیں، ان میں سے دو یہ ہیں: (1) میرا داخل ہونا اور نکلنا پسندیدہ طریقے سے کردے، جہاں بھی میں داخل ہوں اور جہاں سے بھی میں باہر آؤں خواہ وہ کوئی مکان ہو یا کام۔ (2) مجھے قبر میں اپنی رضا اور طہارت کے ساتھ داخل کر اور قبر سے اٹھاتے وقت عزت و کرامت کے ساتھ باہر لا۔

پارہ 16 آیت 110-107

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے ان کی مہمانی

لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ

کیلئے فردوس کے باغات ہیں[1] ○ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، ان سے کوئی دوسری جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ○ تم فرمادو: اگر

كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ

سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہوجاتا تو ضرور سمندر ختم ہوجاتا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوتیں، اگرچہ

جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ

ہم اس کی مدد کیلئے اُسی سمندر جیسا اور لے آتے[2] ○ تم فرماؤ: میں (ظاہراً) تمہاری طرح ایک بشر ہوں[3] مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾ ع

عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے ○

ع ۱۲ ۹ ۳

حاشیہ (1)... جنتیں آٹھ ہیں جن کے نام یہ ہیں: دارُ الجلال، دارُ القرار، دارُ السلام، جنتِ عدن، جنتُ المأوٰی، جنتُ الخلد، جنتُ الفردوس، جنتُ النعیم۔ ان میں فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہے اور اس کی دعا مانگنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے، چنانچہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "جب اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگو تو فردوس مانگو، کیونکہ وہ جنتوں میں سب کے درمیان اور سب سے بلند ہے اور اس پر رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ (بخاری، ۲/۲۵۰، الحدیث: ۲۷۹۰) (2)... آیت میں "کلمات" سے مراد اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات ہیں جن کی کوئی انتہاء نہیں۔ (3)... حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حقیقت نور ہے اور ظاہری صورت بشری ہے۔

پارہ 18 آیت 115-118	اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ
	تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تم
اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ	
ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟○ تو وہ اللہ بہت بلندی والا ہے جو سچا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں،	
رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ	
وہ عزت والے عرش کا مالک ہے○ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت کرے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں	
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ	
تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہی ہے، بیشک کافر فلاح نہیں پائیں گے○ اور تم عرض کرو، اے میرے رب! بخش دے	
وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع	
اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے[1]○	

ع ۲۶ ۶

حاشیہ ① نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو استغفار کا حکم اپنے درجات کی بلندی اور بارگاہِ خداوندی میں عاجزی کے اظہار کیلئے ہے نیز یہ استغفار امت کے گناہوں کیلئے بھی ہے اور امت کو استغفار کا طریقہ سکھانے کیلئے بھی۔

پارہ 19 آیت 61-65	تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا
	بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے[1]
وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ	
اور ان میں چراغ اور روشن کرنے والا چاند بنایا○ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے	

حاشیہ ①... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ بروج سے سات سیارہ ستاروں کی منزلیں مراد ہیں اور ان برجوں کی تعداد بارہ ہے۔(1) حَمَل۔(2) ثَور۔(3) جَوزاء۔(4) سَرطان۔(5) اَسَد۔(6) سُنبُلَہ۔(7) میزان۔(8) عَقرَب۔(9) قَوس۔(10) جَدی۔(11) دَلو۔(12) حُوت۔(خازن، الفرقان، تحت الآیۃ: ۶۱، ۳/۳۷۸)

خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ
پیچھے آنے والا بنایا (یہ) اس کیلئے (نشانی) ہے جو نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے یا جو (اللہ کا) شکر ادا کرنا چاہتا ہے ○ اور رحمٰن کے وہ بندے
یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ
جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں[1] اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ''بس سلام''[2] ○ اور
الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
وہ جو اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام کی حالت میں رات گزارتے ہیں[3] ○ اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہم سے
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾
جہنم کا عذاب پھیر دے، بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے ○

حاشیہ (1)... اطمینان و وقار کے ساتھ اور عاجزانہ شان سے زمین پر آہستہ چلنا کامل ایمان والوں کا وصف ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ''تمہارے لئے سکون (سے چلنا) ضروری ہے کیونکہ دوڑنے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔'' (بخاری، ۱/۵۵۸، الحدیث: ۱۶۷۱) (2)... اس سے مراد متارکت کا سلام ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اعراض کرتے ہیں۔ یا یہ معنیٰ ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذا اور گناہ نہ ہو۔ (3)... حدیثِ پاک میں ہے: تم رات میں قیام کرنا اختیار کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیکوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ، گناہوں کو مٹانے والا اور آئندہ گناہوں سے بچانے والا ہے۔ (ترمذی، ۵/۳۲۳، الحدیث: ۳۵۶۰)

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾
یٰس[1] ○ حکمت والے قرآن کی قسم ○ بیشک تم رسولوں میں سے ہو ○
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ
سیدھی راہ پر ہو ○ عزت والے مہربان کا اتارا ہوا ○ تاکہ تم

حاشیہ (1)... یہ حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ہے، اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ نیز کسی کا نام ''یٰسین'' اور ''طٰہٰ'' رکھنا منع ہے کہ بعض علماء کے نزدیک یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، کیا عجب کہ ان کے وہ معنی ہوں جو غیرِ خدا پر صادق نہ آسکیں، اور بعض علماء کے نزدیک یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں، ہو سکتا ہے ان کا وہ معنی ہو جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے خاص ہو۔ اس لئے یہ نام رکھنے سے بچنا ضروری ہے اور جن حضرات کا نام ''یٰسین'' ہے وہ خود کو ''غلام یٰسین'' لکھیں اور بتائیں اور دوسرے اسے ''غلام یٰسین'' کہہ کر بلائیں۔

قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى
اس قوم کو ڈراؤ① جس کے باپ دادا کو نہ ڈرایا گیا② تو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں○ بیشک ان میں اکثر پر بات ثابت
اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ
ہوچکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے○ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں تو وہ
اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا
ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ اوپر کو منہ اٹھائے ہوئے ہیں○ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی
وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ
اور ان کے پیچھے (بھی) ایک دیوار (بنادی) پھر انہیں اوپر سے (بھی) ڈھانک دیا تو انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا③○ اور تمہارا انہیں
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ
ڈرانا اور نہ ڈرانا ان پر برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے○ تم تو صرف اسے ڈراتے ہو جو نصیحت کی
الذِّكْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۱﴾
پیروی کرے اور رحمٰن سے بغیر دیکھے ڈرے تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو○

حاشیہ ①... یہاں آیت میں بطورِ خاص کفارِ قریش کو عذابِ الٰہی سے ڈرانے کا فرمایا گیا اور عمومی طور پر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اہلِ عرب، اہلِ کتاب وغیرہ سبھی کو عذابِ الٰہی سے ڈرانے والے ہیں کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں۔ ②... قومِ قریش میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے کوئی رسول تشریف نہیں لائے اور عرب میں حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد سے لے کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے جبکہ اہلِ کتاب کے پاس حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد سے لے کر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک کوئی رسول تشریف نہیں لائے۔ ③... یعنی جیسے کسی شخص کے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند کر دیا گیا ہو تو وہ کسی طرح منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا، یہی حال ان کفار کا ہے کہ ان پر ہر طرف سے ایمان کی راہ بند ہے، ان کے سامنے دنیا کے غرور کی دیوار ہے اور ان کے پیچھے آخرت کو جھٹلانے کی اور وہ جہالت کے قید خانہ میں قید ہیں جس کی وجہ سے آیات اور دلائل میں غور و فکر کرنا انہیں میسر نہیں ہے۔ ازلی کفار پر ہدایت اور ایمان کی راہ بند کر کے ان پر جبر نہیں کیا گیا بلکہ ان کے کفر پر اصرار، تکبر، عناد اور سرکشی کو مستقل اختیار کرنے کی سزا کے طور پر ان کے لئے ایمان کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ

بیشک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو (عمل) انہوں نے آگے بھیجا اور ان کے پیچھے چھوڑے ہوئے نشانات کو[1]

اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾

اور ایک ظاہر کر دینے والی کتاب میں ہر چیز ہم نے شمار کر رکھی ہے○

وقف غفران ۔ ع ۱۲/۱۸

حاشیہ: [1] یعنی ہم وہ نشانیاں اور طریقے لکھ رہے ہیں جو لوگ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ طریقے اچھے بھی ہوسکتے ہیں اور برے بھی، دونوں کا حکم جدا جدا ہے لہٰذا لوگ جو نیک طریقے نکالتے ہیں انہیں اچھی بدعت کہتے ہیں اور یہ طریقے کو نکالنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں دونوں کو ثواب ملتا ہے اور جو برے طریقے نکالتے ہیں ان کو بری بدعت کہتے ہیں، یہ طریقے نکالنے والے اور عمل کرنے والے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔

پارہ 24 آیت 29-32

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَیْنِ

اور کافر (جہنم میں جاکر) کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِیَكُوْنَا

جنوں اور انسانوں کے وہ دونوں (گروہ) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ (آج) ہم انہیں اپنے پاؤں کے نیچے (روند) ڈالیں تاکہ

مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ

وہ (جہنم میں) سب سے نیچے والوں میں سے ہوجائیں○ بیشک جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) ثابت قدم رہے[1] ان پر

الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت پر خوش ہوجاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا○

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ

ہم دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لیے جنت میں ہر وہ چیز ہے جو تمہارا جی چاہے

وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾

اور تمہارے لئے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم طلب کرو○ بخشنے والے، مہربان کی طرف سے مہمانی ہے○

ع ۱۷/۱۸

حاشیہ: [1] توحید پر استقامت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار اور اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرنے پر ثابت قدم رہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ	پارہ 26 آیت 29
محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے	
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	
کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا،	
یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ	
اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے	
السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ۚ	
نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت تورات میں (مذکور) ہے اور ان کی صفت انجیل میں (مذکور) ہے۔[1]	
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ	
(ان کی صفت ایسے ہے) جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہوگئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی	
یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا	
ہوگئی، کسانوں کو اچھی لگتی ہے (اللہ نے مسلمانوں کی یہ شان اس لئے بڑھائی) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلائے۔[2] اللہ نے ان میں سے ایمان والوں	
وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۠ (۲۹)	
اور اچھے کام کرنے والوں سے بخشش اور بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے[3] O	

معانقۃ ۱۵ — ع ۴ ۱۲

حاشیہ ①... اس آیت میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کے متعدد اوصاف اور ان کی عظمت و شان بیان کی گئی ہے، (1) وہ کافروں پر سخت ہیں۔ (2) آپس میں نرم دل اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ (3) کثرت سے اور پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ (4) وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ (5) ان کی عبادت کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے اثر سے ظاہر ہے۔ (6) ان کے اوصاف تورات و انجیل میں بھی مذکور ہیں۔ (7) ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت ہے۔ ②... بارگاہِ الٰہی میں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کا مقام بہت بلند ہے، ان کی عظمتیں اور اوصاف خود ربِّ کائنات نے بیان فرمائے اور اس سے کافروں کے دل جلائے۔ عظمتِ صحابہ بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم سے جلنا کفار کا طریقہ ہے۔ ③... تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم صاحبِ ایمان اور نیک اعمال کرنے والے ہیں اس لئے مغفرت و اجرِ عظیم کا یہ وعدہ سبھی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم سے ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ﴿۴﴾

رحمٰن نے، قرآن سکھایا①○○② انسان کو پیدا کیا③○ اسے بیان سکھایا○

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ﴿۵﴾ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾

سورج اور چاند حساب سے ہیں○ اور بغیر تنے والی نباتات اور درخت سجدہ کرتے ہیں④○

وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ﴿۸﴾

اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا اور ترازو رکھی○ کہ تولنے میں ناانصافی نہ کرو○

وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ﴿۹﴾ وَ الْاَرْضَ

اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ⑤○ اور اس نے

وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾ فِیْهَا فَاكِهَةٌ ۪ۙ وَّ النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۖ﴿۱۱﴾

مخلوق کے لیے زمین رکھی○ اس میں پھل میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں○

وَ الْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ الرَّیْحَانُ ۚ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

اور بھوسے والا اناج اور خوشبودار پھول ہیں○ تو (اے جن و انسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟○

حاشیہ ①... حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قرآنِ پاک بظاہر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے واسطے سے آیا لیکن در حقیقت اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سارا قرآن سکھایا ہے۔ ②... یہاں دو گول دائرے اس لئے لگائے گئے ہیں کہ اس مقام پر دو آیات کا ترجمہ ایک ساتھ کیا گیا ہے۔ ③... یہاں انسان سے مراد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور اگلی آیت میں بیان سے "مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ" یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ہے۔ یا، انسان سے مراد حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور بیان سے مراد تمام چیزوں کے اسماء اور تمام زبانوں کا بیان ہے۔ یا یہاں انسان سے مراد جنسِ انسان ہے اور بیان سے مراد گفتگو کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ ④... نباتات اور درخت کے سجدہ کرنے سے مراد ان کے سایوں کا سجدہ کرنا ہے، یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے فرمانبردار ہیں۔ ⑤... ناپ تول کے معاملات میں عدل و انصاف اور برابری کی تعلیم اسلام کی شاندار تعلیمات میں سے ایک ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ناپ تول میں ناانصافی سے معاشرے میں جھگڑے، فسادات برپا ہوں گے، باہمی بغض و عناد بھی پیدا ہو گا اور یہ چیز معاشرتی امن تباہ کر دیتی ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ

اس نے انسان کو ٹھیکری جیسی بجنے والی سوکھی مٹی سے پیدا کیا(1) اور اس نے جن کو بغیر دھویں والی آگ کے خالص

مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ

شعلے سے پیدا کیا(2) تو (اے جن و انسان!) تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ وہ دونوں مشرقوں کا رب

وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ

ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے(3) تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اس نے دو سمندر بہائے کہ دونوں

یَلْتَقِیٰنِ ﴿۱۹﴾ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾

ملے ہوئے (لگتے) ہیں(4) ان کے درمیان ایک آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے(5) تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ

ان سمندروں سے موتی اور مرجان (موتی) نکلتا ہے تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ اور دریا

الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾

میں پہاڑوں جیسی اٹھی ہوئی کشتیاں اسی کی ہیں(6) تو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

حاشیہ (1)... یہاں انسان سے مراد حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام ہیں اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی کیفیت کا ایک انداز بیان فرمایا ہے۔ (2)... یہاں جن سے مراد ابلیس ہے۔ (3)... دونوں مشرق اور دونوں مغرب سے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں سورج طلوع اور غروب ہونے کے دونوں مقام مراد ہیں۔ (4)... ان سے مراد میٹھے اور کھاری دو سمندر ہیں جنہیں ایسے بہایا گیا ہے کہ دیکھنے میں ان کی سطح آپس میں ملی ہوئی لگتی ہے کیونکہ ان کے درمیان فاصلہ کرنے کے لئے ظاہری طور پر کوئی چیز حائل نہیں۔ (5)... اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے درمیان ایک آڑ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے بلکہ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور دونوں میں سے کسی کا ذائقہ بھی تبدیل نہیں ہوتا۔ (6)... اس سے مراد یہ ہے کہ جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان چیزوں کو باہم جوڑنے، کشتی بنانے اور کاریگری کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔

پارہ 28 آیت 20-24	لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
	دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں، جنت والے

هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ

ہی کامیاب ہیں○ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تم اسے جھکا ہوا،① اللہ کے خوف سے

خَشْیَةِ اللّٰهِؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

پاش پاش دیکھتے اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ سوچیں○ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ

نہیں، ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے، وہی نہایت مہربان، بہت رحمت والا ہے○ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں،

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُؕ

بادشاہ،② نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امن بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، بہت عزت والا، بے حد عظمت والا، اپنی بڑائی بیان فرمانے والا ہے،③

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

اللہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے○ وہی اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا ہے، سب اچھے نام

الْحُسْنٰىؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

اسی کے ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز اسی کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی بہت عزت والا، بڑا حکمت والا ہے○

حاشیہ ①... یعنی قرآن کی عظمت اور اس کی تاثیر کا حال یہ ہے کہ اسے اگر پہاڑ جیسی سخت، مضبوط اور انتہائی وزنی چیز پر اتارا جاتا اور پہاڑ کو قرآن کا پورا فہم دیدیا جاتا تو یہ عظمتِ قرآن کے سامنے جھک جاتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے پاش پاش ہو جاتا جبکہ انسان کا حال یہ ہے کہ تلاوتِ قرآن کے وقت نہ تو اس میں غور و فکر کرتا، نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور نہ ہی کوئی اثر قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی سختی سے محفوظ فرمائے۔ ②... ملک و حکومت کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے کہ تمام موجودات اس کے ملک اور حکومت کے تحت ہیں اور اس کی ملکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں جبکہ بندوں کی ملکیت و حکومت ظاہری اور عارضی ہے۔ ③... اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور تمام صفات میں عظمت و بڑائی والا ہے اور اپنی بڑائی کا اظہار کرنا اسی کے شایاں اور لائق ہے کیونکہ اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی ہے جبکہ مخلوق میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ تکبر یعنی اپنی بڑائی کا اظہار کرے۔

پارہ 28 آیت 9-11	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کیلئے اذان دی جائے(1)

يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو(2) اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے

تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

بہتر ہے○ پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا

اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہوجاؤ(3)○ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف

اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ

چل دیئے اور تمہیں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ: جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور

اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱ ع

اللہ بہترین روزی دینے والا ہے(4)○

ع ۲ ۱۲

حاشیہ (1)...یہاں اذان سے مراد پہلی اذان ہے، نمازِ جمعہ کی تیاری واجب ہونے اور خرید و فروخت ترک کر دینے کا تعلق اسی اذان سے ہے، دوسری اذان سے نہیں جو خطبہ سے متصل ہوتی ہے۔ (2)...دوڑنے سے بھاگنا مراد نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کیلئے تیاری شروع کر دو اور ذِکْرُ اللہ سے جمہور علماء کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔ (3)...یعنی جب نماز پوری ہو جائے تو اب تمہارے لئے جائز ہے کہ معاش کے کاموں میں مشغول ہو جاؤ یا علم حاصل کرنے، مریض کی عیادت، جنازے میں شرکت، علماء کی زیارت کرنے اور ان جیسے دیگر کاموں میں مشغول ہو کر نیکیاں حاصل کرو اور نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو تا کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔ (4)...ایک مرتبہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے دن کھڑے ہو کر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ میں ایک تجارتی قافلہ آپہنچا، یہ بہت تنگی اور مہنگائی کا دور تھا، اس لئے مال ختم ہونے کے ڈر سے چند کے علاوہ بقیہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اس کی طرف بھاگ پڑے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم کی تربیت فرمائی گئی کہ ایسا کرنا ان کی شان کے لائق نہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ
اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں(1) اور جو ایسا کرے گا تو وہی
ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۹) وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ
لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○ اور ہم نے تمہیں جو رزق دیا اس سے اس وقت سے پہلے پہلے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرلو کہ تم میں کسی
الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ
کو موت آئے(2) تو کہنے لگے، اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالحین میں سے
الصّٰلِحِیْنَ(۱۰) وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَاؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ(۱۱)
ہوجاتا ○ اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا مقررہ وقت آجائے(3) اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے ○

حاشیہ: (1)... دنیا میں انسان کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی دو چیزیں ہیں، مال اور اولاد اس لئے یہاں صرف انہی دو کا نام لیا گیا ورنہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جو یادِ الٰہی سے غافل کرے۔ (2)... یہاں موت آجانے سے مراد موت کے آثار کا مشاہدہ کرنا ہے اور آیت سے مراد یہ ہے کہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے مالوں میں واجب صدقات ادا کردو ورنہ موت کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ (3)... انسان خواہ اطاعت گزار ہو یا نافرمان، چھوٹا ہو یا بڑا، جب اس کی عمر کا آخری وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہرگز مہلت نہ دے گا لہٰذا جو نیک کام کرنا ہے وہ آخری وقت آنے سے پہلے پہلے ہی کرنا ہوگا اور آخری وقت چونکہ کسی کو معلوم نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہمارا ہر لمحہ نافرمانی سے محفوظ ہو اور نیک اعمال کی کثرت ہو تاکہ موت کے وقت حسرت نہ ہو

سورۃ المدثر آیت 1-10

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾

اے چادر اوڑھنے والے ○ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ ○ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کرو ○

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾

اور اپنے کپڑے پاک رکھو(1) ○ اور گندگی سے دور رہو(2) ○ اور زیادہ لینے کی خاطر کسی پر احسان نہ کرو(3) ○ اور اپنے رب کے لیے ہی صبر کرتے رہو ○

فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا ○ تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا ○ کافروں پر آسان نہیں ہوگا ○

حاشیہ (1)...اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے کپڑے ہر طرح کی نجاست سے پاک رکھیں کیونکہ نماز کیلئے طہارت ضروری ہے اور نماز کے علاوہ اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے۔ (2)...یہاں گندگی سے مراد "بتوں کی عبادت" ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ پہلے بتوں کی پوجا کرنے سے دور تھے اسی طرح ہمیشہ اس سے دور ہی رہئے۔ (3)...بغیر شرط کے زیادہ ملنے کی نیت سے تحفہ دینا اگرچہ جائز ہے لیکن حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ شانِ نبوت کے لائق نہیں۔

۹۳ سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ ۱۱	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔	اٰیاتھا ۱۱ رکوعھا ۱

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ وَ

چڑھتے دن کے وقت کی قسم(1) ○ اور رات کی جب وہ ڈھانپ دے ○ تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور نہ ناپسند کیا ○ اور

لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾

بیشک تمہارے لئے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے(2) ○ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ○

حاشیہ (1)...بعض مفسرین کے نزدیک آیت میں "ضُحٰی" سے وہ وقت مراد ہے جس وقت سورج بلند ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک یہاں "ضُحٰی" سے پورا دن مراد ہے۔ (2)...اس آیت کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، بیشک تمہارے لئے آخرت دنیا سے بہتر ہے کیونکہ وہاں آپ کے لئے بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں اور ایک معنیٰ یہ ہے کہ آنے والے احوال آپ کے لئے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ہر آنے والی گھڑی میں آپ کے مراتب ترقیوں میں رہیں گے۔

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى۪ ﴿۶﴾ وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۪ ﴿۷﴾ وَ وَجَدَكَ
کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی ○ اور اس نے تمہیں اپنی محبت میں گم پایا تو اپنی طرف راہ دی ○ اور اس نے تمہیں
عَآىٕلًا فَاَغْنٰىؕ ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْؕ ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآىٕلَ فَلَا تَنْهَرْؕ ﴿۱۰﴾
حاجت مند پایا تو غنی کر دیا ○ تو کسی بھی صورت یتیم پر سختی نہ کرو ○ اور کسی بھی صورت مانگنے والے کو نہ جھڑکو ○
وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۠ ﴿۱۱﴾
اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو[3] ○

ع ۱ ۱۱ ۱۸

حاشیہ (3)... یہاں نعمت سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا فرمائیں اور وہ نعمتیں بھی مراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ فرمایا ہے اور نعمتوں کا چرچا کرنے کا اس لئے حکم فرمایا کہ نعمت کو بیان کرنا شکر گزاری ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَۙ ﴿۱﴾ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَۙ ﴿۲﴾ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ
کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کشادہ نہ کر دیا؟ ○ اور ہم نے تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ اتار دیا[1] ○ جس نے تمہاری پیٹھ
ظَهْرَكَۙ ﴿۳﴾ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَؕ ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًاۙ ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ
توڑی تھی ○ اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا[2] ○ تو بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ○ بیشک دشواری کے ساتھ
یُسْرًاؕ ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْۙ ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۠ ﴿۸﴾
آسانی ہے ○ تو جب تم فارغ ہو تو خوب کوشش کرو ○ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت رکھو ○

ع ۱ ۸ ۱۹

حاشیہ (1)... اس بوجھ سے وہ غم مراد ہے جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے رہتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے اُمت کے گناہوں کا غم مراد ہے جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قلب مبارک مشغول رہتا تھا۔ (2)... مفسرین نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر بلند ہونے کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں، ان میں سے دو یہ ہیں: (1) اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانا اور ان کی اطاعت کرنا مخلوق پر لازم کر دیا ہے حتی کہ کسی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی عبادت کرنا اس وقت تک مقبول نہیں جب تک وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لے آئے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے۔ (2) اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اذان، اقامت، نماز، تشہد، خطبے وغیرہ میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے۔

سُورَۃُ التِّیۡنِ ٩٥ — مَکِّیَّۃٌ — ٢٨ — اٰیاتھا ٨ — رکوعھا ١

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ﴿١﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ﴿٢﴾ وَھٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ﴿٣﴾ لَقَدۡ

انجیر کی قسم اور زیتون کی○ اور طور سینا کی○ اور اس امن والے شہر کی○ بیشک

خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ﴿٤﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ﴿٥﴾

یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا○ پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا[1]○

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿٦﴾ فَمَا

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ان کے لئے بے انتہاء ثواب ہے○ تو اب کون سی چیز

یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ﴿٧﴾ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿٨﴾

تجھے انصاف کے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے○ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟[2]○

ع ١ — ٨ — ٢٠

حاشیہ ①... اس کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ انسان کو سب سے اچھی صورت پر پیدا کرنے کے بعد اسے بڑھاپے کی طرف پھیر دیا اور اس وقت بدن کمزور، اعضاء ناکارہ، عقل ناقص، پشت خم، بال سفید ہو جاتے اور جلد میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اور وہ اپنی ضروریات انجام دینے میں دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ جب اس نے اچھی شکل و صورت کی شکر گزاری نہ کی، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جمارہا اور ایمان نہ لایا تو اس کا انجام یہ ہوا کہ ہم نے جہنم کے سب سے نچلے درکات کو اس کا ٹھکانہ کر دیا۔ ②... حدیثِ پاک میں ہے: جو سورۂ ''وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ'' پڑھتے ہوئے ''اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ'' پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کہے ''بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیۡنَ'' یعنی کیوں نہیں، یقیناً ہے اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔ (ترمذی، ٥/٢٣٠، الحدیث: ٣٣٥٨)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ (۱) وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ (۲) لَیْلَةُ

بیشک ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا(1) ○ اور تجھے کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟ ○ شب

الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕؔ (۳) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ

قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ○ اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے

رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛۙ (۴) سَلٰمٌ ۛ۫ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۠ (۵)

ہر کام کے لیے اترتے ہیں ○ یہ رات صبح طلوع ہونے تک سلامتی ہے ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

وَ الْعَصْرِ ۙ (۱) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ (۲) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ

زمانے کی قسم(2) ○ بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے(3) ○ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور

تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠ (۳)

ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ○

حاشیہ: (1)... شبِ قدر انتہائی شرف و برکت والی رات ہے، اسے شبِ قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور فرشتوں کو سال بھر کے کاموں اور خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی دیگر راتوں پر شرافت و قدر کے باعث اس کو شبِ قدر کہتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے اس رات میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ شب بیداری کر کے عبادت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ بخش دیتا ہے۔(بخاری، ۱/۲۵، الحدیث: ۳۵) (2)... یہاں عصر سے مطلق زمانہ، یا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مخصوص زمانہ مراد ہے، یا اس سے وہ وقت مراد ہے جو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتا ہے، یا اس سے مراد نمازِ عصر ہے۔ (3)... بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے کہ اس کی عمر جو اس کا سرمایہ اور اصل پونجی ہے وہ ہر دم کم ہو رہی ہے مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو ایمان اور نیک عمل کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو ان تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرنے کی وصیت کی جو دین کی راہ میں انہیں پیش آئیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خسارے میں نہیں بلکہ نفع پانے والے ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گزری وہ نیکی اور طاعت میں گزری ہے۔

۱۰۵ سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ، رحمت والا ہے۔

اٰیاتہا ۵ رکوعہا ۱

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴿۱﴾ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ

کیا تم نے نہ دیکھا کہ تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا؟ (1) ○ کیا اس نے ان کے مکر و فریب کو

تَضْلِيْلٍ ﴿۲﴾ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

تباہی میں نہ ڈالا ○ اور ان پر فوج در فوج پرندے بھیجے ○ جو انہیں کنکر کے پتھروں

سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴿۵﴾

سے مارتے تھے ○ تو انہیں جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا ○

۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ، رحمت والا ہے۔

اٰیاتہا ۴ رکوعہا ۱

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ

قریش کو مانوس کرنے کی وجہ سے ○ انہیں سردی اور گرمی دونوں کے سفر سے مانوس کرنے کی وجہ سے ○ تو انہیں اس گھر کے رب

هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۟ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

کی عبادت کرنی چاہئے ○ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں خوف سے امن بخشا (2) ○

حاشیہ (1)... اس واقعے کا خلاصہ یہ ہے کہ یمن اور حبشہ کے بادشاہ ابرہہ نے صنعاء میں اس غرض سے ایک کنیسہ (عبادت خانہ) بنایا کہ حج کرنے والے مکہ مکرمہ جانے کی بجائے یہیں آئیں اور اسی کنیسہ کا طواف کریں۔ اہلِ عرب کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیسہ میں قضائے حاجت کر کے اسے آلودہ کر دیا۔ معلوم ہونے پر ابرہہ طیش میں آیا اور کعبہ معظمہ کو گرانے کی قسم کھالی۔ پھر یہ اپنے لشکر کے ساتھ جس میں بہت سے ہاتھی بھی تھے، مکۂ مکرمہ پہنچا، یہاں جب اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی فوجیں بھیجیں جنہوں نے کنکر کے پتھروں سے ابرہہ اور اس کے لشکریوں کو مار ا اور انہیں جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ (2)... بھوک اور خوف معاشرے میں گناہوں اور بدکاریوں کی تعداد میں اضافے، جرائم کی شرح بڑھانے، بدامنی اور بے سکونی پھیلانے میں انتہائی خطرناک کردار ادا کرتے ہیں جبکہ بھوک کا ختم ہونا اور خوف کا دور ہو جانا معاشرے میں پاکیزہ ماحول اور امن و امان کی فضا قائم کرنے میں بہت معاون ہے۔ دینِ اسلام کے احکام اور تعلیمات پر نظر کی جائے تو یہ حقیقت روشن دن سے زیادہ صاف نظر آئے گی کہ لوگوں کی بھوک کو ختم کرنا، انہیں سہولیات فراہم کرنا، پاکیزہ معاشرے کا قیام اور امن قائم کرنا اسلام کی بنیادی ترجیحات اور خصوصیات میں سے ہے، لہٰذا ان احکام پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ ۱۰۷ مَكِّيَّةٌ ۱۷
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔
ایاتہا ۷ رکوعہا ۱

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے○ پھر وہ ایسا ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے○

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا○ تو ان نمازیوں کے لئے خرابی ہے○ جو اپنی نماز سے

صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

غافل ہیں(1)○ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں○ اور برتنے کی معمولی چیزیں بھی نہیں دیتے○

ع ۱/۳۲

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ ۱۰۸ مَكِّيَّةٌ ۱۵
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔
ایاتہا ۳ رکوعہا ۱

اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾

اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں(2)○ تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو○ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے(3)○

ع ۱/۳۳

حاشیہ (1)... نماز سے غفلت کی چند صورتیں ہیں، جیسے پابندی سے نہ پڑھنا، صحیح وقت پر نہ پڑھنا، فرائض وواجبات کو صحیح طریقے سے ادانہ کرنا، شرعی عذر کے بغیر باجماعت نہ پڑھنا، نماز کی پرواہ نہ کرنا، تنہائی میں قضا کر دینا اور لوگوں کے سامنے پڑھ لینا وغیرہ۔ (2)...آیت میں "کوثر" سے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے دنیا اور آخرت کی بے شمار خوبیاں مراد ہیں۔ (3)...حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرزند حضرت قاسم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا وصال ہوا تو کفار نے یہ کہا کہ ان کی نسل ختم ہوگئی، ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہ رہے گا اور یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا، اس پر سورۂ کوثر نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کا رد فرمایا۔ اس سورت کا ایک ایک لفظ بلکہ نفسِ نزول حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقامِ محبوبیت کو بیان کرتا ہے کہ آپ کے گستاخ کو جواب خود رب تعالیٰ دیتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ

تم فرماؤ: اے کافرو!(1) میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو اور تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی

اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾

میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں اس کی عبادت کروں گا جسے تم نے پوجا اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۠﴿۶﴾

تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے

ع ۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی(2) اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل

اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؔؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۠﴿۳﴾

ہو رہے ہیں(3) تو اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش چاہو، بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے(4)

ع ۲۵ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حاشیہ (1)... قریش کی ایک جماعت نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ آپ ہمارے دین کی پیروی کیجئے ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا: اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کروں۔ کفار کہنے لگے: تو آپ ایسا کیجئے کہ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اس پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔ (2)... یہاں فتح سے خاص فتح مکہ یا اسلام کی عام فتوحات مراد ہیں۔ (3)... اس آیت میں غیبی خبر دی گئی ہے۔ یہ غیبی خبر فتح مکہ کے موقع پر پوری ہوئی اور لوگ مختلف جگہوں سے قبولِ اسلام کیلئے گروہ در گروہ آکر شرفِ اسلام سے باریاب ہوئے۔ (4)... یہ سورت نازل ہونے کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ" کی بہت کثرت فرمائی۔ ہمیں بھی اس کی کثرت کرنی چاہئے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روزانہ ستر یا سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ ۱۱۱ مَکِّیَّۃٌ ٦ — ایاتہا ۵ رکوعہا ۱

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوجائیں اور وہ تباہ ہو ہی گیا(1) ○ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی ○

سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ﴿ۚۖ۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ﴿ۚ۴﴾

اب وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا ○ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے ○

فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے ○

ع ۱ ۳۶

سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاصِ ۱۱۲ مَکِّیَّۃٌ ۲۲

ایاتہا ۴ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ

تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے(2) ○ اللہ بے نیاز ہے ○ نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ○ اور

لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ ع

کوئی اس کے برابر نہیں ○

ع ۱ ۳۷

حاشیہ (1) جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوہِ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی تو ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا: ''اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ'' اس پر ابولہب نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اس گستاخ کو جواب دیا۔ (2) کفار نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اللہ رب العزت کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے، کوئی کہتا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نسب کیا ہے؟ کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے؟ کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا، وہ کیا کھاتا ہے؟ کیا پیتا ہے؟ ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی؟ اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ وہ بے نیاز اور ولادت و اولاد سے پاک ہے۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ ۱۱۳ — مَكِّيَّةٌ ۲۰ — اٰيَاتُهَا ۵ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِۙ(۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَۙ(۲) وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَۙ(۳) وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِۙ(۴) وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۠(۵)

تم فرماؤ: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں(1) اس کی تمام مخلوق کے شر سے اور سخت اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکیں مارتی ہیں اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرے(2)

سُوْرَةُ النَّاسِ ۱۱۴ — مَكِّيَّةٌ ۲۱ — اٰيَاتُهَا ۶ — رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ(۱) مَلِكِ النَّاسِۙ(۲) اِلٰهِ النَّاسِۙ(۳) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ﳔ الْخَنَّاسِﭪ(۴) الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِۙ(۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۠(۶)

تم کہو: میں تمام لوگوں کے رب کی پناہ لیتا ہوں تمام لوگوں کا بادشاہ تمام لوگوں کا معبود بار بار وسوسے ڈالنے والے، چھپ جانے والے کے شر سے (پناہ لیتا ہوں)(3) وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے جنوں اور انسانوں میں سے

حاشیہ (1)... لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جادو کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ مبارک اور ظاہری اعضاء پر اس کا اثر ہوا، البتہ دل، عقل اور اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کی خبر دی اور جادو کے سامان کا مقام بتایا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو بھیج کر یہ سامان نکلوایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فلق اور سورۂ ناس نازل فرمائی، ان کی برکت سے جادو کا اثر ختم ہوا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بالکل تندرست ہوگئے۔ (2)... حسد والا وہ ہے جو دوسرے کی نعمت چھن جانے کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد سے بطورِ خاص یہودی مراد ہیں جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حسد کرتے تھے یا خاص لبید بن اعصم یہودی مراد ہے اور عمومی طور پر ہر حاسد سے پناہ کیلئے یہ آیتِ مبارکہ کافی ہے۔ (3)... وسوسے ڈالنے والے اور دبک جانے والے سے مراد شیطان ہے اور یہ اس کی عادت ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دِل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔

خطبات

از شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

ہر جمعہ کو خطیب قبل از اذان خطبہ منبر پر چڑھنے سے پہلے یہ اعلان کرے

بسم اللہ کے سات حروف کی نسبت سے خطبے کے 7 مدنی پھول

☆حدیثِ پاک میں ہے: جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔(ترمذی،2/48، حدیث:513)اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ اس پر چڑھ کر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔(حاشیہ بہارِ شریعت،1/762،761)

☆خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھنا سنتِ صحابہ ہے۔

☆بزرگانِ دین فرماتے ہیں: دوزانو بیٹھ کر خطبہ سنے، پہلے خطبے میں ہاتھ باندھے، دوسرے میں زانو پر ہاتھ رکھے تو ان شاء اللہ دو رکعت کا ثواب ملے گا۔(مراٰۃ المناجیح،2/338)

☆اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خطبے میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نامِ پاک سن کر دل میں درود پڑھیں کہ زبان سے سکوت(یعنی خاموشی) فرض ہے۔(فتاوی رضویہ،8/365)

☆دُرِ مختار میں ہے: خطبے میں کھانا پینا، کلام کرنا اگرچہ سبحان اللہ کہنا، سلام کا جواب دینا یا نیکی کی بات بتانا حرام ہے۔ (در مختار،3/39)

☆اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بحالتِ خطبہ چلنا حرام ہے۔ یہاں تک علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایسے وقت میں آیا کہ خطبہ شروع ہو گیا تو مسجد میں جہاں تک پہنچا وہیں رک جائے، آگے نہ بڑھے کہ یہ عمل ہوگا اور حالِ خطبہ میں کوئی عمل روا(یعنی جائز) نہیں۔(فتاوی رضویہ،8/333)

☆اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خطبے میں کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا(بھی) حرام ہے۔(ایضاً،ص334)

خطبۂ جمعہ کے اہم مدنی پھول

مسئلہ: خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لئے شرط ہے(یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد) اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اور اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ

نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

مسئلہ: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبۂ جمعہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو، حاضرین کا امام کی طرف متوجہ ہونا، خطبے سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمدُ للہ سے شروع کرنا، اللہ پاک کی ثناء کرنا، اللہ پاک کی وحدانیت اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر درود بھیجنا، کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا، پہلے خطبے میں وعظ و نصیحت ہونا، دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت و درود کا اعادہ کرنا، دوسرے میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا، دونوں خطبے ہلکے ہونا، دونوں کے درمیان بقدرِ تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا، مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمَّین مکرَّمَین حضرت حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو۔

مسئلہ: خطبے میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اُسے اس کی ممانعت نہیں۔

مسئلہ: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبے میں خلط کرنا خلافِ سنت موارثہ ہے یوہیں خطبے میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہئیں اگرچہ عربی کے ہوں یا دو ایک شعر عربی پند و نصائح کے اگر پڑھ دیئے تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت، 1/766، 769 ماخوذا)

خطبۂ اولیٰ جمعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعًا ؕ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَیَا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ رَحِمَنَا وَ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی ؕ اُوْصِیْکُمْ وَ نَفْسِیْ بِتَقْوَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی السِّرِّ وَ الْاِعْلَانِ ؕ وَ زَیِّنُوْا قُلُوْبَکُمْ بِحُبِّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ؕ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ ؕ فَاِنَّ الْحُبَّ ھُوَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ ؕ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّۃَ لَہٗ ؕ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَ اِیَّاکُمْ حُبَّ ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ؕ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ اَکْرَمُ الصَّلٰوۃِ وَ التَّسْلِیْمِ ؕ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ اَلْبِرُّ لَا یَبْلٰی وَالذَّنْبُ لَا یُنْسٰی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوْتُ ؕ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ ؕ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝۷ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ﴿٨﴾ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ط وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ط اِنَّهٗ تَعَالٰی مَلِكٌ كَرِیْمٌ ط جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ط

خطبۂ ثانیہ جمعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ ط وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ط مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ط وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ط لَا سِیَّمَا عَلٰی اَوَّلِهِمْ بِالتَّصْدِیْقِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ ط رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ط وَعَلٰی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ط رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ط وَعَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ط رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

عَنْہُ ؕ وَعَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ ؕ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ؕ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْمَ ؕ وَعَلَی ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ ؕ اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ ؕ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ؕ وَعَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ ؕ اَلْبَتُوْلِ الزَّھْرَآءِ ؕ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلٰی اَبِیْھَا الْکَرِیْمِ وَعَلَیْھَا وَعَلٰی بَعْلِھَا وَ ابْنَیْھَا ؕ وَعَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ ؕ اَلْحَمْزَۃِ وَ الْعَبَّاسِ ؕ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ؕ وَعَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَ الْمُھَاجِرَۃِ ؕ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ ؕ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ؕ

خطبۂ اولیٰ عید الفطر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا

نَقُوْلُ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَعَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَمَا حَمِدَهُ الْاَنْبِيَآءُ وَ الْمُرْسَلُوْنَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ عِبَادُ اللّٰهِ الصّٰلِحُوْنَ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ وَ اَفْضَلُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ ؕ وَ اَزْكٰى تَحِيَّاتِ اللّٰهِ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ ؕ نَبِیِّ الْاَنْبِيَآءِ ؕ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ؕ اَكْرَمِ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَ مَلْجَاَنَا وَ مَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ اَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ ؕ وَ اَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ عِتْرَتِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمُعَظَّمِيْنَ ؕ وَ اَوْلِيَآءِ مِلَّتِهِ الْكَامِلِيْنَ الْعَارِفِيْنَ ؕ وَ عُلَمَآءِ اُمَّتِهِ الرَّاشِدِيْنَ الْمُرْشِدِيْنَ ؕ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَ لَهُمْ وَ فِيْهِمْ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ؕ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ؕ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ! فَيَا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ يَوْمٌ يَتَجَلّٰى فِيْهِ رَبُّكُمْ بِاسْمِهِ الْكَرِيْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلَا وَاِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَوْجَبَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلًا عَنِ الْحَاجَةِ الْاَصْلِيَّةِ عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ صِغَارِ الذُّرِّيَّةِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ زَبِيْبٍ اَلَا وَاِنَّهَا لَطُهْرَةٌ لِّصِيَامِكُمْ عَنِ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَاَنَّ الصِّيَامَ مُعَلَّقَةٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى تُؤَدّٰى هٰذِهِ الصَّدَقَةُ فَاَدُّوْهَا طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسَكُمْ تَقَبَّلَهَا اللّٰهُ وَالصِّيَامَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَمِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ لَا يَبْلٰى وَالذَّنْبُ لَا يُنْسٰى وَالدَّيَّانُ لَا يَمُوْتُ اِعْمَلْ مَا شِئْتَ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝﴾

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ لِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ بَارَكَ اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ ؕ وَ نَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیَاتِ وَ الذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ ؕ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِكٌ کَرِیۡمٌ ؕ جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ؕ اَقُوۡلُ قَوۡلِیۡ ھٰذَا وَ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ لِیۡ وَ لَکُمۡ وَ لِسَآئِرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ وَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ الۡمُسۡلِمَاتِ اِنَّہٗ ھُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ

خطبۂ ثانیہ برائے عید الفطر و عید الاضحٰی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ ؕ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا ؕ مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ؕ وَ نَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ ؕ وَ نَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ؕ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ عَلٰۤی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَ بَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدًا ؕ لَا سِیَّمَا عَلٰۤی اَوَّلِھِمۡ بِالتَّصۡدِیۡقِ ؕ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَبِیۡ

بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وَ عَلٰی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ،
اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وَ عَلٰی
جَامِعِ الْقُرْاٰنِ، اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ، وَ عَلٰی اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ، اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ،
کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْمَ، وَ عَلَی ابْنَیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ
الشَّھِیْدَیْنِ، اَبِیْ مُحَمَّدِ نِالْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ، رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا، وَ عَلٰی اُمِّھِمَا سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ، اَلْبَتُوْلِ الزَّھْرَآءِ،
صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ سَلَامُہٗ عَلٰی اَبِیْھَا الْکَرِیْمِ وَ عَلَیْھَا وَ عَلٰی بَعْلِھَا وَ
ابْنَیْھَا، وَ عَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَھَّرِیْنَ مِنَ الْاَدْنَاسِ، اَلْحَمْزَۃِ
وَ الْعَبَّاسِ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا، وَ عَلٰی سَآئِرِ فِرَقِ الْاَنْصَارِ وَ
الْمُھَاجِرَۃِ، وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ، یَا اَھْلَ التَّقْوٰی وَ اَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ، اَللّٰہُ
اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ،
عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ
ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ

تَذَکَّرُوْنَ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَ اَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ؕ

خطبۂ اولیٰ برائے عید الاضحیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَعَ کُلِّ شَیْءٍ ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَمَا حَمِدَہُ الْاَنْبِیَآءُ وَالْمُرْسَلُوْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحُوْنَ ؕ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ؕ وَاَفْضَلُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ ؕ وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِ اللّٰہِ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰہِ ؕ نَبِیِّ الْاَنْبِیَآءِ ؕ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ؕ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ؕ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَاَنَا وَمَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الطَّاھِرِیْنَ ؕ وَ اَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَعِتْرَتِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ ؕ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ الْعَارِفِیْنَ ؕ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الرَّاشِدِیْنَ الْمُرْشِدِیْنَ ؕ وَ

عَلَیْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَلَهُمْ وَفِیْهِمْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ط وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَمَّا بَعْدُ! ط فَیَا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ط رَحِمَنَا وَرَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی ط اِعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَكُمْ هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ ط قَالَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدٌ ط صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ ط وَاِنَّهٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا ط وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ ط فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ ط اَللّٰهُ اَکْبَرُ ط وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط اَلَا وَاِنَّ نَبِیَّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط قَدْ اَوْجَبَ عَلٰی کُلِّ مَنْ یَّمْلِكُ النِّصَابَ فَاضِلًا عَنْ حَوَآئِجِهِ الْاَصْلِیَّةِ ط فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ اَنْ یَّنْحَرَ الْاُضْحِیَّةَ ط وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِیْدِ الْاَضْحٰی لِلْبَلَدِیْ ط وَلِلْاَعْرَابِیِّ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ هٰذَا الْیَوْمِ ط فَاِنَّ النَّبِیَّ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسِّنُوۡا ضَحَایَاکُمۡ فَاِنَّھَا عَلَی الصِّرَاطِ مَطَایَاکُمۡ ؕ وَکَبِّرُوۡا عَقِیۡبَ الصَّلَوَاتِ الۡمَفۡرُوۡضَۃِ مِنۡ فَجۡرِ الۡعَرَفَۃِ اِلٰی عَصۡرِ اٰخِرِ اَیَّامِ التَّشۡرِیۡقِ ؕ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ

﴿ وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰھٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۷﴾ ﴾ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ؕ اَلۡبِرُّ لَا یَبۡلٰی وَالذَّنۡبُ لَا یُنۡسٰی وَالدَّیَّانُ لَا یَمُوۡتُ ؕ اِعۡمَلۡ مَاشِئۡتَ کَمَا تَدِیۡنُ تُدَانُ ؕ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ ﴿ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾ ﴾ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ ؕ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمۡ بِالۡاٰیَاتِ وَالذِّکۡرِ الۡحَکِیۡمِ ؕ اِنَّہٗ تَعَالٰی مَلِکٌ کَرِیۡمٌ ؕ جَوَادٌ بَرٌّ رَّءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ؕ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ ؕ

خطبۂ جمعۃ الوداع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ؕ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ؕ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ؕ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰىنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ وَهُوَ حَبِيْبُ الرَّحْمٰنِ ؕ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ؕ وَعَلٰى كُلِّ مَلٰٓئِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ ؕ وَعَلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ ؕ صَلٰوةً مَّا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا رَحْمٰنُ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَيَا اَيُّهَا الثَّقَلَانِ مِنَ الْاِنْسِ وَ الْجَآنِّ ؕ قَدْ مَضٰى اَكْثَرُ شَهْرِ رَمَضَانَ ؕ وَمَا بَقِيَ مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلُ الزَّمَانِ ؕ شَهْرُ الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ ؕ فَالْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ؕ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؕ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ وَّاَفْضَلُ اَجْزَآءِ الزَّمَانِ ؕ مَنْ قَامَ فِيْهَا اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا فَازَ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ ؕ اَلْفِرَاقُ وَالْفِرَاقُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ ؕ شَهْرُ التَّسَابِيْحِ وَالتَّرَاوِيْحِ وَتِلَاوَةِ

اَلْقُرْاٰنِ، اَلْوَدَاعُ وَ الْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ، شَهْرُ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ، اَلْوَدَاعُ وَالْوَدَاعُ لِشَهْرِ رَمَضَانَ، فَيَا اَيُّهَا الْاِخْوَانِ وَ الْخُلَّانَ، تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾﴾ وَنَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ، اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ،

خطبۂ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ

مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾

منافق کی علامات

حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چار باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے، روزہ رکھے اور خود کو مسلمان سمجھے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے تو اس میں نفاق کا ایک شعبہ موجود ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: (1)...بات کرے تو جھوٹ بولے، (2)...وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، (3)...امانت دی جائے تو خیانت کرے اور (4)...جھگڑا کرے تو گالی دے۔ (بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، ۱/ ۲۴، حدیث: ۳۴۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، ص ۵۱، حدیث: ۱۱۰)

علم سے محروم رہنے والے

حضرت سیِّدُنا ابو العالیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دو قسم کے لوگ علم سے محروم رہتے ہیں: (1)... حصولِ علم میں حیا کرنے والا اور (2)... متکبر۔ (حلیۃ الاولیاء، ۲/ ۲۵۱، رقم: ۲۱۲۰)

تفصیلی فہرست

تفصیلی فہرست

ماخذومراجع

ماخذومراجع

قرآن مجید	کلام الٰہی	****
کتاب کا نام	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعات
کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
کتب التفسیر		
تفسیر الطبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر البغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر القرطبی	علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر البیضاوی	امام ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی، متوفی ۶۸۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر مدارک	امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ بیروت
تفسیر الخازن	علامہ علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیۃ مصر ۱۳۱۷ھ
الدر المنثور	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
تفسیر عزیزی	شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ	کوئٹہ، پاکستان
البحر المحیط	محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان اندلسی، متوفی ۷۴۵ھ-	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ-
زاد المسیر فی علم التفسیر	امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ-	المکتب الاسلامی ۱۴۰۴ھ-
تفسیر ماوردی	امام ابو الحسن علی بن محمد ماوردی، متوفی ۴۵۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
التفسیرات الاحمدیۃ	علامہ احمد بن ابو سعید جونپوری المعروف ملّا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور پاکستان
روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث بیروت
خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی لاہور
تفسیر صراط الجنان	مفتی ابو الصالح محمد قاسم القادری مدظلہ العالی	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۴ھ
عجائب القرآن مع غرائب القرآن	علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
	کتب اصول التفسیر	
العجائب فی بیان الاسباب	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار ابن الجوزی
کتب الحدیث		
المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
صحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی عرب شریف ۱۴۱۹ھ
سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۱ھ
سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن الدار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
سنن نسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ

المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۲ھ
مسند الشامیین	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
السنن الکبری	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۱ھ
السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
مسند الفردوس	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الترغیب والترھیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ
مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
مصنف عبد الرزاق	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
موطا امام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
کشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
ماثبت من السنۃ	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	باب المدینہ کراچی
کتاب الدعا	الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
صحیح ابن خزیمہ	امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱	المکتب الاسلامی
البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار قرطبہ، بیروت ۱۴۲۷ھ
مسند الحارث	حارث بن محمد بن ابی اسامہ تمیمی، متوفی ۲۸۲ھ	المدینۃ المنورۃ ۱۴۱۳ھ
النھایۃ فی غریب الحدیث	مجد الدین ابو السعادات علامہ ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت
کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
کتب شروح الحدیث		
الاستذکار	علامہ ابن عبد البر، متوفی ۴۶۳ھ	دار الحیات التراث العربی، بیروت
عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ

مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لمعات التنقیح	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	دار النوادر، سوریا دمشق ۱۴۳۵ھ
نزہۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	فرید بک سٹال لاہور
	کتب اصول الحدیث	
نخبۃ الفکر	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفّٰی ۸۵۲ھ	مکتبۃ المدینۃ باب المدینہ کراچی
	کتب العقائد	
فقہ الاکبر	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، متوفی ۱۵۰ھ	مکتبۃ المدینۃ باب المدینہ کراچی
شرح العقائد	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی، متوفی ۷۹۳ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی ۱۴۳۰ھ
المسامرۃ بشرح المسایرۃ	کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف، متوفی ۹۰۶ھ	مطبعۃ السعادۃ بمصر
منح الروض الازہر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی ۱۴۳۵ھ
شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الاخاء
تکمیل الایمان	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
الصواعق المحرقۃ	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
تحفۃ المرید علی جوھرۃ التوحید	شیخ ابراہیم بن محمد بیجوری، متوفی ۱۲۷۶ھ	مکتبہ دار البیروتی، دمشق
بحر الکلام	امام میمون بن محمد نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۸ھ	مکتبۃ دار الفرفور ۱۴۲۱ھ
المعتقد المنتقد	علامہ فضل الرسول بدایونی، متوفی ۱۲۸۹ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ
جامع کرامات اولیاء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ
الدولۃ المکیۃ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مؤسسہ رضا بدینہ، لاہور ۱۴۲۳ھ
جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
رسالہ نور مع رسائل نعیمیہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ، گجرات
الحق المبین	غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
تحقیقات	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	فرید بک اسٹال، لاہور
من عقائد اہل السنۃ	علامہ عبد الحکیم شرف قادری	منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ، لاہور
کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ کراچی
انبیاء و اولیاء کو پکارنا کیسا؟	المدینۃ العلمیہ، دعوت اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
	کتب الفقہ	
فتاوی قاضی خان	علامہ حسن بن منصور قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ	پشاور پاکستان
المبسوط	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی، متوفی ۴۸۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
درر الحکام	علامہ قاضی شہیر ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ کراچی
تبیین الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی حنفی، متوفی ۷۴۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
البدائع الصنائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی، متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
ہدایہ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ، ۱۳۱۹ھ

تنویر الابصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ
البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ ۱۴۲۰ھ
ردالمحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
الدرالمختار	علامہ محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
شرح وقایہ	علامہ صدرالشریعہ عبید اللہ بن مسعود، متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ کراچی
الفتاوی الہندیۃ	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ وجماعۃ من علماء الہند	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
مجمع الانہر	علامہ عبد اللہ بن محمد داماد آفندی حنفی، متوفی ۱۰۶۷ھ	داراحیاء التراث العربی
مراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
حاشیۃ الطحطاوی	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ، کراچی
خلاصۃ الفتاویٰ	علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
الجوہرۃ النیرۃ	علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
فتاویٰ تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی، متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۶ھ
نور الایضاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
غنیۃ المتملی	علامہ محمد ابراہیم بن حلبی، متوفی ۹۵۶ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
الاختیار لتعلیل المختار	ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ بن محمد موصلی، متوفی ۶۸۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
شرح تنقیح الفصول	شیخ ابو العباس احمد بن ادریس قرافی، متوفی ۶۸۴ھ	دار الفکر، بیروت
تنقیح الفتاوی الحامدیۃ	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ حقانیہ پشاور
حلبی کبیر	علامہ محمد ابراہیم بن حلبی، متوفی ۹۵۶ھ	سہیل اکیڈمی لاہور
جد الممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن لاہور
فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	نوری کتب خانہ، لاہور
رسائل ابن نجیم	علامہ زین العابدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
عمدۃ الرعایۃ	محمد عبد الحی لکھنوی ہندی، متوفی ۱۳۵۴ھ	مکتبہ امدادیہ، ملتان
ملفوظات اعلیٰ حضرت	مفتی اعظم ہند محمد مصطفےٰ رضاخان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۰ھ
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
فتاویٰ امجدیہ	علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی ۱۴۱۹ھ
وقار الفتاویٰ	مولانا مفتی محمد وقار الدین، متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین کراچی ۲۰۰۱م
فتاویٰ فیض الرسول	مولانا مفتی جلال الدین امجدی، متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور ۱۴۱۱ھ
فتاویٰ شارح بخاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	مکتبہ برکات المدینہ، کراچی
ہمارا اسلام	مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی، متوفی ۱۴۰۵ھ	فرید بک اسٹال لاہور
سنی بہشتی زیور	مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی، متوفی ۱۴۰۵ھ	فرید بک اسٹال لاہور
جنتی زیور	علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
قانون شریعت	شمس الدین احمد جونپوری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

نجاستوں کا بیان مع کپڑے پاک کرنے کا طریقہ	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
اسلامی بہنوں کی نماز	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
مختصر فتاویٰ اہلِ سنت	مجلسِ افتاء، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
فیضانِ نماز	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
قضاء نمازوں کا طریقہ	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
نماز کے احکام	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
پردے کے بارے میں سوال جواب	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
	کتب اصول الفقہ	
الاشباہ والنظائر	الشیخ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم، متوفی ٩٧٠ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٩ھ
عقد الجید فی احکام الاجتھاد والتقلید	شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ١١٧٩ھ	محمد سعید اینڈ سنز، ناشران وتاجران کتب کراچی
مسلم الثبوت	شیخ محب اللہ بن عبد الشکور البہاری الہندی، متوفی ١١١٩ھ	مکتبہ حقانیہ پشاور
	کتب التصوف	
کتاب الزھد لابن المبارک	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی، متوفی ١٨١ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا	امام عبد اللہ بن محمد ابو بکر بن ابی الدنیا، متوفی ٢٨١ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت
الرسالۃ القشیریۃ	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری، متوفی ٤٦٥ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤١٨ھ
احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ٥٠٥ھ	دار صادر بیروت ١٤٢٠ھ
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ٥٠٥ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٣ھ
منھاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ٥٠٥ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الکبائر	امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفی ٧٤٨ھ	اشاعت اسلام کتب خانہ
شرح الصدور	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ٩١١ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ١٤٢٣ھ
الزواجر عن اقتراف الکبائر	امام ابن حجر ہیتمی متوفی ٩٧٣ھ	دار المعرفہ بیروت ١٤١٩ھ
الحدیقۃ الندیۃ	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ١١٤١ھ	پشاور پاکستان
اصلاحِ اعمال	سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، متوفی ١١٤١ھ	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
لباب الاحیاء	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ٥٠٥ھ	مکتبۃ المدینہ ،باب المدینہ کراچی
اتحاف السادۃ المتقین	سید محمد بن محمد حسینی زبیدی، متوفی ١٢٠٥ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
بستان الواعظین	امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ٥٩٧ھ-	دار الکتاب العربی
لواقح الانوار القدسیۃ	امام عبد الوہاب شعرانی، متوفی ٩٧٣ھ	دار احیاء التراث العربی
البدور السافرۃ	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی، متوفی ٩١١ھ	موسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت
سلوک اقرب السبل مع اخبار الاخیار	شیخ محقق شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی بخاری متوفی ١٠٥٢ھ	فاروقی اکیڈمی لاہور
اھوال القبور	حافظ عبد الرحمن ابن رجب حنبلی، متوفی ٧٩٥ھ	دار الکتاب العربی، بیروت
التذکرۃ	شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، متوفی ٦٧١ھ	مکتبہ دار السلام، القاہرہ
انفاس العارفین	شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ١١٧٩ھ	فضل نور اکیڈمی، گجرات
طہارۃ القلوب	ابو محمد عبد العزیز بن احمد الدیرینی، متوفی ٦٩٧ھ	دار اسامہ، بیروت
حقائق عن التصوف	شیخ عبد القادر عیسیٰ	مکتبۃ الوطنیہ عمان

بوستانِ سعدی	شیخ شرف الدین مصلح بن عبد اللہ سعدی شیرازی، متوفی ۶۹۱ھ	انتشارات عالمگیر
منہاج القاصدین	ابو الفرج عبد الرحمن بن علی البغدادی المعروف بابن الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ	ادارہ معارف اسلامی لاہور
عین العلم زین الحلم	شیخ محمد بن عثمان بن عمر الہندی البلخی الحنفی، متوفی ۸۳۰ھ	دار المعرفہ بیروت
مختصر منہاج العابدین	سید احمد بن زینی دحلان، متوفی ۱۳۰۴ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
بدشگونی	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
بدگمانی	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
	کتب السیرۃ	
دلائل النبوۃ للبیہقی	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
دلائل النبوۃ لابی نعیم	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی	امام قاضی ابو الفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ الخثعمی السہیلی، متوفی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
شرح الزرقانی علی المواھب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ
المواھب اللدنیہ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
مدارج النبوۃ	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
سبل الہدیٰ والرشاد	امام محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۸ھ
وسائل الوصول	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	دار المنہاج بیروت ۱۴۲۳ھ
المورد الروی فی المولد النبوی	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
طبقات ابن سعد	محمد بن سعد الہاشمی البصری المعروف بابن سعد، متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
سیرتِ مصطفٰے	علامہ عبد المصطفٰے اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
سیرت الانبیاء	مفتی قاسم عطاری	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
سوانح کربلا	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
برکاتِ آلِ رسول	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مکتبہ قادریہ لاہور
الشرف المؤبد	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	دار جوامع الکلم
بہجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی، متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
نزہۃ الخاطر الفاتر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	قادری رضوی کتب خانہ، لاہور
تذکرہ صدر الشریعہ	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
سنتِ نکاح	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
	کتب التاریخ	
تاریخ الطبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار ابن کثیر
تاریخ الخلفاء	امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
	کتب اسماء الرجال	
الاصابۃ	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
تذکرۃ الحفاظ	امام شمس الدین محمد بن احمد ذھبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت

بستان المحدثین	سراج الہند شاہ عبد العزیز محدثِ دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ	ایچ ایم سعید کمپنی
طبقات الحنابلہ	امام ابن یعلی حنبلی، متوفی ۵۲۶ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
الکتب المتفرقۃ		
مفردات الفاظ القرآن	امام راغب ابو قاسم حسین بن محمد اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ	دار القلم دمشق ۱۴۱۶ھ
تاریخ ابن عساکر	امام ابن عساکر علی بن حسن شافعی متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ
روض الریاحین	امام عبد اللّٰہ بن اسعد الیافعی، متوفی ۷۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
حجۃ اللہ البالغۃ	شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۹ھ	صدیقیہ کتب خانہ، اکوڑہ خٹک
الفقیہ المتفقہ	ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۲ھ	دار ابن جوزی
جواہر البیان فی اسرار الارکان	مولانا نقی علی خان، متوفی ۱۲۹۷ھ	والضحی پبلی کیشنز
مجموع لطیف انسی	الدکتور عاصم ابراہیم الکیالی	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ
مجموعہ رسائل اللکنوی	محمد عبد الحی لکھنوی ہندی، متوفی ۱۳۰۴ھ	انتشارات شیخ الاسلام احمد جام
شواہد الحق	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل السنۃ برکاتِ رضا
اسلامی زندگی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۷ھ
فضائل دعا	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
مسائل القرآن	علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	پروگریسو بکس اردو بازار لاہور
مقالاتِ کاظمی	غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
وقائع سیدنا امیر معاویہ	مجموعۂ رسائل علماء	دار الاسلام
امیر معاویہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
فیضانِ سنت	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
نیکی کی دعوت	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
آقا کا مہینا	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
احترامِ مسلم	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
خودکشی کا علاج	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
جھوٹا چور	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
آدابِ مرشد کامل	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
فیضانِ علم وعلماء	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
ذوقِ نعت	شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان، متوفی ۱۳۲۶ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
تبرکات کا ثبوت	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
پیری مریدی کی شرعی حیثیت	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
دلچسپ معلومات	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
ماہنامہ فیضانِ مدینہ	المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
کتب اللغات		
لسان العرب	علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، متوفی ۷۱۱ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت
التعریفات	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، متوفی ۸۱۶ھ	دار المنار للطباعۃ والنشر
القاموس المحیط	مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی، متوفی ۸۱۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے کل کتب ورسائل: 644 جن کے موضوعات وتعداد کی تفصیل درج ذیل ہے

قرآن ومتعلقات:39، حدیث ومتعلقات:23، فقہ ومتعلقات:59، سیرت النبی وفضائل ومناقب:12، سیرت صحابہ:16، سیرت صحابیات وصالحات:19، سیرت اولیاء وعلماء:46، تاریخ:04، ملفوظات امیر اہلسنت:48، تذکرہ امیر اہلسنت:11، تصوف واخلاقیات:117، عقائد ومتعلقات:19، تعلیمات اسلام:10، علوم وفنون:35، بیانات:20، نعتیہ دیوان:06، دعوت اسلامی وثمرات:128، متفرقات:32

☆☆☆ قرآن ومتعلقات ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	القرآن الکریم N-I 26	549	02	الفوز الکبیر	165
03	القرآن الکریم N-I 25	549	04	قرآنی سورتوں کے فضائل	17
05	القرآن الکریم N-I 25-A	549	06	علم القرآن	244
07	سورہ یٰسٓ شریف	16	08	فیضانُ التجوید	112
09تا14	معرفۃ القرآن (6جلدیں)	2425	15تا24	تفسیر صراط الجنان (10جلدیں)	6487
25	کنز الایمان مع خزائن العرفان	1185	26تا28	پارہ سیٹ	604
29	کنز العرفان	1144	30	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	422
31	تفسیر بیضاوی	392	32	آیاتِ قرآنی کے انوار	62
33	تفسیر سورۂ نور	135	34	رہنمائے مدرسین	87
35	قرآن سیکھیں اور سکھائیں	120	36	مدنی قاعدہ	48
37	فیضان یٰسٓ شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم	20	38	تفسیر الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین (3جلدیں)	1251
39	الأنوار الرضویہ فی القواعد التفسیریہ ماخوذۃ من الزلال الأنقی من بحر سبقۃ الأتقی	67			

☆☆☆ حدیث و متعلقات ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا07	فیضانِ ریاض الصالحین (7 جلدیں)	5136	08	مسند امام اعظم	660
09	جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)	743	10	نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِی الْاَحَادِیْث الْقُدْسِیَّة)	54
11	ریاض الصالحین عربی (منتخب ابواب)	108	12	الاربعین النوویۃ فی الاحادیث النبویۃ	155
13	انوار الحدیث	466	14	تیسیر مصطلح الحدیث	188
15	اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی	458	16	نصابِ اصولِ حدیث	95
17	منتخب حدیثیں	246	18	مقدمۃ مشکوٰۃ	212
19	40 فرامینِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	87	20	نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	175
21	احادیثِ مبارکہ کے انوار	66	22	اربعین حنفیہ	112
23	فیضانِ چہل احادیث	120			

☆☆☆ فقہ و متعلقات ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا03	بہار شریعت (3 جلدیں)	3996	04	فیضانِ زکوٰۃ	150
05تا11	جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (7 جلدیں)	4000	12	طلاق کے آسان مسائل	30
13	الفتاوی المختارۃ	135	14	چندہ کرنے کی شرعی احتیاطیں	47
15	نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء	392	16	کرنسی نوٹ کے مسائل (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاہِم فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاہِم)	199
17	قانونِ شریعت	274	18	تراویح کے فضائل و مسائل	69
19	السراجیہ	114	20	عشر کے احکام	48
21	فتاویٰ اہلسنت احکام زکوٰۃ	612	22	نماز میں لقمہ دینے کے مسائل	39
23	کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام	34	24	حج و عمرہ کا مختصر طریقہ	48
25تا32	فتاویٰ اہلسنت (آٹھ حصے)	487	33	کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاہِم	74
34	فتاویٰ اہلسنت: احکامِ روزہ واعتکاف	34	35	فیضانِ نماز	49
36	مختصر فتاویٰ اہلسنت	243	37	ٹی وی اور مووی	32

صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار	صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار
70	اَجْلَی الْاِعْلَام	39	205	27واجباتِ حج اور تفصیلی احکام	38
299	اصول الشاشی مع احسن الحواشی	41	358	تجہیز و تکفین کا طریقہ	40
63	نماز عید کا طریقہ (شافعی)	43	144	تلخیص اصول الشاشی	42
55	عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِیْدِ فِیْ تَحْلِیْلِ مُعَانَقَةِ الْعِیْد)	45	58	نماز کا مختصر طریقہ مع 40 مسنون دعائیں	44
16	سیٹی بجانے کے احکام	47	37	کلمہ نماز کورس	46
10	ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقِ اِثْبَاتِ ہِلَال)	49	41	معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات و اصلاح)	48
679	جنتی زیور	51	36	باتصویر نماز	50
100	آڑھت کے بارے میں شرعی احکام	53	84	خلاصۃ الفرائض	52
24	جمعہ کے فضائل و مسائل (شافعی)	55	29	اذان کے فضائل و مسائل (شافعی)	54
25	غسل کا طریقہ (شافعی)	57	31	میت کے غسل و کفن کا طریقہ	56
24	فاتحہ و ایصالِ ثواب کا طریقہ (شافعی)	59	41	وضو کا طریقہ (شافعی)	58

☆☆☆ سیرت و تاریخ ☆☆☆

صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار	صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار
				سیرت النبی و فضائل و مناقب	
758	سیرتِ رسولِ عربی	02	875	سیرتِ مصطفیٰ	01
26	مولد البرزنجی	04	147	آخری نبی کی پیاری سیرت	03
134	فیضانِ معراج	06	888	سیرت الانبیاء	05
137	آقا کے شہزادے و شہزادیاں	08	319	دلائل الخیرات	07
16	درود شریف کی برکتیں	10	16	19 دُرُود و سلام	09
112	مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاہِرُ فِیْ حُکْمِ النَّبِیِّ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاہِر)	12	32	نور کا کھلونا	11
				سیرت صحابۂ کرام	
1720	فیضانِ فاروقِ اعظم (جلد اول، دوم)	02	720	فیضانِ صدیقِ اکبر	01
17	فضائل امام حسین	04	17	شانِ صدیقِ اکبر	03

نمبر	نام	صفحات	نمبر	نام	صفحات
05	حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ عَنْہ	132	06	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رَضِیَ اللہُ عَنْہ	60
07	حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ	89	08	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ	56
09	فیضانِ سعید بن زید رَضِیَ اللہُ عَنْہ	32	10	حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللہُ عَنْہ	72
11	فیضان امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ	56	12	صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا عشق رسول	274
13	کراماتِ صحابہ	346	14	خلفائے راشدین	341
15	سیرت ابودرداء	75	16	مولیٰ علی کے 72 ارشادات	17
			سیرت صحابیات وصالحات		
01	شانِ خاتونِ جنت	501	02	فیضانِ امہات المؤمنین	367
03	فیضانِ عائشہ صدیقہ	608	04	فیضانِ خدیجۃ الکبریٰ	84
05	اُمہات المؤمنین	59	06	بارگاہِ رسالت میں صحابیات کے نذرانے	48
07	صحابیات وصالحات اور صبر	108	08	صحابیات اور نصیحتوں کے مدنی پھول	144
09	صحابیات وصالحات اور راہِ خدا میں خرچ کرنا	56	10	صحابیات اور عشق رسول	64
11	صحابیات اور دین کی خاطر قربانیاں	55	12	صحابیات اور شوقِ علم دین	55
13	ازواجِ انبیاء کی حکایات	260	14	صحابیات اور شوقِ عبادت	76
15	صحابیات وصالحات اور صبر	108	16	فیضانِ بی بی ام سلیم	60
17	فیضانِ بی بی مریم	91	18	صحابیات اور پردہ	56
19	فیضانِ حضرت آسیہ	36			
			سیرتِ اولیاء وعلماء		
01	غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حالات	106	02	فیضانِ غوثِ اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ	17
03	حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی 425 حکایات	590	04تا13	اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) (10 جلدیں) (سیرت صحابہ واولیا)	6209
14	فیضان سید احمد کبیر رفاعی	33	15	اَلزُّمْزَمَۃُ الْقُمْرِیَّۃ	93
16	شانِ رفاعی	17	17	فیضانِ داتا علی ہجویری	84
18	فیضانِ سلطان باہو	32	19	فیضانِ بابا فرید گنج شکر	115
20	شانِ حافظ ملت	17	21	سیرت بابا فرید	17
22	صابر پیا کلیری کی حکایات	16	23	فیضانِ خواجہ غریب نواز	32

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
24	فیضانِ محدث اعظم پاکستان	62	25	فیضانِ پیر مہر علی شاہ	33
26	فیضانِ عثمان مروندی	43	27	اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں	49
28	فیضانِ بہاؤالدین زکریا ملتانی	74	29	شانِ امام احمد رضا	17
30	فیضانِ حضرت صابر پاک	53	31	تذکرہ صدر الافاضل	25
32	فیضانِ بابا بلھے شاہ	75	33	فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی	71
34	فیضانِ امام غزالی	103	35	فیضانِ مولانا محمد عبد السلام قادری	70
36	فیضانِ شمس العارفین	79	37	تذکرہ صدر الافاضل	25
38	فیضانِ پیر پٹھان	64	39	فیضانِ حافظِ ملت	32
40	فیضانِ علامہ کاظمی	70	41	عطار کا پیارا	166
42	مفتی دعوتِ اسلامی	96	43	محبوبِ عطار کی 122 حکایات	208
44	کراماتِ خواجہ	17	45	فیضانِ امام بخاری	17
46	ارشاداتِ امام احمد رضا	17			
		تاریخ			
01	آئینۂ قیامت	108	02	سوانح کربلا	192
03	محرم کے فضائل	17	04	عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَۃُ فِیْ طَلَبِ الْحَدِیْث)	105

☆☆☆ سیرت وملفوظاتِ امیر اہلسنت ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
		فیضانِ مدنی مذاکرہ			
01	قسط1: وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج	48	02	قسط18: تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کا آسان طریقہ	27
03	قسط7: اِصلاحِ امت میں دعوتِ اسلامی کا کردار	28	04	قسط2: مقدس تحریرات کے آداب کے بارے میں سوال جواب	48
05	قسط20: قطبِ عالم کی عجیب کرامت	40	06	قسط10: وَلِیُّ اللہ کی پہچان	36
07	قسط3: پانی کے بارے میں اہم معلومات	48	08	قسط22: نظر کی کمزوری کے اسباب مَعَ علاج	30

09	قسط4:بلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت	48	10	قسط23:شریر جنات کو بدی کی طاقت کہنا کیسا؟	30
11	قسط5: گونگے بہروں کے بارے میں سوال جواب	22	12	قسط24:بچوں کی تربیت کب اور کیسے کی جائے؟	32
13	قسط25:انبیا و اولیا کو پکارنا کیسا؟	41	14	قسط6:جنتیوں کی زبان	31
15	قسط26:تحفے میں کیا دینا چاہئے؟	41	16	قسط19:پیری مریدی کی شرعی حیثیت	32
17	قسط27:تنگدستی اور رزق میں بے برکتی کا سبب	37	18	قسط8:سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اندازِ تبلیغِ دین	32
19	قسط28:حافظہ کمزور ہونے کی وجوہات	36	20	قسط29:صلح کروانے کے فضائل	44
21	قسط9:یقینِ کامل کی برکتیں	32	22	قسط30:دل جیتنے کا نسخہ	42
23	قسط21:سفر مدینہ کے بارے میں سوال جواب	37	24	قسط31:جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تو عورتوں کو کیا ملے گا؟	31
25	قسط11:نام کیسے رکھے جائیں؟	44	26	قسط12:مساجد کے آداب	36
27	قسط37:سارے گھر والے نیک کیسے بنیں؟	38	28	قسط32:نعت خوانی کے متعلق سوال جواب	36
29	قسط14:تمام دنوں کا سردار	32	30	قسط33:برائی کا بدلہ اچھائی سے دیجیے	28
31	قسط15:اپنے لیے کفن تیار رکھنا کیسا؟	32	32	قسط34:شیطان کے لیے زیادہ سخت کون؟	31
33	قسط16:نیکیاں چھپاؤ	106	34	قسط35:انسان کو فرشتہ کہنا کیسا؟	28
35	قسط17:یتیم کسے کہتے ہیں؟	28	36	قسط36:تبرکات کا ثبوت	30
37	قسط13:ساداتِ کرام کی عظمت	30	38	قسط41:رفیقِ سفر کیسا ہو؟	38
39	قسط42:درزیوں کے بارے میں سوال جواب	83	40	ملفوظاتِ امیر اہلسنّت (قسط6) درخت لگایئے ثواب کمایئے	24
41	قسط43:تنگ وقت میں نماز کا طریقہ	38	42	قسط39:جمعہ کو عید ہو تو کیسا؟	33
43	قسط44:مسجد کی صفائی کی فضیلت	27	44	قسط40:دل کی سختی کے اسباب و علاج	28
45	قسط38:چھٹیاں کیسے گزاریں؟	28	46تا48	ملفوظاتِ امیر اہلسنّت (جلد1تا3)	1790
			تذکرۂ امیرِ اہلسنت		
01	قسط1:تذکرۂ امیرِ اہلسنت	49	02	قسط2:ابتدائی حالات	48

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
03	قسط3: سنت نکاح	86	04	قسط4: شوقِ علم دین	49
05	قسط5: علم و حکمت کے 125 مدنی پھول	102	06	قسط6: حقوق العباد کی احتیاطیں	44
07	قسط7: پیکرِ شرم و حیا	48	08	قسط8: فیضانِ مدنی مذاکرہ	80
09	تعارفِ امیرِ اہلسنّت	100	10	قومِ جنّات اور امیرِ اہلسنّت	262
11	تذکرۂ جانشینِ عطار	37			

تصوف و اخلاقیات

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	منتخب الابواب من احیاء علوم الدین (عربی)	173	02	نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّۃُ الْعُیُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)	142
03	آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے)	275	04	شرح شجرہ قادریہ	215
05 تا 06	جہنم میں لے جانے والے اعمال 2 جلدیں (اَلزَّوَاجِرُعَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر)	1865	07	شریعت و طریقت (مَقَالُ عُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)	57
08	اصلاحِ اعمال جلد اول (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ شَرْحُ طَرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ)	866	09	ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْیَاقُوْتَۃُ الْوَاسِطَۃ)	60
10	نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَر)	98	11	دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْد وَقَصْرُ الْاَمَل)	85
12	بہارِ نیت (کتاب النیات)	159	13	مکاشفۃ القلوب	692
14	راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)	102	15	سرمایۂ آخرت	200
16	احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء)	641	17	تکبر	97
18	حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق)	649	19	بدگمانی	57
20	اچھے برے عمل (رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ)	122	21	قبر میں آنے والا دوست	115
22	شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ)	122	23	فکرِ مدینہ	164
24	حُسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)	102	25	ریاکاری	170
26	آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن)	63	27	توبہ کی روایات و حکایات	124
28	آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع)	300	29	تربیتِ اولاد	187
30	فیضانِ احیاء العلوم	325	31	شاہراہِ اولیا (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن)	36

32	امام اعظم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وصیتیں (وَصَایَا اِمَامِ اَعْظَم)	46	33	مختصر منہاج العابدین (تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْن مُخْتَصَرُ مِنْھَاجِ الْعَابِدِیْن)	281
34	ضیائے صدقات	408	35	بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد)	64
36	جنت کی دو چابیاں	152	37تا41	احیاء العلوم مترجم (5جلدیں)	5522
42	جلد بازی کے نقصانات	168	43تا45	قوت القلوب (اردو) (3جلدیں)	2176
46	قصیدہ بردہ سے روحانی علاج	22	47	76کبیرہ گناہ	264
48	سنتیں اور آداب	125	49	خوفِ خدا	160
50	بغض و کینہ	83	51	مزارات اولیاء کی حکایات	48
52	بہتر کون؟	139	53	حرص	232
54	شرح الصدور (مترجم)	586	55	حسد	97
56	152رحمت بھری حکایات	326	57	آدابِ دعا	49
58	منہاج العابدین	496	59	تکلیف نہ دیجئے	219
60	باطنی بیماریوں کی معلومات	352	61	ایک چپ سو سکھ (حُسْنُ السَّمْتِ فِی الصَّمْت)	37
62	آقا کا پیارا کون؟	63	63	آخرت کے حالات (اَلْبُدُوْرُ السَّافِرَۃ)	816
64	وہ ہم میں سے نہیں	112	65	جیسی کرنی ویسی بھرنی	110
66	آئینۂ عبرت	133	67	نیکیاں برباد ہونے سے بچائیے	103
68	بہشت کی کنجیاں	249	69	بدشگونی	128
70	جہنم کے خطرات	207	71	گناہوں کے عذابات (حصہ اول، دوم)	193
72	اسلامی زندگی	170	73	آسان نیکیاں	192
74	راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحْطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَۃِ الْجِیْرَانِ وَمُوَاسَاۃِ الْفُقَرَاء)	40	75	دین و دنیا کی انوکھی باتیں جلد 1 (اَلْمُسْتَطْرَف فِیْ کُلِّ فَنٍّ مُسْتَظْرَف)	552
76	حقوق العباد کیسے معاف ہوں؟ (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)	47	77	سایۂ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تَمْھِیْدُ الْفَرْشِ فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَۃِ لِظِلِّ الْعَرْش)	28
78	اَعرابی کے سوالات عربی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جوابات	118	79	فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ مَعَہٗ ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)	326
80	برائیوں کی ماں	112	81	جامع شرائط پیر	87
82	نجات دلانے والے اعمال کی معلومات	312	83	پیر پر اعتراض منع ہے	59

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
84	اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)	31	85	کامل مرید	48
86	انفرادی کوشش	200	87	مقصد حیات	60
88	عمامہ کے فضائل	517	89	جنت کا راستہ	56
90	شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟	47	91	موت کا تصور	44
92	بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟	45	93	پیارے مرشد	48
94	غیرت مند شوہر	47	95	صدقے کا انعام	60
96	اللہ والوں کا اندازِ تجارت	68	97	ہمیں کیا ہو گیا ہے؟	116
98	یہ وقت بھی گزر جائے گا	39	99	صحابی کی انفرادی کوشش	124
100	بیٹی کی پرورش	72	101	گناہوں کی نحوست	112
102	اچھے ماحول کی برکتیں	56	103	سود اور اس کا علاج	92
104	بیٹے کی وصیت	36	105	ایک زمانہ ایسا آئے گا	51
106	والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوق)	125	107	فیضانِ علم و علما (فَضْلُ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاء)	38
108	فیضان مرشد	46	109	علم و علماء کی شان	51
110	اخلاق الصالحین	78	111	علما پر اعتراض منع ہے	34
112	اسلامی شادی	202	113	سونے کا انڈہ	17
114	دعا قبول ہونے کے اسباب	28	115	نیکیوں کے ثوابات (حصہ اول)	136
116	توکل	103	117	بادشاہ کی سڑی ہوئی لاش	17

☆☆☆ عقائد و متعلقات ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	شرح الفقہ الاکبر	213	02	تحقیقات	142
03	شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد	384	04	بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت	135
05	کتاب العقائد	64	06	عقیدۂ آخرت	41
07	اعتقاد الاحباب (دس عقیدے)	200	08	اِقَامَةُ الْقِيَامَة	60
09	ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان)	74	10	اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی	46
11	شفاعت کے متعلق 40 حدیثیں	27	12	انوار المنّان	93

77	تَمْهِیْدُ الْاِیْمَان	14	148	اَلدَّعْوَۃُ اِلَی الْفِکْر	13
128	الحق المبین	16	50	حق و باطل کا فرق	15
244	گلدستہ عقائد و اعمال	18	54	عشقِ رسول	17
			144	فیضانِ مزاراتِ اولیاء (کَشْفُ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر)	19

تعلیماتِ اسلام

صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار	صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار
122	اسلام کے بنیادی عقیدے	02	60	اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 1)	01
305	دلچسپ معلومات سوالاً جواباً (حصہ 1)	04	104	اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 2)	03
361	دلچسپ معلومات سوالاً جواباً (حصہ 2)	06	352	اسلام کی بنیادی باتیں (حصہ 3)	05
42	مالِ وراثت میں خیانت مت کیجیے	08	79	فیضانِ اسلام کورس حصہ اوّل	07
345	اسلامی مہینوں کے فضائل	10	102	فیضانِ اسلام کورس حصہ دوم	09

علوم و فنون درسی کتب

صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار	صفحات	کتاب کا نام	نمبر شمار
88	دیوانِ المتنبی مع الحاشیۃ المفیدۃ اتقان المتلقی	02	241	مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح	01
343	نصاب الصرف	04	235	جامع ابواب الصرف	03
128	المقامات الحریریہ مع حاشیۃ المقالات العبیریّۃ	06	206	دیوانِ الحماسۃ مع الحاشیۃ الجدیدۃ زُبْدَۃ الفَصاحۃ	05
45	تعریفاتِ نحویہ	08	84	انشاء العربیہ	07
212	خلاصۃ النحو (حصہ اوّل و دوم)	10	212	طریقہ جدیدہ حصہ 1,2,3	09
203	نحو میر مع حاشیہ نحو منیر	12	141	خاصیات ابواب	11
101	المحادثۃ العربیۃ	14	280	عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو	13
184	نصاب الادب	16	252	کافیہ مع شرح ناجیہ	15
228	فیض الادب (مکمل حصہ اوّل، دوم)	18	419	شرح الجامی مع حاشیۃ الفرح النامی	17
91	المرقاۃ	20	44	شرح مئۃ عامل	19

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
21	مئۃ عامل (فارسی ترجمہ)	22	22	شرح تہذیب	305
23	دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ	241	24	نصاب المنطق	168
25	تلخیص المفتاح مع شرحہ الجدید تنویرالمصباح	219	26	المعلقات السبع مع الحاشیۃ الجدیدۃ معطرات الطبع	112
27	مختصر المعانی	472	28	القطبی	223
29	المطول مع حاشیۃ المؤول	398	30	ھدایۃ الحکمۃ	116
31	قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی	317	32	الرشیدیۃ مع الفریدیہ	127
33	اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسہ	325	34	العربیہ للطالبین جلد اول	296
35	صرف بہائی مع حاشیۃ صرف بنائی	55			

☆☆☆ بیانات وغیرہ ☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا06	اسلامی بیانات جلد1تا6	2516	07	شانِ مصطفی پر12بیانات	159
08	سنتوں بھرے بیانات جلد اول	560	09	دل خوش کرنے کے طریقے	68
10	پیغام فنا	48	11	فیضانِ خطباتِ رضویہ	24
12	گلدستۂ درود وسلام	660	13	ایک آنکھ والا آدمی	48
14	اصلاح کے مدنی پھول	372	15	گستاخِ رسول کا عملی بائیکاٹ	52
16	غریب فائدے میں ہے (بیان1)	30	17	احساسِ ذمہ داری	50
18	جوانی کیسے گزاریں؟ (بیان2)	44	19	رسائل دعوتِ اسلامی	422
20	فیضان بیانات عطار جلد1	609			

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	حدائق بخشش	446	02	سامانِ بخشش	231
03	ذوقِ نعت	319	04	قبالۂ بخشش	384
05	بیاضِ پاک حجۃ الاسلام	37	06	مناقب عطار	164

دعوتِ اسلامی و ثمرات

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	بارہ مدنی کام	72	02	مدنی دورہ	44
03	اسلامی بہنوں کے 8 مدنی کام	44	04	انفرادی کوشش	48
05	مسجد درس	52	06	رمضان کے صبح و شام گزارنے کا طریقہ	780
07	ہفتہ وار مدنی مذاکرہ	72	08	تنظیمی کاموں کی تقسیم	50
09	ہفتہ وار اجتماع	80	10	مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے	73
11	ہفتہ وار مدنی حلقہ	36	12	مَدَنی مرکز کی آبادکاری کیسے ہو؟	64
13	صدائے مدینہ	32	14	وقفِ مدینہ	86
15	چوک درس	36	16	نیک بننے اور بنانے کے طریقے	696
17	مدرسۃ المدینہ بالغان	72	18	جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ	470
19	اجتماعی سنّتِ اعتکاف کا جدول	195	20	فیصلہ کرنے کے مدنی پھول	56
21	بعدِ فجر مَدَنی حلقہ	46	22	سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام	49
23	مَدَنی انعامات	72	24	اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم)	32
25	دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات	43	26	25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام	33
27	مَدَنی قافلہ	80	28	ماڈرن نوجوان کی توبہ	32
29	یومِ تعطیل اعتکاف	24	30	کرسچین کا قبولِ اسلام	32
31	قبر کھل گئی	48	32	صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ	33
33	گونگا مبلغ	55	34	کرسچین مسلمان ہو گیا	32
35	دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں	220	36	میوزکل شو کا متوالا	32
37	گمشدہ دولہا	33	38	نورانی چہرے والے بزرگ	32
39	جنوں کی دنیا	32	40	آنکھوں کا تارا	32
41	میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟	33	42	ولی سے نسبت کی برکت	32
43	غافل درزی	36	44	بابرکت روٹی	32
45	مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟	33	46	اغوا شدہ بچوں کی واپسی	32

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
99	بھنگڑے باز سدھر گیا	32	100	ڈرامہ ڈائریکٹر کی توبہ	32
101	جرائم کی دنیا سے واپسی	32	102	حیرت انگیز گلوکار	32
103	کینسر کا علاج	32	104	نورِ ہدایت	32
105	اجنبی کا تحفہ	32	106	جواری و شرابی کی توبہ	32
107	انوکھی کمائی	32	108	اوباش دعوتِ اسلامی میں کیسے آیا؟	32
109	بد چلن کیسے تائب ہوا؟	32	110	والدہ کا نافرمان امام کیسے بنا؟	32
111	بری سنگت کا وبال	32	112	سنّتِ رسول کی محبت	32
113	رسائل مدنی بہار	368	114	روحانی منظر	32
115	بد اطوار شخص عالم کیسے بنا؟	32	116	راہِ سنّت کا مسافر	32
117	جھگڑالو کیسے سدھرا؟	32	118	اراکینِ شوریٰ کی مدنی بہاریں	32
119	پانچ روپے کی برکت سے سات شادیاں	32	120	دعوتِ اسلامی کے بارے میں دلچسپ معلومات	660
121	باکردار عطاری	32	122	گھر درس اسلامی بہنیں	24
123	سنگر کی توبہ	32	124	علاقائی دورہ (اسلامی بہنیں)	48
125	مفلوج کی شفایابی کا راز	32	126	مدنی قافلے والوں کے لیے انمول تحفہ	112
127	شادی خانہ بربادی کے اسباب اور ان کا حل	16	128	ہفتہ وار اجتماع (اسلامی بہنیں)	72

متفرقات

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا02	عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول، دوم)	825	03	کامیاب استاذ کون؟	43
04	تاجروں کے لیے کام کی باتیں	60	05	نام کے احکام	180
06	الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے)	561	07	اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِی)	100
08	ویلنٹائن ڈے (قرآن و حدیث کی روشنی میں)	34	09	کھانا کھانے اور کھلانے کے بارے میں سوال و جواب	40
10	اَلْوَظِیْفَةُ الْکَرِیْمَة	46	11	کرونا اور دیگر وبائیں	69

بدمذہب کو استاد بنانا

بدمذہب سے دینی یا دنیاوی تعلیم لینے کی ممانعت کرتے ہوئے سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صحبت آگ ہے، ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں۔ **عمران بن حِطّان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت** (سے شادی کرکے اس) **کی صحبت میں** (رہ کر) **مَعَاذَ اللّٰہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ** (اس سے شادی کرکے) **اسے سنی کرنا چاہتا ہے۔** (یہاں وہ نادان لوگ عبرت حاصل کریں جو بزعمِ فاسد خود کو بہت "پکّا سُنّی" تصوّر کرتے اور کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے مسلک سے کوئی ہلا نہیں سکتا، ہم بہت ہی مضبوط ہیں!) **میرے آقا اعلیٰ** حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ **مزید فرماتے ہیں: جب صحبت کی یہ حالت** (کہ اتنا بڑا محدث گمراہ ہو گیا) **تو** (بدمذہب کو) استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، **تو غیر مذہب عورت** (یا مرد) **کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ** (خود ہی) **دین سے** واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/692)

”مسجد بھرو تحریک مسجد بناؤ تحریک“

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

مسجدیں آباد کرنے کی فضیلت پر مشتمل تین فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) بے شک اللہ پاک کے گھروں کو آباد کرنے والے ہی اللہ والے ہیں۔ (معجم اوسط، 2/58، حدیث:2502) (2) جو مسجد سے محبّت کرتا ہے اللہ پاک اُسے اپنا محبوب (یعنی پیارا) بنا لیتا ہے۔ (معجم اوسط، 4/400، حدیث:6383) (3) جب کوئی بندہ ذکر یا نماز کے لئے مسجد کو ٹھکانا بنالیتا ہے تو اللہ پاک اُس کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے، جیساکہ جب کوئی غائب آتا ہے تو اس کے گھر والے اُس سے خوش ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ، 1/438، حدیث:800)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے مَساجد آباد کرنے کا بھی عَزم رکھتی ہے، اِسی مقصد کے لئے اِنفرادی اور اِجتماعی کوششوں کے ذریعے عاشقانِ رسول کو نمازِ باجماعت کے لئے مساجد کا رُخ کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ مختلف مساجد میں بعد نمازِ فجر مَدَنی حلقہ اور کسی نماز کے بعد درسِ فیضانِ سنّت کی ترکیب ہوتی ہے، اِس کے علاوہ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اِجتماعات اور مختلف مواقع پر ہونے والے تربیتی اجتماعات بھی مساجد میں ہوتے ہیں، مدنی مذاکرہ بھی مسجد (یعنی عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ) میں ہوتا ہے، سنّتوں کی تربیّت کے لئے دنیا بھر میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلے بھی عُموماً مساجد ہی میں ٹھہرتے ہیں، جو مساجد آباد کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ ہمارے پیارے آقا، مکّی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسجدیں بنانے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (1) جو اللہ پاک کے لئے مسجد بنائے گا اللہ پاک اس کے لئے جنّت میں گھر بنائے گا۔ (مسلم، ص1218، حدیث:7471) (2) مسجدیں تعمیر کرو اور انہیں محفوظ بناؤ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، 1/344، حدیث:9) پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی جہاں ”مسجد بھرو تحریک“ ہے وہاں ”مسجد بناؤ تحریک“ بھی ہے، دعوتِ اسلامی کی ”مجلس خُدّامُ المساجد“ مساجد کی تعمیر، آبادکاری اور مسجد کے عملے (Staff) کے مشاہروں (Salaries) کے انتظامات وغیرہ کے لئے کوشاں ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! 2017ء میں پاکستان میں 723 مساجد تعمیر کی گئیں جبکہ رواں (یعنی جاری سال) سال 2018ء میں اِنْ شَآءَ اللہ 1200 مساجد بنانے کا ہدف ہے جن میں سے 591 مساجد کا تعمیراتی کام جاری ہے جبکہ مساجد بنانے کے لئے 547 پلاٹس (Plots) حاصل کئے جاچکے ہیں۔

کر مسجدیں آباد تری قبر ہو آباد ‏ ‏ ‏ فردوس عطا کر کے خدا تجھ کو کرے شاد

اپنی آخرت سنوارنے کیلئے آپ بھی مساجد کی تعمیر میں حصہ لیجئے۔ مجلس خدام المساجد (دعوتِ اسلامی) سے رابطہ کے لئے:

موبائل نمبر: 03130143472 واٹس اپ: 03463622219-- Email:masajid@dawateaslami.net

(ماہنامہ فیضانِ مدینہ، جمادی الاخریٰ 1439 / مارچ 2018)

نماز کے چند ضروری مسائل

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

حدیث شریف میں ہے: جو شخص رکوع و سجود مکمّل نہیں کرتا نماز اسے کہتی ہے: "اللہ تجھے ہلاک کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا، پھر اس نماز کو پُرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔" (شعب الایمان، 3/144، حدیث: 3140 ملتقطاً) نیز ایک روایت میں ہے: بد ترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔ عرض کی گئی: نماز کا چور کون ہے؟ فرمایا: وہ جو رُکوع و سُجود مکمل نہ کرے۔ (مسند احمد، 8/386، حدیث: 22705) آج کل نماز میں کی جانے والی عُمومی غلطیوں (Common Mistakes) میں سے کچھ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے چند مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ❀ رُکوع میں جُھکنے کی کم از کم حد یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گُھٹنوں تک پہنچ جائے جبکہ مکمل رُکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔ (بہار شریعت، حصہ 3، 1/513 مفہوماً) ❀ رکوع کے لیے جھکنا نماز میں فرض ہے اور وہاں کچھ ٹھہرنا یعنی اِطمینان سے رکوع کرنا واجب۔ (مراۃ المناجیح، 2/75) ❀ کسی نرم چیز مثلاً گھاس، رُوئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کرنے کی صورت میں پیشانی اور ناک کی ہڈی کو اتنا دَبانا ضروری ہے کہ دبانے سے مزید نہ دبے۔ اگر پیشانی اتنی نہ دبی تو نماز ہی نہ ہوگی جبکہ ناک کی ہڈی اتنی نہ دبی تو نماز مکروہِ تحریمی ہوگی اور اسے لَوٹانا واجب ہوگا۔ (عالمگیری، 1/70) ❀ سجدے میں پاؤں کی ایک اُنگلی کا پیٹ زمین پر لگنا فرض ہے اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 3/253 ملخصاً) ❀ رُکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے نیز اس دوران کم از کم ایک بار سُبْحٰنَ اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا بھی واجب ہے۔ (بہار شریعت، 1/518 ملخصاً، نماز کے احکام، ص218) ❀ ایک رُکن میں تین مرتبہ کھجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، یعنی ایک بار کُھجا کر ہاتھ ہٹایا پھر دوسری بار کُھجا کر ہٹایا اب تیسری بار جیسے ہی کھجائے گا نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند بار حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کُھجانا کہا جائیگا۔ (بہار شریعت، 1/614 ملخصاً) ❀ امام سے پہلے مقتدی کا رُکوع و سُجُود وغیرہ میں چلا جانا یا اس سے پہلے سر اُٹھانا (مکروہِ تحریمی ہے) (بہارِ شریعت، 1/629) ❀ نماز میں چہرہ پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ جبکہ بغیر چہرہ پھیرے بلا حاجت اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ 3، 1/626 ملخصاً) (نماز کے مسائل تفصیلاً سیکھنے کے لئے بہار شریعت حصہ 3 اور "نماز کے احکام" کا مطالعہ فرمائیے)

(ماہنامہ فیضانِ مدینہ، شعبان المعظم 1439/اپریل/مئی 2018)

سادگی اپنائیے

از شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

حضرت علّامہ ابنُ الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لباس کے بارے میں تکلف نہ فرماتے بلکہ جو آسانی سے مُیَسَّر ہوتا اُسے ہی پہن لیتے۔(المدخل، 1/112) ایک بار چٹائی پر آرام فرمانے کے سبب حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسم مُبارَک پر چٹائی کا اثر ظاہر ہوگیا تھا۔(ترمذی، 4/167، حدیث:2384) یوں سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں سادگی کا پہلو نُمایاں ہے۔

تِری سادگی پہ لاکھوں تِری عاجزی پہ لاکھوں ہوں سلام عاجزانہ مدنی مدینے والے

اے عاشقانِ رسول! ہمیں بھی سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے لباس، کھانے پینے اور رہن سہن میں سادگی اپنانی چاہئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک دعوتِ اسلامی نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کوششیں کر رہی ہے اور مذہبی طبقے کو سادہ لباس میں ہونا چاہئے کیونکہ لوگ جب کسی مذہبی شخص کو شوخ لباس میں دیکھتے ہیں تو مَعْیُوب سمجھتے ہیں اور باتیں بناتے ہیں کہ دیکھو! مولانا ہو کر کیسے بھڑکیلے کپڑے پہنے ہوئے ہے! طرح طرح کی تَراش خَراش والے لباس پہننے والوں کو چاہئے کہ سادہ لباس اپنالیں، سادہ لباس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو باوجودِ قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع (عاجزی) کے طور پر چھوڑ دے گا اللہ پاک اس کو کرامت کا حُلّہ (یعنی جنّتی لباس) پہنائے گا۔(ابوداؤد، 4/326، حدیث:4778) اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی سے پہلے بھی میرا لباس سادہ تھا اور میں دعوتِ اسلامی بھی سادگی کے ساتھ لے کر چلا، اللہ کی رحمت سے کبھی ٹیپ ٹاپ کا سلسلہ بھی نہیں ہوا مگر جب سے دعوتِ اسلامی میں مختلف رنگوں کے عمامے اور لباس رائج ہوئے ہیں تو ایک تعداد نے عمامے اُتار کر اپنے آپ کو سنّت سے محروم کرلیا ہے کہ عمامہ شریف باندھنے کی پابندی ہٹ گئی ہے، جبکہ عمامہ شریف باندھنے کی پہلے بھی کوئی سخت تاکید نہیں تھی صرف ترغیب تھی کہ عمامہ شریف باندھنا سنّت ہے، وہ اب بھی سنّت ہے اور آئندہ بھی سنّت ہی رہے گا۔ اسی طرح لباس میں افضل رنگ سفید ہے، لیکن مخصوص لباس کی وجہ سے دعوتِ اسلامی کا مدنی کام کرنے میں جھجکنے والوں کو قریب لانے کی حکمتِ عملی کی وجہ سے تنظیمی طور پر ہلکے (Light) رنگین کپڑے جو علما و مشائخ اور مُہذَّب لوگ پہنتے ہیں استعمال کرنے کی اجازت ملی تو بعضوں نے اسے فیشن کا شوق پورا کرنے کے لئے استعمال کیا اور طرح طرح کی تَراش خَراش والے، ایک سے ایک چمکیلے، بھڑکیلے اور شوخ رنگ پہننے شروع کردیئے جن کی بہارِ شریعت میں مذمّت موجود ہے، یوں مجھے اذیّت و صدمہ پہنچایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میں سادگی پسند کرتا ہوں اور دعوتِ اسلامی میں سادگی اپنانے والوں کی کمی نہیں، اے عاشقانِ رسول! آپ بھی سادگی اپنالیجئے اور مدنی چینل، گھر، دفتر، بازار اور دینی و دنیاوی محافل وغیرہ سب جگہ سادگی ہی سادگی ہو، اس سادگی کی برکت سے دعوتِ اسلامی کی نیک نامی میں اضافہ ہوگا اور نیکی کی دعوت کا کام مزید بڑھے گا، اِنْ شَآءَ اللہ۔ مدنی التجا: لباس کے حوالے سے آپ کسی اسلامی بھائی پر سختی یا طنز نہ کریں اور نہ ہی اس کی غیبتوں میں پڑیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے رویّے کی وجہ سے وہ دعوتِ اسلامی سے ہی دور ہوجائے بلکہ اسے نرمی کے ساتھ حکمتِ عملی سے میری یہ تحریر پڑھادیجئے۔ (ماہنامہ فیضانِ مدینہ، شعبان المعظم 1440/اپریل 2019)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قِیامت کے روز حسرت

اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دِن اُس کو ہوگی جسے دُنیا میں علم حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اس نے حاصل نہ کیا اور اس شخص کو ہوگی جس نے علم حاصل کیا اور دوسروں نے تو اس سے سُن کر نفع اُٹھایا لیکن اس نے نہ اُٹھایا (یعنی اس علم پر عمل نہ کیا)۔

(تاریخ ابن عساکر، رقم: 5978، محمد بن احمد بن محمد، 51/138)

978-969-722-207-0

01013191

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net